

فوحاتِ عثمانیہ

دیوبندی، بریلوی تنازع ختم کرنے کے لیے
فیصلہ کن مناظرے

مفت مولانا محمد منظور عثمانی مدظلہ العالی

دیوبندی، بریلوی تنازع ختم کرنے کے لیے فیصلہ کن مناظرے

فوجاتِ نعمانیہ

مناظر اہل سنت

رئیس المحدثین و ائمہ جہتیں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ



انجمن ارشاد المسلمین

۱۴- بہاولپور روڈ ○ فرنگ، لاہور

تہذیب متقی محفوظ:

سہ ماہیات 031

نام کتاب	فتوحات نوحانیہ
مرتب	حضرت مولانا قدوسی عہدائیں
ناشر	دارالکتاب، الحرفی سٹریٹ، آریو، بازار دلا اور 042 7235034
طابع	مغیث نثر
اشاعت	-
قیمت	₹ / -



قانونی مسییر _____ بی بی نسیم

میر علی، رحمن ایڈوانس، ہائیڈرو پور، پاکستان جان فاطمہ محمد نوریہ

فون 0300 4356146, 042 7060020 0300-8477008

عرضِ ناشر

حضرت مولانا فاروقی عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ (۱۳۱۲ھ/۱۹۹۲ء) نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے سلسلے میں جو کارنامے نمایاں انجام دیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس راہ میں آپ کو جو تکالیف پیش آئیں بالخصوص اس سلسلے کی کتب کی فراہمی میں آپ نے جو وقتیں برواشت تھیں اور جن صعوبتوں سے آپ کو گزرنا پڑا آج ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے جو کتب و رسائل ہمارے اکابر نے تحریر فرمائے ہیں وہ بہت کافی ہیں اور اس سلسلے میں از سر نو کاوش سے بہتر یہ ہے کہ اکابر کی مآثور و مایاب تحریرات کو تلاش کر کے انہی کو شائع کیا جائے۔

چنانچہ آپ نے انتہائی لگن اور محنت و جانفشانی کے ساتھ اکابر علماء اہل سنت کی بہت سی مآثور و مایاب کتب کو ملکِ بیڑن ملکِ فاش کر کے اپنی زیرِ نگرانی طبع فرمایا، انجمنِ ارشادِ اسلامیین اور ”جمیعت اہل سنت“ کی طرف سے شائع ہونے والی چھوٹی بڑی کتابیں آپ کی عظیم یادگار ہیں۔ ان میں متعدد کتب ایسی بھی ہیں جن پر آپ نے وقیع مقدمات تحریر فرمائے ہیں جو بیکار نہ خود مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت فاروقی صاحب نے اپنے امی جذبہ کے تحت ہفت سرفرازانِ محمد منظرِ نعمانی دامت برکاتہم کے بہت سے مآثور و مایاب مناظرے لکھے گئے تھے اور اپنی زیرِ نگرانی ان کی خوبصورت کتابت بھی کروائی تھی آپ کا ارادہ تھا کہ ان کے

شروع میں ایک مفصل مدد مہر تحریر کر کے ان سب کو ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کیا جائے لیکن جہل نے موقع نہ دیا اور آپ کا انتقال ہو گیا، انا مشاء اللہ! راجہ جون، کارکنان انجمن ارشاد المسلمین جو حضرت قاری صاحب کی اس تمنا اور آرزو سے واقف تھے انہوں نے ان مناظرات کو ترتیب دے کر ان کے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ مناظرات زیرِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئے۔ اس مجموعہ میں درج ذیل مناظرات شامل ہیں (۱) صاحبۃ آسمانی بر فرقہ ضاعفی حضرت قول و دو قلم مع خیمہ بارقہ آسمانی (۲) فیصلہ کن مناظرہ (۳) مناظرہ کیا آدم، قلع بریلی کا دلکش نظارہ (۴) مناظرہ علم و غیب ان مناظرات کا نام "فتوحاتِ نعمانیہ" رکھا گیا ہے کیونکہ یہ نام خود حضرت قاری صاحب نے تجویز فرمایا تھا۔ آپ جب بدوستان کے سفر میں مکھنوت شریف لے گئے تھے تو آپ نے مولانا نعمانی دامت برکاتہم سے اس کا تذکرہ کیا تھا موصوف نے اس پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے پسند یہ لگی تھا ہر فرمائی تھی۔

قابلیں کرام سے گزارش ہے کہ ان مناظرات سے استفادہ کے وقت حضرت مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحت و سلامتی کے ساتھ دُرُزئی عمراؤ حضرت قاری عبدالرشید صاحب مرحوم و مغفور کے بیحد رفیع درجہ است کی دعا ضرور فرمائیں۔

کارکنان انجمن ارشاد المسلمین

منظر و سبیل و در ضلع نینالی
فتح الابرار علی الفجار
۴۷ ۳۶ ۳۵

صاعقه آسمانی فرقه رضا خانی

حصہ اول

مستبد

مولانا ابوالہی محمد عابد خاں

انجمن ارشاد المسلمین
۱۴۱۰ ہوا و لیور روڈ، منگٹ لاہور

وہابیہ کی بات نہ پا کر
یہاں سے بھاگ کر
وہابیہ کی بات نہ پا کر
یہاں سے بھاگ کر

الحمد لله العالیٰ ذی المہابة
وہابیہ کی بات نہ پا کر
یہاں سے بھاگ کر

فتح الأبرار علی الفجار

مکتبہ

صاعقة آسمانی برف و بھاری

مکتبہ صاعقة آسمانی برف و بھاری

یہ کتاب ہے جو
مکتبہ صاعقة آسمانی برف و بھاری
مکتبہ صاعقة آسمانی برف و بھاری
مکتبہ صاعقة آسمانی برف و بھاری

فہرستِ عنوانات

صفحہ نمبر

۸	مقدمہ
۱۶	تہمید
۲۰	عزیز ناشر
۳۷	تہمید و کیفیتِ ملاحظہ
۳۱	خطِ ایان کی عبارت پرستِ فرو
۳۵	مناظرہ کا دوسرا دن
۵۹	مناظرہ بر عبارتِ تمذیرانِ حسن
۷۷	نظریۃ تمذیر کے معنی حضرت نازوقی کے نزدیک
۹۲	مناظرہ کا تیسرا دن
۹۲	مناظرہ بر سکہِ مولیٰ نعیم
۱۱۵	ضمیمہ بارقہ اسمانی
۱۱۹	رضا خانی تمذیر کی رنگی تصویر
۱۴۷	فہرستِ ملاحظیاتِ قسمِ اول
۱۵۱	فہرستِ ملاحظیاتِ قسمِ دوم
۱۵۸	رضا خانی روئید کے متعلق ایک استفسار ہی سہی
	اور مولانا نعمانی صاحب کی طرف سے اس کا جواب

مقدمہ

ہندو مت پر مجوزہ دستور کا کس قدر خطرہ صاف نظر آتا ہے۔ انمولی شری اور علی الاصول کے لکھنے

کی طرف سے

برادرانِ دینی کی خدمت میں ایک خط لکھنا اور نہایت ضروری التماس



باسمہ تعالیٰ حامداً و مدعیاً و صلوات اللہ تعالیٰ

و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ (الفتح)

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ مذہبِ مقدس پر ہر طرف سے ناپاک حملے ہو رہے ہیں جب کہ آریہ سماج ہندوستان کے ساتھ ساتھ کہہ کر فرزندِ ان کو کشتی کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں۔ جب کہ صلیبی پرچم غرناظ و دھن کی بھڑکھڑاوت پر ادا ہو۔ جب کہ قریب و اندلس کا زور و مسلمانوں کے خلاف مقدس سے لگا جھکا ہو اور جب کہ چالیس کرٹھ فرزندِ اسلام کو کھجی کھ گیری سے قضا آزادی میں سانس لینا دیکھ کر دیا ہو۔ ضروری اور نہایت ضروری تھا کہ مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے اور گروہِ ہمیش کے حالات سے متاثر ہو کر بھانسنے لگے۔ میں گنگا گھٹنے کے تیل و مخالفتِ اسلام کو اپنا حقیقی نصب العین قرار دیتے مگر انھوں نے اس کی قسمتی ست آج انہیں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جن کے پاس کوئی حلال ذلیلہ رعایت نہیں اور نہ کوئی نفاذی پر بھروسہ ہے۔ ان کی روٹی لیں یا بی بی بی کے مسلمانوں کو آپس میں لڑائیں؟ خداوندِ جگہ میں قتلہ کریں۔ پھر اس اسلام دشمنی کے مسلمانوں کو جس قدر نقصان ان مارا۔ آستین سے حضرت مولانا کی یہ نصیحت افردِ شکریم کو اس غرض سے وصول ہوتی تھی کہ اس کو دھندلا دیا کہ وہ بنا دیا جائے لیکن ہم نے اس کو قدر قرار دیا زیادہ مناسب تھا۔ ۱۱۔ مرتبہ

دھیان اسلام سے پہنچا ہے۔ اتنا ظاہر باہر مخالفین ہو، و لہذا دینی وغیرہ سے ہرگز نہیں پہنچا۔

من از بیگیاں گمان همگدو نامم
کہ با من انسجو کرد آستنا کرد

یوں تو یہ گھر کے چور بہت سے فرقوں پر تقسیم ہیں لیکن اس وقت مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک دو فرقے ہیں۔ ایک رضا خانی اور کادیاہی۔ اول الذکر نے اس چودہویں صدی کی مجددیت کے دعویدار مولوی احمد رضا خاں صاحب برغوی آجپانی کا پیرو ہے۔ اور ثانی الذکر فرقہ بھی اسی صدی کی مجددیت اور نبوت کے دوسرے دعویدار مرزا غلام احمد صاحب تاجپانی کا پیرو ہے۔ تجربہ شاجہ ہے کہ عام مسلمانوں پر ان دونوں عیسائیوں کا مکر و خدایت اس قدر کارگر نہیں ہوتا جتنا کہ ان دونوں فرقوں کی طبع کا دیول کا ان پر اثر کرتا ہے۔ بالخصوص رضا خانیوں کے جھگڑنے سے اس اعتبار سے آج دنیا میں سب سے خطرناک ہے جو ہے ہیں۔ یہ لوگ بڑے بڑے علماء باوجود کثیر کثرتی عبادتیں ہیں کہ اعظما پیران کر عاشقان محمدی کا وہ پب بھر کر آتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت ظاہر کرتے ہیں اور حق و باقی حق سے متفرک کرنے کے لئے علماء و حضرات پر ایسے ایسے بے بنیاد و بے اصل اتہانات رکھتے ہیں کہ جو کبھی ایسے ملعون کو بھی نہ سوجھے ہوں۔ اگرچہ اس سے قبل بھی متعدد جہاد ہوس گئے اس قسم کی جیسا سو کاہ و انیال کی ہیں۔ لیکن پچاس سے ہے کہ اس مجدد الیدعات کی ذریت کے کاذب ناموں نے ان سب کو بھلا دیا۔ وہ انھیں ملے حضرات علما و علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے برگشتہ کرنے کے لئے یہ کہا تھا کہ وہ اہل بیت نبوی کے جانی دشمن تھے تو من رضا خانیوں نے اس مقدمہ کے بڑھ کر یہ لڑائی شروع کی کہ محمد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان کی جناب رابع میں گستاخیاں کر رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کو جس قدر حق و محضرت محبوب رب العزت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے اتنا کسی سے ہوتا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ایک مسلمان ابتر و بیکار مسلمان ہو کسی حد تک اپنے لئے اپنے والد باپ کے مستقل ہمسے کلمات سن سکتا ہے لیکن اگر کوئی ملعون اس کے سامنے سرکار وہ قرار

دو جہاں کے سردار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دبارک و عظیم فی یوم القدر کے مستحق کوئی کشتا مارا
 کلمہ نکالے تو اس کی حریت ایمانی و غیرت، اسلامی کاریگری کا شہرہ تباہ ہے کہ اگر ایسے چلے تو اس کوئی فتنہ
 جہنم بسیدہ کرے ورنہ انتہائی نفرت تو جو یہی جانی چاہئے۔ اگر شام بھی نہ ہو تو وہ ہمارے نزدیک
 سو من نہیں منافی ہے۔

دام ملک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ما بقوا و احتد بعد سبت بدینہا۔ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے جلنے کے بعد اس کی امت کی کیا زندگی ہے؟
 اس مسجد الہیہ عامتہ کے مسلمانوں کے اندر اس خاص جذبہ کا احساس کرتے ہوئے یہ حال چلی
 اور شیطانین کجی کر بھی شراباوارہ یعنی عن کا گر جوا اور تجویہ ہو کہ بہت سے سادہ لوح مسلمانوں میں
 علمائے اہل سنت کی طرف سے ابک خاص نفرت پیدا ہو گئی اور وہ بے جا حسد ان کی ولوم و تذویر
 کا شکار ہو گئے۔ بقول شیعہ: وج

دام بر سر گنیم زمین بود گرفتار کشدیم

اور ترقی الیٰ اللہ نے جن کی مسابقت کی انمول نے حب تحقیق کے بعد ان انزاع سے کہ سب سے
 بے بنیاد چاہا تو وہ اس فقرہ کے شر سے محفوظ رہے۔

ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان فقرہ پر پڑانے کو اس غلط اور شرمناک
 پرہیزگندہ کا موقع کیوں ملا۔

حقیقت حال

بروز دنیا ملت اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب ان رضا خانوں نے اپنے حقیقہ سے کہ عطا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و کمالات کو ٹکڑے کیا۔ اور محض اولیائے کرام کو مسند
 کن فیض کن پر بٹھایا۔ مقتدایہ ارکاء ابدی کو لانا سے قضا و لا ماضی
 عطا کا مستحق بتلایا اور اس طرح مذہب مقدس کو سناپی دہرہ کے قالیب میں ڈھال کر
 امت محمدیہ کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ تب ہی خلافت کے رہائی نے اپنے فرائض و منصبی سے محروم ہو کر ان
 کے اس غلو اور افراط فی العین کی تردید کی اور یہ بتلایا کہ سقر میں باہر کا دھن کے ستے ہیں مرا تب کا ثابت

کہنا خداوند تبارک و تعالیٰ اور خود ان حضرات کی بھی ماضی ماندی کا باعث ہے۔ تمام وہ صفات قدسیہ جو کہ مخلوق کے لئے زیبا ہو سکتی ہیں وہ ان میں موجود ہیں۔ لیکن ان صفات کا ثابت کرنا خداوند تعالیٰ سے نہایت کرنا ہے۔

تب ان مضافاتیوں کے تمام گمراہ ہو کر دھوکا دیا کہ ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی تھی اور کیا بکرام کا مرتبہ بڑھایا تھا وہ ان دھوکا خیزوں سے نہیں دیکھا گیا یہ بزرگوں سے جانتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اگر غور کیا جائے تو یہ ایسا صحیح اور کھلے ہوا دھوکا تھا کہ اس میں کسی مسلمان کا اتنا ہی ایک تعجب بالائے قیاس نہ تھا۔ کیوں کہ ہر مسلمان عاقل و عاقلہ کو جس طرح تعظیم و گماہی کا باعث ہے اسی طرح افزا بھی۔ اگر یہ وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توہین کی وجہ سے بڑے غضب الہی ہوئے ہیں تو نصارے بعض اس وجہ سے کہ انہوں نے مسیحیہ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے لئے وہ باغی و العیشیت نہایت ثابت کیوں جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سزاوار تھیں کسی مخلوق کے لئے بخیر و امان کے ناماً۔ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرماتے ہیں: "یا علی، مہلت خلیفۃ الشان، محب مفرط و مبغض مفرط" لئے علی ختم ہمارے بارے میں دو فریقے جنک، اگرچہ ہماری گمراہی کے ایک وہ جو محبت میں حد سے بڑھے گا اور دوسرا وہ جو عدوت میں افراط کرے گا۔

خود اپنے مشفق، دانشور و فرائے میں "لا تظروا فی کما اطرات النصار" عیسیٰ ابن مریمہ فاضلاً علیہ السلام و رسولہ فعدوا عبد اللہ و رسولہ .. جس طرح کہ نصارے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی محبت بڑھایا ہے تو اس طرح مجھ کو میری حد سے بڑھانا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہیں کہو عیسیٰ اللہ و رسولہ ۵ حضرت عائشہ صدیقہ بھی اللہ تعالیٰ سے عطا فرمائی ہیں کہ اعدنا النبی خلیفۃ اللہ علیہ وسلم۔ انا من مشق الناس عنان لکھتہ۔ "ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم سب کو اپنے آپ سے تمہوں میں رکھیں"

کی بیخ کنی کرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رزیدہ عظیم اس طرح بتلایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَمَاتَ أَذْكَبْتُمْ خَلْفَ الْاِخْتَابِكُمْ وَتَمْنَنَ تَخْلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَئِنْ قَسَمْتُ لَكُمْ شَيْئًا (آلہ عرب ۳۔ م ۱)

جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو از خود شکہ کر دیا اور حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بارے میں خود صحابہ کی باہم مختلف برکتیں اور بہت سوں کے دلوں میں کسی غامبی کی وجہ سے ان ہونے خطرات گزرنے لگے تب یہاں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صدیقیت کا کرشمہ دکھلایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منسوب عظیم ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُعْبِدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا أَقْدَمُ مَنْ وَثِقَ كَانْ
يُصْبِحُ اللَّهُ خَانَ اللَّهُ حَى لَا مَمُوتَ =

اگر کوئی شخص حضور قدس کے لئے عبادت کرتا تھا تو خبردار جو جیسے کہ ان کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں یا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو کبھی وفات ہونی نہیں =

اس سیلاب میں بسنے والوں کی دستگیری غریبی اور روحانیت کے اس مجبور سے نکال کر

ساحل پر پہنچایا۔

صلوات : اگر یہ بیان سزا تب نہیں تو اور کیا ہے ؟ واللہ اعلم بما راجع ہمیں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اگر حقیقتاً اولیاء کرام کو خدا یا تعالیٰ کا نیک نہ جانتا حضرات انبیاء علیہم السلام اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے جدا کر دیا یا اس کے برابر نہ جانتا بلکہ سب کو اپنے لئے مرتبوں میں رکھنا اسی کا نام توہین و تنقیص ہے اور اسی میں دہائیت کا راز مخفی ہے نوبلے شک ہم دہائی ہیں اور سو جان سے اس دہائیت کے خریدار اور اس مبارک

سید راہروی پر جس قدر بھی ناکریریں تھوڑی ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کیا خوب لکرایا ہے ۔

لو کانہ رافضی صاحب ان محمد

فلینعم الثقلان الخیر رافضی

یعنی اگر اہل بیت نبوی کی محبت ہی کا نام رافضی ہے تو زمین کے بسنے والے نباتات و

انسانیت بہرین کر میں سب سے بڑا اور پہلا رافضی ہوں :

مسلمان خبردار، سہو جانیں کہ بھگوان اللہ تعالیٰ ہم انوار و نور علیہ دلوں سے برہی ہیں۔ جملہ مقامات و احوال میں سلف صالحین کی تقلید کو باعث نجات مانتے ہیں اور اسی کی برکت سے بدعات سے تحفظ ہیں جس عقیدہ یا عمل میں بدعت کا شائبہ بھی ہو تا ہے اس سے احتراز اولیٰ سمجھتے ہیں کیوں کہ نور اور نجات ہمارے نزدیک مفصل و متباعد سنت ہی میں منحصر ہے ، دیکھو کہ کتابت امام ربانی :

بھگوان اللہ ہمارا جو عقیدہ ہے اس پر تو ان عزیز و اعلیٰ ہمیشہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام و اہل بیت سے اپنے پاس کافی سند رکھتے ہیں جس وقت جس کا ہی چاہتے استیذان کر سکتا ہے سارے بزرگان دین ہمارے سر کے تابع ہیں ان کی محبت کو باعث نجات اور ان کی عداوت کو باعث شقاوت و مجروری جانتے ہیں۔ انھیں نہ ہم پتھر یوں اور قادیانوں کی طرح اقبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کی شان میں ستاخ اور ان کی کرامت کے شکر نہ شکر گین اور رضا نانیوں کی طرح ان کی خدائی کے اثبات میں ہر بھگوان ہمارا اور ہمارے اکابر کا لاکھ عمل یہ ہے ۔

یا دل کا پاس ادیب اور دل ناستاد ہے

ناز و شہمت ہر گنتی ہماری فتنہ اور ہے

بفضلہ تعالیٰ ہمارے اکابر جامع شہریت و طہریت ہیں اور آج انھما کی یہ شان ہے ۔

در کفہ جام شہریت در کفہ سندان عشق

ہر یکسنا کے نہ داند جسم و سندان یا فتن

ہاں اس کا کوئی علاج نہیں کہ بنظر انصاف دیکھا ہی نہ جائے

ہنر کچھ پیشہم عداوت بزرگ تر حسیب است

انہی عداوت بھی جو لوگ بھڑے اکابر کو برا کہیں وہ ان کا کچھ نہیں سمجھتے اپنے نام نہ لے
کہ خواب کرتے ہیں۔ کشتہ العرب، اہم حضرت حاجی ادا داد صاحب تھانوی صاحب برکتی نے اپنے
نور قلب و قرۃ عین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ کے بارگاہ کے متعلق کیا خوب لکھا

آپ ہی سہے بہرہ جو مستعد میر نہیں :-

فقط بذا سلام آخر الکلام :-

باقیہ برادر محوئی خاکسار محمد منظور نعمانی مدظلہ

بنیعی غفرلہ و لوالہ یہ -

تعمید

تاریخ والی سمجھنا ہر پرہیزگاری پر مشید و نہ ہونے کی سرسلطنت غلبہ کے عروج کے زمانہ میں علوم
اسلامیہ کے اعتبار سے منجملہ و ایک خاص امتیاز حاصل تھا۔ یہاں کے بعض علماء کی سلاطین و اہل کے
دربار میں ایسی ہی وقعت تھی جیسی کہ علامہ اعجاز کسبیا کوٹلی اور علامہ سید زاجد ہروی کی لیکن اس اسلامی
سلطنت کے انحطاط کے بعد جو سارے ہندوستان میں قائم کا دال شروع ہوا تو اس میں منجملہ میں برابر
کا شریک رہا۔ اور رفتہ رفتہ یہاں بھی علم کا قوط ہو گیا۔ اہل علم حال خالی نظر آئے گئے اور ایک وقت میں
وہ بالکل ایک تاریک مٹی رہ گئی۔ شریطان ایسے مواقع کا خاص طور پر منتظر رہتا ہے۔ اس نے میدان
حکومت و دیگر کتب خانہ شیعہ علینہ کی تلاش کی۔ عداوت سے قبر پرستی پرستی اور بالخصوص تعزیر پرستی کو ارکان و رہنما
کر عروج دیا۔ حقیقت انا قاپا انکار ہے کہ شیطانی تعلیم جس کے ذکر کا باطل ہوئی ہے اسی قدر حلیہ بھی
فروغ پائی ہے۔

چنانچہ سامری کی تعلیم و بارہ گروں پرستی تعلیمات حنائیہ کے سامنے زیادہ زور و اثر ثابت
ہوئی۔ ابھی سلطنت کے انحطاط و گوری صدی و گوری تھی کہ منجملہ بدعت کا گہوارہ بن گیا اور یہاں کے
بیشتر لوگ رافضی یا نیم رافضی ہو گئے۔ اس کے بعد رحمت خداوندی اور متوجہ ہوئی اور سختیت و قہر
مولوی محمد قاسم صاحب انارکوی قدس سرہ کی برکت سے محلہ میاں مڑے میں مدرسہ الشریعہ قائم ہوا۔
جس کی خدمت ایک عرصہ تک حبیب توفیق الہی بلقیٰ ایشا و شبہ لیور علی جناب فشی سعید العین صاحب
مدعوہ مقننہ انجام دی۔ فجز اھما اللہ تعالیٰ حسن الجزاء۔ باخ قاسمی کی قیاد
یاد آور ہوئی اور پھر اسے ہی عرصہ میں بدل کے اند اہل علم خاص تعداد میں نظر آئے گئے۔

یہ مدنی نہایت سرعت کے ساتھ منجملہ ہی تھی کہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب مرحوم مقننہ
نے مدرسہ سراج العلوم کے اجراء سے منجملہ کے شخص طائفے پر چار چاند لگا دیئے۔ مناسبات و دیگر ای

کی کافی کافی لنگھو گھسائیں پھٹنے لگیں۔ اور بدعت کا بازار رونہ بدور سرہ چڑھ گیا۔ میان تک کہ زنتہ ایک زمانہ میں بدعت کی دوکان ابھرنے لگی۔ اور اس گناہ دہانہ سے نہ جہانِ اعلیٰ کو سلطنت نقصان اٹھانا پڑا۔

یہ سب چاہتے تھے اپنی ناکامی پر تھوڑا سا آئینہ آئینہ دو رہے تھے کہ شوقی تقدیر سے مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی اسی زمانہ میں دستا فضیلت سے سرخراہ ہو کر شہلِ قشربے لائے تھوڑے ساں واپس گھر آئے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مسلمانوں میں تفریق کر کے کوئی مکتبہ یا مدرسہ قائم کیا جائے۔ چند شعری اور کچھ دینی کچھ لوگوں کے حکایات طریف آمیز نامہ وغیرہ شروع کرنا اور کتب یا عالی شان مدرسہ کا افتتاح جہانِ خان اہلِ مسجد میں ہوا۔ اور نوکشتِ شہسبی سے حکومتِ حجاز کا غیر متوقع تعلق بھی اس زمانہ میں ہوا۔ اور حکومتِ عرب کی باگِ شریفِ حسین کے باغیوں سے نکل کر سلطانِ نجد ابن سعود کے ہاتھ میں پہنچی۔ وہ رضا خانی جن کی ذریعہ کے دو دہائے برسوں سے بند ہو چکے تھے کسی ایسی تحریک کے منتظر بیٹھے ہی تھے جماعت سے میدان میں اترے۔ اور مولوی و شریفی تحریک کے نعین میں اپنی دو جہاں سیدھی کہنے کے لئے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے شروع کر دی۔ بعد سے کہ وہ نہ مولوی اپنی میان صاحب نے بھی اس مروج کو نصیحت دینا اور مسلمانوں کے کشمیر، آنگارہ کو متنبہ کرنے کے لئے ان رضا خانی مبلغین کو شہل بھی ڈالنا شروع کیا۔ یہ چیز وہ اعلا اور خدہ بھی تاجر بار آئے۔ سب سے اور پہلا کام جنہوں نے یہ ہی کیا کہ عوامِ مسلمین کو علماء اہل سنت سے برگشتہ کر کے ان کے لئے ان کی طرف سے شہسبائی کفریات خوب بکے کہ جن کو سن کر ابلیس لعین بھی کانپ کر پڑتا تھا۔ دھرم سے چونکہ علماء اہل سنت جہاں کا موسیٰ پنا اپنا فرض جانتے ہیں جس سے مسلمانوں کا مشیر نہ تھی و فتنہ جو اس لئے اٹھائے گئے کوئی طالبِ کاروائی بھی پسند نہ کی۔ نیز ان کے مشغل و غی نے ان کو اس کی اجازت دینی کیونکہ ان کا حال تو کچھ اللہ یہ ہے۔

موسو اسنے جاناں زمین مشاغل

یہ کار جیہیہ از جہاں مشاغل

لیکن اس کا بیخ بنجہ یہ جو کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد عوام کی ذہنیت بدل گئی اور ان کے اندر وہی امیر شاہ پیدا ہو کر ان کے علماء اہل سنت دشمن رسول آئیں۔ ان کی بات سنا حرام۔ ان کی کتبیں دیکھنا کٹا کبیرہ ہے۔ اس کے بعد ان رضا خانیوں نے اپنے ان عقائد غاصہ کی تبلیغ شروع کی جن کو اگر شرک نہیں تو منہن الی شرک نہ دیکھا جاسکتا ہے۔ اس وقت ان جماعت کو مجبوراً مستوجب جہنم پڑا۔ لیکن ان غریب کاروں کی شمار کمزوریوں نے عوام کے خیالات میں ایک میراثہ انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ وہ اہل سنت کی بات مٹانا ہی گوارا نہ کرتے تھے۔ ہم جہاں سچے ہو کس طرف ان بعد سے بچنے مسلمانوں کے کان میں کہہ رہی تھی اہل اہل سنت کے یکایک غیب سے اس کا انتظام ہوا۔ اور ماہ محرم ۱۳۰۴ء میں رئیس المناظرین صاحب مولانا محمد منظر صاحب نعمانی سنبھلی اور جناب مولوی تم الہی صاحب مدرس اہل مدرسہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلی کے مابین درویشی منی تالی میں مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کے تیسرے روز کچھ واجبات ایسے پیش آ گئے کہ اس کو کئی شہر کی طوبت منکس کرنا مناسب معلوم ہوا۔ اور بہت سی باتوں کے بعد یہ قرار پایا کہ یہ باقی ماند مناظرہ منہج جوگا، کامل میں ہا کی خط و کتابت کے بعد اس مناظرہ کی تائیدیں ۲۲-۲۳-۲۴ جمادی الاولیٰ مقرر ہوئیں۔ لیکن تاہن صیغہ پر بھی باوجود سفر خیریت روانہ کر دینے کے مولوی تم الہی صاحب اشرف اہل سنت، تہ میاں سے بذریعہ کار ایک نوٹس دیا گیا جس نے ان کو آگے پر مجبور کر دیا۔ اور دو سہ ۲ جمادی الاولیٰ کو مدرسہ اویسند علماء جماعت بغداد کے دارالمنہج میں لیکن چنانچہ فریاد منظرہ جناب حدیث مولانا محمد منظر صاحب منظر سے مناظرہ کرنے کا بیخ بنجہ مزا درویشی ملکہ بچکے تھے اس لئے بذات خود مناظرہ نہیں فرمایا بلکہ مولوی محبت علی صاحب کو بھیج دیا کہ اس جماعت بغدادی مناظرہ میں پیش کیا۔ اور یہ مناظرہ حسب قرار از منہ غیب پر تین روز متواتر شہادت زور شور سے جاری رہا۔ تاہن ان کا وہ رونا دھنا دیکھ کر خوشی شکست کا فیصلہ فرمایا۔ جس میں اس وقت کوئی رائے نہ تھی سب سو دیکھتے ہیں۔ ہاں اتنا کہنے پر مجبور ہیں کہ بعد ازاں علی صاحب نے مناظرہ میں شاہ کی عیبت تمام کر دی۔ اور دینا لے کر دیکھ لیا کہ منہ غیب میں ان کے پاس کھڑکی کے جلسے کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے

سنہ ام غیبیہ شید کالیب جہ پیش رو کیا ہے جیسا کہ مشرکین کے بہت سے وزعم ہا صند کا۔
فامسد آہ علی ایسہ اسو الحق وایسہ لب مدن خود کا تکرر کرتے اس نے ہی کو لہد
سے عفا خاندوں کے کان میں گزرتی دلا کر ہمیشہ کے لئے اپنی محبت تمام کردی۔ دور بہت سے حق الہ
جو اپنی سادگی کی وجہ سے مٹا خاندوں کے عام تروری میں پھنس چکے تھے اور رضا خانوں کے برابر مستحق
تھے ہمیشہ کے لئے رضا خانیت سے ناخوب ہو گئے اور جن کے قلوب بدعات کی تاریکیوں سے مسخ ہو
چکے تھے انہوں نے عار کو نادر پر ترجیح دی۔ فائزہ حبیبہ نور العیاض -

اس کے بعد خاکسار اس عظیم الشان مناظر کی رونما شدہ لاطین کر لیا۔ مناسبہ لیکن چونکہ اس مناظر کے اسباب کا مسئلہ مبہم و راز شیعہ تھی تاں پشیم سرتاسر اس کی روشنی میں تجسس کر کے لیا۔ یہ مناظر ہوتی ہیں۔ لہذا جو اس باراد کو اس میں سے کچھ بھی چاہے جس کے اندر مبہم و راز کی شکل رونما کرے کہوں گے۔ اور دوسرے میں تفصیل کے مناظر لگیں۔ اور شدہ نقاشی شدہ خاکستہ میں کچھ بھی خراجی شدہ اس مناظر سے بہت سون کو لکھ کر چھاپا۔ یہی طبع اس کی رونما کر کے بھی لکھ لکھ کر بلکہ آئین ثمر میں

انما كسار و الفجر

مکہ مکرمہ

گیان: فیروزہ و نور احمد

در میان میں توضیحی کلمات کا اضافہ کر دیا جائے یا کہیں کہیں حسب ضرورت ممکن الفاظ کے ساتھ ساتھ
 سہل الفاظ اختیار کر لئے جائیں۔ اگر اس کی پوری کوشش کی جائے گی کہ ان سوانح پر بھی اصل مضمون
 اور معنوں کو محفوظ رہے۔ زیادہ سے زیادہ جملہ سے اس قصہ کو روایت بالسنی کہا جاسکتا ہے۔ اور شرعاً
 عریضاً۔ اختلافاً اس کے جملہ میں کسی کو کلام نہیں۔

خاکسارِ نغمہ دار والا شاہد حسن منجیل

مستقیم طبع و دماغ حکیم جلال الدین ۱۳۳۰ھ

بائیں شہد کرتے ہیں۔ ہم ان کی موجب بستریں بن گاہے اصل اور سبہ قیام ہونا ثابت کریں گے۔ چنانچہ پھر بھی آپ
 قرار پائی۔ اور اس مناظرہ کی تاریخیں ۱۶، ۱۹، ۲۰، جولائی ۱۹۲۸ء مقرر ہوئیں۔ درمک حسب
 خاتون نے مرکز رضا خانیہ بریلی سے اپنے علماء کو بلایا اور جناب حکیم محمد عقیف صاحب نے عسکریہ
 انفریں نیرتھ والا علیین جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جلی مدخلہ اعلیٰ۔ و حامی سنت حامی بہ عمت
 شیر نسیان من خورہ جناب مولانا مولوی محمد شہود صاحب نے نعمانی منجس ذللہ کو دعوت شرکت دی۔

چنانچہ یہ دونوں علماء اعلیٰ سنت ۱۷ جولائی کو طبعانی پہنچے۔ اور ۱۸ کو ۸ بجے وکیل رنہ جوئے
 ۱۰ بجے اعلیٰ علی کریم صاحب شروت یاد خان صاحب تمیمی و محمد شریف و روسے یہ سب فرمایا سب کو بعد
 ۱۱ نماز ظہر فریقین کو ایک ایک گھنٹہ تقریر کے لئے دیا جائے گا۔ بعد ازاں کاروائی منظرہ شروع ہوئی۔
 چنانچہ ابداد علی نماز ظہر حکیم محمد عقیف صاحب جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب و جناب مولانا محمد شہود
 صاحب نے نماز ظہر کو پہلے کے مقام مناظرہ پر پہنچے جناب محمد شریف صاحب نے اولاً جناب مولانا
 محمد اسماعیل صاحب سے تقریر کی اسد حامی کی مولانا موصوف نے باوجود نامزدائی طبع اس کو منظور فرمایا
 اور اپنے اسی خاص طرز میں جو قضاہ اہل نے آپ کو عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے مخالفین بھی اپنی سچی
 ٹھکنوں میں آپ کو بھریاں کے انتہ سے یاد کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بے مثل اور
 عظیم نظیر فاضل میاں فرامانے کو کبھی رضا خانیوں نے خوب میں بھی نہ سنے ہو ورنہ۔ بالخصوص اس تقریر
 کا وہ نہ جہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی الاموالہ۔ روسے پیروشنہ ڈال کر انہی تھی سنتے ہی سے غلج
 دکھانے۔ پھر اس تقریر کے ضمن میں جب کبھی مولانا فرامانے سے کہتے کہ یہ سب فضائل کلمہ اس سے درجہ
 زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود تھے لیکن بھر بھی آپ غلو تھے جتنے غالی بزرگ نہیں۔ بعد ہی
 تھے معبود بزرگ نہیں۔ تو روضہ انانی تحت خطریہ اوچہ ہیں۔ نہ تھے۔ مسلمان اللہ عز و
 جل فرادہ اذ جبرائیل فحدہ اللہ انزلت ثواب انہ بن نہ یو بلون۔ یعنی اللہ تعالیٰ
 فرمایا ہے کہ اگر کوئی عید سے پہلے ایمانوں کے دار پر مردہ ہوتے تو۔۔

یہ جاہ و بھری تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد حسب قرار داد ختم کر لی پڑی۔

اس کے بعد جناب مولوی رحمہ اللہ صاحب صدقہ السیر میں مدسہ ولای احمد رضا خان صاحب کے تقریر شروع کی اور تقریباً ۱۵ منٹ تک نہایت خوش آواز کے ساتھ ایک نعتیہ نظم پڑھی اس کے بعد تقریباً ۱۵ منٹ تک مولانا محمد اسماعیل صاحب کی نقل آ رہی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرمائے۔ لیکن چونکہ مولانا کو زمانے کے دوسرے فن میں بھی۔ جیسے وجود مولانا کا اشک، ۱۵ منٹ میں ختم ہو گیا۔ اور فرمائے کہ وہ مولانا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بعد یہ فضائل بیان کئے ان کی شافی میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حفظہ اللہ بیان میں غلطیوں کو ”

” اس میں مولانا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تحصیص ہو گی “

اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے متعلق پڑا لکھ شروع کیا۔ لیکن چونکہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کی تقریر نے بخانا یوں کو حواس باختہ کر دیا تھا جیسے وہ باوجود مہمان نہ تھے مولوی محمد اسماعیل صاحب اس سلسلہ کو بھی دیکھ نہ سکا۔ بلکہ ۱۵ منٹ کے بعد تقریر ختم ہو گئی پڑی انھوں نے مولوی رحمہ اللہ صاحب کی اوقات پڑی کے لئے بدعتی ہی ہیں اختیار کی، جو کچھ نبوی منافقین کی علامت ہے۔ لیکن پھر بھی کچھ کام نہ چلا اور ۱۵ منٹ کے بعد ۱۵ یوم خلعتِ مطہر ادا ہے۔ ” کا منظر سامنے آیا تھا جب مولوی مولانا صاحب اس تقریر کو ختم کر کے پلیٹ خادم کے نیچے شریف لائے تو مولانا محمد منظور صاحب نے مجسٹریٹ صاحب سے سوال کیا کہ کیا مولانا شروع ہو گیا یا شروع ہونے میں کچھ دیر ہے؟ مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ابھی مولانا شروع نہیں ہوا۔ ان مولانا محمد اسماعیل صاحب نے یہ کارخانہ قبل از وقت اور غلط معاہدہ کی مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اگر سنا قرآن مجید شروع نہیں ہوا ہے تو سرتیر۔ یہ کارخانہ مولانا منظور صاحب نے پہلے شروع نہ کر دیا ہے۔ مولانا صاحب نے بھی اس تجویز کو منظور فرمایا۔ جب مولوی محمد اسماعیل صاحب نے دیکھا کہ نہ قرآن اب سنا رہی ہوگی جس کے کا وقت بے چارہ اور سرتیر کی حالت

میں کھڑے ہو کر فرامانے لگے کہ یہاں مناظرہ کی کوئی حد و رت نہیں ہیں سب ایک ہی خانہ کے لوگ ہیں یہ یہاں کوئی نزاع ہے اور جو کچھ تھا بھی اس کا فیصلہ ہو گیا۔ یہ کہہ کر اپنی تختہ خاص عبد اللہ کے پکار کر فرامانے لگے کہوں بھی کیا اب بھی یہاں کچھ نزاع باقی ہے؟

عبد اللہ : حضور یہاں اب کچھ بھڑک نہیں رہا۔ پہلے پہلا اور پھر خیرش کو دیکھ کر اٹھا کہ وہ کت تھا کہ حکم تک حریف دیوبندی نہیں ہیں وہ ہم کتے تھے کہ وہ دیوبندی ہیں، لیکن اب حبيب وہ دیوبندی ہو دیوبندی کو اپنے ساتھ لاسٹہ میں قید موقوف ہو گیا کہ وہ بھی دیوبندی ہیں۔ پس اب حبيب تک پیر بخش اپنے بہنوئی کے تعلقات نہ چھوڑے گا اس کا ہاتھ پائی ایسے ہی بند رہے گا۔

مولوی دگر الہی صاحب نے تو کچھ لیا کہ پس "کسی سید ہوو بلے دے بیکر کرشت" لیکن یہ سوچا غلامانِ محنت سے کچھ چھینا آسمان نہیں۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اول تو یہ محفل غلط ہے کہ یہاں کوئی نزاع نہیں رہا اور آپ کا آئین یہاں قائم ہی اس کی روشنی میں ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ کسی قسم کا قزاق نہیں ہے تو جاننے دیجئے کہ اگر کوئی میرا ہے اور آپ کے درمیان ہی نزاع ہے کیا یہی اچھا ہو کہ کوئی اسی کا تعین ہو جائے۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے حجابی جیسٹریٹ صاحب سے خطاب ہو کر فرمایا کہ کوئی صاحب کو اس کے متعلق کچھ علم ہے کہ یہاں آج کی تاریخ میں کوئی منازعہ ہونے والا تھا؟

جیسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے یہاں پیر بخش اور ان کی برادری کے لوگوں میں کچھ جھگڑا تھا جس کی تفصیل شاید آپ عبد اللہ کے پاس ہے۔ وہ اب کچھ دنوں سے ساتھ ساتھ اس کے تعین کے لئے کوئی مسئلہ ہو گیا اور باہر سے ملا کہ وہ تائب ہیں۔ اس کے بعد میں دیشین کے آؤروں نے مجھے کہا کہ آپ کوئی ایسی تاریخ مت کرنا۔ میں آپ کو ان وجوہوں کا کہہ نہیں سکتا کہ وہ یہاں کی طرف سے اطمینان ہے۔ میں نے اپنی ذمہ داری کو دیکھا اور اپنی ذمہ داری نہ مت ہوئی نہ رشتہ ہو۔ آج کی تاریخ مقرر کر دی تھی، اسی وجہ سے آج یہاں موجود کچھوں اور شخصیتوں کا یہی کہی ہوئی ہے کہ ہوتا۔

اس کے بعد مولانا منظور صاحب نے مولوی جگر الہی صاحب سے فرمایا کہ بھئی مولانا آپ یہاں کے

علامت سے زیادہ باخبر ہیں یا عالی جناب محترم صاحب :

مولوی رحمہ اللہی صاحب : اچھا چلنے میں سناٹو کھائے تیار ہوں۔

مولانا محمد منظور صاحب : فکر نہ! اب یہ اور طے ہو جانا چاہئے کہ بحث سناٹو

کیا ہے گا :

مولوی رحمہ اللہی صاحب : مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی
خلیل احمد صاحب کا کفر و اسلام۔

مولانا محمد منظور صاحب : کیا بیماری اور آپ کی جماعت میں کسی بھی اختلاف ہے یا اور بھی
کچھ مسائل مختلف ہیں اگر ہیں تو ان کو کیوں چھوڑا جاتا ہے :

مولوی رحمہ اللہی صاحب : یہاں نزاع محض اسی میں ہے کہ ان حضرات کو یہاں کے اہل سنت و
جماعت، رضا خانی، کافر کہتے ہیں، چونکہ علما، لوہیں شریعتی نے ان کو کافر کہا ہے، اور دوسرے لوگ سنا
جھلسے تو ان کا پیشوا جھلستے ہیں۔ لہذا یہاں اسی پر بحث ہونی چاہئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : اچھی حضرت ابھی تو آپ فرما رہے تھے کہ یہاں سب ایک خیال کے
لوگ ہیں یہاں کوئی نزاع نہیں، اور ابھی چند منٹ کے بعد آپ فرما رہے ہیں کہ یہاں بس مولانا اشرف علی
صاحب وغیرہ کے اسلام و کفر میں نزاع ہے۔ آپ کو کچھ تو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے۔ وہ جتنا
کا یہ فرما رہا کہ یہاں بس یہی ایک نزاع ہے۔ اس کے مشعل بھی میں سچیں کے لوگوں سے وہ یا فتنہ کئے ہیں
اس کے بعد مولانا صاحب نے ایک بعض شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، او میراں بھائی صاحب! ما
کھڑے ہو جائیے گا، وہ شخص کھڑا ہو گیا

مولانا محمد منظور صاحب : اس اجنبی شخص سے خطاب ہو کر تم جانتے ہو کہ حفظہ الایمان
کا مصنف کون ہے :

اجنبی : نہیں

مولانا محمد منظور صاحب : تم جانتے ہو کہ مولانا خلیل احمد صاحب کون تھے اہل ایمان کا

کس کی کتاب ہے ؟

اجنبی : میں نہیں جانتا !

مولانا محمد منظور صاحب : آپ نے محمد برائے کی لکھی ہے یا تم کو مذہم سے کراس میں کیا تھا

سید احمد دوس کی تصنیف ہے ؟

اجنبی : صاحب مجھے کیا خبر تم مولوی مولوی خان

مولانا محمد منظور صاحب : مولوی مولوی صاحب سے مخاطب ہوں اور آپ کو معلوم ہوگا

ان غرض کہ تو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ کس کی کتاب ہے ؟ ان میں کیا مضامین ہیں ؟ اب بتائیے آپ کا مقصد کیا
کمال کس طرح ہے کہ یہاں میں یہ نثر ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب دہلوی اس میں لکھ رہے ہیں ؟

مولوی محمد علی صاحب : ارے یہاں محمد اشرف دہلوی سے تو نہیں بہت حد تک نہیں جانتے

پس میں نہایت ہے نا کہ مولوی اشرف علی صاحب دہلوی تھیں احمد صاحب مولوی محمد کا صاحب جس کے

حماسہ شریعت کے علماء سے کافر لکھ دیا ہے کافر میں یہ مسلمان ۔ نا اور بھی کوئی نثر ہے ؟

محمد اشرف : حضرت میں یہاں میں نثر ہے ۔

مولوی محمد علی صاحب : مولانا محمد منظور صاحب سے مخاطب ہو کر ، اپنے مولوی صاحب

اب تو میں نے کون سے اصول ہو گیا کہ یہاں میں یہ نثر ہے نہ کوئی احمد ؟

مولانا محمد منظور صاحب : مولانا اگر ایسی تفسیروں اور اس عربی سلیقہ پر جاننے سے کام لیتے ہو

تو مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں انہی آپ کے محمد اشرف سے ابھی دس سنت کے اندر اس کے خلاف کہہ دوں گا

لیکن خیر محمد کو محض آپ حضرات کی صداقت و کفایت تھی وہ محمد اشرف کا دشمن نہیں ۔ اب میں مزید جرت و قسح

کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔ اور متوجہ علمائے اعلیٰ کے اسوں کہ آپ کے پیش کردہ فتویٰ جو کہ محمد منظور

میں اور میری اپنی طرف سے نہ لکھ سکے تھے غیب میں نہ ملے علی علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں امید ہے کہ جو

یہ کافر لکھ رہے ہیں ۔

مولانا محمد علی صاحب : یہاں میں یہ نثر ہے جس میں تو اس پر بحث محض ہے کہ ہے ۔

مولانا محمد منظور صاحب : آپ کے نزدیک تو یہاں کوئی بھی نذر نہیں تھا۔ اب نہ اٹھا کر گئے
تو آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہاں ایک عرصہ دلوں میں گھر و اسلوب پر نذر ہے۔ اب نہ اٹھا کر آپ یہ بھی تسلیم
فرمائیں گے کہ یہاں ایک غریب پر بھی نذر ہے۔ میں نہ جناب مجسٹریٹ صاحب سے دریافت کرتا ہوں ؟
نزدیک تو یہاں اس پر نذر ہے یا نہیں ؟

جناب مجسٹریٹ صاحب : میرے گھر میں تو یہی ہے کہ یہاں اس پر نذر ہے۔ چچن نذر ہے اور اکثر اس
کا نہ کوئی بھی مسئلہ ہوتا ہوں۔

مولانا محمد منظور صاحب : مولوی رحمانی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے : اب جناب
تو فرمائیے کہ یہاں اس مسئلہ میں نذر ہی نہیں اور جو کچھ مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا وہ بھی جناب نے تسلیم کیا
مولوی رحمانی صاحب : اچھا یہ مسئلہ غریب بھی رکھنے میں ہی یہ بھی بحث کرنے کو تھا۔ مگر
مولانا محمد منظور صاحب : اس مسئلہ کی ترتیب کیا ہے ؟

مولوی رحمانی صاحب : پہلے سہارن پور جھنڈ لایا گیا۔ وہاں عبارت تحریر ہے اس کے
بعد عبارت : باری تاملو۔ بعد ازاں مسئلہ غریب۔

مولانا محمد منظور صاحب : مسئلہ ہے کیا یہ نذر ہے یا نہیں؟ اب نہ اٹھا کر دینا بھی لاشی سے اور
میں مناسب کہتا ہوں کہ عالی جناب مجسٹریٹ صاحب اس بارے میں کسی مسئلہ پر نہیں
جناب مجسٹریٹ صاحب : میں یہ کہتا ہوں کہ عالی جناب کے کسی مسئلہ کا بعد میں باری تاملو
کہ عادت کے ساتھ ہے۔

مولوی رحمانی صاحب : مجسٹریٹ صاحب سے مخاطب ہو کر : اب جناب صاحب ال دیات
میاں آتی جاتی ہے۔

وہ کہ بعد فرشتوں کے اندر سے عالی جناب مجسٹریٹ صاحب سے مسئلہ فرماں۔ بعد ازاں
تہذیب و آداب مسئلہ وغیرہ کے تعلق پر شائع ہوئی۔ اب بھی یہ سوانح : یہ بھی نذر ہے کہ عالی جناب کے
سے ۱۱ مسئلہ دینے چاہیں گے اور غریب پر چند مسئلہ۔

شعیر صفحہ نمبر ۲۸

مولوی محمد امین صاحب : - "ترجمہ لغت جناب کا :
"واللہ اعلم بالصواب" - ترجمہ منظور کرتے ہیں۔

مولوی محمد امین صاحب : - "واللہ اعلم بالصواب" - ترجمہ منظور کرتے ہیں۔

حفظ الایمان کی عبارت پر مشطوطہ

ان تمام باتوں کے بعد خدا تعالیٰ کی - اور اس کے بعد مسبق فرما دے - "حفظ الایمان" کی عبارت پر اس طرح مشطوطہ فرمائی۔

مولوی محمد امین صاحب :

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب - ابن عبد المطلب -
صلی اللہ علیہ وسلم - مولانا محمد امین صاحب : -

اس کے بعد آفریدہ : - "مسند نگار صاحب" - صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مشطوطہ فرمائی۔
سید محمد امین صاحب : - "مسند نگار صاحب" - صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مشطوطہ فرمائی۔
آپ کے مولوی اشرف علی صاحب : - "حفظ الایمان" میں لکھتے ہیں۔

"میرید کہ آپ کی بات : - ترجمہ عربیہ لاختر کتب الفرائد : - حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عربیہ سے فرمائی۔
میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عربیہ سے فرمائی۔
میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔

اس عبارت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرمائی۔ اور میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔
میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عربیہ سے فرمائی۔
میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عربیہ سے فرمائی۔
میرید کہ آپ کی عربیہ سے فرمائی۔

الحمد لله نحمدہ و نستعينه و نستعصره و نعوذ من به و نتوكل
عليه و نعوذ بالله من شرور اعدائنا و من سيئات اعمالنا من
جهنم و الله فلا مضل له و من يضل فلا هادي له و نشهد ان لا
اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و نبينا و شفيعا
و حبيبنا و محبوبنا و مولانا محمدا عبده و رسوله الذي
ارسله بالحق في كافة الناس بشيرا و نذيرا و داعيا الى ما ربه
و مسواجا صليرا و صلى الله تعالى عليه و على له و اعطاه و سلم
سليما حكيما اياك يا محمد بآل نستعين باسم الله الرحمن الرحيم ط
اصابعہ۔

معزز حاضرین ! آپ نے مولوی صاحب کی تقریر سنی۔ مولوی صاحب کہ دعویٰ یہ ہے کہ مولانا
اشرف علی صاحب کافر ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ فرمودہ ماشاء اللہ! اشرف علی صاحب نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اور جو شخص آنحضرت کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ مولوی صاحب
کہے دوسرے چیز میں کچھ نہیں۔ واقعی جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے مولانا
جسے۔ واجب القتل ہے۔ خدا کی زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کر دینا چاہیے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی توہین کرنے والے کو تائب و سببا بدرجہ میں نہ نہیں۔ جگہ پر سے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم
کے تسک توہین کرنے والا بھی کافر ہے۔

حضرت شیخ عبدالحی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مشہور کتاب "جذب القلوب"
میں ارکام فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی خاک کے متعلق کہے کہ اس میں میری کسی بھی شے نہیں آئی اس کے حق
حضرت امام مالک کا فتویٰ ہے کہ اس کو فائدہ نہ دیا جائے۔ اگر تو یہ کہے فیما درہمین و درہمین بعد نقل کر دیا جائے
مطرح مولوی صاحب کا یہ فرما کہ جو شخص توہین کرے وہ کافر ہے بالکل صحیح ہے۔ تمام مسلمان علی گوری
عقیدہ ہے۔ خود حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ بھی اپنی کتابوں میں یہی لکھتے ہیں۔ سید ابوموسیٰ

کہ ایس کا پسہ جڑ یعنی یہ کہ مومنی اشراف علی صاحب نے علینا اربا اللہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق کی ہے۔ میں اسی میں رہا اور مولوی صاحب کا نزاع ہے۔ جو عبادت مولانا نے "مختصر الایمان" کی آپ حضرات کو پڑھ کر سنی ہے اس کا اول الذکر انمولانا پڑھ دیتے تو شاید کچھ کو جواب دینے کی بھی حاجت نہ ہوتی۔ اس سے خود آپ حضرات سمجھ جائے کہ میں غبارت میں قرچن کا شاخہ بھی نہیں۔ مولوی صاحب نے لے لے کر دوا اللہ مولانا کو پڑھ دیا اور واسطہ سبکداری کا ذکر کبھی نہ کیا۔ خیر یہ تو وہ صاحب کی دیانت دینی تھی۔ اب یہ آپ حضرات کہ اس کی حقیقت بتانا ہوں سنتے !

"مختصر الایمان" مولانا اشراف علی صاحب مدظلہ ایک مطبوعہ فتویٰ ہے جس میں تین سوالوں کا جواب ہے۔ پہلا سوال مجتہدین کے متعلق ہے۔ دو سوال عارف قہر اولیا اللہ کے متعلق ہیں۔ اور تیسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص میں کافر و غیرہ ہے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غم غیب ہوا اس کے اعتبار سے عالم الغیب کہتے ہیں۔ اس کا یہ عالم الغیب کتنا قہر ہے ؟ حضرت مولانا مدظلہ جواب دیتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کتنا جائز ہیں۔ اور اس کی دو دلیلیں بیان کی ہیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ عالم اور پر شریعت ہے محاورہ میں عالم الغیب اسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی آگیا بلا واسطہ اور بغیر کسی کے بتلائے علوم ہوں اور بحثیں محض اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لہذا اقل فرق پر بلا قریبہ علم غیب کا اطلاق مومن شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ہو گا۔ پھر میں مضمون کو قرآن و حدیث سے ثابت فرما کر سی دعویٰ پر دلائل و قیاسوں قائم فرماتے ہیں۔ اور خود سے مناجات ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کتنا۔ اگر بقول میر و رضا خانی (صحیح برتر و یافتہ صلب) اسی نیر سے یہ امر ہے کہ میں غیب سے مراد۔ یعنی مومن غیب سے جو لفظ عالم الغیب میں ہے۔ وہ جس کی وجہ سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عالم الغیب کہتے ہیں۔ بعض غیب میں بالکل غیب۔ یعنی یہاں اس میں کلام نہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علوم غیبی عطا فرمائے گئے۔ یہاں اس کی بحث ہے۔ بلکہ مولانا ان کو اس سے دریافت کرتے ہیں جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں اور کتنا جائز سمجھتے ہیں کہ اس عقل کے دشمنوں ذریعہ قرآن و حدیث کو کہ جو انحضرت

کی ذات منہ سر پر عالم الغیب کا طلق کرتے ہو وہ اس نفیض طیب سے تمہاری کیا مراد ہے۔ بعض غیبیہ بالکل غیب۔ اگر بعض غیبیہ مراد ہیں تو اس عالم الغیب کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھیں ایسا بعض عالم غیب کو کسی کے عالم الغیب کہنے کے لئے جس کی ضرورت تم کہتے ہو۔ یعنی مطلق بعض مہذبات کا نہ تو زیرِ علم و جبکہ ہر مہذبی بخود مجموعہ امانات و ہدایات کے لئے ہی حاصل ہے۔ تو چاہئے کہ تمہارے اوصاف پر سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ تمہارے نزدیک کسی کے عالم الغیب کہنے کے لئے بعض مہذبات کا کافی حد تک اس کو غیب کی کسی بات کا علم ہو اور ان تھیں چیزوں کو بھی بعض مہذبات کا علم ضروری ہے کہ ان کے لئے اس کی ذات ہی کا علم ہے اور وہ بھی کچھ مہذبات کے ہے۔ پھر مولانا فرماتے ہیں کہ۔

”پھر اگر (یہ مضافاتی) نہ ہو اس کا انترام کہے کہ میں تو سب کو عالم الغیب کہوں گا
تو پھر علم غیب کو سمجھنے کا آلات نہ ہو پھر کیوں کیا جاتا ہے۔ جس میں میں نے ذکر انسان کی بھی
خصوصیت نہ ہو وہ کی ذات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر انترام نہ کیا جاوے تو
نبی غیر نبی میں وجہ فرق ہونی کرنا ضروری ہے۔“

مولانا نور اللغات کو دل میں سبک دیکھتے ہو پھر فرمائیے کہ کیا اس سبب نہ ہو کہ وہ غیب سے ہو جاتا
ہے فرمایا تھا اور جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے انترام میں میں لکھ کر علماء رحمہم شریفین کے سامنے
پیش کیا۔ یعنی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو یا انگوں اور جانوروں کے برابر بنا دیا۔
یا صاحب ہے جو خاکسار نے عرض کیا۔ قد غر تو کیجئے۔ مولانا تو فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کے اس موجود
اصول پر کہ جس کو غیب کی کچھ باتیں بھی معلوم ہوں اس کو بھی عالم الغیب کہا جاسکتا ہے۔ یہ ان تمام آیت
کافی تھیں چیزوں کو بھی عالم الغیب کہا جاوے۔ اور جب یہ لادری باطل ہے تو تمہارا اصول باطل ہوا۔
مہربان میں مولانا کے نزدیک تو یہ بڑی ایسی باطل ہے کہ اس کے بطلان سے آپ کے اصول کے
باطل ہونے پر دلیل قائم کر رہے ہیں اگر اس پر بھی کوئی شخص یہ کہے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے مولانا
بہنکھڑے صلح کے حکم کو عموماً اس وجہ سے علوم سے مستبعد ہے کہ وہی تو اس کا جہانہ پس کمالی علوم
نہیں اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

اس کے بعد میں نے سب کتب میں دیکھا کہ مولانا گنجوی نے مولانا اشرف علی صاحب نے جو جواب اس الزام کا دیا ہے اس کو بھی باختصار نقل کر دینا تاکہ معلوم ہو جائے کہ خود مصنف حفظ الایمان کا اس بارہ میں کس خیال پر ہے۔

جناب مولانا رفیع الرحمن صاحب، حضرت مولانا گنجوی مظلوم کو خط لکھتے ہیں کہ مولوی رفیع الرحمن صاحب بریلوی آپ کے سلف پر لکھتے ہیں کہ آپ نے معاذ اللہ حفظ الایمان میں یہ قصور کیا ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم جناب مولانا علی علیہ السلام کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر بالغ اور ہر جانور کو حاصل ہے۔ کیا کہیں حفظ الایمان میں آپ نے یہ لکھا ہے۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں تو آپ کی شخص کو کس سمجھنے میں جو ایسا حدیث عقیدہ رکھے۔

حضرت مولانا جواب دیتے ہیں۔

۱۔ میں نے یہ غیبی مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔

لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی میں مضمون کا کبھی غور نہیں کرنا۔

میرے کسی حیدر سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا جیسکہ اخیر میں عرض کروں گا۔

جب میں اس مضمون کو نصیحت لکھتا ہوں۔ تو میری سزا کیسے ہو سکتی ہے ؟

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا اعتقاد حاصل کرے یا اشارت یا بات کہے میں اس شخص کو خائن از اسلام لکھتا ہوں کہ دو تہذیب کر کے اعرصہ قطیف کی اونٹنیوں کو کتاب حضور پر مشرور عالم فخریٰ آدم سلجی ۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے اس الزام کا مفصل جواب بھی دیا ہے اور اس حدیث کا مطالبہ بھی کیا ہے جس کو پڑھ کر سننے کی اب حاجت نہیں رہی کیونکہ میں نے جو جواب دیا ہے وہ اسی سے ماخوذ ہے پھر اسی تحریر کے ساتھ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

۲۔ جنتہ تعالیٰ میز و در سے سب ہر گون کا حقیقہ ہمیشہ سے آپ کے فضل و کرم سے

فی جمیع انکمال اللہ العزیز و العلیہ جو ملے سکے باب میں وہ ہے

بعد از خدا بزرگ توفی قسمه مختصر (از بسط ایشان)

حاضرین : اللہ ذی انصاف سے کام لیجئے جو شخص اس عقیدہ کو نصیبت قرار دے اس کے عقیدہ کو خارج از اسلام بنائے۔ اپنا عقیدہ یہ تحریر کرے کہ ۔ بعد از خدا بزرگ توفی قسمه مختصر اس کی عبارت میں قطعاً یہ درج کرے اس کی طرف اس عقیدہ کو منسوب کرنا اس قدر انصاف کا دعویٰ کرنا ہے۔

مولوی محمد امجدی صاحب : اپنے مخصوص لہجہ میں ۔

بہت شور مچاتے تھے یہ سوسوں دلی کا

جو چیرا تو ایکس قہر و خون نہ نکلا

مولوی صاحب ! آپ نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے حفظ الایمان کی اس عبارت کا اصرار و تکرار نہیں فرمایا۔ اسے شک میں نہ لے سکتا تھا کہ اس کی عبارت تھی۔ جتنی عبارت میں مختصر صحت کی توجہ میں تھی میں نے کیڑے کرنا اس میں ہیں اگر میں نے کوئی غلط چھوڑا ہو تو آپ مجھ سے شکایت کر سکتے ہیں۔ حاضرین پھر کہیں وہ عبارت نہ ہے۔

دھچکریہ کی آواز تھی صبر پر علم غیب کا حکم کیا جانا بخار الاغصا میں المرتبہ

اس عبارت کو کوئی تعلق یا ماہیت سے نہیں۔ دھچکریہ کا غلط خود اس کو تباہی کا است کہ یہاں سے کوئی

نئی بات شروع ہوئی ہے۔ تین سے کوئی تعلق نہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو حیوانات اور ہاتھوں کے علم سے تشبیہ نہیں دی گئی ہے بلکہ اس میں صرف انسان کا غلط موجود ہے جو تشبیہ ہی کے لئے آتا ہے۔ افسوس ! ایک شخص نے مختصر صحت کی توجہ میں کرنا ہے آپ کے علم کو ہاتھوں اور جانوروں کے برابر بنا دیا ہے اور یہ است سلمان ثروت کہنے کے لئے ایسے ایسے دھچکریہ کے حقائق پیدا کرتے ہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب : اس وقت تیار سے فاضل کا طلبہ نے میری تقریر کو دیکھا ہے اس میں کچھ

دوبارہ نہیں لکھا ہے۔ ایک یہ کہ عبارت زیر بحث کی اولیٰ و آخریہ کوئی تعلق نہیں۔ دوسری یہ کہ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے جو تشبیہ کے لئے آتا ہے لہذا اس عبارت میں ضرور تشبیہ ہے۔ جس بالترتیب اس کا جواب اپنا

ہوں غور سے سنتے۔

اس عبارت کو انہی سے بھی تلقین ہے اور امید ہے کہ جس۔ اس عبارت سے سبب عبارت تو ہی کو بتوانی ہے کہ کونسا اس میں نہیں کہ حضرت مسلم کو غیب کی کتنی باتوں کا علم تھا اور کون سے درجہ علوم و حیلہ میں آپ کے برابر ہے یا نہیں۔ بلکہ محض اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تقدس پر عالم الغیب کا اطلاق جائز ہے یا نہیں اس میں عبارت سے چند سطر پہلے یہ نیز فقرے موجود ہیں جو صاف بتلا ہے کہ محض مطلق کی گھٹ ہے نہ علم غیب کی مقدار کی۔ فقرہ نہ ترجمہ فقرہ غلوی پر لا غیب کا اطلاق سبب شرک ہوئے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

فقرہ نہ اسی کے بعد دوسرے فقرہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ فقرہ نہ او اگر کسی ایسی بات سے ان معاذ کا اطلاق جائز ہو تو خالق و زانی وغیرہ کا بتا دینا و سناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ آپ کی یاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں۔ فقرہ نہ جس طرح آپ پر عالم غیب کا اطلاق اس کی دلیل سے جائز ہوگا۔

ن فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اطلاق لفظ عالم الغیب کے جواز و عدم حاکم کی ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی۔ یہ ترجمہ عبارت کے اطلاق سے تعلق اب آخر سے سنتے۔

اسی عبارت سے چند سطر بعد مولانا کی عبارت موجود ہے۔ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیا جائے ہو گئے تھے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم نبوت حاصل تھے۔ فصاحت شرط ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا وہ ضرور دعوہ و بشارت کا سبب بن گئے اور پیغمبر بن گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم لازم نبوت حاصل تھے کیا وہ زبردعوہ و غیرہ کے علم کو معلوم ٹھہرتی کے برابر بنا سکتا ہے۔ غلام کلام پر ہے کہ عبارت زیر بحث سے پہلے عبارت تو اس کو بتاتی ہے کہ گفتگو محض اطلاق میں ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شرط کی مقدار میں۔ اور وہ ان عبارت کے بعد بتاتی ہے کہ مولانا کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام علوم لازم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل تھے۔ یہ تو جناب

کوسوم ہو گیا ہوگا کہ حدیث ذریعہ کے کا اہل و آخر سے کیا نقلی ہے۔

یہ تقریر بیان جسکے سنی تھی کہ مولوی رحمہ اللہ صاحب نے اثنائے تقریر میں فرمایا کہ لفظ "بھیر" کا آپ کے پاس کیا جواب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سننے سے کوئی نئی بات شروع کرنی چاہتے ہیں جس کا اہل و آخر سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بھی بتلائیے کہ عربی میں اس "بھیر" کا ترجمہ کیا ہونے لگا؟

مولانا نے جواب دیا کہ یہ لفظ "بھیر" میں اسی مودہ پر استعمال کیا گیا ہے جس موقع پر عربی میں مٹی اور استھان کر سٹے ہیں۔ ایک مدعا پر ایک دلیل قائم کر کے بعد حسب دوسری دلیل شروع کر سٹے ہیں تو کہتے ہیں مٹی اور اسی طرح حسب بیان مولانا اپنے دوسرے ایک دلیل قائم کر چکے تو دوسری دلیل کو لفظ "بھیر" سے شروع کیا۔ اب تو شاید اس "بھیر" کا پھر بھی جواب کی بجائے میں آگیا ہوگا۔

جناب نے اپنی تقریر میں دوسری بات یہ فرمائی تھی کہ حدیث "حفظ اللہ میان" میں لفظ "ایسا" ہے جو تشبیہ ہی کے لئے آیا ہے۔ کوسوم ہوا کہ جناب کو اردو ادب میں بھی بہت زیادہ باتیں ہیں۔ سنئے۔

پیر جیانی مرحوم اپنی مشہور کتاب "امیر القضاۃ" جلد دوم کے صفحہ ۲۰۲ پر لفظ "ایسا" کے معنی بیان کر سٹے ہوئے لکھتے ہیں:-

۱۔ ایسا اس قسم کا۔ فقرہ ایسا فلم دان ہر ایک سے بنا اور اب ہے۔

محبوب نہیں باغ جہاں میں کوئی ایسا
بڑا کتا ہے ٹھکڑا ایسی دلزد سب ٹمر ایسی۔ (آتش)

۲۔ اس قدر۔ اثنائے فقرہ ایسا ملکہ ادا ہوا کر دیا۔

اس بادکش کا جسم ہے ایسا لطیف و صاف
ڈنڈا پر گسٹن بت صوفی شرا حب کا۔ (مائی)

بہرحال یہ صریح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اس سب کو عالم مذہب کیوں کہ انہوں نے اس فقرہ کو کثیرہ دفعہ دہرایا ہے۔

صرف احادیث کے احسان کے لئے۔ غرض۔ لفظ یا رقم اور۔

اس کے بعد اسی لفظ "ایسا" کے تین سنی اندھے ہیں جن کو پڑھ کر سنسنے کی چنداں حاجت نہیں اس کے علاوہ دیگر اہل زبان برابر اپنے محاورات میں کہتے ہیں کہ "اے قلعے ایسا تھا" "ہوئے تو کیا نمود" "اے تعلق" "اس کی قدرت کو کسی کی قدرت سے تشبیہ دینی مقصود ہوتی ہے" "اب کیا خیال شریف میں کہ لفظ "ایسا" محض تشبیہ ہی کے لیے نہیں آتا۔ بلکہ دوسرے معانی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور عبارت زیر بحث میں بھی جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ایسا معنی آتا، مستقل ہے اور تشبیہ پہلے نہیں۔ اب میں مزید توضیح کے لیے اس عبارت کو حاصل اپنی اور آپ کی مثال دے کر عرض کرتا ہوں۔

فرمان کر لیجئے کہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں آپ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں تو آراء اس وجہ سے کہ آپ کو کائنات کی نیکیاں کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ بعض غیبات کا۔ پہلی صورت کے قرآن مجید و قائل نہیں۔ اور اگر آپ اس کے قائل بھی ہوں تو وہاں کلی عقاید و عقیدے سے اس کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ آنحضرت صلعم کو عالم الغیب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کو بعض امور غائبہ کا علم ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ ایک ہے یا ایک کوثر یا اس سے بھی زیادہ۔ تو پھر بھی آپ سے جو چھتا ہوں کہ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے آپ کے اسی اصغر پر قول لازم آتا ہے کہ اس دنیا کی حقیر چیزوں کو بھی عالم الغیب کا حاشہ گیر نہ کر کسی کیسی غیب کی بات کا علم تو جو کائنات کو بھی ہے۔ کم از کم اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے اور وہ بھی غیب کا ایک فرد ہے تو کیا آپ اپنے اس اصول کی بنا پر میں حیوانات کو بھی عالم الغیب کہیں گے۔ اگر آپ کہیں کہ ان جمیع کو عالم الغیب کہیں گے۔ تو میں کہوں گا کہ پھر اس صورت میں حضور کو عالم الغیب کہنے میں کیا تعریف ملے گی جب کہ آپ کے نزدیک حیوانات کو بھی عالم الغیب کہا جاسکتا ہے۔ یہ ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب خان کی عبارت کا مطلب جو میں نے مثال کی صورت میں عرض کیا۔ اب ذرا ان سے کہتے کہ مولانا نے علما باللہ آنحضرت صلعم کے علم شریف کو حیوانات کے علوم کے سادہ انداز پر بتا دیا۔ یا آپ کو کوئی کوئی برابری اور

لے مولوی محمد حیدر صاحب نے بہت سادہ "خاص اہتمام" کے صفحہ ۲۰ پر تصریح کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو بعض غیبات کا علم فائدہ میں نہ کہی کا۔ ۱۰۔

سداوت فی الطلاق سے بچانے کی کوشش کی گئی تھی بات وہی ہے

گل است سحر سی و چشم دشمنان خداست

جناب نے اپنی تقریر کے آخر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلعم کی توہین کرتا ہے اور اس کی عہدت میں ایک اشتہارات پیدا کر کے مسلمان بھڑانا چاہتا ہے۔ سو اس کا جواب وہی ہے جو میں پہلے فرمایا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلعم کی توہین بہ شک و گھڑ بکا اشد گنہگار ہے۔ دنیا بھر کے کافروں کو پتا دل سکتی ہے لیکن جو کافر حضرت صلعم کی توہین کرے اس کی سزا بھی تو ہے۔ اسی حضرت باصنوبر اقدس علیہ السلام تو بڑی چیز میں والدہ میرا تو یہ غیورہ ہے کہ جو شخص حضرت بلان جیسی بڑی توہین بھی ممکن ہو نہ سکے گی جنت سے کرے وہ بھی کافر ہے مرد و سب ظہن ہے۔ لیکن مال و اقدار میں توہین ہوتی ہے نہ خواہ خواہ کسی کے سر توہین کا حق نہ ہو نہ گناہ کبیرہ ہے۔ بجا ہے لفظ اگر مگر تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کسی عبارت میں ہزار بار اشتہار کفر کے ہوں اور صرف ایک ضعیف استعمال ایسا ہو جس کی وجہ سے اس کے فانی کو سہلانی تک جھانکے تو اس کو کافر مت کہو جو چاہے جسک کسی کی عہدت میں کو سو تک توہین کا شائبہ بھی ہو اور بعض جہوں میں شہرت حاصل کرنے سکے اس کے سر توہین مندر کر اس کو کافر کہا جائے۔ آپ فرمائیے و شہر حضرت مرزا، شرف علی صاحب دہلہ کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا ہن آپ اپنے نامزد محال کو غریب کہہ رہے ہیں

مطہری حکم فنی صاحب دہلہ آپ نے بڑی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ عہدت زیر بحث کا اول و آخر سے کوئی معقول حق بیان کیا۔ اور جو تعلق آپ نے بیان کیا ہے وہ تو ساری کتاب کا اول سے آخر تک ہوا کرتا ہے۔ یہ تعلق بتلائیے میں سے معلوم ہو کہ اس عہدت کا مطلب کھانا اول و آخر پر موقوف ہے۔ آپ بار بار فرماتے ہیں کہ اس عہدت میں توہین نہیں تو کیا سارے علماء اہل حق نے جسے سوچتے دیکھتے کوئی شرف علی صاحب کو کافر نہ دیا۔ سو ہی صاحب وہ ایسی جگہ کے علماء ہیں جہاں شیطان کا دخل بھی کم ہوتا ہے۔ اگر ایسا اعلیٰ حضرت سے کافر لکھ دیا تو یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ عداوت یا تکفیر شہرت کی وجہ سے کہہ رہا ہو گا لیکن مشکل تو یہ ہے کہ کچھ مسئلہ اور دیر مندر کے علماء نے بھی حکم کر دی ہے۔ یہ خدا کا خوف کھانے کو میری باتوں کا جواب دیکھئے اور اُدھر کی باتوں میں وقت کو اتارنا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب : اگھر اللہ ! مولانا نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ لفظ "ایسا" تشبیہ ہی کے لئے نہیں آیا۔ چنانچہ اس کے متعلق بڑے نام بھی کوئی حریف نہیں کہا ورنہ گمراہی سے گمراہی جتنا ہی حرام بھی وہاں تھے تو اس کی کراہت باخبر۔ ج

عزت و راز باد کہ ایک جسم فقیریت است۔

وہ مولانا کا یہ فرمان کہ عبادت زیر بحث کا کوئی تعلق، قبل و بعد سے نہیں بنایا۔ اس کے جواب دہ کی جگہ پر اب حضرت نہیں کیونکہ میں نے جو تعلق بیان کیا ہے وہ ایسا ظاہر ہے جس کو ہر بخود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن مولانا کی مثال چہرہ کی کا اعادہ کرنا بھول گئے۔

عبادت زیر بحث سے پہلی عبادت اس کو بتاتی ہے کہ کبھی کبھی اس کی ہے کہ کبھی نہیں ہے۔ علم الغیب کہا بھی جاسکتا ہے یا نہیں۔ اس کی کہ کبھی عبادت علم کو کس قدر معلوم غیبیہ حقائق سے ملے اس کوئی تعلق ہی علم میں آپ کی برابری کر سکتا ہے یا نہیں۔ اداس عبادت سے بعد کی عبادت اس کو بتاتی ہے کہ مولانا کا عقیدہ دوبارہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ جو علوم کا ذکر نہایت حق ہے وہ بتا رہا ہے کہ کبھی علم کو حاصل ہو گئے۔ جب تک کوئی شخص عبادت زیر بحث سے پہلی عبادت نہ دیکھے کیسے سمجھ سکتا ہے کہ کبھی کبھی اٹھائی کی؟ خاص کی کہ واقعہ میں کس قدر معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے اور جب تک کوئی اس عبادت سے بعد کی عبادت کو نہ دیکھے اس وقت تک اس کو مولانا کا عقیدہ دوبارہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے ؟

دن اس مرتبہ جلد سے فاضل خطاب نے ایک بات نہایت عجیب کہی اور وہ یہ کہ اگر زیر بحث عبادت میں کوئی نہیں مگر تو علم بر حرمین نے کیوں بکھر کر کہا انہوں نے مجھے کفر کا فتویٰ دے دیا !

میرزا یحییٰ : حقیقت کا یہ ہیں فرمیں کہ اس کے سامنے جو سوال پیش کیا جائے وہ اس کا جواب دے دے۔ اس کے ذمہ یہ نہیں کہ سوال کی واقعیت اور عدم واقعیت کی تحقیق کئے۔ جس فتوے کا آپ بار بار ذکر فرماتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے مولانا اشرف علی صاحب دہلوی سے کہا اس کا قبل و بعد حذف کر کے اسی طرح علم بر حرمین شریف میں کے سامنے پیش کی جس طرح کہ آپ نے اس وقت

کرائی تھی۔ اور صاف کھہہ دیا کہ آپ کو آپ کے مسلمانوں میں ادا اہمیت و بجاہت ہیں۔ علامہ حررین شریعتین کا یہ فتویٰ
 مسلمانوں میں جو سلف و جہاد کے حقائق ہیں، ان کے نام سے عجیب کر شان ہو چکا ہے اور میرے پاس بھی اسی وقت
 موجود ہے آپ چاہیں تو غلط فہم نہ کیے ہیں۔ مولانا شامی آپ کو خبر نہیں کہ حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد علامہ
 حررین کے نزدیک آپ کے اعلیٰ حضرت سوری احمد رضا خان صاحب کی کئی قدر و منزلت ہو گئی ہے۔ ادا ویز منور
 کے مفتی حکم حضرت مولانا مسیح احمد صاحب نے بھی دیکھا کہ غایۃ العالی مولانا " غلط فرماتے۔ اس کے
 معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت حال معلوم ہو جانے کے بعد علامہ حررین شریعتین نے مولوی احمد رضا خان صاحب کو
 کیسے کیے بغیر خطابات دیئے ہیں یا وہ صحراء تھیں یہاں سے صحافت، مولوی احمد رضا خان صاحب سے کس قدر
 خوش ہیں۔ اس کے بعد اہمیت کے مسلم امام علامہ برکات الدین شریعت کی شہرہ و واقعہ سے ایک عبادت چلی کرنا
 ہوں تو اس کو غلط فرماتے اور جانتے کہ "مختار الایمان" کے بعد اس کے مضمون میں کیا فرق ہے۔ کیا آپ
 ان کو بھی کا ذکر کریں گے اگرچہ آپ کی دلیری سے یہ ایسے نہیں کہ آپ ان کو کا ذکر کریں۔ لیکن یاد رہے کہ پھر ان کے
 ساتھ سیکڑوں برسوں کے ان تمام علماء کو بھی کا ذکر کرنا پڑے گا جو ان کو سبھی بڑے مسلمانوں کا امام جانتے تھے۔ یہ بھی
 یاد رہے کہ آپ کے مولوی احمد رضا خان صاحب نے بھی اپنی بعض کتابوں میں ان کو مستند فرماتے ہیں۔ اگرچہ سنا یہ بھی
 گیا ہے کہ جب پہلی مرتبہ یہ عبادت شریعت کے واقعہ کی اعلیٰ حضرت کے سامنے کسی نے پیش کی تو فری طبع پرین فریاد کہ۔
 "انکر مدعا بھی تو کسی طرح بھری جگہ کی اس کا تہہ بھی تو کچھ کم نہیں ہے ؟

بماشاء اللہ و فی اللہ راہمونی بخیرینے وہ عبادت یہ ہے۔

والہا الفلاسفة ففانوا و اهلوا
 اللہ من اجمع فیہ خواہن مثلث
 بیت زبعا صوب خیرہ حدھا اذا
 احد الاھون المختصة به ان یحسون نہ
 اطلاع علی المعنیات العناشہ و
 المعاضیۃ والاتیۃ .
 بہر حال فلاسفہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی دہشت
 کو جس میں میں باتیں خاص طبع پر ہائی جا رہی ہیں کی
 وجہ سے وہ نبی، غیر نبی سے ممتاز ہو۔ ان میں سے
 ایک بات یہ ہے کہ نبی کو اصلاح جو نبی بہت ان
 معنیات پر جو سمجھتے ہیں۔ یا ہو چکے ہیں۔ یا ہونے
 کو ہیں۔

اس کے بعد چند سطر میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے لئے چند ایسی مستبعد تھیں اس

کے بعد فرماتے ہیں۔

یعنی انبیاء علیہم السلام کو ان معنیات پر مطلع ہونا۔
 کیوں کہ کتبہ ہر کتاب ہے۔ حادثہ یا اطلاع علی
 النبیات ہی لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواہد
 نفسانی مجاہدوں کی ریاضت یا کسی ایسے مرض کی وجہ
 سے کم ہوں جو نفس کو اشتغال بالبدنی اور آلات
 کے استعمال سے روکنے والا ہو یا یہ شواہد ایسی غیبیہ
 کی وجہ سے کم ہوں جس کی وجہ سے اس شخص کے دلے
 کے احباب یا خارجی منتقل ہو گئے ہوں۔ پس
 تحقیق یہ لوگ دعویٰ ریاضت اور مجاہدے کرنے
 والے اور مریض ہیں کہ بالآخر کیا موت ہو گئی ہو
 والے بھی کبھی معنیات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسے
 کہ تجربہ شاعر سے یہاں تک کہ اہل انصاف کو اس
 میں شبہ تک نہیں رہتا۔

وکیف یستحکمة تلك الاطلاع في
 من قلت شواهد نراها في اشراج
 البجاء هدايا او لمرض صاوت
 فنفوس عن الاشتغال بالسيد
 واستعمال الآلة او لنوم ينقطع به
 فحاشاته انظاره فان هؤلاء
 قد يطلعون على معنیات و
 يخبرون عنها كما يشهد به
 الشامع والتجارب بحيث لا يبقى
 فيه شبهة منصفين۔

پس ان تک تو فلسفہ کا مذہب اور اس کے مخالف تھے۔ اس کے بعد صرف جرات علیہم السلام د

جماعت کی طرف سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ہو کچھ تم کہنا کہ چند وجہ سے اور ہے اس لئے کہ
 تمہاری ہر اس اطلاع علی النبیات سے کیا ہے
 کلی معنیات پر اطلاع جو حق چاہئے یا بعض پر یا کل
 معنیات پر مطلع ہونا تو نبی کے لئے کسی کے نزدیک

فلنا ما استقرت مردوداً بوجہ
 اذا الاطلاع على جميع المعنیات لا
 يجب للنبي اتفاقاً منا ومنكم
 ولماذا قال سيد الانبياء لو كنت

اعلم الغیب لا استخفرت من
الخبیر وما استخف السوء و
البحر ای الاطلاع علی
الغیب لا یستحق به اتع بالنسب
فکما اقررت به بحوث جوفانم
للمرئۃ منین والمجتمعی
والاشیین هذا یتعین الشیء
من غیب النسب

ترجمہ صوفیہ صوفیہ صوفیہ صوفیہ

مذہب میں نہیں نہ ہمارے نزدیک نہ تمہارے نزدیک
اداسی و جہت بناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ
اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو میں نے غیر سے ہست نہ
سب کو کر لیا ہوتا۔ اور مجھ کو بھائی نہ چھوٹی اور اسی مذہب
پر مطلق ہو جانا ہی کے ساتھ خاص نہیں دینی طریقہ
میں بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے کھنڈہ تم کو اقررت ہے اس
سے کہ تم اس کو ہا زور کہتے ہو یا شست کر رہو ان
کے لئے اور مر لیں گے۔ اور رسول کے والد کے

لئے۔ انہی غیبی سے مسند ہوتا۔

مولانا زراغور کہتے اس عبارت اور حفظ و ایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے کیا اب آپ الی کو بھی
کافر کہیں گے؟ اگر میں نے کہیں ترجمہ کر لیا ہو تو یہ کتاب جاننے سے آپ بھی کر کے دکھا دیجئے۔ بطور میں یاد
عرض کرتا ہوں کہ مرثیائی فرما کر وقت متانہ نہ کیئے نہ کام کی باتیں کیئے۔ و اللہ بولانا شریف میں صاحب سے میری
کوئی رشتہ داری نہیں نہ وہ میرے استاد ہیں اور یہاں تک مجھے معلوم ہے وہ کسی میرے استاد کے بھی رشتہ نہیں
بطور یہ پوچھئے تو سووی احمد متانان صاحب سے ایک گونہ قرب حاصل ہے کیوں کہ وہ بریلی کے رہنے والے ہیں
اور میں بھی لاہور میں بھی۔ بریلی میں ہے۔ ان میرا ایمان برگر اجازت نہیں دیتا کہ میں خواہ مخواہ کسی
دور قریب کے رہنے والے سے ملوں کر کافر کہوں البتہ بحث کو مختصر کر کے کہنے کے لئے اس کا کہتا ہوں کہ میرا نزدیک
حفظ و ایمان کی عبارت سے ہے۔ اس میں برگر تو میں نہیں۔ اگر تو میں ہوتی تو میرے نزدیک بلکہ تمام امت
محبہ کے نزدیک اس کا سلف کافر ہوتا۔

مولانا جرم النی صاحب : آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ وقت متانہ نہ کرو، اور آپ خود وقت
متانہ کرتے ہیں۔ ہر سیرا حسن مولیٰ جو کہ اس کا جواب دیتے نہیں ہیں، وہ اڑھکی دینی بائیں
شہرین کر کے وقت متانہ کر دیتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا تھا کہ عبادت زیر بحث کا کیا تعلق آگے پیچھے سے

سہم پہلے ابھی تک کوئی معقول تعلق نہیں بتا سکا کہ اس عہدیت کا مطلب سمجھنا اولیٰ و آخری کے
 دیکھنے پر موقوف ہے بلکہ سب سے اسی تعلق کو کچھ بیلین کر دیں گے کہ آپ پہلے بیان کر چکے تھے۔ مولوی صاحب !
 میں پختہ ہی عرض کر چکا ہوں کہ وہ تعلق یہاں نہیں جس کی وجہ سے عہدیت کا مطلب سمجھنا اولیٰ و آخری پر موقوف
 ہوا ایسا تعلق تو میرے کتاب کو اس سے آخر تک ہوا کرتا ہے۔ اسی مرتبہ آپ نے شہر کے سوا تھ کی عبادت بھی پیش
 کی ہے اور اسی کے تعلق بہت اعلیٰ جلویٰ تحریر کی ہے۔ پہلے تو یہ بتا دیتے کہ اس میں اعتقاد ایسا کمالی ہے ۔
 وہ جو ہے کہ آپ نے اسی کا مطلب نہیں سمجھا۔ اسی کا مطلب کہ یہ ہے کہ فلاسفہ دیکھتے ہیں کہ جس شخص میں یہ تینوں
 باتیں پائی جائیں روشنی ہو جائے گی۔ یعنی نبوت ان کے نزدیک ایک ہی چیز ہے۔ تو انسانی غصہ و حسد و مبالغہ
 اور شرارت و لامر میں شریعت ان کے لئے حل عقیدہ کو رد فرماتے ہیں کہ ۔ لے کر ہو کر تو ! تم نے نبوت کو کیا سمجھا ہے
 اے یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے اندر یہ تینوں باتیں پائی جائیں وہ نبی ہو جائے۔

غیر ہی بات یہ کہ مولوی صاحب : اسی میں حکم اقتور و دستور کا غلط ہے جس سے دعائ
 معصوم و تنبیہ کہ ہر جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے بطور اذکار ہے اپنی عقیدہ کا براہ ان نہیں اور حسد جو دشمنی و
 کا غلط اس کو اور زیادہ ظاہر کر رہا ہے۔ اب ان کا مطلب یہ ہوا کہ بعض غیبت پر اطلاع ہونا ہی کاٹھن نہیں
 ہی سکتا۔ اس لئے کہ تم بعض فلاسفہ اس کو اہل براہمت کے اندر منسوب اور سوئے دلوں کے لئے بھی جان کر لکھتے ہو۔
 "الغرض شرع سوائف میں جو کچھ ہے وہ مجلس بطور الواد کھانا گیا ہے

اس مرتبہ آپ نے ۔ "مستند حقائق" کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دیکھتے ہیں یہاں سے اعلیٰ حضرت کو آپ
 کے ملائکہ کی حیثیت کا فرق معنوی ہوتا ہے۔ "استدلیات" میں جو عہدیت "مستند ایمان" کی علامت
 حرمین کے سامنے پیش کی ہے "ایمان و عقیدہ ایمان" کی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس میں "مستند ایمان" کی علامت
 عہدیت میں بہت فرق ہے اور اعلیٰ حضرت کے عقیدہ "ایمان کی جو عہدیت اسلام اکھبر میں نہیں ہے" یہ عقیدہ
 "مستند ایمان" کہ عہدیت کا تعلق جو یہ ہے یہ تمام کے علاوہ حرمین شریفین کو کس نے دھوکہ دیا کہ آپ اس کا جواب
 دیتے۔ مولانا میں بھی پہلے عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو مولوی اشرف علی صاحب سے کوئی ملاوت نہیں بلکہ ایک امید
 ہے جس سے قدر قرب مجھ کو مولوی اشرف علی صاحب سے حاصل ہے اس قدر اعلیٰ حضرت سے بھی نہیں۔ اور

مولانا محمد منظور صاحب : مولانا ابھی تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے تین ملکی ٹکٹ مولوی اشرف علی صاحب کی تکفیر کے بدلے میں اعلیٰ حضرت سے منظرہ کیا اس کے بعد میں نے ان کو کافر کیا۔ اور ابھی آپ فرماتے ہیں کہ میں ان کو کافر پہلے ہی سے سمجھتا تھا۔ اگر آپ کافر پہلے ہی سے سمجھتے تھے تو کیا منظرہ سے ٹکٹ منشی کیلئے مقصود تھی۔

مولوی حکیم الہی صاحب : جی ہاں مرزا علیہ السلام کے لئے میں اعلیٰ حضرت سے منظرہ کیا کرتا تھا تاہم کہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر میں مجھ کو کوئی شبہ تھا۔

مولانا محمد منظور صاحب : حاضرین کرام! انھیں چنانچہ صاحب : اے میرے فراموش گروہ! نے کسی قدر جلد اپنی بات کو بدلی دیا۔ آپ حضرت کو دہرہ جوگا کر مولانا نے صاف دیکھا تھا کہ تین سال تک میں نے اعلیٰ حضرت سے منظرہ کیا اس کے بعد مجھ کو یقین ہو گیا کہ وہ کافر ہیں۔ تب میں نے ان کو کافر کیا۔ اور اب فرماتے ہیں کہ مجھے پہلے ہی سے ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ استغفر اللہ کچھ ٹھکانا ہے اس صداقت کا۔ خیر اب میں مولانا کی اس تقریر کا جواب دیتے ہوں۔ اول تو مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ تعلق کوئی نہیں بیٹھ گیا۔ کیوں جناب صد صاحب کی یہ صحیح ہے کہ میں نے بھی ٹکٹ کوئی معتول تعلق نہیں بیان کیا۔ یا نہ اس حدیث کا قائل و مابعد سے دور تعلق بیان کر چکا ہوں۔

صد صاحب : جی ہاں تعلق تو آپ بیان کر چکے ہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب : مہربانی میں! میں نے تعلق نہیں کر دیا اور ابھی بتا دیا کہ اس تعلق کی وجہ سے وحدت زیر بحث کا صحیح مطلب سمجھنا بغیر اول شرط دیکھے دشوار ہے۔ آپ سے لگے ہو سکے تو میرے بیان کے تعلق کو نہ کیجئے ہر مرتبہ کسی یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ کوئی تعلق بیان نہیں کیا۔ الغرض میں تعلق بیان کر چکا اس کی مستحکم بھی شادی اگر ہو سکے تو اس ضرورت کو روک دے کہ اس کی ناممکنیت آپ ثابت کر دیں میں جواب دے دوں گا۔ شرع مباح کی عبادت پر اصرار اعتراض آپ نے کیا ہے کہ اس میں فلا سفر سے الزام یا کیا جادہ ہے کہ بعض منہیات پر مطلع ہونا ہی کھانا خاص نہیں کیوں کہ ریاقت کہنے والی۔ اور مالوایا والوں۔ اور سولے والوں کو بھی ہو سکتا ہے۔ اگر جناب کا مطلب اس سے یہ ہے کہ خود کا منی غصہ و عداوت یہی سید شریفیناس کے قائل نہیں

ہیں بلکہ محض اٹانہ کہہ رہے ہیں تو یہ لفظ اور محض لفظ ہے اس صورت میں تو لاسفر کا مدعا ثابت ہو جائے گا اور مصنف کی ساری تردید یہ تقریر یہ کار ہو جائے گی۔ مگر اس کے ساتھ کہ بعض منشیات پر غیر انبیاء علیہم السلام کا مطیع ہونا تو ایسی بدیہی بات ہے کہ کاغذی حصار اور حکومہ میر سید شریف کی مسمیٰ، خود آپ جی اسی کا انکار نہیں کر سکتے۔ مگر آپ ہی سے پوچھا ہوں کہ کیا آپ کو اکثر قطعے اور اس کے صفحات کا علم نہیں، کیا جنت و دوزخ، وحشی و کرسی، اور وکرم کا علم آپ کو نہیں، کیا حضرت جبریل و دیگر ملائکہ علیہم السلام اور بعض انبیاء و صالحین علی نبینا و علیہم السلام کا علم بذریعہ قرآن و حدیث آپ کو نہیں۔ یا آپ کے نزدیک یہ چیزیں منشیات میں سے نہیں ہیں؟ یہی اشیاء کا علم ہر مسلمان کہے اور وہ یقیناً منشیات میں سے ہیں۔ الغرض یہ کہ ورنہ کسی طرح میں میر کہہ سکتا ہوں کہ وہ شاعر و شاعرانہ انداز سے کہہ رہے ہیں کہ بعض اہل علم کہتے ہیں ان کا خود یہ یقین نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمان الاطاعت کے لئے اور ان کی جہالت میں کسی طرح یہ گناہ کش بھی نہیں کر دیکھا جائے کہ جو جواب لازمی ہے۔ کیوں کہ اس میں نہ اعتقاد اور نہ کفر کا لفظ ہے نہ حیث جو نہ سود کا وہ عبارت ہے۔

فذهب الحكماء الى ان النبی من	محکمہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی وہ ہو سکتا ہے جو حق
کان مختصاً بخواص ثلثة الاولی ان	خاص باتوں کے ساتھ مخصوص ہو پہلی بات یہ کہ وہ حبیب
یصحون مطالعاً علی الغیب بصفاء جوهر	پر مطلع ہو بہت نفس کی صفائی اور باری و پاکیزہ
ففسه وشدقة اتصاله بالمہادی	زیادتی اتصال کی وجہ سے اخیر بالیقین تعظیم
العالمیۃ من غیر سابقیۃ کسب و تعلم	و تعلم کے ادا ہست
وقسیم وقد اورد علی	کی طرف سے اس پر براہ راست کیا گیا ہے کہ اگر انہ
هذا بانصو النوار و بالاطالع	فلا منہ کی مزید یہ ہے کہ نبی کو کل منشیات پر اطلاق

شے جو کہ مطالعہ و انتظار اس منظر میں ہوا نہیں رہی ہر دو شخص حوالہ سے دیا گیا تھا اب بعض محققان نے غلطی سے
اسی عبارت کو سوتلج کر لکھ دیا۔

ہونی چاہیے تو یہ لوہا لائق کسی کے نزدیک ہی
نہی ہو سکے کیلئے شرطیں اگر ان کی مراد یہ ہے
کہ بعض بنیات پر اطلاع ہونی چاہیے تو یہ بنی
کے ساتھ خاص نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ تو فیہم
تعلیم بنیات پر مطلع ہو جائے ہر ایک کے لیے
ممکن ہے۔

الاطلاع علی جمیع الثوابات معمولی
بشرط فی حکون الشخص نبیاً بالانطلاق
وان ارادوا الاطلاع علی بعضها
فلا یحکون ذلك خاصة فنی اذا ما
من اسد الا و یجوز ان یطلع علی
بعض الثوابات من دون سابقہ صلی
و تعلیم۔

تاخری خبر کریں کہ اس میں اور حدیث محفوظ لایا میں کیا فرق ہے۔

اقتدایات کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس کے ضمنی اور حفظ الایمان کے ضمنی میں غریب
فرق نہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ الغرض کہ بدل بدلنے سے حکم نہیں بدلتا۔ اس کے بعد یہ گڑبش ہے کہ اگر کوئی نئی
بات کہنی ہو تو قرآن مجید کے ار وقت ضائع کرنے کی حاجت نہیں۔

صدر صاحب : میں بہت خوش اس کا اندازہ کر رہا ہوں کہ دونوں جانب سے یاد دہانی ہو
کلی جا رہی ہے لہذا اب اگر کسی صاحب کو کوئی نئی بات کہنی ہو تو فرمائیں درود سخن صاحب وقت میں کوئی
فاقہ نہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب : جناب نے جو کچھ فرمایا بالکل صحیح ہے لیکن میں عجیب ہوں اس لئے کہ
میرا منصب عجیب کا ہے تا وقتیکہ اسل کا سوال نہ بدلے جواب کیجے بدل سکتا ہے۔ ان اگر گڑبش گڑبش کے
جواب دے تو مرتبہ نیا سے مل سکتا ہوں۔ لیکن آپ جیسے ہیں کہ حقیقی بات تو ایک ہی ہو سکتی ہے۔ لہذا آپ کو
کو عجیب کریں کہ وہ سوالی جلیں تاکہ لوگوں کا وقت ضائع نہ ہو۔

صدر صاحب : اچھوئی رحم الہی صاحب سے مخاطب ہو کر، مولانا میرے نزدیک اس بحث پر
طریقہ کافی روشنی ڈال چکے ہیں لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ بحث ختم کر دی جائے اور کل صبح
سے دو مرتبہ بحث شروع ہو۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : مولوی صاحب میری باتوں کا جواب دے میں تو دوسری بحث شروع ہو سکتی ہے تب تکسیرے اس سوال کا جواب نہ ہو میں کیسے دوسرا سوال کر سکتا ہوں۔

صدر صاحب : معاف کیجئے مولانا اس کا فیصلہ تو فریقین نہیں کر سکتے کہ جواب ہوا یا نہیں آپ نہیں کہے کہ جواب نہیں ہوا اور دوسرا فرق کہے گا کہ جواب ہو گیا۔

مولانا محترم منظور صاحب : میں شک فریقین تو نہیں کر سکتے۔ لیکن جناب کو برحق حاصل ہے۔

صدر صاحب : میں تو عرض کر چکا۔ میری رائے تو یہی ہے کہ اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑ چکی اس بحث کو ختم نہ دیا جائے۔ ان اگر مولوی رحمہ اللہ صاحب اسی بحث کے متعلق کوئی نئی بات فرمائیے گا میں تو فرما سکتے ہیں۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : جب میری پہلی سی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا تو میں اپنی باتیں پیش کر کے بنا کر دوں گا۔ اب میں کلی کو دوسری ہی بحث شروع کر دوں گا۔

شب کو دس بجے کے قریب یہ جلسہ ختم ہوا اور قرقر پایا کہ کل ساٹھ بجے ، مسجد پرانے صحن کی عبارت پر گھنٹہ گویا شروع ہو گئی۔ لیکن صدر صاحب و مولوی رحمہ اللہ صاحب کی تشریف آوری میں چونکہ کچھ دیر ہوئی اس لئے جلسہ تقریباً یہی شروع ہوا۔

مناظرہ کا دوسرا دن

۱۹ جولائی ۱۹۲۸ء یومِ پنجشنبہ

مولوی رحیم الہی صاحب : حضرات آپ نے دیکھا کہ کل جو میں نے مولوی صاحب سے "حفظہ" لایا تھا۔ اس کے متعلق سوال کیا تھا اس کا جواب مولوی صاحب نے کچھ بھی نہیں دیا۔ مولوی صاحب نے شہرہ خواہی کی عہدیت پر جس پر میں نے سوال کیا کہ اس میں ایسا کالافظ کہاں ہے تو اس کا مولوی صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔ پھر میں نے اس کا مطلب بیان کیا تو مولوی صاحب نے اس کا بھی کوئی رد نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرحِ مواضع کی عہدیت کا جو مطلب میں نے بیان کیا تھا اس کا صحیح ہونا مولوی صاحب کو بھی قسیم ہے۔ مولوی صاحب نے جب کچھ پر "انصاف لغات" پیش کیا تھا اس میں کلامِ عرب میں نے مولوی اشرف علی صاحب وغیرہ کو تسلیم کیا ہے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا کہ اس میں معینہ حفظہ لایا گیا ہے عہدیت میں کلمہ لکھی گئی ہے بلکہ یہ لکھ کر ملا ہے جس کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے معینہ حفظہ لایا ہے ان کی عہدیت "حسام الحرمین" میں لکھی ہے اس کا بھی مولوی صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔ اب میں تنزل کے طور پر گنت ہوں کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ حفظہ لایا میں میں تو یہی نہیں ہے اور اس کا وہی مطلب ہے جو آپ نے بیان کیا۔ تب بھی مولوی اشرف علی صاحب کو چاہئے تھا کہ لکھ کر لائے کہ اس کے الفاظ بدل دیتے وہ الفاظ آسمانی سے تو اتنے ہی نہیں تھے۔ بالخصوص جب کہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لائی میں تو یہی ہے تو پھر ان الفاظ کے دیکھنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ ان الفاظ کا نہ ہونا خود اس بات کو ثبوت دے کہ مولوی اشرف علی صاحب اس توہین کے التزام سے راضی ہیں۔ آپ خواہ مخواہ ان کے کہیں بھی کہیں کو مسلمان ثابت کرتا چاہتے ہیں۔ شہرہ کوٹ تو ختم ہی ہو گئی۔ اب میں تو خود میرا نام لے کر اس کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ آپ خود مجھ کو حسام الحرمین دے دیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : صدر صاحب سے مخاطب ہو کر، پہلے جو چاہے کہ ہر سنگ پر گریب کی تقریر آخری ہوگی۔ اور یہی اصول بھی ہے لہذا مولوی رحیم اللہ صاحب کو دوسرے سوال کا جواب دینی چاہیے کہ وہ میری جوابی تقریر سے نہیں لڑا لڑ کر اجازت دی جائے کہ میں مولوی صاحب کی تقریر کا جواب دوں۔

صدر صاحب : تو پھر وہی سلسلہ شروع جتنا ہے جو کل تھا۔

مولانا محمد منظور صاحب : یہ صحیح ہے لیکن اس کی ابتدا مولوی رحیم اللہ صاحب کی جانب سے ہونی چاہیے۔ مگر جناب کے نزدیک یہ مناسب نہ تھا تو مولوی رحیم اللہ صاحب نے جس وقت اس کو شروع کیا تھا تو اس وقت ان کو رکے چاہئے تھا۔ اس وجہ سے کہ وہ تقریر فرما چکے تو کوئی وجہ نہیں کہ مجھ کو جوابی تقریر کا حق نہ دیا جائے۔

صدر صاحب : اچھا شروع فرمائیے۔

مولانا محمد منظور صاحب : معزز حاضرین ! آپ نے مولوی رحیم اللہ صاحب کی بغیری دیکھی آپ فرماتے ہیں کہ "مختار الایمان" کے متعلق جو سوال کیا گیا تھا اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اسی حضرت جواب تو ایسا دیا گیا کہ آپ کا دلی ہی خوب جانتا ہو گا اور سنا سمجھنے میں بھی یہ دیکھ لیا کہ میرے اصل جواب پر جیسی اس غلطی پر جو میں نے "مختار الایمان" کا بیانیہ کیا آپ نے کوئی بھی اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ فشار راستہ آپ قیامت تک کوئی اعتراض کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ بھی مجھ میں آخر یہ کہیں قواد کیا کیس۔ مقتدر یہ جو بات ہے چھوڑتے ہیں۔

اس وقت آپ کی مثال بالکل اسی شیعہ حضرات کی سی ہے جو سنیوں کی طرف قادیانی لٹا رہے ہیں اور یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "اللہ آنحضرت علیہ السلام کی وفات کے وقت بھی قریش کی اور یہ کہ ان کے کچھ بڑے وہ کبر اس کرتے ہیں۔" (تھوڑا بہت)

دفعہ ہائے مہر کا نسخہ، جو چاہے اس لئے اپنے لکھنے والے کو کتاب بھی نہیں لکھتے تھے بلکہ ہر کتاب میں کوئی ایک صفحہ ان صاحب کے حوالے بھی حضرت مولانا محمد منظور صاحب سے لکھتے تھے۔ اس سبب ان کی کوئی لکھنے والا نہ دیکھتا تھا۔ اور یہاں سے لکھنے والا نہ دیکھتا تھا۔

اہلسنت ان کے اس ناشغول اور مجھوٹے التزام کے جزاء وہ ان کی جواب دیں لیکن وہ میں کچھ جلدتہ دیں
 کہ صاحب حضرت عمرؓ نے حضورؐ کو یہی کی۔ تو میرا میں زحم سے ان کی وہاں پڑی جاتی ہے نہ آپ کی۔ اور اگر
 واقعی بات یہ ہے کہ آپ نے میرا جواب نہیں سمجھا تو یہ فہم عالی کا قصور ہے۔
 مگر شبہ شد بروز سنہ ۱۰۱۰
 چشمہ آفتاب را چہ رنگا

”شرح مواقف“ کی عبارت پر آج بھی آپ نے روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان
 اور شرح مواقف کی عبارت میں بڑا فرق ہے۔ حفظ الایمان میں لفظ ایسا ہے اور شرح مواقف میں وہ کیا
 ہے۔ مولانا یہ آپ ایسی بات فرماتے ہیں کہ شاید احمد برکس کا نام نہ دیکھ بھی نہ ہو سکی نہیں کچھ گا۔
 صرف ان میں : حفظ الایمان اور وہیں ہے اور شرح مواقف عربی میں : بھلا اس میں لفظ : ایسا : کچھ
 ہو سکتا ہے ؟ اگر ایسا ہے تو دونوں عبارتوں میں فرق ثابت ہو گا کہ قریبی کہہ دیجئے کہ وہ اردو میں ہے یہ عربی
 میں۔ وہ سفید کاغذ پر بھی ہے اور پر زرد پر۔ وہ عقائد یحیون کی چھپی ہوئی ہے۔ یہ تحریر کی۔ اس کی قیمت دیکھ
 آئے ہیں نہیں۔ اس کی اس بارہ : دیر ہے۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ مضمون دونوں عبارتوں کا ایک ہے یا نہیں
 قریبی عربی کو چکا ہوں کہ اضمحیون دونوں کا متحد ہے بال برابر فرق نہیں : ذرا شرح مواقف کو ہندو نظر فرماتے
 میں دیکھو سے کہ سکتا ہوں کہ آپ قیامت تک فرق ثابت نہیں کر سکتے۔ آپ نے جو اس کا مطلب بیان کیا ہے
 اس کا اس میں کوئی نام و نشان بھی نہیں۔ ذرا اپنے بیان کہہ مطلب کو اس کی عبارت سے چسپاں کر کے
 تو دیکھا دیکھئے۔

”التصدیقات“ کے تعلق جو آپ کو اعزاز ہے آج اس کو آپ نے پھر دہرایا ہے۔ میں اس کا مختصر
 جواب بھی دے چکا تھا لیکن خیر اب اس کو قدرے تفصیل سے پھر عرض کرتا ہوں۔ سہفہ :

اس کا اندازہ آپ کو بھی ہو گا کہ نقلی ترجمہ میں اب اجماع مطلب چھوٹے طور سے کچھ میں نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے
 کہ قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں کا صاحب سمجھنے کے لئے کوئی شخص بھی نقلی ترجمہ کو کافی نہیں سمجھتا۔ جب یہ سمجھ لیا گیا
 تو سنتے۔ چو کہ سرور علی احمد صاحب کا مقصود یہ تھا کہ علماء عرب میں حفظ الایمان کی عبارت کا صحیح مطلب کچھ نہیں

تھا کہ وہ کہ انکم! تمہیں کی رہائش سے وہ محفوظ رہل دیتے۔ لیکن اس کا جواب دینے سے پہلے میں جب اس سے
ویدخت کرتا ہوں کہ جس آپ نے آپ کی جماعت کے کسی سربراہ کو دوسرے بھی کسی خط کے ذریعہ حضرت مولا کو شہرہ
دیا تھا ؟

مولوی رحمہ اللہ صاحب : ۱۔ جبر کو کیا ضرورت تھی ان کو خود سوچنا چاہتے تھا۔
مولانا محمد منظور صاحب : ۲۔ افسوس ! اس عبارت کے متعلق حدیث، اشتیقات و رسائل تو لکھے
گئے ہیں لیکن ہزاروں گالی نہیں چھوٹی گئی اور وہ نہ دلیہ نہ حبشہ شری تھا نہ بھون بھی نہ دانے کئے گئے۔ اسی عبارت
پر فتوے تکبیر حاصل کرنے کے لئے عرب کا سفر بھی کیا گیا۔ لیکن امت نہ ہو سکا کہ کسی خلاصہ از مدبر تہذیب کے ساتھ
حضرت مولانا کو سادہ سے کارٹکے نہ دلیہ نہ شہرہ دیا جاتا۔ بعض اس لئے کہ اس میں مصحح کی ایک صورت تھی اور
جست ممکن تھا کہ مولانا اس کو قبول فرمائیے اور فرقہ ہازن جنگ کا خاتمہ ہو جاتا۔ بلکہ تب فرماتے ہیں کہ ہم کو اس
کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں صاحب آپ کو ان کے کافریت کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ نیکیں ۔ مطلب ناخن
دیگر است ؟

اسی کے بعد میں بتلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا کو یہ شہرہ دیا بھی گیا اور حضرت نے اس کو قبول بھی فرمایا
اور وہ خط اور مولانا کی جانب سے اسی کا جواب ”تغییب العفوان“ کے نام سے چھپ بھی بیٹھا ہے
جو میرے پاس اس وقت موجود بھی ہے۔ اس خط کے الفاظ یہ ہیں

”مفتی الامان کے سامان سوہم کے جواب میں ایک شوق میں یہ عبارت ہے۔ نہ آپ کی ذات
مقدسہ پر ظلم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید مرجع ہو تو وہ بدلتا غلبہ یہ امر ہے۔ نیز اس عبارت
پر بعض خطرات شبہ کرتے ہیں کہ اس میں لغو یا بدلتا حضرت قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو مانا اور شاید
تھکرایا ہو، مگر حقیقت وہی ہے اور یہ استغناء ہے اور استغناء کفر ہے اور اس شبہ کا جو جواب
مسلطہ جہان میں لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی وافی ہے۔ لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ بر فہم کے

لوگ ہیں یا کم از کم نصف شب آدمی دن بھی بوجہ دین جوشہ لڑنے میں کچھ مصاحب تھے کہ جوتے ہیں خواہ وہ مصاحب دینیہ ہوں جیسا کہ وہی کا دھوئے ہے یا دنیویہ ہوں جیسا کہ قوس ہے اس لئے کہ تم کھانا کی رعایت سے بچا۔ اسی کو ذمہ شبہ ہونہ دوسرے کوئی شبہ ڈال سکے۔ اگر اس صہرت میں اس طرح سے توہم کر دی جیسے جس میں مغربی محفوظ ہے اور مغربی مل جاوے تو امید ہے کہ موجب ہر ہوگا۔ اگر یہ ترمیم دینے ضرورت میں نہ ہوگی رہے کہ اس مسئلہ میں ہی میں ہوگی۔ آئندہ جو رائے ہو۔

..... فقط

حضرت مولانا یہ جواب دیتے ہیں۔

۱۰۔ جنزائے اللہ قضائی بہت بھی رائے ہے کیوں کہ اس سے قبل کسی نے واقعی بنا قیام نہیں کی اس لئے ترمیم کو اولات علی خلاف المقصود کہ ترمیم کے مستلزم سمجھا۔۔۔ اب محفوظ کا یہی ہے اس حدیث کو۔۔۔ اس طرح بڑا ہوں۔ اگر بعض علوم غیبیہ ملا دیں تو اس میں جسے مسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ لہذا وہ ایسی عبادت بعینہا شرع موقوف۔۔۔ اور مطالعہ الافکار میں موجود ہے۔ اب اگر اس پر بھی حکم ہو تو پھر پہلے کو تیار ہوں یا مگر شریعت موقوف اور مطالعہ الافکار کی عبادت پر منع کے بعد۔ واللہ اعرفی۔

شرف علی ۱۰ اصرار و صبر ہر وقت یعنی۔

مولوی صاحب سنا آپ نے مولانا نے عبادت میں بھی دی اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر اس پر بھی حکم ہو تو میں پھر پہلے کو تیار ہوں۔ اب کہتے کہ حضرت مولانا یہ آپ کا یہ لازم کہاں تکسیر ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : یہ کتاب اور انجیل کو دے دیجئے۔ کتاب دے دی گئی۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : دیکھئے صاحب صاحب ! اس میں یہ لکھا ہے کہ اب حفظہ الامان کی اس عبادت کو جو اس سوال کے شروع میں ہے اس طرح بڑھا جائے، یہ نہیں لکھتے کہ اس طرح کھد جائے، بلکہ لکھتے ہیں کہ اس طرح بڑھا جائے، معلوم ہو سکتا ہے کہ بالکل برعکس دستور نہیں بلکہ کھانا تو وہی جائے گا جو پہلے

کہا جا چکا ہے۔ ہاں پڑھنے کے لئے کتب خانہ میں اس طرح پڑھا جائے۔ پہلا سولہ ! اس سے کیا جوتا ہے ای
کو یہ لازم تھا کہ پہلے جہاد کے کئی حصے اس کو ظہور دے دیتے اور دوسری حفاظت الایمان پھیرا دیتے جس میں وہ عمار
نہ جوتی تھی نہ جوتی جوتی ۹

مولانا محمد منظور صاحب : آپ حضرات کے مولانا کی اس تقریر سے اعزازہ کر لیا ہو گا کہ اس وقت
جہاد کے فاضل قاضی کا محفل یہ ہے کہ اگر میں اس وقت یہ کہہ دوں کہ وہ وہ جہاد ہوتے ہیں تو جہاد سے مطلب
صاحب شاہ فرما دیں گے کہ گزشتہ ایک بار میں جوتے ہیں ایسی حالت میں میں مولانا کی اس تقریر اور با صنی
تقریر کا کیا جواب دوں۔ بہتر ہو کہ جناب صدر صاحب ہی اگر کچھ مناسب خیال فرمائیں تو فرمادیں۔

صدر صاحب : میرے نزدیک تو محض اس خط کا اور اس کے برابر کا چھپوا دینا ہی کافی ہے
اس کی ضرورت نہیں کہ جہاد میں پہلے چھپ چکی ہیں اور کو جمع کر کے ان کی عبادت کو ظہور دیا جائے اور ان میں یہ
نئی عبادت لکھی جائے اور زیر منہ نہ ایک دیکھی کے امکان میں ہے۔ میں مستند مسائل تو جاننا نہیں میں ایک مختصر
شخصی ہوں۔ ہاں اشارات دیکھ کر ہوں تو اکثر ایسا سوکتا ہے کہ کسی غیر رشتہ میں کوئی غیر غلط چھپ جاتی ہے نہ
دوسرے طریق میں اس کی تصحیح ہو جاتی ہے یہ نہیں کیا جاتا کہ پہلے ڈیٹیشن کے نام پر چون کو جمع کر کے مصلح کی
جلستے ہاں یہ ضرور ہونا چاہئے کہ اس کے بعد گروہ کتاب چھپے تو اس میں وہ عبادت اور ج کی جائے جو بعد
میں چلی گئی ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب : ادا کا شکریہ کہ مولانا کے حواض کی حقیقت آپ حضرات پر بھی آشکارا
ہو گئی ہے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ حفاظت اولیٰ ۔ اسی واقعہ کے بعد چھپی ہے اور اس میں ہی نئے
عبادت سے وہ پہلی عبادت نہیں ہے۔ اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ سنئے ! اس میں عبادت زیر بحث کی کچھ
یہ لفظ ہیں۔

” اگر بعض معلوم غیبی مرد میں تو اس میں حضور مصلح کی کیا خصوصیت ہے بطور بعض علوم غیبیہ تو
غیر غیبیہ علم الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل ہیں ۱۰
مولوی رحمہ اللہ صاحب : یہ کون سی کتاب ہے نہ اچھ کو دے دیتے۔ کتاب دے دی گئی۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : ابد غور کیا، آپ ستر بھی دیکھا کہ یہ حاشیہ میں کیا لکھا ہوا ہے ؟
 مولانا محمد منظور صاحب : جی ہاں ! دیکھا ہے۔ یہ لکھا ہے کہ اس جگہ اصل میں عبارت امدتھی
 جو "تغیر العنوان" کے سواں میں موجود ہے اس کی بجائے یہ عبارت بدل دی گئی ہے اور بدلنے کی وجہ تفسیر
 ہی میں لکھی ہوئی ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : دیکھئے مسدّد صاحب : مولوی اشرف علی صاحب یہ نہیں چاہتے کہ
 دنیا اس عبارت کو بحال چھوڑے۔ نئی حلفہ الامین بھی چھوڑی تو اس کے حاشیہ پر یہ لکھ دیا کہ جاری اصل عبارت
 تفسیر العنوان میں دیکھ لیں۔ بعد اس کے یاد دلانے کی کو ضرورت تھی ؟ اسی کی تو ہم لوگوں کو شکایت ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب : مولانا آپ کا بھی وہی مضمون ہے

"لَا آں بِمَشْرِدٍ كَرَجَسٍ نَشُوْر"

غیر سچے اس کا جواب بھی سنتے۔ حضرت مولانا کو معلوم تھا کہ اس وقت دنیا میں نفسانیت کا بازار
 گرم ہے۔ بعض نام نہاد مسلمانوں کا پیشہ ہی یہ ہے کہ وہ دوسروں پر الزام لگاتے کہ ملتے ہوئے کے مشاقتی نسبت
 ہیں مگر حلفہ الامین میں یہ حاشیہ نہ جڑا تو آپ ہی کے کوئی چھوٹے بھائی یہ فرماتے کہ ؟ دیکھا مگر حلفہ الامین
 کی عبارت میں تو یہی حاشیہ تھی تو ہر کیوں عبارت بدل بیٹھیں ہمارے دماغ میں کلام خدا ایسے لوگوں کی زبان و زبانی
 و زبان بندی کے لئے حضرت مولانا نے حاشیہ پر یہ لکھ دیا کہ عبارت بدل چوٹی ہے اور جو بدلنے کی وجہ ہے
 وہ "تغیر عنوان" میں ہے یعنی یہ کہ گراہ کرنے والوں کو گراہ کرنے کا موقع نہ ہے۔

اس کے بعد گراہ کش ہے کہ یہ مجلس منظور ہے جہاں وہ بات کہنی چاہتے جو منظرہ کی شان کے نہ ہوتی ہو
 یہاں چپ و دشت کے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں میں خود اعتراض کرتا ہوں کہ آپ چپ نہیں ہو سکتے۔ لہذا آپ
 "تغیر عنوان" کے ضمنی جو اعتراض کرنا چاہتے ہیں اس کو شروع کیجئے۔

میں خدا کی قسم کہ وہ سچے ہیں، اگر کوئی مولوی عبدالغفور محمد صاحب، مولوی دہ جی صاحب کی امداد کے لئے پہلی سے قرعہ
 تو یکسو قرعہ پر حضرت مولانا کو تھکھڑ صاحب سے فرما کہ آپ لعلی مولوی اشرف علی صاحب کی وکالت کرتے ہیں، اصولاً
 بغیر حاشیہ برسر وقت،

مناظرہ - بر عبادت تخذیر الناس

مولوی رحمہ اللہی صاحب ۱۔ دسمبر طرہ میں اس میں لے کر پہلے میں آپ کی خاطر تخذیر الناس۔

ہی کی بحث شروع کرتا ہوں۔ آپ کے مولوی محمد قاسم صاحب اپنی کتاب "تخذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ۔

۲۔ بلکہ اگر اعتراض آپ کے زمرہ میں بھی کہیں ادا کوئی ہی ہو۔ حجب بھی آپ کا خاتمہ ہونا بدستور

بائی بہت گا۔ بلکہ اگر اعتراض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی ہی پیدا ہو تو پھر بھی غایت محمدی میں

کچھ فرق نہ آئے گا حرام کے ٹیلہ میں تو رسول صلعم کا خاتمہ ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری میں سب سے اہل فہم پر داکشن ہو گا کہ تقصیر یا آخر

زمانہ میں بالذات کچھ غلطی نہیں ۳۔

دیکھتے ہیں عہد میں مولوی محمد قاسم صاحب اس کو ملے رہے ہیں کہ آپ کے زمانے میں بھی پہنچ کر سکتے

میں اور آپ کے زمانے کے بعد بھی۔ اور اس سے حضور صلعم کا خاتمہ ہونا بدستور رہتا ہے۔ بلکہ حجب تو یہ ہے کہ کہتے

ہیں کہ مولانا اس کے کشیدہ میں تو رسول صلعم کا خاتمہ انبیاء میں ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری میں گر اہل فہم

روشن ہے کہ مقدم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ غلطی نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کے

نزدیک جو شخص خاتمہ انبیاء کے یہ معنی لکھے کہ آپ سب سے آخری ہی میں وہ حرام میں داخل ہے اور اہل فہم میں سے

نہیں۔ حالانکہ رسول صلعم سے اس کے یہی معنی لکھے ہیں اور صحابہ اور تابعین اور سادات ائمہ بھی اس کے

یہی معنی لکھے ہیں۔

حضور صلعم فرماتے ہیں۔ انما خاتم النبیین الانبیاء علیہ السلام۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے

بعد کوئی نبی نہیں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ائمہ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میری مثل

ایک مکہ مکہ کی سی ہے جس کو اچھی طرح بتا دیا گیا ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی دی گئی ہو اور لوگ اس کو دیکھ کر

تجسس کرتے ہوں کہ مکہ میں تھا اور اچھا بتایا گیا ہے لیکن یہ اینٹ کی جگہ کیس غلط ہے۔ پس میں دو اینٹ ہوں جس نے

ماہیت مسجد مشرق اور عبادت ہر کی یہ تسلیم کر لیا کہ اس میں تو ہیں حق۔ اگر نہیں جتنی تو یہ کہیں ۴۔ محمد کو ساری عبادت خدا

صاحب مولوی رحمہ اللہی صاحب کے نائب نے اس نے پھر لے جانے کا لفظ بھی خوب چاہا ہے ۵۔

نبوت کے گھر کو مکمل کر دیا اور میں خاتم النبیین ہوں۔

ابن ادریس شری امام اللہ کے علاوہ ادیب شہار حضرتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے آقا و مولا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی نبی ہیں۔ لیکن مولوی محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو سب سے آخر کا نبی خیال کرنا حرام کا خیال ہے اہل ظلم کا نہیں۔ اسی میں حضرت صلح کے خاتم النبیین ہونے کا بھی انکار ہے اور حضرت کی توہین بھی ہے بلکہ تمام صحابہ ائمہ تابعین اور ائمہ سنی کی توہین ہے کہ ان کی تفسیر و قول کو حرام کا خیال بتایا۔ اسی وجہ سے علماء حرمین شریفین نے اس کو کفر کہا ہے۔ اگر آپ بھی انہیں کافر سمجھتے ہیں تو فیصلہ ہوا میرا آپ کا کہی بھیج کر انہیں دور اگر آپ ان کو مسلمان جانتے ہیں تو اس کا جواب دیجیے

مولانا محمد منظور صاحب ۱۔ مولوی صاحب نے اپنی اس تقریر میں قاسم العلوم و انکیزات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ خاتمہ پر رد اعتراض کئے ہیں۔ قل یہ کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اہم میں مولانا صاحب کا رد اعتراض ہے۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے انحضرت صلح کی معاذ اللہ توہین کی۔

قبل اس کے کہ میں ان اعتراضوں کا تفصیل جواب دہل پڑے۔ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ خود حضرت مولانا صاحب کا حقیقہ اس کے متعلق کیا ہے۔ جس کتاب کی عبارت جہاد سے مخاطب صاحب نے پڑھ کر آپ حضرت کو سنائی ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰ پر یہ عبارت ہے۔

”سو گھر حلال اور عورت تب تو ثبوت خلافت زمانی ظاہر ہے۔ وہ قیام لازم خاتمیت ہے۔ بدلتا ہوا ہی ضرور ثابت ہے۔ اور تصدیقات نبوی مثل انت منی بسفولہ ہارون من موس الا انہ لامی بعدی“ اور مستحکم قال جو نظر پر نظر نہ کر۔ اسی لفظ خاتم النبیین سے مراد ہے اس باب میں کافی۔ کیوں کہ منقولہ دو توہم کو پہنچے کیلئے میرا اس پر احتجاج بھی مستند ہو گیا۔ مطلقاً نہ کہ کیسے نہ تو مستحکم نہ ہوں سو یہ عدم توہر الفاظ و اوجہ و اثر منوی ایسا ہی ہو گا جیسا توہر مداد و کتابت و فنی و وز وغیرہ باوجودیکہ الفاظ و اوجہ و اثر منوی نہ توہر نہیں۔ جیسا ان کو منکر کافر ہے اس کا منکر ہی کا ذوق ہو گا۔ لا۔

اس عبارت میں حضرت مولانا حضرت غلام مصطفیٰ خاں انیسویں ہجرت کے بارہویں بیانی کی ہیں۔ ایک یہ کہ قریب قریب جو لفظ غلام انیسویں خاں حضرت غلام مصطفیٰ کے لیے ہے اور وہ اس سے ختم نبوت نہائی اور نبی نہوں پر ہوتا تو اس صفت میں حضرت غلام کا آخر انبیاء اور سب سے پہلے نبی ہونا قریب قریب سے بدولت مطابقت ثابت ہو جاتا۔
۱۲۔ دوسری یہ کہ لفظ خاں انیسویں سے محض غایت تہی مراد لی جلتی۔ لیکن چونکہ اس کے لئے ختم نبوت نہائی لازم ہوتا ہے اس لئے اس لفظ خاں انیسویں کی بدولت اس پر بطور احترام ہوگی۔

۱۳۔ قریبی دلیل یہ بیان کی کہ حادثہ متواترہ لٹنے سے آپ کا خاں انیسویں یعنی آخری نبی ہونا ثابت ہے۔
۱۴۔ چوتھی دلیل یہ کہ صحت محمدیہ کا اس پر اجماع منقطع ہو گیا ہے کہ ان خصوصیت غلام سب سے پہلے بھی ہیں۔ اور میں یہ بھی فرمادیا کہ ختم نبوت نہائی کا منکر کا فر ہو گا۔

حاضرین! جگہ کو اور آپ کو سب کو ایک ہی خدا کو منہ دکھانا ہے اور انہماک سے کہنے کو جو شخص اتنی دلیلوں سے ختم نبوت ثابت کرسکے اور اس کے منکر کو کافر بتائے کیا میں سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ یہ یہ حقیقت سکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بھی نبی آسکتے ہیں۔ اسی کتاب میں جا بجا اس قسم کی اور بھی عبارات موجود ہیں۔ لیکن میرے کوئی حواصات ہیں کہ غلام انیسویں کے بعد۔ پھر یہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد کتابوں میں لے گا لیکن اسی کتاب میں نہیں۔ میرے پاس اس وقت حضرت مرحوم کی شہد کتاب "منظرہ عجیبہ" ہے مت سب معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے بھی دو ایک حدیثیں سندوں سے "منظرہ عجیبہ" میں "۳۹"۔

۱۔ غایت نہائی اپنا دین دایم ہے تاہی کی نسبت کا جہت کچھ صحت نہیں۔ مگر ایسی باتیں جا کر ہوں تو ہمارے مشن میں ہی نہیں آتا ہے:

پھر اس منظرہ عجیبہ کے صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں۔

۲۔ غایت نہائی سے جگہ انہیں کہہ رہے تھے کہ منکر کی لئے کھانسیں آگیاں چھوڑی۔

۳۔ غایت کا اقرار ہے کہ اقرار کر لے والوں کے پاؤں جا رہے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں کہتا:

۱۔ امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے اپنا دین داریوں سے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے کرنے

کا احتمال نہیں جو اس میں نال کرنے اس کو کافر کہتا ہوں ۲

اس کے علاوہ حضرت مرفقہ مرحوم کی دیگر تصانیف میں بھی اسی قسم کے مضامین بکثرت موجود ہیں۔ جنکو پڑھ کر سند لے لی اب چند ایسی حاجت نہیں۔ ایک منصف مزاج کے لئے اتنا ہی کافی ہے اس کے بعد میں صاف ظہر پر کھینچا ہوا ہوں کہ انتہاء درجہ کی بد شری ہے اگر کوئی حضرات علماء دیوبند پر یہ الزام رکھے کہ وہ معاذ اللہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ آج امت محمدیہ کی عمر ساڑھے تیرہ سو برس کی ہو رہی ہے لیکن میں بالکل پہل دھوئے سے کہتا ہوں کہ سند ختم نبوت کی جو حدیث فرزند خان دیوبند نے کی ہے اس کی نظیر آج تک کوئی پیش نہ کر سکا۔ نہ پیش کر سکتا ہے سند ختم نبوت پر بعض مولانا مولوی محمد شفیع صاحب دکنس بدو معلوم دیوبند کے چار رسالے ہیں۔

۱۔ ہدایۃ المسلمین فی آیۃ خاتم النبیین۔ ۱۷ تحت النبوة فی

القرآن۔ ۳۔ تحت النبوة فی الحدیث۔ ۴۔ تحت النبوة

فی الآثار :

ختم النبوة فی القرآن : میں تقریباً ایک سو آیت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم النبیین ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ختم النبوة فی الحدیث : میں تقریباً دو سو و بائیس روایات سے حضرت مسلم کا آخری منصب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ختم النبوة فی الآثار : میں سلف صالحین کے بے شمار اقوال سے ختم نبوت کا ثبوت کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ جو شخصت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے والا کافر ہے۔ یہ چاروں مسئلے ثابت ہوئے کہ وہ میں تمام مولوی محمد شفیع صاحب کے ہیں۔ ان کے علاوہ جو روایات اور مضامین دیگر صورت دیوبند کے ہیں وہ جہ گاند ہیں۔ جیو کا ایک مجلس میں شکل کہ بھی نشان نہیں۔ کیا آپ بتو سکتے ہیں کہ آپ نے یا آپ کی جماعت کے کسی شخص نے قادیانی جماعت کے کبھی سے ختم نبوت پر سننا سنا دیا ہو۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں قرآن میں بلا دینا یہ بیگ ایسی کتابوں میں فرزند خان دیوبند کے علاوہ خود کی جماعت سے اسکی سند ختم نبوت پر سنا کرے سکتے ہیں مگر میں بعض مقامات دیکھتے ہیں جہاں آپ کی جماعت کے لوگوں نے صحابہ و حضرات کو تادیر تادیر کہتے لیکن جو سند ختم نبوت رکھتی قادیانی سے گفتگو کرنا آسان نہ تھا اس لئے کیا

ہی آیت میں الٹ پھیر کر کے ایسے مضامین بنا سکتا ہے۔

مشائیوں کے کہ معاذ اللہ قرآن شریف میں ہے۔

”ان الابرار لفی جہنم وان الفجار لفی نعیم“

یعنی اچھے لوگ جہنم میں جائیں گے اور بدکار جنت میں۔ اور کوئی پوچھے کہ قرآن شریف میں کہاں ہے تو کہہ دے کہ پارہ عم - سورۃ الفطار میں ہے۔ حاضرین یہ بے حقیقت مولوی احمد رضا خان صاحب کے الزامات کی مختلف جگہ کی عبارتیں جمع کر کے ایک کفریہ مضمون بنایا اور لکھ دیا کہ فلاں نے یہ مضمون لکھا ہے لہذا کافر یہ بھی نہیں بناؤ گے کہ یہ عبارتیں مختلف مقامات کی ہیں۔ بلکہ ایک مسلسل عبارت لکھ دی جاتی ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والا ایسی سمجھے گا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے ”تحدیر الناس“ میں کہیں یہ لکھا ہو گا۔ پھر یہ بھی نہیں کہ ترتیب وار لکھا ہو بلکہ صرف کفری مضمون بنانے کے لئے مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ خیانت کی پہلے صفحہ ۱۳ کا فقرہ لکھا۔ پھر صفحہ ۲۸ کا۔ پھر صفحہ ۳۰ کا۔ واللہ اگر مجھے ایسی حرکت ہو جاتی تو میں ہر گز اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ کسی مناظرہ کے جلسہ میں شریک ہوں۔ لیکن صد آفریں آپ حضرات کی حیا و شرم پر کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے تو یہ خیانت کی ہی تھی لیکن آپ حضرات بھلے اس کے کہ اس کی پردہ پوشی کرتے آج مجلس مناظرہ میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

ایں کا۔ از تو آید و مردان چہیں کنند

یعنی اب میں ان فکروں کا علیحدہ علیحدہ صحیح مطلب بیان کرتا ہوں۔ جو فقرہ آپ نے سب سے آخر میں پڑھا ہے وہ ”تحدیر الناس“ کے صفحہ ۳۰ کا ہے۔ اور یوں سمجھئے کہ تحدیر الناس گویا اسی سے شروع ہوتی ہے۔ جبکہ حضرت مولانا مسک ختم نبوت پر کلام نہیں فرما رہے۔ بلکہ آیت کریمہ ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ کے معنی میں کلام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

”آیت کریمہ یوں ہے ”ان الابرار لفی نعیم“ و ان الفجار لفی جہنم۔

یعنی نیک لوگ جہنم میں جائیں گے اور بدکار جہنم میں۔

۱۰ اذن معنی خاتم النبیین مسمومہ کہنے جائیں۔ یعنی آیت کریمہ میں جو آنحضرت مسمومہ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اذن اس کے معنی سمجھ جائیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

۱۱۔ سو حرام کے خیالی میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا باہمی معنی ہے کہ آپ

کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔

یعنی حرام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مولانا یہ نہیں فرماتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا حرام کا خیال ہے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ حرام کے نزدیک اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یعنی بس اسی معنی میں حصر کرنا اور لفظ خاتم النبیین کے بس یہی معنی کرنا اس کو مولانا مسمومہ فرماتے ہیں کہ یہ حصر کرنا مسمومہ کا خیال ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

۱۲۔ لیکن اہل فہم پر دستِ بزرگ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

یعنی زمانے کے اول یا آخر میں آنا اس میں بالذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فضیلت نہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانے میں تشریف لانا اس آخری زمانے کے لئے باعث فضیلت ہے۔ اس زمانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں چار چاند نہیں گئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں چار چاند لگا دیتے اور وہ غیر حق و ان گنایا۔ مگر باقر علیہ السلام کے بعد سیدنا نور علیہ السلام یا سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی تشریف لائے تو وہی زمانہ خیر القرون سے گنایا جاتا۔ مولانا یہ جو کہہ رہے ہیں کہ حرام کے نزدیک لفظ خاتم النبیین کے بس یہی معنی ہیں، لیکن یہ حصر مناسب نہیں۔ اس لئے کہ اس میں کوئی بڑی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملتی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضور کی تشریف کے ساتھ یہ لفظ خاتم النبیین فرمایا ہے۔ لہذا اس کے اگر ہر ممکن کو کوئی ایسے معنی کو نہ جائز آئیں جو اس کے پورے طور سے فضیلت محمدی علیہ السلام پر ہی ساری گنا جس میں اسی معنی کی تفصیل فرمائی ہے جس کا حاصل مطلوبہ لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

لفظ خاتم النبیین کے معنی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے نزدیک



”ولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن کریم میں خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس سے خاتمت زمانی بھی مراد لی جاسکتی اور خاتمت مرتبی بھی۔ خاتمت زمانی کو تو آپ حضرات بھی جانتے ہوں گے۔ یعنی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ اور خاتمت مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں اور دوسرے انبیاء عظیم السلام بالعرض اور آپ کے واسطے سے۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی واسطے کے کمالات نبوت عطا فرمائے گئے۔ اور دوسرے انبیاء عظیم السلام کو حضور سرور عالم کے واسطے سے۔ جس طرح بندہ خدا سے ملنے آفتاب کو بالذات روشنی بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی روشنی میں کسی دوسری روشنی پر کاملاً منحصر نہیں اور اس کی روشنی کسی دوسری روشنی سے مستغنی نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالذات نبی بنایا اور آپ نبی نبوت میں کسی دوسرے نبی کے محتاج نہیں۔ اور جس طرح کہ چاند اور سورج ستاروں کو بالعرض یعنی آفتاب کے ذریعہ سے روشنی کیا اور وہ اپنی روشنی میں آفتاب کی روشنی کے محتاج ہیں اور ان کی روشنی آفتاب کی روشنی کا مکمل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء عظیم السلام کو نبی بالعرض بنایا۔ یعنی ان کو کمال نبوت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرماتے اور وہ اپنی نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں اور ان کی نبوت حضور سرور عالم کی بارگاہ نبوت سے مستغنی ہے۔

الغرض مولانا فرماتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین سے قطعاً یہ مراد لیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی مراد لیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں۔ یعنی اپنی نبوت میں کسی دوسری مخلوق کے دستِ نگر نہیں اور دوسرے انبیاء عظیم السلام اپنی نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔

کے فیض کے دست نگر ہیں۔ تو مولانا کے نزدیک لفظ خداوند التبییین سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو قسم کی خالقیت ثابت ہوئی۔ ایک خالقیت زمانی اور دوسری خالقیت مرتبی۔ جس کا مطلب یہی ابھی بیان کر چکا ہوں۔ پھر اسی خالقیت مرتبی کے متعلق صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں کہ۔

۱۔ یہ ایسی خالقیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے لئے میں بھی کہیں کہ کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خالق ہوا یا بدستور باقی رہتا ہے۔

پھر اسی خالقیت مرتبی کے متعلق صفحہ ۴۱ پر فرماتے ہیں کہ۔

۲۔ جو اگر بالفرض بعد مانا: وہی اسی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خالقیت میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔

لفظ یہ دو دو فقرے خالقیت مرتبی کے متعلق ہیں نہ خالقیت زمانی کے متعلق۔ جیسے کہ ہر عقلی حقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ پس حضرت مرحوم کو ختم نبوت زمانی سے انکار نہیں بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ نہ سمجھنا چاہئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتقاد سے خاتم النبیین لگو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ کے عقیدے بھی خاتم ہیں۔ جن کا مختصر الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ آپ نبی الاممہ جو ملے کے ساتھ ساتھ نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور جس طرح جو غلامان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت کے وہاں سے فیضیاب ہیں اسی طرح آدم و نوح و ابراہیم و اسحاق و یوسف و عیسیٰ و محمد بنیسا و علیہم السلام و اسلام بھی آپ کی بارگاہ رسالت پرانے فیضیاب ہیں اور اسی فیض کو ایک خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق ایک شعر میں ادا کرتا ہے۔

طستکل من رسول الله ملئس قطرا من البحر او شفا من الیام

رب صل وسلموا دائما بیدا علی حبیبک خیر ان شفا من کل امرا

حضرت مولانا نے تو دو بات کی تھی کہ عاشقان محمدی کو قرآن ہر گاہ پڑھنا چاہئے مگر لیکن غرضیں مریوی اور دنیا

شہ یعنی ہر نبی رسول کے لئے دینے والے ہیں ایک قلم و لہجہ کے فیضان کی باطن میں کبھی تری لب کو نہ دیتے۔ ۷

خان صاحب کی ویسٹ پرکھنٹس اپنی شہرت کی غرض سے عبارت میں ناجائز قطع و برید کی: اور ایک فقرہ صلیحہ
دوسرے صفحہ ۳۳۹ قریب صفحہ ۳۴۰ کے لکھ کر ہر راستی یک کفری محض بنایا اور کہہ دیا کہ صاحب مولوی محمد قاسم صاحب
نے نظم نبوت کا انکار کر دیا۔ (لعنة الله على المعتاذین)۔

لکھ کر کچھ ایسے مولانا کے دونوں اعترافوں کی کافی شافی جواب دیو گیا اور اس سے زمر کوئی بات باقی
نہیں رہی لیکن میں حادثہ کی غلطی یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تحقیق کہ حضور سرور عالم صلیحہ ہی بالذات
ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام ہی بالعرض یعنی ان کو نبوت حضور سرور عالم صلیحہ کے واسطے ملتی تھی
مولانا ہی کی نہیں بلکہ اس کا فقرہ ایک جگہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے بھی کیسے سننے مولوی احمد رضا
صاحب اپنی کتاب مدح و ذمہ اللہ علیہ ۵۵ ص ۵۶ میں صریح فرماتے ہیں۔

۱۔ اور خصوصاً متواترہ اولیاء کرام و ائمہ عظام و علمائے اعلام سے میری جو جگہ کہ ہر
نعمت قلیل یا کثیر، حقیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روز
اولیٰ سے اب تک اس سے قیامت تک۔ قیامت سے آخرت تک۔ آخرت سے اب تک۔
موسیٰ یا کافر مطیع یا فاجر ملک یا انسان جی یا حیوان بلکہ تمام سوائے میں سے جو کچھ ملی
یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے حساب سے کھلی اور کھنٹی جتا دیکھنے کی انہیں
کی دھنوں پر چلی اور رفتی ہے اور ہر شے یہ سرور الوجود و اعلیٰ الوجہ خلیفۃ اللہ الاعظم والی نعمت
عام ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس کو جو کچھ نعمت ملی روحانی ہو یا جسمانی، دینی ہو یا دنیوی
وہ حضور صلیحہ ہی کے واسطے ملی اور جو کچھ نبوت بھی ایک بڑی لکھن سے بڑی نعمت ہے تو معلوم ہوا کہ جس کو
بھی نبوت عطا ہوئی وہ حضور صلیحہ ہی کے ہاتھ سے عطا ہوئی۔ اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضور خان صاحب کا
سرور قہر ہے اور کچھ اللہ ہی پر بھی جانتے ہیں کہ یہ سرور کماؤں سے جوا ہے لیکن میں اس وقت اس سے کشتہ نہیں
ہمیں قرین ثابت کرنا تھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بھی حضور صلیحہ کو ہی بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام
کو ہی بالعرض جانتے ہیں۔ وہ فیصلہ لکھنے اس عبارت سے کہ حق ثابت ہو گیا۔ اب جو شخص صرف تخریفات لکھتا

آئی تھیں کہ اس کو چاہئے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی پہلے خبر لے۔ میں اس وقت کہہ رہا تھا کہ ہمارے فاضل
مخاطب نے مولوی احمد رضا خان صاحب کی خبر لے کر اس کے تینوں نظروں کو میں مخاطب بھی کیا ہوگا۔ مگر پھر میں
مشتی مٹانے کی ضرورت سمجھ کر ان کو ہر اشارہ منقطع کر دیں گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین۔

مولانا کی یہ تقریر ۱۴۴۱ھ ہجری میں ختم ہوئی۔ ہم صاحب کے دل سے شکر و
پسند کا انھوں نے تقریر کی نوعیت دیکھ کر باوجود وقت گزر جانے کے نہیں دکا
اور ہم اس وقت برابر مولوی رہتے ہی۔

مولوی رحیم الرحمن صاحب : بعد از غلطی، آپ حضرات نے مولوی صاحب کا حفظنا بھائی
باتوں کی پیدائش کیا ضرورت تھی نہیں جس عبارت میں لکھا تھا اس کا جواب دینا چاہئے تھا۔ میرا عرض ہے
تھا کہ مولوی محمد اس صاحب سلمہ یہ لکھا ہے کہ خاتون النبیہیں کہنے لگی تھیں کہ آپ سب سے آخری
نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ اس حدیث میں خود حضرت رسالت و پیغمبر صحابہ و تابعین و ائمہ مطہرین کی توجہ
کیوں کہ اس آیت کے معنی خود انکسرت نے بھی ہم کو یہی بتا دئے ہیں۔ اور صحابہ و تابعین و ائمہ مطہرین نے بھی
یہی کہے ہیں۔ اور مولوی محمد اس صاحب کہتے ہیں کہ یہ عوام کا خیال ہے اہل فہم کا نہیں۔ اس سے زیادہ اذکیب
توجہ ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کے نزدیک بس ماں بس کی گولیاں دینا ہی توجہ ہے؟ آپ سے یہ توجہ نہ کہ
اس کا کوئی جواب دیتے۔ آپ نے قصیدہ غنیہ کے شعر سننا دیتے کہ دیکھئے سو توں محمدی اسم صاحب کا حضور
گمن در جوہت ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک شخص آپ سے یا آپ کے کسی استاد کے متعلق ایک اشتہار
شائع کرے اور اس میں لکھے کہ آپ شہر ہیں۔ اگر سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ یا جی ہیں۔ عرض لیجئے ہیں۔ دیکھ
پھر آپ کے دوست و صاحب کی خوشنودی کے لئے ایک دوسری تحریر میں لکھے کہ آپ مسلم ہیں مکرم ہیں عالم
ہیں باطل ہیں۔ تو کیا آپ یہ کہیں گے کہ اس سنجیدی توجہ میں نہیں لی۔ وہ مجرم نہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ناخانی

تو مجرم ہے جب تک کہ اپنی پہلی تحریر کی مصافی مولوی صاحب سے نہ چاہے گا نیز جرم باقی رہے گا۔ ایسے ہی اگر کہیں مولوی محمد قاسم صاحب نے مسلمانوں کا دل غمگین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی کر دی تو کیا اس سے ان کا اسلام ثابت ہو جاتا ہے۔ یاد رکھئے کہ جب تک وہ کسی مجلس توہین سے قلم نہ اٹھائیں ہرگز مسلمان نہیں۔ مولوی صاحب! یہ دھڑکے ہوئے نہیں یہ مجلس مناظرہ ہے۔

آپ کا نچہ پرانہ غلیظہ حضرت پر یہ عزت من ہے کہ مختلف جگہ کی عبارتیں جن کے کلمہ یہ مضمون بننا ہے۔ اسے صاحب یہ تو آپ جب کبھی جب میں ان عبارتوں کو طرہ اعتراض کروں میرا اعتراض تو صرف تحذیر الٰہی کے اس فقرہ پر ہے۔

.. سوچو دو گے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا بننا یا بیٹا بننا، یا ساقی بننا یا نعلین کے بعد اور آپ سب میں بخریجی جس سے اہل غم پر روکشی ہو کر انعام یا تخریبی میں یا ذات کے فضیلت نہیں۔

میں دوسرے اور قیصر کے فقرہ پر تو ابھی اعتراض ہی نہیں کر رہا۔ چہ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت صرف یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے حضور سرور کو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی یہ کہ آپ کے بیان کردہ تفسیر کو حرام کا طعن بنایا جس کی وجہ سے علماء عربین شریفین نے ان کو کفر کہا ہے آپ اس توہین کو ان کے سر سے ہٹائیے اور اپنے کلام و قلم سے نکالیں۔

مولانا محمد منظور صاحب : (بعد از غلبہ سکون، عاجزی) : آپ کو یہ ہو گا کہ مولوی صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں قاسم العلوم و انوارات حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز پر دو اعتراض کیے تھے۔ ایک یہ کہ وہ عظیم نبوت کے منکر ہیں۔ دوسرے یہ کہ العبادۃ باللہ انہوں نے حضرت سرور کائنات کو حق تعالیٰ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور آپ کے بیان کردہ معنی کو حرام کا خیال بنایا۔ لیکن جب یہ کہ مولوی صاحب اور ساری برہمنی جماعت کے قہر و کھلم کھلا مولوی احمد رضا خان صاحب کی تحریکات کا راز پشت لازم ہوا اور محمول پر یہ ثابت ہو گیا کہ واقعی تحذیر انکس کی عبارت میں نہایت شہرت کا قطع پر یہ ہے تو اب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرا اعتراض صرف ایک فقرہ پر ہے۔ حضرت والا! اگر آپ

کا اعتراض صرف صلحہ سے نہ ہو رہا تھا تو صفحہ ۷۰ کے فقرے کیوں نہیں تھے ؟ مولانا کو آپ کو غدا کا خوف نہیں ہے تو کم از کم اپنی بات کا تو کچھ پاس کا کرنا چاہئے۔ یہ لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ انہوں نے ابھی جناب سے یہ سنا تھا کہ۔

”اس عبارت میں صاف ختم نبوت کا انکار ہے اور جناب رسول اللہ صلعم کی توہین

بھی ہے۔“

اور ابھی آپ فرمایا ہے کہ یہ کوہِ ابراہیم اسی طرف توہین کے متعلق ہے۔ خیر وہ بھی غدا کا شکر ہے کہ

انکا ختم نبوت ولسہ الزام کا ہے فعل اور انفرادی جہاں حملہ جناب نے بھی تسلیم کر لیا۔ جی

حرف دراز باد کہ اسی ہم تعلیمت اسات

اب۔ جناب کا توہین و الزام مگر جو اس کا جواب میں شافی دے چکا ہوں۔ لیکن سنئے بلوہ

فلاحہ اسی کو کچھ عرض کرتا ہوں۔ مولانا یہ نہیں فرماتے کہ لفظ خاتمہ المنسبین کے یہ معنی کرنا کہ

یہ سب امتِ آخری نبی ہیں عواد کا خیال ہے۔ بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کے عوام کے خیال میں صرف

یہی معنی ہیں۔ تھوڑا سا من و اعین عبارت یہ ہے

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا نام ہونا یا نبی معنی ہے۔ یہی صرف اس معنی پر

ہے کہ نبی کا نام انبیاء سابقین کے لفظ کے بعد و آپ سب میں آخری نبی ہے۔“

پس مولانا نے سمجھ کر عواد کا خیال کیا ہے نہ نفس اس معنی کو اور جناب رسول اللہ صلعم نے کہیں حصر

تمامی فرمایا انشاء اللہ تب کسی معانی سے ثابت کر سکتے ہیں دیکھی تاہی ہے۔

انھوں نے حضرت وجود نے جس کو عواد کا خیال بتایا ہے وہ ہرگز آنحضرت صلعم کی ہدایت کردہ تفسیر نہیں۔

جناب یہ کہ اللہ صلعم نے کہیں نہیں فرمایا کہ اس لفظ کے اس معنی میں کہنا کہ میں سب سے آخری نبی ہوں۔ بلکہ

فرمایا ہے۔ انا خاتمہ النبیین لاجبی بعدی۔ لیکن اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا

ہے کہ لفظ خاتم کے وہ معنی بھی ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں یعنی ختم ہونے کے معنی میں جو عام

سنا سنا نہیں ہوتا ہے۔ انکا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ خاتم کے وہ معنی بھی ہیں جو عام

مشہور ہیں اور یہ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم مرتبی بھی ہیں۔ اور یہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں ایک آیت کے کئی معنی ہوں۔ حدیث شریف میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَلٍّ مَصْلُوعٌ ۝ یعنی قرآن عزیز کی ہر ایک آیت کے دو قسم کے معنی ہیں۔ ایک ظاہری (جس کو ہر زبان والا سمجھ سکتا ہے) دوسرے باطنی (جس کو خواص ہی سمجھتے ہیں نہ عوام)۔ یہ حدیث صحاح میں موجود ہے۔ اب اگر کسی آیت کے کوئی معنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی نے بیان کر دیئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے نزدیک اس کے بس وہی معنی ہوں نہ کوئی دوسرے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے وہ معنی بھی ہوں اور کوئی دوسرے معنی بھی ہوں۔ بس ایسے ہی کچھ نیچے کہ لفظ خاتم النبیین کے وہ معنی بھی ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں یعنی یہ کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور وہ معنی بھی جن کو مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے بیان فرمایا ہے۔ اور اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی شریف میں جہاں بقرۃ بنی اسرائیل کا قصہ آیا ہے۔ اَوَّلًا اِنَّ آيَاتِ كَے وہ معنی بیان کئے جو عام طور پر مشہور ہیں اور جن کو سب سمجھتے ہیں اور وہی ظاہر قرآن عزیز کے کچھ میں بھی آتے ہیں۔ اس کے بعد ایک نئے معنی بیان کئے اور وہ یہ کہ بقرہ سے نفس انسانی مراد لیا جائے اور اس کے ذریعہ کرنے سے جہاد بانفس۔ تو اس سے برگزیدہ نہیں سمجھا جائے کہ قاضی بیضاوی نے مشہور معنی کچھ دیا۔ بلکہ یہ کہنا تھا گناہ انہوں نے معنی مشہور بھی لئے اور اس کے علاوہ ایک اور دوسرے بار ایک معنی بھی بتائے جو عوام کے خیال سے بالاتر تھے۔

علیٰ بن خاتم الاولیاء حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیے۔ مشکل سے کوئی آیت ایسی ملے گی جس کے انہوں نے وہ معنی کئے ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ یا تابعین یا ائمہ فطریہ سے منقول ہوں۔ بلکہ اکثر آیات کے معنی ایسے عجیب و غریب بیان کئے ہیں جن کو کچھ کچھ بھی حیرت ہوتی ہے حتیٰ کہ بہت سی وہ آیات جن کی کوئی تفسیر خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے منقول ہے ان کی تفسیر میں بھی انہوں نے کوئی نئے معنی ہی بیان کئے ہیں۔ لیکن اس سے برگزیدہ نہیں سمجھا جائے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ

تو بیان کردہ تفاسیر کو چھوڑ دیا۔ احادیث جگہ دہا بھر کے علم و اس کا سچی مطلب سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ معانی تو مسلم کریم ہی ان سے عائدہ دوسرے بلکہ معنی بیان کرتے ہیں جس کو ہر شخص قرآن مجید سے نہیں سمجھ سکتا تھا بلکہ یہ تو قرآن مجید کا سمجھنا ہے۔ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا تفسضی عجب شے و عین قرآن مجید کے عجیب و غریب کتباً تو کیا ختم ہوئے اسے نہیں، بس ایسے ہی مولانا محمد قاسم صاحب راہ کو سمجھنے کہ وہ ان معنی کو بھی تسلیم کرتے ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں اور ایک اور ایک معنی بتاتے ہیں جن کی وجہ سے فضیلت محمدی و دہلا ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں خود دوسرے انبیاء علیہم السلام و انبیاء بالعرض اور یہ معنی بھی احادیث نبوی سے مستنبط ہیں۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے محمد کو عام کا خیال بتلایا ہے۔

قرآن مجید میں جو عجیب و غریب معنی آئے ہیں انہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سمجھ فرمایا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مصر نہیں فرمایا، بلکہ حدیث شریف میں لخصاً ایہ سہا احمد و بطون الحدیث۔ فرما کر کسی دوسرے کے لئے بھی پھر کی گئی تھی۔ چھوڑی۔ و الحمد للہ علی ذلک۔

مولوی محمد الی صاحب ۱ حاضرین! مولوی صاحب نے تحذیر الناس کی عبارت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ خاتم النبیین کے صرف یہ معنی کہ عزائم کا خاتم ہے۔ اور یہ مطلب باہر نبی کے لفظ سے نکلا ہے۔ بس یہ سوال یہ ہے کہ باہر نبی کے جواب میں یہ معنی کیا کہ صرف اس معنی میں اس کی آپ کے پاس کیا سند ہے؟

مولانا محمد منظور صاحب ۲ اس کی سند خود مولانا کا کلام ہے۔ فرمائیے اعط خاتم النبیین میں میں ہی اٹھائے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ جس کو خاتم نہ دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم مرتبی ہیں۔ تیسرے یہ کہ خاتم دانی ہیں اس کے معنی میں داخل ہوا خاتم مرتبی ہیں اور میں مولانا مرحوم کا مختار ہے۔ چنانچہ سنی تحذیر الناس کے صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری معنی میں فرماتے ہیں۔

۱۱ اور مجھ سے پوچھئے تو اللہ ۱۱

۱۲ سند یہ ہے قرآن مجید و حدیث نبوی جو ملے وہ سند اس کو چھوڑ دیا ہے اور اس کا آخری معنی یہ ۱۱ کہ اس کے معنی میں ہے۔

اس عبارت سے جناب نے بھی سمجھ لیا ہوگا کہ سوزہ مرحوم کے نزدیک خاصہ السبب کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ سے بھی خاتم ہیں۔ وہ رب کے اعتبار سے بھی اور مکان کے اعتبار سے بھی۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ سوزہ نامحرم کا اطلاق صرف پھر کو بتدریج ہے جس نے نفس میں معنی کو پوشیدہ میں اس لئے کہ ان کو خود بھی مانے ہے جس میں ان پھر کو نہیں مانتے۔

طریق خود مولانا کا کلام اس کو بتلادہ ہے کہ "ابن معنی" سے مراد یہ ہے کہ "صوفیہ معنی" اور مولانا ان کا ذکر کرتے ہیں جو اس لفظ "صوفیہ" سے بیچوں کے صرف یہی معنی سمجھتے ہیں وہ اسی میں پھر کرتے ہیں۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب "پرسنہ کیس" نے اسی حضرت لغت سے یہ ثابت کیجئے کہ "ابن معنی" کے یہ معنی آتے ہیں کہ "صوفیہ اس معنی میں" ابھی آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ کسی لفظ کے معنی متعین کرنے کے لئے لغت کی مدد بہتے لہذا آپ کسی لغت کی کتاب سے اس کا ثبوت کیجئے۔

مولانا محکمہ منظور صاحب "حضرت وان و سند الہی" سے جیسی کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنے سر سے کفر کا الزام اٹھانے کے لئے ایک جگہ پیش کی ہے۔ سنئے۔

مراد باد کا کوئی صاحب علم مولوی احمد رضا خان صاحب کو کھٹا ہے کہ جناب نے مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید بلوی کے متعلق "کو کبر شہید" میں لکھا ہے کہ انہوں نے سزاوار اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف صریح گالیان دیں ہیں جس میں ان کی تاویل کا انکشاف بھی نہیں۔ اور آپ ہی نے تفسیر مرقہ فرمایا ہے کہ اعتبار اس میں ہے کہ شہید مرحوم کو کافر نہ کہا جائے اور اسی کو قتل اور معنی برقرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ سلسلہ سند ہے کہ جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہے کہ جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو وہ کافر ہے حتیٰ کہ جو شخص اس کے کفر میں شک کرے اعتبار اس کے وہ بھی کافر ہے لہذا اب آپ ہی اپنے اقرار سے کافر ٹھہر رہے ہیں تو مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب بلوی کی

دلیلیں حاصرہ صحیحہ گوشت، موروہ شب فرشتہ، ماست زہا، طایرہ، حدیث خود خدایت ذاتی ہر حالت میں ضرور ثابت ہے۔

کی عبارت میں تاویل کی گناہ نش ہے اس لئے ہم نے تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ ان کو کافر نہ کہا جائے۔ اہم فکر کہتے
 ہشامیہ میں جو یہ غلط فہمیں کہ "اس کی گناہ نش میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں" کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ
 بالکل کسی قسم کی تاویل کی گناہ نش نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تاویل قریب کی گناہ نش نہیں۔ سوال یہ کیا ہے
 کہ در تاویل "کے معنی تاویل قریب کے کیسے گزرتے گئے؟

آپ کے اعلیٰ حضرت صاحب دیتے ہیں کہ گو کہ شہادیر میں سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے اس میں مسائل
 نے حکم فتویٰ دریافت کیا ہے۔ اہم جہت بھی اس کے آخر صلوٰہ پر لکھ دیا ہے کہ یہ لکھ کر ختم ہو کر نام و صاحب فتویٰ کے
 نزدیک ہے یہ قرینہ ہے جس کے مطہر ہو سکے کہ تاویل سے تاویل قریب ہے و مطلق تاویل۔ کہو کہ تاویل
 قریب ہی شہادہ کے نزدیک ہے سترہ ذکاویل بعید۔ یہ خلاصہ ہے اس سوال و جواب کا جو الصوت الاحمد
 میں مدع ہے۔

اگرچہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مذکورہ ہزارہا کا ہے۔ لیکن ہمیں اس بحث میں اس وقت اس سے بحث
 نہیں۔ ہمیں تو محض یہ ثابت کرنا تھا کہ کسی غلط فہمی میں جس کے حکم کا بھی دلیل برتہ ہے و بکرا اللہ
 صدقہ اختلاف کے آپ کے اعلیٰ حضرت کے حکم سے ثابت ہو گیا۔ پس میں کتا جوں کہ "ابن مسنی" جو تفسیر میں
 کی عبارت میں حافض ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ حرام کے نزدیک خاندان النبیین کے صرف یہ معنی ہیں و
 اس پر خود مولانا کا کلام شہادہ ہے۔

مولوی درگم اعلیٰ صاحب : میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ "ابن مسنی" کے پس منظر کو
 ابن مسنی میں اس کی کیا سند ہے؟ آپ نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ کسی لغت کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا
 بلکہ پہلے کہا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ سرکاری فرکر اس سوال کا جواب دیکھئے۔ اور کسی لغت کی کتاب سے اس
 کا ثبوت دیکھئے۔ آپ ہر بار یہ کہتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب صحر کرنے والوں کا مدکر ہے ہیں۔ میرا کچھ ہوا
 کیا جدول اللہ صلعم یا کسی صحابی نے صحر کیا تھا؟ تالیف یا مفسر نے کیسے صحر کیا تھا؟ جس کا وہ مدکر ہے
 ہیں۔ صحر کا تو جب کریں جب کسی نے صحر کیا ہو۔ جب کسی نے صحر کیا ہی نہیں تو پھر دیکھی کا؟

مولانا محمد منظور صاحب : "واللہ اعلم" اس تقریر میں تو کمال ہی کر دیا۔ اہم جو کچھ لکھ کر کتا پڑھتے

معا اختصار کے ساتھ وہ سب ہی تو کہہ ڈالا، پتہ نہ چلا

درویشوں کا سبب خبر گر لہا خواہ

سنئے رسولؐ فرماتے ہیں کہ : ”گیا کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا ! گیا کسی صحابی، کسی تابعی نے صبر کیا ؟“

”کیا ؟“ پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ : ”جب کسی نے صبر کیا جی نہیں تو پھر روکس کا ؟“

گیا محبوب کہ غصہ پر وہ کھولے

جادو ہے، وہ جو سند پر چڑھ کے بولے

میرے عقلم ؟ میں بھی تو یوں سر مل کر رہا ہوں کہ مولوی محمد تاسم صاحبؒ نے صبر کو عوام کا خیال بنایا

ہے۔ اچھ وہ نہ رسولؐ نے صبر سے ثابت ہے، نہ کسی صحابی سے، نہ کسی تابعی سے۔ لہذا تو میں نہیں۔ تو میں چاہ

ہوں کہ کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا ہوتا۔ کہو آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ خود آنحضرتؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا ہی نہیں دوسروں کے لئے بھی صبر کیا گناہ کش نہیں تیرہ ٹری، اس لئے کہ خود فرما دیا : ”لعل

ابہ، صبرا ظلم و بظن“۔ یعنی ہرگزیت قرآنی کے دو قسم کے صبر ہیں ایک نام پر ایک باطن ہے۔ اب میرا آپ

کا نثار محض ایک بات میں رہا۔ اور وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کا محققا سم صاحبہ لغت خانہ انجمن

سے خاتم زمانہ مروی ہے کہ عوام کا خیال بتا رہے ہیں، اور میں عرض کر رہا ہوں کہ نہیں بلکہ، یہی معنی میں صبر کرنے

کو مولانا مہجور نے عوام کا خیال بتلایا ہے۔ خود کا فضیل و کرم ہے کہ میں خود مولانا ہی کے کلام سے ثابت کر چکا کہ

وہ محض صبر کو عوام کا خیال بنا رہے ہیں۔ آپ صبر مجھ سے دریافت کیا کہ یہ کیسی سند ہے مجھ اللہ میں نے اس کا بھی

جواب دے دیا کہ یہ ایسی ہی سند ہے جس میں آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنے سر سے کفر کا بار گناہ اٹھانے کے لئے

چڑھ کر۔ اگرچہ الٰہی فی سمن سے بچ بھی، وہ کفر زائغ سکا لیکن اگر آپ کے نزدیک یہ بھی کافی نہیں تو لیجئے میں خود

آپ ہی سے قرار کرتا ہوں کہ یہی مولانا صبریؒ کو عوام کا خیال بتا رہے ہیں، نفس معنی کو۔ ذرا غصے سے سنتے۔

مولانا مرحوم کی عبارت یہ ہے۔

”وہ مولانا صبریؒ کا خیال ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا یہ معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق

کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں ؟“

میں آپ ہی سے دریافت کرنا ہوں کہ یہ ۱۱ بابی معنی ۱۰ مرتبہ بشرط لاشیٰ میں ہے یا بشرط لاشیٰ میں بلا بشرط لاشیٰ میں۔ ناموجود کچھ کہ جواب دیجئے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱ اچھا مولوی صاحبہ جب آپ نے یہ کثرت چھڑی ہے تو پہلے ان کی تعداد مرتبہ کی تصریح کر دیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱ ملے فزاد کہ نگار علی کا طبیعت کا امتحان مقصود ہے قرآن کی بہتر صورت ہے کہ آپ بھی ان مراتب کی تعریضات لکھ دیں۔ دعویٰ بھی لکھ دینا ہوں۔ لیکن مولوی رحمہ اللہ صاحب کسی طرح اس پر تیار نہ ہوئے۔ بالآخر مولانا محمد منظور صاحب ملے فزاد کہ لکھنے آپ مجھ سے ہی تعریضات سنئے۔

مرتبہ بشرط لاشیٰ ۱ شریعہ القید کا مرتبہ ہے لیکن یہ قید غیر اطلاق کے ہے۔ اور مرتبہ بشرط لاشیٰ ۱ شریعہ القید اطلاق کا مرتبہ ہے جس کو بشرطی اطلاق سے بھی تعبیر کہتے ہیں۔ اور مرتبہ بلا بشرط لاشیٰ ۱ شریعہ القید سے جو کچھ مرتبہ ہے جس کو اطلاق لاشیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱ مولانا یہ تعریضیں کس کتب میں لکھی جاتی ہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱ کیا جناب کو ان سے انکار ہے ؟

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱ یہ شک کچھ کو انکار ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱ آپ کو انکار ہی تحریر سے دیکھنا دینی ہوگی۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱ پہلے آپ کچھ کو اپنی تحریر سے دیکھئے میں اسی پر انکار کہہ دوں گا۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱ سے ۱۱ بابی نو بیض جو تحریر میں کی نہیں لکھ دیں اور مولوی رحمہ اللہ صاحب

کو چرہ کر سناؤں۔ مولوی رحمہ اللہ صاحب نے دیا کہ آپ نے حوالہ نہیں لکھا۔ مولوی محمد منظور صاحب نے لکھ دیا کہ ان مراتب کی یہ تعریضیں قطعی ہیں اور وہ ہیں۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱ اچھا یہ مرتبہ کہ مرتبہ بلا بشرط لاشیٰ اور بشرط لاشیٰ میں فرقنا و مصداق کچھ فرق ہے یا نہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱ عنوان بھی فرق ہے اور مصداق بھی۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : (اپنے مخصوص انداز میں) ہاں اس کو بھی لکھ دیجئے۔
 مولانا محمد منظور صاحب : مٹے اُس کے بچے کچھ دیا کہ تشریف بنیادین میں مولانا بھی فرق ہے
 اور مصداق بھی۔ ادا اپنے دستخط بھی ثبت فرما دیجئے۔ اُس کے بعد مولوی رحمہ اللہ صاحب کی خدمت میں وہ
 تحریر حاضر کی گئی کہ آپ اس پر لکھ دیجئے کہ یہ اعتراضات صحیح نہیں ہیں۔ مولوی صاحب نے تحریر کو اٹھائیں لے
 لیا اور اس پر لکھا۔

.. تعبیہ نقل درکار ہے۔ فقط۔ رحمہ اللہ غفرلہ ۛ

مولانا محمد منظور صاحب : مٹے قریب کہ حضرت والا جناب نے فرمایا تھا کہ مجھ کو ان توہمات سے
 انکسار ہے اور میں اس کی تکلفی تحریر دوں گا۔ اب سب یہ کیا کہتے ہیں۔ میرا تو لڑکا کہ جسب و عدہ و انکار ہی تحریر
 دیجئے۔ تقریباً نصف گشتہ اس پر مولانا محمد منظور صاحب نے اعتراض فرمایا۔ اور صدر صاحب نے بھی فرمایا کہ اگر یہ
 انکاری تحریر دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔ لہذا آپ کو دے دینی چاہئے۔ لیکن مولوی رحمہ اللہ صاحب نے ایک نہ
 سنی۔ نہ دینی بخفی دی۔ اس کے بعد وہ محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مولانا اگر آپ صاحب وعدہ تحریر لکھ کر دے
 دیجئے تو شاید آپ سے آپ کے ٹوک اس وعدہ بظن نہ ہوتے جس خدا اب ہوئے ہوں گے۔ کیوں کہ وہ ایک غلطی
 غلطی ہوئی جس کو اہل علم ہی سمجھ سکتے تھے۔ اب تو آپ کی ناست بازی کا راز مسب پر کھل گیا۔ لیکن واقعہ یہ ہے
 کہ شیریں کی بات کا جواب دینا تو ہے ہی مشکل ان کے مقابلہ میں جو اس کا صحیح سا جواب دینا بھی آسان نہیں۔
 افسوس کہ خواہ مخواہ آپ نے یہ کیس گشتہ فضول باتوں میں بنا لیا اور جن سے میں نے یہ بات شروع کی
 تھی وہ بات بھی رو گئی۔ خیر اب میں خود ہی انکسار کے ساتھ عرض کرنا ہوں۔ سنتے۔ لفظ ہاں معنی "کہہ انا
 دواختالی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ مرتبہ بشرط ناشی میں ہو۔ دوسرے یہ کہ مرتبہ بشرط نشی میں ہو۔ اور یہ دوسری
 شق خود حضرت مولانا مرحوم کی قلم ہے جیسا کہ میں ابھی انہیں کی عبارت سے ثابت کر چکا ہوں۔ اب سچی نشی
 جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ مرتبہ بشرط لاشی میں ہو اور وہ بعینہ صورت اسی کو مولانا مرحوم کا خیال بتلا ہے جس میں۔۔۔
 بشرط نشی تو اس کا تعلق یا مرتبہ بشرط نشی کے نہیں ہیں جو گا یا مرتبہ بشرط لاشی کے نہیں ہیں۔ و خود دھونڈنا
 نہ الحمد للہ رب العالمین۔

صالح کو غر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ صاحبو! میرا سوال یہ تھا مولوی صاحب نے اس کا کوئی کافی جواب نہیں دیا بلکہ میرا ایک سب کا منطقی بحث چھیڑ کر سارا وقت غنائی کر دیا جس سے مولوی صاحب کی غرض یہ تھی کہ وقت گزر جائے اور صفحہ اناس کی مہلت پر چری مکشفتی نہ پڑے۔ مولوی صاحب! عجیب کہ یہ میرے اس سوال کا کیا جواب دے دیں گے میں ہرگز آپ کو اس کے نہ پڑنے والی گا۔ آپ بدیدہ کہتے ہیں کہ صحر کی نفی ہے صحر کی نفی ہے لیکن ثابت ہوئی کہ یہ نہیں کہہ سکتے کسی کی اس قدر بے جا حرارت بھی نہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ مولوی محمد قاسم صاحب کی حمایت کرتے ہیں۔ کیا آپ کو کوئی موقوف قاسم صاحب سے جس قدر محبت ہے اتنی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ انہوں نے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جس پر سارے ممالک نے حق کو ذریعہ غر نہیں کے علو نے بھی کفر کیا لیکن آپ انہیں مسلمان ہی ثابت کرنا چاہتے۔ واللہ مولوی محمد قاسم صاحب قیامت سے آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ موصیٰ علیہ السلام نے علیہ وسلم غلاب ابدی سے نجات دے دیں گے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱۔ میں سمجھتا تھا کہ تیرا دوپہر سے سوائے تھک مولوی صاحب سے

تھک رہا ہے اس کے مصنف کوئی نئی بات سوجی ہوگی لیکن مولوی صاحب کی یہ تقریر بے بنیاد ہے اس لیے انہوں نے اس کی تردید نہیں کی جو کچھ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق صحیح کہا تھا وہی جیسا اب فرما رہے ہیں۔ اس کے جواب کی تو میں اب ضرورت نہیں سمجھتا کیوں کہ صحیح شخص کے ساتھ کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں جس کو ایک نے سمجھ لیا ہوگا۔ اس میں اس مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر ہے اور جو اسے کفر نہ کہ وہ بھی کافر ہے میں کہتا ہوں کہ مستطیع شک یوں ہی ہے کہ تو میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر ہے اور جو مرد اس توہین کرتے والے کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ اسی وجہ سے تو ہم کو آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا شاہ صاحب کے اسلام میں کلام ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں میں مولانا محمد اسحاق صاحب شہید دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

”انہوں نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تک صاف صاف کفر کا خطاب دیا اور اللہ حیار

دہکار کا کچھ خوف نہیں کیا۔“ اور فرمایا کہ فرما رہے ہیں۔ ”کہ اللہ واٹ ان کا یوں ہی اہل ج

ہیں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوں اور خدا اکی قسم ان کو ان کا یوں سے ایذا پہنچی۔“ پھر آگے چل کر فرماتے

ہیں۔ ”کہ اس کھلی گستاخی میں کوئی آدایا کی جگہ بھی نہیں ہے۔“

الغرض مولوی احمد رضا خاں صاحب مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید انہی کے متعلق یہ بیان تو قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ انہوں نے اشعریہ صلوٰۃ کی کھلی توہین کی۔ صاف صاف کالیوں نے جن میں مولوی کی جھگڑا توڑی نہیں ادا پشمالہ مشیہ کی شہرہ - میں انہیں شہید مردہ کے متعلق آخری تکمیر دیتے ہیں کہ - علماء محمد طین ہمیں کافر دکن میں جواب دے۔ اور انہوں نے وہ بے یقینی و علیہ الفتویٰ و ہوا العاصب و علیہ الاعتقاد و فیہ السلامۃ و فیہ السلامۃ -

یہی مولوی اسماعیل صاحب کو کافر دکن و کٹر مسلمان کہتا ہے جواب دے صاحب چھ ادا اس پر فتوے ہونا چاہیے، مگر فتویٰ ہے اور یہی ہے اور یہی ہے اور اس پر فتوے چاہیے۔ اس میں مسئلہ ہی ہے اور اس میں مسئلہ ہے :
اسی سے معلوم ہوا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک ایک شخص اشعریہ صلوٰۃ کو صاف صلوٰۃ کے خلاف گالیوں دے کر بھی مسلمان رہ سکتا ہے اور اسے کافر کہنا براعتیہ علی اور بدعت میں درجہ نہایت سنگین ہے۔
کہ اسے مسلمان کہا جائے۔ مستغفر لہ العیسیٰ العظیم۔ اور یہی کفر عظیم ہے جسے آپ ابھی فرمائیے ہیں۔ لہذا آپ کے علی حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے قول سے کافر بنے۔ ابھی تک تو قیام کی حالت ان کے افسوس افزہ کفر و اٹھ نہیں کی سبب اگر آپ کے اندر ہمت ہو تو یہی امتحان لیکن ذرا سہجہ کہ کیوں نہ خاسد کو بھی کپ کے علی حضرت کی کہتے ہوں سے کچھ واقفیت ہے۔ لیکن ہوا کہ آپ کی تاویل کو خود انہیں کا کلام مزاحیہ نہ کہ لڑنے نہ سننے کے لئے نہایت مہذب و دشت خاں میں محسنوں

کہ اس نراج میں سودا پر جس چاہیے ہے

یہ تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ گھر کر مولوی رحمہ اللہ صاحب نے اثناء تقریر میں جواب دیا کہ

مولوی صاحب ! الکوکبۃ الشہابیہ اور صیحات السیوم یکما بشہ کی کتابیں ہیں ان میں متافض جو مولانا عبد العزیز نے یہ شان تو محض خداوند کے کلام پاک کی ہے۔ چنانچہ قرآن عربی میں فرما دیا ہے
اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كُنَّا مِنْ جَعَلٍ غَيْرِ الْمَاءِ لَوَجَدَهُ وَارِثًا
اِحْتِلَالًا عَاجِلًا

یعنی وہ نہ اسے خداوند کے کلام پاک کی شان نہ کہ خداوند کو خود کے نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد ان کی کتاب ہونے کی بھی

بڑی دلیل ہے کہ اس کے صفات میں اختلاف نہیں۔ مگر دوسری کتاب نہ ہوتی جو کسی بشر کی بنائی ہوئی ہو تو اس میں بہت سا اشتقاق ہوتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کلام میں تناقض نہ ہونا کھلی اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی بشر کی نہیں۔ ہمیں آپ کے اس التزام کا بھی یہی جواب ہے کہ ”الکوثر الشہید“ اور ”سہیل السبع“ کے مضمون میں تناقض ہو گیا ہے جو ایک بشر کی شان سے بعید نہیں۔ خود آپ کے علماء کے کلام میں بھی بہت سی جگہ تناقض ہے طبیعت ہی پر کیا الزام ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب :

و کجا ہے پاؤں یار کا غضب و راز ہیں

و کسب اپنے دامن میں مستی و انگیا

مولانا جواب تو آپ نے واقعی دیا اور نہایت ہی عجیب و غریب دلائل کے ساتھ مروی احمد رضا صاحب کے کفر پر جو مبنی ہی کہ دی اور جو کچھ توئی مچول کا دیں آپ کی صداقت۔ اب تک اس کفر کے اٹھانے کے لئے کیا کرتی تھی آپ نے پھر اللہ ان سب پر ہی پانی پھیر دیا۔ لیکن میں اس کی تفصیل تب کروں گا جب پہلے آپ مجھ کو اس کی تحریر سے واقف کروں کہ ”الکوثر الشہید“ اور ”سہیل السبع“ کی دونوں عبارتوں میں تناقض ہے جو کسی بشر کی شان سے بعید نہیں۔

مولوی رحمانی صاحب : آپ ہے کار ہاتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ خدا ہی کا مشہد ہے یہ بھی بڑا حسان تھا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا اصل میں کہتے مولوی محمد قاسم صاحب کے غرض اسلام کی جو یہ ہے تو آپ دیکھئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : میدان میں! شرائط میں یہ سب ہو چکا ہے کہ انشتے منظور میں جس

لے کلاسز برآمدہ نہ دیا ہوا اور بعض تحریریں کے مطابق یہ اس فقرہ میں لکھا گیا ہے ”مولانا کی یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منظر کا جو مجدد فریق مخالف کھانا چاہتے تو کھائے گا۔ اس کو حق انکار نہ ہوگا۔ آپ کو اس کی تحریر پڑنی ہوگی
 ان کو آپ فرمائیں گے تو میں اس پر بحث نہیں کروں گا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی تحریر
 ٹھوڑی جہل ہے۔ اس پر مولوی احمد رضا خان صاحب کے کلمہ واسنام کا نشانہ قرار ہی فیصلہ ہے۔

مولوی رگم الہی صاحب و دیکھتے صہ صاحب یہ صبح کی طرح ہوا اس وقت خداجی باتوں میں وقت
 ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب ! اس وقت مولوی احمد رضا خان صاحب کے کلمہ واسلام کی بحث کیا
 ہے جبکہ مولوی محمد کرم صاحب کے کلمہ واسلام کی بحث ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب ! یہ شب صبح بحث حضرت مولانا محمد کرم صاحب سے ہی کے متعلق
 تھی اور آپ مولوی احمد رضا خان صاحب کے دیکھیں کہ مولانا مرحوم کا کلمہ ثابت کیا جاتے تھے لیکن حضرت مرحوم
 کی کمریت ہے کہ آپ کے مکتب خوار ہی کلمہ کے جال میں پھنس گئے اور ایسے پیچھے کہ اب آپ اس مناظر میں ان کے
 وکالت کے لئے بھی تیار نہیں رہتے ہیں۔

حباب اکبر صاحب ! درہشیں

خیر اگر آپ تحریر اس کے لئے ہیں تو ہر باقی فرما کر حیات فرماتے وہ درصاف فرما دیجئے کہ میں تحریر
 نہیں دوں گا۔

مولوی رگم الہی صاحب ! مولانا بالکل خارج از بحث باتیں ہیں لہذا میں ہرگز تحریر نہیں دوں گا۔
 اور نہ دوسرے شرعاً منظرہ میں تحریر دیتے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ خداجی باتوں کی بھی تحریر
 کرتے گی۔ مولوی صاحب ! میں تجھ پر حنا کی بحث ہے۔ انکو کبہ انشائیہ اور سبحان السجود کی بحث نہیں
 ہے۔ آپ میری تقریر کا جواب پراہے گئے۔ اور ان خداجی باتوں کو چھوڑ دیجئے۔ منظرہ اس طرح نہیں ہا کرنا۔

مولانا محمد منظور صاحب ! معلوم ہو گیا کہ مولوی صاحب کی طرح تحریر دینے کے لئے تیار ہیں
 اب حاضرین اور صہ صاحب یہ خود فیصلہ کر لیں کہ دوسرے شرعاً منظرہ مولوی صاحب مجبور ہیں یا نہیں
 میں اپنی باقی فائدہ تقریر کو پورا کرتا ہوں۔

مولوی صاحب سے فرمایا تھا کہ تم بار بار کہتے ہو کہ حصر کی نفی ہے حصر کی نفی ہے اور میں نے بھی تم

تسلیں کر سکے۔ میں عرض کرتا ہوں بے شک مصروفی کی نفی ہے اور اسی کو مولانا مرحوم حوام کا خیال بتا رہے ہیں اور بعد ازاں خود حضرت مولانا بی کے کھم سے میں اس کا ثبوت بھی دے چکا ہوں۔ آپ سے اگر ہر کے قواس ثبوت کو دیکھیں آپ نے اپنی تقریر کے بغیر صحیح میں میرے مشق یہ بھی لکھا تھا کہ انصاف! اللہ شرم عیاذ باللہ میں انحضرت صلعم کے مقابل میں مولانا کھم فاسم صاحب کی حمایت کرتا ہوں۔ آپ کو خدا کا خوف کھانا چاہیے دنیا میں میرے رہنا نہیں ہے۔ ایک دن کھم کو اللہ آپ کو دونوں کو اس خدا کے دہار میں بھی جانا ہے جو دونوں کے حالات کو بھی جانتا ہے وہاں میرا اور آپ کا بھلا ہوگا۔

واللہ ایک بروی محقق فاسم صاحب کیا معنی کر دے جو محقق فاسم صاحب ہیں انحضرت صلعم کی خاک پا کر۔
 یاد رکھیں کہ جو مولانا کھم فاسم صاحب سے کہے تھے ثابت ثبوت کہتے ہیں تو وہ بھی اس وجہ سے کہ وہ ایک عظم ہیں حضرت سرور کائنات مقرر موجودات جناب رسول اللہ صلعم کے۔ اور وہ ایک باغبان ہیں گھنٹان محمدی کے۔ اور ہم کو مولوی احمد رضا خان صاحب سے اگر کچھ بغض و عداوت ہے تو وہ محض اس وجہ سے کہ انہوں نے آگ لگائی ہے بارش محمدی میں اور جو توحید و سنت کا باغ دیا میں جناب رسول اللہ صلعم نے لکھا یا تھا۔ جس کو صریح نے اپنے خون کی نہریں جیبا کر سیراب کیا تھا آپ کے مولوی احمد رضا خان صاحب نے شکر و بدعت کو رواج دے کر اس حیرت انگیز توحید کو اجاڑا ہے۔

اسی پر ہم کو کہنا چاہیے کہ ہم کو رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں مولوی محمد فاسم صاحب سے محبت ہے۔
 بے شک ہم کو مولوی محمد فاسم صاحب سے محبت ہے کیونکہ انہوں نے ہمارے سینہ کو جناب رسول اللہ صلعم کے محبت سے بھر دیا آج نہیں کی جو نین کا فضیلت کہ محمد تو بدعت طعون سے سخت لغت اور جناب رسول اللہ صلعم کی سنت مبارک سے الفت ہے۔ الفرق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وجہ سے محبت ہے کہ آپ محمدی ہیں اور مولوی محمد فاسم صاحب سے رسول محبت ہے کہ انہوں نے محبوب کے پنچا دیا۔

ہونا ایسا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلعم کی محبت دنیا و ما فریبا حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ نہ ہوگی اس وقت تک ایک مسلمان مومن کہانے کا شوق نہیں۔ خود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا یؤمن احدکم حتی یموت بحب الیہ من والدہ وولدہ

و الناس اجمعين ، و حضرات علیہ السلام .

معرض میں مولوی محمد قاسم صاحب کی حمایت کرتا ہوں تو محض اس وجہ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام ہیں اور اسی پر ایک دشمن رسول نے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہ میں تو جہی جناب سنا صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام لگایا ہے ۔ میری رجحانیت بھی اللہ اور اس کے رسول جلی و کرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہے کسی کے غلام کی حمایت یعنی اس کے آقا کی خوشنودی اور رضا مندی کا باعث ہے اور میری رجحانیت محض مولوی احمد رضا خان صاحب کے مقابلہ میں ہے جنہوں نے اللہ کے پاک بندوں پر ناپاک الزامات لگائے کہ انہیں نافرمان کسانوں کیساتھ دیکھا جاتا ہے ۔

اس کے بعد میں اصل بحث کے متعلق کچھ کتا چاہتا ہوں اور اسی پر انشاء اللہ اسی کلمہ کا خاتمہ ہے شریک تہ ہے کچھ صداقت سے کام لیا ۔ حاضرین ہنسے ! مخصوص جناب صدر صاحب ! آپ حضرات صبح سے ہی دہے ہیں کہ مولوی صاحب کا یہ سوال ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جس کی وجہ سے علماء و حرمین شریفین نے حج کو لاکر نہایا ہے ۔ میں اس توہین کے جھوٹے الزام کا تو کبھی اللہ کافی شافی جواب دے چکا اور یہ ثابت کر چکا کہ احمدیہ مخالفین کی عہدیت میں ہرگز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے ۔ ان کی کسی کتا نہ دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہی بیان کرنے کا نام توہین ہو تو وہ ضرور یہ کہہ سکتا ہے کہ میں مبارک ہیں توہین ہے ۔ لیکن اب میں ان تمام باتوں سے قطع نظر کہ مولوی صاحب سے کتا ہوں کہ دیکھتا ہے کہاں علماء و حرمین نے توہین کی وجہ سے مولانا محمد قاسم صاحب کو کافر لکھا ہے ؟

مولوی دھرم الدی صاحب : آپ کو اپنا منصب ملو دیکھنا چاہئے ۔ مولانا آپ عجیب ہیں آپ کو اس سوال کا حق نہیں آپ غلط آداب مناظرہ چلتے گئے ۔

مولانا محمد منظور صاحب : بہت خوب آپ کی سہیہ دھومنے کہہ رہے ہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب کو علماء و حرمین شریفین نے توہین کی وجہ سے کافر لکھا ہے اب میں حوالہ طلب کرتا ہوں تو میرے مخالف غلط آداب مناظرہ ہے ۔ معلوم ہوا کہ جناب کوئی مناظرہ سے بھی بہت زیادہ متعلق ہے ۔ اچھ حضرت ناقل کے واضح نقل ہے خواہ وہ ناقلی ہو یا عجیب ۔

مولوی رحمہ اللہی صاحب ۱: نہیں جناب آپ محض حبیب میں آپ کو کو کسی سوال کا حق ہی نہیں۔
مولانا محمد منظور صاحب ۱: آپا آپ مجھ کو اس کی تحریر دے دیجئے کہ میرا مطالبہ غلطانہ و غلط
منظور ہے۔

مولوی رحمہ اللہی صاحب ۱: اچھا بیٹے میں ثبوت دیتا ہوں مجھ کو عمامہ انحر میں دے دیجئے۔
(۱) امنہ تقریباً عمامہ انحر میں کا مطالبہ کرنے کے بعد صدر صاحب کے پاس آکر، لیکن سخت اس
میں وہ حدیث بھی موجود ہے جس پر میں صبح سے کھینچ کر لے ہوں اور جس میں تو میں پہنچا ہوں اور وہ یہ ہے۔
۲۔ سورہہ کے خیال میں تو رسول اللہ کا خانہ ہونا یا یہی معنی ہے کہ آپ کا گناہ: نیچا ہونا
کے نام کے بعد اور آپ سب میں باختری ہی ہیں؟

اسی پر اعلیٰ حضرت نے تلخیص کی ہے اور اس سے علماء عربین نے اتفاق کی ہے اس سے معلوم ہو گیا
کہ علماء عربین نے بھی تو یوں کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب کو کافر کہہ دیا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: مجھے سی وقت بے ساختہ کنہ پر ہے کہ اس وقت جناب کی تحریر
بالکل ایسی ہوئی ہے کہ کسی نے کہا تھا کہ الف ہے زیر حرف۔ الف سے زیر غف۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ میرا
نام محمد یوسف ہے۔

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فتویٰ: عمامہ انحر میں "کی کل وہ علامات پڑھ کر سنا دوں
جس کا تعلق حدیث سے لانا محمد قاسم صاحب رہے گی تلخیص سے ہے تاکہ آپ حضرات کو معلوم ہو جائے کہ مولوی صاحب
الہ آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کس قدر پیچھے ہیں۔ اصل میں عمامہ انحر میں وہ جی میں بیٹے ہیں
وہ سب جہت بھی سہل ہے میں اس کا ترجمہ ہی پڑھ کر سنا: ہوں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ اللہ قاصد قاسم نانوتوی کی طرف منسوب ہے کی تلخیص الہا کسبت ۱۰: میں نے اپنے ہاتھ
میں لکھا ہے، اس کے بعد تلخیص برائے قاسم صاحب ۱۱: کا فقرہ بعد انال صفحہ ۲۰ کا فقرہ بعد ان
صفحہ ۲۱ کا فقرہ لکھا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ۲۔ حاکم کو فتاویٰ ترمذی اور الاستنباب ۱
التحکام وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے نبی۔ جیسے تو سب

نہیں۔ اس نے کہ جس قدر ائمہ سے ملے اشد کٹائے علیہ ازل کا آخر لایہ رہیں سب نبیہا سے
نہالے میں کھینچے جو نہ دوزخ و دہشت میں سے ہے۔

اس حیثیت سے ہر عقل والا یہی سمجھے گا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب مولوی محمد قاسم صاحب کے محض اس
وجہ سے کا ذکر رہے ہیں کہ وہ اسیۃ باللہ ختم نبوت کے سنکر ہیں اور اسی تفسیر پر عمل ہمیں نے تصدیق کی
ہے۔ اب اگر کسی کے دل میں یہ غمان ہو کہ کافر تو کہا ہی ہے اگرچہ انکا ختم نبوت کی وجہ سے ہی سہی تو ازل
تو یہ مولوی صاحب کا اعتراض ہی نہیں صحیح مولوی صاحب اس اعتراض سے دست برداری دے چکے ہیں۔ اور
فرما چکے ہیں کہ میرا سوال محض تو ہیں کہ تسلی ہے آپ حضرات کو بھی یہ بات یاد ہوگی۔ دوسرے یہ کہ یہ تکفیر کسی
کی ہوئی جس نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہو۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہم
نبوت زمانی کا انکار نہیں فرما رہے۔ بلکہ اسی کو متعدد دلائل سے ثابت کر کے اس کے منکر کو کافر محمد زب سے
ہیں۔ ہاں اسی کے ساتھ ختم نبوت مہربانی کا اعتقاد بھی فرما رہے ہیں۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے علی۔ ترمذی کو دھوکہ دیا اور ایک فقرہ صفحہ ۱۰ کا ۱۰ دوسرے صفحہ ۲۰ کا
تفسیر صفحہ ۳۰ کا لکھ کر ایک مسلسل مضمون بنایا اور مولانا محمد قاسم کو ختم نبوت زمانی کا منکر ٹھہرا کر ان کی تکفیر کی
علیٰ حرمین نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ انہیں کیا خبر تھی کہ اس عبارت میں میرا یہی نام جائز قید برید گمانی
ہے اور ایک فقرہ صفحہ ۱۰ کا ۱۰ دوسرے صفحہ ۲۰ کا ۱۰ اور تفسیر صفحہ ۳۰ کا ۱۰ کہ ربا الفصد ایک ظہری مضمون۔
بنایا گیا ہے بلکہ ان میں سے بعض حضرات نے تو یہ اعتراض بھی کر دی ہے کہ اگر واقعی مولوی محمد قاسم صاحب
ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ تو فی انجلیقت مولوی اشرف علی صاحب دہلوی نے تو ہیں کی وجہ سے کافر
میں ورنہ نہیں۔ چنانچہ قلم نے حسام انجریں کی تقریر نمبر ۳ میں یہ الفاظ ہیں۔

فہم و الحال ما ذ حضرت حکماء و فہماء۔

یعنی اگر فی اعتدیت ان توفروں کا وہی حال ہے جو ہم نے اپنی مولوی احمد رضا خان صاحب
نے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں اسلام سے فاسق ہیں۔

حسام انجریں صفحہ ۳۳ و صفحہ ۵ کی ایک فقرہ لکھ کے یہ الفاظ ہیں

فاذا ثبت وتمحق ما ذهب الى هـ. لاء القوم مما هو مبين في
السؤال ففند ذالک ببحر بکفره هـ .

۔ یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب نے جو تاہیں ان لوگوں (مولانا محمد قاسم صاحب و مولانا
اشرف علی صاحب دغیرہ) کی طرف اس میں منسوب کی ہیں اگر وہ پابند قہوت کو پہنچ جائیں اور
متحقق ہو جائیں تو اس وقت ان کے کفر کا ٹکڑا ٹکڑا پلٹے گا۔ (ورنہ نہیں۔)
صفحہ ۱۰ پر ایکس تعریض کے یہ الفاظ ہیں۔

هذا مختصر عقلی۔ تقریبا ذالک شخص ان قبیح عنہم هذا المذنب
الشیعہ

۔ یعنی اگر یہ برے افراد ایسے لوگوں کے ہوں جن سے جب ان کے کاذب ہونے کا حکم دیا جائے گا^۱
مولانا کی یہ تقریر یہاں تکسے پہنچی کہ مولوی رحمہ الہی صاحب نے اسناد: آخر میں فرمایا کہ تو کیا یہ بھی
جو سامان کفر میں میں اعلیٰ حضرت نے ان مولوی محمد قاسم صاحب دغیرہ کی لکھی ہیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے
نہیں اقرار نہیں ہیں ۴

مولانا محمد منظور صاحب : جس طرح کہ لا نفیر او العفوہ ، مانس کے پاس استعاذہ
جائزہ حفظ قرآن میں ایسے ہی حسام احسن میں یہ عبارت : حفظ الایمان کی لکھی گئی ہے وہ حفظ الایمان
کی ہی عبارت ہے اور جس درجہ میں کہ۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک اولیٰ حبیب الہ
ہم فیہا خالد و س۔

۔ مرنیس صاحبین سب کے سب و لڑکی میں اسی رداع میں ہمیشہ رہیں گے۔
قرآن شریف کے الفاظ ہیں۔ اسی درجہ میں حسام اکبرین میں لکھی ہوئی عبارت شہداء اللہ میں یہ عبارت

۱۔ ہنسند ہم لکھی مدد نہیں۔ تقریروں میں ہے چنانچہ فریاد شمس دشت میں جو کہ جو کہ مدد ہے۔

عادت شریفی اس کا بھائی مولوی اشرف علی صاحب نقلاوی کے نام پر تھا جو الصوت الاحمر کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مولوی محمد قاسم صاحب کے کفر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس کے مولوی مولانا صاحب نے کفر پر ایک مضمون لکھا۔ الصوت الاحمر کے چھوٹے منہ اس کے بعد فرمایا کہ کہتے مولوی صاحب اب نوجوان کو معلوم ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت نے کھنکھائی ختم نبوت کی کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب کو کافر نہیں کہتے بلکہ توہین کی وجہ سے کافر کہتے۔

مولانا محمد منظور صاحب : مولانا صاحب ! آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو علماء سرائے نے توہین کی وجہ سے کافر کہا ہے۔ میرا عقاب ہے کہ دیکھتے کہاں علماء سرائے نے توہین کی وجہ سے کافر کہا ہے۔ آپ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے۔ الصوت الاحمر " میں توہین کی وجہ سے کافر کہا ہے۔ استغفر اللہ! اعلیٰ حضرت : آپ کے اعلیٰ حضرت کو پوچھتے کہ وہ ان کے مشفق تو ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے کہ ماشاء اللہ وہ کفریات کا خزانہ ہیں۔ ایک توہین کیا معنی اگر وہ ہرزہ جو جسے بھی کسی کو کافر نہیں تو قہیب نہیں۔ سوال : تو علماء سرائے کے مشفق ہے۔ آپ کے نزدیک برقی، احمدیوں، جہین، شریعتی، میں یہ اس کے بعد میں بھی صاحب کو نوجوان کا کہ وہ وقت ضائع نہ ہونے دیں جو اس قدم کے کارکن ہیں۔

جناب صاحب : میرے نزدیک فریقین اس بحث پر کافی روشنی ڈال چکے اور انہی میں سے کوئی نہ لے لیا۔ بہت دیر سے وقت ہی ضائع ہو۔ بہت لہذا اس بحث کو سپین ختم کر دیا جاتے۔ دوسری بحث کل صبح سے شروع کی جائے۔ مگر میرے دماغ میں گناہ ہے کہ آپ کی ترتیب کے لحاظ سے کل پر میں قاطعاً حیات پر بحث ہونا چاہیے۔ لیکن مجھے کل پانچ بجے میان سے نکلنا عذاب لگتا ہے یہی خوشی ہے کہ کل سب صبح پر بحث ہو جائے۔ کہیں کہیں تو ان کی بحث کے متعلق مجھے ناگوار ہو گیا کہ آپ حضرت میں میں اختلاف علماءوں کے طلب

۱۰ خرابی جاتے اس گھر کے۔ یہ جہانوی شعلہ صبح کے درختوں کو بھی جہر، سوائس ہو اعلیٰ حضرت کے ایک قسور

مولوی نور علی صاحب : یہ کہہ رہا ہوں۔ جہین مدیائے جہر تیرے قاتل رہا۔

میں منہ، آپ کے نزدیک جو کچھ عبارت کا مطلب ہے، یہ سب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور ان کے لئے کچھ جو مطلب ہے وہ اس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً براہین کا عدد کی عبارت میں بھی یہی بحث ہوگی۔ احقر کچھ نیا وہ عقید نہیں۔ لہذا میری رائے ہے کہ مسئلہ طریح پر بحث ہو۔ آئندہ جو آپ حضرت کی رائے ہو، حامی صاحب صدر صاحب کی یہ تجویز مولانا محمد منظور صاحب نے مسئلہ طریح، اور مولوی دکنی صاحب کو بھی ناگواری کہنا خود مسئلہ کوئی چیز، اسی کے بعد حکیم صاحب صدر صاحب نے یہ فراموش نہ کیا۔ اور دوسرے روز تقریباً ۱۰ بجے صبح کو اس طرح کا ردی شروع ہوئی۔

منظرہ کا تیسرا دن

۲۰ جولائی بروز جمعہ بوقت صبح

منظرہ بر مسئلہ علم غیب

مولانا محمد منظور صاحب ۱۔ مولوی محمد امجدی صاحب سے مسئلہ علم غیب میں حج کہ دینی قیامت حضرت میں ہے، مسئلہ اصولی محمد کو سوال ہوا جا رہا ہے۔ کیوں اگر کتاب سائل نے میں ایسے کچھ سوالات بھیجے تو میں آپ کو سوال کا حق دیتا ہوں۔

مولوی دکنی صاحب ۲۔ آپ خود ہی سوال کریں میں جواب دوں گا۔

مولانا محمد منظور صاحب ۳۔ معزز حاضرین! ہمیں دو پرسوں پر بحث ہوتی اس کا یہ مسئلہ بعض پر تھا کہ یہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی محمد کی طرح علم غیب کی عبارت میں توہین جہان نہیں، مولوی صاحب سے ان پر رد صاحبان کا کلام ثابت کرنے کے لئے یہ کوشش کی کہ کس طرح یہ ثابت کر دیں کہ ان عبارت جہان پر رد صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں نے حور تعریف یہ ثابت کیا کہ ان میں ہرگز خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں۔

الطریق مولوی صاحب کی ساری کوششیں بعض اہل حق کے لئے تھیں کہ ان کے لئے یہ ثابت کر دیں کہ ان عبارتوں میں ہرگز خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب نے دو تین مرتبہ دریافت کر سنے پر بھی اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا اور ہر مرتبہ کوئی لفظ کہہ کر مال دیا۔ باقائے مولانا محترمہ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کو پتا چلے کہ میرے مسلمان نہیں ہیں یا آپ کسی وجہ سے اس کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تو مجھ کو کہہ دیجئے۔ یہ آپ کے اہل حضرت کی فضاہت سے تبادلی کو آپ کا اس میں کیا فائدہ ہے۔

تجربہ بڑی مشکل سے مولوی عبدالحق صاحب صاحب دہلی سے منظر اسلام آباد کی تعین پر فریاد کر میری طرف پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے انھیں معلوم کرایا۔ آخر فریاد مانگ سے اس وقت تک کہ تمام باتیں تفصیلی طور پر بنا دیں جو یہ کہہ کہ جنتی جنت میں جا رہے اور اوروں کی دوزخ میں۔

مولانا محترمہ منظور صاحب : یہ علم محیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کب ملاحظہ ہوا ؟
مولوی رحمہ اللہ صاحب : یہ علم تو میری دنیا گیا۔ لیکن اس کی تکمیل اس وقت ہوئی جب قرآن مجید کا نزول ہوا۔

مولانا محترمہ منظور صاحب : یہ صاحب جناب کا فعلی ہے یا محض وہم و گمان کے وجہ میں ؟
مولوی رحمہ اللہ صاحب : فعلی کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے خلاف کوئی احتمال کسی قسم کا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کے خلاف احتمال ناشی عن جہل نہ ہو۔ اگرچہ احتمالات غیر مستحکم ہیں، لیکن جو جہل ہوا
جہاں یہ مفید و اسی دوسرے معنی کے اعتبار سے قطعی ہے۔

مولانا محترمہ منظور صاحب : آپ اس کے منکر کو کیا سمجھتے ہیں۔ مسلمان یا کافر ؟
مولوی رحمہ اللہ صاحب : ہم منکرین کی تفصیل کرتے ہیں، مگر کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات بھی حسیب نہیں بتائی تو ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہماری اس تجدید کا انکار کرتے تو گمراہ ہاتھ ہیں۔

مولانا محترمہ منظور صاحب : حضرت گمراہ کی مشکوک ہے۔ کافر کو بھی گمراہ کہا جاسکتا ہے اور اس کو بھی جو مسلمان ہو لیکن اہلسنت سے خارج ہو جاتی کہ اس کو بھی کہا جاتا ہے جو کوئی بات خلاف تحقیق نہ کہے۔ اگرچہ اہلسنت سے خارج نہ ہو۔ لہذا بہت سے مہربانی قیاس فرمائیے کہ وہ کس وجہ کا گمراہ ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب : اس میں بھی ہم تفصیل کرتے ہیں۔ اگر اس کے نزدیک یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن محض منہ و ہمت دھرمی کی وجہ سے انکار کرتا ہے تو گمراہ ہے اور اگر حقیقت اس کی نظر دلیلوں تک نہیں پہنچی اور اس کے نزدیک ثبات ہی نہیں ہوا اس وجہ سے انکار کرتا ہے تو وہ معذور ہے ہم اس کو گمراہ بھی نہیں کہتے۔

مولانا محمد منظور صاحب : آپ حضرات ہمارے فاضل مخاطب کی لیاقت علی کی داد دیں۔ ابھی تک تو ہم نے منطق کی کتابوں میں یہ دیکھا تھا کہ تقسیم الشیء فی نفسہ والی غلطی ہے۔
ناہائرتہ۔ لیکن ہمارے مولوی صاحب نے اس کو بھی آج جائز کر دیا۔ اور کیوں نہیں جب دین میں بھی تختے لکھا دیں ہو سکتی ہیں تو پھر منطق میں کیوں نہ ہوں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی میں نے مولوی صاحب سے سوال کیا تھا کہ جو شخص آپ کے اس عقیدہ اہل غیب کو نہ مانے وہ آپ کے نزدیک کیسا ہے اس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا کہ اگر بالکل سرے سے اہل غیب کا انکار کرے تو کافر ہے۔ اور اگر محض جہاد جہاد کا انکار کرے تو گمراہ ہے اس پر میں نے مولوی صاحب سے یہ سوال کیا کہ گمراہ ایک عام لفظ ہے اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ تو اس کا جواب مولوی صاحب دیتے ہیں کہ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ اگر محض منہ و ہمت دھرمی کی وجہ سے نہ مانے تو گمراہ ہے۔ اور اگر لاعلمی کی وجہ سے انکار کرے تو وہ گمراہ بھی نہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ مولوی صاحب نے جس کو پہلے گمراہ کہا تھا اس کی دو قسمیں ہیں ایک گمراہ اور دوسری وہ کہ گمراہ بھی نہیں ہے۔ مہران سن ! اسی کا نام تو تقسیم الشیء فی نفسہ والی غلطی ہے۔ لیکن خیر یہ تو ایک علمی لطیفہ تھا اب میں اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میل سوال کا ہنوز باقی ہے۔ اس کا ابھی کوئی جواب نہیں ہوا۔ آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ وہ کس درجہ کا گمراہ ہے۔ لیجئے میں آپ کی سہولت کے لئے ایک خاص صورت میں اس سوال کو پیش کرتا ہوں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے قرآن عزیز کو لہجہ تمام از اول سے آخر دیکھا۔ احادیث نبویہ کا مطالعہ کیا اور میں اس عقیدہ پر پہنچا ہوں کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز یہ علم محیط نہیں دیا گیا اور جو شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ علم محیط بنا رہا ہے

کو ذرا دھوسے پر خلعت کر کے اور دیکھ لیجئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ رسولؐ کی پیش کردہ دلیل کو کالج کے دھوسے سے کتنا نقص ہے۔ مولوی صاحب کا دھوسہ یہ تھا کہ: "اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مقرر فرمایا، جنہوں نے دوزخ کے دھوسے کی تمام باتوں کا تفصیلی علم حاصل فرمایا۔ اور اس مسئلہ میں جو آیت و احادیث کے ذریعہ دو مولانا کے مابین کو وہ صاحب سے اعتبار ہے اس کو چاہتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم جو تبارک حاصل ہوں۔ اسی لئے کہ مولانا بڑے ذور شدہ سے فریادیں کرتے ہیں کہ ہمارے علم کے لئے آیت اور حدیث میں کوئی اختلاف بھی نہیں۔ پس اگر مولوی صاحب کی تقریر کو صحیح مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام علوم خود وہ ابتداء قریشی علم حاصل ہوئے ہوں نہ جنوں اور خواہ وہ دوزخ جنت و دوزخ سے بعد ہی کے ہوں نہ جنوں سب کے سب بتائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوں۔ ہاں مولوی صاحب خود فرماتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم غیر خدا میرے نہیں ماننے کیونکہ انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو محض وہ جنہوں نے انھیں جانتا ہے۔

پس یہ صاحب بھی یہ بھی فیصلہ کر لیں کہ ہم میں اور مولوی صاحب کی حمایت میں کیا فرق ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شایعہ سبب ایک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے علوم ظاہری و باطنی عطا فرمائے جن کو شہرہ بھی جہ نہیں کر سکتے۔ اور ان کی بھی قسم یاد بھی ہے کہ وہ سب سے ان جاننے والے ہیں۔ ان کے بعد اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ میں نے علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطا فرماتے ہوئے ان کے کسی بھی کسی فرشتہ کو بھی خطا نہیں ہوسکتی۔ و چاہے نزدیک شریعت مطہرہ سے ثابت بھی اتنا ہی ہو کہ اس سے زیادہ بزرگ نہیں۔ پس انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا علم ان کے خدا سے ہمارے نزدیک شریعت سے ثابت ہے ہم اسی قدر جانتے ہیں اس سے کہ اس سے زیادہ اور اسی میں اپنی کمالات سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے علم میں صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن عزیز ہے تو انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم جو تبارک ثابت ہوئے ہیں لیکن ہمارے عقیدہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر خدا ہی نہیں بلکہ خدا ہی تھا۔ اور وہ بھی ابتداء قریشی علم حاصل ہوئے کہ جنہوں نے جنت و دوزخ تک۔ میں کا مانا مطلب یہ ہے کہ بقول مولوی صاحب انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس قدر علوم قرآن عزیز ثابت کرنا ہے سو مولوی صاحب اس کا کچھ بول کر دیں۔

جی نہیں آتے۔

کہنے کے لئے شاہ گشتانی جناب مولانا علی قاضی علیہ وسلم کی اور کوئی تقریری دہائی ہے ؟

ہم الزام میں کو دیتے تھے قصور اپنا عمل آیا

میرزا علی اب آپ یا تو اس کا اقرار کریں کہ آپ نے جو مطلب اس آیت کو لیا کہ بھلا کی ہے وہ غلط ہے ، اس کے بعد میں انشاء اللہ اس کا صحیح مطلب بیان کر دوں گا ۔ کیا یہ اقرار کریں کہ میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم طریقتا سیدائش ہوں میں نے اپنے عقیدے سے کام لیا تھا ۔

مولوی درگم النی صاحب : آپ حضرات نے مولوی صاحب کا احترام کیا سنا ۔ مولوی صاحب پر غور کریں کہ آیت کریمہ و عسلک ما لکم لکن تقدیر تمام علوم کو ثابت کرتی ہے اور تمام دھوئے تمام علوم کا ضمیمہ بلکہ بعض ابتدائے آفرینش عالم سے کہ احوال جنت و دوزخ تک کا ہے ۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہاں اسی قسم کے ۔ لیکن آپ کے اس مولوی صاحب کا یہ بات مستلزم لای پر کیا اثر جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم اسے دیئے گئے تو اس شخص میں ابتدائے آفرینش عالم سے دوزخ جنت و دوزخ تک کے علوم بھی آگئے ۔ بعد اس سے تو میرا دھوئے میں ملتی زائید ثابت ہوگئی ۔ کیا آپ نے خلق نہیں پڑھی ۔ مولوی صاحب : ہاں کام کا ثبوت خاص کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے ۔ جب تمام علوم کلیہ و جزویہ آیت کو میرے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گئے تو ابتدائے آفرینش عالم سے دوزخ جنت و دوزخ تک کے علوم خود بخود ثابت ہو گئے دقت اٹھو ۔

مولانا محمد منگلوی صاحب : ۲ (بعد از خطبہ) اگر اس وقت میرے مخالف آپ کے بھائی کوئی سچی دوست ہوتے تو وہ میں ہی عجیب و غریب تحقیق پر کہ ثبوت عام ثبوت خاص کو مستلزم ہے ، ایک مسئلہ وائے لغتہ لکھتا ۔ لیکن مجھ کو آپ کی اس بڑ کا ۔ صورت کا احترام کرنا پڑا ہے ۔

ہمارے فاضل مخالف فرماتے ہیں کہ تو نے منطق نہیں پڑھی ۔ جہل شک میں نے وہ منطق نہیں پڑھی جس میں ہے ۔ جو کہ عام کا ثبوت خاص کے ثبوت کو مستلزم ہے ۔ میں نے جو منطق پڑھی ہے اس میں تو یہ بات کہ خاص کا ثبوت عام کے ثبوت کو مستلزم ہے اور عام کا ثبوت خاص کے ثبوت کو مستلزم نہیں ہے ۔ یہی منطق جس میں یہ بات

اولیٰ باقی: وہی آپسی محاورت کو مبارک ہے ہم تو کہتے تھے اس کی دلدلی نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر تو شیخ فریض
ابن سینہ دنیا میں موجود ہو تو شاید آپ کی نعم و فراست کی کماندہ دلاؤ۔

مراد: جناب کا یہ فرمانا کہ ثبوت و حوصلے میں شکی نہ اند ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جناب کو حق منظر ہے
بھی بہت زیادہ حقیقت ہے جس حد کہ حامد و نوری کے ایک حصہ کے کسی کو ہونی چاہئے۔

مردان سن! میرا احترام سب سے گزرتا ہے کہ میری قدر معلوم بقول آپ کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ثابت کرتی ہے آپ خود اس کے خالی نہیں۔ پس اس آپ کے لئے وداست ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اقرار
کریں کہ میں نے آیت کہ یہ لا مطلب غلو بیان کیا۔ اس سے تمام چیزیں مراد نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے
اپنا عقیدہ انھیں بیان کیا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم غیر کتابیہ انشا ہوں۔
اس کے بعد میں انشا دہن آپ کی دلیل کا جواب دوں گا۔

مولوی حکیم النبی صاحب: ۱۔ نہایت غضب تک لہر میں مولوی صاحب مجلس مناظرہ ہے۔
آپ ذاتی کہتے ہیں یا مناظرہ؟ آپ نے اسی مرتبہ میری ذات پر میرے علم پر کئی جھگڑے کیے ہیں۔ اگر ملا جی دیکھنا ہے
تو بہت استدلال کو لایا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بھی لہو میں اچھے مرتے نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کمال
عقیدہ اور پھر ملی جوہر دیکھ لیجئے۔ آپ میں کیا چیز۔ اچھی آپ میں کے دن کے بیچے۔ چلتے ہیں آپ کے ساتھ عقائد
عبود چلتا ہوں۔ وہ ان مولوی اشرف علی صاحب سے مناظرہ کرنا دیکھئے گا۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ ثبوت و حوصلے میں
شکی نہ اند اس کو نہیں کہتے۔ مگر اس کو نہیں کہتے تو بتلائیں کہس کو کہتے ہیں؟

مولانا محمد منظور صاحب: شروع

جمعیت مزاحمت کو حضور فراموش کیا نہیں
محبت جو پہنچا دے جو مستحق کو

حالات آج رات میں نے اپنے بعض احباب سے کہا تھا کہ غالباً صبح کو مولوی رحمہ علیہ صاحب مناظرہ کے
وہم بہم کر کے انسانی کشمکش کریں گے اور متنازعی مسئلہ کو می سے کام لیں گے کیونکہ صبح کی بحث میں اذیت
آفتاب پر روز کی طرح منور ہو جائے گا کہ کوئی اہلسنت و جماعت سچ اور سلف صالحین و رسولان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہمیں کا کیا حق ہے۔ اور کوئی کتاب مولوی ابو علی رحمہ اللہ کے نام لکھی ہے۔

اگرچہ ہمارے کاتب نے اس سے میری اس پیشکش کو کچھ دیکھا ہے۔ اب میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ یہ آپ کی خصوصیت نہیں۔ مجھے اٹھ گھنٹے آج کسے آپ کی جامعہ کے پروفیسر سے بھی اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے اس نے عاجزانہ سر ہر دستا اختیار کیا ہے۔ مثل ملاحظہ ہے۔ اذا عجز الانسان اطلاق الاسماء۔ لیکن میری گزارشیں دیکھ کر اس منظرہ کو ختم ہی کر لے تو اس ناگوار طرز کے اختیار کرنے کی حاجت نہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں کسی مصحف سے منظرہ کرنا نہیں چاہتا میں جناب کو مجبور نہیں کر رہا اور نہ بھوکے پیٹ پر کھانے کا حق ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ ہر شخص نہیں کہتے۔ ہر اس منظرہ پر ایک مجبور شخص منظرہ کو نہ تیار کرے۔

اس کے جواب میں جناب مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ جناب کی قزاقی جو محکمہ کا شکر ہوا کیا جاتا ہے۔ جو بھی حرج سے اس کے متعلق ہیں لیکن جو کچھ مسئلہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ بقدر ہمارے خواہش یہ ہے کہ اگرچہ مزاج، یا اگر کسی طرف متعلق کر لیا جائے ناگوار مزاجیہ فلسفہ فیض کی تقریریں اس کی کسی خاص چیز پر پہنچ سکیں۔ مولانا محمد منظور صاحب نے اس مسئلے سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ میں اس مسئلے کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں، یہاں سے بہت زیادہ قریب ہے اور مولوی صاحب کی قیام گاہ کے علاوہ اس کی حاجت کا مرکز بھی ہے وہاں آپ کو زیادہ سہولت ہے۔ میں اسی وقت جناب کے جملہ چیلنے کو تیار ہوں۔ میں جیسے کہ انتظام جناب کو اس میں باقی اپنے ذاتی فروعات کا میں ملکہ نہیں ہوں گا۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب نے اس کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ اور اسی پر اصرار کیا کہ منظرہ میں ہر ناگوار کوئی مشقت حل سے خبردار نہ ہو جائے۔

آخر مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کسی وجہ سے برقی کو مناسب نہیں سمجھتے تو سچہ اچھا اور کو منظور فرمائیے اس میں کئی انتظامات ذمہ داری ہیں ہوں گے۔ نہ کہ یہ بھی منظرہ نہیں تو بچنے میں کئی چیزیں ہم کوئی انتظامات کریں گے حتیٰ کہ اگر آپ چاہیں گے تو گراہی بھی آپ کو دیا جائے گا۔ لیکن کسی طرح تو اس کو چھوڑیے۔

ہم ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سفوف و سنبھل کی روشناس کو ضرور ملاحظہ فرمائیں
 هذا آخر الكلام والسلام على من تتبع الهدى والتم
 مناهج المصطفى عليه وعلى آله من العلو والتمجيد ومن
 التحيات اكملها .

خاکسار

ناظم دارالاشاعت سنبھل

حضرت پیرسید صاحب دہلی کے شاگردوں نے اپنا عقیدہ اور اپنے عقائد کو اس کتاب میں لکھا ہے۔
 حضرت پیرسید صاحب دہلی کے شاگردوں نے اپنا عقیدہ اور اپنے عقائد کو اس کتاب میں لکھا ہے۔
 حضرت پیرسید صاحب دہلی کے شاگردوں نے اپنا عقیدہ اور اپنے عقائد کو اس کتاب میں لکھا ہے۔

بازقہ اسمانی بر فرقہ رضائی

ضمیمہ صحاحۃ اسمانی منسبہ

۱۔ رضا خانوں نے اس غلطی کو بھی مسموم کر دیا
 اس پر ایک رسالہ کے پانچ پرچے لکھے ہیں۔ ان میں سے پہلے دو پرچے اس کتاب کے
 سے اس کتاب کے تیسرے پرچے میں ہے۔ اس پرچے میں لکھا ہے کہ
 دوسرے دو پرچے میں رضا خان کی تصویق کی رو سے اس کتاب سے تیسرے دو پرچے میں
 مکمل جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں
 رسالوں سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں
 کی تیسرے صحاحۃ اسمانی سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں
 حشمت علی صاحب صاحب نے۔ پانچویں پرچے میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں
 اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں
 اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں اس کتاب کے تیسرے دو پرچے میں

هَاقُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. وَلَا تَقْلَعُوا اَعْمَالَكُمْ عَلَى الْكِبَرِ بَيْنِ
 اُنہوں کے برہانِ حجت پریشان کر دو۔ مگر یہ تو کہ جھوٹی پرغشہ کی انتہ ہے۔

اچھی نیرتبہ نہ ان پر کسے برقی کا جو کہ
 جو میں دھوکا مسلمانوں کو دے کہ دھوکا جو کہ

بارقہ آسمانی برفرقہ رضا خانی

ضمیمہ
 صاحبہ آسمانی نمبر

مولوی اجمل میاں صاحب کے خود اپنے قلم سے رضا خانی روئے داد کا قتل قریب
 اور بالکل جعلی اور بھوٹی ہوئے کا قاری

اہلسنت کی روئے داد کے بالکل صحیح اور مطابق واقعہ ہونے کا غیبی فیصلہ

اس گھر کو آگ لگنے لگی اپنے جہان سے

ظاہرین کرام ! جمہوری الاصلہ مسلمانوں میں جو ظہورِ امتنان منادوں میں اہلسنت و جماعت سے نفرت

رضائے خانی، طبعی مسلح مزاحیہ میں مواخا اس کی بھی۔ وندا، مضامین السہارک میں جو شاف کہتے ہیں جس میں بھی "ا۔

مطہرین واقعہ ہونے کا دوسرا منسلک مزاحیہ ٹائٹل کو بھی گناہ ہے اس روئے داد کے جو کہ منظر، سے ان میں کو

موسمائی کے اندر نمکستہ رہتا ہے کہ دیا اہل جہان جہاں وہ روئے داد پہنچی وہاں اس طاس منظر کا کتبہ خود لکھنے میں

۱۱۔ دوسرے دن سے احمد زل جلیعت ۱۱ کی علمی قابلیت اور علمی کی حیا سوزہ شہید کی نئی تصویر، جس کا لفظ ۱۱

روان منظر میں صرف ہشت سال سنہیل نے کیا تھا، بڑا فکر کے پیش نظر کر دی، اس سے دھنا خانوں نے میں اس

۱۰ جناب ناظر صاحب دالہ اشاعت سنہ ۱۰۸۰ھ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

آداب و نیاں کے بعد اٹھاس ہے کرکچی جیسے برسے مروجی شہت علی صاحب نے یہاں لکھ کر بیان کیا کہ
 میں سنہ ۱۰۸۰ھ میں مناظرہ کر کے آیا ہوں اور میں نے وہاں ہوں جو بندہ یوں کہ بہت برا ہے اور بہت سی باتیں بیان کیں۔ ہم
 دونوں کو الہ کی باتوں کا یقین تو ذہب الیٰہی کی جھوٹ ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد مسجد میں مروجی شہت علی صاحب کا
 ایک خط ملا جو ان کے نام منسلک سے آیا تھا۔ میں پڑھ کر تعجب میں آئی اس کو پڑھا۔ اس کے مضمون سے میں نے بہت ترکانی
 سمجھ لیا کہ مناظرہ میں اہل حق کی فتح ہوئی۔ لیکن نئی فکر اس سے یہ ہو گئی کہ انھوں میں ذہل حق کو مسجدوں سے نکال دیا
 کیسے ہے۔ اس کی تفسیر کی کہ شاید یہ شیخ مجاہد ہی یعنی کہ انھیں لاکھوں ہزار میں سے صحیح حالات کا انکشاف ہوتا
 معلوم تھا۔ اس میں اتفاق سے آپ کا ایک استہداد بہت بڑا تھا۔ میری فکر سے کہنا اس سے بہت معلوم
 ہوا۔ لہذا آپ کو تکلیف دینا میں کو آپ براہ کرم اصل حالات سے مطلع فرمائیں۔ کیا واقعی سنہ ۱۰۸۰ھ میں جہتوں سے
 اہل سنت کو اسی طرح ساجدیت کمال دیا ہے جس طرح کہ حضرت علیؑ نے اہل بیت علیہ السلام کو بہت اہل
 شریف سے نکال دیا تھا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ۱۰۸۰ھ کے ایسا ہی ہو۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ
 اب میں بعینہ اس خط کو نص کرنا ہوں اس کے بعد کسی نئے اسماعیلی کی چند سطریں لکھی ہیں جن میں جو کہ اس سے
 بدلہ ہی غرض متعلق نہیں اس لئے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور مروجی ہوں میں صاحب کا خط کیسے نقل کرتے ہیں۔

۱۱ مکرچی بنایہ مولانا شہت علی صاحب دالہ اشاعت سنہ ۱۰۸۰ھ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

جناب کے دو کرمی نام آئے ایک اس وقت آیا تھا جب میں سرور آباد تھا۔ کئی روز قیام رہا اس وجہ
 سے تاخیر ہوئی۔ کہانت میں دو روز اختصار ہوا اور گویا۔ دواؤں کی طلبت شروع ہو گئی ہے گئی کا یہاں صاحب کی
 میں نہایت جلد مفت ہو رہا تھا۔ اس طرح اس کی۔ اس میں دینی اس روز دوا میں مروجی شہت علی صاحب نے
 ۱۰۸۰ھ کو کرکچی میں مشہور۔ اتنا قیصر و درباراً ہے کہ یہاں سے سوال و جواب نہ ہوئے ہیں کہ انہیں کی

۱۲ مولانا جناب صاحب نے جن عاصم امجد سے کہہ دیا کہ میں ۱۰۸۰ھ کو مروجی شہت علی صاحب سے مرشد رشتہ کی شہت
 میں دو ماہ کی تکوینی۔ ۱۰۸۰ھ سے دس میں مشہور۔ جو وہ فرمائی ہیں۔ ان کے اس کی پوری جہت ہے کہ

حد وقت شمار ہی کہ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک تقریر میں سوا ست کی تعداد یکساں بتلا رہے ہیں اور دوسری میں ایک سو
 یکس۔ کیا بدترین کے سامنے سیال جی ایس ہی ہوئے ہیں۔ بے کیلئے! اپنی حالت پر رحم کر۔

کارشیطانی مسیکنداسٹس دن

مگر ولی این اسست لخت برول

سوال نمبر ۳ : اس پہلی دو عالم میں جہنم کتاوی کے حوالے سے کتنے گز ہیں اور جی کی حد میں کتنی
 گز ہیں کیا وہ تمام مناظرہ میں بدترین لخت علی صاحب کے پاس موجود ہیں۔ مگر نہیں تو کمالی ست آئیں اور سوچ
 کتہ کہ جواب دیا جائے کتاوی کے متعلق جہنم سے پاس دہائی درجہ صحت کی ایک تقریر بھی مختصر ہے۔ اور آپ بھی
 اپنی اس روایت کے صفحہ ۲۰ پر مولوی سید علی صاحب کی ایک تقریر کے اچھے میں اور ذکر کریں گے جس کہ ہم اس کی
 تفسیر تھی جہنم مولوی کتہ منظور صاحب سے نہ کہ جہنم کیسے خلا کے اس۔ ورنہ ایں ایسی کتاوی کے بھی حوالے ہیں
 جو سب سے پہلے لکھی گئی ہیں یہ جہنم کو مناظرہ میں ہوں۔

ناخبر ہے! اسی سے کتہ نہیں ہے۔ روایت بعض مولوی احمد رضا خان صاحب و عزو کے رہنمائی سے تصنیف کی
 گئی ہے مناظرہ کے وقت سے اسی کو کوئی تعلق نہیں۔

سوال نمبر ۴ : آپ نے اس پہلی روایت میں اتفاقاً ملاحظہ کا سبب بیان کرنے سے کتہ کے کتہ
 و جہنم کے ایسے سبب کی ممانعت کے ساتھ ایک جہان پر مبنی کہ مناظرہ کی علی۔ بدترین سے مکاتبت شروع کر دی تو
 آپ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی جہنم سے کتہ کے یا توں کے اہشاء مولوی رحم علی صاحب سے
 دریافت کر کے :

جس لوگوں نے جہنم کی روایت و ممانعت آسمان کو ملاحظہ فرما دیا کہ وہ سب سے پہلے جہنم کا سبب
 اور متعلق نہیں تھی کہ مناظرہ کے بعد وہیں نہایت طویل تقریر کی گئی کہ کتاوت علی جو کتہ تھا۔ اور کتہ کتاوت صرف شراب
 کے متعلق جہنم تھی۔ اس کا اقتدار مولوی رحم علی صاحب کی سند و تقریروں میں بھی موجود ہے۔ نیز ۲۵ جہنم کی روایت کو
 جو ۲۵ جہنم کا سبب ہے۔ جہنم میں مولوی رحم علی صاحب کا شائع ہوا تھا اس کی پہلی مطبع سے

۱۔ روایت متعلق نہیں تھا۔ یہ جو قرآن و روایت کی تفسیر اس کی جہان میں آپ سے مناظرہ کے لئے تیار تھا۔

کیا وہ ذاتِ یاد نہیں جب مولوی شمس المل صاحب مولوی محمد اسحاق کے آپ کے گروہ میں زندہ تھے اور انہیں
المقرین حضرت مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب دہشت فریضہ کی جہل سود اور جہل غارت گشت فقریہ آپ کے مکان کے
مہمان کے پیشِ آئی حسن صاحب کے مکان پر جو رہی تھی حضرت مولانا نے بار بار لکھا کہ فرمایا کہ میں کو اہلسنت و جماعت
کے ذہب کی عزت میں کچھ لکھ کر وہ آئے اور اپنے شکوہ کی پیشی کہ میں جواب دہی کے لئے حاضر ہوں یہ سب کی
احد سے صحت برنگاشت کسی ذہن دہشت کو سامنے کرنے کی جزا نہ ہوں۔

کیا یہی تھی مولوی شمس المل صاحب کا تارکات لڑا اہلسنت کی عدم تادیبی و شرم، شرم، لیکن کو کہ جانی
جہولہ ذہب میں جہولہ ذہب کی حمایت کے لئے جہولہ مولانا بھی جانا ہو کہ قرب ہے کیا یہی ہیں اور مولوی
شمس المل صاحب برائین الناظرین، اعلیٰ العزیزین، جو اہل سنت کی اہلسنت حضرت مولانا مولوی محمد اسحاق
صاحب دہشت فریضہ پر کا تہم سے منازعہ کے خواست گزار تھے کیا انہیں باتندیہ کو حضرت لکھنؤ کے انہیں
جب کہ امر و ہر کے مناظرہ میں جتنا غازیوں کے ستم مناظرہ اور مولوی شمس المل صاحب کا پوری کو شکست لکھا
اسے کہ مبلغ پچاس روپے وصول فرما چکے ہیں۔ ان واقعات کو سامنے لکھ کر ہر سو سے منہ بھرتا ہے کہ حضرت
مولوی شمس المل صاحب مولوی شمس المل صاحب کی درخواست مناظرہ کیا میں جانتی ہوں۔ اس کے صحت یہ کہ حضرت
کسی طرح رضا خانوں کے صحت۔ مولوی شمس المل صاحب کے استاد مولوی رحمہ علی صاحب کی گروہ شریعت ان ملا
حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کے ذہن دہشت پانچ سے جہولہ جانی۔

سوال نمبر ۱۶ : آپ نے اپنی اس دہشت کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب
مولوی رحمہ علی صاحب سے مناظرہ کے متعلق خود ہی غلط بات شروع کی۔ اور پھر خود ہی پھر تیسری بھی کرتی جانی غلط
میان صاحب ۱ : آپ اپنی غلطی جہولہ جانی، جہولہ جانی پر کر دینا ہے لیکن حقوق انہیں نہیں۔ آپ کے پاس ہر
رحمہ علی صاحب کی ان تحریروں کا کیا جواب ہے جو منہ سے مل رہی ہیں کہ مولوی رحمہ علی صاحب کے لئے حضرت مولانا محمد اسحاق
صاحب کا مقابلہ موت کے سامنے سے کم نہ تھا۔ مولوی رحمہ علی صاحب نے اپنی غلطی کے لئے منہ نہیں نہ کیا کہ وہ
کیں اور چاہیں نہیں ان کی تفصیل جہولہ ناظرین کو صاف آسانی سے دوم۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو چکی ہوگی۔

مولوی رحمہ علی صاحب ۱ : لا لانی استہار ۱۰ : جو یہ کہ منہ سے مل رہی ہیں کہ مولوی رحمہ علی صاحب کی
www.besturdubooks.wordpress.com

کیا اپنے تاخیر میں سے ذرا بے حال نہیں کہ، اہم حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا مقابہ مولوی رحمہ اللہ صاحب کے
ساتھ منہ کا توالہ نہیں دہرا کر بیالہ تھا۔ اگر کسی کو جہالت اس میان میں شدید ہو تو۔

۱۔ اہم اہل حق کہتے ہیں کہ ایک دفعہ دو سالہ ہندوستانی کے رہنے والی انگریزی چوٹی ٹیک کا زور
تھا کہ حضرت مولانا کے مقابلہ کے لئے مولوی رحمہ اللہ صاحب کو تیار کریں اور ہر قسم کے آمنا
لیکھ لیں۔

لیکن ہم پریشانی کرتے ہیں کہ مولوی رحمہ اللہ صاحب کا تیار ہو جانا آسان نہیں ہے۔
مختصر اس لئے کہ انکو ان سے
۱۔ دوسرے آدمیوں نے جوئے میں

آپ نے دعاء کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے مولوی رحمہ اللہ صاحب کو لکھا
تھا کہ ۱۷ جمادی الاول کے سفر خرچہ آپ کے پاس پہنچ جائے گا اور ۲۴ کو پہنچا گا
بتلائے اگر حضرت مولانا نے اپنے کسی مکتوب گرامی میں یہ تحریر فرمادی ہے اداس کا ثبوت دیکھئے اور اگر آپ
آیت ذکر لکھیں اور انشاء اللہ ہر روز قیامت ثابت ذکر لکھیں گے، تو صحت افرا کریں کہ ہم نے جھوٹ بولا۔ ہم پر خدا
اور اس کے رسول علیہ السلام و صلہ شریف و سلم کی لعنت، آسمانی کے فرشتوں اور زمین کی کائنات کی لعنت ہے۔

آپ نے اسی صنف پر بھی لکھا ہے کہ اشتہار ۱۰ رضا فانیوں کا شرمناک طریقہ ۱۰ جو مولوی رحمہ اللہ صاحب
کے تاریخ مقربہ پر آئے اور اشتہار ۱۰ کھلا خط ۱۰ بھیج کر اپنے شرمناک طریقہ کا اعلان کرتے ہیں ۲۲ جمادی الاولیٰ
کو ابستنت کی جانب سے شائع ہوا، تاریخ مناظرہ سے پہلے ہی چھپ کر رکھ دیا گیا تھا۔ ابھی تھا۔ کیا آپ کو یہ بیان
مستند جھوٹ اور کذبہ خالص نہیں، کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں؟

ناظرین! اشتہار ۱۰ شرمناک قرار ۱۰ ۲۲ جمادی الاولیٰ کے دولہ کے گیارہ بجے لکھا گیا اور چاہے کے
بہر چھپ کر شائع ہوا۔ سب کے مناظرہ کی ایک جگہ پر بھی لکھی تھی۔ پریس موجود ہے پس ولے کا تہ بھی موجود ہے
ان سے تصدیق کی جا سکتی ہے۔ میان صاحب! رات کو وہی ٹکڑوں کے لئے جمع ہیں کہا جا سکتا ہے اور یہی اس کو
۱۰ دہ بھی کہتے ہیں۔

عیش و کس قدر سناظر حے سکتے اور کہاں کہاں اور کس کس سے ؟

سوال نمبر ۹ : اس روزنامہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا محمد رفیع صاحب نے کبھی آپ سے
 ملاقات کرنا چاہا اور پھر خود ہی پہلو پٹھی بھی کی ہو یہ جزئیات بڑی قوت میں تحریر نہیں ہیں، لیکن ہم اس بات کو یہ نہیں کہ آپ کی
 قابلیت آپ پہلے کم نہ ہوگی تو کیا اب آپ حضرت مولانا کے کسی اور فیضان شکر سے متاثر ہو گئے ہیں؟
 سوال نمبر ۱۰ : آپ سلفہ میں روزنامہ کے اڈیٹر ہیں، اعلیٰ کیا ہے کہ علامہ نے اہلسنت و جماعت سے اللہ

ایک سو کاٹھن سوا لاکھ کا جو اس میں ہے ۔

مکتبہ آپ مولوی رحمہ اللہ صاحب یا مولوی نعیم الدین صاحب یا مولوی حامد عثمان صاحب یا
فرقہ دہنا خانی کے کسی اور سردار کو جس کی دولت مولوی شمس علی صاحب کی حق صرف جزائی تہنہ ہو ہی گئے تھے
نیکر کہتے ہیں کہ وہ کسی ایک صمد سقز فریقین کے زیر صدمات بالوہرہ پ کے ان ایک سرکیز میں سوالات کا جواب نہیں
دے سکتا یہ صفا خانی صامت کی چوہا کی مستعد کو ششوارہ دارا سوزیوں کا بیخیر ہیں ہاں یہاں سے بھی استے ہی سوتا
کا جواب دیں۔ سوالات کی ترتیب وہی بہت گی جس کو ہر صمد سقز فریقین کے لئے۔ یعنی ایک سوال ہمارے جانب سے
ایک سوال آپ کی جانب سے۔ ہر سال کے لئے اتفاق فریقین یا فیصلہ صمد اس کے مناسبت وقت مقرر کر دیا
جائے گا۔ حضرت برکانہ مشورہ صاحب اس کے لئے بالکل نیک ہیں اور جواب کے منتظر ہیں لیکن کب تک جواب نہ ملے
سے آنکھیں شاہ کریں۔

سوال نمبر ۱ : آپ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اے اللہ! مجھے ایسا میں دے جس سے میری قبر میں میری روح کو سکون ملے۔ اہل بدعت کے متعلق لکھا ہے کہ معاذ اللہ! ان کے نزدیک نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھیل آجنا یا پل ادر

۱- میرزا صاحب و حکومت بدست که هیچ سلسله نباشد. که پادشاه و حکومت را بشویند و صاحب و امتیاز میسر -

طوبہ مستور ہو گیا اور کفر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

گلدستہ کے خیالی ہیں ادب جانے سے بدھما جا رہا ہے۔ مٹی - مختصاً :-

نقلہ نظر اس سے کہ عزت شہید مرحوم نے کیا تھی ہے اور کیا نہیں ہے آپ سے عداوت کر کے ہیں کہ آپ کے
 نزدیک شہید مرحوم کے اس فعل کو ہم میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توجہ نہیں ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو ہم یہ
 کہ آپ اپنے اہل بیت استوار و مولوی تھے ہمیں یہ حسب کے دستوں سے شافی کر دیں کہ اس کلام میں انحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کی صریح توجہ نہیں۔ پھر افشا راستہ میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہ رہی کہ افشا خود ہی من کی کھلیاں
 ڈالتے گئے اور اگر کسی فرضی کلام میں صریح توجہ ہے، جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے، تو پھر گزارشیں بہت
 آپ کے اہل بیت اور اس کے جہاد کاروں کے قبضہ و کعبہ کو ہی احمد رضا خان صاحب مرحوم نے نہ خود کیا فر
 مائے ہیں اور دوسروں کو کافر کہنے کی جہالت دیتے ہیں، بلکہ فرماتے ہیں کہ سلامتی اسی میں ہے کہ ان کو کافر نہ کہتے
 ہمارے یہ سب کو منہ ہے کہ جو شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صف صریح باقائیں تاویل و تفسیر نہیں کرے وہ کافر
 ہے۔ یعنی کہ جس کے فکر میں شک نہ رہے و اعتقاد کافر نہ کیے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ فرمایا جائے کہ نہیں صاحب
 باقاعدہ کے متعلق کیا فرمے ہے اور شہید مرحوم کو کافر نہ کہنے کے باوجود ان کے مسلمان ہونے کی کیا صورت ہے؟

۱۔ غای و جبکہ اندک عرصہ پہلے ہی - تیسہ بیس - دیکھو سہ بیس تھے ہیں - اور نام لکھا کہ - کامل و جمی - لکھ کر
 ۲۔ پھر غم خیز کہ کہیں باب - ہی میں شاعر و شاعر - ای - دالہ الا - لکھ کر کہیں سے متع و ذلیلہ تب کہ کہ - دیکھو اسات سے وہ -
 ۳۔ دوش نہ ہو نہ کہ - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۴۔ خود غور دیا - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۵۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۶۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۷۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۸۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۹۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -
 ۱۰۔ لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ - سید و شریف کہ ہی - ای - لکھ کر کہ -

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ سوچا کہ اس کتاب کو پڑھ کر وہ کتنا خوش ہوگا۔ وہ اس کتاب کو پڑھ کر بہت خوش ہوگا۔ وہ اس کتاب کو پڑھ کر بہت خوش ہوگا۔

نہایت پائون پیر کا زلف۔۔۔ وہ ان میں
 لر آہ۔۔۔ اپنے دام میں مصیبت اور آگ

میاں صاحب ! کافروں کا گھر میں ثابت ہو گیا ہے۔ پھر یوں پکڑے جاتے ہیں، مصلیٰ و طہریں کا گھول بہہ گئے ہیں۔

افسوس! ساری دنیا نے اسلام کو جھوٹے کہیے گا تاں کہ اپنا کپڑا اتھا سب کو دہائی گا۔ مگر قرآن نے کہ جن کو
عالم انسانیت نے جہالت کہا تھا وہ بھی صاف اٹھیں دکھائے۔ اور شاہد ہر قوم کو اس نشان کہہ کر دے تاں کہ یہی مسخرت
اپنا نام دے کر گئے۔

جو طبیب ایست: مختار دل اس کا کسی پر ناز ہے

مشرورہ جا، ملے مرگہ حسین آسپہا جا ہے

میں شہید ہو کر خدا کی راہ میں شہید ہو گیا۔ تو نے دنیا میں زندگی کو جہاد کیا اور گنہگاروں کے گناہوں کو
پہنچایا۔ اور آج بھی تو یہاں ہے۔ خدا کے دشمنوں کو آج بھی شہید کی شہادت دینا ہے۔ پناہ نہیں۔ قتل و دہشت
شہید زندہ رہا۔

نظم ہونے بعد سے سولہ گات کا جواب سن کر عجب حیرت و حیرت ہوئی۔ جواب آج کے وقت پرانے زمانے کا تھا۔

[illegible]

ایک کار: ۱۰۰ درجہ سینٹی گریڈ

دست از طلب سب نہ دادم تا کام من بر آید
 یا تنی رسد کی نای یا حسان ، تن بر آید



اسی کے بعد ہم منا سبہ کیجئے ہیں کہ بعد از نماز اس محل روحنا کے مضامین سے بھی اپنے ناظرین کو آشنا
 کرا دینا جو تپہ مادی سس کو کششوں کے بند پر سے بڑوں کے شور وں سے تعصیف کی گئی ہے۔ سب سے پہلے ہم
 رضائے خانیہ کا ایک فوجیہ ناظرین کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس کو دیدہ و عربت سے دیکھیں گے
 اور اس سے کوئی خاص سبق حاصل کریں گے۔



طریقہ کامیاب دینے کا بھٹا ہے اگر ان کو
فرج کو کشمیر و نسیم ابراہیم آدرش

قال النبی صلی علیہ وسلم اذا ساعدت خذوا و اذا اخاصم خذوا
فرجاً بید ابرہہ۔ دو جہان کے سرور میں اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نیکوئی میں ہے کہ جب فرج
جو تو گالیاں بکنے لگے۔

رضا خانی تہذیب کی سنگی تصویر

مولوی اہل سوان صاحب دوندو نو لیس کی فحش کلامی و خطرات نگاری

مولوی چشم علی صاحب کے

سوق سب و شتم اور بازاری گالی گھوج کے تیرو و تار مظاہرے



نظر کی کلمہ ! رضا خان صاحب نے سوتیاز سب و شتم اور بازاری گالی گھوج میں جو خاص مہارت حاصل کی
ہے وہ اپنی غیر معمولی شہرت کی وجہ سے گھنچ بیان نہیں۔ رضا خانیت کے موجود و معدوم طعن صاحب ریوی اور ان کی آراء
بانہ کی مطلوبہ تحریریں آج اس کا ذمہ ثبوت ہیں۔ جس کھڑو تحریر سے صریح جہت کہ بھینسا بدن کو بھی شرم و ہرجہ تہذیب
ان کی انہیں ستر رقم کہ ہی ہے و انسانی جی کی گندہ دہی پر نوحہ خواہ ہے۔ تاہم انہیں شرم و ہرجہ کی صورتوں سے عیاں
شرم کی ناک گت جاتا ہے۔ شرف کی پیشانی عرق الفصال سے کر بر ہو جاتی ہے۔ امدین عا مانت گرونی شخص امرے
دشنام دین عا مانت کی جبری کا دھمکے کر کے خالی ہے۔ یہیں کے گھر کی میراث اور ان کے وراثت علی کا فحش ترکہ
ہے۔ بقول لکھ کے۔

چند تصویر کتبستان چہرہ سب و شتم کے خطوط
بعد مرسلہ کے میرٹ کھرے و سنا مان نکلا

انفرض ہم قرار دیتے ہیں کہ ان گزاری گاہوں کے حوا سے ہم عاجز اور بالکل عاجز ہیں اس کا کوئی ہی
 صدمہ نہ ہے جس نے شریعت و انصاف کو بالاسنے طاق دکھ کے یاد شروع کو تین ملائیں دی ہوں۔ اہل صرف
 کتبہ میں ملنے ناخدا ترسو؟ قیامت تو آئے گی؟ سب تو نہ ہوگا؟ ایج واری گاہوں پر بارگاہ قہر سے
 معجزہ سب تو نہ ہوگا؟ ہاں ہاں سب قیاد رکھو اس سخت وقت کے لئے جب کہ ہماری طرف سے جھوٹا آنے کا
 ہمارا ایمانی کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اب ہم بسم اللہ نہیں بلکہ اَعُوْذُ
 بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر اسی دوزخ سے دھماخانے سے تیری کی صرف ایک دہائی بولنی
 چاہی تصویر کی پیش کش ہے

- ۱۔ ساری اہل میان صاحب اہلسنت و جامعہ کے متعلق لکھتے ہیں یہ مسلمانوں یعنی رضا نبوی اور
 کی مسلمانوں اور اہلسنت و ائینہ فتویٰ کی سنت اپنے صلہ ترور میں پھانستے تھے۔ دوسرے مسلمانوں۔
- ۲۔ اہل سنت و جامعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "نہایت بھاری حیثیت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ لو میں ایک بار
 کہتے کہ تیرا ہوں۔ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔

یہ نیکو امر جنگ ساری اہل میان صاحب کی تفسیر پر روشنی ڈالتی ہے۔ ہمارے نہیں سزا ہم انہیں
 دو دشمنوں پر اتنے کہتے ہیں۔ شریعت و علم و کثرت معانی میں دوسری شاہان پر کھاتہ کی ہے۔ اس کے
 عزم و جدوجہد سے بڑھ چڑھ کر۔ دینی کے یہاں انھوں نے سلطان انشا پر ان کے لئے فی انہیں حضرت سوزنا ہونی
 محمد قہر سکر صاحب درانہ و صند و ہجرہ و غیر انشا پر حضرت مولانا مولوی محمد خضر صاحب نعمانی رحمہ اللہ
 کے متعلق لکھی ہیں کہ جن کا تعلق کثرت میں رہتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو دیکھتے ہیں کہ شوق جوڑھوں کی سطر
 ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔
 یا شہد العالیین۔

مذہب و اہل شریعت۔ تہذیب و دین ہے جو کثرت مولانا صاحب و علم و ایمان و جہد و وقت کے یہ کہ صاحب انہیں فرماتے ہیں۔
 کہ رضی اللہ عنہ کہ کثرت سوزنا صاحب پر ہم دست و پا نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ اعلیٰ و شہادت اور معانی میں رہتا
 ہے۔ صاحب سطر ۱۱۷۔

۱۔ کہنے آپ کی قوم تنگ میں اب بھی داخل ہوا یہ نہیں۔ ص ۱۱۔ سطر ۲۶۔

۲۔ آپ کی کہہ کے اندر نہیں آیا۔ ص ۵۔ سطر ۹۔

۳۔ میں آپ کی خواہش پر اکر نہ کہنے اتنا اہم نہ کہنے دیتا ہوں۔ ص ۵۔ سطر ۹۔

۴۔ بالکل صاف اور سیدھا طبیعت لیکن اسویں آپ کی سمجھ میں نہیں پڑتا۔ ص ۵۔ سطر ۱۲۔

۵۔ میرا کام تو بہت صاف اور سیدھا تھا کہ مجھ سے نہ تھا مگر اسویں آپ کی سمجھ میں داخل نہ ہوا۔ ص ۵۔ سطر ۱۵۔

۶۔ جو کام مجھ سے کراوا چاہا میں نے اسے امتناعی ہو نہ کیا۔ ص ۱۲۔ سطر ۵۔

۷۔ میں ڈھائی منٹ میں کر دلا گا اپنا پورا کام۔ ص ۱۲۔ سطر ۱۰۔

۸۔ اگر کوئی شخص سروری اثر صرف علی صاحب کو کہے کہ تمہاری صحبت کہہ کی ہے۔ تمہاری تک سہ کی ہے

ہے۔ تمہاری آنکھ کھو کی ہے۔ تمہارے دانت کھٹے کے ہے جی۔ ص ۲۰ و ۲۱۔

ناظرین! یہ سہ تھے سکینوں کی تذبذب جس پر شیطانی بھی لاقول پیڑھتا ہوگا۔ یہ ایک ذرا بی گناہ صرف

نورسے کے طور پر اور وہ بھی بعض ابتدائی صفحات سے پیش کی جاتی ہیں جو کتابے ناظرین کی محبت آمیزی کے لئے کافی

و بقیہ جتنے صفحہ گزشتہ ایک اہم مسئلہ کا سلسلہ بنا دیا جس میں ایذا خیز رنگ واد کا کچھ حصوں میں مقرر ہے جس میں ان کا یہ

کل اشتہار ملے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں کہوں گا کہ یہ سبوں صاحب نے سمجھ لیا کہ ان کا یہ اور یہ کلاس کوٹ کر لیا۔

اور اس میں حق صاحب نے کہہ دیا کہ اس سلسلہ کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

میں خود ہی لکھا تھا۔ اس مسئلہ کا سلسلہ ہم پر اس کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

لکھا ہے۔ مگر یہ کہہ دیا کہ اس سلسلہ کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

میں خود ہی لکھا تھا۔ اس مسئلہ کا سلسلہ ہم پر اس کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

لکھا ہے۔ مگر یہ کہہ دیا کہ اس سلسلہ کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

میں خود ہی لکھا تھا۔ اس مسئلہ کا سلسلہ ہم پر اس کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

لکھا ہے۔ مگر یہ کہہ دیا کہ اس سلسلہ کے گزشتہ ۱۰۰ ہر وہ کہہ دیا ہے جسے وہ صاحب نے اپنے اپنے صاحب کے لئے

ہیں جو گاہیں سے ان کی کھینچ لی اور جیتھلی کا ریت کا پرچہ بند ہو کر اٹھ اٹھا۔ وہ دیکھ کر گھبرا کر کہنے لگا کہ
 اہ غلطی کی پریشانی برسرِ حق ہو چکی ہے۔ ہرگز نہ سمجھیں، ہرگز نہ سمجھیں، ہرگز نہ سمجھیں۔
 قیاس کن اور گھسے سے منہ مٹا دو۔

ہم ان بھاری گاہوں کا ذکر کچھ جواب دیتے ہیں۔ اہ دھرم کے ہیں۔ ان پرانی کی ہی اگر کوئی ہزارہی جو آ
 دے تو شاید دے سکے۔ جیسے تو دیکھ کر سمجھ کر ابرو اٹھائیں۔ انہیں اس گاہ کا نام لگنا بھی ہوتا ہے کہ گاہ۔ چھوٹا ہونے کا
 جواب ملے۔

ہاں ہم اپنے بھروسہ والے کو قرآن مجید و فرقہ کے حیدر کے اس فرقہ کی حالت سے کہیں دیتے ہیں جو ان کے ہر وقت
 کے لئے نالی فرما لیا ہے۔

وَلَا تَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ آتَوْكُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ
 أَشْرَكُوا إِذْ يَقُولُ دَانٍ تَصْبِرُوا لِمَا نَكْتُمُ فَإِنَّهُمْ
 مِنَ الْهٰمِ الْأَمُورِ (آل عمران ۷۰-۷۱)

یعنی اسے سنو! شیخ محمدی کے پروردگار تم اہل کتاب کا سامنا نہ کرو گے۔ بڑی گندی اور
 عجیب و غریب باتیں منہ سے آگے نہ لانا۔ اگر تم نے صبر نہ کیا تو تم کو بھی بڑا کام ہے۔
 ہم صبر سے دعا کرتے ہیں کہ اگر اس نے کب کو گالیاں دیں گے تو دینے کے لئے پسیا گیا ہے۔ تو ہم کو اپنی مرضی کے
 مطابق اس پر صبر کرنے کی تلقین عطا فرماتے۔

سلیف کا لہجہ میں دینے کا بھشتہ آگے کو
 تو ہم کو کشمیرہ تعلیم ابراہیم آند دے
 والہ ان گاہوں سے پہلا کچھ نہیں جانتا بلکہ پوری ٹیکوں میں اضافہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ جو جیسا کہ چاہے

بقیہ ساری مکتوبات جملہ جوابات کے ساتھ ارسال میں تھے۔ ۱۹۷۷ء۔ مکتوب حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلوی کے لئے
 ہے۔ بہت عظیم کی مشرتہ کہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

زبان سے نہ بھی نکلے۔ اور جس ثبوت کا اب اسناد کیا گیا ہے، اس کا جواب اب حاضر دست ہے۔ نظر احسان
 حضرت فرما جائے۔

جواب دینے سے پہلے مناسب سمجھتے ہیں کہ مولوی حسن علی صاحب کی وہ آخری تقریریں میں مذکور کتاب
 کیا گیا ہے۔ حنفی دلائل کے کتبہ نقلی کہیں تاکہ جوابات کے کچھ میں اس کی ہر ایک طرف بابت بھی نہ ہے۔
 اور انگریزوں کو فریقین کی تحریروں سے صحیح تفسیر نکالنے کا بہترین موقع ملے۔ بعض غلط روایت کے صفحہ ۴۰ پر ہے

۱۔ اب غریب آیت مستاہلہ و منزلنا علیک الکتاب علیا فالکحل شیء ۲۔ یعنی اے
 محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ہر شے کا روشن بیان ہے :

۳۔ دوسری آیت کا خط جو حاضر طائف الکتاب من شیء ۲ یعنی ہر شے کی کتاب میں کوئی چیز
 اٹھانے کی چیز اس میں ہر چیز کا بیان ہے :
 ۴۔ گیارہویں آیت دحل شیء احصینا وف اعدام معینہ ہر چیز کو پہلے قرآن پاک میں بتایا
 کر دیا ہے :

دقیقہ یاد ہو کر شہرہ گزشتہ کتاب کا جو باتوں پر گہر پوچھا کہ ہے۔ لاشعری ہی وہ صاحب مفسر صاحب مفسر اور
 میں کہ ختم نازل فرمائی ہے پھر ہر کتاب کے لئے میں نے تصحیح کی ہے کہ وہ اس کتاب کے تمام
 قرآن قرار میں اٹھ جائے۔ مگر یہ بات کہ ہے۔ تنزیل و تدریس صاحب مفسر صاحب مفسر کہ ہے ۱۰۰
 جو کہ خط مذکور تمام کتب پر کوئی نہ تھا مذکور ہے ۲۔ یہی وہ کتاب مذکور ہے کہ ۱۰۰ جو مذکور ہے کہ ۱۰۰
 : مفسر کہ ۱۰۰ کے ذکر میں کیا ہے ۱۰۰ کا ذکر آیا ۱۰۰ میں نہیں کہہ

تاخری : ہر کتاب مذکور کا مفسر مذکور ہے جس میں تصدیق کی گئی ہے۔

۱۰۔ یہ کتاب مولوی احمد علی صاحب سے ہے جو کہ مذکور ہے کہ ۱۰۰ میں مولوی حسن علی صاحب کی ۱۰۰

۴۔ ہا ہویں آیت وحل متشی فصداء ففصیبتۃ۔ اور بہت بڑی چیز کی ہوا میں ہوتی ففصیبتۃ مرفعا
نہ ہویں آیت ولا حبة فی ظلمۃ الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبیین
یعنی کوئی ایسا دانہ نہیں جو زمین کی تاریکیوں میں ہو اور نہ تو خشک مگر کتاب میں ہے ۵۔

اسی پاکوں آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن پاک ہر شے کا بیان ہے ۵۔ حضور اس کے عالم سے لے کر حضور کو ہر
شے کا تفصیلی علم ہو گیا اور تمام ممالک دنیا کی ہر اطلاع حاصل ہو گئی۔

۶۔ ہا ہویں آیت والنظر من انشاء الغیب فوحیہا ثلث یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم پر
تیری طرف وحی کی ہیں۔

پندرہویں آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی الیہ وہی کیا اپنے پیغمبر کی طرف سے کچھ کہہ دے گی =
اب دُرُودِ شریف بھی یہ کہہ دے گی کہ تم پر اس طرانی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وحی ہے اقلد مت حکما
رسول الله صلى الله عليه وسلم و ما یحیر لک طائر صاحب الاذکور لنا عنہ حنا
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں وحی ہے خدا تعالیٰ پر شہداء ایسا میں کہ ایسا بات کو بلائے مگر حضرت

۷۔ سن خلافت بیان سے روزِ براءت سے پہلے آیت میں نے جو بات تیرے ذمہ نہ تھی وہ اب تم پر آگئی ہے۔

۸۔ جانا جاتی رہا اس پر خلافت میں کھایا چھوڑا اور میں اس کی تفصیل میں طرح کی کتاب ہے = ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضرت
ت پر خداوند تعالیٰ نے کتب کی خلق بھی کی ہے ۸۔ کہہ کا ہے بروہ کو افسوس کہ جب غصہ تک آس کر وہی بیان صاحب کا نہ
اور کہ نہ ہو کہ تفسیر کے بغیر لکھا ہو تو آپ نے یہ کی غصہ سے ہے۔ ۹۔ اس میں صاحب کی وہ غور کو کوشش نہ ہو کہ یہ تفسیر
لکھ کر بے غور نہ لکھو اور ایسا کہ اس سے بے غور نہ لکھو تو یہ بھی ان کی کراہت ہے کہ وہی چاہے خود بیان نہ لکھ سکے ۱۰۔ غور نہ لکھو
نکے جتنا اس میں ہے۔ ۱۱۔ ان میں سے ہر ایک بیان صاحب کے کسی حد تک ذرا مشرق میں صاحب نے غور کیا ہے ۱۲۔ ان میں سے ہر ایک
کے خلاف لکھا ہے کہ تفسیر کی حق بات حق۔ غور نہ لکھو تو یہ بھی ان کی کراہت ہے کہ وہی چاہے خود بیان نہ لکھ سکے ۱۰۔ غور نہ لکھو
ان کی میں غلطیاں ہیں جو کہ صحیح دلوں کے کہ صاحب سے کردہ حدیثوں میں بیان صاحب کی کراہت میں مت۔ شکر کہ صاحب

صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے اس کا بھی حال بیان فرمادیا۔

تشریح الیہ بیان میں ایک حدیث بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم لیسے اندھراج قطرات فی خلقی قطرة فطعت ما حکان وما سبکتون لیٰ حتی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب صحت میں میرے خلق میں ایک قطرہ پڑا یا گیا اس کے غیبی سے مجھے مالکان و مالکون کا حال معلوم ہو گیا۔ ص ۶۰۔

اس کے علاوہ صفحہ ۶۹ پر حضرت تاج الدین شمس الدین عظیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حدیث کا اضافہ کیا ہے۔

قال فیما ینسب صلی اللہ علیہ وسلم مضامنا فاعلموا عن بعد ۱۔ لخلق

حق دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم ۲

یعنی حضور میں ایک بار کھڑے ہوئے تو جب سے مخلوقات کی پیمائشیں کی ابتدا ہوئی اس وقت

سے جب تک جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں ۱۔ اس وقت تک تمام چیزوں کا بیان

فرمادیا ۲۔

بڑا ہی صفحہ پر ایک عبارت شریعت ندرت کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔ ۱۔ انسحابہ صلی اللہ علیہ

وسلمہ جاز مودب با علاج علی الطیب ۲۔ مسما بزرگوار یعنی کہ ساتھ میں لکھ کر بیٹھے کہ صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم کو قیام کا علم ہے ۳۔

اس کے علاوہ صفحہ ۷۰ پر ہے گی ۴۔ تفسیر میں اقوال کو چن کر کیا ہے ہم اس کے جواب دینے کی جہاں مذمت نہیں کیجئے

کیوں کہ بیشتر قول میں ۵۔ میں بھی کہ جو اس حدیث آسمانی کے مطابق معلوم ہو سکتا ہے اور کچھ کا جواب بھی اس مختصر

تحریر سے معلوم ہو جائے گا۔ مفسر واقعہ معزز کریم ۶۔ علاوہ ازیں یہ کہ ۷۔ محبت شریعت میں نہیں ۸۔ اب ہم تہجد اور صبح دیتے ہیں

بیشک انصاف کا لحاظ فرمایا جائے۔

۹۔ اس تقریر میں پہلی آیت کے عیسے اس کا انھی ترجمہ یہ ہے۔ ۱۰۔ اور نازل کیا یہ سنو تو پکارتا کہ کوہ ۱۱۔ اور ہوا

بلاں ہے ہر گھم کا ۱۲۔ آپ کے اس مسئلہ لکھی پر پہلے تو چند مناظرہ سوالات کے بعد کہ میں ۱۳۔ اور سوچ کر کہ جواب

دیا دیتے۔

میں کوئی چیز : اس آیت کریمہ سے جو اس مسئلہ کو کیا جانے لگے، اہل قرآن میں بڑی ہی منظر آمد سوال کئے جاتے ہیں جو اس سے پہلے مسئلہ کو حل کر سکتے تھے۔ تاہم جبکہ ان کے شانہ و آیت میں کوئی بات نہ کہ جس کو دوسرے کے مطابق نہ کر دیا جائے اس سے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مولوی احمد رضا علی صاحبہ نے صرف جہالت بلکہ دیوانگی ہے۔ سوالات کے اعادہ کی حاجت نہیں بلکہ نظریہ خود ہماری طرف سے ہے۔

اس کے بعد ہم اسی آیت کریمہ کا بھی صحیح مطلب بتا کر مفسرین اہل سنت کی خامیوں سے آفاق کرتے ہیں۔ بخود ہے کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے غلط .. کتاب .. سے عربی محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے قرآن پاک .. ظاہر سے کہ حسب مروج محفوظ مراد لی جائے گی۔ جیسا کہ بعض شریعت میں ۱۱۳ .. و تفسیر حاکم الشریعہ میں ۱۰۰۲ .. و تفسیر تہذیب الرحمن میں ۲۱۹ .. وغیرہ میں ہے، قرآن کریم کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مروج محفوظ میں کوئی چیز نہ سمجھو ڈی .. پس اس صورت میں اس آیت کریمہ کو کہ علم غیبی سے کوئی خلق ہی درجہ ۱۲ .. دے جائے مخالفین اس سنی کے اعتبار سے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کا مسئلہ اہل عرف اس صفت میں ہے جب کہ کتاب سے قرآن پاک مراد ہو۔ لہذا ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مفسرین نے کتاب سے قرآن پاک مراد لیا ہے اور اس نے اس آیت کا مطلب کیا سمجھا ہے۔ آیا وہ جو ہمارے دست خدا غائبوں نے کھلا لینی کہ قرآن شریف میں صاف کہ فرس نہ کر رہی خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔ مفید ہو یا غیر مفید حتیٰ کہ معاذ اللہ کہ کھڑے کوڑوں کا پھسناؤ چیشاب بھی نہ کر دے، یا وہ صحت رکھ رہے ہیں جو باشیام مفسرین ہم کہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ قرآن شریف میں دینی الہی کی تعلیم ہے ہدایت کے اصول ہیں۔ معارف کا بیان ہے۔ حکمتوں کا بیان ہے، ملاحظہ ہو۔ تفسیر حاکم الشریعہ میں ص ۱۰۰۰۔

اولکتاب القرآن و قول من ضیء اخی من قیام و یحسب ان الیہ ان ذلک من ... یعنی اس آیت میں پانچ باتیں سے قرآن مراد ہے تو اس صفت میں غلطی سے مراد یہ چیز ہے جس کے لوگ دینی معاملات میں محتاج ہوں۔ یعنی قرآن شریف میں دینی ضروریات کو نہیں سمجھ رہے تھے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے ای ما ترمک فی القرآن مشیاً من الاشیاء المنصۃ و مراد ہم یعنی ہم نے قرآن شریف میں اسب ضروری یا غیر بیوں کو دیا کہ کوئی چیز بھی ضروریات میں سے نہیں سمجھ رہی تھی تفسیر کبیر میں ہے قوله ما فرطنا فی الکتاب من شیء .. یہ حسب ای دیکھو مخصوصا

بیان الاستیاء التي يجب معرفتها والملاحظة بها، یعنی اس آیت کریمہ میں جوئے کا غلبہ ہے
 (اس کو عام نہیں لکھا جاسکتا، بلکہ اس کا ان اشیاء کے ساتھ خاص کر دینا واجب ہے جس کی معرفت ضروری ہو اور جن کا
 علم ضروری ہو۔ یعنی آیت کریمہ کا صریح مطلب یہ کہ ہم نے قرآن شریف میں عام وہ چیزیں بیان کر دی ہیں جو پھانسی
 سے ان میں سے کوئی چیز نہ ہو سکتی۔

یہاں ہم کو کلمات صوفیہ ایسی مثالیں پر مکتفا کرتے ہیں اور اسباب انصاف کے لئے ایسی قہرانی لکھتے ہیں
 اس کے بعد ہم جو حق آیت کریمہ وحکل شیء فصلۃ تفصیلاً کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کا ترجمہ
 یہ ہے کہ ہم نے ہر چیز کی پوری تفصیل کر دی۔

اسی اسناد پر بھی تفسیر ابن ابی بنی سوال میں جو پہلی دلیل پر وارد کئے جینگے اس میں جواب دیا گیا ہے
 انشاء اللہ جو اس کے نظریں میں آتا ہے کہ خود جلدی قرآن میں، یا اس کا صحیح مطلب اس کو ہم چند کتب پر مستند قاسم
 سے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۔ تفسیر جامع البیان میں ہے، وحکل شیء، یعنی حاج الیہ، فصلۃ تفصیلاً، یعنی
 یعنی ہم نے ہر ضروری چیز کی پوری تفصیل کر دی۔

۲۔ تفسیر جامع البیان میں ہے، وحکل شیء، معاً محتاجون الیہ، فصلۃ تفصیلاً
 یعنی ہم نے ہر چیز کی پوری تفصیل کر دی جس کی ضرورت تم کو پڑتی ہے۔

۳۔ تفسیر الملک شریف میں بھی یہی ہے۔ ملاحظہ ہو، الملک ص ۳۵۶

۴۔ تفسیر السمعانی میں ہے، وحکل شیء، فتنقرون الیہ قلب العاشق والمعاد۔
 اس میں ۶۵۰۲۶ یعنی ہم نے ہر ایسی چیز کی پوری تفصیل کر دی جس کی قیاس امر عاشق و معاد میں سے
 ضرورت ہے۔

۵۔ تفسیر کریم میں ہے، وحکل شیء، فصلۃ تفصیلاً، ای حکل شیء، بکسر الیہ
 حاجۃ الخ ص ۳۵۶، ص ۵۔

یعنی ہم نے ہر ایسی چیز کی پوری تفصیل کر دی جس کی تم کو معرفت ہے۔

یہاں بھی بقدر اختصار صرف انہی حوالہ جات پر گفتگو کیا جاتا ہے۔ واللہ العالیٰ سبیل

الترشاد۔

مفسرین عظام کی ان تصریحات سے معلوم ہو گیا ہے کہ اس آیت کریمہ کی بھی یہی مطلب ہے کہ قرآن عزیز انسانی ضروریات کا کفیل ہے اس میں ضروری ضروری باتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ نیز کہ اس میں معجزات بھی ہیں اور جن کے کچھ سے معجزوں کی سوانح حمیری ہیں۔ جبکہ چارے ہذا خانی مکسٹوں کا خیال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آیت نمبر ۳ وحول شئ وحصلنا وحب امام حسین۔ ونبہد۔ یعنی ولا حبیۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کے متعلق ہم صرف اس قدر عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں آیتیں ہیں کہ یہ ہیں سے لوح محفوظ ملا ہے۔ مفسرین اہلسنت نے تو اس کی تفسیر کی ہے لیکن یہاں تو غصیب یہ ہے کہ آپ کے قبل وگھر موسیٰ علیہ السلام کا صاحب بر طریقی بھی لوح محفوظ پر مراد سے ہے۔ دیکھو۔ انباء المصطفیٰ ص ۳۳۲ و ۳۳۳ اگرچہ تقریباً تمام تفسیریں یہی ہیں مگر جب تک کہ ہم خانہ و شان کے فرمان عالی شان کے بعد کسی مفسر کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

۳۔ می فکرم بحسب مدی ہے گویا تیری

آیت کریمہ ۲ و ۳ کے متعلق ہم کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں سمجھتے۔ تاہم یہ ضرور فیض فرمائیں کہ ان کو کلمہ تک ہذا خانیہ کے حصے سے تعلق ہے۔ پہلی آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے اسے حبیب درمندان محبت کے طبیب و حبیب کی ضرورت میں ہے ہم تمہاری طرف اس کو بھی گت ہیں۔ دوسری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے۔ پس وحی کے اپنے حبیب کی طرف جو کچھ کہو وہی کہو:

خود فرمایا جس نے کہ اوسے تو اتنا طویل و عربی کہ بیا بالوں کے ذرہ ذرہ کا۔ سندوں کے قطرہ قطرہ کا۔ سخن کے پند پند کا۔ دنیا کی پھلی، جنت کا اندر میں کے ہر کھیت کو بیسے کی حرکت دکان کا۔ جن کو باخدا و پیادہ و خیر و خیر کا ہم تمہاری محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روایات شریف سے گلیاں روزی ملے عطا فرمادیا گیا اور دلیل یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حبیب کی خبروں میں سے کوئی خبر بھی فرمائی یا یہ کہ وحی فرمائی جو کچھ کہو وہی فرمائی۔ سبحان اللہ! واہ اللہ! اللہ!

قرآنی نزول کی بحث سے فارغ ہو کر ہم ہی اعاورین کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جن کا اضافہ رضا خانیوں کا
اس جلی روحانی کیا گیا ہے۔ ماضول و بالذہن تشریف۔

صحیح ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت لفظ ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ لاحد یث کے متعلق سرراست صرف اس تک لکھتے ہیں کہ یہ دوسرے سے خاص ہے۔ دوسری عام
دینی خاص سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ گناہ میں فی کتب الاصول۔

دوسری روایت جو جناب نے مشتبہ معراج کی پیش کی ہے اس کا ترجمہ آپ کے اصول پر یہ ہے۔ میں جس
نے جان لیا اس شبہ معراج میں جو کچھ کہہ چکا اور جو کچھ کہہ گا ۱۰ لہذا یہاں وہی سوال وارد ہو گا کہ اس سے کس
مراد ہے یا بعض۔ اگر اکل مراد ہے تو آپ کے دعوے سے عام ہے۔ دوسرا کہ بعض خانیوں کے ساتھ راجعاً۔ دوسری کہ بعض
صاحب نے ۱۰ الشکر العلیا ۱۰ میں اس کا اصرار کیا ہے۔ لہذا یہ دلیل خود آپ کے بھی مذہب کے مخالف آپ
کے دعوے سے مختلف ہوگی۔ اور اس سے بعض مراد ہے یعنی وہ جو اس وقت خدا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں
کے مناسبت تھا تو وہ ہمارے زمانہ نہیں۔ اور بعض یہ کہ اگر اس روایت سے یہ علم صحیح ثابت
ہو گا تو مشتبہ معراج میں حجت سے بھی مٹے پہلے اٹھانے کے لئے آپ ہی اس کے کافی نہیں آپ صرف ذات ثلوث
سے آپ ہی وہ عمل اس علم محیط کی تکمیل مانتے ہیں۔ لہذا یہ روایت آپ ہی کے بعض کو رد و طلب کے اعتبار سے آپ کے
بھی مخالف ہے۔

تیسرے یہ کہ اس روایت کو نہ قیامت میں جہیں ثابت کیا جاسکتا۔ صحیح جو اتورہ کن۔ اس کی پوری استناد
بھی نہیں ملے گی یا ممکن۔ دوسروں کی حرج و تعذر کی قیادت میں چیز ہے۔ لیکن میں صاحب ۱۰ انوس کے آپ کے ساتھ
اور چیزوں کا کو کرنا جہاں تک جہتیں کے لئے ہیں بھلائے سے کہ نہیں۔ لکھیں کہ کسی ذی علم کا مقابلہ ہو۔

صرف غدارق اعظم رضی اللہ عنہ والی روایت ۱۰ تمام فیضان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الحقیقت ۱۰ حرج کا اضافہ اس حدیثی روایت کے صفحہ ۳۲ پر کیا گیا ہے اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوسرے رضائے قبول کا تمام کاموں کے لئے ان کے لئے ہر
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی دہر ہو کہ ۱۰ شراب اس طرح بتائی جاتی ہے ۱۰ جو ان کے لئے ہمارے لئے۔ ان کے لئے
۱۰ احادیث ۱۰ صفحہ ۱۰

وہ مغل بادشاہ میں بدلتے گئے۔ انہی وقت پانچواں جس۔ ہلاں وقت کھنڈ کے بازار میں گنم کا یہ نرخ ہو گا۔ جو کا یہ نرخ ہو گا
ہندوستان میں ایک شہر بریلی ہو گا اس میں ایک پانچواں خاند ہو گا اس میں ہلاں خاند پانچواں ہو گا۔ اس طرح
یہ نہ نیک کوئی عقل مند اس کو گوارا نہیں کرے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پر دنیا بھر کی ہر خدشات کو
بیان کیا ہو۔ بلکہ یہ کہ تو نیک وجہ میں شان نبوت کی تو یہی کہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کہہ کئے نصرت
نہیں لاسے تھے۔ بلکہ حشمت کی عرض دین الہی کی تسلیم تھی۔ لہذا اس حدیث میں لڑنے کا درجہ طلب ہو گا جو ہر مذہب و ادب
کے دونوں کے علم شیخ بشیر شاہ عربی صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کے لکھت شروع مکمل شریف میں
کہا ہے۔ حضرت شیخ نوادر مرقہ کے حفاظ اس مرقہ پر یہ ہیں۔ اسی صاحب متعلق بالہدین اسی کیا کہ
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مطالبہ پر اٹھنے سے نہ کہ وہاں جنت و دوزخ تک کہ تمام وہ باتیں بیان فرما
دیں جو دوسرے متعلق تھیں۔ اور اس کے بھی حکایت نہ ہو رہی تھی

نوشہ اس دلیل کا فیصلہ ایسے کے غم کے ہوا جس کے سامنے رہا خانی ہم نہیں دے سکتے۔ فذلہ الحجۃ
الساعیۃ۔ یہی شروع زرقانی کی عبارت " اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم جاز ہوں
باطلاق علی الغیب " اس کا جواب صرف اس قدر کافی ہے کہ یہاں غیب سے کی غیب تو دوسرے
نزدیک ہوا ہو سکتے ہیں نہ ہرگز نہ ایک۔ لہذا الحق غیب ہوا ہو گئے اور اس صورت میں غیب ہوا نہیں پھر
اس سے استدلال بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب درصورت جہالت بلکہ دیا گیا ہے۔

اچھا کہ کہ وہ اولیٰ صاحب نے جس قدر ثبوت کا اعتراف کیا تھا وہ تمام بھی پہلے ثبوت کی طرح ہوا
مشورہ ہو گیا۔ وخسر ہنالك المظلمون۔

دوسری قسم کا اعتراف جو اس میں بھی دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کسی انسان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب

وہی حدیث مسطور کرتے۔ یا اس کے عرض کیا گیا کہ جنانہ میں کا اکان داکھ بھی دیکھ لایا ہے آتہذا اللہ شہر میں جس کی
تصویر کے ہونے کی۔ و حلیہ صفیاء۔ ہر وہ صاحب لینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کہ ہے جس کا اعتراف
مختلفانہ کے صفحہ ۵۶ پر کیا گیا ہے۔

ظلمِ عالمی نے اہلسنت کی طرف سے اپنے دھسائے کے ثبوت میں جو اوراقِ قہر و برکت کئے تھے ان میں کا بجایا پہلی حسرت علی صاحبِ غنائیدہ ذوقِ رضا خلیفہ نے قہرِ کھیلے کو بھی نہ دیا تھا ان کے جوابات بیت کی نصارتِ بہر دست کو تیری کی گئی ہے لیکن اٹھو اللہ فقیر دہی ہو اس جہ سے آفتابِ پرہیزگاروں ڈالنے کا پروا کیا ہے۔

آج ہم مرنا سہہ تھے جس کی کہ انسانی اختصار کے ساتھ ہی مضامین پر بھی کچھ تصور کر دیں۔ دعا اللہ متوفی۔
حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے اپنے دھسائے کے ثبوت میں سب سے پہلی آیت کریمہ و ما علمنا
الشعر و ما بدیعنی لہ چیز فوقی تھی۔ اہ نبول بعض مقامی حکام کے اس پہلی ہی آیت سے لے کر بیڑی قوم کے لئے سرفرا
کا دوڑک فیض کر دیا تھا۔ اس پہلی پر جو کچھ مولوی شمس علی صاحب نے سنا فرد میں لکھ کر کیا تھا اور اس کا جواب و صاحب نے
مسموٰی میں مذکور ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

اب جو غلام کے لیے اس جہل و دہاد میں حضرت مولانا کی اس دلیل سے متعلق بہت کچھ نامزد سائی کی گئی ہے۔ لیکن
تو خاص ساری تعویذ و اختلال کو بھی مرتب دی گئی ہیں جو مولوی شمس علی صاحب نے غرض سے غفلت میں نہ رہ کر
تخصیص ایک یہ کہ آیت کریمہ میں شعر مراد نہیں ہو سکتا جس کو عرب میں عام طور پر شعر کہا جاتا تھا۔ بلکہ صرف
تجلیات کا ہی مراد ہیں۔ و درست یہ کہ علم سے اسی آیت کریمہ میں صحت لکھ کر دیتے۔

لیکن مولانا کو یہ صاحب اس کے اس زندگی کے جواب سے بالکل بی آنکھ پرچ گئے جو سنا فرد میں حضرت مولانا
محمد منظور صاحب نے دیا تھا۔ و صاحب نے آسمانی کے صفو ۱۳۱۶ء ذکر کرتے ہیں جس کے بعد مولوی شمس علی صاحب نے آیت
شور کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھا۔ لکھال کے متعلق مولانا ذکر و بالا سہر ملاحظہ فرمائیں۔

جنت کی طرف سے وہ سری دیو آیت کریمہ اَنّی لِّلّٰہِ اَشِیَۃُ اِسْتِیَادَۃٍ اَحْبَبُہَا اَنّی

لے قہر۔ نہیں تھا۔ برے سنا۔ مولانا نے صلی اللہ علیہ وسلم کو شہداء میں کی شانِ بیع کے ساتھ لکھا۔

تو صاحب آسمانی نے سنا ۱۳۱۶ء کو مولانا کو غیر ان کی ایک۔ یہ غرض کی بات جس سے ان صورتوں میں نہ ہو کہ صاحب نے صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت حسین کرم اللہ وجہہ لہ فیہ نے شہداء میں آیت کریمہ کا وہی مطلب کہا ہے جو ہم براہِ پختہ میں دیکھ رہے تھے۔ خانی لکھتے ہیں۔

یہ پہلی آیت لکھنے والے ہیں ان کا کہ مولانا نے کہا ہے کہ اس۔

پیش کی گئی تھی۔ زہد اور نیرس صاحب نے اس پر بھی بہت کچھ گزرا تھا فرمائی ہے۔ اور سہولت و سہولت پیدا کیے
 ہیں۔ لیکن کھٹکس کو میدان صاحب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ
 تفسیروں کو بھی نقل فرمادیتے جو اس آیت کی تفسیر میں حضرت موداعہ بن مسعود صاحب نے پیش فرمائی تھیں اور جو مفسر آسمانی
 صفحہ ۱۰۵ پر ہیں۔ لیکن انھیں کیے کہتے مفسر حضرت کا جو کلمہ بگڑتا تھا۔ حیران رہا کہ ان کو بھروسہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت عالم قرظی، ائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام کے چچا ابو بھانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تھے اس آیت
 کو یہی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یقول لا اظہر علیہا احد غیرہ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 اپنے سوا کسی تیسرا نہ کہہ دے۔ پر کسی کو اطلاع نہ ملے گا۔ روایت کیا اس کو میں ان مقام پر

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں و اعمری لعنہ عنہا اھا اللہ عنہ العنہ
 العنہ یعنی و من الا نبیاء و المرسلین۔ یعنی نبیوں، پیغمبروں کے وقت سے کہ چھاپا ہے اللہ تعالیٰ نے
 تعریف فرماتوں اللہ جل جلالہ رسولوں سے۔ اور آیت کیا اس کو میں سند اور ابی الی حاتم نے فرمادے کہ حضرت قتادہ رضی
 اللہ عنہ نے فرمایا وقت فرماتے ہیں جبکہ ائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام کی وفات تک کہ ایک صاحب چکا ہے۔ فرماتے ہیں
 صاحب یہ بھی کسی سوال میں کچھ نہیں فرمائی ہے! سب کا خاتمہ میرا ہے! اور کچھ بھی حق باقی تو نہ ملے کہ بیانا۔
 تفسیری دلیل حدیث مقلد کہ آفرین آیت اِنَّ اَنْفَکَ حَشَدٌ عَلَی السَّاعَةِ و ینزل المظہب
 و یصلح ما فی الارحام و ما تدعو فطن ما ذاک تکب حندا و ما تدعو
 فطن ما ذی ارض مشورت ان اللہ علیہم خبیر پیش کی گئی تھی جو کہ کچھ سمجھنے کے
 حوالہ کی بھی نہیں ہے۔

اس آیت کو یہ کہ تفسیر بھی مذکور نہیں صاحب نے کئی دفعہ سنا ہے کہ ہیں۔ اور یہ کہ یہ کہ بہت سے پہلے
 اپنے قول کا سہارا ہی، اور انہم کہ چاہے۔ اور مولوی نسیم الدین صاحب مراد آبادی کی الصکھرة العلیا کے وقت کے بعد

میں تحقیق عند کے پاس ہے تو اس کا نام مولوی تاجی کہتا ہے ہر تہ کو، یعنی یہی ایک کے میں ہے کہ اس کو کہ چاہی اور وہ
 چاہے جو کہ مولوی کے ہم ہیں جو کہ مولوی نہیں جانتا کہ کچھ کہے گا۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کو چھٹی اللہ ہی فرماتا ہے

نقل کر دیا۔ میں بھی صاحب اس ساری تفصیل کے بھی سہیل رہا ہوں۔ اس آیت کو کتب میں میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے: حضرت
سے صرف ان کے علم دانوں کی فہم کی ہے۔ وہ ان کا علم اعلیٰ لہجہ آکھنرت یعنی اللہ علیہ وسلم اور جس سے اعلیٰ
کو کہہ کر حاصل ہے۔

جیسا کہ اس کے ساتھ میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں صاحب اس موقوع حضرت تادمہ یعنی اللہ علیہ وسلم
کی تفسیر کو بھی نقل کر دیتا ہوں تو یہ حضرت مولانا محمد ظہر صاحب مظهر العالی نے اس آیت کریمہ کے مطالب پر روشنی
ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔ تفسیر ابن کثیر۔ چنانچہ انہی کو آج بھی کچھ عجب کہنے کی حاجت نہ ہوتی۔ اس سے ظہر احمد
ہو جاتا کہ صرف علم کی ہی فہم ہے بلکہ علم کی بھی۔ لیکن وہاں یہ تفسیر جوتی ہے کہ تعلیم کی بات کو کچھ جوتی ہے۔ انھیں
کہا جی نہیں جانتے کہ حیرت ہم اس کی نقل کرتے ہیں

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۰۸ جلد ۱ پر ہے کہ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا
نَحْمَدُكَ يَا لَعِيبِ اسْتَأْذِنَ بَعْضُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَقْرُوبًا وَلَا سِيَا مَرُوسًا۔

یعنی یہ غیبی کہ باہر کی چیزیں ہیں۔ میں نے کہ اللہ تعالیٰ سے بہت سے خاص کر تیس سے ان کی اطلاع دے کر
مقرب و شرف کدنی ہے۔ ان کی ہی ۱۰۔ رسول کو، علیہ السلام و السلام۔

قرآن مجید ۱۰۔ ہم مطلقاً کی ہی جوتی ہے۔ ظاہر کی ۱۰۔ اس سے بھی بڑھ کر اثر ثبوت و کار جو ملاحظہ فرمائیے اس
روایت کو اس میں ظہر صاحب نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ ۱۰۔ اس کا تفسیر اس کے صفحہ ۱۳۰ پر دیا ہے کہ
معلوم کن سے وہ نہ آج نہ ہی اپنی وہاں کے ظہر میں ہر اس کو نقل کر دیا ہے۔ اصل روایت مسند احمدی میں
ملاحظہ فرمائی کہ اس کے بعد اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے

روایت کہ جوتی ہے یہ مسند۔ ۱۰۔ ہم تادمہ ہم تادمہ نے اللہ تعالیٰ میں حضرت علی

نہ۔ ۱۰۔ جوتی ہے یہ مسند۔ ۱۰۔ ہم تادمہ ہم تادمہ نے اللہ تعالیٰ میں حضرت علی
ملاحظہ فرمائی کہ اس کے بعد اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے

حضرت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے ایک شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا علم میں سے کوئی ایسی بات ہے جو آپ کو یاد دہانتے ہیں
حضور نے فرمایا کہ اللہ قسم ہے مجھے بہت چیزیں یاد ہیں اور میں نے وہ بھی بتائیں کہ
اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو۔ اسی پر پانچ چیزیں یاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمائی ہیں
آیت پڑھو: اِنَّا نَعْلَمُ السَّاعَةَ ۝

کہنے: کیا اب بھی کہہ سکتا ہے کہ حرف لام الائی کی نفی ہے نہ عطا کی۔ آپ کی عقل مدت کچھ زیادہ بیدار
دھت لگیں اس کو کیا معلوم ہے کہ آپ اپنی دنیا کے صفوہ ہر اسی حدیث کے متعلق یہ لکھ چکے ہیں کہ اس حدیث
سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک حضور کو ان علوم پر اطلاع نہ دی گئی ہو۔ انہی پہلے تینوں کو آپ نے
کھلے طور پر اقرار کر لیا کہ ان پانچوں چیزوں کے علم عطا کیا گیا ہے۔

پہلے یہ علم کا فیصلہ چھارے حق میں
تیسرا علم کیا ہے ہر ایک علم کا کمال

اچھا قدر کہ علوم مسلم کی جگہ میں جو کچھ امدان آپ نے بیان کیا ہے ان کو خود ہی قلم نہ بھی کر لیا اور ہم کو کچھ
زیادہ عرض کرنے کی حاجت نہ رہی۔ دیکھی اللہ العزیزین القتال۔

دو آپ کا وہ آپ کے بدل کا یہ فرمان کہ ممکن ہے ان پانچوں چیزوں کا علم اس حدیث کے بعد عطا فرمایا گیا
ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باپ عطا نہیں کرتا بلکہ بیٹے ہی سے جانی یا دیکھ کر کسی دلیل سے یہ ثابت کر دیا جلتے
کہ اس حدیث کے بعد ان پانچوں چیزوں کا علم کسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا اس وقت تک یہ بات

نہ ہو سکتی تھی کہ یہ اقرار صرف حدیث کے متعلق ہے: یہ ذات الائی کے متعلق۔ تو چونکہ یہ بات کہ اس حدیث میں قرآن
عطا کی گئی ہو اور یہ حدیث میں صحت نالی کہ۔ ہر دوام کے ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقررہ اس بات کو کہ بعد شہاد
طاعت لہذا خدا تعالیٰ کا ساتھ حق اور ہے جو اس سے قول ہو۔ نصرت با قلعہ من ذالک۔ ۱۷

ہر کوئی کا ہی طاقت نہ ہوگی۔ اور بظاہر ان کے نزدیک اس کا ثابت نہیں کیا جاسکتا

محدودیت آپس نے دیکھا کہ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ پر مضمون غصہ کے ثابت کرنے کے لئے
 اپنے جہد کے ساتھ اسے قس کی چوٹی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام موسیٰ کے پیدا ہونے کی خبر دینا ۔
 حضرت خاتم النبیین رضی اللہ عنہ کے یہاں صاحبزادہ کے تولد کی اطلاع دینا ، یا قرآن مجید میں حضرت علی کہم اللہ وجہہ
 کے متعلق لا عظیمین صفۃ المرادۃ عند المستحدثین اور شاہ فرید ، یا متوفیین بدکی قتل کا یہ کچھ
 یا قبل از قیامت ایک عالمگیر باطن میں ہونے کی خبر دینا وغیرہ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس سے علم یا عقل
 ہر ذی ادب کا علم کلی ثابت ہو سکے۔ بلکہ جس میں ہر ایک میں حرف حق کی ماقیامت کو کبھی کبھی کو اچھا نہیں جبکہ
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے صاحبزادہ کو علوم غصہ کے بہت سے بیانات کی اطلاع دی۔ لیکن ان کا علم کلی کسی کو عطا
 نہیں فرمایا۔ مگر علم کلی اور جزئی کا یہ فرق یاد رکھنا چاہئے تو پھر انشاء اللہ کوئی مضائقہ ہی نہ ہوگا کہ اس سے کہنا۔

یہ جواب لینے میں صاحب کی اس محفل فکر پر کچھ بجا آواز کر رہا ہوں ، عندہ مضائقہ الغیب
 لا یصلحہا الا حو کے متعلق کہ کہ میں صاحب نے لکھا کہ بھی اپنے دل کی طرح سمجھ لیا ہے۔ اس لئے کہ
 وہ خود ہے کہ اس آیت کریمہ میں مضائقہ الغیب سے کسی طرح چیزیں ملا دیں ، جیسا کہ مناظرہ میں متعدد روایات
 سے ثابت کیا جا چکا ہے ، لیکن صاحب نے جو حدیث عثمان کی مذکورہ بالا آیت اللہ عندہ علم الساعۃ
 ملایہ ۔ بلکہ حدیث نبوی اسی آیت ۔ مضائقہ الغیب ۔ کی تفسیر یہ لکھی ہے صاحب اس کا جو کا وہی اس کا بھی
 جو کہ ۔ اور انکو شہ کریم دور و دشمن کی طرح ثابت کر چکے کہ حدیث عثمان کی اس آیت میں جلال کی کو بھی نفی نہ قدرت
 ذاتی کی ۔ پس انہیں وہاں سے ثابت ہو گیا کہ آیت مضائقہ الغیب میں بھی جلال کی نفی ہے۔

پھر یہ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو صرف یہ کہ حدیث کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 مضائقہ الغیب کا علم عطا نہیں فرمایا لیکن صاحب نے بھی یہی شریفی شرح لکھی ہے۔ لیکن جہاں سے میں صاحب سے
 طرہ سے جانتے ہیں کہ ان آیات سے علم عطا کی نفی نکالنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گستاخانہ ہے۔ ایسی تو سب سے

میں زبرد اور وہی دشمنان کے کام ہی ہے مضائقہ الغیب۔ جن میں جانتا ہی ہو کہ وہ سو کوئی نہ

سے توبہ کرنے چاہتے

اوغا خانہ ! تم اور تمہارے بڑے نصیر کس ہیں اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ شان مصطفویٰ کو گھنٹے اور توہین کرتے ہیں اسے وہ تو وہ پاک ذات ہے جس نے ہر صبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنکھار دی کی اور صاحیہ الشعلی و النور ۱۰۰ کا قیدی پایا۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں دل آؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت میں حضور اقریبہ، انجلیک، یحییٰ، یاکوہ، عیسیٰ ابن مسعود، ابی سیدت نبوت سے ہیں۔ کیوں کہ میں دیکھتا تھا کہ آپؐ کی راہوں کی طرح بلا مکہ، مکہ کا شہر نبوت میں آجایا کرتے تھے۔ یہ وہی ابن مسعود ہیں جو مکہ میں آجایا کرتے تھے۔ یہ وہی ہیں مکہ میں کو حجاب و عالت مابین مصطفیٰ و السلام کا ناز دار کرتے تھے۔ لیکن تھ آج وہ رضا خان بن کا اقامت فرما جانے پر بطون اپنے پر بھیانی کی نسبت کہتے ہیں کہ

جب اُن کا اشتعلی ہوا اور میں وطن کے دقت ان کی قبر میں اتر اچھے بلا مہالہ وہ خوشبو محسوس ہوتی جو پہل بارہ دھڑا انور کے قریب پائی تھی

حضرت خاتون بطون جن ۲۵

۱۱۔ پیر کی قبر میں قسمت بد اور کچھ بڑھ چڑھ کر ہوئی، آؤ ! اسی کے منہ ہی کہنے میں کہ نصرت ابن مسعودؓ غلام تھے انہوں نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھنٹی ایسی توہین کرنے والے کو توبہ کرنی چاہتے۔ اگر کوئی کچھ ایسا کرتا ہے

لے بہ بھلا ! یاد رکھو انہوں نے گناہوں کا حق رائیگن نہیں جانتے تھے، قیامت کا میدان ہو گا اور تمہاری زبانوں کے گھنٹے ہی گھنٹی دربار میں طالب اعدا ہوں گے جس کے آگے کے سر راہ دو جہنم کے غلام ہمارے آقاؐ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہمیں گے ہیں کہ حق کا نمر بادشاہوں کے آج سے زیادہ قیمتی ہے، اچھے بچے اسی آخری دور کے مظلوم علی قادیان کے غلام حرم ہمارے آگے ہوں گے۔ فکر ہو ان حساب کے لئے تیار ہو جاؤ، خیرات کمپنی کی کمپنی جاپانی اد اپنے اسی آقاؐ کی عمارت میں چھالو کہ وہ دیا نہ بچ ہو گا۔ لیکن ہم وہ قادیان ہیں

کیوں کہ دلی سبھوں کے لبوں پر نفساں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگسٹ کے اور وجود ال نہ ہو

مبہج اسی مضمون کو ہمیں ختم کرتے ہیں اور اپنے اصل مقصد کو طرف رجوع کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا جائے
تھی مذکورہ بالا آیات کو بر کے علاوہ چار آئینیں اور بھی حضرت مولانا محمد مخلد صاحب نے قیامت کے وقت خالص
کے علم کے متعلق پہلے فرمائی تھیں ان سب کے متعلق بھی ہم نے عبارت لرا مولوی اعلیٰ میاں صاحب نے ہی تمام
تفصیل سے آٹھ ہند کے جہ حضرت مولانا محمد مخلد صاحب نے ان آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے متعزہ میں پیش
فرمائی تھیں اور ہر آیت کے ذیل میں صاحب آسمانی میں درج ہیں۔ نہایت بزرگ کے ساتھ میں نگہ دار اسے کان سب
میں بھی صرف علم ذاتی کی نفی ہے علم حقائق کی نہیں۔ ہم منسریہ کے تمام حدمات کو نقل کر کے اپنی اس تحریر کو زیادہ طویل
دینا نہیں چاہتے۔ صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ حمد کا ایک فرمان صاحب آسمانی ہی سے نقل
کرتے ہیں جو انہوں نے آیت کریمہ **يُثَبِّتُ لَوَلَدِ هُنَّ السَّاعَةَ اِيَّاهُنَّ هُوَ مَبْنِيهَا قُلْ اَمَّا**
عَلَيْهَا عَمَدٌ حُجْرٌ اَقْرَبُ مِنَ السَّاعَةِ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور وہ ہے۔

و اما علمها عنده استانشو بملہا فلما وطلع علیها ملکاً و لا حولاً

یعنی اس قیامت کے وقت، کالم میں اللہ ہی کہے، اس کے اپنے لئے خاص کرید ہے۔ پس نہ

کسی فرشتہ کو اس کی اطلاع ہی اور دیکھی دس کی کر

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کما فی فرمان تفسیر کی بسے ہی کتاب میں مثلاً ایں کثیر، فدی، رد منور وغیرہ میں
موجود ہے۔ ناظرین اس سے فیصلہ فرمالیں کہ آیات میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے یا حقائق کی بھی۔ اس کے علاوہ تفسیر
کی اور حذرات صاحب آسمانی میں ملاحظہ فرمائی جائیں۔

یہ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ

کہہ آئے گی۔ غور کیجئے یہاں کیا کالم میرے بعد بھی کہے۔ یہی ظاہر کرے گا اس کو اس کے وقت خاص پر موقوف حقان۔ بعد ہی ہے وہ

آج ہر اہل ایمان میں نہ ہم تک پہنچی ہی جس کی وہ گنا آپ سے رہی کہتے ہیں گنا آپ کو کہتے ہیں کہہ دیجئے اس کو ہم مومن

دلیہ عظیمہ پر آمنا ہے

بیت کریم یوم یجمع ناقہ الوسل ليقول ما ذا الحبستہ قالوا لانعلم
لنا انك انت حلام الغيوب .

کا جواب : دنیا، نوں صاحب نے یہ دیا ہے کہ حضرت انبیا و عظیم السلام کا یہ فرما کہ ہم کو غیب نہیں صرف
اب کے طور پر ہوگا۔ اور اسی کے ثبوت میں مٹا جانے والے اس ذالعلیہ - سرور علیہ السلام کے جواب کے بارے
- فحکمۃ العلیا - سے کوئی تفسیر ظاہری ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ اس کے تعلق میں صرف یہ کہنا ہے کہ
تفسیر غازی سے صرف اس حدیث کو نقل کر دینا اور اہل و آخر کو مضمر کر دینا ساری اور تمام دست ز نعلانی کی حیثیت سے
ہے۔ چوری کر کے اس کو بھی ہاتھ میں چاغ نہ کرے گا۔ چہ ولا درست ذرا سے کہ کجمنہ جوارخ داد۔

ناظری کلام : علامہ علی بن محمد غازی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں چند قول نقل فرمائے ہیں
بنا قول حدیث ایہ جہاں ہستی اس حدیث کا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ : انبیا و عظیم السلام سرفرازی کے جواب
میں فرما دیں گے کہ ہم کو آپ کے معاملہ میں کہیں کہیں نہ لوگوں کے ظاہر و باطن دونوں کو جانتے ہیں و ہم کو صرف
ان کے ظاہر کا علم ہے ۔

دوسرا قول آئینہ کریمہ کی تفسیر میں یہ نقل فرماتا ہے کہ حضرت انبیا و عظیم السلام سوال صادق کے جواب میں فرمایا
گئے کہ جب تک ہم دنیا میں ہے اس کے احوال و احوال کا ہم کو علم : اور جب دنیا سے ہیں : خدا کی پھر ہمیں معلوم
نہیں کہ کیا ہوا اور انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں ۔

تیسرا قول یہ نقل فرماتا ہے کہ حضرت انبیا و عظیم السلام عرض کریں گے اے ہمارے اللہ ہم کو معلوم نہیں کہ آپ
کی اس میں کیا حکمت ہے کہ ہم سے اس بات کا سوال کیا جا رہا ہے جس کا علم آپ کو ہم سے زیادہ ہے ۔
و ان تبول قولہ سے مسئلہ و جامعیت کی پوری پوری تائید ہوا ہے جبکہ ظاہر ہے ۔

چوتھا قول ایک اور نقل کیا ہے : لیکن ہم کو کچھ ہی اس کو ضیف اور قابل اعتراض قرار دیا ہے لہذا ہم اس کا نقل
کرنا بھی غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی ضیوع قول کے بھی ہمہ شہر میں وہ قول نقل کیا ہے جس کو سرور علیہ السلام نے
الحکمۃ العلیا میں فرمایا ہے : پھر یہ بھی نہیں کہ مفسر نے اس کو اختیار کیا ہے بلکہ اس کے بعد ہی منقطع و دوسری
تفسیر دائرہ صغر کو مشتمل : شری کو ہے : لیکن یہاں سے کہ اس سے ناواقف ہیں

سفر میں لذت انت عظام لغویہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یعنی لذت تعلقہ ماغائب عنہا *
یعنی دنیا پر ظہیم مسلماً کا مطلب ہے سچے گمشدہ اور گمراہ آپ اندرونی باتوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم صرف ظاہری باتوں کو
اندھنی حالت میں ہی سمجھ رہے ہیں۔

اسی ہی ہے مولوی محمد امجد علی صاحب کی بات ہے کہ اولی و آخر سب حذت کے درمیان سے ایک نیکو فیض طلب
نقل کر دیا اندک و یاد تفسیر خانہ میں ہیں کہ سید مولوی صاحب مگر سید ہی نہیں ترخانہ رسول کی خوشنودم کہ ہوتی۔ *
شرم یا مست از غما * از رسول

امجد شہ کہ روزگار میں صاحب نے جی کیا کہ آیات کریمہ پر کچھ کلام فرمایا تھا اس سب کا کافی شافی جواب انہی
چند سطروں میں ہو چکا۔ رہی آیت کریمہ: "وما یصلح جنود ربک الا ہو" اس کو لا جواب ہونا
مسلماً خود سیاح صاحب کو بھی تعجب ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کو: شاید بھول کر اپنی روزگار کے صفحہ اوپر نقل کر کے دیکھ لی
جواب سے بالکل ہی جواب ہے اور آیت کریمہ میرا وہ سمجھ رہا کہ تو نقل بھی خلیو یا بھول ہی ہو کر آئے ہو گئے۔ شاید پیش رو سے
فاضل فرمایا: شاید پیش رو سے کو ایسی ہی بیانی ہے۔

علی بن ابی طالب کے صاحب لڑکا کہہ سکتی ہیں کہ خدا ویت شریف و حضرت مسیح علیہ السلام کے بیچ میں خداوند عظیم کا جسمیں
وہی لگام و صرفیہ عظیم کے بیچے ہی اقبال کرے حضرت مولانا سنی محمد منظور صاحب نے غناغور کے آخری اجلاس میں یہی فرماتے
تھے جنہوں نے خدا خانوں کے اس ضمیمہ عقیدہ کی بالکل ہی تھی کھل دی تھی ان سب کو تالیف انجام دینے کے شایر کا کارنگ
بھی نہ لی۔ ناظرین ہی سب کو مسالہ آسمانی میں داخل فرمائیں۔ جو اس مسئلہ کو ہمیں ختم کرنے میں۔ اور ناظرین کے مزید فائدہ کے
لئے حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب کے ان حلیات و روئے کے ایک غریب ترین گمراہ میں ہیں کہ جوابات مولوی
حسین علی ندوی کے۔ اچھے تو وہ کہ متفقہ کو مستثنیٰ کے باوجود مولانا خانہ مولانا دہلی جی کے جواب سے غالی ہے، مولانا
کو حلیہ مولانا محمد منظور صاحب سے کبھی دوسری منظرہ میں اپنے مطالبات کی کوئی درست نہیں ملانی، اندھانہ کہ قرعہ و
صدیقہ میں کرنے سے ہی جبر ضروری باتوں کی فرصت ملی اور وہ حقیقت و منظر کا کام ہے۔ ان جیسے کے پاس

نہ جوں کہ اصل اللہ علیہ السلام

مولوی جشت علی صاحب کی طرح لڑتے پڑی کا کتنے مسلمان نہ ہو رہے ہیں جن میں مگر یہ ہے گا۔ باقی ان کے توجہ پر
 لکھ دیا کہ ہے۔ انگریزوں نے حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے کسی ایسے بھائی کو جو اپنے کوئی منٹ صرف کرنا مسمیہ کیا
 اندھ بھلے لڑکوں اور مناظرہ صاحبہ کو لائی میں کوئی خدمت میں قسم کی شائع کی اور ان اس کی مراد نہ سمجھی۔ صاحب کہ بعض
 وجہ سے اس پر اصرار کیا ہے تو ہم بھی اس شخص میں ان مطالبات و مسائل کے ایک فرسٹ شائع کیے ہیں۔
 ملاحظہ فرمائیے : حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب کے مطالبات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو خفیہ جو
 مولوی جشت علی صاحب کی تقریروں پر کی گئیں اور وہ ان کے حالات سے عاجز رہے۔ دوسرے وہ اداروں یا عبادت کے
 اجنس سے وجہ امت کے ثبوت میں حضرت مولانا مفتی کی گئیں اور مولوی جشت علی صاحب باوجود یہ پہلے مطالبہ کے ان کے
 کچھ جوابات دے سکے۔ پہلے قسم کے مطالبات کی تعداد بیشتر اور دوسری قسم کے مطالبات کی ساتھ ہے۔ فرمت یہ
 ہے۔

فہرست مطالبات قسم اول

بخش اول یعنی طرف سے کچھ نہیں کیا جہتے گا۔ جو کچھ عرض کیا جہتے گا کہ اور منظرہ صاحبہ کو لائی سے نقل کیا جائیگا۔
 ۱) صفحہ ۷۷ و ۷۸۔ قرآن عزیز کا نفل کی قسم ہوا۔ اس سوال کے جواب میں بہت در رنگ تو مولوی سے
 حضرت علی صاحب نے اڑھائی لکھ لیاں ہی کا نہیں، ہمیں کا اقرار ہوا تھا، و نہ اس میں بھی ہے، بڑی عرق بازی کے بعد مولوی
 رحم حق صاحب نے ایک عبارت کی عمارت سے چڑھائی۔ جس کا معنی یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہم و گمان
 ہی نازل ہوئی۔ اس پر مولانا محمد منظور صاحب نے فتنہ کیا۔

۲) صفحہ ۷۹۔ اس سے ملحقہ دہ کے اعتقاد کو وقت معلوم ہوا۔ قرآن عزیز کا حال کچھ مولوی میں بہت زیادہ
 ہے۔ پھر یہ چاہئے کہ ایک دوسری روایت آگیا جسے دار ولی نکال کر مولوی جشت علی صاحب سے پیش کر لائی، حضرت مولانا
 نے اس پر پابندی فرمائی۔

۳) صفحہ ۸۰۔ کہیں کوئی لوگوں کا یہ قول ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت کے بعد مسلمانوں کی کوئی آیت نازل نہیں
 ہوئی اور دوسری قسم کی آیات اس کے بعد بھی ماننے والے ہیں لہذا یہ جواب بھی صحیح نہیں۔

۱۴۔ مصنف : کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ مسئلہ علم حبیب کا فیصلہ کسی کو ثابت ہو کر کہ حضرت شیخؒ ہی کی تصانیف سے لایا گیا ہے۔

۱۵۔ مصنف : حدیث روایت وہی ہے و سبل کس زمانہ کی ہے۔

۱۶۔ مصنف : ہجرت کے واقعہ حسب معراج میں پیش کیا ہے وہ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے، لہذا اگر اس سے صحیح امکان و تاریخوں کا علم کا بہت بڑا گواہ تو ہجرت سے بھی پہلے مسکن منظم میں رہنا چاہئے گا اور آپ اس کے غور قائل نہیں۔

۱۷۔ مصنف : حضرت قرآن کی روایت سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت حضورؐ کو یہ مشاہدہ کہ ایسا جو اس وقت دنیا میں ہر جگہ تھا اس کو انھوں نے دیکھ لیا ہو۔ اور یہ صحیح امکان و تاریخوں کا کوڑواں بھی نہیں۔

۱۸۔ مصنف : پھر اس حدیث میں صرف زمین کا ذکر ہے اور امکان و تاریخوں میں درستش کرسی، بحر و غفر سب ہی داخل ہے۔

۱۹۔ مصنف : پھر جس حد کا علم لازم اقصیٰ امن کا بھی تفصیلی نہیں، کیونکہ روایت کے لئے جو تفصیلی ضروری نہیں۔

۲۰۔ مصنف : علیؓ حدیث: غصلمت عافی السموت والارض، اسے بھی صرف اس قدر مسلم ہے کہ اس وقت جو کچھ زمین و آسمان میں تھا اس کا علم اجماعی ہو گیا۔ اور غصلمت کے اس وقت اس زمانہ کی صحت ہی چیزیں موجود تھیں، یہی صحیح تاویل تھا۔ نہ آپ بھی لکھتے تھے، نہ پڑا بھی موجد نہ تھا۔

۲۱۔ مصنف : حضرت شیخؒ کی عبارت میں لغو ہو۔ خود اس کی طلب کی تائید کرنا ہے جو بیان کیا گیا۔

۲۲۔ مصنف : کیا حضرت مذکورہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ حضرت امیر المؤمنینؓ اس عظمیٰ یہ بیان فرمایا کہ جو اس کی کھینچا تھا، دیکھو شرب یوں بنائی جاتی ہے، جو یوں کی جاتی ہے، میرے نزدیک تو کوئی عقلمند اس کو گولہ نہ کرتا گا۔

۲۳۔ مصنف : پھر یہ کہ حضرت عبداللہؓ کی حدیث میں نہ لکھا تھی، وہ کہ وہ کہتے تھے یا تھی، وہ کہ۔

۲۴ صفحہ — نیز حضرت ثوبانؓ کی حدیث میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں۔

۲۵ صفحہ — آیت کریمہ وعلیہا سلامہ علیہا وسلمین کے الفاظ کب مانے جوتی۔

۲۶ صفحہ — یہ آیت کریمہ کے میں لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً سات برس دنیا میں رونق افروز رہے۔ لہذا اس کو آپ کے دعوے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس شخص کے علاوہ وہ شخص

۲۷ و ۲۸ اور بھی اس دلیل پر پیش کیے گئے تھے جو صاحب قرآنؓ کی حدیث میں مذکور ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

۲۹ صفحہ — کیا آپ لوگ اس تفسیر کو بھی بیخود سے لکھا کریں گے؟ اور اس پر تفسیر قبول کریں گے؟ جنہیں

جس میں نہ علیہ السلام کی تفسیر ہے نہ کوئی اور اس کے مخالف ہو۔ یا تعجب۔ اہل انجیل کا دعوے تو اتنا بڑا ہے اور دلی کی یہ حالت۔

۳۰ صفحہ — کیا آپ کے نزدیک ان کا خدا اور جہوں کا نام تفسیر ہے؟ مہربان ہیں۔ تفسیر کے

معنی میں قرآن شریف کے معانی کا کھدانا۔ یہاں کرتا۔ دیکھو حواشی تفسیر طائیں وغیرہ۔

۳۱ صفحہ — حضرت ابوہریرہؓ کا متوال ہے کہ آپؐ کوئی قانون حدیث نبویؐ کے مخالف یا تو دلوار

پر مار دو، تو کیا آپ کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہو گا کہ قول وادام کوئی ڈھیلیا یا بھرت ہے۔

مولوی حسرت علی صاحب کی دس نمبر ۲ کے متعلق تین سوال

۳۲ و ۳۳ و ۳۴ نمبر ۱۔ درج ہیں۔ حواشی ہر صفحہ آسمانی صفحہ

۳۵ صفحہ — امام بخاری اور امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابویوسف و ابوالحسن علی بن علیہ

و سب کے بھی ہم مصنفان لکھی گئی ہے۔

۳۶ صفحہ — حضرت بن عباسؓ سے روایات مسند بھی شدت حد تک غلطی و زانیہ سے بھی مبتلا ہے کہ علم

عطائی کی نفی کی گئی ہے

۳۷ صفحہ — کیا اس کے بعد بھی کسی کو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ صرف علم ذاتی کا نفع ہے۔

۳۸ صفحہ — جب یہ ثابت ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی علم عطائی کی نفی کی ہے تو پھر آپ کے استاد مولوی سید عبدالحق صاحب کا یہ کہنا کہ ۔۔۔ اس

کوئی مشقت علی صاحبہ کی ذلیل ضرورت پر جو تین احقر میں۔

۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ حضرت سرورِ کلمہ منظور صاحب نے دارو کے متعلق وہ حوالہ بالا پر فرمایا ہے جس میں علامہ

فرماتے ہیں۔

۶۸۔ صفحہ ——— آیہ کا یہ فرمان کہ ”یومضوم اللہ تبارک و تعالیٰ کے شان کے مناسب یوں وہ انھیں

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیے ہیں مناسب ہو سکتے ہیں۔“ مخلوق کو خالق عزوجل پر قیاس کرنا ہے اور یہ قیاس مع الضد ہے۔ قرآن عزیز پر صاف ارشاد ہے۔ لیسہ کعبہ شمی۔

۶۹۔ صفحہ — — — دیکھو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا انسان کا فرض ہے وہ کسی مخلوق کی عبادت کرنا شرک

اور گنہگار ہے۔

۷۰۔ صفحہ — — — خواہ آپ کے علی حضرت کھتے ہیں کہ ”خداوند تعالیٰ کو برحق کا علم ذاتی ہے اور اگر

کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک آواز کے کوڑی بھر کا بھی بھائی ملے تو جہاں شیعہ مشرک ہے: کہتے ان کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

فہرست مطالبات قسم دوم

یعنی وہ آئندہ کتابت جن کے جواب کا علامہ سرورِ جنت علی صاحبہ سے کیا گیا اور وہ ان کے جوابات سے

ماجر ہے۔

۷۱۔ صفحہ — — — و ما علمنا ان شعور ہر بندہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سمجھا۔

۷۲۔ صفحہ — — — و ما یضیف لہ اور نہ علم شعرا ان کے شان کے مناسب ہے۔

۷۳۔ صفحہ — — — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان انساوت انشیہ السعاد الخفیہا بجمیع قیامت

کھلنے والی ہے، میں ارادہ کرتا ہوں کہ اس کو چھپاؤں۔

۷۴۔ صفحہ — — — اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اپنے سوا کسی کو

قیامت کے وقت کی اطلاع نہ دی جائے گی۔

ایمان میں رہنا۔ قل انما علمنا عند رب۔ لے ہمارے رسول ہوگا آپ سے سوال کیلئے
میں قیامت کہا آئے گی۔ فرمادیکھ کر میں اس کا علم میرے لیے ہی کو ہے۔

۸۶۔ ص ۸۷۔ اور فرماتا ہے تفضلت فی السموات و الارض اسی آیت کریمہ کی تفسیر
مسلک ہمارے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

۸۷۔ ص ۸۸۔ اور فرماتا ہے یتلوا نزلک حکمانہ۔ سمعیٰ عنہا قل انما علمنا
عند اللہ یعنی لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس کو جانتے ہیں فرمادیکھ میں اس کا علم میرے لیے ہی ہوگا۔

۸۸۔ ص ۸۹۔ حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما نے عنہما کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ قیامت کا علم میں
اللہ کے ہی کو ہے۔ اس کے علم کو اس نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ پس اس کی اطلاع کسی مقرب فرشتہ کو نہیں ہے
کسی رسول کو۔

۸۹۔ ص ۹۰۔ تفسیر دارالک شریف میں ہے۔ اس نے علم قیامت کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ اس
کی خبر کسی مقرب فرشتہ کو دی ہے اور کسی رسول کو، علیہا الصلوٰۃ والسلام۔

۹۰۔ ص ۹۱۔ حضرت شیخ عبدالحی صاحب محدث دہلوی ۲۰ اثنیۃ العشرات صفحہ ۴۵ پر اتعہم فرماتے ہیں
قیامت کے وقت کو بجز خداوند تعالیٰ کے کبھی کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی فرشتوں اور رسولوں
میں سے اس کی اطلاع نہیں دی۔

۹۱۔ ص ۹۲۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات سے صرف ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا
تم لوگ مجھ سے قیامت کا سوال کہتے ہو حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔

۹۲۔ ص ۹۳۔ حضرت شیخ عبدالحی صاحب ۲۰ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ آل خود معلوم میں نیست
و انما جز خدا نے قیامت کا علم۔ یعنی وہ خود مجھے معلوم نہیں اور اس کو رسول نے خداوند تعالیٰ کے احکام کوئی نہیں جانتا۔

۹۳۔ ص ۹۴۔ اللہ تعالیٰ سورۃ اعدہ میں ارشاد فرماتا ہے مع م یجمع اللہ التوسل ،
فیقول ماذا اٰ حببتہ قالوا لا حیل لنا۔

۹۴۔ ص ۹۵۔ اور فرماتا ہے انک انت سلام الغیوب۔ میں وہی کہ جمع کہنے کا لفظ تھا

رسول کو پس فرمائے گا ان سے تم کو کیا جواب دیا گیا۔ عرض کریں گے: وہ کہ میں علم نہیں۔ آپ جو غیب کی باتوں کے جانتے والے ہیں۔

۹۹۔ صفحہ — حضرت خواجہ علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دنیا علیٰ علم و سلام فراموشی کے کہلو چہ ہم کو ان کا ظہری بائون کی خبر چاہیں جو ان کے دلوں کی حالت کو نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ غیب ہے اور غیب کا احاطہ تیری ہی ذات پاک کا خاصہ ہے۔

۱۰۰۔ صفحہ — سند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے وقت کا سوال کیا گیا حضور نے فرمایا کہ میں اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ (المحدثین)۔

۱۰۱۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ سورۃ ملک میں فرشتہ و فرشتہ ہے و یتولون منی هذا الوجد ان حکمتہ حساد قین۔ قل انما نعبد عند اللہ و انما انا فناء بیر صبین۔ یہ کفار کہتے ہیں کہ نبوہ یہ دوسرے قیامت کب بھاگے۔ فرمادیکھ اس کا علم ہی اللہ ہی کو ہے امد ہی تو صرف ہمارے والا ظاہر کر دیتے والا ہیں۔

۹۹۔ صفحہ — تفسیر جامع حبیبی میں ہے۔ اسی دوسرے وقت کو اللہ کے سر کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۰۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ سورۃ طہ میں فرماتا ہے۔ و عندہ مفاتیح الغیب لا یستہما الا حر اللہ ہی علم میں ہیں مفاتیح الغیب ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۱۔ صفحہ — بخاری شریف میں ہے۔ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفاتیح الغیب پانچ چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے سر کوئی نہیں جانتا وہی جو سورۃ النہل کی آیت میں مذکور ہو چکی ہیں۔

۱۰۲۔ صفحہ — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ مفاتیح الغیب وہی پانچ چیزیں ہیں۔

۱۰۳۔ صفحہ — اسی کے قریب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

۱۰۴۔ صفحہ — حضرت ابی بن حرا رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی وہی ہے۔

پر خدا کو جوتی۔

۱۰۵۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب میں فرماتا ہے و یستوفی الختام من النامۃ

قل انما علمنا عند الله . لہ تجویز قمر سے ہوگئے قیامت کے سوال کر سکتے ہیں کہ وہ لوگوں میں اس کے علم اللہ ہی کو ہے۔

۱۰۰ صفحہ . تفسیر جلالین شریف میں ہے کہ اس کو نہیں جانتے۔

۱۰۱ صفحہ . حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) فرماتا ہے۔ و عندہ عظم السعۃ لآلہ

اسی اللہ تعالیٰ کو ہے قیامت کا علم۔

۱۰۰ صفحہ . تفسیر طبری بیان میں ہے۔ اسی کو ہے قیامت کا علم۔ اسی کے میر کو۔

۱۰۰ صفحہ . اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الب میرد عہ السعۃ . شریں کی طرف پھیر دیا۔

قیامت کے وقت کا علم۔

۱۰۱ صفحہ . جلالین شریف میں ہے لا یعلمہ عنہ . اس کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔

۱۰۲ صفحہ . حضرت حسن بصریؒ کی روایت مورخانہ کے صفحہ ۱۰۲ تک ہو چکی۔

۱۰۲ صفحہ . تفسیر کبیر میں ۸۱ باب فی الامی و امی و آیت کریمہ یوم یجمع اللہ التوسل کی

تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ انسان فی الہام لہ یعنی انبیاء علیہم السلام

صلو اللہ علیہ کے سوال کے جواب میں یہ کہہ کر۔ ہم کو علم نہیں۔ اس کو مطلب یہ ہے کہ آپ ان کے قریب و اطمین

ورنوں کو جانتے ہیں اور ہم کو نہیں ان کی غامضی باتوں کے خیر ہے۔

۱۰۳ صفحہ . اللہ تعالیٰ سورہ مدثر میں فرماتا ہے رہا بطلہ مجنود رتک ان عو اللہ کہ

شکوک کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۴ صفحہ . اللہ تعالیٰ سورہ مدثر میں فرماتا ہے۔ فی شلویت عن الساعۃ

ایضاً مرسلہا۔ مؤید۔

۱۰۵ صفحہ . تفسیر حاشیہ القرآن میں ہے۔ وقت قیامت کے تو کئی انبیاء اللہ تعالیٰ پر ہوتے ہیں۔ اس

کے سوا کسی کو کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۶ صفحہ . اسی کی مثل جلالین شریف میں ہے۔

۱۱۷۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیمؑ کو فرماتا ہے: **وَرَسُولًا لِّقَوْمِكَ**

یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو بہت سے ایسے رسول بھیجے گا جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیج دیا۔

۱۱۸۔ صفحہ — حضرت علیؑ کو اللہ وبراہیمؑ فرماتے ہیں: **اللہ تعالیٰ نے جنہوں میں سے ایک نبی بھیجتے**

اور وہ اُن میں سے ہے جس کی اطلاع جناب رسولی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔

۱۱۹۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ ابراہیمؑ کو فرماتا ہے: **قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**

الغیب الا اللہ۔ وہاں یہ شہود تھے: اہل یمین، یسئرون۔ فرمادیکھے: اے نبیؑ کہ نہیں جانتے کوئی دوسرا

میں اور نہ میں میں اس غیب کو اللہ کے سوا۔ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اللہ تعالیٰ جائیں گے۔ ۱۲۰۔

۱۲۱۔ صفحہ — ہم میں شریعت میں ہے کہ: کسی فرشتہ کو خبر ہے کہ اللہ کی انسان کو۔

۱۲۲۔ صفحہ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلْنَا أَذً تَسْتَكْبِرُ** علی سوا و فانی

اور میں۔ افریب ام حبیبہ ما تو مدون۔ یعنی پس بگڑے لوگ (تو جیسے) اللہ کو دانی کریں تو فرمادیکھے

کہ میں تم کو اطلاع دیتا ہوں سوائے اس کے کہ میں جانتا کہ قریب ہے یا بعد جو تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

۱۲۳۔ صفحہ — قفسہ ایک کثیر میں ہے۔ یعنی: وعدہ و تواریخ میں کو حضورؑ آئے گا لیکن مجھے اس کے قریب و

بعد کی خبر نہیں۔

۱۲۴۔ صفحہ — بخاری شریف میں حضرت زیدؑ سے روایت ہے: ابوہریرہؓ روایت دے دے دے دے

صفحہ سب پر ملاحظہ ہو۔ فقہر المختار ہم صحت حال پر لکھتے کہتے ہیں۔

۱۲۵۔ صفحہ — بخاری شریف میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ و علیؑ نے جو عوام میں اپنی

فات شریف سے صرف تقریباً تین ماہ قبل فرمادے۔ اگر پہلے مجھے اس معاملہ کی خبر ہوتی جو اب بعد میں ہوتی تو میں اپنے

قرابان تھا۔

۱۲۶۔ صفحہ — اس حدیث کی شریعت کہتے ہیں: شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی: اشتقاقیات میں

لکھتے ہیں: اگر کسی ہستی ازلی و دائمی برحق و برحق: از اسلام بر شامانی خواہ آدم سے نیز سق دہی کی کہ ہم دمنے

فی داسمہ کہ حکم الہی نہیں خواہ ہو " یعنی اگر اسی سے پہلے مجھے معلوم ہوتا کہ تم پر اسلام سے نکلنا شروع ہو گئے گا تو میں

بھی قربانی ساتھ دیا۔ اچھے معلوم تھا کہ حکم الہی جیسا ہو جائے گا۔

۱۵۶ صفحہ - مرضِ حرمت والی حدیث جس نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم محیطِ دوام تھا

نکدہ بھی خط نہیں دیا۔

۱۵۷ صفحہ - اہلسنت کی اس کتاب میں شرحِ عقائدِ نسفی کی تصدیق کے لئے حدیثِ نبویہ و حدیثِ صحابہ کی

صفحہ پر خط ہو۔

۱۵۸ صفحہ - بحیثیتِ بنیادِ انشاء ہی جتنا اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو اس کی حقیقت کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو نہیں محیط رہا کیا۔

۱۵۹ صفحہ - حضرت شیخ نجی ابو جعفر لکھنویؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کا علم سوا اللہ کے

اور کسی کو بھی نہیں۔

۱۶۰ صفحہ - حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے وقت کی اطلاع جنابِ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ جماعتِ رسالہ نے اسے خط پر خط ہو۔

ظاہرِ کرام ! یہ جیسا ہے وہ کون سا سچا ہے؟ سچیں مطالباتِ قمبرو جن کے جواب سے رضا خانی جماعت کے مستغل

مولوی حضرت علی صاحبؒ عاجز رہے۔ اور کھوتے ہوئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ عرقِ نبویؐ اور دماغِ نبویؐ کا نتیجہ مضافاً خالی روزِ قیامت بھی آج

اپنی کے جواب سے نہ سکتا ہے۔ روزِ قیامت میں صاحبِ ملہ ہند سے بعض مطالبات کے برتنے پہلے جماعت کے کہہ کر پتہ چلا

وہ جن کی طرح کا تذکرہ بھی سب سے کیا تھا۔ لکھتے تھے کہ اس مختصر مضمون نے ان سب پر بھی پانچ پیر ہو۔

وَحَرِّهَاتِي لِمَنْ يَنْفُلُونَ - وَاسْلَمُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔



وہ صاحبزادی راؤ بھائی کے متعلق ایک سلسلہ ساز مضمون

درجہ شرفیاء کی طرف سے منظور شدہ اسکول کے قلم سے اس کا جواب

حال میں کسی عجب سنت کو ایک خط آیا تھا جس کا جامع یہ تھا کہ "رضا حافی" و "مذاہب حضرت شیخ" جو کتب صاحب
محکم دہلی، "حضرت شاہ و مہر حوزہ صاحب" و شیخ طاعلی قادی، و مہر قلعہ فی شاہ بخاری، و انوار العارفین
و علامہ ہر اسعد، و علامہ غفران، و صاحبہ فلسفہ بی علیان، یہ کتب حضرت ابن کثیر صلی اللہ علیہ وسلم کو
عبادت کے لئے مفاسد کا غروب سے لے کر جامع تھا۔ و یہ کتب صاحب یہ کہ بہت کمال تکسیر صحیح ہے ؟
اس خط کا جواب حضرت مولانا نے دیا تھا کہ اگر اس میں بہت سی مفید باتیں آگئی ہیں اس لئے سوائس کو کچھ نہ
شاق کرتے ہیں۔
دیکھا کہ ان کا تعداد کچھ مرتبہ لکھی غلطی ہو رہی ہے۔

نقل جواب با صواب حضرت مولانا محمد منظور صاحب غفرلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسجد طبرستان و حرم شاه و بركاته .

گرمی نامہ پھر اس پر جو یہ جو انگریزی و فرانسیسی و ہندوستان کے ساتھ جو یہ کہتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قدر
خیر کا شوق بخش بنائے۔ ورنہ جو علی اللہ اعزین

جن حضرات کے ساتھ لائے گئے تھے میں ان کی طرف اس لیے توجہ دینی کی نسبت کہ وہ - حضرت غزالی و کاتب جگر کے حوالہ بھی ہے۔ آج وہ حضرت دنیا میں زندہ ہیں لیکن میں ان کے جہیز کی زندہ یاد دلاؤں میں اس لیے اصل عقیدہ کی تردید نہ ہوگی۔ ان کی طرف اس عقیدہ کی نسبت کہ ان کی اصلاح مقدسہ کو ایسا ہی سمجھاؤ اور جسے آپ کو فہم سے میرا کامراہدہ دار بناؤ۔ یہ عقائد اور ایسے عقیدوں کا مفید و مستفاد اثر اس عقیدہ پر نہ ہوگا۔

ابو یس ای حضرت علیؓ کی بیعت مبارک میں بھی شہید و معروف تھا انیسویں سے نقل کرتا ہوں اس سے معلوم ہو جائے گا کہ کلم قیامت کے بارے میں ان کا کیا عقیدہ ہے۔ اللہ برکاتہ فیہ۔

_____ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اثنتا عشر المات شرع شکوۃ شریعت میں صریحاً جبرائیل کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں۔

رہے تھے پہنچ کر یا از ظاہر و من برکتی ملاحظہ
اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی فرشتوں اور رسول میں سے
نہادہ : (۱) اللہ تعالیٰ جلد اول ص ۴۵۔
اس کی، یعنی قیامت کے وقت، کی اطلاع نہیں دی ہے۔

نیز اپنی شیخہ صحیحہ جابر بنی مثنیٰ عن حدیث مشہورہ عن علیہ السلام حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

یعنی از وقت وقوع قیامت کرنی ہی پس بدی خود
یہ کہ گویا کہ ہم سے قیامت کے آنے کا وقت
معلوم ہی نسبت دانہ از خاصہ قیامت نہادہ :
ہم کہتے ہو وہ خود بخود معلوم نہیں، ہم اس کو سونپتے
اللہ تعالیٰ جلد دوم ص ۱۰۱۔
کے اور کوئی نہیں جانتا =

_____ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر فیہ التفسیر جلد اول ص ۱۰۱ پر ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنَّا كُنَّا صَادِقِينَ - ہم کہتے ہیں (یعنی :
تو کہتا ہے کہ : وعدہ کلام تو کب آئے گا۔ سو اے نبیؐ کی بات کے جواب میں : (قل) کہہ کہ ہم اس
وعدہ کو بھی نہیں کر سکتے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا علم نہیں دیا۔ بعد اس وعدہ کو ہم
اور ہماری قوم نے کھنکھاتے۔ اور اس کا ہم اور ہماری قوم نے کھنکھاتے ہیں۔ سو اسی واسطے اس
کا کوئی شخص نہ کوئی بات نہیں سوا کہ : انما النسخ عند اللہ، نہیں ہے اس واسطے کہ
علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ بجز حق کی موت کا علم بھی اس لئے نہیں دے گا۔ سو اے نبیؐ
کے کوئی نہیں جانتا :

(تفسیر جلد اول ص ۱۰۱) (معلوم فیہ التفسیر جلد اول ص ۱۰۱)

سورہ "والفرات" - کی تفسیر میں علم قیامت کے متعلق حضرت شاد محمد العزیز صاحب مدظلہ اس سے بھی نفاذ کیا ہے۔ لیکن ہر اس حدیث کے نقل کر کے کہہ دیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میں مگر بہت دیر اس کو کسی قدر کافی ہے۔

_____ عوارق خلافت کی اپنی مشہور کتاب "ارشاد السورہ فی شرح بخاری شریف" میں حدیث سیر بن کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان الله قد في استأثر بسلام وقت مجيئها
اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کا ہم اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔

(ص ۲۰-۱۵)

ایکے لکھتے ہیں۔

احتساب وجود الساعة وعدم العلم
قیامت کے گئے کا احتساب، اور اس بات کا احتساب کہ جو قیامت الفیہ اللہ تعالیٰ من الدین -

(ص ۲۱۴ ج ۱)

مردہ لکھتے ہیں۔

_____ علامہ علی غازی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "موضعات کبیر" میں اپنے تئیں کہتے ہیں کہ بعض غالی لوگوں کی قریب کہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقد جاءهم بالحكايا بعض من مدعى
بہت سے زائد کے بعض مدعیوں نے یہ کھم کھلا جھوٹ بولا
العدوى زماننا ان رسول الله صلى الله
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقت
حلیہ، سلم، بیلہ، متی، قنوم، الساعۃ
کا علم ہے، اور یہ سب کچھ ان صحابہ علم کو اس یاد ہو گئی
ولا ريب ان الله للجهلاء هؤلاء على هذا
پر صرف ان کے اسی خیال نے مجبور کیا ہے کہ ان کی روایت
العلم امتقادهم انه يكفر عنهم
ہی کہتے کہ انہ سیرات ہی جہلے گی، اور ان کو نسبت
سيئاتهم و يدخلهم الجنة ويكلمها
میں داخل کر دے گی، اور میں قدر جس رو آپ کی شان
خلوا احكامها اقرب اليه فهو احسن
میں فوسلہ کا وہ جس کے اسی خدا آپ سے قریب سے حاصل
انما من لا مراء والله هم مخالفه
ہوگی۔ یہ لوگ عقیدہ کے حکم سے بائبل ہی ان سے ہیں

لسنة فيهم عقب طاهر من
 انصار رغب خلقا على المسبح اعظم
 الامور خالفوا شرع ودين اعظم للخلافه
 . انتهى . (معارف کبریہ ص ۶۹)

اور آپ کی سنت کے سب سے بڑے مخالف ہیں ان
 میں انصاری کی کیا بریاء بر مشابہت ہے . انصاری نے
 بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہ میں دوسرے علوم سے
 کام لیا اور ان کی شریعت اور ان کے دین کی مخالفت کی۔

مرد فرمایا جب تک کہ قہر جاری رہا جس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وہ علی کا دین ہے علم قیامت میں رہنا غایبوں کے
 مخالف ہیں۔

— ہم فرمایا اسی کی تفسیر میں آیت کریمہ یسعونک من الساعة ۴۰ کے تحت میں ارکام
 فرماتے ہیں۔

ان وقت الساعة حکوم من خلق .
 یعنی تحقیق قیامت کا وقت سب سے مخلوق سے چھپا لیا
 گیا ہے۔ (ص ۶۳ ۶۵)

تنگے میں کر الاما علیہا عندہ دین کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای لا یصلہ الوقت الذی علیہ یحصل
 القیامۃ اللہ فیہ معجانات .
 یعنی قیامت کے وقت خاص کامل اللہ مسجرات کے
 سوا کسی کو نہیں۔

اس کے حوالہ سے اس کی حکمت بھی بتلائی ہے کہ اللہ قیامت کے وقت کامل تمام مخلوق سے کبریا
 چھپا لے گا۔ بقصد انصاف اسی کو چھپاتا ہوں۔ پھر قلعت فی السموات ۱۰۰ دین کی تفسیر کرتے ہوئے امام
 تفسیر سیدی کا قول نقل کرتے ہیں۔

ای الحقیقۃ فی السموات والارض انہ
 یصلہ احدہا من الملئکہ القریبین و
 لا یتبادوا لیسیرین حتیٰ یکون احد و قیامہ .
 یعنی قیامت تکھی ہے آسمانوں اور زمینوں میں ۔ اور
 مشرب فرشتوں اور خبری اور رسولوں میں سے کسی کو علم
 نہیں رکھتا بالغ ہوگی۔

نیز آیت کریمہ جعلت الناس من نسۃ قد امس علیہا عند اللہ کے تحت میں ارکام

فرستے ہیں

ان شاء الله اخفاه لحفظه .

یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی محنت کی وجہ سے نیا مست

کے وقت کو چھپا دیا ہے۔

ص ۵۹۲-۵۹۵

تفسیر میں اس خصوص کی حد احادیث میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ امتیاعاً یہ مضمود نہیں اس سے اس پر کفار کے مکر

_____ تفسیر مضمود میں آیت کریمہ عالم الغیب فلا یظهر علی عبید احداً خدا کے تحت میں فرم ہے،

واما ما لا یتبین بما علی احد الا بحسب

اور جس غیب کا شوق و سلطنت سے دہر جی جس سے ایک

میں الغیب القی من جہلتها وقت قیام

قیامت کا وقت قاضی بھی ہے واللہ تعالیٰ اس کی اطلاع

اساعة فلا یظهر جنہا احداً احداً .

کبھی کسی کو نہیں دے گا۔

_____ تفسیر تالان میں آیت کو برہنہ و مستدل من الساعة القی کے تحت میں ہے۔

ان شاء الله بعدہ فلم یقطع حسب احد ار

یعنی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کا کم اپنے سے

ص ۳۰۳-۳۰۵

خاص کر لیا ہے اس کی اطلاع کسی کو نہیں دی۔

اسی بہت کو برہنہ و مستدل من السیاح میں ہے۔

قد استأثر به لم یطلع علی احد احد

میں نہ ایک اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ہی لئے خاص

مقرر یا ولا یمرسل احد احد

کر لیا ہے نہ کسی مقرر یا مقرر شدہ کو اطلاع دی ہے۔ اس

ص ۳۰۵-۳۰۷

بڑی تفسیر میں آیت کریمہ ان شاء الله عند احد احد کے تحت میں غیب کے قیام بیان کرتے

ہوئے تھے ہیں۔

ومنہ ما استأثر الله به لا یطلع علی

اور غیب کی ایک قسم وہ ہے جس کو اس نے اپنے لئے خاص

حکمت مقرب ولا یمرسل احد احد

کر لیا ہے اس کی اطلاع نہ کسی مقرر یا مقرر شدہ کو ہوئی ہے

ان یقولہ بعد منہ ما استأثر الله به لا

دکھائی دے گا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ اس کی اطلاع

یصلہا الا هو ومنہ عدم اساعة

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرج سے

فقد الخف ، فله علم الصاعده .

وحند ، معان : الغيب لا يعلمها الا هو .

دھیراج دیوان ، صدمہ و صدمہ ۱۹۰۶ء

اور اسی قسم میں قیامت کے وقت کا علم ہے ، یہی تحقیق اس

کو اللہ اعلم غیبہ چھپایا ہے ۔

پھر آیت کریمہ : حاتم الغیب خلا یخبر علی غیبہ احد ، حقیر کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں ۔

و اما ما لا يتصلق بها علی احد الوجهین

اور جو غیب کے حلقہ رسالت سے جدا ہے ، جس میں سے ایک

من غیب علی من جبلتها وقت قیام

قیامت کے وقت کا علم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی المعصوم

ساعت فلا یظهر غیب احد ابدا علی

کبھی بھی کوئی نہیں دے گا ۔ اس کے علاوہ یہ کہ قیامت کے

نہ بیان وقتہ حاصل یا نہ حکمت التشریعیہ

وقت کا بتلانا حکمت تشریب کے بھی کلمات ہے ۔ جس

لکھی یہ درحقیقہ غلطی التوسلہ ۔

پر نبوت اور رسالت کا دار و مدار ہے ۔

جلد سوم ، ص ۱۸۱

یہی حواشی کے اسم ، گرامی آپسے تحریر فرماتے تھے نہ ہی کسی چند مبارکشی اور وہ بھی ، امتدادی اختصار کو نمونہ

لکھتے جوئے نفور کر دی گئی ہیں ، زاب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ وہ نسبت کمال تک صحیح ہے ۔

علم قیامت کی نفی کے بارے میں اگر قرآن حکیم و الہی کریم علیہ تعزیز و التسلیم کے مخصوص اہم صحابہ و تابعین و دیگر بزرگان

دن کے احوال کو جمع کیا جائے تو وہ دو بڑھائی سو صدی کی ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے ۔ لیکن زاب کے لئے اس کی

ضرورت ہے اور اختیار کو اس قدر فرصت ۔ اگر قوفی از دی شالی مالی ہے تو آتش دافہ اس کی کسی حد تفصیل اپنے

ہمارے : جو ان الغیب علی من یصل علی تفسیر اللہ علم الغیب ۔ نہیں کہہ گا ۔ لیکن انفسہ

ہے کہ اس تفصیل مشافہ کی کثرت کی وجہ سے ثابت کے لئے بہت ہی کم دفعہ غائب ہے ۔ خود اسی وجہ سے جو ادبی

کی اشاعت میں باوجود احباب کی سخت کوشش کے روز بروز تاخیر ہوتی جا رہی ہے ۔

فکر معاشی و فکر غیبی : دو دستگان

دو دان کی میں جھسکا کوئی کیا کرے

برص ، اس مختصر تحریر میں اس سطور کا ہی بدستنی میں ڈال دیا سکتی ۔ لیکن حالانکہ اشعار میں کہ

بعض اعلیٰ ارج کی چیزیں اور اشیاء قرآن کے ساتھ قربانیاں جاتی ہیں ایسی چیزیں ہیں جن سے معلوم ہو کہ اللہ نے قیامت کے وقت ہم کو کام کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ تین ہیں سے کچھ شخص کے مسئلہ میں قرآن جو بھی ہیں۔ وہ تین: مسئلہ واحد آسانی میں غلط قرار دیں، اور ایک ایسا مرتبہ آپ کی خاطر رکھنا ہوں۔

” وہ بہت کم بات عام احمد نے کہی ہیں اور ابن ابی شیبہ نے مصنفہ میں اور ابی جریر و ابن مسعود
 نے اپنی تفسیر میں، و درستی کے ” البعث و المنشور “ میں اور حاکم نے مستدرک میں۔

من ابن مسعود رضى الله عنه عن
 قتبي ملى الله عليه وسلم قال فثبت
 ليلة اسرى بى ابراهيم و موسى و
 هنى و عيسى و السلام . ثم ذكروا امر
 الساعة فرددوا امرهم الى ابراهيم فقال
 لا طلعوا بها فرددوا امرهم الى موسى
 فقال لا طلعوا بها فرددوا امرهم الى
 عيسى فقال اما وجبتا فلا و محمد احد
 انتهى فذكر الجامعة .

فرمایا کہ اسی کے وقوع کے وقت کہ کوئی بھی نہیں جانتا۔
 اسی طرح جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضورؐ کے اخیر حصہ میں شریعت
 کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ "یہ چار چھ چیزوں میں داخل ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی
 کو نہیں"۔ میں نہیں سمجھتا کہ خدا کے ان برگزیدہ رسولوں کی ان زبردست مشقتوں کے بعد کسی شریعت کا انشاء باقی
 نہ جلتا ہے لیکن یہ سب کچھ اس کے لئے ہے جس کے قلب میں ایمان کا کوئی ذرہ اور خدا کا خوف ہو۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ حق
 میں خود ارشاد فرماتا ہے کہ ۔

وما قلتم الا قول والسند عن محمد بن عيسى بن عمار (رحمتهما الله) (١٠١٠: ١٠١١)

تھی کہستان بست را چہ سودا از جہہ بہر کابل
 کہ خضر از آب جویان تشنہ می آید و سکندر را
 فقط اسلام ختم الکلام فیہ سب خاک و محو منظور اعلیٰ غفرانک لہ ولولائیکہ
 غم ہوا عطا کا مضمون

اب ہر باقی اس حقیر تحریر کو اسی پر ختم کرتے ہیں اور دست بردعائیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو بھی اسی طرح
 نفع خدائی پہنچائے جس طرح کہ اصل یہ نہاد صحت آسمانی کو اس نے نفع پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ سے عرض۔

خاکہ محمد سرور الحق
 ہما ظم وارا لکست معیت معنی
 ضلع مراد آباد (پنجاب) :

مناظرہ سنجس و دور و صنعت و ترقی و تال کی مفصل روداد

فتح الابرار علی الفجار

۲۰ ۱۳ ھ

صاعقه آسمانی

فرقہ رضا خانی

جلد دوم

مولانا ابوالخیر محمد شمس الدین علی خاں

انجمن ارشاد المسلمین

۱۴- بہاولپور روڈ، مرگٹ لاہور

ایقینہ کتاب

۱۶۹	دربارہ
۱۶۱	تسمیہ
۱۶۴	حکلی ویکر حکومت
۱۶۱	اہستہ دانی گفتگو
۱۶۲	آفت و مہلہ (مسئلہ علم قیام)
۲۰۳	مہلہ و مہلہ
۲۳۹	مہلہ و مہلہ
۲۴۴	مہلہ
۲۸۱	رضا خانی رویداد کے مضامین پر ایک نظر

دیباچہ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مدیناً و مستمداً

مستعین کا یہ منظرہ جس کی مدد کا دوسرا ایڈیشن اس وقت آپ کے سامنے ہے، جو اس ناول، مہم جو میں جماعت، اہلسنت کی طرف سے تیسری نظر میں حضرت مولانا محمد تقی صاحب نے لکھی، اللہ بھروسہ منظرہ تھے۔ اور رضا خانیوں کی طرف سے سولہویں قسمت، علی صاحب گھوڑی، رضا خانی جماعت کے نمائندہ اور وکیل ہو کر پیش ہوئے تھے۔ اہلسنت نے اس منظرہ کی مکمل و مدد اسی وقت شائع کر دی تھی جس کی صحت کا اعتراض منصف مزاج مخالفین نے بھی کیا۔ مگر چونکہ یہ منظرہ اپنی نوعیت میں پہلے نظر تھا اس لئے اس کی دوداد بھی بے حد تیز ثابت ہوئی۔ اور بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ ہونا تک کہ غصہ بھی ہر جہ میں اس کا ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا اور اب بھی اس صوبہ کے امداد سے اس کو دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

یہ دوداد جب پہلی مرتبہ شائع ہوئی اور اس نے جو صاحب بصیرت کے لئے بعض کے اس عظیم الشان اور موثر ایام۔ منظرہ کا سچا فوٹو کھینچ کر دوداد تک یہ غلط فہمی نہ رہا کہ رضا خانیوں کے پاس اپنی غیر عقیدہ سے ثبوت میں مگر کسی کے جانے کے برابر قوت رکھنے والی بھی کوئی دلیل نہیں۔ اور اہلسنت کے پاس رضا خانیوں کے اس خاندان حقیقہ کی تردید میں صدی ایات و اعداد و شمار موجود ہیں۔ مگر شمول دوداد کے چند مایوں کو بھی کیا دوداد گھڑنے کی فکر ہوئی۔ اور بالآخر منظرہ سے چند رسالت ایسے کے لئے رضا خانی برادری کے بڑے بڑے بچوں کے مشمول اور کئیوں کی جائز قول سے ایک دوداد تصنیف ہوئی جس کا خوبصورت نام ”تہذیب و ثقافت کی دوداد مکمل“ تھا۔ اس نام نہاد دوداد میں جس قدر بے ایمانی و دروغ بیانی سے کام لیا گیا تھا، حق و سچ کو وہ ہمارے رضا خانی دوستوں کی کاحصہ تھا جیسے ہی پڑھو گئی دوداد شائع ہوئی اسی وقت۔

صدیق اللہ عزوجل .

يُخْرِجُكُمْ مِنْكُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَلَا أَصْحَابَ لَهُمْ

(نور ۵۹ = ۲)

خاکسار عالم دارالاشاعت

مہتمم طبع دوم ۱ محمادی الآخری ۱۳۱۷ھ

نوٹ : متذکرہ منہج کے متعلق سعادت مرانا محمد منظور صاحب نعمانی و جناب مولوی محمد الی صاحب کے ایہیں جو خط و کتابت تحریر کیا گیا ہے جاری رہی ہے اور تشریح میں وہ کسی تفصیل کے ساتھ درج کی گئی تھی مگر اس دفعہ چونکہ حاشیہ اور نوٹ میں دوسرے اہم اور ضروری مضامین کا اضافہ کیا جا رہا ہے اس لئے اس مرامت کا ذکر ضروری لایا گیا جائے گا اور وہ اس قصہ اہم اور ضروری بھی نہیں ہے ۔

عالم دارالاشاعت

اے وہ اپنے گھر کو اپنے ہی ہاتھ سے اجازت دے رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہیں۔ لہذا اسے عقاب مندو !
جنت حاصل کرو۔

تہذیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
سيدنا و مولانا محمد المصطفى و صلى الله العجبتي



مختصر یہ کہ ۔ صاحبہ آصفی حضرت اہل ۔ کے مطالعہ سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ منظورہ حد کے آخری اجلاس میں جبکہ سند علم غیبیہ نے جو کہ انصاف سے لکھنے کی انگلیوں سے موی ہم اہل صاحب کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور وہی صاحبہ صرف نے حضرت کے ہم پر ہم کہنے کے لئے انسانی صفت کوئی شوق کر دی تھی ۔ اور اہل کی خوش قسمتی سے ۔ اور ان کی عام ہنگامہ دہی علی اور قریبی مہارت کو بھی تھی جو اس بحث میں آئے تھے اور وہی ہم اہل صاحب کی اس مثال کو ۔ اور قریب ہنگامہ دہی چاہے اور مرکز انکار ۔ منظورہ مولوی ہم اہل صاحب کے شخصہ کلائی کی قدر ہو کر بغیر کسی توجہ کے ادب ہم پر ہو جانے ۔ اس سے اس کا تعلیم مشق منظورہ کے نتیجہ خیز اس کا سبب بنانے کے لئے بعض صورتوں نے انتقال مقام کی تجویز پیش کی جو بڑی راز و کد کے لئے منظور ہو گئی ۔ تقریبی مقام کے لئے منظور ہو گئی ۔ صورت ہوا ، منظورہ صاحبہ انسانی سے مراد کو پیش کیا ، جو دہان سے بہت زیادہ قریب ہوئے کے علاوہ مولوی ہم اہل صاحب کی اگست گاہ اور ان کی جامعیت کو کرنا بھی ہے ، اور فرما کہ اگر آپ تیار ہوں تو میں ابھی آپ کے ساتھ ملتا ہوں صرف جلسہ کا انتظامات آپ کر دیں باقی اپنے ذاتی اخراجات کا میں خود کفیل ہوں گا ۔ منظورہ مولوی ہم اہل صاحب اس کے لئے کسی طرح خداوند نہ جرتے تو حضرت مولانا نے مولود آؤ کو پیش کیا ۔ لیکن مولوی ہم اہل نے اس کو بھی منظور کیا ۔ بالآخر حضرت مولانا نے اپنے دلی جذبہ تسلی کو پیش کیا اور نہایت فراخ عمل کے ساتھ جملہ انتظامات کے ذمہ داری بھی خود ہی لی ۔ اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں گے تو آپ کو اور آپ کے رفقاء کو مقرر چاہی دیا جائے گا ۔ اس کے بعد جب مولوی ہم اہل صاحب کے لئے کوئی سفر

باقی نہیں رہا تو چارہ۔ رانا چاہا۔ ان سبے چاروں کو مستطوری گونا چارہ۔ اندر بھلا کوسہ دار معبود مناظر اسلام پر بری کے حکم
اوم اور مولوی رحمانی صاحب کے معنیہ مناظر و مولوی عبد اللہ برخان صاحب کا دو چکر مولوی رحمانی صاحب کے
مناظرہ کا آج تیرہویں آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اس لئے انہوں نے مولوی رحمانی صاحب کا کاغذ لکھ کر لبر صفا
کہہ دیا کہ آئندہ ہم کو مناظر تبدیل کرنے کا حق ہوگا۔

حضرت مولوی محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ میں اسی کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا۔ لیکن مولوی عبد العزیز خان صاحب
دوران کے بعض امور سے اتفاق کرنے میں پکلفت اصرار کیا اور کہا کہ ہم صرف اپنے ہی لئے یہ حق نہیں چاہتے۔ بلکہ
پس کو بھی یہ حق دیتے ہیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اچھا شدہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ صحت و رنگ اس پر
گھٹکے گا۔ جی بھی دیکھیں مولوی نعمتی صاحب اس وقت بالکل خاموش رہے۔ پھر جس نے کوئی کہان کا ایک دفعہ کہی کا
بڑا ایک محنت دین ان کی معذرت پر دور سنہ اتفاقاً جس کے معنی یہ اور دینہ یہ تھے کہ اس کے نزدیک مولوی نعمتی
صاحب کا قلم منقطع ثابت ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ رنگ اس کو بڑی رکھت ہوئی تھی۔ بالآخر صدف علیہ مناظرہ ہمارے
جناب شہرت باخدا صاحب بحشریت درویش بھی مولوی عبد العزیز خان صاحب کی مسافر کشی کی اور مسافر کو بیکار
منظور کر لی گئی۔

یہ بھی قلم فرمایا کہ میں مناظرہ کے لئے شریعت و ذریعہ مناظرہ سے باز رہوں۔ یہ بھی ہے ہو گیا کہ حضرت
مولانا محمد منظور صاحب شریعت کے متعلق مولوی رحمانی صاحب سے متعلقیت کو مری ڈا میرضا خانیت مولوی
حامد رضا خان صاحب سے۔ بعد میں ان تمام چیزوں کے متعلق ایک یادداشت بھی لکھ لی گئی۔ سب کچھ ہے ہر
جائے کے بعد مولوی رحمانی صاحب نے اس یادداشت کے آخر میں یہ عبارت لکھ کر رکھی۔

۵ بشرط اہانت سرپرست و سر حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب و نظر

اسی سلسلے میں مولانا کو مولوی حامد رضا خان صاحب کی اہانت پر موقوف کر دیا اور روز کی ساری کاڈ والی
سے ہاتھ جوڑی۔ وہاں سے واپس آکر اس قرار دے کے جو حبیب حضرت مولانا نے لکھا۔ جبر علی شہر خط مولوی
حامد رضا خان صاحب کے ناراضان فرمایا اور تحصیل کے مناظرہ کے لئے شریعت طلب گئے۔ مولوی نعمت رضا خان
صاحب مناظرہ دیکھ کر کہ اس خط کے بیچے سے نہیں مناظرہ کی حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے بھی اس کے

وصول کرتے سے انکار کر دیا۔ اور ۱۰ صفر کو یہ جیشری شدہ خط لکھ کر ہی واپس آگیا۔ حضرت مولانا نے مولوی صاحب صاحبان صاحب کا اس وجہ گریہ دیکھ کر ان کا کھینچا چھوڑ دیا اور براہ راست مولوی رحمہ اللہ صاحب کے نام ایک خط بندہ لکھ کر جیشری روانہ فرمایا۔ جس میں ان کے عداوت و نفرت مولوی حامد رضا خان صاحب کے اس جانشین گریہ کا ذکر کرتے ہوئے خود ان سے شرائط و مناظرہ طلب کئے اس خط میں یہ بھی لکھ دیا گیا تھا کہ اگر اس کا جواب دس روز تک نہ آیا تو پھر دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ یہ نہ تھا کہ وہ جواب لکھائی۔

اس خط کے اسی آخری جز سے مولوی حکیم صاحب کو جواب دینے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ۲۶ صفر کو ان کا جواب آیا جس میں حضرت مولانا کے خط کے جواب میں صرف اس قدر الفاظ تھے کہ۔

۱۔ میں ہمہ بالکل تیار ہوں اور آعد و رفت اور خود و دشمن کے خراج کے منتظر ہوں اپنے سہلہ و اہل و عیال کے ساتھ اور محتاجہ و غلاموں کے ساتھ جو کس جگہ ہوگا اور شرائط و مناظرہ مقرر فرما کر اس کے ساتھ صاحب قرار داد آمد و رفت اور خود و دشمن کے خراج نقد و مال فرما دیجئے ۲۔

اس کے جواب میں ۲۶ صفر کو حضرت مولانا نے خط صاحب نے ایک جیشری لکھی جس میں مندرجہ ذیل بھی نسبت مناسب لکھی۔ میں جن میں خیرین کے عقیدہ قید و شکن مساوی تھے وہ یہ بھی لکھ دیا کہ ان کے ۵۰۰ روپے شرائط آپ نے سب خیال فرمائی کہ ان کو بھی تحریر فرمادیں۔ شرائط سے جو سب سے بد ہم تاریخ بھی معین کو دینی سنگ و سسے تاریخ سے ایک ہفتہ پہلے زاد راہ بھی حاضر خدمت کر دی جائے گی۔ اس خط کے جواب میں بھی مولوی حکیم صاحب نے خاموشی اختیار کر دی۔ باقاعدہ و غصہ کا دل انتظار کرنے کے بعد ۱۱ ربیع الاول کو بطریقہ انصاف ایک اور جیشری حضرت مولانا نے ارسال فرمائی جس کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس جیشری کو تمہارے حکم میں لکھا جائے اور جواب میں انتہائی جلد سے کوامینہ جائے۔

اس جیشری کے بعد بھی مولوی حکیم صاحب نے کہ جسے ذیلی تہذیب مولوی کاظم دینی روز کے انتظار کے بعد ۱۱ ربیع الاول میں حضرت مولانا نے ایک اور جیشری روانہ کی جس کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ۔

۱۔ اس کا جواب کل ربیع الآخر تک آجینا چاہئے۔ مگر اس عرصہ میں نہیں آیا تو ہم جناب کے اس طرز عمل کو چھوڑتی اور گریز سے تہذیب کو ملے پر مجبور ہوں گے۔ پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ یہ بیسویں تاریخ

محض آپ کی ذات تک محدود نہیں ہے گا بلکہ چونکہ یہ مناظرہ مولوی حامد رضا خان صاحب کی رضا و اجازت سے طے ہوا ہے اور پھر آپ کو آپ ہی لوگوں کی درخواست پر یہ بھی حق دیا گیا ہے کہ آپ جس کو چاہیں اپنی جماعت میں سے منتخب کر کے مناظرہ میں پیش کریں اس لئے آپ کا یہ طرز عمل آپ کی ساری جماعت اور خود مولوی حامد رضا خان صاحب کا گریہ کما جائے گا ۔

حضرت مولانا کے اس گرامی نامہ نے جب سب اگلی پچھلی بھائی تو بھجوری مولوی رحمہ اللہ صاحب کے اپنی چٹ تڑنی پڑی اور ۲۶ ربیع الاول شریف کو ۲۴ صفر والی تحریر کے جواب میں ایک جیشری روانہ کی جس میں حضرت مولانا کے پیش کردہ شرائط کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی تھی اور بعض کے متعلق کچھ سوالات کے لئے مولوی رحمہ اللہ صاحب کی اس جیشری کا مفصل جواب حضرت مولانا نے ۳ ربیع الآخر کو ارسال فرمایا جس کا جواب مولوی رحمہ اللہ صاحب کی طرف سے ۳ اکتوبر کو آیا جس میں کوئی خاص بات قابل ذکر نہ تھی۔ صرف جملہ مناظرہ کے لئے ایک مسئلہ قرطین صدر کے ہونے کو اصولاً تسلیم کرتے ہوئے تعین صدر کے معاملہ کو اچھانے کی کوشش کی گئی تھی جس کا واحد مقصد یہی تھا کہ نہ صدارت کا مسئلہ طے ہونے سے مناظرہ کی نوبت آئے۔ نہ تو میں تیل ہو گا نہ لیکن آخر میں ہے حضرت مولانا محمد منظور صاحب کی ہمت مردانہ پر کہ آپ نے نہایت فراعہ دل سے کام لیتے ہوئے صدارت کے لئے جناب چودھری مخدوم علی خان صاحب السیکریٹریس پشتر سکیٹیج کا نام لکھ بھیجا۔ جو از روئے حقائق تقریباً رضا خانی ہی میں مگر ان کی وجاہت اور انصاف پسندی سے کسی خلاف انصاف کا زور کی امید نہ تھی، نیز حضرت مولانا نے مولوی رحمہ اللہ صاحب کی اس دوش کو دیکھتے ہوئے اس نکتہ کو لازمی کے اخیر میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ :

” یہ مسئلہ خط کتابت بظاہر اس طرح ختم ہوتا نظر نہیں آتا اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس سلسلہ کو یہیں ختم کر دیا جائے کیونکہ شرائط کا بیشتر حصہ طے ہو چکا ہے اور جو کچھ باقی ہے وہ سب جمل پہنچ کر طے ہو سکتا ہے۔ لہذا اس مناظرہ کی تاریخیں ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ جمادی الاول کے مقرر کی جاتی ہیں۔ پس اس عرصہ کے جواب میں ان تاریخوں کی منظوری سے مطلع کر دینا کافی ہے اگر یہ اطلاع ۱۰ جمادی الاول کے تک موصول ہوگئی تو چند روزہ جمادی الاول کے کو حسب قرار داد سفر خرچ رواند کر

دیوانے کا ۔

حضرت مولانا کے اس گرامی، جس نے مولوی رحمہ اللہ صاحب کے کوئی راہ فرزند چھوڑی، بعد ہندو قسے
 ۱۰ غنک اٹھو گنگ آہ ۔ تاہم مذکورہ منظر کو اپنی چار ٹیکس ایک بخوبی چاہی یہ حال کہ اس کے متوجہ کا ہوا ہے کہ اسے
 اس کے کہ ۸۰۰ جواہری ناکھ کے اسے جو کھٹکی کے حضرت مولانا کے پاس پہنچا جاتا ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۵ء کو لکھا
 ہوا کہ حضرت مولانا کو مولیٰ ہوا۔ مقصد اس بخیر کا صرف یہ تھا کہ حضرت مولانا انتظامات کے لئے اس بخوبی
 مدت کو کافی سمجھیں گے، تاہم مولانا فراموشی کی ایکیں ہونے پر مجبور ہو گئے۔ ہم کو یہ کہہ کر چھپا چھپنے کا اچھا موقع
 مل جائے گا کہ آپ نے خود ہی منظر کی ایکیں بخوبی سمجھ کر نہیں اب آپ منظر سے فرار کرنے ہیں
 ۱۱ ہندی سے چھپ کر ہی، لکھو جیسے جتنا ہے منظر الشان کچھ دیکھ آئے گی، مگر شہرستان منظر سے ان اقرامی
 شہر بدگاہ جس کی اس چال کو کھو دیا، وہ حسب وعدہ کار کا معین سے ایک ہفتہ قبل سفر خرچ ہوا کہ اس
 آخری منصوبہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔ وَخَیْسَرُ هُنَالِكَ الْفَاجِلُونَ ۔

لیکن اسی کے بعد بھی ایک استخوان باقی تھا کہ کچھ سا برسر کہتے تاریخ معینہ تک منی آرڈر وصول نہ کیا جاسے
 ۱۲ تاریخ کا مسئلہ تھا کہ جہاں کے مدد کا دیا جائے کہ آپ کا منی آرڈر دوسرے وصول ہو لیا، ہر نہیں اس کے منی قسم کی
 روٹو بازیرو کا ہوا وہ وعدہ بند کرنے کے سے حضرت مولانا نے بدجور جبری ایک خط بھی روانہ کر دیا جس کا منظر
 پٹھا کر ۔

۱۳ جو حسب وعدہ سفر خرچ ہوا کہ کچھ ۔ اگر بغرض کمال ۲۱ جمادی الاول نے لکھا کہ وہ جسے
 وصول نہ ہو تو جناب اس کا انتظام فرمائیں کہ ۲۰ کو طر بار ہزار سوار ہو جائیں یہاں پہنچے
 سفر خرچ کا وعدہ نہ کر دیا جائے گا ۔

پھر مزید حقیقہ طے کیے گئے، تاریخ منظر سے قریبی بعد قبل یعنی ۱۵ جمادی الاول نے کو ایک تاریخ بھی اس حضرت
 کو دے دیا ۔

۱۴ انتظامات بہ مکمل مکمل ہو چکے ہیں ہر قسم کے عیلول کو ترک کر کے تشریف لائے ۔

گل دیگر شکفت

بنام خلیل تھا کہ اب مولوی دگرانی صاحب کسٹن لڑنے میں نہ تیار تھے۔
 اب وہ حضور بالضرورت شریعت لائیں گے۔ لیکن قبول کئے۔ خود غلامیہ لکھیں ما
 پتر کشتم۔ " بنام سے صاحب کے غلام کے اور مولوی دگرانی صاحب نے کر۔ آیتھا۔ " غلامیہ۔ جین
 کرنا ہے کہ ایک میں افس خاں پر ٹری گا کہ پورٹ بول جس نے مذہب جو ملائی کی دھوم مچانے کے باوجود یہ وقت
 پر مناظرہ سے جان بچائی۔

اس مسئلہ ساز کذب و بہتان کے طعن کا فائدہ اسی کے الفاظ میں رہا تھا۔

۔ بنام مولوی منظور حسن صاحب خصوصاً دین و باطنی علوم اور داخلہ میں سو قوت دار
 پہنچ چکی تھی اس کے مطابق میں تب سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار تھا اور میں نے کبھی مجسمہ ہوا کہ
 تمیز مشہور عزیز سید شیریشہ منت مولوی شمس علی قادری صاحب لکھنؤ کے تھا۔ میں آپ کا
 سا گروہ عاجز رہا۔ خدا و ذوالجل جلالہ اصل خدا قبلہ طے و سلم نے عزیز مولوی صاحب
 کو آپ کے کہہ کر کے مقابلہ میں پہنچا دیا۔ دوش خیمہ اور پچھلے کو کرپنچ، شینا کر شکستہ رقی۔ سب
 اور آپ کا گروہ سب عزیز مولوی کے مقابلہ میں عاجز چکے۔ مناظرہ ہو رہا تھا اہل سنت
 کو فتح نہیں اور باقی کے شکست میں ہی پر ختم ہو چکا۔ خدا و سنا ظاہر و باطنی علوم میں آپ کے
 مطابق ہے برا تھا سچ ہو چکا۔ کہ جو لوگ میرے کثیر سید کے سامنے اپنا اسلام ثابت کرنے
 سے عاجز رہے وہ میرے سامنے ایک ذمی مسئلہ عجیب میں مبتلا کی کہ کیا حق رکھتے ہیں۔
 اب بھی اگر مناظرہ کرنا ہو تو باقی کی ایک تحریر وہ کہ ہوا سا گروہ مولوی شمس علی صاحب کے ساتھ
 سے عاجز رہا۔ اپنے اکابر کو دیوانہ و متحارصوں سے ملا کر ان کا علاج و فرما دیں، ایسا ہی
 دکھا دیا جائے گا۔

شہادت علی الصداقین۔ شہادتوں پر اندکی بات۔ یہ شاید غلطیوں میں۔ کہ لڑنے کے واسطے تیار ہوا
 صیف عز و جل چھوڑا۔

جَلَّ جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ

ہونا ارادہ تھا کہ جس میں اس تبدیلی پر مسلسل تبصرہ کریں گے لیکن چونکہ مولوی جو مافیہ حساب ہے اس کا کہنا تو اعلیٰ اور دروغ سے فروغ جو نہایت طرز عمل سے خود بھی ثابت کر دیا تھا ہم اب اس کی طرف توجہ کرنے کی خدمت نہیں سمجھتے ہیں یہ عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ بر سرِ اشتہار یا اول مضطر بعد میں خود مولوی نے اعلیٰ صحت کے سے و اہل جان پر کیا اور ان سے چاروں طرف اس کے چھپا سکتی ایسی ہی گشتوں کی جس سے کہ..... اہل مضطر وہ اس کے چھپنے کی کوئی چاہئے۔ مختصراً کہ منہ خود میں خیر مذمت اور عیب عام میں و سوال کیا گیا کہ یہ اشتہار آپ کا شائع کہو ہے یا نہیں؟ انہیں کوئی جواب نہ دیا گیا۔ بعد ازاں منظرہ جاریہ تحریر بھی مدافعت کیا گیا لیکن سچ منہ گفتی جواب موصول نہ ہوا۔

اسے جہالت طعن و تجویز نہ ملے۔ کیا تو ایمان واسلام کے ساتھ آدمی کی انسانیت کو بھی بھست کر دیتی ہے۔ کیا آج کوئی ہے کہ لڑکھائیاں کھٹکے گی۔ سب راست باہمی کا فائدہ دنیا کی کسی مذہب و متحمل قوم کے لئے نہیں ہے۔

بہر کیف یہ دوسری عالم انی صاحب نے بہ اشتہار بھی کر اپنے شریعت کے خلاف کرنا اور کہنا کیا کہ اس مسئلہ
 بودھ کے مسلک کے گزشتہ لیکن افسوس یہ نہ سوچا کہ یہ لوٹری کی کسی چال کی کہ اسے سمجھ ہی کے مقابل میں کا تھا
 یہ کوئی تین تین شیروں میں سے تھا۔

تاریخ مناظرہ سے ایک روز قبل یعنی ۱۹ کو یہ نشستیں پرنسپل میں منعقد ہوئیں اور ۲۰ کو کنوینشن ہوا۔

۱۰۔ عمارت ایک سیر قہر میں کہاں بدلتی کو محسوس دیکھتے۔ وہ بدلتا ہر چیز کے تئیں ذر ذر وار ہوتا ہے۔
اسی خوش گئے سارے مسعودیوں کا فائدہ کر دیا۔ وہ جہلے چاہے مسعودی، رحمہ اللہ، صاحب کی یہ آخری چٹان سمجھو
شہرِ نبیستان کے مقابلہ میں بلکہ کڑا بیت جہنمی۔

وَمَحْضَرِ اللَّهِ زَالَتْهُ خَلِيلٌ نَدَا حَضَرِي -

بہر حال اس برقی خوشی نے حسرت کی صاحب دلی وہ فوجی پانچ گنسنیں بھی بھڑا دیں اور ۵۰

قدردانیشیں برجان درمیشیں

مولوی محمد الہی صاحب مع جناب مولوی عبدالعزیز خان صاحب دیشیں دیگر محمد فرقہ بندی خانی کے منظر کے آخر روز یعنی ۳۰ جمادی الاول کے کہ ایک شخص بلور ہونے اور ایک مقام مناظر پر بیٹھ اور یہاں پہنچ کر خرابی کی ایک نئی برادری کھانی کو منہ صدارت کے متعلق اگرچہ طے ہو چکا تھا کہ کچھ عرصہ ناظر کا ایک حصہ ایسا ہے گا جو فریقین سے بالکل آزاد ہو۔ اور حضرت مولانا نے نہایت فرائض کو سہل اور ملاتی جیسی سے کام لیتے ہوئے ایک ایسا شخص بھی پیش کر دیا تھا جو نہ بیٹا نہ فائزین سے اقرب تھا۔ یعنی جناب چوہدری محمد علی خان صاحب انسپکٹر پولیس فیسر تھیں مولوی محمد الہی صاحب نے ان کو منہ صدارت کے متعلق صاف کہہ دیا کہ اگر ایک حصہ فریقین ہو سکتے ہیں تو میں خانی صاحب یا فلاں صاحب جو شاید خود مولوی محمد الہی صاحب سے بھی زیادہ خانی خانی فی ہیں، اور بہر فریق کا صدر ملحد رہے گا۔ جس کا کام کھن اپنی اپنی جماعت کوئی جو میں نہکت ہو گا۔

حضرت مولانا محمد منظر صاحب نے جب اسی پر زور دیا کہ کسی ایسے کا دشمن کو حصہ مقرر کیا جائے جو فریقین سے کوئی خاص تعلق نہ رکھتا ہو۔ یہ بھی کہا کہ اگر آپ کے نزدیک سب فوجی ہیں کوئی ایسا نہیں ہے تو سب فوجی کے فرائض ملحدانہ طبقہ میں سے کسی کو منتخب فرمائیے۔ لیکن مولوی محمد الہی صاحب کی ہمت ختم ہوئی۔ ان فریقین کا کیا کو اچھا کسی ایسے مضامین ہی کو حصہ مقرر کر لیجئے جو معاملہ سچ ہوئے کہ ساتھ ساتھ رہنا خانیست برائی نہ ہو۔ لیکن ان سب باتوں کا جواب بھی ملو کہ اگر ایک حصہ فریقین ہو گا تو اب اسی دو صاحبان میں سے کوئی جو سکتا ہے جن کو پسے پیش کیا جا چکا ہے وہ بہر فریق کا حصہ جدا کر دے گا۔ مصلحتاً ہی نہ خاندان بھی ہی تھا کہ حسرت جمادی الاول یہ ہندوؤں کو منظر نہ کریں اور کسی طرح مناظر سے جان بچے۔ لیکن حضرت مولانا مولوی محمد منظر صاحب نے ان خرابی کی اس ہمت کو بھی مٹا لیا۔ مضامینوں کی طرف سے جناب خان صاحب ولایت حسین صاحب صدارت کے ساتھ متفق ہوئے اور حسرت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جمادی الاول سے عن جناب غائب و فوجی خانی صاحب انصاری دہر فیضہ انصاری نہایت صدارت کو انجام دیں گے۔

ابتدائی گفتگو

میں اولا اپنے محترم دوست جناب مروتی جرجی صاحب سے یہ اہم کتاب متاجون کے پاس منتقل
 ہو گئی۔ خط بہ خط و پیر و پریندہ منجھل غلطی مراد و از ان جناب بن کا شان و کس و سب سے بہتر و
 کی اہمیت کے آپ کی طرف سے شائع کر دیا ہے ؟

مولوی دھرم بھائی صاحب و رعایت خوشامد مجبور ہیں، مولوی صاحبہ سے آپ کا سہارا بخین کا
تفانی جوں روایتیں کے طبع کو کیا کرتے ہیں۔ اسباب میرا ہی کیا تو وہ بہت غم جوئی اسباب مناظرہ کے
کارروائی شروع کرنی چاہتے۔

مولانا محمد منظور صاحب دھاروی مسطورہ اصبح شروع ہوئی بہت ٹھیک سیٹھ آئے، کہ صاحب کو دعوت کر دیکھنے تاکہ حضور ہو جائے کہ آپ حضرات کس قدر صداقت اور راستہ پرستی سے کام لیتے ہیں۔

ممولوی نجم پطانی صاحب : دیکھئے آپ باطل سے کار و کشت نشانہ کرتے ہیں میرے آباؤ کے بعد اس نشانہ کا تذکرہ ہی ضروری ہے اور اگر معلوم ہی کرنا ہے تو خواہ اشتراک کو کچھ نیچے دو بیوروں کا کو میں کس نشانہ کر دوں۔ اور اگر اس کا مصنف ہی مجھ کو بتایا جائے تو میں بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ میرا شیخ کو صاحب دہلی ہے۔

مولانا محمد منظر صاحب : مولانا اشہار کستہ کے کہیں مولوی محمد انصاری صاحب سے مدد سے
منظر احمد برقی کاشانی کوہ پشاور فریاد ہے کہ وہ اپنے باپ کا لہجہ : جناب نے اس پر تیرہ بھی فرمایا ہے کہ اگر
اس کا قصور چھ کر سنا جائے تو میں تیار ہو کر آؤں تو سنئے : اس کا قصور یہ ہے اس کے بعد حضرت مرثا نے
اس کے کذب و بہتان کے طور پر کہ : دل تیرا آخر تیرا کر سنا : اسی مولوی محمد انصاری صاحب کی تذکرہ بالاست
منی یعنی اور تیرا منور یہ بہشتی اور دنیا کا واسطہ ہے ان کے صاحب کی صداقت شہادت ہے : ان کے
کی دوا دہ زبان سے اسے بہت تھی : اس وقت مولوی محمد انصاری صاحب کی جو حالت تھی : یہ بھی
تعلق رکھتی تھی : اسی اشہار کستہ کے بعد مولانا نے فرمایا کہ اب تو فرمائیے کہ جہاں اس کو شافعی کر دے : آپ کے
کے خیر و خیر کی کار سازی ہے :

مولوی جرم لہی صاحب : دیکھئے مولوی صاحب یہ بالکل وقت کو متنازع کرنا ہے۔ آپ چند کلمات
مناظرہ شروع کیجئے۔ اور شرائط باقی ہیں ان کو طے کیجئے۔ مناظرہ شروع ہونے کے بعد ہم اس اشتہار کے متعلق
بھی قسطنطنیہ پہنچے ہو۔ آپ سے پریس ہے۔

حضرت مولانا محمد شعلو صاحب نے مولوی جرم لہی صاحب کی اس قابلہ جہانیت پر رقم لکھا کہ جو آپ
سوچتے تھے یہ مہلت بھی دے دی۔ اور شرائط کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں مع الی شرائط
کے جو بذریعہ خطوات ہوتے تھے وہی تصدیق شدہ ہوئے اور شریعت میں بھی ہوئی۔

۱۔ زمین نوہ مصلیٰ مسجد علم غیب پر ہو گا اس کو دو سو سو اختلافات سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔
۲۔ ہر فریق کا فرض ہو گا کہ انفس سید پر مشتمل ہے یہ سید کتب خانہ اہلسنت سے کوئی نہ لے سکیں یہ خصوصیت ہے
ان کو کوئی فریق ان سید کو دوسرے قسم کے اندر نہیں کرے گا تو دوسرے فریق کو سن یہ کہ اگر وہ اس وقت تک
ان کا احباب نہ دے سکیں کہ سید کی سید سے یہ تحریر نہ ملے کہ میں اپنا دعائیہ کتاب اہلسنت انفس و قلوب
سے ثابت نہیں کر سکتا

۳۔ مناظرہ بحث کے بعد اگر کوئی مناظرہ دوسری بحث چھینے کا تو ارادہ اس کو تشہید نہ دے بلکہ ان کو وہ بار
نہ آتا تو اس کے خلاف کیا شکایت بھی نہ کی۔ اور اس کے فریق کا فرض ہو گا کہ وہ ان غائب
اور ان کے متوجہ نہ ہونے غلط اور لاعلمی سمجھا جائے گا۔

۴۔ ہر منظرہ کو حق پر ہو گا۔ اور یہ مناظرہ کے جس جس کو لکھنا چاہے لکھنے سے اس کو کسی فرق حق نکال نہ ہو گا۔
بلکہ اس کا انکار اس کی شکست سمجھی جائے گی۔

۵۔ مناظرہ کے سوا کسی کو حق و غلط نہ ہو گا۔

۶۔ وہی آزاد۔ اہلسنت تعالیٰ انجیر لکھنے کوئی مناظرہ استعمال نہ کرے گا۔ جو مناظرہ خلاف تہذیب لفظانہ یا
لکھنے لکھنے اس کی سید شکست سمجھی جائے گی ان دو سلا فریق چاہے گا تو مناظرہ باختم کر دے گا۔

۷۔ ہر فریق کے مناظرہ کو تقریباً سب سے دینی دین سنت وقت دیا جائے گا۔

۸۔ ہر مناظرہ دین سے زیادہ عین مذہب ہے گا۔

۱ : جناب مولانا محمد غلام صاحب نعمانی سائل ہوں گے اور جناب مولوی رحمہ اللہ صاحب عجیب :
ان شرائط کے طے ہو جانے کے بعد مولوی رحمہ اللہ صاحب نے سوال کیا کہ آپ علامہ درویش کا قول کو بھی
تسلیم کریں گے یا نہیں ؟

مولانا محمد غلام صاحب : سنے فرمایا یہ سوال بالکل لغو ہے اس سے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ
فہم منکر ہاں سوال پر مسئلہ کتبہ تنازعہ اجسنت سے ہو گیا یا نہ ہو یہ قطعی ہے۔ اور ان حضرات کے اقوال ان میں
کسی قسم میں بھی داخل نہیں۔ اور میں ہی حضرات کا مسئلہ یہ ہیں کہ بحیثیت تفسیر ان حضرات کا قول واجب التسلیم
ہو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو کا مسئلہ ہیں فقہ ان حضرات کا ایک اور فی نفس ہمارا ہوں۔ ان اتنا
جانتا ہوں اور حقوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو یہی تہذیب اصولی شریعت میں وہی ان حضرات کے بھی سوال
ہیں لیکن کتبہ و سنت و قیاس کا مخرج است۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب نے اس کی تحریر طلب کی۔ جناب مولانا محمد غلام صاحب نے اس کی تحریر بھی دے
دی۔ اس کے بعد مولوی رحمہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے مناظر کوں ہوگا ؟ جناب مولانا محمد غلام صاحب
نے فرمایا کہ یہ کوئی مذاقت کہنے کی بات نہیں، اپنی جماعت کی طرف سے آپ ہوں گے اور اجسنت کی جانب سے شک
ہوگا۔ مولوی رحمہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ وہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر فرقہ کو حق ہو گا کہ وہ جس کو چاہے
اپنی طرف سے بحیثیت مناظر پیش کرے۔ لہذا آپ اپنی طرف سے کسی ایک کو متعلیٰ کر دیجئے، ہم بھی اپنی طرف سے کسی
ایک کو باکیل کریں گے جس کے بعد کسی اور سے کوہنے کا حق رہے گا۔

مولانا محمد غلام صاحب نے فرمایا کہ مجھ میں اور آپ دونوں موجود ہیں اور کسی کو کوئی مسئلہ دہری بھی نہیں تو
پھر کالعدم کے کیا مسئلہ ؟ مولوی رحمہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال کیا۔ بالآخر مولانا محمد غلام صاحب نے
فرمایا کہ آپ کو یہ ہر گز جس وقت استعفا کی تبدیلی مناظر کی تجویز جناب کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اس وقت سے

میں اگرچہ یہ تجویز مولوی رحمہ اللہ صاحب نے پیش کی تھی مگر یہ محدود مولوی رحمہ اللہ صاحب کے زیرِ وقت کا ہے نہ اس کا قیود
کیا مولوی رحمہ اللہ صاحب ہی کی تجویز ہے۔

کڑا لٹ کی گھٹی اور سی وقت کہہ دیا تھا کہ کچھ بہت تھکتا خاکہ اس نے منجھنی ہے۔ لہذا منظور سے لاکھ رہا۔
خود صاحب بات ہے نہ کوئی تو الٹی نہ صاحب کو دیا چاہتا ہے۔ اور بہت دیر تک اس پر کھنگولتی رہی تھی اور پھر
اسی بات قبول کرنے کے لئے تیار تھی۔ بالآخر آپ کے منجھنی: عمل رو بہت سہلہ صاحب کی سفارش کی وجہ
سے میں نے منظور کر لیا تھا۔ وہ اس وقت اجڑا تھا اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ انگریز جو کچھ بہت مستحق
تبدیل منظر کی تجویز آپ کی جانب سے پیش ہوئی تھی لہذا آپ جیل پرانا منظر نہیں فرمادی، بندہ بھی عرض کر دے
گا۔ اس کے جو بھی کوئی رقم الٹی صاحب نے فرمادیا۔ جو کسی کی جانب سے پیش ہوئی ہو لیکن منظر پہلے آپ
بی تعین فرمائیں گے۔ اور بہت دیر تک اسی پر بحث کی۔

دو دن محض منظور صاحب نے فرمایا کہ لیجئے میں آپ کی خاطر اس قدر تعین بھی کرتا ہوں کہ اگر اپنی حماقت کے
طرف سے آپ کو منظر بخوشے تو بندہ بی منظر کرے گا۔ اور اگر تیار ہے کسی دوسرے کو لکھ کر کہ اس کا نام
معلوم ہوئے پر ہی وجہ کا منظر خاکہ بھی پیش کر دے گا۔ اتنی معقول بات پر بھی مولوی رحم الہی صاحب کی دو
بے جا طعنہ ضرور مٹ ختم نہ ہوئی۔ بالآخر شیر نیشان منظر بہت مولانا مولوی محمد منظور صاحب نے
اعلان فرمایا کہ کھڑے ہو کھڑے اب جب کہ جناب کا منظر انتخاب نیم روز کی طرح نکشیں جو چکا تو بندہ اعلان
کراں کہ آپ جی کو بھی اپنی جانب سے بحیثیت وکیل پیش فرمائیں ہم کہ منظور بہت اور اپنی طرف سے خاکہ بخود
بی منظر کہے گا۔

اسی مخصوصی کی جو مسرت مولوی رحم الہی صاحب کو ہوئی وہ منظر تحریر سے باہر ہے۔ تاہم یہی خود اندازہ
کر میں کہ جس رانی کے لئے شرمناک سے شرمناک جواب اختیار کی گئی تھیں اور قہر سے سب کی سب کا کوہ پیچ
اسی کے غیر عورتی معمول پر کس وجہ مسرت ہوئی ہوگی۔ اسی غیر معمولی مسرت کی حالت میں فرمایا کہ میں اپنی طرف سے
مولوی منظر حضرت علی صاحب لکھنؤ کی مجلس تشریف لے کر آ ہوں وہ اسی منظر پائیں بلکہ شہرہ شرافت کے سبب
منظر کو کہیں گے۔ یہاں کا ساتھ ہر مانتہ میرے ساتھ پردہ اٹھ بکھا جائے گا۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ کچھ کو اس کی تخریر دے دی جائے۔ مولوی رحم الہی صاحب
تشریف لے گئے۔

۱۰ وہ میرے وکیل مطلق ہیں مگر دورانِ کاسبخت پر دانتہ میرا ساختہ پر دانتہ کھایا تھا۔
اس تحریر کو لکھنے کے بعد مولوی دم علی صاحب نے حاضرین جلسہ کو چھ کر سنائی بھی دیا۔ اور اس کے چند
قرینہ کہ جناب! میں نے یہ تحریر کبھی بھی دہی اور آپ حضرات کو پڑھ کر سنائی بھی دی۔ لیکن دہی کو نہیں دے اور نہ ان
الفاظ کے لکھنے کا تجربہ مولوی صاحب کو حتیٰ جہت۔

مولانا محمد منظور صاحب نے جو جو کثیر استحقاقِ ثوابت کیا لیکن مولوی جمال علی صاحب نے ایک دہلی اور
میں فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے لکھنے کا آپ کو حق نہیں ہے۔ جب ان محدث صاحب کی دانتہ دہی کا چند
حاضرین جلسہ پر پیش کیا اس وقت تو مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ تحریر دیں یا نہ دیں لیکن محمد اللہ آپ ہی
کی زبان سے حاضرین جلسہ کو یہ تو معلوم ہو چکی کہ مولوی حشمت علی صاحب آپ کے وکیل مطلق ہیں اور ان کا مشق
پر دانتہ بغیر آپ کا ساختہ پر دانتہ ہو گا۔ پس جس لوگوں کے نزدیک دنیا میں زبان بھی کوئی چیز ہے وہ خود بھی
میں نے مولوی حشمت علی صاحب آپ کے وکیل مطلق ہیں یا نہیں۔ لہذا اب آپ جن الفاظ میں بھی مجھے کو تحریر
دے سکتے ہیں دے دیں۔

مولوی دم علی صاحب نے پہلے اس تحریر کے مندرجہ ذیل تحریر دی جو ہمارے پاس پہنچی اسو طلبہ۔
۱۰۶۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَتَحْسِبُ غُلَامٌ زُہْدًا اِلٰہِ الْفکرِ فہم۔ - ہماری عزت
جناب حافظ مولوی حشمت علی صاحب منازہ مقبول کئے جاتے ہیں، اسی سبب اور ہمیں شرط
کی پابندی کریں گے جو جرح سے سوتے ہیں۔ فقط

دم علی محمد جمال علی صاحب

۱۰ خط مندرجہ صاحب، ولایت اللہ بکرم خور

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہمارے فاضل خطیب ہیں
صحبت سے کچھ چاہتے ہیں اسی میں ایسے کر فہم ہوتے ہیں کہ دہی بھی دستور ہو جاتی ہے۔ پہلے آپ نے فرمایا
کہ مولوی حشمت علی صاحب میرے وکیل مطلق ہیں اور ان کا ساختہ پر دانتہ میرا ساختہ پر دانتہ کھایا تھا۔
اس کو لکھنے کے متعلق جناب نے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ لیکن اس دہی سے بچنے کے لئے اس تحریر کے

دین سے انکار کر دیا جس سے نجد کو دو فائدے ہوئے۔ ایک یہ کہ آپ کے اقران و بہتے و مددگار بھی
 بہت دور ہی۔ دوسرے یہ کہ تحریر نہ دینے سے آپ کی راست ہائی بھی لوگوں کو معلوم ہو گئی۔ اگر میں اس کی کوشش
 بھی کرتا تو شاید اس قدر کامیاب نہ ہوتا۔ آپ نے تحریری ذمہ داری سے بچنا چاہا لیکن بمصداق فقرہ میں
 کس طرح اتنا تحت المیزاب ایسی تحریر افغانی میں سے جو محض اپنی بکواسی رضا غانی جامعہ کھ
 ذمہ داری تسلیم کر لی۔ و ذلک من فضل اللہ علیہا و علی الناس و لکن اکثر الناس
 لایستحکون۔ اس کے بعد کا وہی مناظرہ شروع کی جاتی ہے۔

آغاز مناظرہ پر مسئلہ عظیم غیب

مولانا محمد منظور صاحب ۱ (پیر از خطبہ سنوہ)۔ حبیبنا اللہ و نعم الوکیل

و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم اللہم انک عتدی

و تصدیرت۔ ہلک احول و ہلک اصول و متبعینا باسکاف قواس

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا افتخر بیننا و بین قومنا یا الحق۔ ذات خیر العائنین۔

ما بعد : چونکہ اس مسئلہ میں آپ حضرات میں ہند پہلے آپ اپنا دعویٰ متعین فرمادیں تاکہ

حاضرین کے نزدیک کل نزاع متعین ہو جائے۔

مولوی حسرت علی صاحب ۲ روکیل دماغندہ و فرزند غانی، ایک عنوان فی غیب کے بعد جس میں

استنات ہیز شد کا عنصر غالب تھا۔ مجاہد احمد سرہبے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب اکرم جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو تمام ممالکان و ممالکوں کا علم دیا۔

مولانا محمد منظور صاحب ۳ بعد از خطبہ، مہراں میں : الیہ لفظ ہونے کے عام حاضرین بھی سمجھ لیں۔

آپ کے اس بیان اور یہ حضرات کو وہ نہیں سمجھتے کہ آپ صاف لفظوں میں اپنے عقیدہ کا اظہار کیجئے۔

مولوی حسرت علی صاحب ۴ یا غوث یا نبی اللہ اللہ جیلانی خیر اللہ۔

مولوی صاحب میں نے تو اپنا عقیدہ صاف بیان کر دیا تھا کہ آپ کہتے ہیں کہ اور تفصیل کو وہ کہہ کر

کہہ لیجئے میں آپ کی خواہش پر اس کے دینا ہوں۔ یہی جملہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم

صاحب پر جن بات

شیخ احمد بہار، سوانہ اسلامی شہ لکھنؤ، کو ابتداء آفرینش دیا سے قیامت تک جو کچھ کہہ چکا یا جو کہنا ہے
یا ہو گا اس سب کا اہم تفصیل محفل عطا فرمادے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: بعد از خطبہ سنوئے قیامت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے کیا اس کا
علم آپ کے، اس دورے سے خارج ہے ؟

مولوی حشمت علی صاحب ۲: معلومات ما بعد القیامت کے متعلق پہلا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ
جملہ اسرار کائنات سے خارج ہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: مٹے فرما کہ آپ نے اس عقیدہ کو کبھی دیکھا، مولوی حشمت علی صاحب نے
یہ الفاظ لکھ دیئے۔

۲: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء آفرینش عارف سے قیامت

تک جو کچھ ہو گا جو ہر وہ ہے جو ہر گاہ سب کا تفصیل علم عطا فرمایا اور جس کو صلی اللہ علیہ وسلم نے

عید دیکھ کا کلمہ خدشہ اس سے بھی بیہوشا نادر ہے ؟ فقط

فیروزہ الفتح جبرہ رضا محترمہ حشمت علی قادری رضویہ کھنڑی غفر

مولانا محمد منظور صاحب ۱: نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ واقعات ما بعد القیامت کا علم کون سے
سے خارج ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب ۱: اے میرے بھائی، ممکن یا نہ معلوم ما بعد القیامت جنہوں نے
دورے میں سکونہ عطا ہیں، فقط۔

مولانا محمد منظور صاحب ۲: افسوس آپ نے کہا تو یہ الفاظ معلومات ما بعد القیامت کا دورہ
سے خارج ہیں، ادا کسی کی میں نے تو برہم علی قلب کی تھی۔ لیکن آپ تحریر میں لکھتے ہیں کہ دورہ اس دورے میں نکات
عطا ہیں، یعنی اس کا متعلق کچھ کہنا نہیں چاہئے، یہاں چاہئے ہیں، مگر انہیں آپ قریب ہے، کہتے ہیں

ما بعد القیامت، اہل ظہور، یہ دورہ غافلانہ طوراً قیامت اور طائرانہ ہے۔

حبیب کوئی آپ کو چپہ پہننے دے۔ اگر میرے سوالات کے جواب میں حبیب رشتہ کا نرا وہ تھا تو آپ کی تشریف
 کی کیوں دے سکتے؟ مناظر کے ٹیٹ فائدہ پہنچے ہو تو سوال کے جواب میں سکوت کرنا کمان کا اصول ہے۔
 میرا فی فدا کر ہدف نکلنے کر۔ محمولات ابد الصیامت کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ نہیں وہ ہمارے دھرم کے
 قاعدہ ہیں۔

مولوی حسرت علی صاحب نے مجبور ہو کر اسی تحریر کے نیچے یہ بھی لکھ دیا: "یعنی وہ ہمارے دھرم کے
 سے غریب ہیں؟"

مولانا محمد منظور صاحب: "بعد از تطبیق ہمارے قاعدہ مجاہد نے لفظ مسکون حتما
 کی تفسیر کی ہے کہ وہ ہمارے دھرم سے غائب ہیں۔ اس کی داد تو ان کا خود ہی دینا ہے جس میں مسکون کچھ
 کہنا بلکہ کھینکنا ہوں۔ ان مولوی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ وہ اپنے عقیدہ و بیان پر کیا
 ہے کہ ابتداءً آفرینش عالم ہے قیامت تک کا علم خدا اور واقعات بعد الصیامت کو اپنے عقیدہ سے خارج کیا
 ہے۔ اور کیا محنت نہ لکھا، میرا فی مولوی نعیم الدین صاحب رضائی اور یاروں اپنی کتاب "ملاحظہ علیہ" لکھ دیا
 میرا فی محنت کا عقیدہ یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداءً آفرینش سے داخل جنت و دوزخ تک کے تمام

جزئی و کلی حاصل ہیں؟

مولانا محمد منظور صاحب: "اس سوال میں سب سے پہلے حضرت شہداء عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اس
 نذر پر اس کا صواب ہے۔ لہذا مولوی نعیم الدین صاحب کی اس تحریر اور آپ کے بیان کہ وہ عقیدہ میں زمین و آسمان کا
 فرق ہوا۔ تو جناب سے یہ بات کیا جانتے کہ ہم آپ کی جماعت کا عقیدہ وہ کھلی جو جناب نے بیان کیا ہے
 یا وہ جو آپ کی جماعت کے کہیں کسی مولوی ضیاء الدین صاحب مراد آبادی نے لکھا ہے۔ یا اپنے دینی عقیدہ عقائد اب
 اجنت کی وہ تہ ہے یا عقیدہ دین کے بعد ہی آئی ہے جس جرن قریہ کما حقہ ہر سال علم اسلام کے اعترافات
 سے عاجز ہے۔"۔ میں نے انہی کو کہتے ہیں۔

"وہ اپنا حق علی صاحب جم مولوی صاحب آپ سے میرے طلبہ پر لکھا۔" یہ غلط ہے یہی تھا کہ

اندلس آفرینش سے دھن جنت اور دوزخ تک کے تمام نام۔ منہ لیٹے گئے دو بچاں ہزار برس کا زمانہ تھا
ہی کا قوسے آپ کو اتنی بھی خبر نہیں۔ مولوی صاحب اتنی بے خبری سے کام لیتے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: بعد از طلبہ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ دیکھیں آپ کی تاویل بہت کمزور ہے
معاذت میں قیامت تک کا لفظ ہر لایا، سچہ تر اس سے قیامت کا آنا مراد ہوا اگر سچہ نہ جنت و دوزخ میں
۔ حق ہوا۔ لیکن چونکہ جہاں دوزخ کے تمام میں جہنم کا یہ اصول ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کا کوئی مطلب بیان کرے
اگرچہ وہ ایک گنہگار ہی کہو۔ جو اس کو دانی لینا چاہتے۔ اس لئے میں اس کو تسلیم کرتے ہوں۔ یہ اصول
آپ ہی کو مبارک ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کا ایک نہایت دلچسپ اور صاف مطلب بیان کرے اور دوسرے کو مینہ پانی
مراد ہے لیکن آپ حضرات ہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں تیرے کو ہم کا وہی مطلب ہو جو تم بکھا ہے اگرچہ اس کے معانی
کے کھلم کھلا ہیں۔

بعض میں اس کو کہتے ہیں کہ آپ کہ مراد ہی ہے ہر انضطحة العظما میں کھا ہوا ہے۔ یعنی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے اندلس آفرینش عالم سے کہ دوزخ جنت و دوزخ تک کا تمام علم
تفصیل محیط ملاحظہ فرمادے۔ لیکن یہ اور دنیا یا جہان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ علم کچھ کب تک خفا فرمایا۔ آیا دوزخ
یا سعادت سے پہلے عالم ارواح میں یا ولادت شریف سے بعد کہ پھر موت سے پہلے یا بعد میں۔ مگر بعد میں تو موت
سے پہلے یا بعد میں۔ اگر بعد۔ حیرت تو کسی سے نہیں ہے۔

مولوی شمس علی صاحب ۲: لا محظہ تصور سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ بتدریج عطا فرمایا گیا۔ اور
اس کی تکمیل اس وقت ہوئی جب قرآن مجید کا نزول ختم ہوا۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: قرآن عزیز کا نزول کب ختم ہوا ؟

مولوی شمس علی صاحب ۲: سورہ صافات ۱: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ قرآن کی
اسے صاحب ۱: تو کوئی مختص فیہ مسئلہ نہیں ہے، جب آپ کے نزدیک ختم ہوئے اسی وقت ہمارے نزدیک
بھی ختم ہوا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۲: میرے عزیز میان ان باتوں سے کھلم کھلا دشمن ہے یہ علمی میدان ہے

اگر مہتابہ کو معلوم نہیں اور یقیناً معلوم نہیں تو صاف متھوں میں داخل کیا جائے پھر میں بتاؤں گا کہ قرآن
حزب کا نزول کیسے ختم ہوا۔ اور اگر معلوم ہے تو اظہار فرمائیے۔ ہاں آپ کو یہ جملہ کو علم نہیں کیونکہ کتب کے جو یا نہال
قرآن کی بہت ہی سطحی فہم ہے۔ آپ کے نزدیک اس بحث کا علم غیب سے ہے کہ قطعی ہی نہیں بہت خوب۔

مولوی حسرت علی صاحب د۔ مولوی صاحب بنی کہ چکا ہوں کہ وہ اتفاقی مسئلہ ہے اس میں جو
غیب آپ کا ہے وہی بتا بھیجے۔ ہمیں اس سے انکار نہیں اگر میں بتاؤں گا تو بہت ممکن ہے آپ اس کو نہ
مانیں لہذا جو تیسرا حکم نزول کرے گی آپ بتائیں وہی ہمیں بھی تسلیم ہے۔ مولوی صاحب! میں نے آپ کو بہت
تقریب سے سنی ہیں اور اس وجہ سے مجھے آپ کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہے آپ نے بلکہ کہہ دیا تو یہ ہے جس میں حکم
مست کیجئے اور علم غیب کی بحث شروع نہ کیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب د۔ مولانا میری پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ علمی میدان میں نہ ہمارا معاملہ
وہی کہ اس میدان میں قدم نہ رکھنا جو نہ امت کے اور کوئی قاعدہ نہیں رکھتا۔ دوسرے میں سوال کو پہلے ہوں اور بعد میں
قرآن حزب سے آپ کی اور مولوی رحمہ اللہ صاحب کی اتفاقاً یہ فیروز کی طرح مدخل میں ہو چکی ہے۔ اب پھر قریری
متر۔ وہی سوال کہ ہوں اگر اب بھی غیب کے جواب نہ دیا تو انتشار رائے آپ کی اور آپ کے مولانا سیدی عبدالغنی
بہا علی صاحب مولوی رحمہ اللہ صاحب کی علمی باتیں دہشتی ہو چکی ہیں کہ دنیا دیکھے گی۔ اگر آپ اسی کے لئے کہ
مسئلہ غیب کریں وہ بھی دیکھ سکتی ہے۔

مولوی رحمہ اللہ صاحب نے بہت دیر عرض کر دی ہے کہ بعد میں مسئلہ سے ایک تعلیمت نکال کر دی۔ مولوی
حسرت علی صاحب دہلی سیرت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لیجئے مولوی صاحب آپ کہتے تھے کہ حسرت علی کو
ختم نزول قرآن کی تیسرا حکم نہیں اب حسرت علی ہی آپ کو بتائے دیتا ہے۔ سنئے۔ مولانا ابن جبریل اللہ

۱۔ اس روایت کے نقل کرنے سے چونکہ مولوی حسرت علی اللہ مولوی رحمہ اللہ صاحب کی جماعت اور محنت و محنت جو تھی اس لئے
وہ غلطی نہ ہو کہ انہیں صحیح میں اس روایت کا مسئلہ انکار کیا گیا ہے۔ اور اس کو جملہ ائمہ و علماء کیسے کہہ سکتے ہیں
مستحقین کو تعبیر رائے طبع کرے تاکہ اس بحث کو نہ بھولا جائے اور نہ ہماری صداقت کی شہادت نہ ملے۔

اس روایت کا مضمون یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یوم وفات تک بلکہ وہی اتنا ہی جوتی تھی اس سب سے زیادہ وہی اس روز نماز میں جوتی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوئی ہے۔ اس روایت کے پڑھنے کے بعد مولوی شمس علی صاحب نے غیر معمولی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ قرآن شریف کا نزول کیسے ختم ہوا۔ میں چاہتا تھا کہ اس بارے کا بحث میں نہ پڑوں لیکن آپ نے یہ کچھ کاشفت علی کو معلوم ہی نہیں ہے۔

مولانا محترم منظور صاحب : آپ کے تسلی تو میرے کچھ عرصہ میں چاہتا۔ اس نے کہ آپ اپنی قابلیت سے عجوبہ ہیں۔ بڑی مولوی دہم النی صاحب پر جو یہ کہ وہ باوجود سلفہ کے کہیں ہونے کے وہی اند قرآن عزیز کا فرق بھی نہیں دیکھتے۔ کیا آپ کی جماعت کے محدث دیے ہی ہوتے ہیں ؟ میرے نزدیک ایسی فتنہ فطری اصرار منافق پڑھنے والا بھی نہیں کہے گا۔ مولوی صاحب ! اگر آپ کہ یہ فرق مضمون میں تھا تو کسی چہرے کے سے دیانت کو کیا ہوتا ہے

تعلّم اذا كنت لست بعالم فاما اهل العلم عند التعلّم
تعلّمون العلم ازمین تلفی من الحلة انحصار عند التعلّم

ترجمہ : علم حاصل کرو جب کہ تم عالم نہ ہو کیوں کہ علم چاہتے والوں ہی کے پاس ہوتا ہے۔ اور علم حاصل کرو کیوں کہ بات کرتے وقت علم نہ ہو سب سے زیادہ اہل سنت کی چیز ہے۔

مؤمن میں ! وہ عام ہے اور قرآن خاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے خواہ وہ بذیو اللہ ان کے کشف کے ہو یا بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے، جو صحاح شریف میں وہ سب وہی ہوتے اور قرآن عزیز اس کا ایک خاص حصہ ہے جس کو وحی متلو کہا جاتا ہے۔ یہی جو روایت آپ نے پڑھی ہے اس سے تو محض یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یوم وفات تک وہی جوتی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس روز تک قرآن عزیز نازل ہوا۔ بلکہ اس دورے سے گئے جوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے تر قرآن شریف کا نزول متوہر ہو چکا تھا۔ افسوس کہ آدھ ٹھنڈے کی حقیر پڑی ہے کہ بن جو کچھ لکھا گیا تھا وہ بھی غلط نہی ہو گیا۔ اس وقت جب کہ خطبہ مولوی شمس علی صاحب دل

ہیں تو نہ ہر کہتے ہوں گے کہ مولوی رحمہ اللہ صاحب نے کس کا منہ کھینچ لیا۔

اس کشمکش و درسنہ کیس کا تم تھک چکے

سے الغیب کیس میں تراخانہ خراسان جو

اس کے بعد مولوی رحمہ اللہ صاحب نے اسی سال میں ست ایک دوسری روایت نکال کر دی۔ مولوی

حسرت علی صاحب نے اس کو پڑھ کر سنا دیا۔ جس کا غصہ نہ رہا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں میں مبتلا ہوا اور اس کو نہ دیکھتا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں

دیکھا۔ مولوی ابوالکلام اس طرح ہیں کہ آخری آیت البیوم نکلتا ہے۔ لیسہ دیکھو کہ

اور یہ آیت کے نال میں نے کہ میرا شخصیت جعلی اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا ہے۔ وراثیات دیکھو۔

مولوی حسرت علی صاحب نے اس روایت کے پڑھنے کے بعد بہت ہی غصہ کیا کہ فرمایا کہ کیا اسی کو میں آپ

نہیں دیکھا تھا۔ اس سے تو صاف معلوم ہو گیا کہ حسرت علی صاحب نے ہر طرح کی روایت سے کیا ہے۔ قرآن مجید کا نزول ختم ہو گیا تھا۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱۔ میرے محترم میں پہلے ہی عرض کر چکے ہوں کہ علی بن ابی طالب کے

صحابہ کو پڑھا کر کے اس میں قدم کھنا ذلت اور رسوائی ہی کا باعث ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ کو میں لوگوں نے

آخری آیت کی سیٹ اسی کا مطلب ہے کہ یہ کلمہ ہے کہ احکام کی روایت کے اعتبار سے یہ آخری آیت ہے۔ یعنی

اس کے بعد کوئی آیت نہ ملے۔ بعد میں یہ آیت نہ ملے۔ اور دوسری تحفہ میں آیتیں اس کے بعد بھی نازل

ہوئی ہیں جیسے کہ انبیا صریح سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اس روایت کے بعد بھی بتا دیا کہ یہ سب غلط ہے

جس کے غلط ہونے آپ نے بار بار فرمایا کہ اگر یہ سب غلط ہے تو یہ نہیں متعلق علی ہے۔ مفسرین کو آپ دعا

بھی چھوڑ چکے کہ انہیں آگے نہیں آکر دیکھتے ہیں۔

ہاں مال بغض احمدی آقا بہ کہ حرج روکش ہو گیا کہ آپ حضرات کو قرآن شریف سے کہنا غلط ہے۔

تو ان میں کسی کو بھی خبر نہیں کہ قرآن شریف کا نزول کب ختم ہوا۔ اسی علم و قابلیت پر میں جی سے منہ خود کو نہ

کی جرات ہے۔

بہت کم ہی آئندہ عہدِ اُمّی کی سنتِ عیسائی کی کبھی یاد آئی

خیر تفریق کے دو دور ہیں، پہلے آپس کی اس پیش کردہ روایت کو مان لیتا ہوں۔ اس بنا پر آپ کا عقیدہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداءً آفرینشِ عالم سے لے کر دخولِ جنتِ وہ روزِ تک کا علم محیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ شریفہ سے کیا تھی، روزِ قیامتِ حقا فرمایا معلوم ہوا کہ ان آخری آیتیں روزِ مکہ مکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عمر شریفہ میں میرا اور آپ کا کوئی نزاع نہیں۔ کہوں کہ اس میں میرے اور آپ کے کسی کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم محیط حاصل نہیں تھا۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے علومِ غیبیہ عطا فرمائے تھے جتنے کہ کسی نبی کو دیئے گئے۔ نہ کسی امی کو۔ نہ کسی فرشتہ کو۔ پس اب مولوی صاحب کو چاہئے کہ وہ کوئی ایسی دلیل پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر شریفہ کے آخری ایک سی روز میں یہ علم محیط عطا فرما دیا گیا۔ کہوں کہ ان کا دعویٰ محض نہیں آٹھری ایک سی صد کے متعلق ہے۔

مولوی حسرت علی صاحب : آپ نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اتنے علومِ غیبیہ عطا فرمائے کہ جتنے کسی ول کو دیئے گئے نہ کسی نبی کو۔ نہ فرشتے کو۔ آپ پہلے اس کی تحریر دیکھ دیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے اسی مضمون کی تحریر دیکھی۔

مولوی حسرت علی صاحب : آپ نے ابھی اقرار کیا تھا کہ میرے اور مولانا محمد منظور صاحب کے اصول ایک ہیں۔ اور آپ کے علماء دیوبند میں سے مولوی خلیل احمد صاحب نے براہِ حق عالم میں یہ لکھا ہے کہ :
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نفس سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نفس قطعی ہے :۱

دیکھتے اس میں صاف اقرار ہے کہ شیطان کے علم کی وسعت نفس سے ثابت ہے اور حضورِ سرمدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ نفس سے ثابت نہیں۔ مولوی صاحب آپ اپنا عقیدہ چھپاتے ہیں

آپ کا اور آپ کے بڑوں کا عقیدہ یہ رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شیطان ملعون کا بھی بڑا دوست تھا اور آپ کے مخالفین و دشمنوں کے لئے کئے میں اچھوتوں کے برابر کسی دلی کسی بڑی کسی فریسنے کو بھی علم غیب نہیں تھا مولوی صاحب آپ کو مستحکم کرنی چاہتے۔ یہ کہنے کو غرضی اشعرا نہیں اور مستحکم اور صاحب گنجی نے حضرت کے علم کو شیعان مردود کے علم سے کم نہ پایا، انہیں دانش سے حضرت کی قرین ہوتی یا نہیں؟ وہ آپ کے ایک کافر ہیں یا نہیں؟ آپ ان مولویوں کا جواب نہیں دے دیں تھے تو مولوی صاحب کا مسئلہ آپ کو درست میں تھا۔ ان کے۔ چننے آپ بنا دینے عربوں کا مسلمان ہونا تو ثابت کر دیتے۔

مولانا محمد منظور صاحب: بعد از خطبہ: اب مصمم ہوا کہ مولوی جم علی صاحب نے کون سا مسئلہ پیش کیا کہ آپ کو تنہا میں کھڑا کیا ہے۔ لیکن میرے عزیز آپ کا یہ اعتبار کردہ دامنہ سبکی مشکل و حل نہیں ہو سکتا

نہ ہر کسی کو علم غیب ملے، عسکری

کھن: ہر قومیں سب سے بڑی کائنات

عزیزانہ شرائط میں رہنے میں شکایت کرتے ہیں وہ کس قدر غور و فکر میں غیب پر ہو گا اور اس میں سائنس میں رہی ہو گا۔ سچ کہنے میں علم غیب کی ہے۔ اس کی انہیں کچھ حضرت مولانا ازہر احمد صاحب و حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مسلمان میں یا نہیں؟ قرآن پر بھی ملاحظہ کرنا جو توبہ و عافیت ہے لیکن یمن و ان کے بعد جب سند علم غیب پر کوئی روشنی پڑ جائے۔ اور آپ حضرت کا سنی حنفی جو انہوں کو معلوم ہو جائے اور انہیں بھی شوق ہے تو تجھ کو یہ تحریر دے دیجئے کہ اس مسئلہ علم غیب پر ملاحظہ کرنے سے باہر ہیں انہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب و عزیز کے اندر یہ بحث کرنا چاہیے جس۔ ہر دسی و فتنہ ان کا سہارا بن کر کے دکھا دے گا یہ بھی بتائے دینا جو ان کے تپ کے لئے اسی آخری حوتہ میں مولا ہے کیوں کہ مسئلہ غیب پر ایسا مسئلہ ہے جو نہ کرنا ہو جس کے چنے چیلنے ہیں۔ اگر آپ کی ساری جامعہ دل کو تپا دے تھکے زور اٹھانے کو کراہی کہہ جائے کہ ہر امر میں کوئی چینی اس علم غیب پر نہیں پیش کر سکتی

بہرحال اس مسئلہ کے دو سمت ہیں ایک کہ اگر حجت ہو تو مہینہ دھوئے ہر کوئی باطن پر چڑھ جائے جس سے معلوم ہو کہ انہیں بنا سکتی؟ علم غیب علم غیب و فتنہ شرعیہ سے محض کیا تھی؟ انہیں قبل دے دیا گیا لیکن میں

پیشین گوئی کر چکا ہوں کہ آپ قیامت تک کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور سوئے کہ آپ اپنے بھڑکے اور کڑی پھر میں انشا اللہ اپنا اور اپنے بڑوں کا اسلام بھی ثابت کر کے دکھادوں گا۔ لڑنے سے کیا ملے ہے۔

مولوی جسٹس علی صاحب : سنی بھائیو ! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحبان کسٹنڈ : وعلیل ! احمد صاحبان کو کافر کہنے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ پہلے علم غیب کی بحث کرو۔ اور اسے صاحب ! میں کہہ چکا ہوں کہ پہلے آپ اپنا احادیث سے روئے کا مسلحہ کرنا ثابت کر دیجئے پھر علم غیب کا کھانا دینا جلد کا کام ہے۔ اس وقت ڈنٹ میں کھادی گئے۔ دیکھئے پھر میں پہلے کہ آپ کے غلی احمد صاحب اپنی برائی کا علم کے صفحہ ۵۱ پر دیکھ رہے ہیں کہ وہ شیعیان و کلمہ الودع کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی نظر عالم کی وسعت علم کی کوئی سی نص

قطع ہے :

سیر سوال بہتہ کہ گنگوہی و انجمنی صاحبان نے حضور کے علم کو شرط ان کے علم سے کم بتایا یا نہیں اس میں حضور کی قرآن مجید یا نہیں ؟ تو یہی کہنے والا کافر ہے یا نہیں۔ اور لیکن آپ کے مولوی عثمانوی صاحب اپنے حضور الودع میں کہتے ہیں کہ :

” پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول نہ کریں جو تو دریافت طلب امر ہے کہ اس کتاب سے مراد بعض غیبیہ ہے یا نقلی غیب۔ اگر بعض غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر کے ہر جی و بھونج کے میراثات و بیانات کو بھی حاصل ہے :“

اس عبارت میں عثمانوی صاحب نے حضور کے علم اور اس کو جاننے والے اور پاگلوں کے برابر بتایا یا نہیں۔ یہ شخص کی تو یہی ہے یا نہیں ؟ عثمانوی صاحب آپ کے نزدیک کافر ہونے یا نہیں ؟ آپ پہلے اس پر جواب دیتے تو ظاہر کا جواب دیکھتے اسی کے بعد ہم سے دلیل لیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : (لہذا غلط) حاضرین ! ہم اسے فاضل غلطی کی وجہ دہریہ اور سیاہی کو غلط قرار دیتے۔ باوجودیکہ پہلے جو چکا ہے کہ گنگوہی صاحب مسئلہ علم غیب پر ہر گز اور سوال کا حق نہیں بلکہ جو گناہیں ہم اسے غلط صاحب ہر قرآن غلط بحث کر کے لئے غارت لڑکھتے باتوں میں سارا

وقتہ نہوں فرمادیتا ہیں۔

مہر قائم! شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ سید احمد دہلوی، جس کا یہ پہلا شمارہ تھا، ہم اپنے بڑوں کا اہتمام آپ کے سلسلہ و حکم میں بہت دوری و محنت سے لکھا گیا تھا۔ تاہم کہ جبکہ جوں۔ وہاں مولانا اشرف علی تھانوی نے دہلی کی انہی عبارت پر دو دو سو اڑھائی لکھ کر بھیجی۔ آپ دہلی کی رحمتی صاحب سے کہنے کے انہوں نے بھیجی مسند علم غریب پر وہ شرط کے کہ کہ آپ کو مصیبت میں آئے۔ اس وقت آپ کا یہ ادا ہوا کہ ہر چھینکا بنے سو ہے۔ اور اگر انہی عبارت پر کوئی بھی تو آپ نے پہلے سے کتنی مسالوات کا جواب کیوں دیا۔ لیکن آپ کو کیا خیال تھی کہ دہلی کے شیخ کے بعد اپنی مصیبت کرنی قائم ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں صاحب کی محنت کے لئے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو عبارت دہلی صاحب نے براہیں کاظمہ اور حلقہ الامان کی طرح کرکٹ کی ہیں ان میں نہایت شرمناک خیانت سے کام لیا ہے۔ براہیں کاظمہ کی اس عبارت سے پہلے اور بعد میں جو عبارت ہے، اگر دہلی صاحب نے ان کو بھی پڑھ دیتے تو شاید سمجھ کر جواب دیتے، لیکن صاحب نے نہ سنی۔ صاحب نے خود اس سے براہیں کی عبارت کا کچھ مطلب سمجھ لیتے اور ان کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب علم افغانی کی غلطی فرما رہے ہیں جس کا ثابت کرنا آپ حضرات کے نزدیک بھی مشکل محسوس ہے۔ خیر دہلی صاحب نے انہیں پڑھی ۵۰ سے میں پڑھ کر سناتے دینا ہوں۔ سنئے۔

براہیں کاظمہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے۔

”تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب محمد عالم معلوم کو اور سب مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا، اور بتلایا اس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا مشکل ہے۔ سب کتب شریفہ سے یہی مستفاد ہے۔“

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ صاحب براہیں اس علم کے ثابت کرنے کو مشکل بتا رہے ہیں جو علامہ عطاء اللہ دہلی کے کسی غلطی کے لئے ثابت کیا جائے نہ اس کو کہ بظاہر انہی جناب جو علامہ علی و شریف علی و علم پاکسی دہلی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے۔ ہر سب بحث میں کچھ دو ہیں کہ فرماتے ہیں۔

”عقودہ البیست کا یہ سب سے کوئی صفت حق تعالیٰ کی بندہ میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنے مصفا

کاغذ کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ بزرگ کسی میں ہونا ممکن نہیں۔ پھر میں کو جس قدر علم عطا فرمایا ہے اس سے زیادہ بزرگ نہ ہر بھی نہیں بڑھ سکتا، شیطان اور ملک الموت کو تو میں قدر دست دئی..... اس سے زیادہ کی ہل کو کچھ قدرت نہیں :-
پھر لڑتے ہیں کہ :-

علم کا شرف :- میں قدر حضرت تھراؤ لا اس سے زیادہ پر وہ کار نہ سکے اور حضرت موسیٰ کو باوجود انصافیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر نقشبند کے برابر ہی اس علم کا شرف کو پیدا نہ کر سکے :-
یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی انصاف اپنی انصافیت کی وجہ سے بغیر علم کے نہ داندنی کوئی صفت کامل مخلوق سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے بلکہ اس کو جو کچھ علم و تجربہ کا وہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے گا۔

حضرت سیدنا جیس اللہ صاحب اس قسمی کو کامل کسب کے بعد رہتے ہیں۔ انہوں نے خود کرایا ہے شیطان دوسرے امرت کا حال دیکھ کر کہہ دیتی یہ کچھ نہیں کہ بعض مواقع زمین کا ٹوٹنا، طوفان، عاصف، زمین کا علم یعنی آفتی، فرماؤ کہ وہ تو ان قسمی تعلیم کے بل پر اس شخص جس کو اللہ تعالیٰ اس شخص سے کہ جب اللہ تعالیٰ بت سکھو شیطان و کسا امرت سے انصاف ہیں تو آپ پر جوابی اس شخصیت کے اپنے اندر خود ہی ساری زمین کا علم پیدا کر لیں گے، شرک نہیں تو کوئی سائنس کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وصیت کہ اپنی رائے کے خلاف جوت سے سراق زمین کا علم ہونا انصاف سے ثابت ہونی نظر عالم کی وصیت ہم کو، یعنی پوچھنا کی و کہوں کہ قیاسوں کا سارا اور شخص الکل سے تو وہ ثابت کیا جا رہا ہے۔ اور حدیث سرائی اسی کی بحث فرماتے ہیں جیسا کہ اوپر نے مضمون سے معلوم ہو چکا اور آئندہ خود حضرت مرحوم کی تشریح سے معلوم ہو جائے گا بلکہ ان شخص سے جس سے تمام انصاف کو ذکر کے ایک شریک ثابت کرتا ہے :-

اس آخری جملہ سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت مرحوم جن وصیت کی انصاف فرماتے ہیں اس میں کا ثابت کرنا

یہ اس سے کہ وہ ان مرحوم آئندہ سچے ہیں اس کو شرک نہ سمجھیں اور قرآن کے روایات و احادیث کے خلاف نہ مانا جائے۔
صیغہ کہ پتہ مضمون سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو عطا فرمایا ہے :-

کہ کبھی مانتے تو خدا و مخلوق ہوتا ہے کہ حضرت مرزا کا سرگزیر مطلب نہیں کہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام زہد و عجز و خیر کے پر ہے اور نہ کوئی مسلمان جگہ انسان ایسی ملے جو وہ بات کہہ سکے۔ مولانا کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے کے اس ملے جو وہ اصول پر کہیں کہ خلیفہ کی بعض باتوں کا بھی مکر ہو اس کو عالم الغیب کہا جاتا ہے۔ لہذا آپ کے زہد و عجز و خیر کو جانوں کے ہاتھوں کو بھی عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ خلیفہ کی کسی بات کا علم ان چیزوں کو بھی ضرور سوزنا ہے مثلاً کہ "کہ اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہو گا اور وہ بھی خلیفہ کا ایک فرستہ۔ ذرا انصاف کے کام لیجئے۔ مولانا نے حضور اقدس کے گوشہ نشین کو ان چیزوں کے برابر بتلایا یا آپ کو برابر ہی سے پکارنے کی کوشش کی اور حفاظت ایمانی کی جو عبادت سے محال ہے یہی ہے اس کے بعد یہ عبادت موجود ہے کہ۔

حسین قدس سرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ بتا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون صل متجہ "۔

کیا اس شخص سے اس کا نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم لازمہ نبوت حاصل ہوں وہ خلیفہ کے علم شریف کو ان تشریحی چیزوں کے برابر بتلا سکتے ہیں تو کچھ تو عقل سے کام لیجئے۔

مدرسہ میں مسلمان تھے، میں کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحبہ کا سرگزیر عقیدہ نہیں جو پہلے ہی صاحب نے بیان کیا اور کہیں مسلمان کا ہر کتاب ہے۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ کا خیریت معلوم ہے خود حضرت مولانا اشرف علی صاحبہ نے بھی "بسط المنیان" میں اس کو خارج از اسلام کتابت ہے۔ اسی میں یہ بھی کتابت کہ "لیفصلہ آمانتے جہش سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ کہ خلیفہ کے فضل و شرفات فی جہش

فلکات العلیہ والعلیہ ہونے کے باب میں ہے۔

ابو عبد اللہ بن محمد بن قسطنطین مختصر

اس عبارت حضرت مولانا فیض احمد صاحب دہلی بریلین کا طالع کی ابتدا ہی میں تحریر فرمادہ ہے کہ "یہ کسی آدمی کے مسلح بھی غیر مانع علیہ الصلوٰۃ کے شرف و شرف گاہت میں کسی کو مرقعہ آپ کا نہیں ہوتا۔"

خداوند مہربان فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو کمال دینی و دنیوی ہے۔

ابہ ای سوالات کا پیش کرنا آپ ہی کی حکمت الہی ہے۔

اس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مناظرہ کا یہی رنگ رہا۔ مولوی مشتعل صاحب اپنے انہیں فائدہ ناک سوالوں کو دہرا دیتے تھے اور اسی گندہ دہری سے کام لیتے تھے جو فانی برغروی کے گھر کے قمار دلوں کے اور عیس پر رضا خانیوں کو تازہ ہے۔

اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مناظرہ اہلسنت اس کے جواب میں عرض فرمادیتے تھے کہ آج بحث حفظ الایمان اور ہرچیز کا طوطی نہیں ہے سند علم حنیف کی بحث ہے۔ آپ مدعی ہیں مگر کوئی گواہی نہیں دیں جو تو پیش کیجئے۔ لیکن میں جو سے سے کہتا ہوں کہ آپ کے پاس مکتبہ کی جگہ کے برابر چڑیا کے پاس کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں۔ آپ اور آپ کی ساری جماعت گمراہ لکھتے تو قیامت تک جہنم میں رہیں گے۔ اہل مکتبہ علم حنیف پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو مجھ کو کسی کی تحریروں سے کہیں۔ اور پھر پتہ نہیں پسند رہا سو سوالات کیجئے اور ان سب کے ثانی جواب دیجئے۔ آپ نے جو کچھ بحث کوئی میرے یا میرے اکابر و مشائخ کے خلاف کی ہے میں اسی کو صاف کرتا ہوں۔

ہم گفتی و نرسندم حقا کہ انت نہ کو گفتی

جواب تجھ سے زیر سب دلیل مشکوک بنا

یہ وہی اسی طرح غم ہوا اور دوسرے روز ایکے صبح کو اس سطر میں مناظرہ شروع ہوا۔

مناظرہ کا دوسرا دن

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ یوم جمعہ وقت صبح



مولانا محمد منظور صاحب : انت یسندہ بیت افتح بیئتہ و یقین قلوبہ
بالحقوب و انت تعیر انفا قبحین اہا بعد !

کل ہمارے خاص غائب نے نہایت بے دردی کے ساتھ سنا، فٹیلے کا۔ ہاتھوں میں منافع کر دیا تھا اور حفظ الاموال اور بزمین نافعہ کی ایک نیا ہی بحث شروع کر دی تھی۔ جس کو مستعد و پرکٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جس نے بار بار دلیل کا مطالبہ کیا، لیکن اس مطالبہ کے جواب میں مولوی صاحب نے ہر مرتبہ اپنے پیچھے یا سولہ نمائندہ معقول سوالات کی ایک فہرست پڑھ کر مستعد ہی جہوں کی معقولیت یا نامعقولیت پر روشنی ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں، حاضرین غور و فیصلہ کر لیں، بلکہ کوچنگے، لیکن ہر حال کی مولوی صاحب ایک درجہ پیچھے بھی تھے کیوں کہ مستعد غور جانے ناگمان کی طرح سر ہلکا تھا، شاید مستعد علم غیب کے تعلق، سامنے دیکھنے کا سوچ نہیں کر سکا، لہذا ان سوالات کے سوا وقت پر اگر لے کر کوئی صورت دیکھی، لیکن غریب وہ وقت بھی گزار گیا اور مولوی صاحب کو رہا، لیکن کے لئے کل سے اب تک تقریباً ۴۰ گھنٹے کی مسلت بھی چلی گئی، لہذا رات بھر کے مشغولان کے بعد اگر کوئی دلیل کسی سے نکال کر تو پیش فرمائیے، لیکن اپنا دھرم یا دے۔ آپ کا دھرم یہ ہے کہ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء آخرت ہی عالم سے لے کر خالق جنت و دوزخ تک جو کچھ کہہ سونیکا یا سہو، دے دیا، ہونا کہ سب کا علم تفصیلی تھیں حضور کی وقت شرط سے محض نکلتا، ذیل طالع ادا ہے:

میں نے کسی کوئی نرا دے نہیں ہے، آپ نے حضور کے علم شرط سے کوئی کر لیا، لہذا یہ

مولوی حضرت علی صاحب اکیسہ خیر طواری کے ہیں۔ انا فاضل حقائق و احادیث

حضرت میں تو اس آداب تھا کہ مولوی صاحب نے میرے حوانات و ذابہ کا ذات بھر نکلت کر کے کچھ جواب سوجھا دیا، مگر اس وقت جب کہرتے ہوئے تو میری سب آزمائش پر پانی پھیر دیا۔ اور وہی موٹگی ایک ٹانگہ کہ علم غیب پر دلیل نہ تھے۔

مولوی صاحب! میں پھر عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے ان سوالات کا ہر کے جوابات دیکھے، اور ہی وقت سے پانچ سو روپے اس کے جانتے ہیں۔

۱۔ کہی شکر انھیں سے ثابت ہو سکتا ہے۔

۲۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہاں نہ کر علم غیب ہو اور حضرت علی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو۔

۳۰ میں نے کل یہ کہہ دیا تھا کہ جلدی مٹ کیجئے۔ جلدی کرنا شیطان کا کام ہے تو اس میں آپ کی توہین ہو گئی اور مولوی غیبی سید صاحب نے حضرت کے علم کرنا شیطان کے علم سے کم بتایا تو اس میں حضور کی کچھ توہین نہیں ہوئی۔

۳۱ میں نے کل کہا تھا کہ اٹھائی منٹ میں کروں گا اپنا کام تو اس میں آپ کے سید صاحب کے نزدیک توہین ہو گئی اور محتانوی صاحب نے حضور کے علم کو جانہ دل اور پانچوں کے برابر بتایا اس میں حضور کی کچھ توہین نہیں ہوئی۔

۳۲ آپ ہم سے سوال کہتے ہیں کہ علم نے حضور کے علم کو کس تراز میں توڑا۔ اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس وہ کوئی سی ٹرنز وہ جس میں آپ نے حضور اقدس کے علم کو توڑ کر یہ حکم لگایا کہ آپ کو میرے مالکان و مالکوں کا علم نہیں تھا۔

آپ پہلے ان میں سوالات کا جواب دے دیجئے اس کے بعد ہم علم حبیب پر ریل پش کریں گے آپ یہ کہتے ہیں کہ میں سائل ہوں حبیب نہیں۔ لیکن یہ خوش پاک کی کراست ہے کہ انہوں نے آپ کو حبیب بنادیا مگر آپ حبیب نہ تھے تو آپ نے ان حفاظ املا بیان اور براہی کا طہر کی حمایت کا جواب کہا کہ ہاں۔ محتانوی صاحب کی محبت آپ کے دل میں لگ کر گئی۔ وہ حضور کو گامیاں دیتے ہیں اور آپ ان کو سلطان سمجھتے ہیں۔ لہذا کیا آپ کو گنگوہی صاحب حضور سے زیادہ محبوب ہیں۔

مولانا محمد مظہر صاحب : اچھا وہ خط سنو، جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخصیت کو سنا وہ جادو سے زیادہ کسی شخصیت کو سنا۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا يَوْمَن أَحَدٌ كَرَحَقِّ الصَّيْنِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

کوئی شخص تم میں سے سو میں کا فی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

بھرا اللہ ہی جہاں مقیم ہے۔ ایک حضرت گنگوہی کی بات کہ مولانا حبیب احمد قرطبی ہوں حضور کی

نہ کہ پاپر۔ اللہ شام ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارکہ کی خاک پانے کے بارے میں جلد سے قلب میں سوال فرماتا ہے۔
 صاحبہ وغیرہ کی عزت نہیں اور جو کسی کچھ عقوی ہی بہتے حضرت نگین کی دست ہے وہ بھی کھنٹی اس وجہ سے ہے کہ وہ
 حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے عاشق ہیں۔ آپ نے مجھ پر یہ فقرہ کیا ہے کہ بعد از اللہ کچھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 بعد حضرت نگین کی ہر کی محبت ہے۔ میں اس کا اتنا حکم تھا کہ پہلے لوں گا وہ خوب دلوں کے حال کو جاننا ہے۔ جسے
 آپ کے سوا کسی کا وہی ایک جواب ہے کہ غلامی از محبت میں ان کا جواب: اللہ نے شرائط امور انکار فرمادی تو منور
 اور سے بھی نہیں کیونکہ آپ کھنٹی محبت میں آپ کو کسی سوال کا حق نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پکنی نے سائل اور آپ کو عجیب بتلایا، جسے خوب۔ تو سنا اللہ حضرت غوث پاک
 کا کہہ رہی غضب کرنا اور سنا کہ حق جو یہ کہہ کر کہنا ہے؟ آپ کیوں خواہ مخواہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دامن
 کو چھو رہے تھے؟ آپ کی محبت میں۔ کیا ہی حضرت غوث پاک کی محبت ہے؟ استفہام۔

رہنما ہے کہ فرمادہ کرتے پہلے حفظ الایمان اور بارش کی عبارت کا جواب کیوں دیا۔ تو میرا جواب: اس کا
 جواب یہ ہے کہ شہرہ پر جناب گویا نہیں رہا۔ میں نے اسی وقت یہ عرض کر دیا تھا کہ۔

- حاضرین کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے

حفظ الایمان اور دامن کی عبارت پر پڑھنے میں نہایت شرمناک بیجاہت سے کام لیا ہے:

العرض وہ جو کچھ عرض کیا تھا کھنٹی حاضرین کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے عرض کیا گیا تھا کہ آپ کے سوا اللہ

کے دو کونے میں میرے نزدیک تو ان دونوں امور میں غلطی آپ کے ہی سوالات کا جواب جانتی نہیں یہ کھنٹی اللہ کا
 فضل ہے کہ اس سے آپ کے سوالات کا کافی جواب بھی ہو گیا۔

آپ نے اس مرتبہ کے بعد بھی دریافت کیا ہے کہ تمہارے پاس کون سی قرآن مجید میں سے تم نے یہ ماحول کر
 لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ وسلم کو تمام مال کی دیکھ کر کا علم نہیں تھا۔ اگرچہ بحیثیت مدعی جو مذکر کے ایک کا عرض
 تھا کہ آپ کوئی قرآن و کتابت میں معصم ہونا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم محیط حق تھا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ
 ۱۱۔ آج کی بحث منقذ ثابت کرنا ہے کہ آپ ذیل میں کھنٹی سے غلطی عاجز ہیں آپ کے پاس علم غریب کے بارے میں
 کلائی کے ہنر کے بارے میں کوئی دوس نہیں اس لئے اب میں ہی آپ کو وہ قرآن بتاتا ہوں۔ سننے اور غور سے سننے

بظہرے پاس کوئی خانہ ساز ترازو نہیں بلکہ جہاز سے یا اس وہ کا شاہ ہے جو حق و ناحق کے ہانچنے کھٹنے کی ہے
تقریباً ساٹھ تیرہ سو برس پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہناؤ لیا تھا۔ وہی مٹی کا کاش اور وہی مٹی
کی کسوٹی ہم کو بتاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ناکان و نایکون کا علم نہیں تھا۔

قال الله تعالى: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اَلَا اَن يَذَّكَّرَ

اَن يَذَّكَّرَ قرآن ہے جن کہ ہم نے ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سکھایا اور نہ
میں کی شاعری کے مناسب ہے۔

عَنْ رَسُولِي حَتَّىٰ يَأْتِيَ بِشُورٍ مِنْ تَفْسِيرِ مَا لَكَ التَّنْزِيلِ مِنْ فَرَاتٍ جَبْرِ۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ اَمْ لَمْ يَلِدْ الشُّعْرَاءُ۔ یعنی نہیں سکھایا ہم نے ان کو شعر یعنی شاعر کا تون۔

اس آیت کے بعد اور تفسیر میں آیت کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا
علم نہیں تھا۔ اور وہ بھی ناکان و نایکون میں داخل ہے۔ لہذا اس حدیثی ترازو اور بعد کی کسوٹی سے معلوم ہو گیا کہ ناکان
و نایکون میں سے بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جہاں علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا گیا ہے کہ کسی کو

یہ سبب ہو کہ شعر کا علم اس آیت کے نقل ہونے کے وقت تک نہیں دیا جو کہ بعد میں دست دیا گیا ہو کہ جیسے کہ بعد سے
فاضل مخاطب نے فرمایا ہے کہ اس علم محیط کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے کیا کسی نے ذکر کیا ہے

لیکن قرآن عزیز نے وَمَا يَنْبَغِي لَهُ فرمایا اس شب کا بھی خانہ نہ دیا۔ اور بتلادیا کہ چاہے جس کے مناسب

ہی نہیں۔ تو یہ کسی طرح ممکن ہے کہ کسی وقت میں حضور کو یہ علم دیا گیا ہو۔ اس میں سبب ہونے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ
اس سے آپ کی موت کی سب سے نرمی اہل یعنی قرآن عزیز پر ایک کم کم پروردگار تھا۔ اگر حضور کو شعر کا علم دیا جاتا تو کتنا
یہ کہہ سکتے تھے کہ صاحبان کو تو شعر کا علم آتا ہی تھا اگر انہوں نے خود کچھ قرآن شریف بتایا ہو تو کون سی بڑی بات

ہے۔ لیکن اللہ جل شانہ اپنی محبت تمام کسے کسے کے حضور کو شعر کا علم نہیں دیا۔ اور قرآن عزیز میں وَمَا عَلَّمْنَاهُ
الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ فرمایا کہ حضور کو بھی خانہ نہ دیا۔

میں نے تو یہی ترازو بتلادیا ہے آپ بھی کوئی ترازو پیشین کیجئے۔ یا آپ کی ترازو کسی جس رسالت میں یہ سند
مطالعہ کی ترازو تو چھ نہیں۔ ہاں آپ کے لاد و قابلیت کی ضرورت ترازو میں۔

مولوی حشمت علی صاحب : آپ نامہ سوالات کا تہاب دیں گے یا نہیں۔ اگر آپ کے ہی سے ہیں تو چھ مہینے پہلے دیں۔

مولانا محمد منظور صاحب : میں ڈیڑھ دو سو سو مسافروں سے مجھ کو جوں جب تک کو یہ بحث علم غیب کی ختم ہو جائے گی میں ہرگز ان خرافات کا جواب نہیں دوں گا میں کا نام آپ نے سوالات کے ساتھ لیا ہے البتہ اگر آپ اپنے ذاتی مصنفہ عقیدہ سے تو کہیں یا پھر کراچی کی تحریروں سے دیں تو ابھی اس کا بھی جواب دے دیا جائے گا

مولوی حشمت علی صاحب : ہمارے مخاطب صاحب نے آیت "فَمَا عَلَّمْنَاهُ الْإِسْمَ" پڑھی ہے۔ اس پر آپ سے دو سوال ہیں۔ ۱۔ بتائیے کہ علم کیا معنی میں ہے؟ ۲۔ شعر سے کسی شخص کی مراد ہے؟ دیکھئے ہمارے میں سوال آپ پر جو کہ خون قاتل ہیں ان کو آپ نے ابھی نہیں بتایا ہے جس سے وہ آپ کو لگتے۔ ابتدا میں پھر بتائے دیتا ہوں۔ اس کے بعد انہیں نامہ شاد و سحلات اور درحقیقت خرافات کا پھر نامہ دے کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ مخاطب میں عزیز خیر سے کہتا ہوں کہ آپ پہلے ہمارے یہ کہیں اور دلوں یا کسی سوالات کا جواب دے دیجئے اس کے بعد ہم غیب کا مسئلہ پیش کیا تو ان کے جواب دیں گے۔

مولانا محمد منظور صاحب : ۱۔ خدا غیب کی شہادت میں نے لکھ دی ہے کہ حق کی ہمتا کو ہر قسم کی طاقت سے مستلیم غیب پر دلیل پیش کرنے سے عاجز اور بالکل عاجز ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکوکہ کہ اس نے جو کچھ کائنات پر پیش کیا ہے کہ دکھائی۔ ۲۔ وقت تک کی بحث سے آپ حضرات نے جس انداز اور لیا جیو کا کہ ہم سے حاصل مخاطب سے کچھ کہہ سکتے ہیں کہ کیا میں دے سکتے ہیں۔ نہ کہ میں کہہ سکتے ہیں۔ تو میں بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن دلیل پیش کرنے سے بالکل ہی عاجز ہیں۔ ۳۔ اس عاجزی سے پردہ بھی نہیں ڈال سکتے۔ دیکھو۔

آپ نے بڑے ذور شو کے ساتھ فرمایا تھا کہ اگر آپ کا ارادہ سوالات کے جواب دینے کا نہ ہو تو ہر قسم کی دلیل کو توڑ دیں۔ میں نے عرض کر دیا تھا کہ تا وقتیکہ کہ علم غیب کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہو جائے جس دوسری طرف مزید نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال تھا کہ اب ہمارے مخاطب صاحب میری پیش کردہ دلیل پر پہنچے اور اس کی جگہ ملے گی آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ۔ شہدے کیا مراد ہے۔ علم کے کیا معنی ہیں۔ کیا انہی سوالات سے قرین حجت کے نص قطعی کو توڑا جائے گا۔ کیا آپ ہی وہ نازک خیال ہیں جو مشہد سے پھر کو توڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

تاذک غصب امیاں میری تہذیب محمد کا دل

میں وہ بلا ہوں سٹیٹ سے پھر کہ توڑا دی

غیر چنگ آپ کے ان دونوں سوالوں کا تعلق مسئلہ بیکٹ سے ہے ابتدا جواب دیتا ہوں۔ علم کے معنی معلوم
ہو چکے ہیں، مثلاً میں ذالمتفق یعنی جاننا، شعر کی مازو، میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ قصیدہ اللہ، سنن زید
سے بنا چکا ہوں، یعنی قل شعور۔

اس کے بعد مسئلہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے جسے کی کوئی رائے، معجزہ چاہیں، انیس قرآن عزیز سے
پیش کر دیں گے۔ آپ نہ سمجھیں ہی دینے کی ہمت کیجئے۔ جس میں سے ایک پیش کر چکا ہوں اور دوسری سنئے۔

قَالَ اللَّهُ تَسْلَىٰ إِنَّ آتَاهَا فَاَتَيْتَهُ
أَكَاذُ الْخُفْيَةِ لَنَجْزِيَنَّكَ نَفْسٍ دِيَا
قَسْرًا - (طہ: ۱۰)

اس آیت کے میرے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ قیامت کے چھپنے کے لیے ہے، اللہ اللہ نہ کہ وہ
فُتَاوُتَ بِنَا مِيرْ شَدِ یہ جو ارادہ کرتا ہے اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ لہذا عرض اس نے قیامت کو چھپایا ہوگا۔
ادھر کسی کو بھی نہیں بلایا ہوگا۔ سیدہ الغریبہ جبر جبر سیدہ حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما جن کے لیے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر دعا فرمائی ہے۔ اَللّٰهُمَّ هَذَا الْكِتَابُ كُنْ لَكَ مِيرْ شَدِ
اس جیسا کہ ارادہ تھا تو قرآن کا علم ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

يَقُولُ لَا الْخُفْيَةَ لَهَا اَنْتَ عِي - یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے سوال اس قیامت
پر کسی دوسرے کو مطلع نہیں کروں گا ورنہ کیا
اس کو میں ہی جانے دے گا۔

اللہ ایسا ہی ہوا بھی کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم نہیں دیا۔ چنانچہ حضرت تمام اللہ ایسی آیت کے تحت
فرماتے ہیں۔

وَلَمَّا مَرَىٰ لَقَدْ اَخْلَاهَا اللَّهُ مَبْر - بھلا قیامت کو چھپا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے مقرر ہے

الحمد لله الموفقين، ومن الذنبياء فرشتوں اور نبیوں اور رسولوں سے۔

الحمد لله الموفقين : ۱۹۰۰ء میں بغداد میں انشاء

بلکہ میں کہتا ہوں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے عز و است، ہم جتنا کہ تیرہویں صدی کے آخر میں ایک فرقہ پیدا ہوا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام ممالک و ممالکوں کا مولا بت کئے گا، اس لئے غالباً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس فرقہ پر رحمت قائم کرنے کے لئے اس مسئلہ کو قرآن غلیظ میں بھی زیادہ متنا کیے ہیں کہ اگر مہموم ہر چکا اور کچھ مہموم جو جاتے اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بلیک سے بھی بہت زیادہ صاف کرنا چاہیے کہ مثلاً اللہ میں ثابت کرنا گا، پھر اس پر کتبہ نہیں فرمادے گا کہ اس کا مثلاً کہ کر دیا کہ یہ ہے بعض ممالک و ممالکوں کا علم نہ افضل البشر سیدنا نبیا۔ یوم نکھر گیا ہے اور انشاء اللہ کو مقرر ہی ستین حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اور ان کی تواریخ بھی کیا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف و مسلم شریف اور دوسری کتب حدیث میں اکثر یہ روایت موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صحابہ کے مجمع میں تشریف لکھتے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک جہوں کی صورت میں تشریف لکھتے ان ثابت بلکہ کئی کے ساتھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نافوں پر ہاتھ رکھ کر سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ پھر سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر دریافت کیا کہ احسان کیا ہے؟ آنحضرت نے اس کا بھی جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام دریافت فرماتے ہیں۔ مئی اساعۃ یعنی قیامت کب آئے گی؟ سرگرم و عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔ ما الاستولی حتماً علی کل من السائل یعنی قیامت کے بارے میں میں سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ اس کے جسے میں علم نہیں رکھتا۔ یعنی اسی کا علم نہ کچھ کہ بعد از دم کو۔ اس کے کتبہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ حضرت عرضتی تیرے منہ میں کیا کہ اللہ و رسولہ اعلم اللہ ان اس کا سوال دہن کر دے صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کہہ جبریل صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو۔ جبریل امین تھے تمہیں تمہارا وہی کلمہ کہنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن اس وقت سے مقصد خود دریافت

کہ انہیں خدا بکرم کو تہنا مقصود تھا۔

دیکھئے اس جنگِ اشدّہ تعالیٰ نے صحابہ کعبہ جمیع میں وحدتِ جبرئیلی سے قیامت کا سوال کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جواب دے دیا کہ صلا المستول حنیفا با علمہ من السائل صحابہ و صحابہ
اشدّہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ مشاہدہ کرا دیا کہ بعض مالکان وہ یوں کہ ملا دستِ بدشیر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے
اور سیدہ اسیٰؓ کو۔ بلکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں جاء لیہا جحیمہ وینحکمہ تمہارا
دن تم کو کھٹکے کے لئے لے گئے تھے۔ فرما کر یہ بھی بخلا دیا کہ تیا مت کا مل کر کے گونہ پرونا یہ دین کا جز ہے جس عروجِ ایلا
وسلام و احسان سے سلفانوں کو واقعہ ہونے کی ضرورت ہے اسی طرح اس قضیہ کی بھی ضرورت ہے کہ قیامت
کا مل کر کے نہیں دیا گیا۔ کیا ان نصوص کے بعد بھی کسی کو یہ گنجائش رہتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ تمام مالکان و مالکین کا
علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ ہاں جو علم حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب تھے
واسب آپ کو حاصل تھے اور جو شان نبوی کے مناسب دیتے وہ آنحضرت کو تین عطا فرمائے الہام سے آنحضرت
کا کوئی شان نہیں گھنٹی جس طرح کہ عالمی اور مادی نہ ہونے کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی
کمی نہیں آتی۔

محلوی حشمت علی صاحب : حضرت گرامی آپ نے دیکھا خدا اپنے محبوب کے دشمنوں سے یوں اقرار
کرا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملحدوں سے یوں کسوا لیتے ہیں۔ مولوی صاحب کو خبر بھی نہیں ہوئی
اور وہ پیارے مصطفیٰ کے علمِ غیب کا اقرار کر گئے۔ آپ تعجب نہ کیجئے میں ابھی بتائے دیتا ہوں سچے۔

ابھی مولوی صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں کد مژدہ حضور کی شان کے مناسب تھے وہ سب حضور کو حاصل
تھے کیوں بھارتو! کہا ہے یا نہیں؟ رہاں صاحب ہاں، بس جس کت ہوں کہ حضور کے مناسب ہی ہے کہ تمام
مالکان و مالکین کا علم ہو۔ اب تو آپ نے خروچی اقرار کر لیا۔ اب ملا غیب پر مناخرو کیا ہوگا۔ چلئے اب تو آپ کی پرچہ
بھی مٹ گئی۔ رسول پاکؐ نے اپنے ملا غیب کا اقرار خود آپ سے کرایا۔ اب تو آپ ہمارے مولوں کا جواب دیجئے۔ یا
ابھی یہ نہیں دے گئے۔ ہمارے پہلے آپس میں سوچیں کہ مولوی صاحب نے اپنے حکم نہیں لگوا یہ جیسے
اس کے بعد سوالات کی فہرست پھر پڑھ کر سنے گا وہی ہائے ہنسا کہ بائیں قرعہ میں اب ان پرچہ سوچوں کا اور خدا

کرتا ہوں۔

۱ : وحاحسنہ الشعر میں شعرتے شعر عروضی مراد ہے۔ ! منطقی۔

۲ : احکاد و خفیہا پر میرزا سونہت کہ یہ اخفا کتب تکست ہے۔

۳ : ما السخون، باغ و صون السائل کا تویہ مطلب ہے کہ میں تم سے زیادہ اس کو جانتے ہوں۔

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کا لڑکھ کو بھی پتا اور تم کو بھی ہے آپ نے بھی کہاں سے نکالی۔

باتیں پہلے تھے، میں نے دیکھے تھے پہلے ان عجیب سوالات کا جواب دے دیکھے اس کے بعد آگئے تھے۔

میں جب کو ہرگز نہ دیکھے ہوں گا۔ آپ کو علم حبیب کی لغی میں آیتیں مدہش چڑھتی آتی ہیں اپنے اور اپنے بڑوں کے سرے کھڑا تھا نہیں آتا۔ آپ علم حبیب کا اقرار کرتے ہیں، لہذا اس کو تراب چھوڑتے ہی مت۔ اب بس مجلسی سے جماعت سوالات کا جواب دے دیکھئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : ابدالہ نصیب سوز، جماعتی مخالف فرماتے ہیں کہ سندرک حبیب کا فیصلہ

ہو گیا اور تو نے غو، ماکان وایکون کے ملکا کا قرار کر لیا، اس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے وہی مناسب ہے۔ تب نے تقریر تو کرتے اور خود سے کہ وہ لغی بات بھی نہیں ہو گی۔ یہ کہ سوا اس شخص کے جو یکساں نامک بریلی میں رہا جو اور شخص جس کی سے کہے گا۔ لیکن ذرا ایمان کی خبر لیجئے۔ آپ نے مزید قرنی ہونے کا معاہدہ کیا ہے قرنی شریفہ توصاف الفاظ میں کہتا ہے : وحاحسنہ الشعر و ما بنی لہ

جس سے صاف معلوم ہوتا کہ ماکان وایکون میں سے شعر کا علم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب نہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ تمام ماکان وایکون کا علم ہی جس میں شعر بھی داخل ہے، شان نبوی کے مناسب ہے آپ کو تو نہ کرنا چاہئے۔ پھر یہ کہ آپ کے ہی قول سے لایا آتا ہے کہ جسے ازنی شریب ستای (غیرہ) تم بھی سدا اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب ہو۔ کیوں کہ یہ چیز بھی ماکان وایکون میں داخل ہیں حالانکہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کیا ان چیزوں کا علم بھی آپ کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب ہے، پھر تو آپ نے شان نبوت کی بہت سی قورقہ منطقی کی۔

پیارے مخالف صاحب صاحب اس مرتبہ بھی فرمایا ہے کہ اب علم حبیب کی بحث کو نہ پھیرتے وہ تم جو گئی

مہربان من ! ابھی تو ۲۲ آیتیں پچھتیں ہوئی ہیں آیتیں باقی ہیں۔ کہہ گا ابھی سے یہ حال چھ برسوں تو ابھی
اس مسئلہ پر بہت کچھ کتاب ہے۔

کھر ہے اور کراہی گئی ابھی سے ہے

اس کے بعد میں ان سواوت کا جواب دیتا ہوں جو جناب نے میری تقریر پر فرمائی ہیں۔

۱۔ شعر سے وہی مراد ہے جس کو اہل عرب اپنے محاورات میں شعر کہتے ہیں۔ قصداً اگرچہ شعر کہنا قرآن و ہدیہ
کے نازل ہونے سے سبکدوش رہا ہے لیکن مفسرین کی کیا رہے قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
کی عربی زبان میں نازل ہوا ہے نہ مضافہ کی اصطلاح میں۔ چنانچہ وہ خود صاف کہہ رہے ہیں۔ *هذه الالبان
عرب مبین* ۲۔ اور اگر بعض شعر منطقی بھی مراد ہے تو پھر کو مفسر نہیں مراد ہے یا پھر بھی ثابت ہے اس لئے کہ
وہ بھی مالکات و مایکات میں سے ایک چیز ہے جب اس کے عربی کوئی نہیں کر دیتی جیسے کی قرآن کا مالک و مایکوں کی نفی
ہو جاتے گی۔

۳۔ *انکاد انجبہا* میں کوئی قید نہ کر رہیں وہ ملحق ہے قرآب کے نزدیک وہ کلمہ کسی نامی زمانے تک
مکمل قرآب اس کی ذمہ داری کر رہا۔

۴۔ آپ فرماتے ہیں کہ *ما السؤل منها ما علم من السؤل* میں نفی کیا ہے نہ نکالی ہے بلکہ
اس کا مطلب قرآن ہے کہ قیامت لا تخلو کچھ دیکھی ہے اور تم کو بھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ شکوہ شریف دیکھنے کا بھی
تعلق نہیں ہوا۔ اس میں اسی حدیث میں جو آیت بجا بن رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مراد ہیں۔

فمن علم لا یعلم من الا ان الله اعلم عند الله اذیہ

یعنی حضور مراد حال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو یہ جواب دیا کہ قیامت کے بارے میں تم سے
زیادہ علم نہیں رکھتا۔ یہ ان پانچ چیزوں میں داخل ہے جن کے متعلق قرآن شریف نے بتو دیا ہے کہ ان کو کس واسطے
اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مستحیضاد سے کائنات کی اس آیت کو بھی پڑھا
اور *الله عند الله* اذیہ

تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی تین سے معلوم ہو رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا

کہ قیامت کا کلمہ جس طرح سے نہ پڑھیں، نہ کوئی کلمہ کو بھی نہیں، اس بار شادی میں حدیث کے احوال ملاحظہ فرمائیے۔
 تادم الشفاہ ابن حجر سفطانی اس حدیث کے تحت میں اپنی مشہور دوسرے کتاب فہم الیاری شریف
 شرح بخاری شریف میں فرماتے ہیں

المراء السادی فی العلمیات اللہ تعالیٰ است تو بعدہا لقولہ
 بعد خمس لا یعلمہ الا اللہ۔ وفتح الیاری معری مشہر
 یعنی حضور کی سزا دینے کے لئے جبریل میں اور تم دونوں اس بات کے جاننے میں برابر ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ نے قیامت کے کلمہ کو اپنے سے سزا میں کو یاد ہے کسی کو بھی نہیں دیا ہے۔
 یہ ترجمہ آپ کے سوانح کا مختصر جواب۔ باب تفسیری آیت شفاء۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ جند فاعلم شاعیہ
 و یقول شئت و یقول ما فی الانعام
 و ما فی بری فصر ما و ما نکب
 حنہ و ما قد فی فصر ما و ما
 ما فی شئت و ما فی شئت
 حنیہ و شیعہ (الحق ۴۰) آخری کا بیت
 یہ تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا کلمہ اور وہی
 آسمان کر کا ہے جس طرح کہ زمین یہ بھی اس کے علم میں ہے
 ہے کہ اس کا ہے جو وہی جانتا ہے جو کچھ زمین
 کے اندر ہے جو کچھ زمین جانتا کر گیا کر کے
 اور ان میں جانتا ہے کہ کماں میں ہے۔ یقیناً اللہ ہی
 جانتا ہے والا اولیٰ وہ ہے

یہ آیت سے معلوم ہوا کہ ان پانچ چیزوں کا علم خدا کے سر کسی کو حاصل نہیں حالانکہ یہ بھی ممکن رہا
 لیکن میں واضح ہیں۔ جو کلمہ میرا وقت مقرر ہو گیا اس سے ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نعمہ نوبت میں اس پر عزم

سے ہرمانہ فی مذہب میں ہی دو قسم آیتوں کے معلق یہ سوالات اور ان کے علاوہ اور بہت سے سوالات تفسیر کر کے
 بھر دیتا ہوں۔ تم تفسیری اس بار ہی پر کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے صاحب کے نرسنگی اور اہل موزہ اہل کا ایک خط
 بھی نقل میں کیا۔ اس کے مضمون کو نقل فرمادیں۔ اس سے مداحان نبوی کے سفر رائے سارے سوالات
 نہ دہرا ہر ما سہ ہیں

دعائی ڈالوں گا۔

میر جی شمس علی صاحب : افسوس میرے سوا کتبہ دیکھ ہی قائم ہیں، مولوی صاحب نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا، مگر مولوی صاحب میں یقیناً نیت ہے تو وہ ان کا جواب دیں۔ لیکن میں یہ نہیں گمان کرتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب کی ساری جماعت بھی ان کو نہ لکھنے کے قریب کچھ نہیں سوالات کا ہر وہ جواب نہیں دے سکتی۔ بہرحال میرا صاحب لنگوی وغیرہ احمد صاحب انجمنی، اشرف علی صاحب خانوی کے سوا کسی کو کفر نہیں اٹھا سکتا، اگر مولوی صاحب میں بہت جوتوا تھا میں، لیکن کس کی مجال ہے کہ شمس علی کے مقابلہ میں دیوبندیوں کا تسلط قائم نہ ہو۔

صاحبو ! یہ کمال مرید نہیں بر اللہ و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے۔ یہ ٹوٹ چکے گی اگر نہ ہے وہ اپنے غلاموں کی پستی ہی ادا فرمائے جس زمانہ کا کوئی غلام نہ ہو سکتا تو دیکھئے۔ میرے کچھ سوالات کا ہر وہ میرا دوسرے بعد تمام سوالات کی غیبت پر پڑے کر شادی، اس کے بعد کہ اس مرتبہ مولوی صاحب سے دو سوالات پڑے، گرا ہوں، مگر چاہیے ان کے جواب کی بھی نہیں ہے۔

آپ نے جو اس دینیہ صورت و لغو کی آواز فرمائی ہے ان میں اپنے علموں کا ذخیرہ ہے اللہ تعالیٰ ان کا خیر بھی دے گا ہے یا نہیں ؟

آپ کی یہ شکایت نہیں ہے کہ جس میں ان میں جو حدیث کے واقعہ کے بعد انھیں بت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم دے آیا گیا ہو۔ یہ دیکھ معلوم ہو گا۔ قاتل شرعاً لکھا جیسا کہ میں نے بھی دیکھا ہے یا نہیں ؟

مولوی صاحب آپ پہلے ہم سے ان مسئلہ میں سوالوں کا جواب دے دیجئے پھر ہم آپ کو ان آیات کا مطلب بھی لکھا دیں گے۔

مولانا محمد منظور صاحب : آپ خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرار کرنے والے کو یہ میرا کہنا نہیں مگر اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے۔ یاد رکھئے کہ مسلمانوں کو کافر بنانا ہرگز بہت سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال نہیں بلکہ شیطان کا کمال ہے۔

جناب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تو تھا کہ جس جنت دنیا میں گھر کا گھر بنا دیں ہی بھی کوئی

خدا پرست کو ہرگز نہ سے۔ مگر تھا اس کا ایک نامہ میں بالخصوص صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے کر اپنے دیار میں روانہ
 میں انھوں نے سلطان بنا دیے۔ آج انہیں کی جو نیوں کا صدقہ ہے کہ دنیا میں چالیس کروڑ سے لیا وہ سلطان کو دینا
 مہر نامہ! آپ کا، روپ کی جماعت کے قبل و کتبہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا لکھا کہ تو کتبہ کو ذرا
 میں کوئی نسخہ نہ پھر۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید بہ وہ کافر جو انہیں کافر کہہ رہا کافر۔ علماء دیوبند
 وہ کافر جو انہیں کافر نہ کہہ رہا کافر۔ اہل حدیث وہ کافر جو انہیں کافر نہ کہہ رہا کافر۔ تدریۃ العلم۔ قائم ہوا
 آپ کے۔ اہل حدیث نے حکم کیا جو اس میں شریک ہو وہ کافر۔ آخری نامہ میں محمد کبیر خاں صاحب نے لکھا
 ہے۔ میں نے شریک کو بھی کافر بنایا۔ حالانکہ ہندو و سرون ہند کے مدد سے سہاوی اس میں شریک تھے۔ بالخصوص
 مولوی عبداللہ علی صاحب گھنوی فرنگی بھلی کو اسی طور پر ایک سو ایک وجہ سے کافر لکھا۔ پھر مولوی محمد اسحاق
 صاحب شہید جو کو سلطان بنا کر غور کافر کر دیا۔ پتی سادی جماعت کو کافر بنایا۔

طرح آپ کا گول تو ہے کہ ساری دنیا کو کافر بنایا۔ صاحب مسلمانوں کو شیعہ بنانے کے کھانے بنا۔
 لکھ کر کوئی انہی میں ایسا نہیں جو مولوی احمد رضا خان صاحب کی تحریک کا شکار نہ ہو۔
 اور جناب مولوی فضل علی علیہ السلام کا نام یہ تھا کہ: سچا ہے میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کی برائی کے کافر
 کو مسلمان بنادیا۔

پہلے مسلمان نہ کہ: احمد رضا خان
 کچھ عیسائی کتبہ و سبیل لکھا

آپ فرماتے ہیں کہ: اسے سرون کا جواب دے۔ البتہ انہیں لکھنے اب حاضر ہیں بھی آپ کہ ان حوالوں میں تین
 نامے نہیں وہ لکھتے ہیں کہ یہ سوالات نہیں بلکہ مسند کم غیب سے بچنے کی بات ہیں جن میں یہ ہے محترم دوست۔ یہاں تک
 یہ ایک اتنی کچھ نہیں کہ اتنی دوسری بات تو بھی لکھے۔

شیخ اس سے سخت براہ عمل ہیں کہ آپ پر محمد اسی طرح ان نامہ بنا۔ سوالات کو چند لکھنا دیا کریں وہ
 میں فراتہ و صورت سے سولہ لکھیں پر روشنی لکھ کر دے۔

برہم کے راہ پر کام نہ سناستند

مسئلہ را در دانش انداختند

آپسک دولت ہی سوالات ہیں اور میرے پاس قرآن و حدیث کی دولت ہے۔ عقلی جناب بسنا
قَدْ يُعْجِبُ خَيْرٌ مِّنْكَ

اس مرتبہ کو ہی صاحب نے زمزمہ عالم غیب کے متعلق دو باتیں دریاخت کی ہیں۔ ایک یہ کہ ان بڑے پیروں
کا علم اللہ تعالیٰ ہی سے ہی سیکھا جاتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایک ضرور اس پر قادر
ہے کہ وہ چیزوں کا علم کسی کو دے دے۔ لیکن ہمارا اور سادہ سلف سادہ ہیں کا حقیقہ یہ ہے کہ کسی کو دیا نہیں
اور نہ دے گا۔ کیوں کہ اس نے ان علوم کو قرآن و حدیث پر ہی مبنی ہے۔ یہی سادہ حقائق کا ہے۔ اس
کی تائید ہے۔ وقت ختم ہو جائے گی وہ جس سے ہیں اس وقت اس پر کافی مدد نہیں دلائی سکا تھا حدیث و روایت
کو اس سوال کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ خیر بر عین کر رہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں
فرماتے ہیں۔

خمس من الغیب اما قرہ من اللہ	غیب چھوٹے یا بڑے پیروں ایسی ہی ہے جو اللہ تعالیٰ
علم یفتح قلبہ من مددنا مقربا ولا	نہ اپنے سے خاص کر دیا جائے گی اطلاع کسی غیب
غیبا۔ لا نسب لنا منہ و سلم	فرشتہ کو دی ہے نہ کسی نبی و رسول کو۔ تحقیق اللہ
لنا منہ فلا بد انک لعل من ساس	ہی کہ سب قیامت کا علم پس کوئی نہیں جانتا زمین
منی نمود الی اللہ فہی منہ ولا	ہیں کہ کب قیامت آئے گی کہیں نہ اور کوئی نہیں
فی ای شہر ایلا ام نہا۔ لا یمنون	میں۔ ان میں سے کسی کی بات میں۔ اور وہی تامل
الغیب فلا یسلوا احد منی یزول الغیب	کو کہے یا نہیں کو۔ پس کوئی نہیں جانتا کہ کب
ایلا ام نہا۔ لا یسلوا احد منی یزول الغیب	دانش ہوگی۔ آیا وہی بات میں۔ اور وہی جاننا
فلا یسلوا احد من الغیب لا یسلوا احد من	سب سے اس کو جو کچھ جو میں ہے۔ پس کوئی نہیں جانتا کہ
ام انشی احسن او اسود ولا تدری	کو جو دھوکا میں ہے وہی کسی کو خبر نہیں ہے کہ کچھ

کے سامنے جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ غیر واحد اور تعلیٰ نہیں ہوتی، بیان کر دے موقوف کو کورٹس پر کھیرتا جھٹکا جوتا
میں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس آیت سے علم قیامت نہ ہونے پر نودا آنحضرت نے بھی استدلال فرمایا ہے۔
۱۲ دوسری بات آپ نے یہ دریافت کی تھی کہ یہ کیسے معلوم ہوگا کہ قیامت کا علم اس حدیث جبرئیل کے واقعہ
کے بعد بھی آنحضرت کو نہیں دیا گیا۔ ممکن ہے کہ اس واقعہ کے بعد دے دیا گیا ہو۔ بعد ازاں اس نے فرمایا تھا وہ
پیشتر کا ہے۔

قرآن وحدیث سے قرأت کی واقفیت کل سے معلوم ہو رہی ہے۔ لیکن اس سوال سے معلوم ہوگا کہ آپ اصول
مناظرہ سے بھی بہت زیادہ واقف ہیں، میرے محترم دوست دلیل کی ضرورت اس کی وجہ یہ کہ اس کے لئے کو اس
واقعہ کے بعد گواہی دوز سے پہلے علم دے دیا گیا۔ اور جو انکار کرے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں مناظرہ سے
پہلے آپ کو مناظرہ پر شہید چاہئے تھی۔

برہستان رو کہ از جہل عربی عشق گیسری یاد

چہ نسل آ کہ از جمیع خلقی نفسان بیا موزی

لیکن چونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ دلیل پیش کرنے کا سہن آپ نے فرمایا ہی نہیں بھاس لئے میں ہی تنہا
مولا بنیتے۔

فانکم تحذرون حافظ بری مجر مستعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ شریف میں: اسی حدیث کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں۔

اسی حدیث جبرئیل کو ابن سعد نے کتاب الايمان میں

ابن ابی اسد سے جو علی بن ابی اسد سے بطریق سلیمان

تبعی بعد ایتہ فاروقی حلقہ روایت کی ہے اور اس کے

پیشے لفظ یہ ہے کہ

ہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے عرصے

ایک شخص نے جبرئیل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے اس کے بعد پوری حدیث بیان کی کہ

در زاد ابن مند و کتاب الايمان

بنا سادہ و حذف علی شرط معلوم میں

طریق سلیمان النبی فی حدیث حسنہ

ابن ابی اسد فی انوار حدیثی صلی اللہ علیہ

وسلم علیہ السلام فی حدیث حسنہ

حلیہ و مسلمہ حدیث حسنہ بطریق

(فتح لایزال شرح بشاری)

اسی روایت نے آپ کے اکیلائی بندہ واسطے ایمان کا بھی ثبات کر دیا اور بتا دیا کہ یہ واقعہ ہی عمر شریف کے آخر حصہ میں ہوا ہے۔ یہ ہے مجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ یہ ہے ادا اللہ تعالیٰ کی۔ یہ ہے نعمت کا گوشہ۔ واقعی میں وقت حضرت مرثیہ کے یہ روایت فتح الباری سے چرخی تھی اس وقت جمع کی ایک عجیب کیفیت تھی جو اصل تحریر سے باہر ہے۔

حاضرین کلام۔ اس طرف بھی توجہ فرمائیں کہ مسئلہ علم غیب کے تعلق جربات ہمارے فاضل صاحب ریافت کے ہیں میں برابر اس کا جواب دیتا ہوں اور بجز اللہ عیسا شافی کا اس کے بعد کوئی صاحب کلام کثافی کا موافق بھی نہیں رہتا۔ لیکن ان سوالات کی فہرست میں برابر ان کا شمار رہتا ہے۔ یہ ہے ہمارے فاضل صاحب صاحب کی حق پرستی۔ لانا دانا علیہ ما جہلہ۔

مولوی حشمت علی صاحب؟ اسے صاحب؟ آپ کو ان کتابوں سے کیا واسطہ؟ آپا شریف علی کی۔ سفوف الابدان۔ کو دیکھئے۔ گنگوہی کی تراجم۔ کو دیکھئے۔ پتے اپنے کلمات کو اٹھائیے۔ آپ کو تو ان اسلامی کتابوں کو اعتدال سے کا بھی حق نہیں۔ آپ ان مقدس کتابوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ آپ اپنے کفر سے کوسہ کو ہیں تو ہم انہی کتابوں کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

حضرات گرامی! میرے سوالات متاخرین جو پتے ہیں اور مولوی صاحب ان کو بالکل بھی نہیں سمجھتے۔ مولوی صاحب کو اپنا اور اپنے جڑوں کا کافر بنانا سید ہے چہی بہت سوالات منٹ رہتا ہوں۔ اس کے بعد وہی فہرست مناد ہی اور وہ۔ برخاست ہو گیا۔

اس اجلاس کی کیفیت کا اندازہ کسی قدر جلد سے ناظرین کو بھی ہو گیا ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کی کیفیت جس درجہ عجیب و غریب تھی اس کو صحیح نقشہ کھینچنا ہمارے اسکاں سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ مولوی حشمت علی خان صاحب جس وقت اپنے مستان میں سوالات کی فہرست نامہ میں سے لکھ کر منے ہوئے تھے تو سامعہ دنا خانی شہر سے آٹھ گھنٹہ پہلے کر پتے تھے۔ اور پھر مولوی رحمہ اللہ صاحب نے تو مسلط شافعی کی قلمی کمالی تھی۔ خانا خاں کے بعض سرخوں نے جملہ کو یہ رنگ لکھ کر مولوی حشمت علی صاحب سے کہا بھی کہ آپ جمع کا رنگ نہیں دیکھتے ان سوالوں کو دیکھئے اور دلیر پیش کیجئے۔ بالآخر جب ان کو نہیں ہو گیا کہ ان تلوں میں تین ہی نہیں تو بجز مولوی

ابن عربی نے بھی گناہ چھوڑ دیا۔

پیش قدم کو اس طرح منظر و شمع ہوا:

مولانا محمد منظر صاحب : اہل بیت علیہم السلام حضرت جعفر طوسیؑ کے لئے اس مجلس کے انعقاد ہوا تھا بھلا اللہ اس پر کافی رکشائی فرمائی ہے۔ جس میں آئینہ میں کرچکا ہوں۔ جی کا جواب بخدا کے طلب اس کے سوالوں کے نہیں دے سکے کہ تم نے ان آیات کا مطلب نہیں سمجھا، اگر تو مجھے سے حوالوں کا جواب دے، دے گے تو ہم مطلب سمجھا دیں گے۔ لیکن آپ حضرات کا معلوم ہے کہ آپ کب جو بیت میں تشریف لائے تھے اس کا مطلب بھی مضمین امت کے کلام سے بیان کیا جاتا ہے۔ میں اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب بیان کرنا حرام سمجھتا ہوں۔ اپنا جہاد قائل تھا مطلب خود قرائن کو آپ میرے بیان کر، مطلب کو غلط نہیں بتلا، بہت بڑا حضرت امی صاحبہ رضی اللہ عنہا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ علامہ نسفی صاحب دارالاشترک کے بیان کر، مطلب کو غلط بتلا رہے ہیں۔ بلکہ سنا تھا ان کی نسبت کا مطلب تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریفہ سے بیان کیا ہے۔ کیا معاذ اللہ آپ کے نزدیک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قرآن کریم کا مطلب نہیں سمجھا۔ استغفر اللہ۔

ابن عربی کی آیت سنئے۔

يَسْأَلُونَكَ حَتَّىٰ تَايَأَ الشَّاهِقَ آيَاتٍ
عُرْسُهَا كُلُّ رَاثِمًا جَلِيهَا عِنْدَ رَبِّهَا
لَا يُجَلِّيٰهَا لَوْ تَرٰهَا إِلَّا عُرْشَتٌ مُّتَتِّفٍ

اسے جہاد سے دعویٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ سب سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ سب کتنے گی۔ فرمادینے کو کہ اس کا لفظ عرس ہے کب سے۔

ابن عربی مولانا محمد منظر صاحب سے اس کا ترجمہ فرمایا تھا کہ جو آیت میں پیش فرماتے تھے اس کی تفسیر اور تفسیر کے لئے اہل بیت یا آثار صمدیہ اہل بیت کے حوالہ دینے کے لئے تھے۔ منجمل کی جگہ آج تک اس کی کثرت ہے۔ اہل بیت وہ چیز تھی جس سے حضرت مولانا کے تحریر کی اس کے کلموں کے قلب و دماغ میں ہمارا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ وہ خدا میں برائے نام بھی ان اہل بیت کا ذکر نہیں۔ اللہ سے بیان داری۔ الحساب یوم الحساب۔

الشَّمُوبِ وَالْأَرْزِ لَا تَأْتِيكَمْ
إِلَّا نَفْتَةٌ بَيْنَهُمْ لَئِنَّكَ جَنَّاتُ جَنُوبٍ
حَتَّىٰ قُلُوبُ النَّاسِ يَتَّخِذُ مِنْهَا
مَثْوًى وَكَذَٰلِكَ
أَحْكَمَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

احزاب، سورہ ۴۳

نہیں ظاہر کر کے گا اسی کو اسی کے وقت پر مگر حضرت
بجھ رہی ہے وہ آسمانوں اور زمینوں میں وہ اچانک
بلخبری ہی میں گئے گی۔ وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ
ہیں گویا کہ آپ اسی کو جانتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اسی کا
علم اللہ ہی کو ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس بات سے
ناواقف ہیں۔

سید الطہریؒ نے صحیح تفسیر میں فرماتے ہیں۔
لما كان انصار محمد صلى الله عليه
وسلم سألوه سؤال قوم كانوا
يرون ان محمد احسن بهم
فادعى الله الي انما احبها خلقا
استاذر جملتها فلم يقطع عليها ملحقا
ولا رسولا اخويها وابن جبريد وغيره رخص
مورسني منفي: اي مشهور ومتغير تفسيره ما كما التبريل
يعني قوامت کے قائم کرنے کے وقت کا علم اس
اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ادا اس کام کو اس نے اپنے ہی
سے خاص کر لیا ہے اس کی خبر نہ ملے مگر وہی، ادا
انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بھی نہیں دی ہے۔
خبر کیا جائے کہ ان تصریحات کے جوئے ہوئے بھی کسی مسلمان کو گناہ بخش ہے کہ وہ یہ خبر دور رکھے کہ
قیامت کے وقت کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارے داخل غلاب
صحیح کی طرح کہہ دیں کہ اس آیت سے کہ تفریق کے بعد دے دیا گیا تھا۔ لیکن اقل تو یہ کہ اس وقت نہ یہاں سے جب

سودی صاحب اس کی کوئی دلیل پیش کریں بلکہ دلیل دنیا میں کوئی دھنسنے نہیں منہا ہے۔ درحقیقت یہ کہ حدیث جبریل نے اس اعتقاد کا بھی کلمہ قیام کر دیا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آخر تک یہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں عطا فرمایا گیا۔

میرے جناب نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ حدیث جبریل کے الفاظ سے فہمی کس طرح نکالی۔ اگرچہ اس کا جواب شافی میں بھی دے چکا ہوں لیکن اس وقت محنت پر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی عبارت اشعۃ اللمعات شریفہ مشکوٰۃ شریف سے مدارج متاہرون میں حدیث جبریل کے معنی یہ کہ کوئی دیکھ نہیں لے جاسکتا تھا۔ شیخ محمد زکی علیہ السلام منہا باحلام مسائل کی شرح کہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یعنی میں تو مرد و برابرم نہ داراستنبی آن بلکہ ہر
سائن و مسئلہ میں جان دار کو آواز بخشد
و نہ قہر سے کہے نہ داند حد سے تعاضل پہنچ کسی داند
حاکم و پس برائی مملوح نہ ادا۔
راشعۃ اللمعات عبد اداں علیہ السلام:

یعنی کو بھی نہ ادا و رسول نہ میرے اس کی اصلاح
یعنی وہی۔

یہ بھی غلط ہے کہ یہ پیش ہے وہی میں بن کو غافل برہم ہی بھی اپنی بعض تصانیف میں شیخ اشعۃ لکھتے ہیں۔
مولوی حسرت علی صاحب ۱ حضرات کی تفسیر میں یہ بھی ہے۔ مولوی صاحب کا کفر علی و منس
الاشیاء ثابت کیا جا رہا ہے۔ لیکن مولوی صاحب اس کا کوئی جواب دیتے ہیں نہ اپنے کفر سے تو کہتے ہیں۔ یہاں
سوالات سے کہیں ہو چکے ہیں لیکن مولوی صاحب ۱ کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ چھاب میں کہتے ہیں کہ آپ
جانبہ سوالات کا جواب نہ دیکھیں۔ میں یہ تحریر دے دیکھ کر ہم حسرت علی کے سوالات کا جواب کہ جواب سے خارج
ہیں اس کے بعد میں ان آیات کا مطلب بیان کر دوں گا جن کو چڑھ چڑھ کر آپ مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اس کے مولوی صاحب آپ مولوی کے خیانت کہتے ہیں۔

دھڑک رہا تھا جیسے میں آپ نے شیخ کی عبادت پر ہی نہیں پڑھی، اسی حدیث کے تحت میں شیخ کی تباہی کے بارے میں قوی ہوں۔

۱۔ ایسا نہ ہو کہ عیب اندک چیز خدا کے آگے نہ گھرے گا کہ وہ جسے دے گا اور خود رکھے گا :
جاننا کہ یوحنا والہام :

یعنی یہ مخلوق و غیرہ یا کچھ چیزیں اس عیب میں سے ہیں کہ خدا کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا
مگر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ دے گا وہ اللہ کے فیض سے بنا دیں :

تو کیا آپ نے کوئی مشورہ پر عمل نہیں کیا تھا ؟

آپ ویسے تو اس سے سیدھے جاتے ہیں لیکن نہ کہ نبی کا علم کھالے کے ہے آپ کو ایسی ایسی غیبتیں کرنا
آتی ہیں۔ سنئے یہ کچھ دوسرے مشورے کہ خطیب نے فرمائے ہیں :

۱۔ دای صلی اللہ علیہ وسلم : انا ستبر علی سیرۃ الرسول لیس لک زلت الی واسکرم و دھفات

حق و اسرار و آثار و کچھ علوم و جہاد باطن و اول و آخر و احاطہ نمودار است و مصدق
فوق کل نبی و علیہم السلام :

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام شان و فخر اور اس کے احکام اور اس کے اسرار و آثار
و آثار کو جانتے والے ہیں اور تمام علوم و جہاد باطنی و اول و آخر کو احاطہ کے ہوتے ہیں

اور فوق کل نبی و علیہم السلام کا مصداق ہیں :

دیکھئے یہ وہی توحید میں اسے صاحب آپ کو مشرک کرنا چاہئے، آپ پھر بے جمع میں ایسی غیبت کرتے
ہیں، آپ اپنے سمیت کفر و کلمہ : ہمارے مسائیس سوائیس کا جواب دیکھئے : اچھے عاجز ہونے کی ضرورت دیکھئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : (بعد خطبہ) : ہمارے ماضی کا خطبہ نے جس قدر سخت الفاظ میرے متعلق

کئے ہیں میں ان کا جواب کچھ نہیں دینا چاہتا ۔

ہم کہنے و طرے سند ہم دعا کہ اللہ بخیر فرمائی

حواصی غمی ز سبب مہل سبک و شام

یہ سخت کھلمیالی اور بے رحم میاں پید ہی کو ملہ کہ ۔ ہاں اتنا عرض کروں گا جو نیکو آپ حضرت کا دین
بابت کا مشفق بزرگوں کے کلام میں ناجائز خیانت اور قطع برید کرنا بعد اس لئے آؤستروں کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔
اَلتَّوْبَةُ قَبِيْلٌ غُلَاقٌ - لیکن یاد رکھئے کہ بھگوان اللہ اس حق کو بھی سمجھا سوزگار روایتوں کی ضرورت پیش
نہیں آتی۔

شرح عبد الرحمن کی جس عبارت کے متعلق جناب فرما رہے ہیں کہ وہ نہیں فرمیں، بے شک میں نے نہیں فرمیں۔
کیوں کہ اس کو سننا علم غیب سے اشیاء یا انبیاء کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس سے مراد تھا نہایت کہ ان پانچ چیزوں
کا علم اللہ تبارک و تعالیٰ اگر کسی بندہ کو عطا فرماوے تو اس کو بھی ان کا علم ہو سکتا ہے۔ اور اس کا انکار کسی کو بھی
نہیں۔ بے شک اگر اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو ان پانچ چیزوں کا علم دے دے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بعد کسی کو
دیا بھی یا نہیں، حیدر گاہ ہے۔ اس پر بھی شیخ "ہی سے دریافت کیے کہ کیا کسی کو دیا بھی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب
حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے یہاں سے ہی ملے گا کہ۔

۔ ہی تعالیٰ پر ہی کسی را او ملے کہ اس کی جان افروز نہادہ :

۔ اور اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی فرشتوں اور رسولوں میں سے اس کی اطلاع نہیں دی ہے ؟

اب فرمائیے کہ کس نے یہ نیت کی اور کون نے دیا ؟ اور بے شرم بنا ۔ ج

ہم انعام میں یہ رکھتے تھے قصداً اپنا عمل آ

اس کے بعد شیخ "اُن ایک لفظ عبارت پیش کرتا ہوں جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ پر علم غیب کے متعلق شیخ

کا حقیقہ معلوم ہو جائے گا۔ مشکوٰۃ شریف میں بذیت علم شریف : حدیث ہے

عن صاحبہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان

یموت جہراً قلنا لو فی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم . للحدیث

ترجمہ ! حردی ہے حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا حضور اُنہی دفعہ شریف سے بعض ایک صبر پیلے فریاد تھے کہ تم لوگ مجھ سے کیا

کا سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم ہی اللہ ہی کو ہے ؟

اس حدیث کی شرح میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت ہا بر شہیدم آنحضرت را فرمود چش از بطلت
خود بیک او قتل غلب من الساعة مہرید
مرا و وقت قیام قیامت را انما علیہا عنہ
افقہ و حیت علم بقیمین وقت تو گوزر خداوند
ہزارہا یعنی از وقت و آخر قیامت کہ نہی می رسید
آن خرم معلوم من نیست و ان را جز ندانے نکاتے
نہ اند :

حضرت ہاجرہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے حضور کی وفات شریفہ سے ایک ماہ
قبل سنا۔ حضور فرماتے تھے کہ تو مجھ سے قیامت کے
لےنے کا وقت دریافت کرتے ہو حالانکہ اس کے وقت
میں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ یعنی قیامت
کس کی آنے کا وقت خود محمد کو معلوم نہیں۔ اور
اس کو تو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ؟

در شرح تصحیحات مطبوعہ دارالمصنفین ۱۳۰۰

اس روایت نے صاف بتا دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے علم کا وقت شریف سے ایک
ماہ قبل تک بھی نہیں تھا۔ چہ جائیکہ کسی روز سیٹھ ستر اور شیخ علیہ الرحمۃ ان عبارت نے اور زیادہ وضاحت
کے ساتھ اس کو بیان کر دیا۔ کیا اس پر شیخ کو کما جاتا ہے کہ وہ علم غیب کے قائل ہیں ؟

مولوی حسرت علی صاحب : حضرات گرامی : آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے برابر مولوی صاحب کا
کفر ثابت کیا جا رہا ہے لیکن وہ اس کو انکارت میں ترقیب کر کے مسلمان ہی جوتے ہیں۔ ہمارے سامنے سوال مولوی
صاحب پر سورجیں ان کو بھی اتر نہیں سکتے۔ پس وہی مٹھی کی ایک ٹکڑی علم غیب، عجیب، غریب، شایعہ اسی کو بلند
و برتر کرتے ہیں۔ اور چہت گتے ہیں کہ انیسویں سیش کرو، اچھا میں کہتے ہوں کہ جب آپ کے بشو کے نزدیک جانوں
گو میں علم غیب ہے، مستطاعی کو جو علم غیب ہے، تو آپ نے اپنے ان کے علم غیب کی کوئی قطعی دلیل پیش کر لیجئے اس
کے بعد ہم صاحب پاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کر دیں گے۔ انشاءً مستحکم :

اسان پچھت نہیں جاتا، زمین شوق نہیں جو جاتی، خدا کے محبوب کے علم غیب کا انکار کیا جائے اور اچیس مردود
معدن کے علم غیب پر ایمان ہے۔ کہہ دے سکتے، کھجی و پھر جتنے مینو کے علم غیب مانا جائے اور یہاں سے مصطفیٰ
کے علم غیب کا انکار کیا جاتا ہے اور یہ پڑھتیں اور حدیثیں پڑھ جاتی ہیں۔

۱۲۹ میں مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ نے تو اپنا عقیدہ یہ بتلایا ہے کہ حضور کو اس قدر علم غیب تھا کہ کسی نبی، کسی ولی، کسی فرشتہ کو بھی نہیں تھا، اور آپ کے مولوی لنگوہی صاحب کہتے ہیں۔

”ہر چہ ہذا امر مذہب و جمہ علماء متفق ہیں کہ اشبیا علیہم السلام غیب پر طبع نہیں ہیں“

(مسند مولوی صاحب ص ۳۰)

لہذا ہمیں بتلانیے کہ آپ کا اصل عقیدہ کیا ہے؟ مولوی صاحب یہ وقت چھپانے کا نہیں ہے۔ اب میرے سوالات انتہائی چوہچکے ہیں۔ خدا کے واسطے کسی کا جواب دیکھئے۔ یا آپ سے بس خدا کے محبوب کا علم عظیم گھسنے کے لئے آئیں ہی پڑھنی آتی ہیں۔

۳۰ میں نے مراجع الثبوت کی عبارت پڑھی اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب دیکھئے لیکن اب میرے سوالات پورے نہیں آج گئے۔

مولانا محمد منظور صاحب: (بعد خطبہ) محترم بزرگو! یہ باتیں تو آپ کل سے رابرہن رہتے ہیں۔ اور بقدر ضرورت میں ان کا جواب بھی دے چکے ہوں اب جس کے عادیہ کی حاجت نہیں سمجھتا۔ ہمارے مخاطب صاحب جن عقائد کو میری یا میرے اکابر کی طرف منسوب کر رہے ہیں کل ہی عرض کر چکا ہوں کہ وہ کسی مسلمان کو کیا معنی کسی کھجور انسان کے بھی نہیں ہو سکتے۔ بھلا اللہ ہمارے اکابر کا دامن تقدس ان شرافات سے بالکل پاک ہے یہ کن نامی کی زبان وازی کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ زحیا بخش و ہرچہ خواہی کن۔

لیکن چہاں سے مولوی صاحب بھی مجبور ہیں آخر کسی طرح دس منٹ بھی پورے کریں آیات و احادیث نہ سہی گالیان اور افتراءات ہی سی۔

ملہ سے شک کسی لغوی کو غیب پر اطلاع نہیں، لیکن اطلاع سے مراد وہ علم ہے جو کسی قوت، مادہ کے ذریعہ سے بغیر اختیار خداوندی حاصل ہو۔ چنانچہ فقیر وارک شریف میں یہ آیت صاف کان اللہ لیعلم غیبہ علی الغیب تصریح ہے کہ غیب کی کسی بات پر بھی دعوای اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں بلکہ آپ کو جس جانب اللہ خبر دی جاتی ہے۔ دلوں بالوں میں نصارت ایک فرقہ خوب کھلو۔

بہر حال میں سوانحی تقسیم قرآنی مبنیٰ صاحب کی ان لغویات سے اعراض کرتے ہوئے اصل بحث کے طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پانچویں اسیرت صفحہ۔

یوم یوحىٰ انک الرسل یقول ما ادا
احببتم قالوا لا عنونا انک انت
علام الغیوب۔
و اما . مکر ۴ :
اس اسیرت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ چمنسہ دم علی مہاشی رزاق علیہ ذوالکے ہیں

لا عنونا فان حملنا ظاهرا قالوا لا نعلم ما فی قلوبہم
لانہ غیب وانہ مخصوص باحاطۃ الغیبات :
یعنی انبیاء علیہم السلام فراموش گئے کہ اگرچہ ہم کو ان کی ظاہری باتوں کی خبر ہے لیکن ہم ان کے
دلوں کی حالت کو نہیں جانتے کیوں کہ وہ غیب ہے اور غیب کا احاطہ میری ہی امت پاکستان
ساتھ خاص ہے :

اصول کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی باسند و استناد کے جتہ پر تحقیق ہو جائے تو پھر کسی کو اشتقاق کی گنجائش
نہیں رہتی۔ اور یہاں خدا کے پیار میں سادے انبیاء علیہم السلام سے بنا حضرت آدم سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس باسند پر اجماع کہ ہے کہ ہمیں دلوں کے حال کی خبر نہیں۔ آپ ہی فیہود
کے جانتے تھے ہیں۔

لیکن انکسوس : آج جو دہوی صدی میں اسی اجماع پر غیران کا نہایت دشمنانہ خلاف کیا جا رہا ہے
پھر یہ اجماع بھی دنیا میں جیسے جگہ خدا کے پیار میں خداوند تبارک و تعالیٰ کے حضور میں۔ اس اجماع پر غیران سے
بڑھ کر انہ کی دلیل ہو سکتی ہے :

آپ منہجہ مدارسِ اشاعت کی عبارت پر بھی تھی اس کا برگزیدہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ کاشیوں و صفات الہی
اور کل علوم کا بری ریاضی کا انکسوس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ اس لئے کاشیوں و صفات الہیہ غیر تبارک ہی ہیں

اسی طرحت کل علوم ظاہری و باطنی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام علوم و نعم ہیں اور وہ بھی جو غیبی ہیں۔

پس اس بنا پر لازم آئے گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بھی غیر متناہی اور منہا نہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بزرگوار۔ اور اسی کو آپ کے اعلیٰ حضرت نے بھی کہہ رکھا ہے۔ اس نے مسیحین و ان کی اس عبارت اور مطلب تو جو ہی نہیں سکتا۔ لہذا اس کا مطلب بھی یہی ہوگا جو علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے ساتھ ملے وہ تمام احادیث کو کہ منسلک تھے اور اس کی تفسیر خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر بعض کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ **وَأُذِنتُ عَنْ عَقْلِ شَيْخٍ** "اور اس کو ہر چیز دسہ دہائی تھی"۔

ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا بھر کی تمام چیزیں اس کو اسنے دیکھی تھیں۔ کیونکہ جہاں سے خاص جہاں سے اس کے یہاں نہیں تھے۔ نہ یہاں بھی یقیناً اس کو نہیں دیکھا تھا۔ جس جس طرح اس آیت کریمہ کا سب کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ جو چیزیں کتبیت کے تحت تھیں ان کی شان کے مناسب تھیں وہ تمام اس کو اسنے دیکھی تھیں۔ اسی طرح اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو علوم کتبیت مستند ان دنیا۔ جو اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب تھے وہ بھی اس کے حق حضور کو حاصل تھے اور اس کا کسی کو انکار نہیں۔ دوسرے یہ کہ شیخ یہی عبارت کا اگر وہ مطلب یہاں ملے گا تو خود حضرت شیخؒ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیوں کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیامت ہی کے علم نہیں ہوتے۔ اس کے یہاں ہر گز اسرار و کرامات نہیں تھیں جو تو چلنے میں اپنی کمال تہذیب پر قبضہ رکھ لیتے۔ ہم اس کے لیے بالکل تیار ہیں۔ کسی نہایت سزا کو کہ میں حضرت شیخؒ عید ذی الحجہ ۱۰۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں ملا تھا۔

یہی وہ خطہ کا لکھے۔ میں اس کی تحریر بھی دست لکھا ہوں۔ آپ بھی ایک تحریر لکھ دیں۔

مولوی شمس علی صاحب و بزرگو! آپ نے دیکھا کیا مولوی صاحب عاجز ہیں۔ میرے سوالات کا ہرگز جواب نہیں دے سکتے۔ میرے تیس سوالات قیامہ پر ہیں۔ اس کے بعد حضرت پڑھ کر سنائی اور کہا: یہاں تو کمالی ذہن اور باطن کا کوئی تھوڑا ایسا نہیں جس کا علم حضورؐ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو مولوی صاحب بہت سی آیتیں اور حدیثیں پڑھ چکے ہیں۔ اب میں بھی تمہارے علم پر ایک حدیث پڑھ کر سناتا ہوں **مَنْ سَكَنَ شَرْعِيَّةً مَاتَ**۔

مَنْ عَمِلَ مِنْ حَسَنِ عَاقِلٌ خَالٍ قَلْبًا
مَنْ سَكَنَ شَرْعِيَّةً مَاتَ
حضرت مولانا صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے دل سے شریعت کو نکال دیا۔

رأيت من عز وجل فاحس
 صورة قل فبعد يختصم الملا
 الا حلف قلت ائت علم قال فوجيع
 حفظه بين ختفي فوجعت سودها
 بين مندي ففعلت ما في السلوت
 د الارض .

اس نے فرمایا کہ فرشتے کسی چیز میں جھک رہے ہیں !
 میں نے عرض کیا کہ آپ ہی خوب جانتے ہیں۔ میں
 اٹھ اٹھا اپنا دست قدرت میرے سر کے شانوں کے بیچ
 میں کہہ دیا میں نے اس کا اثنا پتہ سینے میں محسوس
 کیا۔ پس میں نے کہا اس کو جو آسمانوں اور زمینوں

اس صریح شریعت سے معلوم ہو گیا کہ حضور کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا علم ہے۔ شیخ محدث دہلوی اسی
 کے تحت میں فرماتے ہیں۔

.. پس بالفتم ہرچہ در آسمانها و ہرچہ در زمین بود جانتے است از حضور نماز علم ہر جزوی
 و کلی و احاطہ آں :

اسی میں نے بیان کیا تھا ان چیزوں کو جو آسمانوں اور زمینوں میں تھیں اور اس سے راو نام
 معلوم ہر جزوی و کلی کا حاصل ہوا اور اس کا احاطہ کرتا ہے :

مولوی صاحب ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ شیخ محدث دہلوی نے کہا ہے کہ آپ جہاں تھے اس سوالوں کا
 جواب دیکھ کر حیرت و غم نہ ہوگا۔

مولانا محمد منظور صاحب (مدظلہ العالی) سے

اے اس ہمت کو تعجب کر کے

کھنکھاتا خند اکر کے

میں اپنے ان عنایت فرما کا دل سے شکوہ گزار ہوں جنہوں نے آج آخری وقت اپنی سامی ہمت کی
 لاج کھٹکے گئے۔ مجھے ہمتی کی صفت کا مطلب یہ معلوم کہ جس خدا سے اپنے آپ کو کہنے پر مجبور کر دیا کہ
 جہاں وہ عنایت فرما کر ہی ہے اس طرف توجہ فرماتے ۔

ہمداء دل فتنوں پر بھی جنت کی

تفانی کی بھی طلب لے کر کسا کی

ہمارے فاضل مخاطب نے مسئلہ علم غیب سے بچنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پیر پیچھے، بالکل مشکوک میں
سوالات کی فہرست بھی تیار کر لی جن کی حقیقت ہر کچھ دار سمجھ سکتا ہے۔ لیکن جنت القلم یا ہو کا تن۔ وہی ہوتا
ہے جو خدا چاہتا ہے۔ بالآخر جبراً قہراً مسئلہ علم غیب کی طرف آنا ہی پڑا۔

ہر گز مولوی صاحب نے اپنا دعوتِ ثابت کرنے کے لئے جو حدیث پیش کی ہے اگرچہ از روئے شرائط
مناظرہ مجھ کو اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ وہ نص قطعی نہیں ہے۔ اور شرائط میں یہ ہے جو کچھ
ہے کہ ہر فریقِ آسمان لال میں یا کتبِ عقائد پیش کئے گا یا انصوص قطعیہ۔ لیکن میں اعلیٰ احسان مولوی صاحب
کی اس دلیل کا جواب دیتا ہوں۔ مگر پہلے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حدیث کس زمانے کی ہے؟ کیا
حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفاتِ شریفہ سے محض گیارہ روز پیشتر یہ فرمایا تھا؟

مولوی حشمت علی صاحب : احمدرٹ! مسلمانوں نے کچھ لیا کہ میں نے ایک حدیث پیش کی
کی تھی جن کا جواب مولوی صاحب کچھ نہیں دے سکے۔ یہ فرماتے ہیں کہ صاحب نص قطعی نہیں ہے۔ ارے
مولوی صاحب! آپ نص قطعی کے معنی بھی نہیں جانتے۔ مجھ سے کہتے ہیں کہ اس حدیث کا زمانہ بتا دو۔ دیکھا تم
نے مسلمانو! جب میں نے دلیلیں پیش کرنی شروع کر دیں تو اب مولوی صاحب بھاگتے ہیں۔ ارے صاحب
یہاں علم غیب کی بحث ہے یا زمانے کی؟ جو زمانہ آپ بتلا دیں گے وہی ہمیں بھی تسلیم ہے آپ ہی بتا دیجئے
کہ یہ حدیث کس زمانہ کی ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب : (بعد از خطبہ) میرے محرم! اس لفاظی سے یہاں کام چلنا دشوار
ہے آپ کے یہ ظاہری الفاظ آپ کی لاعلمی پر پردہ ڈانٹنے کے لئے کافی نہیں۔ یہاں کی پیلیک اتنی ناچھ نہیں لگتی
کھلی ہوئی باتوں کو بھی نہ بچھے۔ اگر مناسب کہ اس حدیث کا زمانہ معلوم نہیں ہے تو مجھ کو اس کی تحریر دے دیجئے کہ
ہم کو معلوم نہیں جو زمانہ تم بتلاؤ گے وہ ہم کو بھی تسلیم ہو گا۔

مولوی حشمت علی صاحب نے یہ تحریر دی۔

ارے اس حدیث کا جو زمانہ مولوی منظور صاحب بتلا دیں گے وہ ہم کو بھی تسلیم ہو گا :

مولانا محمد منظور صاحب : (بعد از خطبہ) آپ حضرات ہمارے مخاطب صاحب کی علمی لیاقت

کے خوف کی وجہ سے دیکھ رہے ہیں۔ جب کوئی علمی سوال کیا جاتا ہے تو بھارتی خالص مخالفین کی فہم کے لیے کہیں
کا جواب تم ہی دے دو۔ ہم ہی ساقی اور ہم ہی محبوب، لیکن ہم اپنے محترم دوست کی خاطر اس کے لئے بھی
تیار ہیں۔

کیوں نہ ٹھہریں جو شب نامک سیرداد کہ ہم
خود غلط کرتے ہیں جو تیر خط جواب ہے

جواب میں بتانا کہ ہرگز نہ وہ قدر شب معراج کا ہے۔ اس حدیث کو ان جویر نے برادری میں جاس
یعنی اہل حق بیان کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

تخلت يا رب انك اخذت ابراهيم
خليلًا و خلعت موسى شكليًا
وضعت و فعلت قال الله امسح لك
عن راسك ابراهيم خلعت و ر ر ر
الواضع بل الله فضل فافعلن
الى استجاء لم يوزن لخاص
احد شكوه قال ما انت قواء في
كلامه فو قلب فتعنى مكانه اب
فوسمى ان ادنى فاذبح الحى
حيده ما اوسمى من كذب القواء
ما راعى به

یعنی حضور فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اسے
پروردگار! آپ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا، اور موسیٰؑ
سے کھلم کیا وہ یہ کیا اور یہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ ہم نے تمہارا سر مسح کر دیا، ابراہیمؑ کو خلیل بنایا، اور موسیٰؑ کو
نے تمہارا نہیں اتارا، کیا یہ نہیں کیا، کیا یہ نہیں کیا۔
بہن بھائی کو جسے پسندیں بتا دیں گی کہ تو ہے ہاں کہنے
کا لہجہ کر سکتے ہیں دیا گیا۔ میں یہی حدیث قتادہ کا بیان
ہے قرآن عزیز میں۔ ثم ولى فتلقوا
فكان قاب قوسين او ادنى فتاوحى
الى عبده ما اوحى ما اوحى ما اوحى
الفؤاد ما راعى الله

کہ روایت سے وہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث معراج میں پیش آئے اور معراج جبرائیل
میں پہلے مکہ معظمہ میں ہوئی ہے لہذا یہ حدیث دفات شریعت سالہ سال پیش کی ہوئی۔ اور آپ خود
اس نکتہ میں علم غیب نہیں مانگے بلکہ وقایع شریعت سے بعض کیا تھے، مذہب سے تھے، لہذا آپ کے یہ بیان

میان کو وہ مطلب کے اعتبار سے وحدیث خود آپ کے مذہب کے ہی مخالف ہے۔ لہذا پہلے آپ خود اس کا جواب دیجئے اس کے بعد بہت جواب دیں گے۔

اکھا متے پاؤں یا دکا نالطس روز میں

لو آسپہ لپٹے دام میں صبا دا گلیا

مولوی صاحب ! کہہ دو زینہ نیست بخندے دلیں چرخ کرتا ہر ایک کا کام نہیں سستہ بننے کے لئے کچھ علم کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ نصیب دشمنان۔

مولوی خوشمت علی صاحب ! لکھا تھو ! میں بھی حدیث میں پیش کرتا ہوں۔

عن ثوبان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل	حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
لي اذ يرضى عنكم ريثاً غليظاً	وہم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو
ويعاربها	سمیٹ دیا، بساں تک کہ میں نے اس کے مشاوق و
	مقابلہ کو دیکھ لیا۔



عن حفصه بن غوث قام اجنا	حضرت حفصہ بن غوث سے مروی ہے کہ جب کہ کھڑے
رسول الله صلى الله عليه وسلم فبا	ہوئے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما تروك منبراً يحضون فيه معا	نہیں چھوڑتی تھیں کہ کوئی چیز جو بولے والی تھی یا
ذالك ثم قيام الله عند الاحد ثمة	مقابلہ میں تیار نہ ہو کہ آپ نے اسی کو بیان
حفظه من حفظه و نسبه	کہہ دیا۔ ورنہ کہا اس کو: میں نے جس نے یاد رکھا اور
عن نسبه	جہول کیا اس کو جو بحول کیا۔



مولوی صاحب ! مجاہدے یا میں حدیث میں بہت ہیں۔ لیکن پہلے آپ اپنا اسلام قرآن بت کر دیجئے۔ دیکھئے آپ کا کونسا دین ہے یا تو آپ علماء و بزرگ سے معافی طلب کریں یا تو ہر کہنے والے کو جہانم ہو جائیے۔

مولانا محمد منظور صاحب : بعد از خصمہ مستنونہ حاضر ہوئے ! بعد سے فاضل مخاطبہ کی اس دلیلی کو مدنظر فرمائیے ! اور جو کو بیٹھ ہو چکا ہے کہ استدلال میں کتب عقائد یا انصوحی قطعیہ پیش کیے جائیں گے۔ لیکن آپ برابر حسبہ اعداد میں کمر بستہ ہیں میں جناب مولوی محمد لطیف صاحب کو توجہ دلاؤں گا کہ وہ اپنے کوئی کوثر لٹری یا ہندی پر مجبور کریں۔ شرط نمبر ۲ کے الفاظ یہ ہیں۔

” ہر طریق کا فرض ہو گا کہ وہ نفس مستند پر استدلال یا مستند کتب عقائد و جہنت سے کہے یا انصوحی قطعیہ سے۔ لہذا اگر کوئی فریق استدلال میں دوسری قسم اقلہ پیش کرے گا تو فریق مخالف کو حق ہو گا کہ وہ اس کا جواب اس وقت تک دے جسے تک کہ استدلال سے یہ تحریر دے سکے کہ ” میں اپنا انصوحی قطعیہ اور مستند کتب عقائد و جہنت سے ثابت نہیں کر سکتا “

بہذا اس قرارداد کے مطابق میں جناب مولوی محمد لطیف صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے دلیلی کو مجبور کریں کہ وہ استدلال میں انصوحی قطعیہ یا کتب عقائد پیش کریں یا کچھ کو تحریر کریں کہ ہم اپنا عقیدہ انصوحی قطعیہ اور کتب عقائد و جہنت سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد میں پھر ان کی ان دلیلی کا بھی جواب دوں گا اور نشانہ باشد بقولوں کا کہ ان مدعیوں کو آپ کے عقیدہ سے باطن پر بھی تصدیق نہیں۔

مولوی حشمت علی صاحب : داد صاحب داد ! آپ مدعیین پیش کریں تو وہ انصوحی قطعیہ جو جائیں اور ہم نہیں کریں تو وہ انصوحی حق ہے۔ سو کمال کا قاضی ہے۔ آپ نفس قطعی کے معنی تو بتلا دیجئے۔ آپ بے کار وقت ضائع مت کیجئے۔ بخاری و بیہوں کا جواب دیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب : بعد از خطاب، میں کچھ نہیں سکتا کہ اس وقت ہمارے فاضل مخاطبہ لٹری کی وجہ سے ایسی لامحالی کی باتیں کرتے ہیں یا جانی ہو چکر انجان میں جہت میں ۔

فان کنت لاندري ففقدت معيبتہ

وانت کنت رحي ففانحيتہ عظم

میرے محترم ! نفس قطعی اس کو کہتے ہیں جس کو انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لائیں گی اور نفس ہر ۔۔۔

کی وہ صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قرآن مجید کی آیت ہو کہ میں کو سارے قرآن عربیہ کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرنا ہی یعنی اور قطعی ہے کہ جس میں کچھ شبہ نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرآن عربیہ کی کئی کئی متنی سمجھ کر کہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہیں تو وہ بالاطفاق امت کا طرادہ مرتد ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث جو جس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ اس کے قرآن و رسول چلے ہیں کسی شخص کا شبہ ہے۔ یعنی حدیث متواتر ہو۔

اب ہم یہ دیکھیں کہ آپ نے قرآن کی میراں میں رکھنی آیت قرآنی ہے نہ حدیث متواتر۔ اب معلوم ہوا جناب کو نص قطعی کسی کو کہتے ہیں۔

واجب تب کا یہ فرمان کہ تم بھی حاشیت میں لے کرے ہو۔ تھاس کا جو اس پر ہے کہ مجھ اللہ ہی کے مستطیل میں ابھی تک کوئی حدیث پیش نہیں کی جو قطعی قرآن کی آیت سے پیش کی ہے۔ میں تا ترمک حد پر اجماع ضرور وہ حدیثیں پیش کی ہیں۔ اگر جناب کو تا تیر اور استقلال کا فرق معلوم نہ ہو تو کسی پر سے کھلے سے روایت کو بیچے۔

تعلموا انما اکتلت بعائمه فما العلم الا عند اهل التعلم
تعلموا فان العلم ازیوں للفتی من اللہ الحسناء عند الکلم
اس کے بعد میں اجود اتمام حجت آپ کی ہوئی کہ وہ دونوں وسیلوں کا حجاب دینا ہوا۔ بغیر سنتے۔

حضرت ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حدیث جناب سے پیش کی جیسا میں نے عرض کی ہے حضرت اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ کسی دیکھے اللہ شاہ کہ دیکھتے تھے ساری دنیا کی کو حدیث کو حدیث سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرادیا ہمیں اس سے انکا نہیں۔ مگر اس سے تمام ماکان و مایکون کا علم میرا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے محض اس قدر انداز آتا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مشاہدہ دیا تھا اس وقت جو کچھ دنیا میں جو ابواس کا علم ہو گیا ہو۔ اور یہ تمام ماکان و مایکون کا کوثر و ان کا حصہ بھی نہیں۔ اس وقت یہ بھی دنیا میں نہیں تھا۔ اب بھی نہیں تھے۔ یہ پتہ بال بھی نہیں تھا۔ پھر اکیں دنیا یوں میں عرش کرسی، لوح و قلم و دیگر وسبب بھی تھے جن میں حدیث میں محض زمین کا ذکر ہے۔ پھر جس حد کا علم لازم آتا ہے اس کا بھی تعلیمی نہیں۔ کیونکہ روایت

بھرنے کی مخالفت کر رہی تھی کیا ہو۔ حضور کی شان اس سے بہت زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے بلکہ بہت اونچے درجہ میں شانِ نبوت کی توفیق کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان مخالفت کے بدلے کھسے قتل و غارت میں لائے تھے۔ حضور سرورِ عالم نور فرماتے ہیں : ”من حسن اسلام العزۃ فیکفہ صالحۃ یعنی : آدمی کے نبی کی خوبی و بے کوہ و غیر غیبہ بڑی نہ گئے : پس یہ کیسے ممکن ہے کہ دوسروں کو توہمہ کار بائو نہ کرے کہ تو نے کھسے کا حکم دیں اور خود بھر پر چڑھ کر اسی جگہ کھڑے ہیں یا تو یہ جیسے نہ کوئی دینچ فائدہ ہو۔ دیوبندی الغرض یہ عقلی بھی ناممکن ہے کہ حضور نے اسی مجلس میں دنیا بھر کی مخالفت بیان کی ہوں۔ اہلِ حق صبی۔ پھر جو داؤد شریف کی روایت ہے اس کو بالکل ہی صاف کہ دیا ہے۔ ابو داؤد شریف میں اسی حضرت حذیفہ کی یہی روایت ہے اور اس کے الفاظ اس موقع پر ملتے ہیں۔

”واللہ ما خرافۃ من قامۃ ہشتۃ یسلخ منہ ثلاثۃ فصا حذاف

یعنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم حضور نے اس بیان میں کسی قسم پر ہار کر نہیں

چھوڑا جس کے نتیجے میں سو یا زیادہ ہو جائیں گے۔

اسی روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت حذیفہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

قیامت تک کے بڑے بڑے قتلوں میں سے کوئی ایسا نہیں چھوڑا جس کا اوکو دیا ہو۔ یہ یہ کہ یہی تسلیم ہے۔

اس کا ایک قرینہ یہ بھی کہ علم محدثین اس حدیث کو کتاب التفسیر ہی میں بیان کرتے ہیں۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ یہی حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ قیامت کے لمحے کی بھی روایت کرتے ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قیامت کے

وسلہ عن اسامۃ فقال ھلما عند وقت کے بارے میں سوال کیا گیا حضور نے فرمایا کہ

میں مزید لایا یجللہا لوقتها الا اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہی اس کو اس کے وقت پر

ہو الحمد للہ۔ ظاہر کر دے گا۔

(روایت کیا اس کو امام احمد نے)

(حدیث ۱۵۱۱)

الغرض ان وجوہات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ حضور نے تمام کائنات کو

کو بیان فرمایا، اسی وجہ سے حضرت شیخ عبدالحی صاحب ۱۰۵ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یعنی نگذاشتہ دریں مقام پر یہ چیز سے راز و قالع کہ مستعمل است تا روز قیامت“

اسی سبب کہ علاوہ یہ کہی میں کوئی حدیث بھی ایسی نہیں جس میں لکھائیں روز کا ذکر ہو۔ پھر اس کو اپنے
دعوت کی دلیل میں پیش کر دینا ہی جیسے کہ کوئی قیل ہو اندھ شریف چرچہ کر کہ دے کہ اس سے علم غیبہ
تا بہت ہو گیا۔

میں میرے کہہ کر اس کے حاضرین کا حال غلطیہ صاحب کی تینوں ویلیوں کا جواب پوری طرح سمجھ گئے ہوں گے
اگر مولوی صاحب نے ان جوابات کی طرف توجہ فرمائی تو بہت سے ضرورت پھر رہی کروں گا۔ پانچ آیتیں پھر اللہ میں
پڑھ کر اس سے پیش کر چکے ہوں۔ یہی کا جواب ہمارے فاضل صاحب نے قسم کھائے کہ بھی نہیں دیا ہے۔ اب جیسی آیت
شعہ۔

وہو یوہو متق هذا لوجد انہ
کنتم طہ فین قل اما تعلمو عند
اللہ وانما اما سدید میںیں - المکاشفۃ
یہ کفار کہتے ہیں کہ بلا ذیہ وہہ یعنی قیامت
کہہ ہو گا کہہ دیکھنے اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور
میں تو بس ہی اسے والا چوں بیان کرتے ولا ہوں۔
اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب جامع مہیاں اقام فرماتے ہیں۔
قل اما تعلمو عند اللہ لا یعلم
کہہ دیکھنے کہ اس وہہ کے وقت کا علم اللہ ہی کو
ہے۔ اسی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرات میں تھو آیتیں پیش کر چکا ہوں اور مولوی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر حضرات جو تو میری
دلیلوں پر کھلم کھلا ہیں یا شرافت کی پابندی کرتے ہوئے کوئی نص قطعی پیش کریں۔

مولوی حضرت علی صاحب : حضرات گرامی آپ نے دیکھ لیا میرے سوالات پر شور میں۔ مولوی
صاحب نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں نص قطعی پیش کر دیجئے، میں نے اس کے طعہ پر
نص قطعی بھی پیش کرنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے۔

وحدیو مالہ متحن فسلو و حکان
اللہ کے تم کو سکھا دیں جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ

کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

فضل اللہ علیک عظیماً۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام ماکان و مایکون کا علم دیا۔ و شدہ الحمد۔

اس تقریر پر جلسہ ختم ہو گیا اور دوسرے روز صبح کو ۹ بجے اس طرح جلسہ شروع ہوا۔

منظرہ کا تیسرا دن

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ یوم شنبہ

مولانا محمد منظور صاحب : (بعد از خطبہ سنوید) آپ حضرات بار بار سن چکے ہیں کہ اس مناظرہ کا انتقاد مسند غیب کے تعین کے لیے ہوا ہے۔ شرائط میں طے ہو چکا ہے کہ اس مناظرہ کو دوسرے مسائل مختلف فیہ سے کوئی تعلق نہیں ہو گا، بلکہ یہ بھی طے ہو چکا ہے کہ جو فرقی مسند غیب سے باہر جائیگا اس کی مسکرت شکست مان جائے گی۔ (ملاحظہ ہو شرط نمبر ۲۵)

الحمد للہ یہ اقراری شکست تو ہمارے حریف کو پہلے ہی روکتے ہو رہی ہے۔ اور خدا کا فضل ہے کہ ہمارے فاضل مخاطب کی کوئی تقریر ابھی تک ایسی نہیں ہوئی ہے جس میں آپ نے مسند علم غیب سے باہر جانے کی کوشش نہ کی ہو۔ الاما شاہدہ۔ مگر حال کل مشکل تمام ساری جماعت کے مجبور کرنے سے ہمارے مخاطب نے بھی مسند علم غیب کو چھوڑنے اور بڑے زور شور سے تین حدیثیں پیش کر لیں۔ جن کے جواب کچھ اللہ ایسے کافی اور شافی دیتے ہیں کہ مولوی صاحب کو اس کے جواب میں ایک حرف کہنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگی۔

اس کے بعد آپ نے چھپتے وقت ایک آیت بھی پڑھی تھی۔ اس کے متعلق بھی میرا پہلا سوال یہی ہے جس کا جواب مذابھی تک آپ نے دیا ہے اور نہ انشاء اللہ آپ دے سکیں گے۔ یعنی یہ بتلائیے کہ یہ آیت کریمہ کس زمانے

سے اس آیت سے برگزیدہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جو امور الہی سے متعلق تھے اور تم ان کو نہیں جانتے

تھے ہم نے وہ بتا دیئے۔ یا کہ اگلے لوگوں کی جو خبریں تو تم معلوم نہ تھیں وہ ہم نے بتلا دیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۵۰

میں نازل ہوئی ہے ؟ اگر جناب کو معلوم نہ ہو تو اس مسئلہ غریب کریم کی ضرورت نہیں آپ سیدھی بات کہہ دیں کہ کچھ کو معلوم نہیں پھر میں فتنہ رانہ حریف کروں گا۔

مولوی جنت علی صاحب : ایک خطی طریقہ کے بعد حاضر ہوئے ! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب کے پاس نہ بجا رہے سوالوں کا جواب ہے نہ بجا رہی دلیوں کا ۔ میں نے تین حدیثیں پیش کیں ۔ جنہیں مخاطب صاحب نے یہ کہہ کر مانی دیا کہ یہ خطی طریقہ میں اس وجہ میں نے خطی طریقہ بھی پیش کر دیا اور ایک کرتا کھرا کر دیا تو اب مولوی صاحب اس کو اٹھ بھی نہیں لکھتے اور کچھ سے پوچھتے ہیں صاحب یہ بتاؤ کہ یہ آیت کب نازل ہوئی ہے مولوی صاحب بیان علم غیب پر نہ تیار تھے اس پر نہیں ہے کہ **هَذَا مَا مَنَعُ الْمُحْسِنُ هَذَا** کب نازل ہوئی ۔

مولانا محمد منظور صاحب : بعد از خطبہ ! آپ نے جو اس تقریر میں اپنی خاص طرز میں مرسلہ متعلق ایک نہایت گندہ استدلال کیا ہے اس سے قرآن مجید کی بھی فتنہ تو پیدا ہوئی ہے جو ایک بیکہ مسلمان کے دل کو پش پاش کر دیتے کہ کتنی کافی ہے ۔ خدا تعالیٰ دسے تو آپ کو اس سے توبہ کر سنی جاسکتے ۔ میں اس کی تشریح کر کے مسلمانوں کو سمجھا دھی اپنی شان کے خلاف نہ بکھتا ہوں ۔ یہ آپ کی دولت آپ ہی کو سدا رک ۔

اس کے بعد میں آپ کی دلیل کی طرف متوجہ ہونا چاہی ۔ کچھ اللہ ! کل اور پر سوال کی بحث میں یہ بات نو آفتاب زمرہ کی طرح دیکھنے میں آئی ہے کہ کسی آیت یا حدیث کے متعلق یہ تحقیق و تحقیق کر دو کب نازل ہوئی ؟ کیونکہ نازل ہوئی ؟ مضامین اور کچھ نہیں اس کے متعلق کیا کھلتا ہے ؟ سب جہاد ہے جس حد میں آیت ہوئی حریفانہ جماعت اس فتنہ سے بکرم ہے ۔

آپ تو کیا چیز میں آپ کی جماعت کے محدث مولوی محمد انصاری صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ جو آیت یا حدیث پیش کی جاوے وہ اس کا زمانہ نزول و شان نزول بتلائی یا میں بتلاتا ہوں ۔ چلئے آج شان محمد صلی

لے ۔ یہ چند خطا ہوں کامیاب اور ان کی سزا جہاد : آیات قرآنی کے استخراج کی گت خیال اس اہلک نہیں ہے کہ حدیث کے محدث اور نہ مسائل تو نہیں کہیں ۔ انصاری ! انصاری ! ہے اہل انصاری ! انصاری ! انصاری !

ہیں کا امتحان ہے۔ اس کو سن کر حب مولوی رحمہ اللہ صاحب سرگن ہو گئے تو مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا، لیجئے اب میں بتاتا ہوں کہ یہ آیت سنسکت کی ہے (دعوت) اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً سات برس دنیا میں رہتی اور وہ ہے جس نے اس کو آپ کے دعوت سے کوئی نہ انھیں نہیں۔ کیوں کہ آپ کا دعوت بعض ان کی سی رہا پیشتر کا ہے۔ اس سے پہلے آپ خود اس علم محیط کے، قابل نہیں۔ دوسرے یہ کہ آیت کو میں کا ترجمہ یہ ہے۔

و اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے ۵

اگر آپ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ سب سکھا دیا، تو میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ خود اس کے قابل کیوں نہیں۔ جب آیت کریمہ آپ کے نزدیک کنی ثابت کرتی ہے تو پھر آپ کو محمد و کئے کا کیا حق ہے ؟

ہم پر تو یہ افتراء کہ معاذ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی گھٹا لے کئے آیت کے معنی دیتے ہیں ادا پناہ عال کو تعلیم خود آیت کریمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غے تمام علوم پر فتنا ہد ثابت کرے اور آپ بعض اعتبار افریقہ عظم سے کہ دخول جنت و خروج کا علم محیط نہیں جو اس کا کہہ دہائی حصہ بھی نہیں۔ کہتے : کس نے علم لکھا یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی اقزری و دہائی بنا ؟ ۶

ہم الوام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور لکھا جائے کہ آیت کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ جن علوم کثیرہ کی تعلیم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مناسب تھی وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیتے تھے تو وہ ہزار عین مذہب سے لہنا ہمارے مخالف نہیں اور آپ کو سفید نہیں کیوں کہ آپ کا دعوت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء پر خورشید عالم سے کہ دخول جنت و خروج تک کا علم تفصیل محیط حاصل تھا اور اس کا اس آیت کریمہ میں پتہ نشان بھی نہیں۔ برکعت آپ کی یہ دین دعوت پر منطبق نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر آپ کے نزدیک یہی الفاظ اس علم محیط کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں تو بچے بچہ کہیں آپ اپنی جہت لینے کی جہت سے کہنا کہ سننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہ علم غیب نہ ثابت

کہنے لگیں۔ کہوں کر میں الفاظ قرآن عزیز میں ان کے سن میں بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ سوئے طعام میں سود کے متعلق رشتہ جو بنا ہے۔ ۱۱ و حلیتہ مالہ منعموا انفسہ ولا اباؤکم ۱۲ اور نکلا دیا تم کو چھبیس جہنم سے ۱۳ و تمہارے باپ دادا سے: (۱۱ و ۱۲) ۱۹:۱۰

تو کیا اب آپ بن دشمنی، رسول کے لئے بھی یہ ظلم بظاہر نہیں ہے۔ پھر تو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بت ہی خوش کیا۔ اگرچہ نجد کو بھی اس آیت کریمہ کے متعلق بہت کچھ عرض کیا ہے۔ کہوں کہ یہ آپ کے اسناد و اعلیٰ مدار مروی نہیں ہے بلکہ صاحب مراد آداری کی ماخذ بالاولیٰ ہے۔ لیکن سرسخت لسی قدر پر اکتفا کرتے ہوں۔ اس کے متعلق آیت ہو، پڑھتا ہوں جس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طرح معلوم ہو جہنم کے کہ جسے باکان و نامیوں میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ سے اپنی حالت پاکہ کے لئے خاص کر عذاب اللہ مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم نہیں ملتا۔ قال اللہ تعالیٰ:

وعدت و مفاتح الغیب لا یعلمہا الا هو۔ ۱۴
اسی کے طرح میں مفاتح الغیب نہیں جانتا ان کو اسی کے سوا کوئی۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں محمد حضرت مرد کا کائنات فی مروج و ادوات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

و مفاتح الغیب غیب لا یعلمہا الا اللہ
امین ثقہ صدقہ علیہ الامانہ و
بہزل البعیت و یعلم ما فی الارحام
و ما نہ دیکھ نفس ما ذاکم سبب خدا و
نہ کہ نفس ہای ارض سموت و
اللہ صلیو خیر۔

مفاتح الغیب بلکہ چیزیں ہیں جن کو انہ خدا سے سکے
سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم
ہے۔ اور وہی راہ پہلے علم سے ہمارا مل کرنا ہے۔ ان کو
اور وہی جانتے ہیں اس کو جو وہم و ۱۵ میں ہوتا ہے اور
کسی کو نہیں دیکھیں کہ جن کو ان کو سکے گا۔ وہ کوئی نہیں
جانتا کہ گناہ مرد و عورت۔ نہ ہی جہنم و ملاخروا ہے۔

رواہ البخاری عن ابن عمر
عن اللہ تعالیٰ منہ۔

۱۵ آیت کیا اس کو تمام کفار ہی نے سمجھتے ہیں عمر رضی
اللہ عنہ سے۔

من عبد الله ابن مسعود و - الع و
 بن مسعود سے اور مسلمہ اور سہا اور ابی بن کعب
 معاذ و ابی بن کعب ۔

نیز اسی بخاشی شریف میں نو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان موجود ہے ۔

والله الذی لا الہ خیرہ ما انزلت
 سورۃ من کتاب اللہ الا انا اعلمہ
 انزلت فی امیۃ من کتاب اللہ الا
 لا اعلم فیہ انزلت ولو اعلم احد
 اعلم من کتاب اللہ ینفخہ
 الاہل لرکت الیہ ۔

قسم ہے اسی ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔
 نہیں نازل ہوئی کوئی سورۃ قرآن مجید کی مگر میں جانتا
 ہوں کہ وہ مجھ سے نازل ہوئی ہے ۔ اور نہیں نازل
 ہوئی کوئی آیت قرآنی مگر مجھ کو علم ہے کہ وہ کس
 ہر سے میں نازل ہوئی ہے اور اگر میں سمجھتا کی کو اپنے
 سے زیادہ قرآن والی اور پڑھنے والے مجھ کو وہ ان تک
 دست تو اللہ میں سوا ہی ہو کہ اس کے بغیر نہ ہو ۔

حاضرین کو نہ ۔ و نہ ۔ و نہ ۔ سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 قرآن مجید کی تفسیر میں کس درجہ خاص اہمیت حاصل ہے

پس جب یہ اسی آیت کو یہ کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
 حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ہوئی ۔ تو اب کسی حدیث اسلام کو سزا کی گئی تھی نہیں
 من ساء ظہور من و من ساء ظہور من قد سبوا انور منہ من
 من قتال بمرؤۃ من ظہور من ساء ۔ ابیہن کا یہی تھا ہے سہرا ۔ اور قرآن آتا ہے نا ہمارے ہاں ہے
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام ۔ صحابہ برکات کا سچا مجمع ہیں کہ نکلتا ہوتا ہے اصل کو اسے اور جس کا یہی چاہے
 انھیں نہ کہ جسے جہنم کا دروازہ ۔ اللہ کی رحمت تمام ہو چکی ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

موجودی حضرت علی رضا علیہ السلام کا یہی ہے کہ اسے کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تفسیر کے متعلق میں ہر ایک کی تفسیر ٹھکرا دی جلتی ہے ۔ میں اس کی تحریر دیکھنا چاہتا ہوں ۔

مولانا محمد ظفر صاحب
 میں نے عرض کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر

سے جو تفسیر کرنا مفسرؑ وہ بزرگ تسلیم نہیں کی جلتے گی، بلکہ ٹھکرا دی جائے گی۔ اسی کی بنا پر تحریر بھی لکھے سکتا ہوں۔
اس کے بعد اس مضمون کی تحریر بھی دے دی گئی۔

مولوی شمس علی صاحب ۱: مولوی صاحب، آپ تو کچھ نہیں ہے، مزید کچھ لکھنا ہے۔

اسے صاحب ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تو خدا کی تفسیر بھی ہے آپ اس کو بھی ٹھکرا دیں گے۔ اور
جب آپ تفسیر و تفسیر کر رہے ہیں گے تو کیا قرآن شریف میں ٹھکرا نہیں گئے گی؟ قرآن شریف ہی تو تفسیر میں لکھا ہوا ہوتا
ہے آپ کو تو یہ کئی چاہئے۔

مولانا محمد منظور صاحب ۱: اور تفسیر، حضرت میں نے عرض کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تفسیر سے جو تفسیر کرنا لگے وہ بزرگ تسلیم نہیں کی جلتے گی، بلکہ ٹھکرا دی جائے گی۔ ہمارے ناخدا
مخالف فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ لکھ کر آپ سے تو بکر ٹیپتے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محترم
صاحب اس تفسیر کو بھی سب سے زیادہ تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سے ٹھکانے کی۔
یا اللعجب! زبانِ محبت کا دھڑلے تو ایسا کیا جوڑا ادا کی یہ حالت۔ انا مقلد انا تابع
راجعون۔

میرے محترم آپ کی شرافت میں یہ کلمہ لکھ کر جو کلمہ سے نزدیک تو یہ یعنی: میان ہے قرآن عزیز
فرماتا ہے۔

ذو وفاق لا یؤمنون بحی
یحکموا فیما مشعر بینہم ثم
لا یجذوا فیفسحہم عرجام
قضیت ویسلموا فیہما (النساء: ۶۵)

یہ تو اس وقت تک مومن کہلاتے ہیں کہ
جب تک آپ کے فیصلے کے ساتھ سرسبز و
طاف کریں۔ اور دل و زبان سے آپ کے سلطان و
مطلق نہ ہوں۔

ایک آیت کے معنی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تو اب اگر کوئی شخص اس
کے خلاف معنی بیان کرے تو ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ ان کو بزرگ تسلیم نہ کرے بلکہ ٹھکرا دے۔ ان یا ایک ہی
کئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے سوا خدا کی تفسیر بھی ہے۔ مہربان من! سب کے نزدیک خدا اور

عوض کیا تھا کہ آپ کی پیش کردہ دلیل پر میں نے جو عرض اعتراض کئے تھے انکو جو اسکے توحین کے جوابات دیکھتے اور گراہنے کا جواب ہونا آپ کو بھی تسلیم ہو تو دوسری پیش کیجئے۔ اٹھارہ کہ پہلے مخاطب صاحب کے ان کا جواب ہونا خود ہی تسلیم کر لیا۔ اور اس مسئلہ اہل سے ایسی دست برداری دی کہ قسم کھائے کو بھی کسی اعتراض کا جواب نہیں دیا۔ پس حاضرین اس سے اندازہ کر لیں کہ بعد سے مخالفین کے دلائل کتنے زبردست ہیں۔ اور یہ اس دلیل کا حال ہے جن پر مولوی نعیم الدین صاحب کرنا ہے۔

پس یہاں تک کہ گلستان میں ہمارا مل

اب میں مولوی صاحب کی دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہونا ہوں۔ اس دلیل پر بھی میرے تین اعتراض ہیں انکو ہم کے قہر وار جواب دیجئے۔

۱۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ .. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب پر بخیر نہیں ہیں .. میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے نزدیک اس سے کن تفسیلات مراد ہیں؟ یعنی اگر کئی مراد ہیں تو آپ خود کیوں کئی تفسیلات کا علم مناب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں مانتے اور کیوں حضور کے علم کو کندہ کرتے ہیں۔ اور اگر بعض مراد ہیں تو ہمارے مخالف نہیں۔ لہذا اس آیت کو یہ کہہ دینا کہ اپنی حیالت کا ثبوت دینا ہے۔

۲۔ آپ کا دھمکانا یہ ہے کہ اجتہاد آفرین شمس عالم سے کہہ کر دخول جنت و دوزخ تک کے کل واقعات جزئیہ و کلیہ کا علم حضور مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ اور اس آیت کو یہ میں نہ اجتہاد آفرین شمس کا کہہ نہ دخول جنت و دوزخ کا لہذا دلیل دھوئے پر نہیں۔

۳۔ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ علم محیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ واقعات شریفہ سے سمجھ کر لیا تھی اور چیز مہملہ قرار کیا گیا اور یہ آیت کو یہ حیرت سے بھی پہچنے نہ سکے ہیں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے نزل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس بارہ سال سے بھی زیادہ دنیا میں رونق افروز رہے ہیں۔ پس اگر اس آیت کو یہ کہہ دینا کہ علم حیات ثابت ہو گا تو حیرت سے پہلے بھی ماننا چاہئے گا۔ اور اس کے آپ خود بھی قائل نہیں۔

پس وقت دینی تین اعتراضوں پر اکتفا کرتا ہوں، اگر آپ کے کچھ توجہ فرمائی تو پھر انشاء اللہ العزیز ثابت کر دیں گا کہ یہی آیت کو یہ کہہ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ علم غریب نہیں تھا جس

کے آپ حضرت خانی ہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ آپ بکھارے ہوئے اپنے استدلال ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ آپ نے خلاف عادت میری پیش کردہ دلیل کی طرف بھی توجہ فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے نہ عقلانی کی۔ اور ان پانچوں چیزوں کا علم حضوری صلی اللہ علیہ وسلم کو اعطائے خداوندی حاصل تھا۔

نکھر دیکھ کر یہ جناب کو بھی تسلیم ہے کہ اس آیت کے زیر میں ان پانچوں چیزوں کے علم کی نفی کی گئی ہے۔ اب ہمارا آپ کا یہ نزع۔ کہ آپ کے نزدیک محض علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اہل میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عقلانی کی بھی نفی ہے۔

قرآن عزیز نے موسیٰ کی یہ مثال بیان کی ہے کہ وہ اپنے مدد سے سخت عذابات کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام و صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے کرتے۔ اس لئے میں ہم بھی اپنے اس دواعی کا فیصلہ آقا سے کاہل درویش کے ہمسایہ کے واسطے کرتی۔ لیکن یاد رہے کہ اس خالی نہ بار کے ناظر فیصلہ کے بعد اگر خدا بھی چوں چہرہ کی تو اس شخص کا بہتر نہیں ہے۔ سخت۔ درخشاں میں ہے۔

انصرح سعید بن منصور و
احمد و البخاری فی الخادم
عن ریحی بن خروشد ریحی اللہ
تغابی حنه قال حدثنا رجل من
بنی عامر انه قال یا رسول اللہ
علی بقی من العلم شیء لا تعلمہ قال
لعمرو ما لا تعلمہ الا انک تعلم
انک حنه و علم الساعۃ لا تعلمہ
وایت کو جسے سعید بن منصور اور امام احمد اور البخاری نے اسب النعمانی عن حضرت ریحی بن خروشد سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی ایک شخص نے جی علم میں سے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا علم میں سے کوئی ایسی بات باقی رہ گئی ہے جس کو آپ نہ جانتے ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہت کچھ خیر سکھایا اور جس چیز کا میں نے علم نہیں ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہی پانچ چیزیں ہیں اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جس اُحد اور غزوہ حنین کی جودہ حدیثیں آپ کے پیش کی ہیں ان سے جزوی علم ثابت ہوتا ہے، ہم کو جس سے انکار نہیں۔ ہمارا دعوایہ یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم کلی مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہیں فرمایا گیا۔ یہ حدیثیں اس کے خلاف نہیں۔ ان کے شد کو جو دلیل آپ نے پیش کی تھی اس کا بھی کافی جواب ہو گیا اور میری امیدیں کے متعلق جو گہرائفی فرمائی تھی اس کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی۔ دیکھو شدہ حدیثیں۔

موجودی حقیقت علیٰ ہذا حسبِ د آپ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں سے جزا ثابت ہوتا ہے کہ ثابت نہیں ہوتا (۳۳)۔ بتو ایسے جو کہہ گئے ہیں۔ (۳۴) اور اگل کی کیا طرف ہے۔ (۳۳)۔ کل اور جز میں کون سی نسبت ہے۔ آپ نے میری دلیل پر اعتراض کیا تھا کہ دلیل دوسرے پر منطبق نہیں۔ (۳۵)۔ بتلائیے دلیل کے کہتے ہیں۔ (۳۵)۔ دوسرے کہہ گئے ہیں۔ (۳۶) اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ آپ بار بار مضیبات مکتباً بولتے ہیں۔ (۳۷) بتلائیے کیا لفظ ہے مضیبات۔ (۳۸) اور کیا صیغہ ہے۔ (۳۹) اور اس میں کیا تعلیل چھپی ہے۔ ۹

ہمارے نہیں حوالہ آپ پر پہلے سوار ہیں اور خوب برے۔ اب پہلے آپ ان آیتوں کی سیال قاہرہ کو اپنے سرے آقا ریشیاس کے بعد علم غیب پر دلائل پیش کیجئے۔

صاحبو! میں علم غیب پر دو آیتیں پیش کر چکا ہوں۔ اب تیسری ایت پیش کرتا ہوں۔
 حاتم الغیب فلا یظہر حجب غیبہ فلا علم الغیب ہے نہیں اعلان دیتا اپنے غیب پر کہ
 اشدّٰ اٰلہ من ارتضیٰ من رسول۔ کو کھنکھس کر کہہ دے اپنے رسول سے کہ

نہ اور بعد میں جو اس آیت کا ہے جو الہامی چیراں کا علم ثابت کر لے کے خدا علیٰ ذلہ میں جا کا رسولی اور عطا قال حسب دوسروں کے سامنے سے چھائی گئی ہیں۔ سنو! کھنکھس کر کہہ دے دوسرے کا علم غیب دوسرے کے لیے ہونے کی خبر دینا، مصلحت غلط ہرگز کے یہاں فرق نہ کہ وہ کی خبر دینا۔ بالکل نہیں کہ کہیں کوئی نہ کہہ۔ واقعی اذ فہم سے ایک دوسرے پر شہادہ خبر دینا۔ دوسرے دوسرے۔ عرض کہ تمام حیات کو جو اس آیت کا ہے کہ اس سے نہایت کام ثابت ہوتا ہے وہ اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ بعد برنی عرف ہے کہ کوئی باجی چیز نہ کہ علم کو کسی کہ نہیں دیکھ۔ حسبِ خود۔ (۴۰) اور یہ حدیثیں جو سفر آندہ،

جب حضور بھی پسندیدہ رسول ہیں تو پھر ان کو بھی اطاعت دی ہوگی۔ لہذا آپ عالم الغیب بنے۔
 مولانا محمد منظور صاحب : بعد از طلب، حضرت میں نے عرض کیا تھا کہ مولوی نعیم الدین صاحب
 ملو آبادی کی تحریر سے لازم آتا ہے کہ سزا اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظلم ظلم ہوں۔ پھر اسے قاضی علی
 سندس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اب النبی مولوی نعیم الدین صاحب کا وہ ملفوظی ملاحظہ ہو جس کا نشان بعض مفسرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہی نہیں بلکہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آیت کریمہ یوم یجمع اللہ فیصلہ حق پر کلام فرمائے
 ہونے تحریر فرمائے چرک۔

۱۔ اس سے استدلال نہ کیا جائے کیوں کہ اس قسم کے الجھ سوار ادب پر محمول ہوتے ہیں ۱
 اور چونکہ الجھ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طرف سے ہے تو مولوی نعیم الدین صاحب کی اس عبارت
 کے مطابق سزا اللہ کی انبیاء علیہم السلام نے ادب اور گستاخ ہونے۔
 ہمارے بعض مجدد بھائے بھائی کہہ سکتے ہیں کہ غلامیو بند کی سہادتوں میں کچھ بے ادبی اور گستاخی تو

بغیر حدیث صحیحہ گوشت میں جان غیبیہ دی ہو مگر ان میں جو کو ممانعت کچھ ضعیف ہو۔ تحریر اس میں جو بعض چیزیں
 سے تباہی پختہ ہو۔ یہی تعبیر ہے۔ اسی رسول ارتضاء و طلاق علی بعض غیوبہ المتعلقہ
 ہر سالہ... تعلقاتنا... اما لکنونھا عیالہ۔ رسالہ... اولیٰ فکر نما ارادت نما و
 احتیاط نما و اما لا یعلق بها علی احد الوضوئین من غیوب اللقی من جمالتھا وقت قیام
 المساحة فلا یظهر علیھا احداً ۱۱۱۔

یعنی ان غیوب پر جس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سہادت سے بہرہ بردہ مشورہ کہتے ہیں۔ مگر اس پر
 جو کہ غیوب پر سہادت سے سہادت کے ساتھ ملے ہوں۔ اس طرح پروردگار کے احکام و احکام میں سے جن ماہ
 جن غیوب کا تفسیر رسالت سے نہ ہو۔ جیسے قیام سے ما وقت قیام۔ پس اس پر کبھی کسی کو غیوب نہیں۔ ۱۱۔



ہوگی ہی۔ ابو موسیٰ احمد رضا خان صاحب اعلان سکے کہ واقعہ میں نے بلاوجہ تو ان کو بے ادب اور گستاخ بنایا
ہی نہیں ہوگا۔ کیا وہ اپنی اس اچھی سے یہاں بھی کام لیں گے۔ اور یہاں بھی میں کہیں گے کہ صاحب انبیاء و عظیم
المسلمین کے چکر تو بے ادبی اور گستاخی کی ہی ہوگی تو بلاوجہ مولوی نعیم الدین نے بے ادب اور گستاخ بنایا ہی نہ ہو
گا۔ انشاء اللہ الیہ الامینون۔

مسئلہ نو ! جو شخص یا شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظالم اور تمام انبیاء و عظیم المسلمین کہے ادب اور گستاخ بناتا
اس سے کیا امید ہے کہ شخص کے ظالموں کو کافر و مرتد بناسکے۔ یہ سب جن لوگوں کا ایسا ہی جس پر دوسروں کی تکفیر کی
جاری ہے۔ مولوی صاحب کا کافروں کا کفر یوں ثابت ہوتا ہے۔

آپ نے شمار بڑھانے کے لیے جو تفسیری دینی پیش کیا ہے اس پر بھی میری سختی اعتراضی ہیں۔
۱۔ اگر آپ کے نزدیک اس کا پر مطلب ہے کہ کوئی حبیب پر ہرگز یہ رسول کو اعلان دی جاتی ہے۔ تو
آپ کے مذہب کے بھی مخالف ہے۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ بعض منیبات پر اعلان دی جاتی ہے جس کا تفسیر
حاکم و مسلم السنن و ابوداؤد وغیرہ میں لکھا ہے تو مجھے کھانا نہیں۔

۲۔ آیت کریمہ میں ابتدائے آفرینش اور دخول جنہ و دوزخ کا ذکر نہیں۔ اور وہ آپ کے دعویٰ
میں داخل ہے۔

۳۔ آیت کریمہ میں کیا کسی بیانیہ روش کا کچھ پتہ نشان نہیں بلکہ یہ آیت میں ہی ہے لہذا آپ کے عقیدہ
سے کھنکھاتے ہیں۔

آپ دینی کی شمار بڑھا کر میری نقل انارک چاہتے ہیں۔ مہربان من! ملی باتوں کی نقل کے لیے بھی کچھ
علم کم ضرورت ہے۔ کاربوزیت کیفیت بخاندی سے

والترنبور و البازع جببعا لہی الطیران اجنعة و غنق

ولکن بین ما یصطاد ما ی و ما یصطاد الرنبور شرق

آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کوئی اور چیز کی کیا تفریق ہے اور اس میں کیا نسبت ہے۔ دین احمدی
کی کیا تفریق ہے اور ان میں کیا فرق ہے یہ لفظ منیبات سے یا منیبات۔ یہ سوالات کسی ناخوشہ ماننے
www.besturdubooks.wordpress.com

ولكن الله يجتنب من رسله من
لیکن وہ جن رسل سے جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں
میں سے۔

پانچویں دلیل سنئے۔ قرآن شریف میں ہے۔ «خلق الانسان علمه البيان»
معلم القرآن میں ہے۔

ای خالق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلمہ البیان ماھان
وما یحکون۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور جو کچھ کہہ چکا اور جو کچھ کہہ گا اس سب کا علم ان کو عطا فرمایا
اس تقریر پر جلسہ برخواست ہو گیا۔ اور شام کو اس طرح مناظرہ شروع ہوا۔

مولانا محمد منٹو صاحب : (بعد خطبہ سنو) حاضرین کرلم ! اس مبارک جلسہ کا یہ آخری اجلاس
ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کے بعد آپ حضرات کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا ایسا موقع نہ ملے لہذا میں درخواست
کرتا ہوں کہ آپ حضرات اس وقت انتہائی توجہ سے کام لیں اور یہ تمیز کریں کہ کس کے ہاتھ میں قرآن عزیز ہے عبادت
نبویؐ کس کی تعاضیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ صحابہؓ و تابعینؓ و دیگر خلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کا دامن کس کے ہاتھ میں ہے۔ نام کی دلیلیں تو ہر باطل سے باطل فرق کے پاس ہوتی ہیں۔ لیکن قابل قبول دلیل وہی
ہوتی ہے جو عقل و نقل کی کسوٹی پر کھنکے کے بعد اس قابل ثابت ہو۔ آپ حضرات مشاہدہ فرماریے ہیں کہ اس وقت

لے اس سے علم عظیم ثابت کرنا محض جرات ہے۔ تعیر جامع حیان میں ہے۔ ولکن اللہ تعالیٰ یجتنب من
رسلہ من یشاء فیخیرہ بعض الغیبات ۱ ص ۶۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر گز وہ رسول کو بعض
محبوب کی خبر دیتا ہے۔

۲۔ تعیر نہایت مرح ہے۔ جتنا بچہ صاحب معاملے بہت سے اقوال نقل کر کے بعد انہیں اس کا ذکر کیا ہے۔
اور غایت لے لفظ «قلیل» اس کو تفسیر کیے ہو اعلیٰ درجے کے ضعف کی دلیل ہے۔ اس کی واضح تفسیر وہ جتو جلالین شریف
میں مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو پیدا فرمایا اور اس کو گویائی دی۔

انکے ہمارے فاضل مخاطب نے جس قدر نام نہاد دلیلیں پیش کی ہیں بکھراشتہ ہے کہ کسی کو کئی حواضت دینے کے ہیں جس پر جمائے فاضل مخالف صاحب کو کچھ خوف کیے کی بھی جرأت نہیں دینی وہ نہ انشاء اللہ العزیز ہو گی اور عاقلانہ ہمت کی طرف سے مراد نہ قابض پیش کئے ہیں بعضہم فاضل ہمارے فاضل مخاطب قسم کھاتے کو بھی ان کے کوئی جو بہ نبویا دے سکے۔

میں نے آئینہ کریمہ و ما علمنا و التمدد و ما ينبغي لکے پیش کی اور تفسیر مذکور سے دیکھ کر معنی بیان کئے۔ وہ کچھ دشت لاجواب رہی۔ بعد ازاں میں نے

یوم یجمع الله المرسل فیقول ما ذا اجبتم فانما لا علم لنا
ارشاد است عظیم اداویوب۔

پیش کی اور اس کی تفسیر حضرت غلام محمد دوم علی صافی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے بیان کی کہ میں دلوں کا حال معلوم نہیں۔ وہ کچھ دشت اس وقت تک نہ جواب دیتے اور نہ دشت انگریز کیا مست کچھ ناچار مجبوری۔ اس کے علاوہ میں نے جہاں تک میں کو بھی پیش کی تھیں وہ بھی کچھ دشت اس وقت تک نہ جواب دیتے۔ آج سالور آباد صبح چڑھنے کی تو ہمارے مخاطب نے بے نیو جرأت کے کہ فرمایا کہ میں میں لکھنؤ کی تھی ہے۔ انکھتہ کہ میں نے خود آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تھا میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی سے ثابت کرنا کہ عثمان کی کچھ نہیں ہے اور پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ رہا تھا میں مصر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال سے بھی اس کا ثبوت لایا ہے جواب میں مائے مخاطب صاحب ایک حرف بھی نہ کر سکے۔ صبح آخری تحریر میں آپ نے اشارہ فرماتے کہ سنیہ و دلیلیں پیش کی تھیں میں نے پہلی کا لہجہ دینی معصومیت پر موقوف کی تیرہ ہی دلیل کا تھا۔ بعد ازاں میں اعترافی خاکسار نے اس پر وہ کہہ سکے وہ یہاں بھی وہ مدد دیتے ہیں اس لئے چاہئے ان اعتراضات کے جواباً دے کہ اس دلیل کو اپنے اصول پر منطبق کر کے بغیر اس کے من آیات کریمہ کو ایسے دھوکے کی دلیل میں پیش کرنا بالکل ایسا ہی جبر کا جیسے کہ کوئی شخص جو غیب کے ثبوت میں نفع جو اللہ تعالیٰ پر رکھ کر مٹا دے۔

کلیٰ ہذا اس کی بنا جو یہ دلیل بھی دھوکے پر منطبق نہیں کیوں کہ اگر اس تفسیر کو دوسرے قسم القصد، مفسرین کی تفسیروں کے مخالف میں بھیجے اور ایسے بھی تسلیم کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس سے بڑا ثبوت ہرگز

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تعظیم فرمادیا جو کہ جو سیکہ ہو جو کہ ہو گا۔ لہذا یہاں بھی یہی بات سوال وارد ہو گا کہ اسی سے کئی ملوے یا بعضی راہ کر کے ملوے تو تمہارے بھی مخالفت۔ لہذا قبول مولوی محمد رضا خاں صاحب کا خیال درست ہے۔ اور اگر بعضی ملوے یعنی وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب ہے تو وہ ہمارے مخالفت نہیں وہ بعینہ ہمارا مذہب ہے۔

۱۰ دوسرے یہ کہ یہ آیت کو برہنہ بھی ہے لہذا اگر بغرض اس سے یہ علم محیط نہایت ہو تو ہجرت سے بھی پہلے فنا پڑے گا اور آپ کا مقام شریف سے نقص لگتا ہے۔ جو قبل مانتے ہیں۔ مولوی صاحب ابھی دو میں اعتراض بکھڑا کر آپ کی ساری دلیلوں کا خاتمہ کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کسی دلیل میں کچھ نہیں باقی ہو تو فرمائیے تاکہ کچھ اور عرض کر دیا جائے۔ اس کے بعد اب آٹھویں دلیل سنئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہیں

يَسْلُطُ النَّاسَ مِنَ السَّاعَةِ حَتَّىٰ
انْصَافِهَا عِنْدَ اللَّهِ الْآيَةُ

(احزاب - آیت ۴۸)

یہی کوہ ہے۔

اسی آیت کے تحت میں تفسیر صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ احزاب ۱۸۲: ۱۸۱ قتلہما یعنی تم اس کو نہیں جانتے۔ قرین دلیل سنئے۔

وَعِنْدَهُ حِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَالْيَوْمِ تَوَجَّوْا
انھیں اسی کو کہ ہے قیامت کا ظلم اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا گئے۔

(انعام پارہ ۲۰ - آیت ۶۷)

تفسیر جامع القرآن میں ہے۔ - وَعِنْدَهُ حِلْمُ السَّاعَةِ لَا حَسَدَ غَيْرِهِ یعنی اسی کے پاس ہے ظلم قیامت نہ اس کے غیر کے پاس۔ (ص ۳۰۰)

دوسری دلیل ملاحظہ ہو۔

الْيَوْمِ يَرِدُ عَلَيَّ السَّاعَةُ الْآيَةُ
(م المائدہ ۲۳۱ = ۲۳۰)

اللہ ہی کی طرف پھر جانا ہے قیامت کے وقت کا ظلم۔

اسی آیت کے تحت میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ لَا يَطْلُبُهُ غَيْرُهُ ۚ اس کے سوا کسی

گو کہ فی نہیں جانتا : (دسم ۳۹۰)

مستمع ہوا جناب کو کہ ہمسات کے خزانہ عامہ میں بھی کچھ کیسے آؤں گا یہ وہی ہے۔ اور جواب دینے کی توجہ نہ کیجئے۔ ابھی تو دسویں تہذیبی پیش کی گئی ہیں اگر آپ سے ہمت کی اور وقت کا ٹکڑا نہ بھولیں آپ آتے کہ میرے آپ کے اس خزانہ مستندہ کی حقیقت و شکاف کی جانے لگی۔

صبح آپ نے بڑھ دئی۔ (دسمی دلیل کی تعارضات دیاقت کہہ کے اپنی منطق وانی پر بھی کافی روشنی ڈالی تھی جس کی وار اگر آپ ہمت کر کے تو طالب ہی سے بھی ملتی لیکن یہ آپ کی منطق وانی تو ان سوالات ہی سے معلوم ہو رہی اب میں ایک بات دیاقت کرتا ہوں جس کو کچھ سمجھ سائلین منطق سے بھی ہے۔ آپ سے توسل بھیجے کی بھی امید نہیں۔ لہذا مولوی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ جب مرحمت فرمائیں لیکن جواب سے پہلے دلیٰ بشرہ سنی اور لائبریری دینی وانی بھگت کو بھی یاد کر لیں۔

سوال یہ ہے کہ تہذیب کو یہ خلا بطور علی غیبہ لائے۔ وائٹ کریم
ماضی و آئندہ کے علی غیبہ لائے۔ میں طلب عمومیت یا عموم طلب طلب
خصوصی اور برائے فرد استثناء تصدیق یا منقطع ؟

مولوی صاحب کی صاحب کے عندہ اگر کوئی اور صاحب بھی جواب دینے کا شوق رکھتے ہوں تو ان کو بھی جانفت ہے۔

جناب سندھ میں کی قدر میں حضرت مولانا فضل محمد صاحب مرحوم مغفور۔ پر ایک رستان بگڑا تھا کہ معاذ اللہ رسول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل۔ ذوالنہ کا شاکر۔ بتایا ہے۔ و آپ کا جیتا جانے انرا ہے۔ اگر میں ایسی ہی جیلا۔ رانی پر آؤں تو کہہ سکتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے خدائے قدوس کو اپنا مت گردنایا ہے۔ آپ کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ دنیاوی میلہ چھوڑنا چاہئے۔

مولوی حسرت علی صاحب ۱۔ آپ حضرات دیکھ رہے ہیں کہ میرے سوائے چالیس سوچنے ہیں مولوی صاحب اللہ کو کچھ جواب نہیں دیتے۔ اسے مولوی صاحب آپ یہاں جواب دیں یا نہ دیں آپ کو خدا کے یہاں جواب دینا پڑے گا۔ کیا تہذیب کو کوئی بھی۔ تقاضا مولوی صاحب کی محبت حضور سے لیا وہ ہے ! آپ کیسے ہیں

کو حسرت علی نے جاری دلیلوں کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس میں آپ کی سب دلیلوں کا جواب دیتا ہوں۔ آپ نے
 ”وعا حطمانا الشعر“ پڑھی تھی اس کا میں نے کلی ہی جواب دے دیا تھا کہ یہاں شعریت شعریت کی
 مراد ہے اور علم سے نکلنے کے مراد ہے۔

”یوم یجمع اللہ الامم“ کا مطلب آپ نے نہیں سمجھا دو تو انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار
 قرار میں لگے۔ وہ ان کو علم تو ظاہر ہے۔ دونوں کا ہے۔ باقی جراثیم آپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے
 پڑھی ہیں ان سب میں علم ذاتی کی نفی ہے۔

اب سمجھو کچھ سے وہ یقین۔ سنئے قرآن شریف میں ہے

”لنحکووا مشہد آ علی الناس فی سبکون الوصوں علیکم مشہد“ (نور سہ)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت کے اعمال کی مشابہت کریں گے۔ پس جب تک کہ آپ کو علم نہ ہوگا مشاہد
 لکھ اسے سکتے ہیں۔ لہذا اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ حضور کو امت کے تمام اعمال کی خبر دہشتی ہے۔ درحقیقت
 قرآن شریف میں ہے۔

ما حکان حدنا فیقرع لکن
 قصد یق الذمما بلین بدینہ لفصل کل شیء
 اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں ہر چیز کی تفصیل ہے تو آپ کو بھی ہر چیز کا علم ہو گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا رحمہ لہی صاحب قبیلہ مہرہ میری سوالات کا جواب دیں۔ ارشد مولوی صاحب
 ”و تو بہت مستند ہیں۔ میرے سامنے قرآن کا یہ حال ہے کہ قرآن آپ کی انجیلیاں اٹا دیں گے۔ مولوی صاحب آپ
 کا ضمیر تو مجی سوال آپ کو ہی سے کیا واسطہ۔ تبلا کچھ علم کے کہتے ہیں، خاص کی کو یہ قہر ہے۔ اور ان میں کچھ

صبر و استقامت نے اسی آیت کے تحت یہ تحریر فرما دی کہ ”ما حکان حدنا“۔

”ما حکان حدنا“ سے مراد یہ ہے۔ چنانچہ تفسیر میں شریف ص ۳۱۱۔ ”ما حکان حدنا“ کی تفسیر میں
 تفسیر جامع ص ۱۱۱۔ تفسیر راگہ۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر جہانگیر۔ وغیرہ میں ملے ہیں۔

موسیٰ نسبت ہے۔ ۹۔

عاصم بن ثابتؓ یا دیکھیں میرے مواضع تیسرا نسخہ جو چھ مروجی صاحب نے کسی کا بھی جواب نہیں دیا ہے۔
 موالف محمد منظور صاحب ۱۔ عاصم بن جلسہ ۱۔ میرے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں بھی اپنے منہ ایک
 نفس بکھتا ہوں۔ مروجی صاحب کی تحفہ گامی کے جواب میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بھی میری حمایت ہے کہ میں نے مولوی
 رحمہ اللہ صاحب کی پیرائے سال پر چڑھ کر کہے آپ کو ان کی کجائے قبول کر لیا ہے۔ درود حقیقت میں مولوی رحمہ اللہ
 صاحب کا خصم تھا اور آج سے تقریباً چار ماہ قبل تین روز برابر دونوں مولوی رحمہ اللہ صاحب کا خصم رہا ہوں
 اور اب آپ کا خصم ہوں۔ یہاں آپ سے منظور شخص دی میں کرتا ہوں اور وہاں مولوی رحمہ اللہ صاحب سے
 رات میں بھی کیا کرتا تھا۔ خود مولوی صاحب سے صرف اس کی شہادت دے لے سکتے ہیں۔ لیکن والدہ میں اس بڑی
 طرہ گفتگو کو ہرگز اپنی شان کے شانہ ان نہیں سمجھتا۔ یہ زاری باقی آپ ہی کو میرا کہ۔ لہذا میں اس کا انتقام خدائے
 سپر دکر کے حافظ سید زیدی کی زبان میں وہی عرض کروں گا۔

بہ نصرتی و خیر سہم عفاک اللہ بخلفی

جواب تلخ کی زیر سب لعل نگر فانا

اس کے بعد صاحب کی دوسری کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ پہلی آیت سے بقول آپ کے بعض یہ ثابت ہوتا
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی تدلیس سے اجمال امت کی اطلاع ہوئی ہے۔ عاصم بن محمد فرما رہی کلام میں کہ
 ہم سے مخاطب صاحب کے حوالے سے کیا سنتی ہے۔ حوالے قرآننا طویل و عریضی کہ دنیا کے فہم ذرہ کا سند
 کے قطرہ قطرہ کا۔ دہنوں کے بیڑہ کا۔ دہانوں کی لچلی۔ جینڈرگ۔ اور میں کہے ہا ایک کیرے لکڑے کی ہرکت
 و سکون کا ہستی کہ پاخانہ و پیشاب و غیرہ وغیرہ کا علم تفصیل مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے شریف سے
 کہیں کسی روز قبل مٹا دیا گیا۔ اور دلیل یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجمال امت کی اطلاع کسی طریقہ
 سے ہوئی ہے۔ یہ روایات جہاں کا نسبت کہ یہ اطلاع کب ہوئی ہے۔ اجماعی ہوئی ہے یا تفصیلی۔

معاذ اللہ! خود فراموشی کہ یہ نہ ہی مثل مخاطب اس وقت کسی بھی لفظ سے کام لے رہا ہے۔
 دوسری دلیل آپ کی یہ ہے کہ قرآن شریف کے واسطے میں تفصیلی لکھل مشنی فرمایا گیا ہے

اس دلیل پر بھی میرے تین اعتراض ہیں

۱۔ اگر آپ کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن شریعت میں ہر چیز کی تفصیل ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، دین سے متعلق ہو یا دنیا سے، شانِ نبوت کے مناسب ہو یا غیر مناسب۔ تو آپ خود اس کے قائل ہیں کہ بعض ایسی شے کا حکم ماننے میں جو ابتدائے آخر قریشِ عالم سے میرے کہ آخرت تک عالم وجود میں آئیں نہ اس سے قبل کی اشیا کا نہ اس سے بعد کی اشیا کا۔ لہذا اس عرصہ میں یہ آیت آپ کے بھی مخالف ہوگی۔

۲۔ جس طرح اس آیت کو ہمیں قرآنِ عزیز کے بارے میں تفصیلاً لکھل شئی فرمایا گیا ہے کہ

وَلَقَدْ اتَيْنَا هُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

لِكُلِّ شَيْءٍ ۚ الْآيَةُ ۚ (الانعام ۶۷، ۶۸)۔

پس آپ کے اصول پر لایم کہے گا کہ طعم قرآن و علوم قرآنیہ برابر ہیں۔ لہذا قرآن شریعت میں کوئی بات قرآنیہ سے زیادہ درجہ اور برتری نہیں ہے۔

۳۔ پھر یہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم شریعت میں حجتِ موسوی و عیسیٰ علی نبیائہ و علیہم السلام کے برابر ہو تو وہ نہ ہو۔ اور یہ بھی کفر ہے۔

اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ جناب نے جو میرے ادھر پر کراستانی قرآنی ہے اس کے متعلق بھی منقہا کے ساتھ کچھ عرض کر دوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شعور سے مراد اس شعر منطقی ہے اور علم سے مراد محض ملکہ ہے۔ میرے عرض کن ہوں کہ غلط اور کھل غلط ہے۔ خود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مدنی کبر و دھوکہ و حق اہل علم یعنی اللہ تعالیٰ سے منہاس کی غلطی پر مشتبہ ہیں۔ تفسیر ان کی کثرت میں بروایت حضرت حسن بصریؒ یہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اس طرح شعر پڑھ رہے تھے

کھنی بالاسلام والشیب للعشرناہیا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حجتِ یہ شعر اس طرح ہے۔

کھنی انشیب والاسلام للعشرناہیا

لیکن جس نے پھر اس طرح پڑھنا۔ (علی بن ابی طالب علیہ السلام)

یہ دیکھ کر صدیق اکبرؓ نے غامدق اعظمؓ کے فرماؤ کے میں شہادت دیتے ہوئے کہ آپ اللہ کے پیچھے چلے گئے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَاكَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۖ

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اس آیت کریمہ میں شہر سے وہی مراد ہے جس کو عام اہل عرب شعر کہتے ہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض حکم کی نفی نہیں۔ کیوں کہ حکم کو شعر گوئی میں دخلی جو تفسیر کے کسی کا شعر لفظ کر لے میں۔

آپ فرماتے ہیں کہ۔ یوم یجمع الله الرسل الیہ ۖ کا تفسیر مطلب نہیں سمجھا۔ مگر انہی !

میں عرض کر چکا ہوں کہ میرٹ نزدیکی اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب بیان کرنا حرام ہے۔ میں نے اس آیت کا

جو مطلب بیان کیا تھا وہ سید طغیہ سی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ ہے۔ اس آیت کے

تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبیؒ نے زنی عطاۃ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر نقل فرماتے ہیں۔ ۱۔ انہی قاتلوا

لأعدائنا ۖ یعنی دنیا و عظیم المصطفیٰ جو اللہ تعالیٰ کے رسول کے جواب میں یہ فرمایا کہ۔ ۲۔ ہم کو ظلم

نہیں ۳۔ میں کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کے ظاہر و باطن دونوں کو جانتے ہیں اور ہم کو میں ان کی ظاہر ہی بتول

کی خبر ہے لہذا آپ کا علم ان کے اندر میں زیادہ ناقص ہو گا ۴۔ اور اس مطلب کے متعلق لکھتے ہیں۔

” هو الاصل وهو الذي اختاره ابن عباس ۖ“

کو یہی زیادہ صحیح ہے۔ یہی حدیث ابن عباسؓ کے ہاتھ سے ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کو کہ وہ مطلب کس حالی ذات کا بیان کردہ ہے ۱۔ منہا ۲۔ انہی قاتلوا ۳۔ انہی قاتلوا

صلی اللہ علیہ وسلم وصدیق اکبرؓ ۴۔ فاروق اعظمؓ ۵۔ ابی عباسؓ ۶۔ ابی سعید رضی اللہ عنہم کی ابتداء کا نام

ہی ناگہی اور گرامی بت فرماتا ہے۔ یہ کہ اس ناگہی اندک راہی کے ہم سوجانی سے فرماتا ہے۔ آپ کو آپ کے مری

لیم اندرین صاحب مبارک ہوں اور ہم کو یہ حضرات قدسی صفات ۷۔ ہم غلامت دعا کرتے ہیں کہ وہ جارا حشر بھی

میں کے غلام رہیں گے۔

قیامت وغیرہ کے علم متعلق آپ کا یہ فرمان کہ محض علم غالی کی نفی ہے آپ ہی کی جرات ہے انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اور صدیق اکبرؓ و تابعین عظامؓ قرآن آیات سے علم غلطی کی نفی فرمائی وہی کہ

بہت کہتے ہیں کہ حضور کو قیامت کا علم نہیں تھا اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیامت کا علم حضور کو حاصل تھا۔ بتلا یہ آپ کی رائے؟ شاہ عبدالعزیز صاحب کی۔ ان آپ تو کہہ رہے ہیں کہ حضور کی تعبیر کے مقابل میں مولوی قنبر علی شکرودی جانی کی۔ لہذا شاہ صاحب کی اس تعبیر کو بھی شک کا بیج نہ مولا صاحب سرگودھا عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی تائید سے اس سے سی و سیوں ہیں۔ لیکن پہلے آپ اپنا اس قدر قیامت کر دیجئے۔

میں مسلمانوں کے منہ کے لئے ایک آیت پڑھتا ہوں۔

”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ (النحل: ۱۰۹)

اس آیت کے یہ معنی معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا واضح بیان ہے لہذا حضور ہر چیز کے علم پر آپ بار بار کہتے ہیں کہ دنیا کی باتوں کا علم حضور کی شان کے مناسب نہیں۔ اسے صاحب میں پڑھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ان چیزوں کا علم اللہ کے لئے بھی مناسب ہے یا نہیں؟ یا آپ کے نزدیک اللہ کو بھی ان باتوں کا علم نہیں۔ مولوی صاحب میرے سوالات پر کچھ نہیں کہتے ہیں اب جلسہ ختم ہونے کو ہے خدا کی قسم کسی کا جواب دیجئے پھر جو آپ کہہ لیں گے۔

مولانا محمد منظور صاحب : ۱۔ بے اختیار، بڑا دانستہ : ۲۔ میری آخری تقریر ہے۔ سب سے پہلے میں شعر گوئی کے اس مسئلہ پر علم کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جو بھائے فاضل مخاطب نے غرض قلم کی مخالفت کرتے ہوئے جناب۔ سوال اللہ علی اللہ علیہ وسلم پر لکھا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اس بتانے سے

۱۔ ضمیمہ حاضر گذشتہ : ۲۔ بھائے فاضل سے جتنا مزین کو بھی صحت دانہ ہوئی تھی۔ مگر وہ مولوی شمس علی جو کہی ذرا متاثر ہو کر حضرت مولانا محمد منظور صاحب کی فکر کے اثر و ثبوت کو مولوی شمس علی فاضل نے لکھا ہے کہ : ”نہایت ناگوار ہے کہ“

۳۔ جو بھی ہی مشابہہ ہو جس میں کہ اختلاف دینی مساوات میں ہوتی ہے۔ مانگ میں ہے۔ تھیں بالکل سنی حق لفظ الدین۔ محمد میں ۱۰۷ میں ہے۔ یہاں ہر اس لفظ سے اس قدر انحراف و کذا فی جامع جہان میں ۱۰۷ میں ہے۔

ذہب مقدس کی مضبوط بنیادوں کو بڑا ہے۔ اب آپ سے سبق حاصل کر کے دنیا بھوکے لنگہ کر سکتے ہیں کہ یہاں
اللہ جل شانہ علیہ وسلم سنا کر سنے اگر انہوں نے یہ فیض دلچسپی سے لیا تو کیا محسوس ہے۔

مولوی صاحب ! یہ دیکھنا چاہئے کہ دیندے اب حاکمانی سلطام اللہ کے اس گئی تیری حالت میں
بھی دین الہی کے ایسے غلام موجود ہیں جو دنیا کی کششوں کی اپنی جبر و کسبوں سے ذہب مقدس کی حفاظت کرنے
کے لئے اگر اپنے اللہ میں غلام ہیں تو منہ نہ زبانی رکھتے ہیں۔

سنئے۔ بخاری شریف سے جو ایک مژدوں کو آپ سے پڑھا ہے اس کو شعر لکھا ہے حماقت ہے۔ جہاد
ان حریت میں اس قسم کے مصلحت کا من کو دھڑکا جاتا ہے۔ دیکھو فتح الہدیٰ شریعہ بخاری وغیرہ۔ نیز عام مفسرین
سیدھی اسی ثابت کے تحت ہیں اس کی تصریح فرمادی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرت علی علیہ وسلم نے اس کو بھی دیا
تو کہ کچھ عطا کر شرعی ہو بھی ذہب۔ اور مخالفین سلطام کو لہا کشتائی کی گنجائش ہی نہ رہے۔ تفسیر دارکاز
یہ ہے۔ **عن ابن حنیبلہ السلام** فتنہ النامی کذب وخفض البادی العلب۔

آپ نے دینی اس فقرہ میں سنیہ حضرت ہی جس نے دینی اللہ عز کی تو میں کر کے جو مسلمانوں کا جوش لگا یا
ہے اس کا انتقام ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں وہ تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں حضرت تمام
صحابہ کے مشعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

« من اذاعہ فتنہ اذاعہ الخب و من اذاعہ فتنہ اذاعہ الخب »

« من اذاعہ فتنہ اذاعہ الخب و من اذاعہ فتنہ اذاعہ الخب »

یعنی جس نے ان کو افواہی اس لئے بکھڑا دیا وہ جس نے کچھ کو ایذا دیا اس نے اللہ

کے خلاف کو ایذا دیا۔ وہ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا تو قریب ہے کہ وہ اس کو دہرے سے

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلی کا یہ فقرہ ہے کہ وہ خلافت قرآن و حدیث قیامت کے وقت

کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاصل ہائے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں حضرت شاہ صاحب نے

نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو بڑھاوا دینا اور حضرت کو جان کو بڑھاوا دینا جس سے کام ہو جس ہو گیا

تصریح فرمائی ہے کہ، قیامت کے وقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

اس کے بعد میں آپ کی اس نئی دلیل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اسی پر بھی میرے وہی تکیہ خواہی میں جو اس سے پہلے تقریر میں عرض کر چکا ہوں۔ یعنی یہ کہ اگر کل 'تشیخ' ملازمین کو آپ کے بھی مخالف اور اگر وہ اشتہار برآورد ہیں جو دوسرے متعلق اور مخالف نبوی کے مت سب ہوں جیسا کہ اخیر میں نے لکھا ہے تو وہ لعینہ ہمارا خراب ہے۔ نیز یہ کہ قرآن عزیز میں قرابت کے متعلق بھی اس قسم کے اختلافات ممکن تھے ہیں لہذا آپ کی تقریر کی بنا پر فہم آئے گا کہ علوم قدیمت و علوم قرآن مساوی ہیں و نیز علوم جدیدی و علوم عمومی بالکل برابر ہیں۔ پتلا این کے جوابات سے سبکدوشی حاصل کیجئے اس کے بعد اس مسئلہ کو کنارہ کیجئے۔

عائز بن ۶۔ وقت نمک کی بحث سے بعد اللہ پر تو آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ ہمارے مخالفین کے پاس کدو سے کدو بھی کوئی ایسی ذیل نہیں جس سے ان کا دھوئے ثابت ہو۔ میرا ارادہ تھا کہ انعاماً اکیس حجتہ میں نیز دلائل آیات کا صحیح صحیح مطلب پر کدو تفسیر بیان کرنا جو اس وقت نمک ہمارے مخالف صاحب کے لئے تلاوت فرمائی ہیں۔ لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے اس کو اس وقت نظر انداز کرنا پڑا۔ ان مولوی صاحب کے پاس محتارہ کدو پر کدو تفسیر بھی ہے۔

”جو علوم اللہ، مذاکرہ و تفسیر کی شان کے مناسب ہوں وہ جناب راجہ صاحب علی اللہ علیہ السلام کے لئے مناسب ہیں“

۱- اصلاحی تغییر مرز پایه شایع صریح و دایره حلقه بیست و نوزده - صد و هشتاد و یک مرتبه

جس نے جہاد میں شہید ہو گیا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی سب سے بڑی نعمت یعنی جہاد کی شہادت عطا فرمائی ہے۔ جہاد کی شہادت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی شہادت عطا فرمائی ہے۔ جہاد کی شہادت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی شہادت عطا فرمائی ہے۔

... جوارق للعب - حصص من طاحون غزا بنو.

یعنی کہ تمنا ہے کہ ایک حبشی بنی کو جو بھرتہ فرمایا تھا اور وہ ان میں سے ہیں جن کی وطنی اتر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی :

کسان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا ہم سب پر فائدہ ملا، آؤ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
اسا قرآن کے مناسک سے تعلیم فرم کر لی۔ یہ وقت ان کے استعلا کی کہ ہے۔ آج بچت ہے کہ کسی کو قرآن عربی اور حبش
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کیا۔ ذہنیت اطہار کی محبت ہے۔ اور کسی کو فاضل ربیع بن مویہ احمد رضا
خان صاحب کی۔ ایک طرف قرآن عربی اور احادیث نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلسنت کو اور دوسرا فاضل احمد رضا
ایک طرف مولوی احمد رضا خان صاحب کے خیالات و اجیر۔

پورہ پوری آیت کو ملاحظہ ہو۔

قل لا یفعل من ذلک الخوف و
فرا یبیکہ کہ نہیں جانتا اس خیبہ کو کہ اس کا
کارہنے والا، یعنی نہ کوئی فرشتہ نہ نہ کوئی انسان
کما فی الجمل میں، مگر اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ نہیں
جانتے دو گرب اٹھائے جا میں گئے۔
(۱۱۱: ۶۷-۶۸)

اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے علامہ رحمان الدینی فرماتے ہیں۔

... و منہل من و دے قیام الساسة فخری قل لا یفعل الذیہ .

یعنی لوگوں سے متغیرات قیامت کے وقت کا سوال کیا تو یہ آیت کو یہ ازل ہوئی اس شان نزول
سے معلوم ہوا کہ آیت میں عیسیت سے مراد قریش خاص یعنی قیامت دینا ہے۔ القریش اس آیت کو یہ سے بھی
مستور ہو گئے کہ قیامت کا عالم کس وقت کو وسط فرمایا گیا، کسی نے کہی کہ اس کو
یمنہ دینی آیت ملاحظہ ہو۔

لہ حصا من علی النعافہ بن کثیر نحبہ قولہ تعالیٰ . ان الساعۃ

نسیۃ الحجاز الخیر . ایہ - ۲۰ - من ۳۳۰ .

فانتم قولوا ففقد اذا فتكم على
سواء وانك ادوى اقرب
ان يديك ما فوعده ولف
مودة انبىاءا كرموا
پس تم پر لوگ: تو حیدت، رد گردانی کریں تو فراموش
کریں تم کو مخرج دینا ہوں سداوت پر اندیشہ
نہیں جانتا کہ قریب ہے ذلیدہ حوریت دنیا کیا
جدا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

ای هو واقع لا محالة ولكن لا عا د خا بقوله ولا بعدہ . ۱۰ ص ۷۳۔
یعنی یہ وعدہ قرآن میں تو ضرور آئے گا لیکن مجھے: اسی کے قریب و بعد کی خبر نہیں ہے۔
مسئلہ نمبر ۱: یہ چندہ صاف ہرگز ثبات میں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو
علم محیط حاصل نہیں تھا جس کی مدد سے ہماری حریفہ حمایت ہے۔ اگرچہ ان لہجوں قرآن کے بعد کسی تائید کی بھی
حاجت نہیں رہی لیکن میں مزید تمام حجت کے لئے دو چار ایسی حدیثیں بھی سننا دینا چاہتا ہوں جو جنانہ کا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف کے آخری زمانہ کے ہیں۔
بکا دی شریف میں ہے۔

من زید بن اسلم عنہ عن حضرت زید بن ارقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے
حدیث میں انی منافق کہ سادہ یہ کہہ دیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بچے والوں پر کچھ خرچ مست کرو۔ اللہ یہ کہہ دیا تھا کہ اگر ہم دینے پہنچے تو چہ میں سے حرمت نہ
نہا نہ ہو گا وہ انہوں کو نکال دے گا۔ پس میں نے اس کا تذکرہ اپنے چھوٹے کیا۔ انہوں نے
نقص مست اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور من کے
ساتھ بیٹوں کو جو ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا باہر ہے۔ ان منافقوں نے جھوٹی خبر
کی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقمہ
کی تکذیب کر دی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا اسی اندر صد ہوا کہ کسی حدیث میں
میں ایسا صدر نہیں ہوا تھا۔ پس میں خرچہ کے واسطے اپنے گھر میں مقیم رہا۔ میں اللہ سے

علیہ وسلم کا چند مرتبہ نماز کے لئے اٹھنے کا ارادہ فرماتا اور ہر مرتبہ طہنی کا طاری ہو جاتا اور مسجد شریف میں سے شریف نکلے باسکنا۔ (دیکھو بکھاری وسلم) اس کی کھلی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم محیط عمر شریف کے آخری روز تک بھی عنایت نہیں فرمایا گیا۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال میں کوئی کمی بھی نہیں آتی۔ جس طرح خالق، رزق، امی و مسیت نہ ہونے سے کچھ شان محمدیہ میں نقصان نہیں آتا۔

عاضدین کلام ؟ یہ احادیث شریفہ محض بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ وہ نہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس قسم کی احادیث شمار کی جائیں تو سیکڑوں کی تعداد میں نکلیں گی۔ حدیث اور قرآن کے ان فیصلوں کے بعد اب میں اپنے مخالفین کو دعوت دیتا ہوں۔ تعالوا الی حکمة سواء بیننا و بینکم آؤ ہم اس نزاع کا فیصلہ المسنت کی مسلمہ کتب عقائد سے کریں۔ شرح عقائد نفسی جو عام طور پر مدارس اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ہے۔

الا ولی ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیة فقد قال اللہ تعالیٰ منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقص علیک ولا یومن فی ذکر العدد ان یدخل فیہم من لیس منهم او یخرج منهم من ہو فیہم یعنی ان خبر الواحد لا یشیء الا الظن ولا حبرة بالظن فی باب الاعتقاد دیات خصوصاً اذا کای

مترتب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں نہ اقتصار کیا جائے کسی عدد پر نہ ہم اپنے میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما ہے کہ ان میں سے ہم نے بعض کو تم سے بیان کر دیا ہے اور بعض کو بیان نہیں کیا اور کسی عدد کے ذکر کرنے میں خوف ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام خارج ہو جائیں یا غیر نبی سلسلہ نسب یا میں داخل ہو جائیں مطلب یہ ہے کہ خبر واحد اگر صحیح بھی ہو تو محض ظن کی بنیاد پر ہی ہے اور اعتقاد دیات

القول بسرجہ یضی فی حفاظہ
ظاہر الحجاب وھو ن بحتی
الانبیاء السید خیر الناس علیہ
الصلوۃ والسلام ۛ ۛ ۛ

میں طوع و خیر نہیں۔ بالخصوص جب کہ اس کے منقولہ
کا قائل جو کافر کتب است کہ الفتن کتب
اور وہ دھابہ قرآن مجید ہے کہ بعض انسب
علیم السلام کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں گوانی

اس کے بعد جو فتوہ اگر برصوبہ کریم و محرم اللہ تعالیٰ کے اوقاف بھی ملے ہوں۔

سادہ و سادہ کے مترادف مستند و معتبر علی رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی آپ حضرات سے پہنچے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نبی مبعوث فرمایا ہے اور وہ ان میں سے ہیں جن کی اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ (خط بدوہ مشور)

سید الطائفہ حضرت بنی بقدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "روح کی حقیقت کا علم جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں آیا۔" (خط بدوہ مشور) البانی شرح بخاری شریف کتاب التفسیر

حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ اپنی تفسیر قرآن میں مسند دیگر تفسیر فرماتے ہیں کہ: "قیامت کے وقت
کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔"

مسئلہ: کیا قرآن عظیم و احادیث نبویؐ کو علیٰ حقیت و تقسیم و صحابہ کبار و اہلبیت اطہار و متبرکین
اعلام و مہرین عظام و موفین کرم کے ان صفات خاصہ فعلیوں کے بعد بھی کسی چیز کا اشتقاق دینی رہتا ہے؟
قبائلی حدیث بعدہ یق مومن۔

و احذر دعونا انہم العبد لله رب العالمین و افضل الصلوٰت
واكمل التحیات علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد خاتم
النبین قاتل الفر النجلیین و علی اللہ انظاہرین
لطیفین و احصیہ انوارہ من العبد یعرب و علی سائر
عباد اللہ الصالحین فی یوم اندین۔

مولوی حسرت علی صاحب : سنی بھائیوں کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح پر شرم کیا اور پیارے مصطفیٰ کی امداد سے ہندوؤں والے آفاقی حکومت سے ان کے دشمنوں کو ذلت نصیب ہوئی۔ سب حضرات نے دیکھ لیا کہ تین روز کی عرق دہری کے بعد بھی مولوی صاحب اپنا وہ اپنے بڑوں کا اسلام نہیں ثابت کر سکے۔ ہاں پیارے مصطفیٰ کا علم عظیم گناہ کے لئے ساری صاحبانہ آئینہ بہت سی پڑھ دیں۔

یہی اب میں بھی آئینے پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا أَشْرَحْنَا قَبْضَ الْكِتَابِ مِنْ مَثَلٍ ۚ

ہم نہ تو قرآن شریف میں کوئی چیز نہیں چھوڑی :

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكُلُّ مَثَلٍ آخِزْنَاهُ بِقَبْضِ أَخَامٍ مُبِينٍ ۚ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) : حضرت مولانا محمد تقی صاحب کی آخری تقریر تقریباً چار سو سالہ عمارت کی تھی۔ اس عمارت کے وقت حج کا سال تھانے پر تھا، حکم سکا تھا کہ داخل و خارج کا تہذیبی سبب ہے جو منہ دہانہ اور حدود و معارف کا ایک ناپید کھنڈر ہے جو میں نے راجہ سادھو جی جیوت بنیاد بنیاد کو دیکھ کر اچھا خود مولوی حسرت علی اس لئے متاثر تھے کہ اس کے بعد پانچ سو سال سے زیادہ دیر لگے اور جیسے کہ بولے نظریہ حوالہ دے کر کہتے ہیں یہی کی آخری تقریر ہے حاضرہ۔ مولانا نے حسرت علی اور وہ سچ بتائی تھیں کہ اندر تہذیب و ادب میں چار سو سالہ فساد کی بنا پر حسرت علی کی اس تقریر کا سبب ہے۔ حسین کی عام پیکر کو ادھر کے یہ وہ نہ مگر مسلمانوں کی آخری مجلس کا یہ عجیب سہل میں نے ہفت خانیت کی مرتبہ کی تھی مزید ہی یاد ہو کہ مولانا اس کے ساتھ ہی وہ دواؤں سے صاحب نے سو سو توہمیں جو تہذیب و تمدن کی فحاشی کے کام لیا ہے وہ عرب دینے ہی جیسا کہ ان کا قصہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا کی اس طویل عرض تقریر کو سچ کہنے عرق و سحر میں لکھا گیا ہے۔ اور مولوی حسرت علی کی اس آخری تقریر کو جو وہ مسطورہ چار سو سالہ کس پریشانی کی حالت میں صوبہ پنجاب میں لکھا گیا ہے۔ اس تقریر پر وہ مسطورہ چار سو سالہ کس پریشانی کی حالت میں صوبہ پنجاب میں لکھا گیا ہے۔

اس صاف کھانہ کے بارے میں ۔

”اور ہر چیز کو ہم نے بیان کر دیا امام معین قرآن شریف میں :-“

اور فرماتا ہے۔ رحل مشی و فصلنا و تفصیلا ۛ

۴۰ اور ہم نے ہر چیز کے پوری پوری تفصیل کر دی ہے ۴۱

ترندی شریف میں حضرت معاذ بن جریجؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ فیما یختصم المسلمون الذین علی

پس انہی نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان

میں لکھا۔ "فتحنی واکل مشی و حرمت" اس سے ظہر کر اے کہ وہیں حضورؐ کے علم غیب

کی جو کتنی ہے ؟

ارے مولوی صاحب ! آپ رسول پاک کے علم حبیب ہیں کلام کرتے ہیں میں توکتا ہوں گرا آدمی بغیر

مغیب کے مورخ نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف میں ہے: **یَوْمَ مَنعُوا** بالَغِیْبِ جہلوگ غیب پر ایمان لائے تھے

ہیں۔ جتنا میں جب تک غیب کا علم نہ چرچا اس پر ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے سوال سے متعلق

یہاں پہلی سیٹی بجائی اور کہیں اس کے بعد سوائٹ کی خبریت سنائی اور جیسے بڑھاپے ہو گیا۔

اس وقت ہم پہلے بجے تھے۔ چوتھے صبح کا وقت تھا۔ قریب آٹھ بجے تھے۔ اس لئے فوراً ابلنے لگے۔

۱۔ غزوہ بدر کہ یہ زمانہ رسول فرمایا اور اس وقت آفتاب ۵۰۰ کے قریب مہرب ہو مانتا ہے پھر انہی ۱۰۰

مکہ و حجاز کو نہ گئے بھی کچھ وقت دعا کا رہے اہل سنت جن وقت ناستہ فارغ ہوتے تھے پھر یہاں پہنچ کر وقت نماز مگر

یہ حسین رضاعی بھائی کے لئے یہ تحفہ دے کر کہتے تھے کہ تم پر کیا غصہ کیا بھولنا کہ تم نے اسی وقت میں

ہندو قانون کا حکم غلط ہے جس سے شرک کا کلمہ گونا گونا گوارا کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہی ہے۔

فراہم کی وجہ سے حضرت پریمی نے خود غازی خاں کو بلا جبر بھی منع نہیں کیا۔ جس میں چند شخصوں کی تقریر پر بھی جو یہی اور یہ تمام کا وہ وقت

مخبر سے پہلے ہی ختم ہو کر گئی۔ «جیل، جیل»

جیو جن صاحب سب روڈا دیوئیں سے کوئی پوچھے کہ اس وقت کا پرست ہزار گنڈہ کا تھا یا ہر گنڈہ گنڈہ سنت کا،

والجمله حاشیه بر متن است.

نے اذان پڑھی اور ایک سو غزیرے حضرت رئیس الشافعیؒ کی اقتدار میں جلسہ گاہ میں فریضہ عصر کا اجتماع ہوا کیا۔ اور رضا خانیوں نے اپنی شہرت کا شکستہ پر وہ جلسہ کے لئے بہ حیرت فراوان کارروائی کی کہ ایک سو تیس سو روپیہ شہت علی صاحب کو اپنے کاغذ پر رکھا اور دوسرے صاحب نے جناب مولوی رحمہ اللہ صاحب کو۔ اور اس طرح شہر کے ایک سو تیس سو روپیہ میری میت پر نے اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور فریضہ عصر کو پانچ بجے بلکہ اس کے وقت تک عجب پر ترنگہ کر کے دو بار رسالت سے فقہ حنفی یا متافقی کا خطاب یا خطاب پایا اور جس کی بجائے اور زیادہ ترقی کی انہوں نے شہر میں ملنے کے لئے شہر پر بھی بکھیری اور باگوانی و دو بار رسالت پناہی سے اس کے حکم میں "کافوا انخواب الشیاطین" کا خطاب پا کر۔ طوق لعنت اپنی گردن میں ڈالا۔ خلعت اللہ علیہم و علیٰ نواہم۔ یہ نظر بھی قابل دید تھا اور اس نے ہر دو شخص کے ایک خاص سیلے (جملی) کی یاد تازہ کر دی تھی۔ خیریت سے مناشا بولی کی تھی، بھی خاص تھی۔ سنگا بہ کہ بعض مغز سے یہ بھی کہتے جا رہے تھے

”راوی بھٹیا کی جیت ہے“ ”ملوں بھٹیا کی جیت ہے“

اسی میں ریاست سوز کھاروانی پرنا کر کہتے ہوئے "سراو اعلم" ملاوٹا دکا "مذاقت شعرا مضمون شاعر تھکے کہ "رضا خانیوں نے اپنے زمانہ مولوی شہت علی صاحب کا بدوست جہلمسنگالا اور شیرینی بکھیری اور یہ کیا اور وہ کیا اور اہلسنت بہریت خود وہ سماجت کی طرح جلسہ گاہ ہی میں نہ چھپنے پڑے بہت اور بد کے بعد نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی اپنی قیام گاہ پر چلے گئے۔"

جہلم کے محاسب میں اس سے زیادہ بھٹنے کی شہرت نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک ہمیشہ اسی کی توفیق عطا فرمائے جو جہلم نے بعد اقسام مناظرہ جلسہ گاہ پر شہر کر کیا۔ یعنی فریضہ عصر کے بعد اسی تنظیم الشافعی فرج پر بدگوار خیر لکھیں

”حق یہ کہ شہر گزشتہ منہوی کے رضا خاں "کیا اپنے دواؤں میں کی صحت اسی کی کچھ دے دے۔" "بکھر کر صحت جہلم کے شہر کی بہت کہتے ہیں" کہتے کہ اس کا کیا کرتے تو بکھر گئے ہی دیاں دیتے۔" کوئی نہیں کہی۔ جب جہلم کے کوچہ نو ذبیحہ کریں کہ بقول ذوالنورین اگر رضا خانیوں کے انہوں میں کہتے کہ بعد اسی دہائی کے بعد کہ بھٹنے کے بعد اسی وقت بہت میں بھٹنے یا فریب میں بکھر چکے ہیں

نکیرہ مار کر کے جلیق سنکھرت کر لایزید منکھو۔ کی لغتوں سے ماہول ہونے اور نہ تو اس کی توفیق دے سکتے اس نسبت میں کیا، یعنی مذہب کو بالکل بائیں کے وقت تختہ میں ترک کر کے تخیی لغت ہونے و تہذیبیہ دین دہا کر کے انھوں ان شیا طین کا لقب یا زور دھان بر جوئی علیہ علیہ کے حق سے اس اعتبار سے اس اور ہر طرف سے اس کے تمام میں فاسق ہیں۔ دیکھو سالہ لغت و فارسی۔

نکیرہ بھی پتی کی نام نہا۔ فتح پر دین سے واضح ہو کر کو بھاری اس دعا پڑائیں: رضا فانیوں کے شیعوں و افاضی کا اصول یہ ہے کہ جب ان کا منظر بار جاگت ہو تو اس کی پیش سے بھی زیادہ عورت کرت ہیں۔ نکیرہ سے کی دل میں کہنے اس کی شکست کو فتح نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ہر سے میں منہ لغت نہیں وہ تو سعادت کی دلیل ہے جیسا کہ امام احمد رضا دقہ کہے ایم اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کی لغت کا بول میں منقول ہے کاش کہ رد لغت کے یہ بھی اسی قہ میں کہتے۔ لیکن ان تین صدق و صداقت سے تو یہ کیا تو اپنے خاندان کی انگشت شہا کے لئے میں شریک شکست کو خیر الممالک فتح کا لقب دیا۔ ہم اس انداز کا میں غم کرتے ہیں اور ان میں شریک ہونے کا ذمہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ محمد رضا دقہ کی بھی لکھتے غوث و دینا کی شہرہ گاہ خروج الخلیف شریفین سے حضرت کو ایسا باطن اور فزائی حق کر کے اسی کو اپنی اس رو خدا کا خاتمہ قرار دیتے ہیں وہ اس کو اپنے شریک خاتم کی ایک لکھتے ہیں۔

آکھرت لغت اللہ تعالیٰ ہذا اپنے فرزند دھان کو نصرت فرماتے ہوتے نہ کہ زمانے میں۔
 یا حبیبی ارجع الی کتاب رائسہ امامت و ذی مظهر الخصال
 و نقیل عند قال اللہ تعالیٰ قلب کوہ قد حطوا عن سوء السبیل
 و رہبانہ بندعوہ: ادبہ

ایمنی سے سب! خیر و عہدیش کو اپنا بیٹا اور دنیا بناؤ اور قیل و قال کی طرف مگر
 مت نظر کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ایک راہ اور بھلی جو ان قوم کے حق میں فرماتا ہے۔

و رہبانہ "سند عوہا صاحبہا علیہم" تنہ =

ہو تو نہ خیرت ہی نہ نعت حمت معلق نہ ان نہیں کہہ سکتے تھے ہیں وہ حضرت کے اس

فرمان سے فیصلہ کر لیں کہ کون جماعت سے روئے مستقیم ہے اور کون کجی ہوئی اور گمراہ ہے ۔
و خیر دعوتنا انہ الحمد للہ رب العالمین ۔



تکملہ



ہم دیکھتے ہیں سلاچے میں کر سنبھل کے مناظرہ سے چھ سات بیسے بعد جب کہ صاحب آسمانی کی مشامت کو بھی کئی بیسے گزر چکے تھے ۔ مثلاً خانیوں نے بھی اس مناظرہ کی ایک نام نہاد رو خداوند تعالیٰ کے شائع کی تھی اس رو خدا میں جسی تہذیب ایمانی اور دروغ بیانی سے کام لیا گیا ہے اس کا اندازہ صرف وہی حضرات کر سکتے جو اس مناظرہ میں خود شریک تھے دوسرے لوگوں کے لئے اس کا فیصلہ سخت مشکل تھا ۔ مگر صاحب برکت شکر اسے یہ صورت کا جس نے خود رو خدا کے مصنف کے قلم سے اس کا فیصلہ کر دیا اور ہمیں اس کے لئے کچھ بڑی کاوش کی ضرورت نہیں پڑی ۔ و کفی انقلہ المؤمنون الفتنان ۔

۵۔ خود کہہ رہے ہیں برصیری خطیب ۔

اقرار می ڈگری

جس وقت یہ رو خدا پر اس میں چھپ رہی تھی اس دوران میں اس کے مصنف مولوی امین علی تھیلے نے اسی رو خدا کے محتاق مولوی حسرت علی صاحب کراکے کلا کار کا کچھ تھا جو صرف قدرت کی سزا کا دھ سے ہمارے بھی ہاتھ لگ گیا ہم یہاں اس کو عینہ نقل کرتے ہیں ۔
کہا لطف نہ خیر پردہ کھولے عار و ہر صریہ چڑھ کے بوسے

لے یہ خط بدلے آخر اس طرح آیا اس کے تفصیل ۔ بارخدا آسمانی ۔ یہ کبھی مانگا ہے ۔

یہ گرفتار شدہ حلقہ . باغیہ آسمانی . جس کی شان کیا گیا تھا اور سنا تھا ہی نہ تھے مولوی اہل علی صاحب کم
 نہایت اہمیت پہنچتی دیکھا تھا کہ اگر کسی کو اس خدمت سے نکال دیا تو وہ اعلیٰ درجے میں شامل نہیں ہوگا . نواکورد واد
 قیمت . رہا ان پرانی کہ چلی کر ان کے پاس ایک ٹھکانہ جس کی شکل تھکے . اور ان میں بار بار سنا دیکھو شے سے اس خط پر مہر
 قصہ میں ثبت کر رہا اور ان کے لئے خط لکھ رہا . اس خط پر مولوی اہل علی کی تصدیق اور قرین کے بعد شائع کیا جائے گا
 اس خیال سے ملنا فرہ کی لے کر نکلتے اور رضامندی دے دیا کہ ان کے لئے یہ خط لکھ کر لے گئے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں
 رضامندی کے ساتھ اس مولوی اہل علی کا خط لکھا ہے .

براستہ ملی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
 زانہ نے سب خود پاک امامہ ماہ گماں کا

یک نشہ دوشد بسوہ یار پکارا بھی دیکھا کیسے ؟

یہاں اظہار میں مولوی اہل علی صاحب کی اس طاقت سے تحریر نہ ہوں کہ اس شخص سے ہم جتنے قدر انوں
 کے سے آپ کی زندگی میں ایسے بہت سے وہاں چپ مٹاؤں وجود میں جو اب یہ طاقت نہ لے کر فریج میں کا بہترین
 سا ان میں جتنا چاہے آپ کی بکھٹ مٹاؤں اس سے زیادہ پہلے کہ جو ایک دوسرے میں مل جاتا ہو ۔

سبھل کے مناخ سے دو چار . ورنہ آپ نے اپنی فراموشی لے کر ایک سستہ ہوا اپنے چند شاگردوں کے نام
 سے شائع کیا تھا جس میں مولوی شمس علی صاحب کے کل سوالات کی آمد ہو چکی تھی اور وہ بھی بیٹھے تھے . وہاں
 تعریف کر کے شائع کی تھی اس میں ان سوالات کی تعداد ان سے تین تین یعنی ڈیڑھ سو تھی . چونکہ

پہلی سزا دانی تعلیمی نو مسلموں کی رہنمائی میں کر سکتے ہیں کہ وہ ایک راز میں نہ تھے جس کے متعلق مجھے علوم
 نہ تھا کہ وہ مضمون کے ساتھ ایک مسئلے کا اور تمام راز فاسفی ہو کر رہا . ساری صفیہ کا وہاں کا سچا ہوا یوں

چ رہا ہے میں بھروسے کا۔ مگر اس دوسری محنت کی تو خاطر کوئی تاویل بھی ممکن نہیں۔ رضا خانی دوستو! کہ
نہادہ افسوس نہ کرو یہ اختلاف جہانی دروغ گوئی کے لوازم میں سے کیا نہیں بنا۔
دروغ مگر صاحب افکار نہ ہاں نہ

رضا خانی روزنامے کے مضامین پر ایک نظر

ان دو شماروں کے بعد اگرچہ رضا خانی روزنامے کے تسلسل کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہتی، مگر ہم
پچھلے تاخرین کی نحو ان مضامین پر بھی ایک تنقیدی نظر ڈال دینا چاہتے ہیں جیسا کہ اضا فراس میں بعد میں کیا گیا ہے
یہ اضا فراس گاہے گاہے ایک سرگرمیت مولانا محمد منظور صاحب نے جو اداؤں کا بہرہ اجنت کی طرف سے
پیش کیے تھے اور جن کا جواب مناظرہ میں برائے نام میں موجودی محنت ملی صاحب دے سکے تھے۔ اس صورت میں
روزنامہ میں اس کے جواب دینے کی دشمنی کی کوشش کی گئی ہے اور ان آیات و احادیث کی جو تاویلیں لگے ہیں ان پر
نئے اپنے رسالوں میں کی ہیں ان سب کو نقل کیلئے درج کے مدعی سپاہ کر ڈالے ہیں، مگر انھوں نے نتیجہ وہی ہے جو
آفتاب پر خاک اڑانے کا جوتا چاہئے۔ کیوں کہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے اپنی برویل کے ساتھ استدلال
کی تقریر میں مفسرین محنت اور شیعہ جیسے حدیث کے کلام سے ان تمام تاویلات کا مدوارہ پہلے ہی بند کر دیا تھا۔
اس کے بعد بھی انہی فرمودہ تاویلات کا کھنا کھنچ جہالت اور نادانی کا ثبوت دیتا ہے۔ البتہ اس لیے ایمانی کا
کوئی مدلل نہیں کہ رضا خانی روزنامہ فرس صاحب نے مولانا کی تقریروں کو اس قدر مہر کیا ہے کہ اس کے مستند علیٰ قول کی
ایک جگہ بھی یہی نقل نہیں کی۔ مگر اسی پر پور نہیں پڑا۔ یہاں تک کہ یہی کیا ہے کہ حضرت مولانا کی جس دلیل کا کوئی
جھوٹا سا جواب لگے رضا خانیوں کے رسالوں میں نقل کیا نہ ہو۔ آپ کو تو ہم یہی کہتے ہیں جیسا کہ
حضرت مولانا کی پیش کردہ آیت نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ کے ذکر سے رضا خانی روزنامہ دیکھ کر خالی ہے۔ علیٰ خدا
منظور کا آخری ایوان میں حضرت مولانا کا جو احادیث کو پیش فرمائی ہیں اور صحابہ کرام و تابعین عظام کا پیغمبر
اولیاء کے جواہر پیش کیے تھے جنہوں نے رضا خانی عقیدہ کی حمایت کی تھی وہی ہیں ان سب کو تو لیا ہضم

یعنی حضور ہر میں ایک بار گھومتے ہوئے تو حسب سے ٹھکانے کی پیدائش کی ابتداء ہوئی۔ اس وقت سے جب تک جانی نیست نہ ہو جائے اور وہ اپنی روزگار میں اس وقت تک تمام چیزوں کا بیان فرمادیا۔

یہاں سے حضور پر ایک حدیث شریف زرقانی سے نقل کی ہے۔ اتفاقاً یہ میں۔ اصحابہ صدقہ اللہ علیہم وسلم عرجانہ وہ ان باطلا سے علی العیوب صلیا پر کرنا نہیں کے ساتھ جو لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب کا علم ہے۔

ان کے علاوہ وہ اپنے دوستوں کی آواز میں بھی کو پیش کیا ہے ہم ان کے جواب دینے کی چند ہی ضرورت نہیں سمجھتے۔ جو کچھ بیشتر فرمیں وہ ہیں جن کا سواہر صاف آسمانی ہونے کے علاوہ معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ کچھ کا جواب دینا اس مختصر تحریر سے معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ عمر بن الخطاب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ عیب سے شرمناک نہیں تھے۔ اب ہم ہر وار جواب دیتے ہیں بغیر انصاف ملاحظہ فرمایا جائے۔

اسی تقریر میں جو ہمیں نسبت کر رہے ہیں اس کا اعلیٰ ترجمہ یہ ہے۔ ۱۱۔ کہ انہی کی ایک حدیث ہے کہ وہ ہر بیان ہے جسے کہ ۱۰۔ اسی مسئلہ پر پہلے تو دیکھنا تو ایسا صاحب سے چند مناظرہ سو لگتے گئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ اگر آپ نے اس کا منکر یہ کہی ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے خواہ وہ دنیا ہو یا علیٰ زمین کی ہو یا دنیا کی، نشان نبوت کے مناسب ہو یا غیر مناسب، تو آپ خود اس کے خلاف نہیں۔ آپ کھلے اللہ چیزوں کا علم لکھ دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرشتہ عالم سے لے کر یوم آخرت تک عالم و جہان میں اس سے نہیں کی امتیاز کا خاص سے بعد کی امتیاز کا، جتنا خود آجسے اپنی اس ۱۰۔ دیکھو ص ۱۲۔ سطر ۱۱ میں یہ لکھا ہے کہ ۱۰۔ اللہ تعالیٰ کہ ان کے لئے کی بات و معانی کا پورا حرام نہ لکھتے تھے جس میں وہ دیکھتے نہ سہجہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ۱۱۔ انھیں لکھنا آئے وہ صفات، پھر بھی مولیٰ اس امر رضا خان صاحب کی تصریح کے مطابق مستحکم، میں داخل ہیں۔ ۱۲۔ یہاں، الصغریٰ ۱۰۔ سطر ۱۰ پر فاضل برجی لکھتے ہیں۔

۱۱۔ اور اس مسئلہ کے عہد میں سب سے زیادہ دیکھتے ہیں ۱۱۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ وہ لکھتے

کہ راستہ و مسافت بھی سب سے پہلے جگہ ساری کلمات کی کلاسیک اور نوت و صفحات
الغیر کا وجود الٰہی ہے ۔

نیز قرآن مجید کا یہ ہے کہ انیسویں صدی کے علم و کلام کے متعلق قرآن کا یہ ہے کہ آیا وہ
اصل اور حقیقہ ہے۔ لہذا اگر اس آیت کو دیکھ کے یہ عام سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن آپ کے ذہن کے بھی مخالف ہے اور
جو قرآن آپ ہم پر رکھنا چاہتے تھے وہی جیسے آپ پر بھی وہ رہا ہوگا ۔

ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ قرآن کے قصہ و داستان کی

۱۲۔ جس طرح اس آیت کو دیکھ کر قرآن کو قرآن کے متعلق قرآن کے
کے متعلق بھی قرآن میں اشارہ ہے۔ قرآن میں موسیٰ علیہ السلام علیٰ آلہ و
و تفصیلاً لکھنا ہے۔

دوسری جگہ اشارہ ہے۔ و کتب لہ فی الزواجر من حکم شیئ موعظہ و تفصیلاً
لکھنا ہے۔ اس آیت کے اشارہ سے کہ قرآن میں بھی قرآن کا بیان ہے اور قرآن میں قرآن
بار بار ملتا ہے اور قرآن میں قرآن کی بات قرآن سے زیادہ نہ ہو اور یہ قرآن ہے۔

۱۳۔ پھر بھی قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔
و تفصیلاً لکھنا ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔
قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔

سب سے پہلے قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔
قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔
قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔

۱۴۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔

۱۵۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔ قرآن میں قرآن کا اشارہ ہے۔

مکمل ہے۔

۱۔ تبياناً للحکمل متى، من امور الدين، يعنى قرآن عزیز میں رہن کی ساری باتوں کا بیان ہے۔

۲۔ تفسیر عالم شریف میں ہے: يحتاج اليه من امور الشريعة . . . (ص ۳۳۲)

یعنی قرآن شریف میں ان سب باتوں کا بیان ہے جن کی ضرورت دین کو شریعت کی باتوں میں پیش

۳۔ تفسیر جامع البیان میں بھی اسی کے قریب قریب الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۲۶۲۔

۴۔ تفسیر میرزا جعفر ہے۔ للحکمل شئ منہ ہمدار و الاحکام و اخبار

الماعنین۔ یعنی قرآن شریف میں ہر چیز کا بیان ہے معرفت کی باتوں میں سے احکام میں

سے اور اگلے لوگوں کے واقعات میں سے۔

۵۔ تفسیر روح البیان میں ہے: للحکمل شئ يتعلق باورالدين، يعنى قرآن شریف میں

باتوں کا بیان ہے۔

۶۔ تفسیر عالم شریف میں ہے: تبياناً للحکمل متى يحتاج اليه من الامور التي

والحلل و الاحكام و الحدود و الاحكام۔ (ص ۲۱۰)

یعنی قرآن شریف میں ہر ایسی چیز کا بیان ہے جس کی حاجت شرعی ہے یعنی امور و فرائض کا احکام و

کا حدود اور احکام کا۔

۷۔ تفسیر غازی میں ہے: قال المصنف: تبياناً للحکمل متى، يعنى من امور الدين (ص ۳۳۲)

یعنی قرآن پاک میں سب دین کا بیان ہے۔

۸۔ تفسیر سید علی شریف میں ہے: تبياناً للحکمل متى، من امور الدين (ص ۳۳۲ ج ۱)

یعنی قرآن شریف میں سب دین کی باتوں کا ذکر ہے۔

۹۔ تفسیر ابو السعود میں ہے: (تبياناً للحکمل متى) يتعلق باورالدين (ص ۳۳۲ ج ۱)

یعنی قرآن پاک میں تمام ایسی چیزوں کا ذکر بیان ہے جو دین سے تعلق ہیں۔

۱۰۔ تفسیر کبیر میں تفسیر تفسیر معنیوں ہے۔ لیکن چونکہ اس میں اس کو مدالی بیان کیا ہے اس وجہ سے

طویل ہو گئی ہے ہم تمام اختلافات اسی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریریں ص ۳۴، ۳۵، ۳۶۔

اب ہم بعد باختلاف و جدب انہی دس تفسیروں کے حراجات پر گفتگو کرتے ہیں۔ درناہلسنت کی صمدی تفسیر سے اس قسم کی حجارتیں نکال کر جاسکتی ہیں۔

۱۔ حجارت سے مراد ہی جو کچھ کہتے ہیں کہ مفسرین اہلسنت کے نزدیک اس آیت کو یہ کامطلب صرف یہ ہے کہ قرآن پاک میں دینی باتوں کا چرچا بڑا ہی ہے۔ اور کھوشد کہ میں ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ کلمہ قرآن عزیز میں مذکور نہیں کی باتوں کا نہایت واضح اور روشنی بیاں ہے اور ہمارے عقائد و اصول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عالم میں۔ عالم جہان میں بکرم تسلیم ہیں۔ اور میں کو کچھ دین ہی کی حاجت نہ رہتی۔ یہ کامطلب نہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنا و دیکھنا و شرف و کرم

اے یہ عقائد جانوں ہی ان مہمیت سے کہ لایع کے نزدیک قرآن شریف میں یہ بھی دیکھ لیں کہ قرآن دعا دہاتی ہے کہ میں دے۔ اتنی ہی دعا ہو گی۔ جس سے کچھ مر رہے گے اور اس سے پیدا ہوں گے۔

۲۔ قرآن! نہ تفسیرتوں سے غور فرمائیں کہ کیا قرآن عزیز نکلی۔ نکلی۔ پھر پتہ اور کیر سے خود دیکھ سوت و حیات و دیگر حالات بیان کرنے کے لئے نازل ہوا ہے؛ کیا وہ کھلی، بند ہو گیا اور ہرسانی کیڑوں کی برکت اور مخلوق کی بنیاد کے ہر برکت کے لئے قرآن بالارسی بھی اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ خود بائیں ص ۳۵۰ الفہم۔

اس کے بعد ہم دوسری قریب کو میری طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ "یہ چھوٹی چیز ہے کتاب میں کوئی چیز" اور آیت کو برکت جو استدلال کیا جا رہا ہے اول تو اس پر وہی نہیں مناظر نہ ہوں گے جتنے ہیں جو اس سے پہلے آئے ہیں پر گئے گئے، تا وقتیکہ ان کے شافی جوابات دے کر میں کو دعوت کے مطابق ذکر دیا جائے۔ اس سے استدلال کرنا بقول انہی کہ بعض اوقات معاصی و عبادت کے بعد دیر لگتی ہے۔ سوالات کے طرہ کی حاجت نہیں دنیاوی خود ملدی فرماتے ہیں۔

اس کے بعد ہم اس آیت کو دیکھ کر بھی صحیح مطلب نہ پائیں مفسرین اہلسنت کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں خود کہہ کہ اس آیت کو دیکھ کر بھی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے لفظ "کہ" سے لوح محفوظ مراد لی

اور جس نے قرآن پاک کا تفسیر ہے کہ جب لوح محفوظ مراد لی جائے گا، جبکہ کونسی جگہ میں ص ۱۰۳۔ و تفسیر جامع البیان ص ۱۰۳۔ و تفسیر المیزان ص ۱۰۶۔ و تفسیر تفسیر الرحمن ص ۱۰۶۔ وغیرہ میں ہے، تو ثابت کر دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے لوح محفوظ میں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ پس اس صورت میں کسی آیت کریمہ کو مستند علم غیب سے کوئی شخص جی نہ ہو گا۔ اور ہم نے کمال غیب اس معنی کے اعتبار سے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کو استدلال صرف اس صورت میں ہے جب کہ کتاب سے قرآن پاک مراد ہو۔ خدا ہم پر تبارک و تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جن مفسرین نے کتاب سے قرآن پاک مراد کیا ہے انہوں نے اس آیت کا مطلب کیا سمجھا ہے اور جو جہاں سے روایت مذکورہ آیت نے سمجھا، یعنی یہ کہ قرآن شریف میں ساری باتیں مذکور ہیں خواہ وہ اپنی جوں تو دیوے، صید سول یا غیرہ طریقہ سے کہ بسم اللہ، یا کبیرے سکھوں کا پانچواں اور چھٹاں حصہ مذکور ہے۔

یاد رہے جس نے سمجھا ہے جو بائبل مفسرین جو سمجھتے ہیں، یعنی قرآن شریف میں دینے والی کوئی تفسیر ہے، بدلت کے اصول میں صحت کا بیان ہے، اتفاق کا بیان ہے، ملاحظہ ہو۔ تفسیر المیزان شریف میں ہے۔

”او الكتاب انشأ انشوا، من شيء، احسن من شيء، يمشي على السبيل، انشأ انشوا“

یعنی اس آیت میں ”یا کتاب سے قرآن عزیز مراد ہے“ اس صحت میں شک نہ ہو، وہی چیز ہے جس کے لوگ اپنی مساعدا میں محتاج سول، یعنی قرآن شریف میں دینی ضروریات کو نہ پانچواں چھوڑ گیا۔

تفسیر المیزان ص ۱۰۳۔ ”ی ما نزلنا فی القرآن شیئاً من الخشب والنفثۃ“۔ (۱۰۳۔ ج ۱)

یعنی ہم نے قرآن شریف میں (سب ضروری باتیں) نہیں کر دیں، کوئی چیز بھی ضرورت میں سے نہیں چھوڑی؟

تفسیر کریم میں ہے۔ ”قوله ما نزلنا فی القرآن شیئاً من الخشب والنفثۃ“ ”یعنی سب چیزیں

مخصوصاً سب اشیاء الخشب والنفثۃ، بل سب ضروریات، لا حاجة بها“۔

یعنی اس آیت کریمہ میں جو شے کا لفظ ہے اس کو نام نہیں رکھا، مگر اس کا ان اشارے

ساتھ خاص کر دینے واجب ہے، جن کے معنی ضروری ہو، اور جن کا منکر لاجرم ہو۔ یعنی آیت کریمہ کا حرف ”و“

مطلب ہے کہ ہم نے قرآن شریف میں سب وہ چیزیں بیان کر دیں جن کا حاشا لازم ہے۔ ان میں سے

کوئی چیز نہ چھوڑی۔

چہ میں بخلاف حالت حدیث اخیر حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں اور باب انصاف کے لئے اسی قدر کافی سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد پہلی بحثی آیت کریمہ روحانی شریعت فصلناہ تفصیلاً کہ طرف مترجم ہوئے ہیں۔
اس کا ترجمہ یہ ہے : ہم نے : چیز کی پوری تفصیل کر دی ہے :

اس استدلال پر بھی ہم سے وہی آئی تین سوال ہیں جو پہلی دلیل پر درود گئے چاہئے ہیں اور جن کا جواب ہم
میں اور دانش ورانہ ہو سکے گا : ناظرین ان سوالات کو خود جوابی فرمائیں : ۱۔ اس کا صحیح مطلب تو اس کو ہم چند مستحضر
دوستہ تفاسیر سے نقل کرتے ہیں : ملاحظہ فرمایا جائے :

۱۔ تفسیر مولانا شریفین میں ہے : (وكل شئ) يحتاج الىه : فصلناہ تفصیلاً :
یعنی ہم نے ہر ضروری چیز کی پوری تفصیل کر دی :

۲۔ تفسیر جامع البیان میں ہے : (وكل شئ) يحتاج الىه : فصلناہ تفصیلاً
یعنی ہم نے ان تمام چیزوں کے پوری تفصیل کر دی جو جن کی ضرورت تم کو پڑتی ہے :

۳۔ تفسیر دارک شریفین میں بھی یہی ہے : ملاحظہ ہو : دارک ص ۴۴۰ :

۴۔ تفسیر ابن اسعود میں ہے : (وكل شئ) تقتضون الىه : فصلناہ تفصیلاً :
الاحد : ص ۳۰۰ - ۳۰۶ : یعنی ہم نے ہر اس چیز کی پوری تفصیل کر دی جن کی تمہیں امر و نہی
و معاذ میں ضرورت ہے :

۵۔ تفسیر کبیر میں ہے : (وكل شئ) فصلناہ تفصیلاً : (وكل شئ) بذكر الىه
حاجۃ : ص ۳۱۰ - ۳۱۴ : یعنی ہم نے ان تمام چیزوں کی پوری تفصیل کر دی جن کی تمہیں
ضرورت ہے :

یہاں بھی بقصد اظہار حدیث اسی حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے : واللہ اعلم بالصواب
سبیل المرشاد :

مفسرین عظام کی تصریحات سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس آیت کریمہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ قرآن عزیز

وہاں فی حضورِ ریات کا کہل ہے اس میں عرہ دی عرہ دی باتیں ہیں کہہ دی گئی ہیں نہ کہ اس میں حشرات الارض و زمین کے کپڑے ٹھنڈوں کی سرائی عمری جو جبراک ہمارے رضا خانی و کستری کا نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالحق
رب العالمین۔

آیت کریمہ نبرہ (وکل مشی احصیناء الاحام مبین)۔ و نبرہ یعنی ولا متیۃ
فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا ف کتاب مبین۔ مکے متعلق ہم صرف
اس قدر عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں آیتوں میں کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔ مفسرین و جہت
نے تو اس کی تفسیر کی کہ یہ ہے لیکن یہاں تو غصیب یہ ہے کہ آپ کے قبل و بعد مروجی احمد رضا خان صاحبہ بطوری
میں مروج محمد مزمل سے ہے۔ دیکھو یہ انہد المصلحی ص ۳، مطبعہ ۲۰۲۱ء۔ مگر جو قرآن مجید تفسیر
میں بھی ہیں انکے ہے۔ لیکن ہم خداوند والا شان کے قرآن عالی شان کے بعد کسی مفسر کی عبارت نقل کرنے کے
بجائے یہ نہیں سمجھتے۔

وہی لاکھ پر جہادی ہے گھائی بھری

آیت کریمہ نبرہ و نبرہ کے متعلق ہم کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں سمجھتے۔ تاہم یہ غور فرمادیں۔
کہ ان کو کوئی کلمہ اضافہ نہیں کے، جو اس کے تعلق ہے۔ پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے: اے صبیح دروسندہ
جنت کے طیب، یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم تمہاری طرف اس کی وحی کہتے ہیں۔
دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اے وہی کی ایسے حیثیت کی طرف جو کچھ کہ وہی کی۔

خدا فرمادے گا کہ جو اسے تو انا طولی و علین کو یہاں ان کے ذرہ ذرہ کا اسنادوں کے قطر و قطر
کا، درختوں کے پتہ پتہ کا، دریاؤں کی جھلی، میٹھا، اور زمین کے ہر کپڑے کو اس کے حرکت و سکون کا، جن کی
پاخا و پیشاب و خیر و خیر کا علم تفصیلی محمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات تشریف سے آگیا تھی روز
قبل حلقہ فرمادیا گیا۔ اور وہی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غیب کے
خبروں میں سے کوئی خبر وہی فرمائی، یا یہ کہ وہی فرمائی جو کچھ کہ وہی فرمائی۔ مستغاث اللہ! واہ
سے اسٹہ لال۔

قرآنی آیات کی بحث سے فارغ ہو کر اب ہم ان احادیث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جن میں مسلمانوں کے لئے دعا کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت جو اہل دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقائد ترک کیا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عقائد درست ہوئے انہیں تحریر کئے ہیں کہ یہ دھرم سے کچھ خاص ہے اور جو لوگ عام اہل خاص سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کتب میں مکتب الاصول۔

دوسری روایت جو جناب شمس العروج کی پیش کی ہے اس کا ترجمہ آپ کے اصول پر یہ ہے : میں نے
جان لیا (اسی شمس العروج میں) مجھ کو کہ جو چکا اور جو کچھ کہ جو کچھ : لہذا میں ان وہی سوال دار و پرہیزگار کے اس سے
نکل مراد ہے یا نہیں ؟ اگر نکل مراد ہے تو آپ کے دھم سے علم ہے ، دیکھا کہ رضا خانیوں کے استاد والدہ
مولوی نعیم الدین صاحب نے : الحفلة للسيا : میں اس کا اعتراف کیا ہے ، لہذا ذیل خود آپ
کے بھی مذہب کے مخالف سے اور آپ کے دعوت سے متخلف ہوں۔

اور اگر اس سے بعض مراءجہ یعنی وہ دوا میں وقتے علامہ اشرف المصنف حضرت مولیٰ اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسبت تھا تو وہ ہمارے ہی لغت نہیں وہ یقیناً بھلا ذریعہ ہے ۔ ۱۰ مرتبہ پوچھا اگر اس دوا سے یہ عزم محیط ثابت ہوگا تو شہبہ مولیٰ میں حیرت سے بھی ہنسنے پھٹا ماننا پڑے گا ۔ اب آپ خود اس کے کائنات نہیں ۔ آپ صوفیہ و حکمت شریعتیہ سے اگلیں روز قبل اس علم محیط کی تکمیل مانتے ہیں ۔ لہذا یہ دوا سے آپ ہی کے بیان کردہ مطلب کے اعتبار سے آپ کے بھی مخالف نہ ہو ۔

قصیدہ کے اس روایت کو کا قیاس سے جمع نہیں ثابت کیا جاسکتا، صبح ہونا تو دکن ماس کے لیے ہی اسناد بھی میری بھلائی جاسکتی۔ راولوں کے جمع و تفہیم تو بعد کے چیز ہے۔ لیکن میری یہ عجیب فتنوس اگر آپ کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کرنا، برنامے نزدیک جینس کے آگے جین بکھانے سے کم نہیں۔ کاش کہ کسی ذی علم کا مقابلہ ہوتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی نہ دیا۔ اقامت عین الشجری علیہ السلام وسمو
الحمد یشح جس کا، مثلاً اس وقتا خانہ در تعداد کے صفحہ ۶۶ پر لکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب بھی بڑے بڑے نہیں کہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس خط میں دفنا خانوں کا تمام کاٹ ڈال دیا تھا۔ یاد کیوں کر ملے گا۔
 سب کو حضور نے یہ تو جیانی کیا ہی نہ ہو گا کہ شراب اس طرح بنائی جاتی ہے، نماز اور کھانا سب سے مشغول
 وقت زیادہ طویل نہ ہو جائے گا۔ فلاں وقت پانچاں میں، فلاں وقت گھنٹہ کے بارہ میں گندم کا یہ نرسٹ ہو گا
 ہو گا یہ نرسٹ ہو گا، ہندوستانی میں ایک ٹبر برہمن ہو گا اس میں ایک باگیاں عاز ہو گا اور اس میں فلاں فلاں
 باگیاں ہوں گے۔

افزون میرے نزدیک کوئی عقل مند اس کو گواہ نہیں کرے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر
 دنیا بھر کی اینٹوں کی باتیں کر دیں کیا جو، بلکہ یہ کہ ایک دو چار شاہی نبوت کی توہین کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اس کام کے لئے کتنی غریب نہیں لگنے پڑے بلکہ بعثت کی فرض دین الہی کی تسلیم ہی عذا اس حدیث کا وہی
 مطلب ہو گا جو ہمارے اور آپ کے وہ قول کے مسلم شریح کشمیر شاہ جہاں کی صاحب بحث، جلوی رحمت اللہ علیہ
 نے اعلیٰ تفسیر شریعت میں لکھا ہے، حضرت شیخ فراز شہر قندہ کے حفاظ اس موقع پر یہ ہیں

۱۔ احب ما یخلق بالذین اعم حقیقاتہ ۲۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں جلد الخلق سے ملے کر دوزخ جنت و دوزخ کفر
 کی تمام وہ باتیں بیان فرما دیں جو دین کے متعلق تھیں، ہمارے اس کے بھی کلیات نہ ہر چیز کی : لکھو کہ اسی
 دین کا فیصلہ ایسے کے قلم سے ہوا جس کے ساتھ دفنا خانی دم نہیں مل سکتے۔ غلۃ الحجۃ المساعید۔

دہی شریح مذکور کی عبارت : اصحابہ صلوا جہاز من باطلوا علی الغیب ۱۔
 اس کا جواب صرف اسی حد کا کافی ہے کہ یہ ان غیب سے کلی غیب تو نہ تھا مگر نزدیک مراد ہو سکتے ہیں نہ ہا سے
 نزدیک۔ لہذا بعض غیب مراد ہوئی گے۔ اور اس حدت میں بر غایت مدعا نہیں۔ پھر اس سے دستہ نالی بقول
 مولوی احمد رضا خان صاحب : نہ صرف جو بات بلکہ دیوا لگی ہے ۱۱ آنحضرت اگر وہ اولیٰ صاحب لے جس قدر

۱۰۔ اس کے معنی کو یہ کہ دنیا میں کلام کا نہ ہو لیکن جس دنیا سے بڑا چھ آنحضرت غلط فہمی غریب اس کی تفسیر کی جاسکتی ہے۔

۱۱۔ اور اس صاحب مزید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا خلاصہ نقل دیا کہ صفحہ ۲۰ پر کیا گیا ہے۔

ثبوت کا اضافہ کیا تھا وہ تمام بھی پہلے ثبوت کی طرح "ہیاء منشوراً ہو گیا

وَحَرَسَ هَكَذَاكَ الْعَبْطَانُونَ۔



دلیوبند اور بریلی کے اختلاف و نزاع پر

فیصلہ کن مناظرہ

میں

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کے تفسیری فتوے حسام الموحیدین
کے جواب میں جناب مولانا محمد منظور صاحب نعلانی کا وہ فیصلہ کن بیان جو برصغیر
نے ۱۳۵۲ھ (م ۱۹۳۳ء) میں لاہور میں مجھے والے ایک ایسے مناظرہ میں
پیش کرنے کے لیے تیار کیا تھا جس کے لیے علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم پر فطریہ
علامہ محمد غزالی دوحی مرحوم اور شیخ سادق حسن ام تیسری (پیر طریٹ ٹلا) حکم
طے پائے تھے۔ یہ بیان پہلی دفعہ ۱۳۵۳ھ میں معرکہ اہلک کے نام
اور فیصلہ کن مناظرہ کے لقب سے شائع ہوا تھا۔

فاشس

انجمن ارشاد المسلمین

۱۴۔ بہاولپور روڈ، مزنگ لاہور

فہرست مضامین

۲۹۸	حضرت تائثر
۳۰۳	بریلی کا تھخڑی فتنہ (ماضی اور حال)
۳۱۵	تعارف اور مقدمہ
۳۲۶	حضرت سوانا بخشہ دتہ صاحب نہ لڑائی پر لکھا ہوا نوبت کے بستان
۳۳۱	حضرت تانوی لکھنؤ قاضی خانہ یقین
۳۳۳	تھریالٹ اس کی عبارتوں کا صحیح مطلب
۳۳۴	ایک نام فہم مثال سے مراد: لڑائی سے صاحب کی توجہ
۳۳۷	خانہ انیسویں کی تفسیر میں مولانا لڑائی کے ملک کی تائید مولوی محمد خاں کی اعتراضات سے
۳۴۰	حضرت مولانا مشہد کھنڈی پر حکیم ربیعہ لکھنؤ
۳۴۰	جبل جلالہ پاک بستان اور اس کا جواب
۳۵۰	حضرت مولانا فیض احمد صاحب رحمانیہ علیہ پر تعقیب بستان سید لہریہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک بستان
۳۷۷	خانہ صاحب بریلوی کا کراچی آؤ
۳۸۰	مولانا فیض احمد صاحب کی صفائی میں مولوی محمد سمیع الرحمن احمد رحمانی صاحب کی
۳۸۹	ذریعہ دست شہادت
۳۹۲	بریلین قاطعہ بریلوی احمد رضا خان صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب
۳۹۳	بریلین قاطعہ پر خانہ صاحب کے تیسرے اعتراض کا جواب
۳۹۳	پڑھنے والے پر خانہ صاحب کے چوتھے اعتراض کا جواب
۴۰۰	حکیم الامت حضرت تانوی پرتوین شاہی سید نبیہ علیہ السلام کا بستان اور اس کا جواب

۳۰۵

خط الایمان کی عبارت اور اس کی تشریح۔

۳۰۶

خط الایمان کی عبارت میں خاصا صاحب بریلوی کی تشریحات کی تفصیل۔

۳۰۷

عبارت خط الایمان کی مرید توضیح

۳۰۸

خط الایمان کے اہم فقرات کا اثر و نمود خاصا صاحب کی تشریحات سے

۳۰۹

ہر عوامی کو کچھ غیب کا علم تفصیلی ضرور ہوتا ہے

۳۱۰

خالصا صاحب کے والدین بزرگوار کو بھی غیب کا علم تھا

۳۱۱

خالصا صاحب کے نزدیک گھر سے کو بعض غیب کا علم

۳۱۲

دنیا کی ہر چیز کو بعض غیب کا علم حاصل ہے

۳۱۳

عبارت خط الایمان کا ایک شالی نمونہ

۳۱۴

حکملہ۔ مصنف خط الایمان کی حق پرستی اور بے قسم عبارت خط الایمان میں زیر کرا اعلان

عرض ناشر

پاکستان کی آزاد مملکت کے قیام کے بعد اسی بات کی شدید ضرورت تھی کہ پاکستانی مسلمان آپس کے اختلافات کو ختم کر کے اپنی تمام اسلامی اس طرف مبنی کریں کہ اس کو زائید و مملکت کو استحکام و استقلال نصیب ہو اور عین کتاب و سنت کے مطابق پختہ اسلامی نظام نافذ ہو جائے اور اس طرح تمام دسے ترین کچھ کھڑوں کے سامنے ایک مثالی اسلامی حکومت کا صحیح نمونہ پیش کیا جاسکے۔ جتنی نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اہم نصب العین کا فرض صحیح مسنون میں کوئی تدارک نہیں کیا گیا اور دوسری اور اخلاقی اعتبار سے ہم اپنی بدن اور گتے پہلے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں سیاسی لیڈروں اور سیاسی جماعتوں اور ان کے کارکنوں نے اور حکومت کے ذمہ دار عہدہ داروں نے ہر دور میں فحشہ کیا اور جسی طرح ملک کو ہر لحاظ سے تباہ و برباد کیا وہ ایک غلامہ حقیقت ہے، فی الخال مجھے اس کے بارے میں کچھ کہنا مقصود نہیں بلکہ دین اور علم دین کی طرف منسوب لوگوں نے جو کچھ کیا ان کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ مگر چہ میں یہ بھی شک نہیں کہ علماء کرام اور دیندار مسلمانوں کے ایک طبقہ اس عرصہ میں مسلسل کوششیں کی ہیں کہ اس ملک کا آئین قرآن و سنت کے مطابق بن کر نافذ ہو جائے اور پاکستان ایک صحیح اسلامی ریاست بن جائے اور انہوں نے تمام تر جہات بشمول اسی ایک ہی مقصد کی طرف سہول کی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علماء کفرانہ والے کچھ لوگ ایسے بھی اس ملک میں موجود ہیں جنہوں نے اس نصب العین سے غائب سنہوں کی ترجمات بنائے سے بے درمیرے مشاغل اختیار کئے اور علماء حق کو بھی بن فضا میں مشاغل میں فحشہ کام سے الگ کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ چنانچہ ان سائنس کے بندوں نے ”دینہ سی بر روی نزار“ اختلاف کو بر ذہن میں رکھ کر ہر گوشہ میں نہاد رکھا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس ملک

میں بطور بنیاد وہ پرہیزگاروں اور دینی علوم اور دینی مسائل کی ترویج و راسخیت اور اسلامی نظام کے سنے علی اور عملی جہد و جدوجہد کا کام دے گا۔ علامہ کا کام کہہ سکتے ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے ساتھ یا تو براہ راست تکرار و عقیدت کا تعلق رکھنے والے ہیں یا بالواسطہ اور بالکل دیوبند کے ساتھ وابستہ اور ان کے متفقہ ہیں۔ لیکن ان علماء حق کے ہاتھوں میں دوسرے حکامان کے لئے اور قوم کا تعلق ان سے توڑنے کے لئے کچھ بند گائیڈ لائنیں یہ ضروری سمجھے ہیں کہ علماء دیوبند کے خلاف کتب پر مبنی محاذ قائم نہ لگیں اور تکفیر و تفسیق کے تیروں سے ان کو نشانہ نہ بنائے۔ امام مسلمان اپنی نادانی اور حقیقت حال سے بیخبری کے بنا پر غلطی و منہ پر چڑھ کر ان علماء کا بنیاد پرستی کے نام پر یہ شخص جلتے ہیں اور ان علماء و تابعین کا یہ علم ہے دیوبند کے بارے میں یہ علم جو ہے جس کی ہی بداد گوشتشوں اور دینی اور معروف دینی کی خدمت جلیلہ کی برکت سے کچھ ہندو پاکستان میں اسلامی روایات اور اسلامی علوم باقی ہیں۔ یہ دو اصطلاحات حق کا ستاس اور سود گمان منہ باری و ایمان جس پر بنیاد ترائی اور تربیت و ترویج سے کام لے کر اصل حق کے مختلف اعضا کو ناسازگار کرنے اور دینی مقاصد میں ناکام کرنے کی سعی کو کہتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کی حقیقت کھول کر برداشتہ مسئلوں کو اس دھوکہ اور فریب سے بچا جائے۔ دیوبندی بریلوی اختلاف نہایت ہی عجیبہ قسم کا اختلاف ہے۔ یہ چند دینی مسائل کے ضم و ضمیر میں باہمی اختلاف نہیں بلکہ ناظرین کو حیران کرنے والا اور ان کے لئے گہرے غم جو گاموں کی حقیقت اور تاریخ صرف یہ ہے کہ۔

موسیٰ احمد رضا خان صاحب بریلوی سے علماء دیوبند کی طرف بعض کا قرآن مجید سے منسوب کرنے کی دھمکی کیا تو فری دیا تھا کہ

”جو کوئی کہے یہ عقیدہ ہے اس لئے وہ ظلمی کافر ہے، ایسے کافر کو جو شخص نے اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے“

اس کے جواب میں علماء دیوبند کسی وقت سے دہرے کہہ رہے ہیں کہ ”ہم یہ شخص نہیں سمجھتے کہ وہ کافر ہے عقیدہ ہے ایسی چیز کہ جس کے لئے بھی ایسے ناپاک عقیدہ ہیں ہم خود اس کے کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں“ اور مولیٰ احمد رضا خان صاحب نے بریلوی کی عبارتوں کا حوالہ دیا ہے ان کا ترجمہ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے جو تصریحات کتب و سنت اور عقائد اہل سنت کے ہر اختلاف نہیں ہے اور علماء دیوبند اپنے اس دھمکی کا نہایت

صاف اور روشن شوکت بھی دیتے ہیں۔ بطوریکہ ایک نشان و رسالہ (فیصلہ کن منظر) بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ علمی و ادبی ہند کے اس جرنیل کے بعد اس اختلاف کو حتمیہ و لا اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن اگرچہ
جو اس اختلاف کے ادب نگہ باقی رہنے کی کوئی وجہ اس کے سراپا میں نہیں آسکتی کہ کچھ تو گویا مئی مسلمانوں میں اس
اختلاف کے باقی رکھنے اور اس کو آپس میں حل کرنے کو اپنی مذہبی کا ندلیہ بنا لیا ہے اور اب یہی وجہ کا کھانڈ
ہیستہ ہے۔

خدا یہ بہت سے لوگ نادان تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ میلاد، ولیم، عرس، قزاقی، غلجہ، تیج، دسواں، پیرا
چاندی، برسی، دھرم کے جائز و ناجائز، ہجرت و ہجر، جنت کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف اجتہاد
جو نظریاتی اختلاف ہے یہی "عمل و بندہ" اور بڑی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ کون سا مسلمانوں کے دینی
مسائل میں یہ اختلاف تو کسی وقت سے ہے جبکہ وہ اپنا مذہب قائم بھی نہیں ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب
میرا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اسی لئے ان مسائل کے اختلاف کو "دربند" یا "برطانی" اختلاف " نہیں کہا جاسکتا۔

علاوہ انہیں اس مسئلہ کی حیثیت کسی فرقہ کے نزدیک بھی ایسی نہیں ہے کہ ان کے متفقہ نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا جہشت سے خارج کہا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب لاہور ان کی خاص ذمہ داری کے علاوہ ہندوستان ملک بہت سے علماء اور بہت سے اعلیٰ طبقہ والے میں بھی کئی تحفیں اور دلائل اس مسئلہ میں علماء دیوبند کی تحفیں کے مختلف ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے کوئی بھی دعوہ کی تحقیر یا نفی نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں یہ حقیقت اور احترام کے تقاضات ہیں جیسے کہ علامہ رحمہ اللہ کے درمیان ہندوستان میں۔ اسی کا مثال میں حضرات علامہ فرنگی علی (مکتوب) حضرت مولانا حسین صاحب دہرا دہر علیہ و حضرت مولانا حسین الدہری دہرا دہر علیہ و حضرت مولانا محمد سعید صاحب بدایہ رحمہ اللہ جیسے بہت سے علماء کرام اور اعلیٰ متعلمین اور علما و فاضلین کا نام لیا جاسکتا ہے۔ ان حضرات کا مسلک حضرات علامہ دیوبند کے مسلک سے مختلف تھا لیکن جانتے دانتے انہیں بھی فرقہ جانتے ہیں کہ احترام میں کوئی فرقہ دھما اور مذہب بھی نہیں صورت ہے۔

موجودہ دہائی کا اصل شہنشاہ و نواب جیسکے عرصے کو گویا وہی ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب کے گزشتہ حقوں سے پیدا جواب اور انھیں کہ سلور ایو کے کہ کہ جس قصبہ بنانے کے لیے گزشتہ قصبہ کو بننا و تیار کرنے کے مولوی

امام رضا خان صاحب نے حضرات علماء دیوبند کی تحقیر کی تھی وہ حضرات ان عقیدوں سے نہ صرف تبری الہ کا شکی گتہ
پس بکدود یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسے عقیدے رکھنے والا خود بخود بڑے ذہنیک بھی کا فرقہ ہے اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے
تعلقات اہل حق کی مخالفت میں جو کہ دراز سے اسی کا دھڑ نہیں ہے کہ انہوں نے ہماری طرف بالکل بے اصل فتوؤں کی نسبت
کہہ کر اور چار ہی عبادتوں میں ناجائز قطع و برید کر کے اور ان کو توڑ مروڑ کے ہم پر یہ بتایا لگائے ہیں اور وہ اپنے اس
و حوئی کا نہایت روشن اور ناقابل تردید ثبوت بھی دے چکے ہیں۔ اور یہ سارے بھی اسی مسئلہ کی آخری فیصلہ کن کتاب
مخبر عن مسئلہ نوری کی اس قسمی پرکس نہ قائم کیا جائے اور حق کی اس سادہ و سلی اور بوقوتی پرکشا دیا جائے
گو کہ یہاں زیادہ اختلاف اپنی وسعت اور پھیلاؤ اور صورت کے لحاظ سے اس کا سب سے بڑا اختلاف جو اسے جس کے
پاکستان میں علماء نوری کی نسبت ہے کہ غرضتیں غیب بستیوں پر وہی گاموں کے سلسلے اس میں بدیدہ دیوبندی بریلوی
اختلاف کی کوسٹ لار تیا کا رہے یا نکل محفوظ ہو۔

اس اختلاف کو بحقیقت درجہ بنیاد ثابت کرنے اور عام مسئلہ نوری پر واضح کرنے کے لئے کہ مولوی احمد رضا خان
صاحب نے علماء دیوبند کی طرف کا فرقہ حقانیت کی نسبت کر کے ان کی تحقیر کی ہے وہ ہرگز ہی حضرات کے حقائق نہیں
ہیں۔ علماء دیوبند کی طرف سے اسی سلسلہ میں بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ لیکن اب ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۳ء میں اسی
موضوع پر دہر میں ہونے والے ایک دیر سے مناظرہ میں چہنچہ کرنے کے بعد (جس کا فیصلہ دینے کے لئے علامہ ڈاکٹر قبا
مرحمہ اہل ان کے ساتھ وہ اعلیٰ مرتبہ شخصیتوں کو محکم بھی قسیم کر دیا گیا تھا) جو ایک مفصل بیان مجدد و مسلم سوانح
صاحب نعمانی نے لکھا ہے علماء دیوبند کی طرف سے تیار کیا تھا جو بعد میں "فیصلہ کن مناظرہ" کے نام سے دستی رسالہ
کی شکل میں بھی شائع ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس موضوع پر وہ خوب اٹھو ہے اور سچ ہے کہ اس نے اس ختم
کے باقی جانے کے لئے وہ بار بار بھی لکھا تھا نہیں چھوٹی ہے۔

حکومت دراز سے یہ بیان تا یہ تھا کہ ملک کے خاص حالات کی وجہ سے اس کی دشمنیت کی خاص ضرورت تھی
نہیں۔ مگر وہ پاکستان کے مختلف شہروں میں اس نکتہ کے طرہ دار و جموں نے اس قسم کے انجیری کو اپنا پیشہ و مصالحت یہ
بنالیا ہے، پھر اس دفعہ نکتہ کو کھا دیتے ہیں اور کہہ دیتے مختلف حصوں سے اس آگ کے بجڑنے کی علامتیں کہیں ہیں
اسی بلکہ کو کھانے اور مزاج کو ختم کرنے کے لئے صرف ترقی پسند کو کھانے کے ساتھ۔ چنانچہ مسئلہ نوری میں اتنا وہ

اتفاق کی فضا پیدا کرنے اور یہی شقائق و خلافت کو روک کرنے کے لئے ایک اور اصلاح و حوالے کے بندہ۔ کیا بنا پر ہمارا
اولیٰ سے شائع کیا گیا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے مصنف مددگار نے اس فن کے متعلق ایک نہایت مفید اور بصیرت افروز مضمون بھی "الغرض" میں شائع کیا تھا۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ "مستند" کے لئے پراس کی کو بھی کتابی شکل کی ضرورت ہو۔ اس "پیش لفظ" کے
بعد ناظرین کو کامیابی کو پڑھیں گے۔ اس کے بعد مولانا اتفاق نے اس کے قلم سے مضمون "پر" تعداد و صنعت" کے مضمون
سے ایک تعارفی نوٹ ہے۔ بعد ازاں صفحہ ۲۷ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔

اسٹر قمار کے ناظرین کو اس سے ناواقف نہ بنائے اور اس فن کے فرد ہونے کا اس کو نہ پریشان ہو۔

والفہم شرفاً وانفساً



سے سچے سواگر اپنی قوم کو توحید اور اسلام کی دعوت دی۔ آپ نے جو سے اخلاص اور کامل محبت اور انسانی عظمت کے ساتھ
 دور اور سوز سے مغزوں کوئی نہ کیا، جس میں سے کچھ بھی متاثر ہوئے، بجز نہیں رہا، سکتے۔ اپنی قوم کے سامنے توحید اور اسلام
 کی وہ دعوت پیش کی جس کا حق اور حصول ہوا اور آپ کی قوم اور ماری انسانیت کے شیر رحمت پر لگا گیا، اگلے دینی
 عقائد، عقل کو فیصلہ اور قیاس کا قضا صحت سے تھا کہ پوری قوم جو پہلے ہی سے آپ کی آمد پر دیر غرض اور آپ کے عقائد کی دلیل
 سمجھتی تھی کہ آپ کی اس دینی دعوت پر ایک زبان ہو کر لبیک کہتی اور پر راز دارا، آپ پر ٹوٹ پڑی، اور کم از کم
 محکمیں تو ایک بھی کتابت و روحی لغت ہو گیا، لیکن جزیرہ گشتی کے چند سعادت مندوں کے سوا مابقی قوم آپ کی تخریب
 اور کائنات پر شفق برپا کی، جو جہنم سے صادق و امین کہنے اور عظمت کے بھول چڑھاتے تھے، اپنی نافرمانی اور
 ماحر و کتابت کئے گئے، اور آپ کے خلاف لغوت و عداوت کی آگ بجھ گمانی، کا مجاہد ترین شعلہ بن گیا، میر تو قربان
 اس سال تک آپ کے ان ہی جاننے بچا تھے، ان سے اس قدر تپا اور جلی اسی کیونکہ جو نہیں کہیں کہ خود ارشاد فرماتے
 ہیں۔ **عَالُو دُی فَبِالْبَدَنِ نَحْنُ قَتَلْنَا مَوْلَاً ذُو یُنُسَ** : ات کو مارا جس سے کسی بندہ کو
 کبھی ات نہیں ستا پائی جتنا کہ مجھے مستند و مہلب ہے۔

جہ چاروی حقیقہ جبر بن ہے، ایسا کیوں ہو؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان انوں کو میں، انھوں کو خواب کر کے
 کہ میں ان کو پاگل بنا دیتے، ان کوئی عام ہو، میں جتنی جس کے ارشے ساری قوم کی قوم چاہی ہو، کئی حق، اور آپ کے ساتھ
 ہر جگہ سے لے لیا وہ پاگل پتہ کی وجہ سے کیا۔

اس کی دوسری مثالی است میں لیجئے : حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور
 حضرت علی مرتضیٰ، دہری امت حرم حبیبین : یہ چاروں بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔
 اور اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جاننا ہے کہ ان بزرگوں
 کے ساتھ اور ان کے مقدس دین کے ساتھ اسی چاروں بزرگ آدمی کی وفات ملی اور ان کا اخصا ہر قسم کے
 شک و شبہ سے پاک و تربے، ان کے ان صدق بندوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جان نثاروں نے
 محضہ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد اسلام کے لئے جو کچھ قربان کیا، کہیں اور ان کے مقدس دین کی جو خدمات
 انجام دیں وہ کتاب سے زیادہ، دشمن اور دنیا کے زیادہ سے زیادہ دشمن و ستم و اذیت سے زیادہ مسلم و مستند

ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہست سے حوائج پر اپنے ان عبادوں کی حاجت نمائش کی خدمات اور قربانیوں کا جس محبت اور قدر دانی کے ساتھ اعتراف فرمایا اور جس کے مقبول اور مستجاب ہونے کا جہ جنت میں بھی پہنچے یا اس اور اپنے ساتھ جہنم کی برابر جوشتا میں اور بشتا نہیں ہیں وہ اپنے تمام ترک و جہت سے قریب قریب الہی ہوا یعنی اور اتنا سال شکر میں جیسا کہ حدیث توحید و وحدانیت قیامت اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہونا قطعاً غیر مستبعد اور متعجب ہے۔

لیکن غور کیجئے اس مسئلہ کی تائید کا ایک عجیب و غریب اور ناقابلِ فہم واقعہ ہے کہ اسلام کے بالکل ابتدائی وقت بھی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متبعین کے لیے یہاں تک پہنچے کہ ان کی خصوصیت اور جن کا اختیار صرف یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچیدہ اور ممتاز صحابہ کے ایمان ہی سے انکار تھا اور وہ ایمان اللہ اور ان کو کافر و منافق اور گمراہ نہ کہتے بلکہ صریحاً اور ایک جگہ پر فرقہ و دنیا میں جو جہت ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے تحريم قرآن مجید شیعہ کی خصوصیت اور امتیاز ہی وہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، ان کی حکومت و عدولت اور ان کے موسمی، انھیں ہر لحاظ سے انکار، ان کے غریب کہ بنیاد یا کرم ان کے ان کا نہ ہیں شہادہ اور اس معاملہ میں ان کا اثر اور جنوں میں ہرگز نہ تھا ہوا ہے کہ ان کے بہت سے چوٹی کے مہذب اور تعلیم یافتہ افراد "تہذیب و ادب" کے اس دور میں بھی اپنے اس حال کے اظہار سے نہیں شرماتے کہ ان بزرگوں کی تعریف و مدح میں کسی اور کا بھی کچھ کہنا ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے اور اس کے برعکس ان پاک و بے ہمتیوں پر ہرگز ایمان والوں کا محبوب ترین مشغلہ اور ان کے نزدیک کاہر و اہم ہے۔

ما لفظ سرگرمی سبب ان کے لئے کیا کہئے !

خلوت عقلی بجا دلانہ کی جستجو کو تو مجھوہ دیکھو اور ہر شخص کے دل سے خود کیجئے کہ کیا کسی کا عقل جس دن دنگن کے اس طرز میں کہ کوئی مسئلہ کو ترجیح کر سکتا ہے ؟

کون کر سکتا ہے کہ اس فرقہ و ملا سب پاکی اور عقل علم سے محروم ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں بڑے بڑے تصنیف یافتہ، بڑے بڑے دانشور اور ایک سے ایک زمین و فطرت پرورد میں رہے ہیں اور آج بھی مسعود میں جو اس فرقہ کے جن ممتاز عالموں اور محققوں نے خاص، مسی موصوفاً و مصلحی غلط برائیاں پر ختم ختم کیا ہیں انھیں یہ اتنا

کہ وہی کتبیں مشہور ہیں کہ وہ دھواں پل میں نہ لے کر باہر جاتیں ہیں۔ بلکہ — اَصْلُهُ اَنْتُمْ خَلْقٌ بَلِیْغٌ — کا
قابلِ عبرت نمونہ ہیں۔

یہی حال ان کے دامنِ تریف اور مصافحہ قابلِ فرقہ یعنی خوارچ و ذرا صاحب کا ہے۔ ان پر بخیر تو ان کے نمک سیرنا
حضرت علیؓ کو دیکھو دوسرے دعاؤں سے، ایسے جودیں، اس روح کے دشمنِ نظام، ایسے مجرم اور گمراہ نرانی ستمیہ کمان کر
سم کر دینا نہ صرف کارِ نواب بلکہ ان کے قاتلی کے جنت میں پہنچنے کا یقین نہ دیتا تھا۔ مگر عین ستم لکھا ہے کہ سببِ شعی،
ایں لحاظ کے سیرنا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ پر تلواریں دار کی اور اس کو حرمِ ہر گاہ کو دیکھ کر پڑا اور حضرت حدود کی
زندگی ختم کر دینے کے اپنے منصوبہ میں وہ کامیاب ہو گیا تو گرفتار ہوئے کے باوجود وہ گستاخ کو - خُرْتُ دَرْبَ
الْکُتْبَةِ - اس برکتِ لایعلاج سے تھکا دیکھتا علیؓ کو خاک و خون میں نہ پا سکے اور ان کی شہیہ حیات کی کوکبہ میں سنے
تجارتِ ابد جنت جہنم کے کامیابی کر لیا اور خواہ وہی زندگی میں اب کچھ پر کچھ بھی گنہگار نہ ہوئے مگر ان کے بعد آخرت کے
کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں میرا یہ عمل مجھے جنت میں مزدور پہنچا دے گا۔ بتلائے، اذکر مصلحتِ جہاد میں اس کو بھی
اور قتلِ باغی کی کیا توجیہ کرے؟ جو لوگ کافر نہ تھے زبردستی یہی علم اور اس کے فرقہ کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے
ہیں کہ یہ نہ تو بھی باغیوں اور ان کے پیچھے جانوروں کا فرقہ نہ تھا بلکہ ان میں بہت سے اچھے خاندان تھے اور فہم و علم بھی تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص حبِ مال یا حبِ جاہ یا ایسے ہی کسی اور غلط جذبہ کے تحت کسی منہ میں اللہ کی
ہدایت کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور اپنے ذاتی جذبات و خیالات کو پیروی کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کم از کم اس شخص
معاویہ میں خدا تو یہی حق مین کی صلاحیت اور فہم سلوک دولت اس سے بھیجے لے جاتی ہے۔ اور پھر ظاہرِ عقل و کوشش سمجھنے
کے باوجود اس سے اس سادہ پس ایسی ہو گئیں، منہ دہوتی ہیں کہ حضورِ مسلم ان کی کوئی توجیہ بھی نہیں کر سکتی ایسے ہی
لوگوں کے متعلق قرآن کا یہی ہے۔

لَهُمْ دُكُلٌ لَا يَخْتَفُونَ فِيهَا وَلَهُمْ أَغْنَىٰ لَمْ يَنْفِرُوا بَقَا وَ لَهُمْ أَدَانٌ
لَا يَنْفَعُونَ فِيهَا وَلِيْلَاتٌ خَالَا نَعَامٌ مِّنْهُمْ أَهْلٌ لَّه

سہ ہیں کہ ان میں کوئی نہ بچ سکے نہیں۔ ان کے کان میں گمراہی سے سنتے نہیں، ان کی آنکھیں ہی گمراہی سے دیکھتے
نہیں۔ یہ تو ایسے فائدہ مند کی طرف میں جہاں بھی گئے کہ نہ سے اور زیادہ گمراہ ہیں۔

حقل و خود کی گڑا ہیکل ایسی شہیں اسلامی تاریخ کے بعد کے دوروں میں بھی بکثرت ملتی ہیں اور مختلف زمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ کے اچھے سے اچھے ائمہ علمیت نیک سیرت ہمدان کی عبادت و کوشش کی، جو کہ ان کے ایثار و صافی کردار پر خدا کا شکر بنایا۔ مگر شایہ امت کے اکابر و ائمہ میں سے شاذ و نادر ہستیاں ہیں جن میں ایسا کی جن کو بحث کی اس سیرت سے حیرت ہو۔

شیخ تاج الدین سبکی ؒ نے طبعات حسنہ خیرہ لکھ کر میں دیکھ اور غصہ کے ساتھ لکھ ہے۔

ماہرہ ام لاہند امت کو کوئی اعلم الیہ نہیں ہے جس کو حمل
طعن نہ حلا عنون کہنے والوں نے اپنے حملوں کا نشانہ نہ بنایا ہو
دھلاؤ نہ ہانکونہ اور جس کی شان میں گستاخیاں کہنے جاگ جوتے
والے لوگ نہ سیرت ہوں۔

قت جس اشک سنا کہ نہ تکلیف نہ داتھ کے تعلق کچھ حرفی گناہ ہے وہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔
حقیقوں کا بد اعلم تو ہوتا ہے ہی کہتے ہیں کہ جہاں تک بشری معلومات اور احکامات کا تعلق ہے اپنے
دل کے پسند و پسند کی گناہ اور بلا خوب تردید کہا جاسکتا ہے کہ سیرت شاہ ولی اللہ ؒ و شاہ عبدالمعز ؒ کے یہ
ترجمہ صمدی پیکری دلوں انیسویں صدی عیسویء میں ان کے خطبات و وارثین حضرت شاہ اسماعیل شہید ؒ و حضرت
حضرت سید احمد شہید ؒ اور ان کے رفقاء نے اللہ کی راہ میں جو قربانیاں دیں اور اسلام کے فروغ اور اس کی سرسبزی
کے لئے جو سختیاں کیں، یہاں تک کہ بالاکوت کے محکمہ میں سی راہ میں پہنچ جانے میں بھی قربان کر دیں۔ اور پھر ان کی اللہ
مختوی اور قربانوں کا جلال کے سلسلے پر جو اثر پڑا اللہ اس کلمہ میں دین کی جو تہذیب و تمدن میں کئی اور صلاح و تقویٰ
اور صفی با شہ نور و جہاد اور اتباع سنت کی صفات کو جوئی زندگی اس کلمہ میں ملی اور ان صفات میں خود و اور بزرگ
کا جو حلی تھا، اسی سبب چیزوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد اس میں کئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرت اس دور میں اشراف
کے خالص مقبول بندوں میں سے تھے۔

پھر جس کے اندر میں، یعنی ترجمہ صمدی کے انشاء چودہویں صدی عیسوی کے شروع میں، ہیں جن
جہاں دینی حلقہ ائمہ صاحبین اسلم کے علی و روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ اور حضرت مولانا شہید احمد

گفتگوی ہمدردی کے حامل تھا۔ کو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں یہ مقدس ترین تعلقات و دوستی کے جوڑ بچا دیے تھے۔ اور ان ہی جو وجود سے توحید و سنت اور مہار و مہار کی تعلیمات کی اسی سبک میں جو شاعری جہلی اور ظلم و مظلومی اور حق و نفاق کی جو محبت کے فاضل غور سے بدھوں کا جو حال تھا اور یہ مہارک مصحف ان کے تھے۔ یہ دوست کے، شخصیت کے میں جس وسیع پر۔ یہ چھپیں۔ اب سب چیزیں گرا رہی تھیں ان کے اثرات و اثرات کو تھکوت دیکھنے کے بعد دل کو اس میں زور تھا۔ اس کی گھڑیاں اس دور کے نہ صاف تھا میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو اللہ اور توحید و سنت کی ابتدا میں لے لے اور ان میں تھک رہے تھے اپنے خاص نفس کے واسطے جن کا تھا۔ لیکن یہاں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب کے ساتھ دین کی روشنی و روشنی و روشنی میں اس امر کا اندازہ تھا کہ بھی سب جو کہ ان دور میں پھر یہ کوئی بھی یہاں سے نہیں لے جھڑکا کو بدھ کر اور ان پر چھوٹی قسمیں لگا کر اس قوم میں اس کے خلاف حرکت پیدا کرتے ایسا ممکن نہ تھا۔

تیسری بات اور دوسری بات کے ان عناصر کی فیصلہ شدہ اور یہ نہیں ملے وراثت و سبب کے خلاف فتویٰ مذہبی اور فتنہ انگیزی، فتنہ پروری میں سماؤں کے جن صاحب نے سب سے زیادہ غصہ اور جہد و توفیق کوئی جھڑکا۔ اس کے خلاف میں دوسری بات کے کوئی اسے دھماکا صاحب میں جو اپنی اس تحفہ جاتہ لگا کر جو ہے یہ عقار حرام کر چکے ہیں کہ یہاں اس کی جگہ یہاں کے مخالفوں میں کامیاب ہوا۔ مذہب اللہ کے زانو پر آئے۔

ان خان صاحب نے پچھلے نو سو سال سے ان کی اصلاح و ترقی و ترقی و ترقی کا شوق بنایا اور ان کے رسائل اور اخبار میں اپنے اپنے گھر سے ان کو ہمیشہ عقیدت کی ہی طرف مائل کرتے جن کی نفس سے بھی وہی رہا کرتا ہے۔ یہ سوں ان کو دیکھا تھا۔ یہ ایک ایک رسالہ اور غرض میں وہاں کے اس تہذیب کو ترقی دینا اور کچھ کچھ دوسرے کا فرائض کر کے۔ یہ شرفیائی کا مفہوم کرتے رہے۔

اس کے بعد انہوں نے اسی دل آویز خیال کے علی و رضائی اور ہمیں حضرت سوانا کچھ کہہ کر ان کی ترقی و ترقی اور ترقی و ترقی کے سکھیں۔ یہ وہاں کا ہر جہت اور ہر جہت کو ہی منہ سمجھنے کے انتخاب کیا۔ اب ان کی جہان میں وہ لوگ جو کچھ دیکھ کر ان کے خیالات پر تعجب نہ۔ وہ جہان میں ترقی کا سامنا کرتے ہیں۔ —

سب سے پہلے ۱۰۷۰ھ میں پہلی کتاب "المعتمد السنہ" میں ان حضرات کو الحاد ختم نبوت اور کفر سے پہلے
 یہ حضرات اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجدیں والی امت کا مجرم قرار دے کر ان کی نفی کفر کی ————— یسین ان کی
 فتنے بازی اور کافر سازی کی چونکہ نصاریٰ چنانچہ اہل رسول جو بھی کسی اس سلسلے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جو
 بد مذہبوں کی کفر کی نفی انہوں نے بھی کر لی تو میں یہ۔

مدنی احمد رضا علی صاحب نے اپنے فتوے کا یہ شریک رکھا کہ ایک نیا منصوبہ بنایا۔ مسند مسند میں وہی بنایا
کی تکمیل کا ایک نمونہ منظر پیش کیا جس میں وہی انکا منظر نبوت اور تکذیب رب العزت و ہانت حضرت رسالت
بھی صریح کفریات تھیں بزرگوں کی طرف منسوب کر کے ان کی قطعی تکفیر کی۔ اسی قطعی تکفیر کو جو قطعی ان کو سنان ہائے
یادان کے کاغذ جوئے میں شطب بھی کرے، اس کے بارے میں بھی لکھا کہ وہ قطعی کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور
حسنی ہے۔ — تکفیر اس سراسر حسی اور شعریانہ دستاویز کہہ کر کوئی احمد صاحبان صاحب اسی سلی تجاویز
تھے اور نہ منظر اور نہ یہ طبع کے حضرات علماء و مفتیین کے دماغی سپر کہ نہایت ہی حیادانہ اور پر حربہ انداز میں اسے
حضرات سے فریاد کی گوندستان میں، سحر پر بڑھت و قہر آگیا ہے۔ مسلمانوں ہی میں بعض لوگ ایسے ایسے کافرانہ
عقائد رکھنے والے پیدا ہو گئے ہیں اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر پڑ رہا ہے، ہم عزیمت اس فتویٰ کی کہ تمام کفریہ مگر
اسی مہم میں ہم اگر آپ کی اس مدد کی ضرورت ہے کہ ان پر عقیدہ بزرگوں کی تکفیر کے اس فتوے کی آپ حضرت بھی تصدیق فرما
دیں، چونکہ آپ اللہ کے مہر سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں شر کے دہنے والے ہیں اس لئے وہی وجہ ان کے
بارہ میں ہندوستان کے ہم مسلمانوں کو آپ ہی حضرت پر پورا عقائد ہے اور اسی وجہ سے اس فتوے کی آپ ہی کی تصدیق
عربی ہندوستان کے عام مسلمانوں کو کفر و بدعتی کے اسی میدان میں سے روک سکتی ہیں۔ وہ انداز اس منصوبہ کے
کا بیان پر نام بننا مشکل ہے۔ اللہ اور اسے فضل کے شہداء غیثات النہایت لئے لشکر محمدی کے شہداء و

[illegible]

الفرقہ سرحدی احمد رضا خان صاحب نے اس خط پر تحریر کے ساتھ جو اصل وقت سے اسکل پہنچے اور اُن کو مذہبی سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ان کا برصاوت دینے کی وہ کتاب بھی بھیجیں پڑھ سکتے تھے جس کی طرف سرحدی احمد رضا خان صاحب نے انکا ختم نبوت و غیرہ کفر و مہتائیں فرسہ کئے تھے۔ اپنا یہ جعلی فتوے اس فتوے میں اور اس تیسرے سے پیش کیا کہ گویا ہندوستان مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے اس فتوے سے اور اس پر علماء ہندو کی تصدیق میری فکر ہوتے رہے۔ اگر نہ ہوتا تو گویا صاحب شیعہ تھی اور مرتد ہو جاتے۔ ————— لغزو باعدہ دلا حمل و لاقوة الا باعدہ۔

مکمل سطر اور درجہ کے بہت سے ٹیکے، الٹا سنے سرحدی احمد رضا خان صاحب کی اس سبب یا تو کہ دیکھنا اور اس کے بعد جیسے کہ گویا ہندوستان مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے ساتھ اس ٹیکے پر تصدیق نہ کریں۔ لیکن بعض اہل فرستہ کو اپنی ایمانی فرستہ سے جو بعض کو دوسری خطا غلطی سے اس سطر میں شک ہو گیا اور انہوں نے اعتقاد غلطی اور اس حال میں جھٹلنے سے پرک گئے۔

تقریر مختصر یہ خطبہ انہی اس کی ذیل بعض غلط بیانی اور افزا پر داری پر تھی ہندوستان کا کہ تمام مکر میں کہ ہے شیعہ شیعہ کیا گیا اور ایک شور و ہنگام برپا کر دیا گیا کہ ہندوستان کے اہل مشابہت مکر میں اور ہندو کے اکابر عظام و حضرت مولانا محمد کاظم نانوتوی، حضرت مولانا شبیر احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مسابہت، اور حضرت مولانا شریف علی صاحب عثمانوی، کے متعلق مکر کو کہ اور دین طریک کے علماء و مفتیین نے بھی یہی ختم نہ کیا ہے کہ ہندوستان پر سب ایسے فحش کاغذ اور مرتد ہیں کہ جو فحش ان کے کاغذ انہی ہونے میں شک کہ وہ بھی کاغذ میں ہے۔

اس میں کہ ان طریقیں کہ سرحدی احمد رضا خان صاحب کی اسی حال نے ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک طوفانی فتنہ کھڑا کیا دیا اور شاہد ہزاروں یا لاکھوں سادہ دل ہندو جو سرحدی احمد رضا خان صاحب کی فتنے بازی سے باطلی متاثر تھے، اہل حرمین کے کام سے اس فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ بعد سے دوزخ میں کی قلم تر فریب اس وقت ہندوستان میں اسلام کی حفاظت کے خیال کاوں اور اس وقیم اور اصلاح و تربیت و ترقی پر مرکب تھی اور جنہوں نے سرحدی احمد رضا خان صاحب

نہ اس کی پوچھتائیں اسلام، الشاہد ثاقب، میں دیکھ جاسکتا ہے۔ جو جن ارشاد انہیں کی فتنوں سے حدیثی

کی تحفہ کی سرگرمیوں کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی تھی جو کچھ لوگوں سے لکھنا انسان کی افراتفرہ پر داناؤں کا جو باب دینا بھی جس کے اصول اور ذوق کے خلاف تھا صاحب دسویں نے دیکھا کہ اکثر کے بندوں کو صلا حرم کے ناموں سے دھوکہ دیا جا رہا ہے اور وہ چاہے اس قریب میں اگر فتنہ میں مبتلا ہو رہے ہیں تو ان حضرات سے بھی اس قریب کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت کا اظہار کرنا اپنے حق ضروری سمجھا۔ چنانچہ تمام افریں میں بھی چار سو کو صد ہزار لوگوں کی طرف مکتوب لکھ کر یہ فتنہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے ان میں سے جو وہ بزرگ محکم اہلسنت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلویؒ ہیں اور مخدوم الملت حضرت مولانا ضیاء محمد صاحب مہارنپوریؒ اس وقت اس دنیا میں رونق دہا رہے تھے انہوں نے اسی زمانے میں اپنی بیانات دیئے تھے جن میں ان کو یہ حقانیت سے لائی برائت ظاہری اور صاف کھل کر

”تمام افریں“ میں چاروں طرف پھیلنے لگی تھی۔ چنانچہ صاحب نے صریحاً کہہ دیے ہیں: ”وہ ان کا ہم پر حملہ افراتفرہ ہے۔ لیکن عقیدے رکھنے والوں کو ہم خود بھی کانفرنس میں“

ان بزرگوں کے بیانات اس قدر کے صحیح و الہامی لگے کہ اور قطع ہو گئے، وغیرہ میں اسی وقت شائع ہو گئے تھے۔ بلکہ حضرت دہلویؒ کا بیان تو ایک مختصر اور مستحق مبالغہ کی صورت میں۔ بسط لندن کے نام سے بھی شائع ہوا تھا

اسی زمانہ میں ایک خاص واقعہ بھی پیش آیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے جواب سے واپس آجائے گئے بلکہ حرمی شریعت میں خاص کو عین طیب میں اس کا رخ چاہو کہ ہندوستان کے اس مولوی نے بھی لوگوں کی تحفہ کی تصدیق کر لی ہے جس کی یہ عقائد کے ذمہ ہیں اس نے عقیدہ بیانی کیا ہے۔ یہاں کہ وہ ان کے بعض اہل کلام نے خود ملے۔ بڑے بڑے اہل فتنہ جو کہ مولوی کی تحفہ کی گواہی دی تھی۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ”مسلم افریں“ میں بیان حضرت کے مطلق جو کہ تھا تھا اور ملتا جلتا: حرمی مکتوب میں ان کی طرف سے بعض نفرت پیدا کرنے کے ساتھ جو کچھ اسی کے سوا زبان سے کہ تھا اس سے کہ میں نے نظر رکھ کر ان کے تھانے ۲۶ حوالہ دے رہے تھے کہ وہ علماء و رہنما تھے ان کا جواب چاہا۔ یہ سب سوالات علماء و رہنما کے علاوہ ائمہ ان کے مسلک و مشرب ہی سے تعلق تھے۔ یہاں سے حضرت مولانا ضیاء محمد صاحب مہارنپوریؒ نے ان کا مضمون اور مثال جواب تحریر فرمادیا، جس پر اس دور کے جماعت دیوبند کے قریباً سب ہی کا رد و مستحکم نے تصدیقات کھیں، اور ہر جوابات حرمی شریعت ان کے علاوہ مسند اہل علم و دین و محاکم اسلامیہ کے علماء اہل فتویٰ کے

یاس بھیجے گئے جن کی ان تمام حضرت نے بھی تصدیق اور تائید فرمائی۔ دیکھا کہ یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت میں اور اذیت میں کوئی ایک عقیدہ نہیں تھا۔ اہل سنت کے خلاف میں ہے۔

یہ سارے سوالات و جوابات اور چند نشان ایسے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارے مسائل اسلام کے علاوہ کفر کی تصدیق اور نفی کے نام سے شائع ہو گئے تھے۔ پھر اس وقت سے اب تک بار بار یہ رسالہ چھپا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کئی قریبی طلبہ ان حق کے لئے ہرگز نہیں رہے۔ اس مسئلہ میں کافی تھا اور اب بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ان حضرات کا کہنے کے علاوہ اور تمام میں سے حضرت مولانا سید محمد علی احمد صاحب دہلوی صاحب خان صاحب کے ان جملہ قلمی و کلامی حصہ "حکم الحرجین" کے جواب میں "الصحابہ الدار" "الشباب الثانی" "تاریخ النبای" اور "توضیح البیاض" وغیرہ مستقل رسائل لکھے۔ جن میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دیکھا کہ کہ بڑی ہی غلطی صاحب نے حضرت مولانا محمد باقر صاحب دہلوی اور حضرت مولانا محمد شہید صاحب دہلوی سے حضرت مولانا غلام احمد صاحب دہلوی اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کے بارے میں "حکم الحرجین" میں کیا کیا غلط بیانیوں اور بیانیوں سے جس کی کسی تحریر میں نہیں اور علامہ حرجین کو کیا دھوکے دیئے جس سے ان رسالوں نے صادر ہوئے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ صاحب کو کیا اور گویا بکشت ختم کر دی گئی۔ لیکن مولانا احمد رضا صاحب دہلوی نے تحفہ تفریق کی تمام اسی طرح جاری رہی۔ مگر ان جوابات کے بعد اس میں کوئی بیانی نہیں رہی اور بار بار صرف چرچا کیا۔

پھر عام ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء میں "حکم الحرجین کی پس منظر اشاعت سے تقریباً ۱۰ برس بعد مولانا احمد رضا خان صاحب کے اختلاف سے اس مسئلہ کو پھر ایک دفعہ زور و شور سے اٹھایا اور یہ وقت باقی بیانیوں، بازی اور مستند بازی کے درجہ پہنچے۔ بازار میں گرمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور بچے و افسوس کے ساتھ حرجین کو تیار کیا۔ کہ بڑے چالاک عالم مسلمانوں کو پھر دیکھا کہ کہ مذہب سے لافقیست اور سادہ لوحی کی وجہ سے پھر ان غلط پروانوں کا شکار ہو رہے ہیں اور ایسے جاہل کسب کو کلو بھی نہیں آتا کہ پروانوں کی باتوں سے متاثر ہو کر وہ کافر و کاتب

مجھ کو لاکھ بول، اور بڑے گانہ دین کو کافر کہتے پھر رہے ہیں، گھر گھر غارتگیاں ہیں اور مسجدیں اور عید گاہیں بیک میل ہیں۔
بلکہ اپنی جتنی ہیں۔

اس عرصہ زافم معلوم کے اسی سال اول معلوم دیوبند میں دورۂ حدیث ختم کیا تھا اور حسن انصاری کھٹے باغیچہ میں
کو سرسے وطن اور قریب دہود میں اسی وقت اس وقت کے نئے نئے بزرگ رہے تھے۔ ————— عمارت کا قیام تھا
تھا اور جوانی کے جوڑ کو بھی ہوا اس میں کچھ دخل تھا کہ اس آگ کے بجائے اور اس کے لگاتے والی کا آخری حد تک
مقابلہ اور تھکاتہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر قریب اس سال تک اپنے دو سہلے کاموں میں اس نے تھکاتہ و غیرو کے ساتھ
مثلاً جو سرگرمی سے جاری رہا اور یہاں بغیر کسی قاضی اور انکسار کے، اس کا ذکر وہ اپنا ہی صحت ہے کہ اپنے نزدیک
کوئی کسری بھی نہیں دیکھی۔ جہاں ضرورت معلوم ہوتی وہاں خود پہنچ کر اور گھر گھر کے تکثیر کے ان طلبہ داروں سے سطر
بھی کئے اسی کے دوران کی تردید میں چھوٹے بڑے مستقل رسائی بھی کئے اور ان کی تعداد ۵۰۰ سے کم نہ ہوگی بلکہ
اب سے اکیس سال پہلے ۱۳۵۳ء میں جب انگریزوں جاری ہوا تھا تو اس کا خاص موضوع اس وقت اسی قدر کا
مستقل تھا۔

لیکن اس بار: ————— انگریزوں سے ۵۰ سال پہلے ۱۳۵۴ء میں انظر باریک بینی
میں ایک بہت بڑی تبدیلی رونے والی ہے اور اس کا تھا ضایہ ہے کہ ہم اپنی ساری قوتوں کو سلام اور مسلمانوں کے اس
خدمت پر لگا دیں کہ مسلمانوں کے جن مفسدوں میں اسلامی فتنہ کی کمی ہے، اور اسلام کے ساتھ ساتھ ان کا تعلق کر رہا ہے، ان میں سے
اسلامی شعور پیدا ہو اور وہ ان کے ساتھ ان کی وابستگی میں لگیں گئے۔ ————— دل و دماغ پر اس احساس کا جوش و خروش
ہوا، اور یہ فکر اب بھائی کا شوشے ہو دنوں میں دوسرے تمام کاموں سے واپس ختم ہو گئی اور اس کے کلمہ چھوڑ دینا
پس اسی ایک کام کو اپنا کام بنایا۔ ————— یہاں تک کہ برائے کے اس تکخیزی فتنہ کے بعد میں بعض اہم کام ہیں جو اس وقت
کھی جا چکی تھیں لیکن جیسے کی بھی نسبت نہیں اپنی تھی، ان کے مسودات کی حفاظت کی بھی فکر نہیں رہی بلکہ ان میں دو
گنا میں وہ تھیں جن کے غایت جسے کی گنا بند بھی ہوئی تھی اور صرف اس کا اختصار تھا کہ گنا بت گنا ہو جائے تو پابا
پڑیں میں دے دی جائیں، ان کی بھی گنا بت کر دے اسی اور جو کاپیوں کھی جا چکی تھیں ان کی حفاظت سے بھی بے پروائی تھی
کئی میں کا انجام میں ہونا چاہئے تھا اور جو اگر وہ ساری کاپیاں اور سارے مسودات غائب ہو سکے، یہی کاپیے تو

کوئی افسوس نہیں تھا لیکن اب افسوس ہے اور رگی کا احساس یہ ہے کہ - لو اسقبلت من انعمی
ما استلذت بہ لذہ صلت ما صلت :



ہندوستان میں آنے والے میں انقلاب کا احساس اس عاجز کو ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا جس کے نتائج کی
فکرت نہ پہنچنے والی دماغ کا اس طرح بدل دیا تھا وہ ٹھیک دس سال کے بعد ۱۹۴۷ء میں آیا اور وہ حالات اوروہ
آزاد کشمیر کے کرکڑا سونے کاڑھ کے چٹل ٹرینوں کو بھی غصہ نہ تھا۔ اس انقلاب میں ہندوستان کے مسلمانوں پر جو کچھ
گندمی اس کی یاد بھی تکلیف دہ ہے لیکن امید تھی کہ اس برائی سے ایک بھلائی نکلے پیدائشی کی کہ ہندوستان کے عام
مسلمانوں کو کچھ ملے آجائے گی یہ دین و دنیا کے لحاظ سے اپنے کو بہتر انداز میں دیکھنے والے غصوں تعمیری کاموں میں وہ
سرگرمی سے لگ جائیں گے اور پھر کوئی سبک نہ دھوان کو بہت کم غلط کاموں میں درگھاگے گا اور اپنی کم ہمتی کی فتنہ
جیت کر کوئی فتنہ اب ان میں نہیں اٹھ سکے گا۔ لیکن ————— خود غلط ہو آنچے پاندہ اس شہر

سکھ ہو کر اس ہر لاک اور قبائلی تباہی انقلاب سے بھی ملنے کے بہت سے مسلمانوں نے سب سے نہیں لیا اور اپنے نفس و
فصلی اور برائی بھلائی کو پہچاننے کی کوئی صلاحیت اپنے اندر پیدا نہیں کی۔ جیسے ہی حالات میں کچھ سکون پیدا ہوا
میں سبھاہ کو ششک اور وہی بے فکر ہیں اسی دن دقیناں پھر شروع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ تقریباً دو تین سال سے
و جب سے کہ ہندوستان میں عانت کچھ مشورے ہوئے ہیں بہت سے علاقوں میں برائی کے اس ٹکڑے کی فتنہ کے اثر واپار
کے دوسرے ایران کی وہی تفریق سرگرمیاں اور فساد انگیزان پھر شروع ہو گئیں۔

قرینہ مدد خانی سے یہ حال ہے کہ کم لیکے ہی ہوتے ہیں جن میں اسی فتنہ و فساد سے متعلق خطوط ملک
کے مختلف حصوں سے آتے ہیں اور ان خطوط میں عام طور سے یہی لکھا ہوتا ہے کہ - بریلی مسلمانوں کے فلاحی مشورے
حوالوں سے سبب ہمارے یہاں آتے ہوئے ہیں اور یہاں ان کی تقریریں ملے فتنہ و فساد کا ایک طوفان برپا کر رہا ہے
ان کی وجہ سے مسلمانوں میں خانہ جنگی ہو رہی ہے اور سرکاری پول کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ ہندوستان کے غلام فلاحی اکابر
علم اور بزرگان دین کا نام ہے۔ یہ گردن کی دقت ایسے لیکے گئے ہیں جو کہ ہر سرخروہ ان کی ٹھیکر کرتے
ہیں اور ہندوستان میں دینی و ملی کام کرنے والی جماعتوں میں سے خاص کر جمہوریت اعلیٰ اور تنظیمی جماعت سے

خلافت جھوٹے جھوٹے ہستیوں کا کلام مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت اور اشتعال پیدا کرتے ہیں اور اپنے مابین
 مسابقت سے اپنے آپ کو اٹھوا اٹھوا کر ان پر حاوی کی مخالفت کرتے کا حوصلہ دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ عالم مسلمانوں
 میں دین سے وابستگی پیدا کرنے کا جو کام ہم لوگ کر رہے تھے اس کے سامنے میں رکاوٹیں پڑ رہی ہیں اور دین کی جڑیں
 کو کاٹا جا رہا ہے وہ ہماری دشمنی اور ہماری مخالفت کو کاروبار بن گئے ہیں۔

قریباً دو ڈھائی سال سے جب کے مختلف محسوس ہے اس طرح کے خطوط کا فائدہ بندھا ہوا ہے اور قریب
 قریب ہر خط میں یہ اصرار اور قہقہہ ہوتا ہے کہ اس شر اور فتنہ سے مسلمانوں کو بچھڑنے کے لئے اور ان مغزوں کی افزاء
 پر دازی کا جواب دینے کے لئے فوراً بیچو اور اس سلسلہ کی اپنی ظالمانہ غلطی کو تیس بھیجاؤ۔

اس موضوع پر کئی چوتھی اپنی کتابوں کا مطالعہ تو یہ ہے کہ غرض سے قریباً وہ سب دیاب ہیں اور اپنے دلی کلام
 یہ ہے کہ اس میں یہ یقین اکثر قلم نے بھریا ہے کہ اپنے نفس کی تیر گری اور اصلاح کی فکر کے بعد اپنے وقت اور اپنی
 قوتوں کا سب سے بہتر اور بہتر مصروف۔ خاص کر اس زمانہ میں جبکہ عالم مسلمانوں کے دین داری پر زور کرنے کی سازشیں
 ہر جگہ ————— علانیہ اور چھپے ہوئے ہیں۔ ————— میں ہے کہ امت محمدیہ کے حرام میں دینی شعور و ایمانی
 دین اور اسلامی زندگی پیدا کرنے کا اصلی اور بنیادی کام کی جائے یہ اس وقت کا جتنا بڑا عظیم ہے۔

۱۹۵۰ء میں اپنے بچھڑنے والے کے دس سالہ تجربہ کے بعد یہ چیز میرے لئے جو یقین بن گئی ہے کہ اس ٹھیکہ کی فتنہ
 کے جوڑے لگنے علیہذا اور سرشت میں ان کو کوئی غلط فہمی اور کوئی غلطی بخلائے ہرگز نہیں ہے وہ خود اچھی طرح جانتے
 ہیں کہ جنہوں نے ان کی طرف سے کافرانہ عقیدوں کی وہ نسبت کرتے ہیں ان سے چارے بڑے گویا اور اس باطنی پاک ہے
 انفریق لگے اس میں فوہ ہر بھی شک نہیں ہے کہ یہ ناخدا اس شخص اپنے دیر کی متاع اور صلاح کے لئے ویدو وداستہ
 ہندو کا پیر یا اقوام پروردگار ان کی سمیت تراشیاں کرتے ہیں۔ اس لئے اس کی کوئی امید نہیں کہ اگر
 انہیں تحریر یا تقریر کے ذریعہ بات کہانی جانتے تو یہ فتنہ ختم ہو جائے گا۔ ————— یکہ دور وہ نہیں رہا کہ تحریر کے
 ذریعہ جو اور تقریر اور زبان گفتگو کے ذریعہ میں ان کو کھانے کی کوشش کی جا چکی ہے۔ کتیں کھیں گئیں، مناظر ہو گئے
 گئے اور لکھنے کے فضل و کم اور اس کی قیاس و حد سے ان کتابوں اور ان مناظروں میں بات کو اس طرح سلجھا دیا ہے
 سمجھا دیا کہ کوئی حقیقت کوئی غلط فہمی ہوئی یا کوئی غلطی مناظرہ برائے تو یہ قطعاً اس سے بہت پیسے بالکل ختم ہو چکا ہوتا

سبحانہ و اقصیٰ ہے کہ چو کہ یہ نقشہ انگیزی اب ان کا پیشہ نہ رہ سکتی تھی۔ اس لئے انہیں گھر چھوڑ کر فقیر بھی بن گئے تھے۔
 قویان کے زاریں تھیں۔ نہ کمال باغی ان ہزار پیشہ دشمنان میں کام لے رہے تھے۔ مصلحت قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔
 وَجَعَلْنَا رِزْقَهُمْ لَافَتْكَ تَفَحُّفًا ۚ وَاسْتَفْتَحُوا فَخْخَ ۚ (انہوں نے دیکھا اور کھجوریں پر لگے رہے وہاں کھجور کے لٹلے
 ای چنگے تھے۔) (نور ۱۳۰)

اس لئے میرا یقین ہے کہ جس پیشہ درون کو تو فہم ہائے سمجھانے کی کوشش کرنا اب صرف اپنے وقت کو
 ضائع کرنا اور ان کے کا دیر کو فروغ دینا ہے۔ لہذا میری قلمی دلتے ہیں کہ حق عاب ہاں صرف نظر کر لیا اور قرآن
 مجید کے الفاظ میں ان کے باوجود اپنی سی یا کسی کام صاف اعلان کر دیا جائے کہ۔

لَا تَحْشَوْا شَيْئًا ۚ إِنَّكُمْ تَحْتَمِلُونَ شَيْئًا ۚ وَابْتَغُوا تَحْصِيدًا ۚ (شوریٰ آیت ۱۸)

اور میں جو یہ چیز سے محبت تمام کی جا چکی۔ فہم اس کے بعد ہمارے قدموں میں کیا کس محبت اور محبت کی گنجائش
 نہیں ہیں۔ اب ہزار بار فیصلہ کیا ہے کہ وہ ان کی گنجائش کے درجہ ہی میں چھوٹا ہے۔

مقررین اس انگیزی نقشہ کے جو طریقہ دار اور مرتفع ہیں، جنہوں نے اس نقشہ انگیزی کو اپنے پیشہ اور کاروبار کیا ہے،
 ان کی طرف توجہ دے سکتے ہیں بالکل اچانک۔ البتہ حیرت چارہ نہ ہم سہلان ان کی مولود مسوئوں اور مولودانہ چیزوں
 سے دھوکہ کھا کر اس انگیزی نقشہ میں مبتلا رہ جاتے ہیں ان کا بے شک ہی سے کوئی سبب غریبوں سے دوسری کہنا
 چاہئے اور اس فقرے میں یہ چاروں کو کھانے کی کوشش کی بات۔

اور سب سے پہلے ایک ابتدائی دعویٰ طریق کار کو یہ ہے کہ جس جگہ پر نقشہ نمودار ہو، وہیں کے پیشے سے ملنے
 کچھ دار مسلمانوں کو اس نقشہ کی حقیقت اور ان فقرہ گروں کی واقعی حیثیت سمجھ دی جائے، اور پھر وہی اپنے
 یہاں کے تمام کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

بہتر ضرورت ہو تو خاص اسی فقرے کے لئے خطے بھی لگے جائیں اور ان میں ان حضرات سے تقریری کلامی حاجتیں
 کو اس نقشہ کے لئے شروع سے واقفیت رکھتے ہوں۔

یہاں اس مسئلہ میں ایک اور ایسی گناہوں کا مہم ہونا بھی ضروری ہے جس میں یہ نام نہادوں کی مغز میں کے ان مبتدیانہ
 کا جو یہ چارہ الہام اور برکتوں میں یہ لکھتے ہیں یہی تحقیق اور تفصیل کے ساتھ سجدہ اور تادم میں کوئی مثال جو آ
 دیا گیا ہو، جن کا یہ لوگوں کے سر پر حاکم طالب حق اصل حقیقت سمجھ سکتے ہو اور وہ مراد کو بھی سمجھ سکتے ہو۔

اگرچہ اس مقصد کے لئے کسی نئی کتاب کی تالیف اور تیاری کی بائبل ضرورت نہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں جو کام پئے اور میں جو چکا ہے وہی ہمیشہ کے لئے کافی رہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ اس سلسلہ کی جو اہم اور زیادہ مفید کتابیں عرضہ سے فیض یاب ہو چکی ہیں ان کے پچھنے کا کمن انتظام ہو جائے۔

اگرچہ اس قسم کا کوئی کام کرنا اب ایسے دور کی چیزوں میں سے ہے، لیکن دواخانہ سال سے اس سلسلہ کے خط و کار جو تفصیل سے اور اس وقت کے متعلق جو طلاعات ملک کے مختلف حصوں سے آ رہی ہیں ان سے متاثر اور مجبور ہو کر ان کا کام اس ماحول سے گزیر رہا ہے کہ اب سے ۲۱ سال پہلے برلین میں دواخانہ صاحب کے قلم سے ”حسام المجرین“ کا جگہ فرما رہا ہے۔ ”مصر کے اہل علم“ کے نام سے یہ عاجزانہ لکھا تھا جس کا لقب ”دواخانہ“ تھا۔ اور جو تقریباً بیس برس پہلے اہل کتاب تھا، یہاں تک کہ اس کا کوئی نسخہ میرے پاس بھی محفوظ نہ تھا۔ کسی طرح ایک نسخہ اس کا فراہم کر کے اور ایک سرسری نظر اس پر ڈال کر اور کچھ غلطی و غریبی کر کے اس کو طاعت کے لئے تیار کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ فخریہ مکتوب حضرت شاہ اسماعیل شہید جو ”اشع علیہ پر حوضیت“ کہتے ہیں بتائی لکھتے ہیں اب سے ۲۰۰ سال پہلے چند مقالات ان کے حجاب میں لکھے گئے تھے۔ ان میں کاہرہ کا نمبر ایک سے متعلق ملاحظہ ہو۔ یہ تمام مقالات بھی اسی زمانہ کے تیار کیے گئے۔ اب یہ ضرورت محسوس ہوئی اور کوشش کی گئی تو انہوں نے ان کی توفیق سے یہ سب مقالات بھی دستیاب ہو گئے اور ان کو کافی کر کے ان سب کو بھی ایک مستقل کتاب کی شکل میں مرتبہ کر کے تیار کر دیا۔

برلین سلسلہ کے تمام مکتوبین ہمارے اکابر کے متعلق میرے مشنوں کو اپنی تقریروں میں زیادہ تر و تواتر اور اچھا سے ہی اور میں پر بھیج کر دیتے ہیں جن کے جواب کے لئے جیسا کہ تعارف میں دو سلسلے اب سے کافی برسوں کے ساتھ کہ ایک عرب کے لئے کہ دیتے گئے ہیں۔ وہ عربی کو اچھا پڑے گا۔ اور وہ کہہ رہے ہیں۔ مگر وہ ”اشع“ کہتے تو قریب کہ متاثر اور توجہ دیتے ہیں یہ دونوں سلسلے تیار ہو جائیں گے۔

ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں کے جو احباب برلین کے اس مکتوبی قلم کی اس نئی شہرست سے پریشان ہو رہے ہیں

میں ہیں یہ سلسلہ سلسلہ کے متاثرہ احباب کو ناظرین کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔

اس عاجز کو خط لکھتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ میں پھر اس بچے کو نہ گردانوں، ان سے گزارش ہے کہ اپنے موجودہ حالات میں مشغول ہیں اس لئے کہ شریعت عام صلہ فوں کو بچانے کے سلسلہ میں اس وقت مدد نہ آتی ہے نہ رستہ: اس عاجز نے اپنے دوسرے عزیز کو بھی کہا ہے تاکہ اپنا مشورہ اور دینا تحریر تفصیل سے ان صفحات میں عرض کر دیا، اس سلسلہ میں میں دانا ہوا کیا، شامہ عزیز کو بھی نظر آئی کہ کہ حق کو بجا دھت کے لئے نیک کر دیا۔ اور جو عربوں کو چھاپنا چاہتے ہیں ان کو اجازت دے دیا۔

اس سے زیادہ میں کسی کو تو جگہ کے لئے اسباب اپنے خطوط میں امر نہ کرتے ہیں، اس عاجز کو ہدایات اور شایعہ و ضروریات میں ویسا ہی باطل سمجھتا ہوں نہیں ہے

اللَّهُمَّ وَجِّهْنَا بِمَا تَرْضَىٰ ۖ إِنَّكَ صَمِيحٌ رَّحِيمٌ ۖ فَجْعَلْ أَهْلَ دِينِنَا خَيْرَ أُمَّةٍ ۖ آمِينَ



نوسر داری کہ وہ غلط و نااطل ہے اور اس کی بغیر چھٹا ساری اور افترا پر دلائل پر ہے ، جماعت دیوبند کے خلاف وہ اور
 دیکھ کر کیسٹ داق مسطور کے ہر دفعی ہر ای مسئلہ میں لکھے جو کچھ اپنے پہلے بیان میں حکم سے بیان کے ساتھ لکھا تھا اور
 ۔ سید افریقین ۔ یہ جو بحث کرتے تھے ، اس کو جن جنس میں نہیں سے فکر بند بھی کر لیا تھا کہ اس کی ایک کاپی اس وقت منسلک
 صاحب میں کو ۔ اور ایک فرقی غایت کوئی جاسکے ۔

لیکن اس منظرے کا سترہم ، اگر سید وہ تیسری ترمیم کی اور ہم لوگ ، پانچواں اتم مسطور کے منظرہ خانی اور جناح لانا
 جو ہوا صاحب شاہ محمد پوری ، جناب مولانا محمد امین صاحب تحصیل جو اس اور ، جن وہی کے اس تجزیہ فتنہ کے تقابل
 میں اکثر ایسے و فتویٰ پر ساتھ ، ذکر کرتے تھے ، لاہور پہلے قریب ہی مائندوی نے اس منظرہ میں اپنی شکست بلکہ پیچ
 سے کہ اپنے ہر ، کئے ہوئے تجزیہ کی موت دیکھتے ہوئے اپنی روانی میں لانا یہ یوں کیلئے پہلے تو چھپر کی طے شدہ قرار دے اور
 سے انکراں کیا اور اس کے بعد اپنے ، مسلمان مسلمانوں اور مستحقان و بیچاروں کے ذریعہ اس کے ذریعہ اور مسلمان کو اس
 پر مجبور کیا کہ وہ سب سے منظرہ ہی نہ رہنے دیں ————— بالآخر یہی ہوا اور ہندی برہمن کی کوششوں کے باوجود
 وہ منظرہ میں برسرِ کار ————— ان تمام واقعات کی یہ فیضیہ ہو کر اس زمانہ میں دسارہ ، منظرہ ، کے ابتدائی نرین
 میں اور اس منظرہ ، فیصلہ کی منظرہ ، کے پہلے ایڈیشن میں شائع ہو چکی ہے ۔ اس لئے اب اس کے اعداد کی ضرورت
 نہیں ہے ۔

فصل ہفتم تیسری یہ منظرہ تیسری برسرِ کار ، تو اس جگہ اپنا میں جو اس منظرہ کے لئے علم مذکور کیا تھا پہلے منظرہ
 ۔ لفرقہ ، یہ اور اس کے بعد مستقل کتابی شکل میں ————— فیصلہ کی منظرہ ————— ہی کے اسے شائع کر دیا ۔
 لاہور میں ہونے والے اس منظرہ میں برہمنی جماعت کی طرف سے اصل فرقہ چونکہ مولوی حامد رضا خان صاحب
 برہمنی ، خلف المرید جانی ، جناب مولانا احمد رضا خان صاحب ، قرار دیا تھا اس لئے میرے بیٹے میں دئے گئے تھے
 کی طرف تھا اور جاہلی کے نام کے ساتھ اس سے خطاب تھا ۔ لیکن اب ۶۱ ، ۶۲ سال کے بعد سید اس کی پیر مذکور ہوئی
 ہوئی اور اس فرقہ سے جس نے اس کو دیکھا تو اس سے خطاب خاص میں اس کے نام کو نکال دینا منسب سمجھا ، لہذا اس طرح کیسے آتی
 رہ گیا جو تو اس کو سرسجھا جاسکے ۔

اس کے علاوہ بھی بعض مقامات پر کچھ نقلی ترمیمیں کی گئی ہیں ————— مگر اس کے بعد بھی جتنا غریب سے جو مندرجہ بالا

عزیز کی بھینٹ ہوئی کہ اگر نصرت پسر ہوتی تو میں اس کی تلافی اور طرز میں یکسر بدل اللہ اعز الناس نفسہم انہم میں سے
 سروسے سے نکلتا۔ لیکن کتاب کی اشاعت پر نہ کہ جلد سے جلد عزیز کی صفی اللہ میرے اشاعت میں اس کی بالکل گنجائش
 نہ تھی کہ میں پوری کتاب کو اپنے طرز پر اپنے زبان میں اور سہ تر لکھوں۔ اس لئے مجھ کو اسی حال میں اشاعت کے متنبہ
 رہنا پڑا۔

• علیہ کراٹر تعلق کے جن مقبول بندوں کی طرف سے اس میں اضافہ ہوا ہے اس کی گنجی جلدی کے لئے احوال
 حاصل سے ان کا سب کچھ ماضی ہے اس کا کوئی ذرا اس ناچیز کو بھی نصیب فرمائے اور اسی ہی کی برکت سے اس کتاب
 کو نافع بنائے۔ — آمین ثم ہے

محکم دین منظور لغات فی عفا شدہ



①

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی

پہ

انکا اختتام نبوت کا بہتان

مولوی احمد رضا حق صاحب "انعام انگریزی" صفحہ ۱۱۲-۱۱۳ پر جوابی سے اکابر علماء اہلسنت
کی تحریک کا سلسلہ شروع ہوا ہے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ۱۰۰۰ قانی و اسلمہ و مولانا کے متعلق لکھتے ہیں
قاسم نانوتوی مد حبہ قدیر الناس
ہو بخلاف انہ لوہ من فی دوسہ علی اللہ
تھاقل علیہ و سطر علیہ حدتہ فکدہ علی
اللہ تعالیٰ حب و سطر دین حدیہ نہ یخل
انہ یحی تمینہ و اسما یخلق العوام انہ
منی اللہ تعالیٰ علیہ و سطر دین انہ یحیی
بعض انہ یحیی انہ لا فضل فیہ اصلا
سنتہ اهل العہد لہ حرمانہ کر من

قاسم نانوتوی جس کی تحریروں سے یہ اور اسلمہ و
اب دین کھدے کہ انہ فی آپ کا دین بھی کہیں
اور کوئی نہیں جو حب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستہ باقی
دستہ ہے بلکہ انہ انگریزی حدیہ نبوی بھی کوئی ہی پیدا
ہو کر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، عوام
کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا باری حق ہے کہ
نبیہ سب پر آئندہ ہیں اگر انہ نبیہ پر دین سے کہ
قاسم نانوتوی نامہ میں بذات کچھ نصیحت نہیں آتا

سنت خلیفہ انہ میں رسول اللہ کے بعد صحابہ پر ہے، انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں لیکن انہ میں نہ انہ نہ حب
مسئلہ انہ کو دھڑکے کہ انہ انہ؟ یہ انہ انہ انہ

للهذه بانافات وقد قال في القصة و

الاشبه وخيرهما اواله بصرف ان

محمد صلى الله تعالى عليه وسلم آخر

الانبياء فليس بمسلم لانه

الضرورات

وہاں تک کہ میں ص ۱۲۰

ترجمہ حاتم الحرمین ص ۱۲۰

یہ بندہ جو کہ کتب کے خان صاحب بریلوی نے اس عبارت میں حضرت رانا تھکے قاسم صاحب کے متعلق لکھی کہ جو حکم لگایا ہے۔ اس عاجز کے نزدیک وہ دھوکہ دار قریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ خان صاحب موصوفت کے علم اور کم کچھ بھی پیش کرتے ہیں اس قسم کے کہ ان کی کم ملی اور نا کچی کا نتیجہ سمجھا جائے۔ روشہ علم :
اس قسم کے غلط اور محض تھیں وغریب ہونے کے چند وجوہ یہ ہیں ۔

پہلے وجہ
موصوفی احمد رضا خان صاحب نے تذکرہ الناس کی عبارت نقلی کرنے میں نہایت افسوسناک
تقریباً یہ کام لیا ہے۔ اس کے بعد کسی طرح اس کو تذکرہ برائن کی عبارت میں لکھا گیا
، میں حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تذکرہ برائن" کے حق مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس
طرح کہ ایک فقرہ ص ۱۰۸ کا ہے۔ اور ایک فقرہ ص ۱۰۹ کا۔ اور ایک فقرہ ص ۱۱۰ کا۔ اور صفحہ کا نمبر درکار، فقرہ کے
و میں امتیازی خط، "۱" کے بعد نہیں دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی طرح دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مختلف
مقامات کے فقرے ہیں بلکہ وہ سچ گھنے پر عبور ہو گا کہ یہ مسلسل ایک عبارت ہے۔ پھر اسی پر میں نہیں بلکہ غلطی لکھ کر متفرق
بنائے گئے خان صاحب موصوفت نے فقرہ کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے فقرہ ص ۱۰۸ کا فقرہ لکھا ہے
اس کے بعد فقرہ ص ۱۰۹ کا، پھر فقرہ ص ۱۱۰ کا۔

خان صاحب کے اسی ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہو گا کہ تذکرہ برائن کی کہیں فقرہ کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی
جگہ پر رکھا جائے تو کسی کو انکا اختتام نہ ہو گا کہ وہ سچ گھنے پر عبور ہو سکتا۔ لیکن یہاں انہوں نے جس طرح "تذکرہ الناس"

کی عبادت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا احوال معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ صرف آپ کی تمام کتابوں کا تقبیح ہے، اور نہ مصنف محمد بن النعمان کا نام اس سے بالکل پاک ہے جیسے کہ انشاء اللہ ہمارے آئندہ بیانی سے صریح معلوم ہو جائے گا۔ اہل کفر و فتنہ کی ایسا بات کا جو عربی ترجمہ آپ نے علما و برہمن کے سامنے پیش کیا ہے اس میں تو اور بھی غلطی و حیل ہے۔ اندر میں وہ دیر کی کے ساتھ جھٹکا دینے کی: شہنا کر دی ہے۔ سوکت یہ کہ ہے کہ صلیب: اور صلیب کے پتلے دونوں نفرد کر تہ جیو کے ایک ہی فقرہ بنا دلا ہے۔ اس طرح کہ پتلے فقرہ کا سہلہ ہی حذف کیا اور دوسرے ہی کے سہلہ کو پتلے کا صلیب بنا دیا ہے۔ جس کے سہلہ کو رجم بھی نہیں ہو سکا کہ یہ جھٹکا جو کی عبادت میں ہو اور نہیں کا۔ وہ انہی کو قرآن کے باقی میں نکالیں گئے ہیں۔

قرآن عزیز ہے، میرا اس کی تحریف کا ذکر من الغلط میں کیا گیا ہے۔ یُسْمَعُونَ الصَّغِيرَ هُفْ شَوَّاعِبِهِ ۔ اور وہ خان صاحب نے صرف یہی ایک جگہ اس قسم کی کھراہی کو "خوفنا کہ تحریف" بتلایا ہے۔ کسی شخص نے جس کا قرآن نام قاتل صاحب کے رسالہ "برق الہار" میں زور کھائی ہے۔ تَشْجِدُونَ مَلِیْکَہٗ عَظِیْمَہٗ کہ قرآن عظیم کا لفظ کو دیا تھا۔ اس کے متعلق صرف وہی "برق الہار" کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ:

• سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ - تَشْجِدُونَ مَلِیْکَہٗ عَظِیْمَہٗ ۔ کہ

قرآن عظیم کا لفظ کریم بنالیا، سزاؤں کے یہ حملہ قرآن عظیم میں کسی نہیں، یہ حقون لفظ متفرق ملے۔
یہ قرآن عظیم میں ضرور ملے ہیں ۵

خان صاحب کی اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ کسی کتاب کے متفرق محکم کے الفاظ کو جو کہ ایک مسلسل عبارت بنا کر اس کتاب کی طرف متوجہ کر دینا نہایت خوفناک تحریف ہے اور اس قسم کی تحریفات سے اصل مضمون کا بدل جانا اور کسی اسلامی کلام کا خالص کفر ہو جانا بالکل یقین نہیں، تجزیہ و تالیس تو ہر حال ایک بشر کی کتاب ہے اگر کوئی بد نصیب کلمہ مشہور میں اس قسم کی تحریف کر کے کفر یہ معنائیں بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ بلکہ اس کو شاید اتنی سخت بھی نہ لگے کہ اپنے جی میں کہ خان صاحب نے کی کہ ایک فقرہ صریح اقلید "وہ ایک فقرہ" کا، اور ایک فقرہ "وہ" قرآن حکیم کی ایک ہی سورہ بلکہ ایک ہی آیت میں اس قسم کا رد و بدل کر کے کفر یہ معنائیں نکالی گئے۔ مثلاً قرآن عزیز میں آیت ہے

إِنَّ الْأَيُّوبَ إِذْ دُعِيَ إِلَىٰ رَبِّهِ فَعَبَّ ۖ وَأَنَّىٰ الْحُجَّارَ لِيَّ جَبَّيْنِ ۖ

میرا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیکو کو رحمت میں رہی ہے اور یہ کہ وہ روح ہی !

بہ گھر خانی صاحبہ کا کوئی حریف یا مست گر (خانی صاحبہ کی صفت پر عمل کر کے) اس آیت کریمہ میں صرف سی

تھانویں کر دے کہ نسیم کی جگہ محمد چڑھے اور "حجیم" کی جگہ "نسیم" تو مفسد یا مکان اٹھا جو جائے تھا۔

کلام مرتج کفر ہو گا۔ حالانکہ اس میں صلب غلط قرین ہی کہے ہیں صرف ادا فہم کی جگہ پر مانگنی ہے۔ بہرحال

ایک مثال عرض کر دیا کہ جہت - اگر ناظر جو خود فراموش تو کسی جسم کی سبب کمزور اور ہر دو مثالیں اٹھانے لگیں ہیں جس کی وجہ سے

نہ انشاء کی جگہ بدلی ہے بعض صورتوں میں تو صرف نزاکات کی جگہ بدل جاتے ہیں کفر کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً

قرآن کریم میں ہے۔ "وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ" اگر آدمی نے اپنے رب سے نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔

”میں، وہ، رؤف، ک، یا، ک، مرگئیں، جلد سے، اس طرف کہ ”میں، پریش کی جگہ زبرد سے۔“

اس کا باا پر زہر کی جگہ جیڑی، تو مری باگزیر و کدھم جس کی علامت با محبت ثواب ہے صرف اسی قند و دل جان سے

خدا تعالیٰ کھڑے ہو جائے گا۔

میر جانی یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ غرض اوقات کلام میں مصروفی سی تشریف کروینے سے مصروفی ہر جہاں ہے۔

۱۸۔ سید سلیمان دکنی کا فرقہ ہر جگہ جہاد کا بیج مٹا دینا تھا۔ اس لئے وہ ہر راستہ اللہ کی جیت کے مختلف جماعتوں کے تقویٰ کو

تو چھوڑ کر ایسے محل میں عیادت بنانی چاہئے۔ انفقروا لکن ترشیہ بھی جلی میں جاتے۔ پس چو کہ خان صاحب نے

”تحذیر غناس میں کیا جانے والوں میں اس قسم کی تحریف کو کفر کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ان کے اعمال و اللہ پاک سے

تقدیر مناسب کی حیثیت کا مطلب بالکل برع و باجہ اور اس میں ختم نبوت زمانہ کے احکام کے معنی پیدا کر دے جس

نہیں ملے ہم ان کے یہ فنونے کو دانستہ فریبہ اور مصافحہ از قیاس سمجھو ہر عجب رچی۔

دوسری وجہ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اس خیال کی وجہ سے کہ خان صاحب نے جہاز

دوسری وجہ

تختہ پر انکاں کے گھر کی طرح میں ایک نہایت عمدہ مکان کی سیانت کی ہے کہ تختہ پر

حصہ ۲ کی عبارت 'اسی طرح تھی'۔

۱۰۔ گرامی طور پر بدشہر ہو کہ نفوس با تاخر زمان میں بالذات کچھ غفلت نہیں

ظاہر ہے کہ اس میں صرف فضیلت و اہمیت کی غرض کی گئی ہے جو بعد مضمون میں اس فضیلت بالآخر صحت ثبوت کو مستلزم ہے، مگر غرض صاحب نے اس کا غرضی ترجمہ اس طرح کر دیا۔

مع انه لا فضل فيه اصلا عنه اهل الغنم

جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل غنم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں ہے اور اس میں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہو گئی اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے (کہا لا یخفی)۔
تفسیری وجہ تفسیری وجہ اور تفسیری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ "تکذیر الناس" کے جو فقرے غرضی صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں، ان کا "ما یحق دلائل" سے نہ کایج مطلب واضح ہو جاتا ہے اور غرضی صاحب کا مرقع نہ رہتا حدیث کریمہ ہے (اس کا ثبوت آگے آتا ہے)۔

بعد سے خیال کی جو تفسیری وجہ اور تفسیری دلیل یہ ہے کہ حدیث صاحب کے اس ٹکڑے کفر کی تمام تر خیالات اس پر ہے کہ "تکذیر الناس" میں تخریب و تباہی کا اظہار کیا گیا ہے۔ حالانکہ

اس میں اصل سے آخر تک ایک خط بھی ایسا نہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تالی کا تذکرہ نہ ہو۔ بلکہ تذکیر الناس کا تو موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی تعظیم و تالی و تالی کا تذکرہ ہے۔ نیز وہی کا بیت اور حفاظت ہے، بالخصوص ختم نانی کے متعلق تو اس میں نہایت صاف اور واضح تصریحات ہیں۔ چنانچہ "تکذیر الناس" فقرہ ۲ پر اس فقرہ کے بعد جس کو غرضی صاحب نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے۔ قرآن مجید میں تحریر فرماتا ہے۔

لے یہ مسئلہ ہے کہ معبود و تعظیم مصنفین کے کلام میں مندرجہ۔ علامہ شاہ رحمہ اللہ، چاروں فرقہ میں ہے۔

۱۰۔ اف اضع انساہل معبود الصیف جعہ ۱۱۔ اللہ ۱۲۔ ج ۱۳۔ اضع ہبہ ۱۴۔ اور اس مسئلہ میں
 حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، و دیگر فرقوں میں شریعت کے بعد ہے۔ ۱۵۔ نہ صرف

• بلکہ بنا بر خاتمیت اور بات پرستہ جس سے آخر زمانہ ابدیت باقی نہ رہے، یعنی سبب
 • حجابی نبوت، غور بخود لایم آجاتا ہے اور افضلیت نبوی وہ بالا ہر جہاں ہے :
 نیز اسی تقدیر ان کے صفہ ۱۰ پر مولانا مرحوم اپنے اس مرعانی قریض سے نامہ جو کہ تحریر فرماتے ہیں کہ :
 • سر اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت انسانی ظاہر ہے : اور قیسم دوم خاتمیت انی
 • دلالت قرآنی ضرورتاً بت ہے اور تصریح بت نبوی شہادت صریحہ بمعزلۃ عارضی
 • من مونس الہ انتہ لا نسبی بعدی اور کسا خالی : جو بظاہر بطریقہ کوراسی خط
 • خاتم النبیین سے بخلاف ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درود پر توڑ کر پہنچ گیا ہے، پھر
 • اس پر احتجاج بھی مستطیع ہو گیا، مگر حفاظ ذکر کہ سب سے قوی تر منقولہ زہریں۔ سورہ ہود تو ان الفاظ
 • باوجود قرآن مجیدی سیال ایسا ہی ہے کہ عیسا تو تر بعد از کلمات قرآنی و تر در عینہ و با وجود
 • الفاظ احادیث مشہور بعد از کلمات متواتر میں عیسا اس کا منکر کا قرآن ایسا ہی اس کا منکر ہے
 • کا ترجمہ :
 • اس عبارت میں مولانا مرحوم نے اٹھارہ مرتبہ اصل انتہ طبع و سلم کے خاتمیت زہنی کہ پانچ مرتبہ میں سے ثابت
 • فرمایا ہے۔

• یہاں روایت خاص حدیث کا یہ کہ گزشتہ زہنی پر چار مرتبہ دلالت کرنے والی : لاینبی بعدی : جس حدیث میں بھی
 • حضرت برادر دیکھو ہم صاحب کے نامیکہ قرآن کریم کے الفاظ : خاتم النبیین : سے آواز ہیں، یہی مرعانا اور صوت کا یہ خیال اور
 • دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حدیثوں میں اپنا نسب سے متعلق فرمایا ہے اس میں کسی ادنیٰ کا لفظ بیان فرمایا
 • ہے اور فرقہ پاک کے الفاظ خاتم النبیین ہی سے اخذ ہے اور گویا : خاتم النبیین نہ ختم ہوا اس لیے کہ کسی ادنیٰ کا لفظ بیان فرمایا
 • جس سے کہ حضرت سرانا جن انتہ طبع و سلم گزشتہ زہنی کا منکر قرار دیتا یا یہ کہ کہ وہ قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین سے نکلتا ہے
 • نہانی کا مطلب نکالنے کہ : عیسا بن مریم کا نام ہے۔ مولانا : نہ تو مرعانا کہ مولانا خیال نکالے
 • بعد میں کی تفصیل مراد ہے اگلے آگے :۔

۱۔ یہ کہ حضور ہندوؤں کے لئے خاتمیت نہ تھی، لہذا "خاتم النبیین" سے جلالہ علیہ السلام کے بعد اس طرح کے خاتم کو نہ تھی اور نہ ہی اسے ملنے کا جالہ ہے۔

۲۔ یہ کہ معلوم ہو کہ حضرت خاتم کی ولادت اور نبی کی خاتمیت پر مطابقت ہے۔

۳۔ یہ کہ دونوں میں سے ایک پر مطابقت ہو اور دوسرے پر اختلاف ہو اور اسے جہاں جہاں نبی کی خاتمیت نہ تھی قرآن سے ثابت ہوگی۔

۴۔ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نہ تھی اور یہ مستلزم اس کے ہے کہ نبی ہے۔

۵۔ یہ کہ خاتمیت نہ تھی پر امت کا اعلان ہے۔

اس پانچ طریقوں سے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نہ تھی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے بھی تحریر فرمادی کہ خاتمیت نہ تھی کا منکر یہاں تک کہ دوسرے ضروریات، قطعیت دین کا۔
 یہ تفسیر ان سب کے ان دلائل و تفسیرات کے باوجود دیکھا کہ اس میں منہج نبوت نہ تھی کا انکار کیا گیا ہے جسے علم اور فریب چھوٹی ہو گیا ہے۔

پھر اس قسم کی تفسیرات تحریر ان میں ہیں، یکسری دو جگہ نہیں، بلکہ شکل سے اس کا کوئی صنف اس کے ذکر سے حق پر ہے۔ اس وقت ہر تفسیر ان میں کی صرف ایک عبارت اور جہاں تا ظہور کہتے ہیں جس میں مولانا لازمی طور پر دیکھا گیا ہے کہ یہ تفسیر غلط ہے اور ان میں منہج نبوت نہ تھی کو بیان فرمایا ہے۔ تفسیر ان میں کے صفحہ ۲۱ پر ہے۔

۱۔ وہ صورتیکہ کہ اسے کہتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی مقصد بھی ہو گا جس کے لئے ہر حرکت فنی ہو جائے اور حرکت مسلسل نبوت کے لئے نقطہ ثابت بھی بنتی ہے اور یہ نقطہ اس مقام نہ تھی کا
 سبکی کھائی کے لئے یہاں جیسے نقطہ اس زوال پر تاکہ اساتذہ سائنس دان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کو ان دو ممکنہ زمین و زمان گشتی ہے ۵

پھر اس کے چند مترادف اسی صنف پر فرماتے ہیں کہ۔

۲۔ مختلف سوالات حرکت مسلسل نبوت بھی ہے، سوچو حضرت کی مقصد و غرض کیا تھی معلوم وہ حرکت سبکی ہونے پر، اہمیت اور حرکتیں بھی تھیں اور نہ ان کے اندر میں آپ کے ظہور کا ایک

(تحریر غلامی میں اور)

یہ بھی دیکھو :-

پھر تھوڑا سا سی ہی پڑھ کر نہیں ، حضرت مرحوم کی دوسری قصہ نصف چٹا بخت اس قسم کی اصرار کثرت موجود ہیں
محض بطور نمونہ "مناظرۃ عجیبہ" کی چند عبارتیں ملاحظہ کریں۔ "مناظرۃ عجیبہ" کا مختصر یہی ہے کہ شروع ہوتا ہے اس کی پہلی
سطر یہ ہے :-

۱۔ حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام علیہ وسلم کی غایت زبانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے لہذا اسے

بھی سب کے نزدیک مسلم ہے نہ کہ یہ ادلہ و ثبوتات ہیں :-

— پھر اسی کے صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں ،

۲۔ غایت زبانی اپنا دین و ایمان ہے ، کائنات کی قسمت کا نتیجہ کچھ علاج نہیں :-

— پھر اسی کے صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں ،

۳۔ غایت زبانی سے بھی انکار نہیں ، بلکہ یوں کہتے کہ مسلمانوں کے لئے کچھ نہیں انکار و بھڑائی

اختصاصیت کا اثر ہے بلکہ اقرار کرنے و مانگنے کے ذریعہ ہمارے لئے اور مسلمانوں کی نوبت پر ایمان ہے ،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر اسی کو میں سمجھتا :-

- پھر اسی کے صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں ،

۴۔ ہاں یہ مسلم ہے کہ غایت زبانی اجماعی مقید ہے :-

— پھر اسی کے صفحہ ۹۰ پر ہے ،

۵۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں ترقی کرے

اس کو کافر کھنڈیوں :-

یہ پانچ عبارتیں صرف ، "مناظرۃ عجیبہ" کی ہیں ، اس کے بعد صحبت نالو قوی مردہ کی آخری تصنیف و تفسیر

نے ایک مجددت اہل حق کی جاتی ہے "خلاف" کے صفحہ "پہلے" ۔

۶۔ آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور جو لوگوں نے تم کو نامہ خداوندی کا نام بت لائن گا دین "آخر

ہوگا" دینی نہیں مردار ہوگا کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا مردار ہوتا ہے :-

حضرت تاج الملوک تاج الملوک کی یہ کئی دس صدیوں پر مشتمل تھی۔ کیا ان تصریحات کے جوئے جوئے کوئی صاحبِ دیانت اور صاحبِ عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختم نبوت نہی کا منکر ہے ؟ لیکن انوارِ پرہیزی کا کوئی علاج نہیں۔ سوائے ہی مغربیوں کے متعلق حارث جاتی نے کہا ہے :-

چنین کردند و خطت در کتاست
ہمیں گفتند عاشقانم عاشقا
کریں دوستے کو ہر کاری کہ
وہیں دل دار دل ساز می آید

حضرت نانوتوی مرحوم کی مختلف تصانیف کی ذکر و بالا تصریحات اس دوسرے مقام پر ہو چکی ہیں اور علیٰ صافی، جو تاجرانِ جماعت کے عقائد میں اس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اب تک کتاویں اور شائقانِ فکر کے حلقوں میں طویل پذیر و بوجھ کر چمک رہی ہیں اور جس سے تمام اسلامی رہنما رکن ہیں، ختم نبوت کے متعلق باقی دارالعلوم دیوبند اور جماعتِ علمائے دیوبند کی ہونے والی واضح کتب کے لئے امتعات وای دین کے نزدیک کافی سے ناظر ہیں۔

وَأَمَّا يَتَّبِعُونَ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ الْبَرِّ مَنْ يُفْلِحُ
أَمَّا يَتَّبِعُونَ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ الْبَرِّ مَنْ يُفْلِحُ

اس کے بعد سب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکورہ اناس کے ان بیعتوں فقروں کا صحیح مطلب بھی دینا کہ دیا جائے جن کو چاروں طرف سے احمد رضا خان صاحب نے اس کے مصنف پر ختم نبوت نہی کے انکار کا سناہ لگا دیا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ اختصار کے ساتھ قرآنی مجید کے لفظ طاقم میں اس کی تفسیر کے متعلق مراد نانوتوی مرحوم کا مسلک اور نقطہ نظر واضح کر دیا جائے۔



کہا جاتا ہے اللہ اسی مرتبہ کا نام غایت ذات ہے ۔

اس مختصر تفسیر کے بعد عرض ہے کہ حضرت مولانا مافوقی مرحوم اور بعض دوسرے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے ، اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی غایت ثابت ہوئی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی ۔ اور حرام اس سے بعض ایک قسم کی غایت مابین ہے ، یعنی صرف زمانی ۔

بہر حال حضرت مولانا مرحوم اور حرام کا نزاع زخم نبوت زمانی میں ہے ، اس میں کو قرآنی لفظ خاتم النبیین خاتم زمانی مراد لی جاتے ، کیونکہ مولانا کہہ : دونوں چیزیں متعین ہیں ، بلکہ نزاع صرف اس میں ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے غایت زمانی کے ساتھ غایت ذاتی بھی مراد لی جائے یا نہیں ؟ حضرت مولانا اس کے مخالف اور غایت میں اور جملہ نے اس کی چند صورتیں لکھی ہیں ۔

۱ : ایک یہ کہ لفظ خاتم کو غایت ذاتی اخذ کیا جائے مشترک سنیہ ، جاتے اور جس طرح مشترک معنوی سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں ، اسی طرح یہاں نیز کریم میں بھی دونوں قسم کی غایت مراد لی جاتے ۔

۲ : دوسری صورت یہ ہے کہ ایک سنی کو مختصراً اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور مجرم مجاز ایک یا کئی معنی مراد لئے جائیں جو ، دونوں قسم کی غایت کو معنی دی ہوں ۔

۳ : ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی غایت پر ایک ساتھ اور مطابق ہوگی ۔

۴ : تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف غایت ذاتی مراد لی جائے ، مگر چونکہ اس کے لئے بدلائی مستقبلہ غایت ذاتی لکھے لہذا اس صورت میں بھی غایت ذاتی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور لازم ہوگی ۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد ، متقدمہ برائے مسس کے صفحہ ۹ پر حضرت مولانا دہلوی کے غرض واپنا مختصر بتدبیات ۱۱۰۷ ہے کہ غایت کو جنس مذکر ہائے اور خبر نامی و مہم ذاتی کو اس کی دو نہیں قرار دیا جائے اور قرآن مجید کے لفظ خاتم سے ، دو نہیں ایک وقت مراد لی جائیں جس لئے کہ آیت کریمہ اِنَّمَا الْاِنْسَانُ الْاَنَسُ وَالْاَنَسُ الْاَنَسُ وَالْاَنَسُ الْاَنَسُ میں ایک وقت " جیس " سے ظاہری و باطنی دونوں قسم کی سیاحتیں مراد لی جاتی ہیں بلکہ غرض کیا جاتے تو یہاں خبر نامی اور خبر ذاتی میں اس قدر تفرق نہیں ہے کہ

نہ ہوگی۔ افراد محض نہ رہیں آپ کی شخصیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر باخبر نہ ہوں تو
صمیم بھی کوئی نئی پیدا ہو رہی ہو جس کی شخصیت مجھ سے میں کچھ فرق دانتے گا ؟

اس عبارت میں بھی مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ گامزدائی کی کہ اس کا ابتدائی حصہ جس سے تاخرین کو
صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں صرف خاصیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ ذاتی کا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
افضلیت کے متعلق بھی مصنف "تکذیب الناس" کا حقیقہ اس سے معلوم ہو جاتا، اس اہم حصہ کو خالص صاحب نے یکسر
حذف کر کے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ نقل کر دیا اور دوسری گامزدائی یہ کی کہ اس کا تمام فقرہ کو بھی محض ۳ کے
نیک نام تمام فقرہ سے اس طرح جوڑ دیا کہ وہاں بھی وہ بیان میں دلچسپی تک نہیں دیتا۔

بہر حال صفحہ ۱۰ اور صفحہ ۱۱ کے وہی وہی فقرہ ہیں جن میں حضرت مرحوم صرف خاصیت ذاتی کے متعلق فرما
ہو چکے ہیں کہ یہ ایسی خاصیت ہے کہ اگر ہر طرح آپ کے ترائے میں یا آپ کے بعد کو کوئی نہیں ہو سکتا یہی ایک کی اس
خاصیت میں کچھ فرق نہیں آسکتا گا۔ اسی خاصیت ذاتی، اس کا بیان کوئی ذکر نہیں، اور نہ کوئی اسی پر بحث ہو کر سکتا
ہے کہ آنحضرت صمیم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاصیت ذاتی میں کوئی فرق نہیں آتا

ایک ظلم فہم مثال سے مولانا ناتوئی کے مطلب کی توضیح

باشیہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی
کتاب میں کوئی روایت نہیں پھیرا۔

کی طرف سے یکے بعد دیگرے بہت سے حسیب بھیجے گئے اور انہوں نے اپنی طبیعت کے موافق طریقوں کا اطلاق کیا۔ آخر میں
اس پریم و کریم بادشاہ نے سب سے بڑا اور سب سے ذلیلہ و عاجز طبیعت جو پہلے تمام طبیعوں کا استلزام بھی ہے میرا
اور اطلاق کر دیا کہ اب اس کے بعد کوئی طبیعت نہیں آسکتا گا۔ آئندہ جب کبھی کوئی طریقہ ہو، وہ اس آخری طبیعت کا
نسخہ استعمال کرنے سے شعا ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد جو شاہی طبیعت جوئے کا کرنے کرے، وہ مجھ سے اور واجب القتل
ہے۔ چنانچہ دنیا کا وہ آخری طبیعت آیا اور اس نے اگر اپنا شغل غلام کھولا، جو حق مرہض اس کے ذالشاہ میں داخل ہو
کر شطاباب جوئے۔ بادشاہ نے اپنے اس طبیعت کو ایک حکم نامہ میں "خاتم الاعطاب" کا خطاب بھی دیا۔ اب حوالہ قرآن کیجئے
ہیں کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ طبیعت نادرہ کے انجین سے سب سے آخری طبیعت ہے اور اس کے بعد اب کوئی اور طبیعت
بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا۔ اور اہل قوم کا ایک گروہ (جو یا یقین جانتا ہے کہ یہ طبیعت فی الواقع آخری ہی طبیعت ہے)

کنا ہے کہ اس عظیم الشان طبیب کو خاتم النبیین مبارک ہو! اسی وجہ سے نہیں کہا گیا ہے کہ وہ آخری طبیب ہے بلکہ اس کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام پہلے طبیبوں کی طب کا سلسلہ اسی جلیل القدر طبیب پر ختم ہے یعنی واسطہ اس کے مشاگرد ہیں۔ انہوں نے بنی طبیبی سے سیکھا ہے۔ لہذا اسی دوسری وجہ سے بھی وہ خاتم ادھار ہے اور یہ دونوں قسم کی غایت "اسی" خاتم ادھار کے لحاظ سے نکلتی ہے۔ بلکہ اگر تو غور کر جائے تو ہم کو بھی منور ہو جائے گا کہ بادشاہ نے اس صابی طبیب کو جو سب سے آخر میں بھیجا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ بنی طبیب میں سب سے فائق۔ سب سے ابرار اور سب سے طیبوں کا ہونا ہے۔ اور قاعدہ یہ کہ بڑے سے بڑے طبیب کی طرف آخر میں ہی جوجا گیا جاتا ہے۔ مقتدرانہ تمام تختانی مراحل طے کرنے کے بعد ہی بادشاہ پہنچ کر بحالت غائب میں پہنچتے ہیں۔ سرحدی یہ طبیب صرف زمانہ ہی کے اعتبار سے خاتم نہیں ہے۔ بلکہ اپنے فن کے گمان کے اعتبار سے بھی خاتم ہے اور یہ دوسری غایت ایسی ہے کہ اگر باغرض اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد بھی کوئی طبیب آجائے تو اس کی اس غایت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

تو خیر انصاف فرمایں کہ اپنی قوم سے اس گندہ کے متعلق ان کے کسی مدافعہ و دشمن کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اس خاتم الادھار کو معزری طبیب کہتے ہاتھ اندہ اس کی اس حیثیت کے منکر ہیں، کشتہ بڑی طبعی اور کسی قدر نراں بے حیائی ہے۔ جبکہ انی قوم کا یہ گروہ اس شاہی طبیب کو ذاتی اور مرتبہ حیثیت سے خاتم الادھار، اپنے کے ساتھ یہ بھی معاملہ صاف کہتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے بھی یہی آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی طبیب بادشاہ کا طرف سے نہیں آئے گا بلکہ جو کوئی اس کے بعد شاہی طبیب ہونے کا حوائث کرے وہ واجب القتل ہے۔

یہاں ایک تذکرہ الناس کے صفحہ ۲۰۰ کے فقرہ کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے۔ رہا غیر فقرہ جس کو خدای صاحب نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے وہ تذکرہ الناس کے غیر سنہ ص ۱۰۱ ہے۔ درجین لکھنا چاہئے کہ اگر باغرض ان کی وہیں سے لٹھڑا ہوتی ہے۔

• بعد حدود و صلحہ کے قبل عرض ہو رہا ہے کہ ازل سے ہی خاتم النبیین حضور کریمؐ کا جانا نہیں تاکہ ہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو محو ام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا نہیں سنی ہے کہ آپ کا زمانہ نبیہا یا نبیہا کے زمانہ کے بعد۔ آپ سب میں آخر میں ہیں۔ مگر اصل خبر یہ دینی جو کہہ کہ انھم یا تا قرنانی ہیں باوقات کچھ تفصیل نہیں :-

اس مساحت میں وہ چیزیں قایم کرنا ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں مولانا مرحوم مسئلہ ختم نبوت پر کلام نہیں فرمادیت ہیں، بلکہ غلط خاتمہ کے مسئلہ پر کلام فرما رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خاتم سے ختم نہی مراد لینے کو مولانا نے خواہم کا خیال نہیں بتلایا، بلکہ ختم نہی میں حصر کرنے کو خواہم کا خیال بتلایا ہے۔ اور خواہم کے اسی تصور سے مولانا نے کہ اختلاف ہے کہ خاتمیت نہی میں خاتمیت والی مراد لینا خواہم مولانا مرحوم کا مسلک سمجھنا ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اور تحفیر الناس کے صحر ۹۵ پر مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے۔

مرحالہ چوتھ و سھرت مولانا کے نزدیک غلط خاتمہ نہیں ہے ختم نہی میں مراد لینے سے مراد ہے، اس لئے مولانا نے فرمایا کہ زبان صرف حصر کو مولانا نے خواہم کا خیال بتلایا ہے اور مولانا کا مطلب صرف یہ ہے کہ خواہم تو یہ کچھ نہیں کہ حصر کے مسئلہ غلط خاتمہ نہیں ہے، صرف خاتمیت نہی میں ثابت ہو تو ہے کہ اس کے سوا کچھ نہیں ثابت ہو سکتا اور اہل فہم کے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس غلط سے حصر کے لئے خاتمیت نہی میں بھی ثابت ہوئی ہے اور خاتمیت نہی میں بھی ۔

پہلی سے اسی۔ محمد رضا غازی صاحب کے اس اعتراض میں کہ بھی خواہم ہو گیا جو انہوں نے تحفیر الناس کی اسی عبارت پر "فہم لا حصر" میں کیا ہے کہ "اس میں خاتمہ نہیں ہے خاتم نہی مراد لینے کو خواہم کا خیال بتلایا گیا ہے حالانکہ خاتم کے دوسری معنی خواہم مراد نہی اصل اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے بھی مراد ہیں۔ یہی مطلب تحفیر الناس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ائمہ صحابہ کرام و ائمہ میں داخل ہوئے، اسی اشارے

موجب کی تقریر تفصیل یہ ہے کہ صاحب تحفیر الناس نے خاتم سے خاتم نہی مراد لینے کو خواہم کا خیال نہیں بتلایا، بلکہ ختم نہی میں حصر کرنے کو خواہم کا خیال بتلایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں ہوا علی۔ اس میں سے بھی کسی نے حصر کا تصور نہیں فرمایا اور اگر کوئی حصر کی حرات کہہ سکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات قرآنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

لے اس پر بھی روشنی انداز الیٰ جا چکی ہے اور مولانا مرحوم کی یہ تقریر چند مسئلے پہلے گواہ کچھ ہے کہ اس کے نزدیک ختم نہی مراد لینے کو خواہم کا خیال نہیں بتلایا، بلکہ ختم نہی میں حصر کرنے کو خواہم کا خیال بتلایا ہے۔ جیسا کہ ساری حدیثیں و احادیث بتاتی ہیں۔

لَحْلَحَ اَمِيَّةً يَسْتَعَاظُهُمْ وَ بَحْلَحَ وَ لَحْلَحَ حَتَّى مَحْلَحَ -

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیت قرآنی کے کم از کم دو معنی ہر بار ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ مختلف معنی میں سے کسی کے حکام میں صحر کا کئی معنی پایا جلی جاسکے تو وہ صحر جتنی نہیں ہے جس کو مولانا قرطبی مرحوم حرم کا خیال بتلاتے ہیں۔ بلکہ اس سے مولانا رضانی یطمنظروا الی تاویلات السجدة ہے -

بیرحال جو شخص صاحب تحذیر اللہ کی پرہیزگاری رکھتا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت کی بیانیہ کردہ تفسیر کو خیال حرام بتویا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی معنی سے ایک ہی روایت صحر کی نسبت کہہ رہے ہیں کہ مولانا مرحوم نے اپنے فتویٰ میں اس کی بھی تصریح فرمادی ہے کہ باب تفسیر میں حرم سے مولانا لوگ کہتے ہیں اس موقع پر حضرت مرحوم کے الفاظ ہیں -

ہذا انبیاء علیہم السلام یا راسخین فی العلم
باب تفسیر میں مولانا انبیاء علیہم السلام
ہرم حرام ہے : : : : :
علماء راسخین کے سب حرام ہیں

و قاسم علوم ہرانی ، مکتوب دوم ہے ،

ان تصریحات کے جوئے صاحب تحذیر اللہ کی شوق یہ کہنا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے مولانا مرحوم کو حرام میں داخل کر دیا ، مستحق ترین ہر دانتی ہے -

خاتم النبیین کی تفسیر میں حضرت مولانا قسطلانی کے مسلک کی تائید فرمائی اور حضرت مولانا قسطلانی کی تصریحات

اس کے بعد ہم بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مولانا قسطلانی کے تفسیر سے صرف ایک ہی معنی (خاتم نبیین) ملا لیتے ہیں اور اس کی تائید بیشیہ کو کسی میں صحر کہتے ہیں وہ حامل بریلوی کے نزدیک بھی حرام ہیں داخل ہیں ، اولیٰ ہم میں سے نہیں ، حامل صرف - مولانا الکبیر ، صفر - ہر تحریر فرماتے ہیں -

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے :
من لا یفقه الرجل کمالی الفقه حق بیچل
للقولان دیرھا قلت استرح من ابی الدرداء
وقت تک کمالی فقیہ نہیں ہوا ، جب تک کہ قرآن کے تفسیر
منصہ وجہ نہ ہو (میں کہتا ہوں کہ مولانا قسطلانی کی جگہ)

و حضرت ائمہ معصیٰ علیہم السلام نے اس سلسلہ فی بحقائق
 و توضیح فی القیۃ و اسن مساکینی تاریخینہ
 و ادریدہ عقائدی بن سیدان فی حد کمالہ
 فی محور القرون حرورہا بلفظہ لا یکون
 المرحلۃ لغیرہ کل الغلۃ حتی یری للقوی
 و روحا ستیرہ

قال فی : لا نقان فہ خسرہ بعضہم
 بل المرد ان یری محمد الواحد یجمل
 معانی متعددہ فی محضہ علیہا الا کانت
 غیر متضادہ ولا یقتصر بہ علی معنی
 و حد . (نہج ص ۵۰)

و روایت کی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 ابن مسعود نے بحقائق بنی . اور ابوہریرہ نے حدیث میں . اور ابو سعید
 نے ائینہ تاریخ میں . اور قتیبہ نے سلسلہ میں حدیث کتاب
 میں . و جو قرآن میں اس کے کتب الحقائق و روایت
 کیا ہے کہ کہ کوئی اس وقت تک کامل نہیں ہوتا
 جب تک کہ قرآن کے لئے ابو و کثیر نہ دیکھے :

علامہ سیوطی نقاد میں روئے ہیں کہ بعض لوگوں نے
 اس کی تفسیر کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ غلط و صحیح دونوں
 معانی کے ساتھ صحیح ہو اس کی اس سبب پر کہ اس کے معنی
 وہ ہیں جس کی روایت . اس کے ایک ہی معنی پر مضمون
 کرتے .

مولوی احمد رضا خان صاحب کی اس عبارت کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معاملہ سلیم
 ہو گیا کہ جو شخص کسی آیت تحریری سے مراد ایک ہی معنی لے لے اور اس میں جس کو کہتے تو وہ لوگوں میں داخل ہے . اے فقہر فقہاء
 میں سے نہیں ہے . کوئی تفسیر جس میں مراد سبب و ایک آیت کو سب سے مراد مراد معانی پر مبنی ہے . حدیث کا حضرت
 مولانا محمد قاسم نے ایک صفحہ رقم نمبر ۱۱ سے جس قسم کی تفسیر انکھرت علی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی اس کی تفسیر
 ذاتی انقال . ملاحظہ .

لکھتے تھے : ان کے لئے جو انفراد کا صحیح مطلب بین کہہ کیا اور ظاہری کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صلیو جو کہ تفسیر
 میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ تامل پر مبنی ہے کہ نہ تکب بھی حرم ہی میں داخل ہیں . اس کے
 بعد ہم یہ بھی شہد دینا چاہتے ہیں کہ یہ تحقیق کہ انکھرت علی اللہ علیہ وسلم قائم رہی ہوئے کے ساتھ قائم رہتی اور وہ تم
 ذاتی بھی ہیں یعنی آیت ہی نہ ہے اس . اور اس کے بغیر لیس لیس دہائی الوض . آپ کو کہ کہ نبوت خدا کے لئے براہ
 راستہ مقرر ہوئے . اور دیگر خلیفہ عظیم اسلام کو انکھرت کے واسطے سے . اس میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ

جنت سے دیکھ کر حقیقتیں بھی اس کی تعریف فرما چکے ہیں۔ دیکھیں یہاں ہم ابن کی عبادات حق کرنے کے بات کو قبول کرنے اور کتاب کو اختیار بدلنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ جو کچھ خود مولوی محمد رضا خان صاحب نے بھی اس سلسلہ کو اس طرح کھردرا دیا ہے کہ اس کے بعد کسی آدمی کی عبادت نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس سے ہم ان کی یہ ایک عبادت اس سلسلہ میں نقل کرنے کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

فاضل موصوف اپنے رسالہ "جزاء اللہ عقود" کے صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ اندھنصری شواترہ اولیٰ یا کولم و اندھ عظام و اندھ اعداء سے سبھی پر جو کچھ کبر نعمت قلیل یا کثیر، سفیر، اکبر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روحانی سے سب کچھ وہاب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے اب تک، اوسن یا کافر، مطیع یا ناجائز کچھ یا انسان، جن یا حیوان، بدنام یا شہرہ مند، جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اُس کی کُل انہیں کے عبادتہ کرم سے کھل ادا کھلتی ہے نہ کچھ ملے گی۔ انہیں کے ہاتھوں پر بیٹھ ادا نہیں ہے اور بچے کی یہ سربراہ اور اصل موجودہ، طینتہ اللہ العظیم و ملائمت عالم میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا ابو القاسم اللہ بدلی وانا اللہ : ۱۔ عبادہ فاکل فی اللہ یک و صیحر و اقرہ اللہ و ان :

فاضل بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عالم میں جو کچھ نعمت، روحانی یا جسمانی، دنیوی یا دینی، ظاہری یا باطنی کسی کو ملے ہے وہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے دست کرم کا نتیجہ ہے اور جو کچھ نبوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی خدمت ہے لہذا وہ بھی دوسرے انبیاء و علیہ السلام کو حضور ہی کے واسطے سے ملے ہے۔ اور اسی حقیقت کا نام حضرت سر لانا محمد قاسم صاحب ناٹوئی کی اصطلاح میں خاتمتہ ذاتی اور خاتمتہ مرتجہ ہے۔

اسی وقت ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے حضرت مولانا کشیدہ صاحب صاحب کثرت گفتواری پر کچھ عیب و بظہر متحمل میناؤ کا جواب دیا ہے لہذا یہ ہے اب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔



②

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

تکذیب رب العزت جل جلالہ کا ناپاک بہتان

اور

اس کا جواب

مولوی محمد طاہر صاحب — حمام انگریزی — کے صفحہ ۱۱ پر حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

نعمتہ الہی بہ الحال فی نظامہ
للصلوات علی صرح فی فتویٰ له وقد رایتہا
بخط وخاتمة بسیفی وقد جئت مولانا
فی بعضی دحیرھا مع ردها، ان حسن
یکذب اللہ تعالیٰ بالافضی وبعثر ح انہ
سجھانہ وتعالیٰ قد کذب وصدقت عنہ
ہذہ المغیبة فلا تنسواہ الی خلق فتنہ
عن خلایہ فضلا عن کثر فان کثیرا من
الاشیاء قد قالوا یقینہ وانما تصادق
اسی و انہ منعل فی نابیہ ...
... لولک ان الذین استہم اللہ تعالیٰ
بقرۃ ظلم وکراہیں میں اس کا اصلی بیان تکذیب کرنا کو پہلے
ایک نمونہ میں جو اس کا قریبی ہتھی نہیں نے اپنی آنکھ
سے دیکھا ہے یعنی دیکھو میں اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ
حالت لکھ دیا کہ جو حضرت مولانا کے کتب میں ہے کہ
انہ تصریح کرتے کہ سارا اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہے کہ وہ
انہ جرم تکذیب اس سے صاف ہے کہ اسے کفر و کفر و کفر
ظن، گمراہی و گمراہی، قاسم بھی کہہ دے اس لئے کہ وہ
سے اہم ایسا کہہ چکے ہیں جیسا اس نے کہا۔ میں نہایت
کا رہے کہ اس نے نام ہی میں نہ لکھا کہ
..... یہ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک
اور ان کی آنکھیں اندھ ہی کر دیں۔

د اعلیٰ ابصار و دلا حور و لا تنورۃ . د اعلیٰ و لا نورۃ . لا یاترہ لعل العظیم .

الا با لله العلی العظیم

(صالح لکھنوی ص ۳۳)

یہ چیز بندہ عرفی کتاب کے حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف سے ایسے نمونے کی نسبت کہ نام نہ نہ انفراد اور ہستی ہے۔
پہلی بحث میں فرمودی احمد رضا خان صاحب نے تھکے پر الناس کے متفرق مدار میں جو کہ کفر کی مسل تیار بھی کر لی تھی یہاں تو یہ
بھی ممکن ہے۔ بجز اللہ ہم پرست و توفیق کے ساتھ کر سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ نہ
کسی فتوے کا یہ مضمون ہے۔ بلکہ یہ حقیقت یہ صرف خان صاحب یا صاحب کے کسی دوسرے ہم پیشہ بزرگ کا اقتراء اور ہمتی ہے
بخلاف قطع ہم درجہ دے اکابر اس شخص کو کافر، مرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور
اور اس سے بالفعال حدود و کذب کا قاتل جو بزرگ جو نصیب اس کے کفر میں شگنہ ختم اس کو بھی نہ ج۔ ا۔ اسلام سمجھتے ہیں۔
حضرت مولانا کشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اس پر خان صاحب نے یہ ناپاک بیعتان باوجود ہے خود انہیں مکہ
میں مرقا دنت کی جملہ اول صفحہ ۱۰۸ پر ہے۔

۱۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ تصوف پر صفت کتب کیا جائے۔

مجازاً تعالیٰ اس کے کلام میں برگز شاہر کذب کا ہیں ، قالہ انہ انسانی دھن اصفیٰ
من اللہ عیلا :

بہ شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ تصدیق رکھے ، یا زبان سے کہ دو صورت پر نہ ہے ، دو لفظ

کافر و ملعون ہے اور نہ اہل ترقی و تربیت کا عدا جوار امت کا ہے۔ دو بزرگ من نہیں۔ تعالیٰ اللہ

ختمنا جود لفظنا لیسون خلوا کتبنا

ناظرین بالانصاف فیض فرمائو کہ اس صریح اور چھپے ہوئے فتوے کے ہر لفظ کے ہر لفظ سے صحت موع پر یہ اقتراء کرنا کہ

عہد اللہ و خدا کا ادب بالفضل ملتا ہے۔ یا ایہدیکے ولک کو صلن کہتے ہیں کہ تہہ شرمناک کا۔ روئی ہے۔ و لکھنا اب ہم

لکھنا ہے۔

دوسری احمد رضا خان صاحب کا یہ لکھنا کہ ۔ میں نے ان کا وہ خزانہ مع ثمرہ و ثفلہ کچھ نہ دیکھا ہے۔ اس کے

جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ سب اس چور میں صمدی کا ایک عالم اور منقہ ایک چھٹی چوٹی کٹر ہوش و حجاب و تحذیر سے اس کی عبارتوں میں قطع و ہدایت کے اور سطور ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ کی عبارتوں میں تحریف کے ایک ٹکڑا مضمون ٹکڑے ٹکڑے اور اس کی طرف موب کر سکتے ہیں تو کسی جملے کے لئے کسی کے منہ و دستخط بتا دینا کیا مشکل ہے ؟ گو دنیا میں جہی کے لئے جلی دست و پازیں تیار کئے گئے ہوں اور نہیں ؟ مشورہ ہے کہ بریل اور اس کے علاوہ میں تو اس حق کے بڑے جیسے کافی دیکھتے ہیں جو کادہ اور سائنس ہی جیسا ہے ۔

سرموہان نوری صاحبنا خان صاحب نے حضرت شکر علی دہلوی کے جس نمونے کا ذکر کیا ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔
حق نے رشید پر جو بھی جملہ ان میں سبب کرنا شروع کیا ہے وہ بھی اس کے دوسرے خالق ہے ۔ جگہ اس میں اس کے مزاج و خلاق چند نمونے موجود ہیں جن میں اس کے ایک پورے نمونے کی جگہ کا ہے ۔ اور اگر ان واقعہ خان صاحب نے کوئی نمونہ اس قسم کا دیکھا ہے تو وہ یقیناً ان کے کسی سر پرست بزرگ یا ان کے کسی پیشرو کی جیسا نوری اور دوسرے کاری کا نتیجہ ہوگا ۔
حضرت علامہ و مشائخ کی عزت و عظمت کو مٹانے کے لئے حاسدوں نے اس سے پہلے بھی اس قسم کی کادہ وانیہ کی ہیں ۔ اس سلسلہ کے چند نمونے آجندہ واقعات ہم یہاں نقل بھی کئے ہیں ۔

(۱) امت کے حلیل اللہ محمد احمد صاحب نے حضرت امام احمدی علیہ السلام سے فرمایا ہے میں اور کوئی صاحب حامد میں ہوں ۔ وقت ان کے تکریم کے نیچے کہ گئے ہوئے کا خدا رکھ جاتا ہے جن میں خالص لکھار و صفات اور نہ بقا نہ خیا نہ
بھرنے کے ہوتے ہیں ۔ کہوں ؟ صورت اسی لئے کہ لوگ ان کو روایت کو امام احمدی علیہ السلام کی کادہ وانیہ کا نتیجہ سمجھیں گے اور جب ان کے مضامین اسلامی تعلیمات کے خلاف پڑیں گے تو ان سے بغض ہو جائے گا اور ان کو ان کے دلوں سے ان کی عزت و عظمت نکل جائے گی ۔ پھر ہمارے دوکان جو امام کے نہیں حامد کے مقابلہ میں یہی پڑ گئی ہے جس کے شکوک ۔

(۲) اہم لغت علامہ محمد علی بیرون آبادی صاحب قاسم نے لکھا ہے ۔ مشورہ امام اور مرجع خواص و خواص تھے ۔
حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی محدثین کے خرمین علم سے خوش نہیں کی ۔ حامدین ان کی اس غیر معمولی مقبولیت کو دیکھ کر ان کی عظمت و شہرت کو بڑا دکھانے کے لئے ان کے ہم سے چھٹی ایک کتاب حضرت امام ابو حنیفہ کے مطابق بتو تصنیف کردہ ان میں میں خوب زور دے دے حضرت امام اعظم کی تحفہ بھی کی اور یہ بھی کتاب دور دورہ اختلافات تک مشائخ کو دی گئی ۔ حنفی دنیا میں علامہ بزرگ آبادی کے خلاف نہایت زبردست چہرہ برپا ہو گیا ۔ لیکن بے جا دیکھ

کہ اس کی بالکل بھی خبر نہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ کتاب ہو تو بخیر یا البتہ یہی کہ اس میں کچھ تو انہوں نے لکھا
فرزادہ ایسا کوٹھکھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ عذر یہ صرف ہے اس کے جواب پر لکھ۔

۔ مگر وہ کتاب جو فرزند میری طرف خوب کر دی گئی ہے وہ یہ کہ اس میں جو فرزند اس کو خیر آئیں
کہا دیکھئے۔ خدا کی پناہ! میں نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تحفہ .. وانا .. عطا کرنا مستعدین
نہیں الا امام ابی حنیفہؒ .. حالانکہ مجھ کو امام کی جناب میں بے انتہاء عقیدہ مستعد ہے مگر
میں تو جب تک یہ کتاب بھی امام کے ساتھ عالیہ میں لکھی ہے :

(۴) امام مصطفیٰ قرطبی حنفیؒ نے نہایت جانتا ہی ہے ۔ مقدمہ ابو حنیفہ سرگزشتیؒ کی ایک جبرما
ترجہ لکھی ۔ جب ختم کر چکے تو مصر کے کوفہ کے علماء کو دکھلائے کہ بعد اس کی اشاعت کریں گے۔ تصنیف محمود
کا مہتاب علی ۔ بعض ماسعود کی نظر میں لکھتے تھے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اس کی اشاعت سے جہاں نہ دو کاموں کی توقع
پھیلے گی۔ کچھ اوروں کے کہنے البتہ یہ خبر دہشت کی کہ اس کے ۔ باب آداب الخلق ۔ کے اس مسئلہ پر تفصیلاً
حاجت کے وقت آداب و آداب کی طرف مرنے نہیں کرنا چاہئے ۔ اس میں دوسرے کاموں سے اتنا علاؤ کریں کہ ۔
۔ چونکہ ہر اہم طبع اسلام میں دونوں کی عبادت کیا کرتے تھے ۔ سمجھا تھا ۔ ہزار قرآن کی شریعت کی کیا خبر
تھی ۔ انہوں نے لاطی میں وہ کتاب علی دھر کے سامنے پیش کر دی ۔ جب اس کی نظر اسی دلیل پر پڑی سخت پرہم ہوئے
وہ تمام مصر میں علامہ قرطبی کے غلامت ایک چنگامہ پہنے ہوئے ۔ تاہی وقت نے واجب الفصل قرار دیا ۔ پچھلے وقت
دل جان بچ کر صبر سے جھانکے وہ سرایت فرما دیا پھر ہوتا چکی تھا ۔

(۵) علامہ ربانی امام عبدالمطلب شہرانیؒ نے اپنی کتاب ۔ مہربانہ الخواہر ۔ میں آپ کی تحفے میں کر ۔

۔ بعض ماسعود نے میری کتاب ۔ العزیز طورہ فی العوائق دعوہ ۔ میں میری تحفہ کی
میں عطا کر دیا اور خیالات فاسدہ بڑھادیئے اور تین سال تک مصر میں مکرر میں خوب اس کی
اشاعت کی ۔ جب مجھے اس کا حال برا تو میں نے مستاجر ملا ۔ جس نے اس کے پر تصدیقیں لکھ کر ان
مکمل میں بھیجا ۔ وہ محمد و کینہ کے لڑکے میں اس پر بھی بلڈ آؤٹ لکھ کر کہیں نے اس کے بعد یہ
پر دیکھ کر کہ کیا کہیں ملا ۔ میں نے ان پر تصدیقیں لکھی تھیں اب وہ اس سے جو راج کر رہے ہیں اور

نفس کر چکے ہیں، امام شیعہ نے یہ کہتے ہیں کہ حبیب مجھے اس کی خبر سوتی تو میں نے پھر ان سے حشر کیا
 کو نکلیت، وہی اور خود انہیں کے علم سے حاشا ان کے سس نے پرہیزگیت سے کی تو یہ لکھو کہ عرب
 روانہ کیے حبیب کہیں اس نشتہ کا خاتمہ ہوا ۔

یہ کتب کے چند واقعات ہیں، تاریخ اور تذکرے کی کتابیں اگر لکھی جائیں تو یہ نصیب حاشا ان کے حاشا کہ ان
 جیسے کسی بزرگ و شریف کی واقعات ہیں گے ۔

ہیں اگر درحقیقت فاضل ریوی اپنے اسی بیان میں کہے ہیں کہ انہوں نے منہ جو بلا حضرت کا کوئی خفی حضرت
 لنگوہی مرحوم کے سر و خط کے ساتھ دیکھا ہے کہ "نہیادہ اسی قبیل سے ہے لیکن پھر بھی موسیٰ و سرینہ خاں صاحب
 کو اس کی بنا پر کفر کا فتوے دینا بزرگ جائز تھا، "اوقیتکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ خونسہ حضرت مولانا کا ہے بھی یا نہیں ؟
 فقرہ لا مسلم اور مشورہ مشورہ "۔ خط حبشہ الخط .. لیکن ایک نشان کا خط اور سب کے خط سے پرانا ہے ۔
 اور درخان صاحب بھی "یہ ہے "۔ اب نہیں "چہ کچھ خود "باتار سے عدم ثبوت و زینت بنایا "راستہ ولی کہنے ہوئے
 آپ صریح فرماتے ہیں کہ

- تمام کتابوں میں تصدیق ہے - الخط حبشہ الخط - الخط لا یعمل بہ -

و الخط لا یعمل بہ علی حضرت جلد ۲ ص ۵۲

بہر حال جب کہ مدینہ طلال جیسے معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر کچھ جیسے ہم سب میں یہ کلام
 کا اعتبار ہو سکتا ہے ۔

یہ وہ قابل جو خاں صاحب نے حضرت لنگوہی مرحوم کی طرف سے جعلی فتوے کی نسبت صحیح ہے یہ پرانی
 کتاب "تہذیب ایمان" میں پیش کیے ہیں وہ نہایت چرچہ مچاتا اور کام ملکوت سے نوازا کر دے ہیں ۔
 فاطمہ زہرا کی کو خود بھی دیکھ لیں اے جانچ لیں ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب موصوفہ اسی جیسی فتوے کے متعلق "تہذیب ایمان" ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ لکھتے ہیں ۔

یہ کلمہ یہ خدا کا ہے کہ انہوں نے اختلاف دے دیں جو نے "۸ ص ۴۰ پھر جی میں ہزار تصانیف ہیں

کے ساتھ مطبع حدیثہ "مقدم میرزا" میں "۱۰ کے شائع ہو چکا "پھر "۱۱ ص ۴۰ میں بھی لکھ دیکھیں

ابھی ہی اس کا معصل رہ چھپا ، پھر ۲۰۱۳ء میں پٹنہ میں ایک گھنٹہ حنفیہ میں اس کا اہم
قائم رہ چھپا ، اور توشہ دینے والا بنادی اور ۲۰۲۳ء میں مرزا احمد دہلوی کے دم گھٹ سہانے
دل نہ کر کے کہ وہ فتنہ کی زیر اثری حال غلط چھپائی ہوئی کتابوں سے فتنہ کا انکار کر دینا سہل تھا ،
ذریعہ تکیا کو مطلب وہ نہیں جو ملنے سے اہلسنت تکیا ہے جس جگہ میرا مطلب یہ ہے ۔ تب تک میری کج
نسبت کرنی سہل بات تھی میں پر لکھتا تھا : دیکھا ؟

حشو درناؤ حضرت کو دیکھنے کے بعد خانی صاحب کی اس دلیل کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ :

۱۔ یہ فتنہ بیخ رو کے سوا کچھ نہیں ہے بلکہ اس مرحوم کی حیات میں تکیہ مرتبہ چھپا ۔

۲۔ اصولی تکیہ ثابت اس فتنہ کی نسبت سے انکار نہیں کیا ، اس کا ادھر کوئی مطلب نہ ہو ۔

۳۔ اور چونکہ معاملہ سنگین تھا اس لئے کہی موشی کو ہم جتنا کہ پر بھی نہیں کیا جاسکتا ، لہذا ثابت ہو گیا کہ
یہ فتنہ انہیں کا ہے نہ اس کا مطلب بھی وہی ہے جس کی بنا پر ہم نے تکذیب کی ہے ۔

گمراہ خانی صاحب کی اس دلیل کا کچھ پرچ اور اصل ہونا ہمارے نقد و تبصرہ کا محتاج نہیں : ہر معمولی عقل
کہنے والا بھی فتنہ سے غور و فکر سے اس کی فطرت کو سمجھ سکتا ہے ۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہر جز پر
تقریباً بیس روٹھی ڈھکی کے نظریں سے بھی خانی صاحب کے غلط و مجتہدیت کی کچھ نادر و ندراری جائے ۔
خانی صاحب کی دلیل کا پہلا انسدادی مقدمہ یہ ہے کہ :

۱۔ یہ فتنہ مرحوم گھنٹہ کی حیات میں ہی مرتبہ چھپا : دیکھ چھپا :

اسی مقدمہ سے اٹھتا تو معلوم ہو گیا کہ یہ سبھی فتنہ گھنٹہ کے مخالفین نے چھپا ہوتا ہے ، مگر کیا آپ کے حریفین

کا طرف سے کبھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی ، اخیر اس بار کو تو اہل بیعت ہی سمجھیں گے ، ہم کو تو اس کے متعلق صرف اتنا
عروج کرنا ہے کہ اگر خانی صاحب کے بیان کو صحیح سمجھ کر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ فتنہ متعدد بار ، بارہا کے حضرت
گھنٹہ کی مرحوم کی حیات میں چھپ کر متاع ہوا ، جب بھی خاتم نہیں آتا کہ حضرت : کہے پاس یہی پہنچا : یہ یا اس کو اس
کی اطلاع بھی پہنچی ہو ۔ اور اگر وہی کہے پاس بھیجا گیا تو سوال یہ ہے کہ زبردستی خانی صاحب کی یہ پھر کیا حیاں حجاب
کو اس کی وصول یا لہ کے اطلاع ہوئی ؟ اگر سوئی فتنہ در ذیل قلعی تھا : فتنی ! بحث کے پسندیدہ سے نام پہنچانے کے

کفر کا قطعی فیصلہ دینا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ ہر حال جب تک قطعی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ الہیاتیات حضرت ننگوئی دعوہ اللہ علیہ السلام کی عیناً کھینچ کر لیا گیا ہے اور مشہور مکتوب الہیاتیات پر بھی غلطی کی وجہ سے لکھا گیا ہے۔ اس وقت تک کہ فیصلہ نہیں دیا جاتا کہ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں۔ حضرت مولانا ننگوئی مرحوم تو ایک گوشہ نشین عارف اللہ تھے جن کا حال ایسا تھا کہ

بسووائے سہاناں راجیں مشغول

پاکو صیب از جہاں مشغول

یہ خاکسار جس کے انتہائی خاصہ حصہ ایک الہیاتیات میں کی ترغیب میں عروج پا کر آج تک اس جہاں سے نہیں اترتا۔ بدقسمتوں کی نجات سے محروم ہے جن کا اگر خدا صاحب فریب میں پس چھو سکتا ہے مگر ترقی قیاس سے کہ حضرت مولانا کو اس قدر کی خبر ہی نہ ہوتی ہو۔

مکتوب میں مولانا کو دراصل یہ بتایا گیا کہ مولانا ننگوئی مرحوم نے اس مکتوب سے انکار نہیں کیا۔ نہ اس کی کفری تاویل دی گئی۔

اس کے متعلق پہلی گزارش ترقی سے کہ صیب اطلاع ہی نہ ہونے سے تو انکار کی وجہ سے انکار دیا گیا کہ اس کی تاویل کسی بات کا اور غلط کر کے کہ اس کو اطلاع ہوئی لیکن جسوں نے ناخدا احمدی نظریوں کی اس پاک حرکت کو ناقابل قبول قرار دیا۔ مگر یہی وجہ یہاں کو حوالہ دے کر کہ حکومت فرمایا۔

مذکورہ کوئی نسبت کوئی معمولی بات تھی جس کی طرف انتہائی دیکھا جاتا۔ سوادہی ترقی حضرت صیب مرحوم کے اس آپ کے اس نظریہ سے متفق ہوں۔ جو کہ اس نے اپنے انکار کی بناء پر دیکھی ہو گی ایمان والے کو جو یہی اپنے پاک مفروضہ کی تفسیر کریں گے۔ یا انہوں نے وہ بتایا کیا ہو کہ کہہ دیں چھوٹے دلائل علی او۔ انہوں نے دیا میں کوئی عام نہیں رکھتے تھا ان کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہ کر کے کہ ہر حال اس کے لئے وہ جو دیکھی ہو سکتے ہیں۔ اور پھر قطع نظر ان تمام باتوں سے یہ کہنا ہی غلط ہے کہ کفر کا حامل مسکین تھا۔ یہ تک قطعی صاحب کی "مکملیت" کے "دوسرے پچھلے نظریہ" ہی پر معمولی سمیت رکھتی تھی لیکن حق صاحب ہی روح دو۔ یہی موجود خدایت بھی معاف نہ کر کے کہ اس میں حق سے انکار کا نواہن معاف صاحب کے یہ پاک ہضم۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ ان کے اس مکتوب سے کہ ان کے کہنا ہے ؟

کہ تھیں۔ وہ کافر، جو انہیں کافر نہ کہہ دے کافر، علما، دیر بند کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر، غیر ضلیم
 والہ بیٹ کافر۔ ہوا احمد علی بنی صاحب زرگی علی کافر۔ اہل نوادہ ترکیب غفلت میں شرکت کے ہم جمعی اپنے بڑا دین و رفعت
 مولیٰ عبد الماجد صاحب بیانی کافر، مولیٰ عبد الشہید صاحب بیانی کافر۔ گھر کی وہ بے پناہ میسر گن مہل کو الٹی توبہ!
 بریل کے ڈھکے فرائض انور کے سرکار کی بھی سلطان دردا۔

پس پرستگار کفر خان صاحب اور بنی جیسے کفر یا کسی شے کے کفر کا کہیں لادہ اس شہر، دغا کو نہ جا۔
 الکعب بکھتے جوئے خاموشی نصیحت کرے اور اس کا اصول یہ ہو کہ۔

وَلَقَدْ أَمَرْنَا عَلَى الْفَلْسِیْمِ خِیْثُی
 تَعْمِیْنِ شَیْءٌ قُلْتُ لَا یَسْبِقُ

لہ جو کہتا ہے کہ حضرت سرخند جو کلام کو اطلاع ہوئی جو لہ اسوں نے اس میں بھی ختم سے انکار بھی فرمایا جو میں
 خانہ صاحب کو اس حکم کی اطلاع نہ ہوئی تو پھر ہم اطلاع سے ہم انکار کو کر چکا جا سکتا ہے، کیا ہم جو ہم
 ہم موشی کو مستحکم ہے؟

اہل علم اور ادیب یہ اختلاف فرما رہے ہیں کہ کیا اسے اس بات کے ہوتے ہوئے بھی ٹھیکہ یا زبردستی ہے؟ درجہ
 تو یہ تھا کہ۔

۲۔ اہل علم و ادب، یعنی خود بدلت جہاں مولیٰ احمد رضا خان صاحب، اعلیٰ برادران
 دشنامیں، حضرت نگاہی وغیرہ، کو کافر کہنا عیب تکہ یعنی، تعلیم، وضع، دشمن، بے حد
 سے لے کر مزاح کفر آتا ہے یہ زیادہ بے شہ نہ ہو گیا، جس میں اصفا و سلا و برگہ کو کوئی گتھا نہیں کوئی
 کاویل و نکل سکے؟
 و تمہید ص ۳۴۰

اور ویل میں تدبیر کر یعنی کہ سننے والی کی بھی سنیہ نہیں، اندھ گریہ ہی دیکھوں گے کہ بت جہاں یہ نظم
 اور مسئلوں کا شہ ہی حافظ، کوئی جائے یا دیوانہ کسی شخص کو کافر کہے، اور وہ اس کو اذیت پہنچا کر کہتے ہوئے وہ اپنے
 کرتے ہیں اس کے سامنے اچھے معافی نہیں نہ کہے، جس خان صاحب کو دلیل سے کافر ہو گیا، چہ خوش

گوہیں غنیمتیں و سبب قتلہ کہ ایساں شہ خواہ شدہ

رَأَى مَوْءَاظَ الْجَزَارِ لَمَّا يَنْقَضُ مِنْهُ الْأَصَارُ وَرَأَى سَمَانًا يَنْشَقُّ

فَيَقْرُو مِنْهُ الْقَاوِمَ رَأَى بُلْغًا تَأْيِيذًا مِنْ غَشَبٍ غَلِيظٍ

یہ دو مصرعات اور واقعات ہیں جس کا درجہ ہے کہ یہ کچھ نہ کچھ پر کچھ ہیں کہ خان صاحب کے قول کے اثر کی بنیاد پہلے

ان کے کلام طبعی یا علی التماس پر پڑھتی کہ درحقیقت اس کو شعر میں صرفہ ہو و جہد پرستی اور نفس پروری کا یہ پناہ

جنبہ کا فراغت۔ وَنَسِيَهُ لَمْ يَلِدْنِي خَلَقُوا نَاعَتِ مُنْخَلَبٍ قِيَمًا وَنَعَتِ



۱۔ پھر تمنا، جسے نہ کہتے ہوئے ہیں وہ پھر دیکھ لے کر ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ غلط ہے، اور یہ کہ پھر وہی

سے آتا ہے جس میں سے سر پر پھر ہے، یہی ہے اور اس سے لے لیتے ہیں جو سن کر جانتے ہیں پھر اس سے لے لیتے ہیں کہ لے لیتے ان

ہیں وہ ہیں جو سن کر ان سے لے لیتے ہیں۔



حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقیص شایان النبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاک بہتان

مولوی احمد رضا خان صاحب ————— مس ۱۵ پرچمے ہیں۔

دخولاً اتباع شیطان والنفاق
البیس العین دھما یضاً لا باب ذلک الکتاب
للعنکوی نانہ قد عرسم فی کتابہ
البراہین عتاً طعہ وما ہی والله الا
القاطعۃ لسا امر الله به ان یوصل بان
شیخہم بیس اوسع طعا من رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم و ہذا انعمہ فشیخ
بالعظۃ الفظیحۃ من وہم شیطان وکفۃ العت
کو لا ای ان ہذا السعۃ فی الحکمہ
شیخ فشیطن وکفۃ العتۃ بالنص وی
نصی قطعی فی سعۃ علو رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ترد بہ النعم من

اور یہ شیطان آفاق نہیں ہیں کے پیرو ہیں اور یہ بھی کہ
کتبہ بہ نہ کہتے والے انگڑی کے دم چلتے ہیں کہ اُس
نے اپنی کتاب "راجحی قالہ" میں حضرت ک
بعد خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جو
پوشے کا شرف وہیں نے جو فرمایا ہے کہ ان کے پیرو ہیں
کا طریقہ صی مشعلہ اسلام کے علم سے زائد ہے امر
اس کو برا قیل خود اس کے بہ الفاظ میں صفحہ ہم پر ہے
شیطان وکفۃ العت کو یہ وسعت نص سے
تاجت ہوتا۔ قرع عالم کی دست نگر کہ کون سی حق قطعی
جسے جس سے تمام غصہ کو رو کر کے ایک شرک ثابت کر د
ہے۔ اور اس سے پہلے کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان
کا حصہ ہے۔

جیسا دیکھتے ہو کہ دیکھتے ہو کہ
ہذا الشریک لیس فی حدیث خودی لیس

ایمان -

پھر قرآن پر چین کو کیجئے صوفیائی - تاکہ چند سطروں کے بعد سمجھتے ہیں۔

اسیے شک نہیں کیا میں ہی فرمایا کہ میں کائنات
اصل کتاب میری گرچہ کتاب ہے اگرچہ کئی کالم حضرت اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ زیادہ اس نے دیکھا
حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسیب لگایا اور
حضرت مکی شان گھنٹی تو وہ گانہ دیتے باہر سے اور
اس کا غرہ ہی ہے جو گانہ دیتے والے کا ہے۔ اصلاً قرنی
نصیر، اس میں سے ہم کسی صورت کا استفسار نہیں
کرتے۔ اور یہ تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔ پھر یہ
کہنا کہ یہی کہ ان کی عمر کم دینے کا فراموش کیا کہ ان کو گناہ کیا
نہا ہو جاتا ہے اور راہ حق چھوڑ کر چلے جاتا ہے
کو تاجہ - ایسے کے لئے تو میں نے کلمہ طیبہ پڑھایا تھا
ہے اور حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اس کا نام
کہ اللہ عزوجل کے لئے کوئی شریک نہیں ہے۔ تو
جس چیز کا تعلق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت نہ کر
ہو، وہ تو تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جا سکے

وقد قال فی تفسیر انراحد کما تقدم
من قال فلا اعلم من علی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انما وہ لا یفصل فهو راب
المعکم فی حکم الساب من غیر توفیق
لا یستثنی منہ عیون وھذا کلہ اجماع
من لدن الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
قد اقول انظروا الی انما رحم اللہ کیف
بصیر الذی یبصر فی کل شیء فی کل شیء
یومن بکلم اللہ فی کل شیء فی کل شیء
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھذا
مشرک و انما مشرک اثبات المشرک
اللہ تعالیٰ بالتسبیح اذ کل انما لا ھد
عن المضلین شرک کان شرکاً تطعنا
لکل نخلانین ان لا یجمع ان یکون احد
مشرکاً للہ تعالیٰ فانظر اکیف امن بان
للمشرک لیس سببناہ دانہ اللہ لک
متحی عن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ثم انظروا الى مشاورة غضب الله تعالى
 عن بصره بطالب في علم محمد صلى الله
 تعالى عليه وسلم مانع ولا يرضى به حتى
 يكون تعدياً فاذا اجاب على سلب هذه حجة
 الله تعالى عليه وسلم قلنا في هذا
 البيان قصد على مقصد ۱۴ سنة اسطر
 قبل هذا الكثر المبعين بعديت ما لم لا
 اصل له في الدين و يتسمه كذبا في من لم
 جوده بل رده بالقرآن المبين حيث يقول
 نرى لشبهة بعد الحق قدس مسود عن
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال
 لا اعلم ما وراء هذا المقداره مع ان
 الشبهة قدس الله تعالى في سره انما قال
 في مدرج النبوة فكم في شكل ههنا
 بان جاء في بعض الروايات انه قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم انما انا عبد لا
 علم حاد اهدا فلهذا و دجوابه ان
 هذا للقول لا اصل له و لم تصح عنه
 لروايت اذ لا تطرد ائمة يعجب بلا
 تقر بوا الصلوة و ينزل و انتم سكارى

و حاتم م. ۱۰

یعنی شرک بر گامگذاشته کارکن شرک نہیں ہو سکتا
 تو دیکھو! جسے اہل حق کے لئے شرک و کفر کے ساتھ شرک ہے
 کا کیا بیان کرتا ہے! شرکت ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے فتویٰ ہے پھر غضب نبی کا گستاخ
 اس کی آنکھوں پر کچھ۔ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تو
 غصہ ہو سکتا ہے اور غصہ پر بھی راضی نہیں جب تک قطع
 نہ ہو اور عیب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نامی نہ لیا
 تو خود اس کی جگہ میں صفحہ ۳۶ پر اس وقت بیت دیکھو
 کفر سے چھ سطر پہلے دیکھو! اصل روایت کی سند بڑی ہے
 جس کی دہریہ میں بالکل اصل نہیں اور ان کی طرف اس
 کی نسبت کہ اسے جھوٹوں کے لئے روایت نہ کیا ہو
 اس کا حاف روکی کر کہ ہے شیخ محمد علی ہادی
 کہتے ہیں کہ کچھ کہ دیکھو کہ کچھ کا بھی ذکر نہیں، حالانکہ
 شیخ نے "مدارج التوبہ" میں ہوں فرمایا ہے کہ
 یہاں یہ اشکال میں کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں
 آیا کہ جو صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوں فرمایا کہ میں تو ایک
 بندہ ہوں اس دہریہ کے کچھ کا اصل کچھ مسم نہیں
 اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو بے اصل ہے اس کی روایت
 صحیح نہ ہوتی۔ دیکھو کسی و تقریر بھڑکے دیکھو
 قرآن اور انتم سکارا کو چھوڑنا۔

اس موقع پر شوق محظوظ ہوا کہ اس نے مولوی احمد رضا خان صاحب کے دین و دیانت پر جو غلط فہمیاں تھیں، ان کی ترمیم فرمادی۔ اس کی بنا پر سب انشاء اللہ دوزخ براہوں کی بجائے دنیا میں درباب انصاف بھی فیصلہ فرمایا کہ اس ترمیمی بحث کے بیان اور اس کے فوائد میں کتنی صداقت ہے ؟

اس عبارت میں خان صاحب نے مصنف براہین کا طرز پر چند جہل و احمقانہ کلمے ہیں۔

۱۔ دعوۃ اللہ : رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیعہ طعن و پیچ کے علم سے ٹھنڈا کیا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دین کے علم محض کے اثبات کو شرک کہہ کر تیار کیا اور سلطان عین کے لئے اس کو ثابت مانا حالانکہ کسی ایک مخلوق کے لئے جس چیز کا ثابت کرنا شرک ہے دوسری مخلوق کے لئے بھی اس کا ثابت کرنا جیسا شرک ہے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر بعض قطعی مطالبہ کیا اور جب حضور اللہ صمدی کے علم کی فوج کی تو ایک قطعی حوالہ حدیث سے مستند کیا۔

۴۔ پھر اس حدیث کی روایت کرنا اور دلائل سے اس شخص کی طرف غصب کیا، میں نے دعوتِ نبویؐ کی فوج کو کئے دے دینے کیے۔

یہ بہ ظلم صاحب کی اس ساری عبارت کا خلاصہ اور مصنف براہین کا طرز کے خلوت ان کی لہر تار

جسم ہم غم و جواب سے پہلے چند تسمیہ و تعبدات عرض کر رہے ہیں۔

مذہب کے نام سے ہیں۔ ذاتی اور عقلی۔ ذاتی وہ ہے جو لاخراہ ہو، کسی کا دیا ہوا ہو۔ عقلی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا اور عقلی ہو۔

پہلی تسمیہ : (علم ذاتی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مخلوقات میں سے جس کو بھی کوئی علم ہے وہ سب اس کا دیا ہوا اور عقلی ہو جائے۔ اگر کوئی شخص کسی دینی یا دنیوی یا قریشی کے لئے بھی علم ذاتی ثابت کرے گا تو سب کے خلاف ہو گا۔ چنانچہ تمام اصناف کا تشہد دیا ہی مستند ہے لہذا ہم اس کے ثبوت میں صرف خان صاحب بریلوی کی تصریحات پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

دینی فائدہ پہنچا رہا ہے مگر ان ہی تیری

موصوفہ - خاص لا محققہ - صفحہ ۲۸ پر دیکھنا چاہیے۔

۱۔ علم حقیقہ میں صفتیں ہیں جو کہ برسرِ خدا کریم کے جملے جملے کے لئے لفظی طور پر لکھی گئی ہیں۔
انقسم صفی، ایسی صفیہ جو عید و جبر عید کی تقسیم پر ہیں، ان میں مشرعیہ ہیں کہ ساتھ خاص ہونے کے
توہم میں صفت ہر تقسیم کی تقسیم لفظ ہے یعنی علم حقیقہ و علم حقیقہ حقیقی
پیر ہنسی خاص لا محققہ کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

۲۔ بلاشبہ جبر خدا کے لئے ایک نہ کہ علم حقیقہ نہیں، اس کے خود خودیات ہیں جو کہ
سبکدوش ہے؟

اور ۳۔ اہل الکلیہ کے نظر میں صفحہ ۲۸ پر ہے۔

مالا دل و اضطرار الذائقہ مختص
علم ذاتی و غیر ذاتی سے خاص ہے اس کے لئے کہ مختص
بالحق سبحانہ و تعالیٰ لا یسکن الخیر و
جہ جہ اس جہ سے کہی جہ کر جہ ایک نہ کہ کہتے کہ
وہی الجہ خیرا مند و لودنی من امل
سے کہ جہ نہ کہتے کہ امل و یقینا کا لود مرگہ کہ
من ذلہ لاحد من جماعہ من نفعہ کفر و
اشوک و بار و حلقہ۔

کائنات کے ہر فرد کے حقوق و ذلہ کے علم پر خدائی ہی اور نہ کہ کسی فردی یا علم سبوتا
دوسرا مقدم
جہ خدائیہ کہ جہ نہیں ہو سکتا، لہذا کیا ہو سکتا کہ کسی لفظ کو ایک نہ کہ اسے حقیقی
میں علم جہ نہیں ہو سکتا۔

اس کے ثبوت میں بھی جہ خدائی صاحب برائی ہی کی لہجہ جہ پر تاحات کریں گے۔
موصوفہ - صفحہ ۲۸ پر دیکھنا چاہیے۔

جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ
جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ
علوم لا تقتصر لان لکل ذلہ مع حقل
ذات کائنات او تکوین او یسکن الخیر
جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ
جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ
جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ
جہ لہجہ سبحانہ و تعالیٰ فی کل ذلہ

تكون نسبة بالقرآن والحمد و البهجة
 مختلفة في الاوتة باختلاف الامكنة
 الواقعة والممكنة من اول يوم الى ما لا
 اخوله والحكم معلوم له سبحانه وتعالى
 بالفضل نعلمه عز جلاله غير متناه في
 غير متناه لم غير متناه
 ومعلوم ان علم المخلوق لا يحيط في ان
 واحد غير المتناهي كما بالفضل تفصيلا
 كما حيث يعجز قلبه كل فرد عن حقيقته
 امتنازا حكما.

یزاری ۔ حمد و الثیر ۔ کے صراط پر ہے۔

ان یثبت ان له سبحانه له حکم قدا
 علم لا متناهی فیکف بتکث شے فاضل
 حکمکناہہ لفضل عزوجل :

قرب اور نیر اور جنت کے مقدر کے کون نسبت ہے
 مختلف ہوتی رہی ہے ۔ ہاں میں ساتھ مختلف ہوتی ہو
 کے جو واقع ہوں اور جس کو امکان ہے نفا کے پہلے دن ہے
 اب الیاد تک ہر صوبہ انیسویں دن تائی کر باطن حکم ہے
 پس مشہور عزوجل کا علم غیر متناہی نہ غیر متناہی سفر
 تھا ہے ۔
 اور معلوم ہے کہ خلق کا علم ایک ان میں غیر متناہی بالفضل
 کا تحصیل احاطہ نہیں کر سکتا ۔ اس طرح کہ سو میں ہر فرد
 دھوکے کا دل پر لگتا ہے۔

ہمیشہ میں بدن کر چکا ہوں کہ نہ سمجھتا تھا کہ ہر
 نہ میں غیر متناہی علم ہے ۔ پس کئی چیز کو غفلت کے لئے
 اس طرح کچھ تکلف پر لگتی ہے جیسے کہ اس کو امکان
 خدا تعالیٰ کے لئے ہے :

حقیرہ کام کہنے کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور تمہارے لئے موت عدم دلیلی قوت کافی

تیسرے مقدمہ

ہے ۔ اس کے قرائی عزوجل میں جاننا شرکی کے خیالات بطور ان صاف غلطی کے تیر
 میں دیکھا گیا ہے کہ یہ ان کے قائل خیالات اور شیعہ و سادس ہیں ۔ خواہ کہ غلطی ان پر کوئی دلیل درج نہیں ۔
 نیز خود ان ہی صاف غلطی صاف ہے ۔ انہی غلطی ۔ میں صاف کہ انبات کے لئے دلیل قطعی کے
 ضرورت کو تسلیم کیا ہے ۔

شاہری۔ بلکہ حضرت علیؓ ہی میں ہی مراد ہے۔ وہی خود کر محمدؐ میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

خَلَقَ لِبُعْدِهَا فَوَيْضًا عَلَى حَقِّ مُبْدِ - عجب علم ہر سلائی و فرس سے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمُعْدَرُونَ وَأَوْثِقُونَ
لَا يَدُفَعُونَ وَاشْتَمَاءٌ وَتَوَقُّؤُا الْبَلَاءِ فَتَسْتَوِ
أَخَذَ جَنُودًا خَفِيَّةً وَاجْتَبَى - اس نے ایسا اس نے بہت ملاحظہ کیا۔

یہ احادیث گریہ میں بھی علم سے علم شریعت اور علم میں ہی مروا ہے۔ کون چمکتا کہ سکنت کہ دنیاوی علوم کا حامل کرنا بھی سلائی کا مذہبی فرض ہے۔ وہ کوئی عہد بھی نہ خیال کر سکتا ہے کہ جاوگری و تشدد و بازی جیسے امور علوم بھی بڑا ثبوت ہیں۔ ہر حال یہ چیز باطل جیسے ہے کہ شریعت میں سب مل کر قریب ہی کی ہے اور جس کو کون انسان میں داخل ہے وہ صرف علم میں ہے۔ بلکہ کہ کلام و غیر مستحق باتوں کی گھبراہٹ سے کہ شریعت نے منع فرمایا ہے۔ سو ان خدا صلی اللہ علیہ وسلم علم فرماتے ہیں

بَيْنَ حَسَنِ الْإِسْلَامِ وَالشَّرِّ مَنَازِلُهُ
مَنَازِلًا خَفِيَّةً - انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے لا۔ باتوں میں نہ پڑے۔

مورس احمد رضا حای صاحب سے کسی شخص نے تعزیر دہی ا۔ احمد شعلہ نصر دہی کے متعلق چند سوال کے تھے
موجودہ کے بارہاں سوالیہ (شعبہ) کہ جو رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق یہ تھا کہ
یہ شہادت کسی قدر سہل یا مشکل کو دانہ سونے تھے اور کس تہہ دہی ہے ۔
اس کے جواب میں مجوزی صاحب کو دعوت تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث میں فرمایا کہ: اے محمدؐ کے اسلام کی حوالی سے کہے لا۔ باتیں چھوڑ دے ۔

خاتمہ صاحب کا وہ پڑھنے سے ہی میں یہ سوالیہ جواب دے گا کہ کئی جگہ متعدد تاجیب کہ شافع ہر چکا ہے۔
اس کی اصل یہ خبر وہ شخص بھی میرے پاس محفوظ ہے اور گھان کے یہی نقلی فتاویٰ کا پڑا ہوا ہے کہ اس نے سنا ہے
ترغیب و تہذیب میں بھی اس کی نقل محفوظ ہوئی۔

تقریبی پرقر کوئی تا۔ بیچ اس طرح تھیں ان خطا پر ڈاک خانہ کے ممبر بھی کچھ زیادہ صاف نہیں۔ تاہم یہ غور و خیر نہیں کیا
 یہ سب کے لکھنے پر ۱۹۷۰ء میں بیچ کے ڈاک خانہ سے جو فتنے ماحول میں پیدا ہوئے۔

خلان صاحب کے اسی خوش سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ بعض علوم کیلئے بھی ایسی جگہ کا۔ جہاں اعلیٰ کا حاصل ہو سکے۔

وہ بھی واضح ہے کہ جس سوال کے جواب میں خاتمہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ سوال زیرِ مہرہ، مگر حیرانانہ و بے فہم، ادبیاتی پھیل، ٹیکہ یا سحرزاتِ عارض کے متعلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ اہل بیت کو کام و شغل اہل فہم کے مسترکس سردی کے متعلق سوال ہے۔ اس کا جواب خاتمہ صاحب نے دینے میں کہ : ”اسلام کی غلطی یہ ہے کہ بے کار باتوں کو

جو علم انسان کے لئے باعث کمال نہیں اور جس کے حصول کے لئے انسان محض کا حریف ہے
چشمہ قدرت — ہمارے نہیں دیکھیں رزمرو کے جزائی سادات اور غصہ و خروش کے شعلے اور غامی صورت بہن
 میں ایک غصہ و خروش کا دائرہ علم انھیں سے اور ایک رزمرو کا مشعل ہے وسیع ہو سکتا ہے۔ کچھ چیزیں اور غیر خودی احمد میں
 خبری کا علم کچھ کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن علوم شرعیہ اور امور متوجہ اور اصولی دینی میں جیسے نبی کی کائنات علم و ہدایت
 وسیع ہو گا۔ کیونکہ علم کے فیضی میں وہ تمام اسٹ کے لئے واسطہ گزری ہر جہ سے اور اس کے ذریعہ یہ علوم افراد
 اس تک پہنچتے ہیں۔

الحکم غفر اللہ لی لاری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں :-

یسوز ان بحکون خیر لتسبق نوبت
القی فی علوم لا تمترق سموتہ علیہا۔

جانکہ کہ ہرگز، نہ خود جانتے ہی علوم جمعیہ
نیکی بہت موقوف دہر۔

[illegible]

ساقیوں کا مقدمہ
 دین سے جڑ تو حق اور خیر ہے ہر دین کے لئے جو دنیا کی دولتیں اور دنیا کی تعلیمیں معلوم ہوں۔
 دین و ملت پر مبنی دارلہدایت کی تعلیم کی کوئی کمی نہیں آتی اور دنیا کی تعلیم کی کوئی کمی نہیں۔
 جس کے لئے کہ یہ تعلیمات اسلامیہ اور نفسیہ تعلیمات کے درجہ کی سہاوت ہے۔

طاہر کا بیوی بچہ کی کھرب بھارت کے ساتھ کاپی تعمیر عشق ہے۔۔ شہ شریف۔ میں اس گفتگو
تعمیر فرماتے ہوئے مقرر ہیں۔

لَا مَا تَطْلُقُ ضَمًا يَا مَرْءَ الدُّنْيَا فَلَا
يُشْرَطُ فِي حَقِّ الْأَنْبِيَاءِ الصَّلَاةُ مِنْ عَمَلٍ
مَعْرُوفَةِ الْأَنْبِيَاءِ بَعْضُهَا أَوْ احْتِقَادُهَا
عَلَى خَلَاةٍ مَالِي عَلَيْهِ وَلَا دَمِ طِيمٍ
عَلَيْهِ أَوْ حَتِّهِمْ مَعْلُوقَةً بِالْأَخْرَةِ وَ
أَنْبَاءُهَا رَأْسُ الشَّرِيعَةِ وَ تَوَاتُرُهَا
وَأَمُورُ الدُّنْيَا تَضَاهَا بِخَلَاةٍ
خَيْرٌ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ قَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَحَمَلٌ مِنَ الْأَخْرَةِ حَمَلٌ فَضْلُونَ -

برہان وہ عظیم ہیں کا خلق دنیاوی یا تو رخصت ہو اور
ان میں سے بعض گنہگار ہے اور ان کے تسلی نکات
ماقور احکام و کام کر لیتے دنیا طیم طیم کا حکم
ہیذا مردی نہیں دیکھیں ہو سکتا ہے کہ انیا طیم طیم
کو بعض دنیاوی باتوں کا علم ہو، اور اس کے منجنا
کی وجہ سے ان پر کوئی دھم نہیں۔ کہو کہ ان کی حق
انہی اور اس کی خبریں اور شریعت اور اس کے
کتابین کے ساتھ تسلی ہے۔ اور دنیاوی باتوں کے
برعکس ہیں۔ جنہوں نے ان کی دنیا کے جو اسماء و نام
کو جانتے ہیں اور آغوش باطنی خالی ہیں۔

(شفا، ص ۱۰۴)

پھر اس طرح کہ متعدد احادیث شریفہ سے بہت فرق صرف ۳۴ پہلے ہیں۔

فَسَلِّ حَذَا وَ اشْبَاهَهُ مِنْ
أَمُورِ الدُّنْيَا الَّتِي لَا مَعْلُوقَ فِيهَا لِمَلِكٍ
وَيَأْتِي وَلَا احْتِقَادُهَا وَلَا تَطْلُقُ بِجَوْدٍ
طَبِيعًا مَا تَكُونُ أَوْ لَيْسَ فَ حَذَا
هَلْ تَبْرَحُ وَلَا مَعْلُوقَ وَأَنْبَاءُ
أَمُورِ احْتِقَادِيَّةٍ يَسِرُّهَا مِنْ حَتِّهَا
وَجَمَلُهَا هَمَّةٌ وَ شَنْلُ نَفْسِهَا وَ طَلِقِ

پس دنیاوی امور میں سے ایسی باتیں کہیں کہ وہیں حکام
میں کوئی معلق ہے اور اس کی تعمیر میں نہ اس کے احکام
میں سے ایسی باتوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ نیک
طیم طیم پر وہ جو ہم نے ذکر کیا دیکھیں ان باتوں کا احکام
اس کے جیسے باتوں کے منجنا کی وجہ سے تو کہ
نقصان پیدا ہوتا ہے نہ وہ اور تر میں کوئی کمی آتی
ہے۔ یہ امور قدامت پرور آغوش میں عن کوں شخص نہیں

مشعون القلوب بعرف الدوبية ملان
الجوانح لعلوم الشريعة
نصفه بقدر الحاج شفا فاضی
حیا علی ص ۳۰۱
جانے گا جس نے ان کا تجزیہ کیا ہو اللہ نہیں گواہست
مقتصد بنایا ہو اللہ جس نے اپنے نفس کو انہیں باقوی میں
مشغول کر دیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
قلب مبارک نہ رسول نبی اللہ سے اور سینہ نہیں گھٹین
عظیم معرفت سے پرزور ہے :

سرمال ہو احمد دینی سے غیر خلقی مولیٰ، اُنہی میں سے جیسا کہ علم کسی غیر نبی کو ہو جائے اللہ ہی کو۔ جو تو اس
میں اسٹیٹن۔ علیہ السلام اُن کوئی تشخیص نہیں۔ کیوں کہ ان میں سے حضرات انبیاء علیہم السلام کو کوئی خاص صفت تھی جسے
انہیں اسی نے ہی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
انتم اعلم باہر دنیا حکمہ۔ اپنی دنیا کی باتوں کے تم زیادہ جانتے رہے ہو۔
دعا مسطر

رجح مسلم کی یہ روایت جانتے ہو کہ جس نے نہایت واضح اور مبسوط دلیل سے بہر آید ارشاد فرماتے ہیں۔
ماکان مشی عن۔ ہو دنیا کد
ماشاء الخلف و اذا جلدی شمس ص
امرکہ دینک فاختہ رواہ احمد و
ہو چاہیں انہیں و ان ما جتہ عن مس و
حاکم بن مغازی و بن حزمہ صوف
اوقات دعا۔ کنز العمال ص ۲۰۲
ابن خزیمہ نے حضرت یونسؑ کو دیکھا۔

اُن بعض برائی واقعات کا علم کسی اہل دین کے شخص کو ہو اور اہل کفر نہ ہو
انکھوان محبت مسطر
یہ کسی قسم کو ہو اللہ ہی کو نہ ہو نہ صرف اس کی وجہ سے اس کو اہل سے نہ
اس اسٹیٹ کو نہیں ہے اہل و زیادہ علم والا، جسے کہا جاسکتا۔ شواہد کئی کہ مادی مجاہدات اور معنوی اعزازات کے
تخلیق ہم سمجھوات پسپ کے ایک لکھ لکھ کو حاصل ہیں یقیناً وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کو حاصل تھے،

گراسوقیہ بنائے لاکھوں کے فرسوسجود کو تھا وہ انجینیا محض نہ عزت پاک ہو نہ حق۔ لیکن کون احمق ہے جو ان
 مادی اور دنیوی علوم کی وجہ سے بسپ کے ان قدیم کو حضرت دم خلم کو مضرب ۷۰ امام ہاک ۷۰ اسٹینج عبد القادر
 جیلانی جوت علم و زیادہ مرعلا بکھنے کی عزت کرنے۔ سفیا اور خیر کے متعلق ہر عزت۔ ایک داستان و فاجر نہ
 ایک کافر و مشرک تھا مشرک ہی کہیں وہ جیسا ایک بڑے سے بڑے متقی عالم کو کہیں۔ تو کیا نہ ایک ایک دنیا بڑا شر
 ہے کہ اس عالم سے اہل کبر سکتا ہے۔ اور اس پر کیا سوخت، جو ہم جیسے توں کو جو مسکرات اپنے جہان کے متقی
 ہوتے ہیں محضات علامت دین کو الہی برامی نہیں نکلتی۔ تو کیا سب جو۔ ڈاکو لگو دکت، پاکت مار، قلعہ کیانی،
 ہر عالم ہیں کے مقابلہ میں عظمت کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

رد کیا یہ واقعہ نہیں کہ جیست کھانے والے کیشے کو کھانے کا ذائقہ معلوم ہوتا ہے اور ہر شرفین
 اسدن اس سے ذواقہ ہے، تو کیا اب نجاست کا۔ کیترا بھی تمام انسانوں سے اعلیٰ کہا جا سکتا ہے۔
 ہر عالم یہ تصور باطل ہیں جہ کہ جو علم میں سے غیر متعلق ہیں اور جن ملوں کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہ
 ہو۔ اگر کوئی شخص کو زیادہ مقدار میں حاصل ہو جائیں تو سمجھیں اس کی وجہ سے اس کو زیادہ علم والی نہیں کہا جا سکتا، بلکہ
 زیادہ علم والا بھی کہ جائے گا جب کہ علوم کو لیر و علم و سبب میں دور و دراز نسبت رکھتا ہو۔

نہاں دھرم میں اس کی نظیریں نہ ملتی ہیں کہ حضور کی حیات طیبہ میں بہت سے
فانی ہست تر واقعات جو شریکی اطلاع و درست نمون کو برتنی، پورا اس کے گرد و افق امتیں پر
 گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا، اور حضور کو س وقت اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ اس کی چند مثالیں ذیل
 میں نہ دیکھی جاتی ہیں۔

۱۔ غزوہ بدر کہ جس عبادت میں آلہ شامی نے کسی سرفیہ پر
 فاشخدا علی غنٹ۔ عند۔ دو کو جو اہل اہل تہذیب و ادب کی ہر خدمت
 شمولی اللہ (رافقا مقرر ۳۷) جو نہ دیکھے سچا مست کرد۔
 نیز اس مجلس میں اس نے یہ بھی کہ۔

لَقَدْ رَجَعْنَا إِلَى اللَّهِ إِنَّا لَمِنَ الْقَائِلِينَ قَلِيلًا مِّنْهُ
الْأَخْسَرُ مِمَّا أَكْرَهْتُمْ ۚ

اگر ہم میں سے کچھ تو ہم میں سے زیادہ جود والا ہوگا
وہ ذمے کو نکال سکے گا، ایسی ہم صاحب چھ کو ملے گی

جنگاں کے لیے۔

(النساء سورۃ ۸)

اس کی برکات کی صورت زہر بن گئی، اس نے سنی دور میں نے پہنچا ہے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کے ساتھ ہی کو دیکھا ہے اس سے دعا کرتا ہوں کہ
کیا ہوا ہے؟ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کر دی
اور یہ کہ اس کو جو کچھ فرمایا۔

حضور زہر فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا بھی صدمہ ہوا کہ میں نے اس کو بھی ایسا صدمہ دیا تھا، میں نے اس کی
بہرین بھی دیا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے سزا دینی کے بعد ان کی آیتیں نازل فرمائی، جن میں حضور کو اطلاع دی گئی
کہ یہ حقیقت ان منافقین کے ساتھ ہے کہ ان کے ساتھ تھے۔ تو حضور نے کہ تو کھڑے ہو، اے اللہ! فرما کہ اس کی تصدیق ہو جائے
اور تمہارے ساتھ تھے کہ ان کی تصدیق نازل فرمائی۔ صحیح بخاری میں ہے۔

۲۔ بعض منافقین کے متعلق سورہ قیامہ میں ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَنْ حَوْضُهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ
مُتَّحِقُونَ ذَمِّ الْأَعْلَى الْمَدِينَةِ
خَلَى الْبَقَايَ فَخَلَّتْهُمُ مَقْرُوفٌ
خَلَّتْهُمُ رَاثِيَةٌ ۖ

انہوں میں سے لوگوں میں سے جو تھے وہ لوگوں میں سے
منافقین میں سے جو تھے وہ لوگوں میں سے
مستحق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خوب
جنت میں ۵

اس آیت کے بعد سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مدینہ طیبہ اور اس کے آس پاس کے لوگوں میں سے
منافقین میں سے کتنے اللہ تعالیٰ نے (ایک ایک کے لیے) جنت میں ان کو بھی جنت، اور ان کے لیے خود ہی منافقین کو
بے حسد کا نام دیا ہے۔

۱۔ ذرین الشایس من نَجَبَاتِ قُرَيْشٍ
وَالنَّبِيَّةِ قَتِيلَةٍ ۖ وَنَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى

ان لوگوں میں سے جو تھے انہوں میں سے جو تھے اس کے ساتھ
نہی کے میں آپ کو بھی معلوم ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کے

اس کے بعد ہم اس مسئلہ میں صرف ایک آیت اہم پیش کرتے ہیں۔ راجحہ و خزانہ میں ہے۔

وَمَا خَلَقْنَاكَ الْإِنْسَانَ مَا يَدْعِيكَ . . .

اے آدم! تیرے لئے کیا سبب ہے۔

۱۔ سورہ یس

اس آیت کے بارے میں نہایت حدیث طبع پر معلوم ہوا کہ آپ کو علم شعر میں عطا فرمایا گیا۔ حالانکہ یہ علم کمال کی ایک

کو حاصل ہوتا ہے۔

ہر حال قرآن اس عظمت پر شاہد ہے کہ بعض غیر ضروری اور عمدہ دعاؤں سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو عطا فرمادے گئے۔ اہل دین کو حق کرشنگر کی ایک کاروائی کو وہ حاصل تھے لیکن اس کی وجہ سے

دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم کثیر کائناتی ملاوت اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور غلط بات

اُس قسم کے کائنات احاطہ میں تلاش کیے یا فوٹو میسکر دیں اور بنیادی کی تعداد میں تکیہ کریں مگر یہ بیاد فوٹو

کے بعد پچھلے چند صدیوں میں اچھا نوکر کی جاتی تھی۔

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سبب عام کثرت

مسیر میں چھوڑ دیا گیا کہ کئی صفحہ ایک ہی بیون حاصل اللہ علیہ وسلم کی کہ آیا تو طالع اسیا قوت فرمایا۔ عرض کیا کیا کر

اس کا انتقال ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔

أَمَّا كُنْتُ أَذْهَبُ . . .

پھر کسے مجھ کو اخلاص کہیں نہیں کی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

وَأَمَّا كُنْتُ عَلَى خَيْرٍ خَافَ أَنْ يَكُونَ . . .

یعنی مجھ سے کہ خیر نہ ہو۔ چنانچہ تقریباً دینی میں اس

آیت نے اس پر طعن کیا۔

خَفِيَ خَلِيقٌ . . .

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو اس حدیث کے انتقال کی اطلاع ہو گئی اور سنا کہ کہ اللہ تعالیٰ

نیز اس کی بڑی اخلاص بھی معلوم ہوا۔ یہی ہے حضور کی گوی

۲۔ منہی لسانی میں حضرت علیہ السلام میں آج سے مروی ہے دو فرما تھے ہیں کہ ہم اللہ ایک روز حضور کے ساتھ

اہر تھے کہ حضور کی نظر ایک نئی تقریر پر پڑی۔ فرمایا۔

منافذ: ۱۔ رکوع ہے ۲۔ یعنی یوں کہ کتب

دینی کی ایک کتب خانہ تھیں کہ اعلیٰ کتب کی قبر ہے۔ دوسری میں گائے خانہ تھا۔ وہ حضرت امیر کو قبول فرما
دیتے تھے اور حضرت مولانا سے بھی تھے اس کے چھوٹے چھوٹے کتب خانے ہیں جنہیں کھڑے ہوئے اور ان کے چھوٹے
صفحات باوجود اور حضرت مولانا کی پڑھی پھر مرثیہ فرمایا۔

لا بیوت منہ کہ صحت عادت میں حب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک کہ میں نہ اسے
ظہر ایک کے الا اذنا منہ۔ یہ خانہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری میں سے۔ یہی خانہ اس کے واسطے رحمت ہے۔

اس روایت سے بھی چارے معیار صحت عادت میں آتی ہے اور اس سے وہ ایک وقتی دیکھی ہیں
بلکہ ان کے نشان کی ایک عام سرگرمی سے ملو جو آتی ہے۔

۳۔ یہ کجی اور سنی اور نبی حضرت ہمارے سے روئی ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد میں
شہداء احد میں سے دو کہ ایک ایک قبر میں دفن فرمائے تھے اور قبر میں ان کے وقت لوگوں سے۔ بافت
فرماتے تھے۔

انہما اکثر اخذا منہ من ہذا ۱۔ ان دونوں میں سے کہ انہما قرآن حاصل کرنے والا ہے
استبر فی احب احب انہما فی اللحد۔ پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرنا چاہا
تو آپ اس کو لحد میں پہنچے اندھے۔

۴۔ یہ صحیح مسلم اور سنی اسلامی میں حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر
سے کچھ اٹھائی فرمایا۔

صحن مات ہذا ۱۔ خالوا مات
فی الجاہلیۃ منہ ملائکہ ۲۔ یہی قرآن کہ اس سے سرست ہوئی۔

۵۔ اسناد احمد اور سنن بزار میں حضرت جبرائیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک قبر میں حضور کی
خودست میں پیر چھوڑ گئے تو آپ نے یہ دریافت فرمایا کہ

جسکی بیعت ۔۔۔ وہ سبھی لہ دھڑلے

بہ دلی نصرت مغان ہمارے احباب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از بعض

لہ غل حراعت باد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس روایت کے محرم ہوا جب وہ کوہ صہب کے سامنے رکھی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ کوہ ہے جو کہ آپ نے

کھانے کے لئے ہاتھ بھیڑا تھا اور بعد میں جب وہ عربوں کے بتا سنے اس کو علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

۱۱۔ جہاں سے پہلے میری خدمت حال سے روایت کیا ہے کہ یہ دھڑلے میرے پاس پہنچے اور جہاں سے پہلے میری

پس سے ان کے گھر کو آئے ان کے ہاتھ میں سے اسی طرح کے دھڑلے میں اور حضور کی خدمت میں

حاضر کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ان سے کہیں حضور آج کہ ہم تینوں یکجہ۔ تم یہ کہاں سے آئے ہو حضرت

حلی ہو گئے ہیں۔

۱۲۔ من ابن حذافان ما ملار

یہ نے وہ نبوے کا کہ تہ بیان کرنا تو حضور نے

صعد شہ سے صحبت فقال اشوق

فرما اے میری چاہ اور ان کو دیکھ کر گئے اور کہ یہ

۱۳۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۴۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۵۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۶۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۷۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۸۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۹۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۲۰۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۲۱۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۲۲۔ مصنف عبد الرزاق بن معمر بن راشد

۱۲۔ امامیہ کیا ہے؟ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے مسند میں، اور ابو نعیم نے کتاب السنن میں، حضرت عبداللہ بن مسعود سے، ابو عبد اللہ الزانی نے ابوالکاسم سے اور ابن جریر نے اپنی جامعہ سے کہ جب ابی بکرؓ کی شان میں یہ آیت قیدہ رجال یحیدون لنا یسطھروا کا نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بنا کو جاکر دیکھا تو فرمایا کہ

سأجدها الطهور انذی قد تمسحتم
نماری وہ کو بظاہر طہارت ہے جس کی تحریر

مذہبہ فیہ الذی الاویۃ دفن یحییٰ للروایۃ
خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے کہ

نما طہورہ وہ دفن بعضہا بن اللہ انداشر
انصرفت عنہ کیا کریم استنجا میں ذریعہ کے ساتھ

عنہ حنفی مطلق۔ خیر! حد
باقی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

۱۳۔ صحیح مسلم، جامع ترمذی، صنفی ابو داؤد، مسند نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے جو چیز پر حضورؐ سے بیعت کی اور حد تک کوئی نہ بڑھایا۔

ولم یشترک احد حبہ فجاہ سکونہ
کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اسی کھیلنے کے بارے سے

ابوبکرؓ مقال لہ سیئۃ علیہ رسل حنیہ
اس کا کافرا کیا تو حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تم اس غلام

نفسہا۔ یعنی بنی امویہ بنی اشعرہ بنی ساج
کو چھوڑ کے باقی بنی امویہ۔ چنانچہ آپؐ نے وہ بیعتی غلام

احد احدہ حنفی یشترک احدہ
دے کر ان کو خرید لیا اور اس کے بعد آپؐ کی سرپرست

نہیں کہہ سکتے جب تک کہ یہ اہانت نہ کرالیں اور غلام
تو نہیں ہے۔

۱۴۔ صحیح بخاری اور جامع ترمذی، ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور ابن جریر نے جامعہ میں کہ جب حضرت علیؓ کی شان میں یہ آیت قیدہ رجال یحیدون لنا یسطھروا کا نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بنا کو جاکر دیکھا تو فرمایا کہ

سأجدها الطهور انذی قد تمسحتم
نماری وہ کو بظاہر طہارت ہے جس کی تحریر

مذہبہ فیہ الذی الاویۃ دفن یحییٰ للروایۃ
خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے کہ

نما طہورہ وہ دفن بعضہا بن اللہ انداشر
انصرفت عنہ کیا کریم استنجا میں ذریعہ کے ساتھ

عنہ حنفی مطلق۔ خیر! حد
باقی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

اپنی صفحہ میسٹر پر نہیں جو، مٹا کو جس نے سرکاری بستھ کی لدر کچے اس میں خاصا بھارت جو کئی، پھر جس کی ڈاکٹریٹ مانی
 طرف سے یہودیوں کو خط لکھتے تھے اور میں اس کی خط لکھتا تھا

اسی روایت میں ہے: "ہیئتی طوائف سے جس خطرے کا ڈر ہے وہ جب بھی ممکن ہے کہ حضورؐ کو اس خطرے سے بچا کر اسے علم نہ ہو جس کا طوائف غلامانہ بیوی کو تھا۔ اگرچہ اس دعا کے لئے حضورؐ کو اتنی ہرجا بھی کافی ہے جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے مگر یہ روایت اس حدیث نقل کردی کہ اس آیت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی سے تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔" تفسیر کے متبادل عرض و اقوال و مباحثہ میں جہل سختی ہے نہ کہ واقعات و روایات میں۔

میلان کنگہ پانچ آرتھری اور چند روح پروروں سے صرف بدشاہت کیا گیا ہے کہ امداد رسالت میں بہت سے جزئی و کلیات پریشان آئے تھے اور حضورؐ کو ان کا علاج نہیں ہوئی تھی اور وہ سب سے لوگوں کو جو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی مسنوعات کی وجہ سے اہل حق کو سببِ جہنم و بائست اور قلعہٴ موت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں رہا۔ انا حضرت کوئی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم و اسی کہ ماسافت ہے اور نہ ان علوم کہ ہم حصول کے مستحق۔ کے کمال علمی میں کہنے کو آتی ہے۔

ملا کر سیر ہو کر، کوس غنی پیدا ہو کر حرا پہنچے نظرِ نقیر : روحِ الحائضہ میں اقام فرماتے ہیں۔

وہاں اشد عذاب کمال بدمعاش عالم
اور میں وغیرہ اور پھر حرا کے عذاب کے علم کے بعد حرا کے

مجاہد، انبیاء، سرسبز کھم اللہ جہا
حلال کے فوج جو عذاب کا قائل نہیں جیسے کہ تیرہ گناہوں

یضیع رسید مثلاً : سبتہ، دنا مجرب علی
کے خلافی عذاب کا کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے

خیر و عذاب : کمان ہیں عذاب۔

روى الشيخان في صحيحهما

دوسرا معتمد

اگر تیر کو قیاس پتہ جانوں گا تو پھر اور مرد کو دکھوں گے توں کا، لیکن یہ
 کہیں ایک بڑا معلومات میں سے اس میں ایسے ہیں جو مرد کو حاصل نہیں آتے
 اس میں میں علم کی وجہ سے اگر تیر کو حاصل ہیں اور مرد کو حاصل نہیں، زچہ کو ملے الاطلاق "اعظم من مرد" جو دوسرے

یا وہ علم دی: نہیں کہا جاسکتا، اسی کے علاوہ کہ ہر دور کے لاکھوں درگزر ہوں، وہ علم جس میں میں نے ذیہ کو سوسو میں نہیں لکھی: بہت بیک جاسکتا ہے کہ یہ کہ علمان علمات ہیں اور ہر دور کو نہیں، مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کے لاکھوں اور گزروں میں حاصل تھے، اور اسی زمانہ کو بھی علوم شریعی میں خاص مستند تھے، لیکن حضرت امام ابوحنیفہ کے مشر علیہ میں میں تھے، مگر فلسفہ یونان کے متعلق جو معلومات ہیں، زمانہ کو حاصل تھے، وہ یقیناً حضرت امام ابوحنیفہ کو حاصل نہ تھے، کیوں کہ ان کے زمانہ میں فلسفہ یونان ہرگز میں منتقل ہی نہیں ہوا تھا، لیکن اس کی وجہ سے، بنی مسئلہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے علم نہیں کہا جاسکتا۔

مگر بڑا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، وہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب و سنت کے لاکھوں علوم حاصل تھے مگر، تاریخ جیسے میں جو معلومات میں خلدی اور ابن خلکان کے تھے وہ تمام کیمیائے عمومی و منفی سمجھتے تو یقیناً حاصل نہ تھے، کیوں کہ ابن خلکان اور ابن خلدون کے علم میں تو بہت سے روایتیں واقعات بھی تھے جو ان حضرات کے زمانہ کی وفات کے بعد شروع میں آئے، لیکن اس کی وجہ سے ابن خلکان اور ابن خلدون کو یا کچھ کی کے کسی محدث کو بھی، اور میں سے علم نہیں کہا جاسکتا

مگر بڑا ایک مؤثر اثر کہ ڈراؤنی کے متعلق اور ایک اور جن کو حضرت ابوہریرہ کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئے ہیں وہ یقیناً خود کو میں احمد رضا خان صاحب کو حاصل نہ تھے، لیکن میرے نزدیک ان کی اعلیٰ درجہ کا احسن بھی اس کی وجہ سے ہر مؤثر ڈراؤنیہ اور مجسمی کو خلدی صاحب موصوف سے زیادہ وسیع اطلاع کی جرات نہ کر سکا۔

بہر حال جب کسی ایک شخص کو اور دوسرے کے عقیدے میں ملے، تو اس کے علم، زیادہ علم دل، کما حقہ کے گاہ تجرید علوم کے اعتبار سے اور بالخصوص علوم دینیہ شریعی کے اعتبار سے کہا جائے گا — اور اگر کوئی شخص یہ کہے سے کسی خاص علم کی وسعت شعیر کرتے اور ہر دور کے بنی تعلیم نہ کرے تو اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس نے یہ کچھ علم سے علمانی لیا، بالخصوص جب کہ وہ علم علوم عالیہ کا جس سے بھی نہ ہو، اور پھر خصوصاً صاحب کو شخص مذکور علم کے ملنے اعلیٰ درجہ کے لاکھوں اور گزروں علوم ایچہ ان دنوں جو میں نے یہ کہہ دیا کہ کسی علم کی کجا بھی نہ لکھی ہے، شک و شبہ کا۔

سماء نہیں،

کہ شعر کا علم نہیں دیا اور نہ کہے
عنا سب بھی نہیں؟

اور کتب جریدت میں وہی ہے کہ حضورؐ نے مدت لمبی ایک شعر بھی نہیں کہا، ان فقرہ حنفی کی شعر
کتابہ۔ فقہاء حنفی حنفی ہیں۔

قال بعض العلماء عن قال ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مشعر
شعر بھی کہا ہے وہ کا فر جو گیا۔
فقہ کفر۔

میرے عمر فضیلت ہی اس کی موجب ہے تو تمام ایک انسان اہل انقیاس اور اندوہی سے دیکھتا رہے
جائیں۔ میں ذرا انقیاس خود کر لیا ہے کہ انرا انقیاس ہو۔ حوالہ کا حال
ایک کہ علم شعر کا علم علم کونوں نصوح قطبہ کے بل اہل حق قیاس فاسد سے ثابت کرنا، دینی
میں تو کئی سا بیان کا سمجھتے

ہو۔ انہیں وہ اندوہی کہ علم شعر کی وسعت نامہ کی مترادف بنا دتوں سے ثابت ہو جائے،
قرآن کی وسعت علم شعر کی کوئی سی فعلی ہے جس سے تمام شعر ہی کو، دیکھ کر یہ خلاف شریعت
نہایت کرنا ہے۔

اس پر ہوتا ہے نہ ہنا جان میں حبیب کا کمال روحانی خزانہ فتوح سے لے کر۔

اس شخص نے اپنی سہا شعر لکھ کر کہا ہے کہ انرا انقیاس اور اندوہی کا علم ہی صل شدہ علم
کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کے شکیبائے سیر اور اپنی میں فرما دیا کہ وہ کسی کا حاضر انقل
میں شعر فاسد علم کے علم سے زیادہ بنا دے اس کے لئے حضورؐ قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیکھ

نے دیکھ کر وہ عبادت میں رہا، اپنی قلموں کی۔ یہ ایک خود کشی و مغلطہ۔ دانت میں جن میں نہیں کہہ دیتے

کہ یہ کہہ کر دیکھتی ہے۔ دن مارا دیکھتی، اپنی قلموں میں کہہ۔۔۔

موصوف نگاہ اور حضور کی شان کی ترویج و حضور کو محال دینے والا ہے۔ رتبہ اکابر و رفیع

تقریب بالانصاف خود زانیہ کی گویا اس مشق نے شایستگی نہیں کی! کیا مذکورہ بالا عبارت میں مطلق علم یا علوم عامہ کا یہ کی بحث تھی؟ اور کیا انھیں نہ کہنے سے امر العقیس اور فردوسی کے سے مطلق علم کی یا علوم عالیہ کا یہ کی دست تسلیم کی ہے؟ اور کیا اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق و سبب علی سے انکار کیا ہے؟ یا علوم متعلقہ نبوت و رسالت و علوم عالیہ و کا یہ سے اس کو انکار ہے؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ جملی نہیں ہو سکتا صرف علم شرعی کی بحث ہے اس کی دست کہ امر العقیس جیسے کافر اور فردوسی و جزو کے لئے تسلیم کیا گیا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکال کر انھیں مذکورہ امر العقیس جیسے کافر اور فردوسی جیسے فاسد عقیدہ کو حضور سے پارہ و کسین العلم ہی کیا۔ ————— یا تو ایسے عقیدہ و منکدار کا کام بجا کر اپنا قوسیدہ عا کر تنسک کے لئے مسئلہ فوری میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے! یا ایسے جانی اور احسنی کا کام ہے جو۔ اعظم۔ اور۔ اور سچ علم۔ کے حسی سے بھی؟ آشنا ہے۔ ہم دوسری مکتورہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ ایسا کہ وہ سب کے اعتبار سے اعظم و نیا۔ وسیع العلم و علوم عالیہ کا یہ اور کچھ اور علم ایک اعتبار سے کہا جاتا ہے وہ نہ لائق اسے کہ ایک میری۔ ایک ڈائریزنگ نیا مت کے ایک نیا گ کرے کہ جس کو مولیٰ احمد رضا خاں صاحب کے مقابلہ میں اعظم کہنا صحیح ہو، اس کی تفصیل انھوں نے دوسری مقدمہ کے ازل میں کر چکی ہے۔

اگرچہ باب نم کے لئے اسی قدر کافی ہے مگر دوستی سے سابقہ ایسی جماعت سے پڑا ہے جس میں جمل کی کثرت سے اور جہالت کی غنایت سے جو علماء ہیں وہ بھی جھٹ سے کتر نہیں بلکہ جڑ ہیں۔ لہذا تفصیل کے لئے ہم ایک مثال اور عرض کر کے ہیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک انوکھی عجیب و غریب کتاب بیان فرمائی ہے۔

یہ حضور باوجود سہارے اجنبی مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ہے جو نہ صرف انھیں مثال کے لئے انھیں لکھتا ہے

امرا العقیس اور فردوسی کا نام لکھ دیا ہے ۱۷۔ عن

نہیں نہیں آتا ہوگا ؟ اس پر علم الدین کہتے ہیں کہ لڑکی مسرورہ والی تو اپنی صورت دینی اللہ نے اس کے محفوظ ترین سے مومن
مہول، اگر علی حضرت کی مسرورہ والی کا کبر ثبوت ہے ؟ اور اعلیٰ حضرت زکوة بقیاس کرنا ۔ بقیاسی فاسد، کجہ نسبت
ببرود حرکت ہے ۔

تذکیۃ خان صاحب کے کسی مرید یا دانش کو حق پہنچتا ہے کہ اس غریب عظیم العین پر اعلیٰ حضرت کے علم کی تفسیر
کا دعویٰ نہ کر دے اور یہ کہ اس صفیہ ایک اُن کو حضور پر نور، اعلیٰ حضرت عظیم برکت محد حضرت علی شہ قلعہ علی صبر
و صبر ذمہ ۔۔۔ سے کثیر فیض العلم ہائی لیا ۔۔۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کتنے دانہ اور کتنے ملا جی اُن ہے۔ اور اُن کے چلنے سے
علم الدین کو رضا خانی برادری سے غاویج کرنے کے لئے دانست ہو پر ازاد ہمدادی اس کے خلاف پیدائش ہو کر اسے فراقی
دروغ کا فریبی اوپر سے سرے کا خانی ہے ۔

برہان خان صاحب کی اپنی حیثیت تو یہ ہے کہ برادری قاطعہ میں ایک غلام علی کی دست یعنی ہم دست نہ لانا
کی دست میں کلام تھا۔ اُسی کو مولوی محمد رضا خان کے مشرقی خانی مولوی عبدالحسین صاحب نے شیطان اور ملک اورت
کے لئے راقی سے ثابت کر کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے بنا برانگیختگی بقیاس سے ثابت کیا تھا ۔ اور
مختلف برادری میں اسی قبہ میں گور دیا تھا ۔ نیز جہاد میں اپنے الفاظ بھی موجود تھے جنہوں نے مجتہد کو دینہ علم زہدی کے
ساتھ حضور کو دیا تھا ۔ پنا تھ ۔ برادری قاطعہ کے صفو نام سے خلی صاحب نے جو فقرہ نقل کیا ہے اس کے شروع
میں یہ الفاظ موجود ہیں ۔

• ”ماصل خود کر چاہئے کہ شیطان و ملک اور کلامی و کجی کہ علم محیط زمین کا آخر عالم کو خلاف
فصوص قطبیہ کے بل وین صحن بقیاس نہ دے نہ ثابت نہ کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا صحیح ہے“

اس فقرے میں ”علم محیط زمین“ کا خلاصہ وجہ اجتہاد جس کے بعد کوئی شبہ ہی نہیں رہتا، اگر خان صاحب
کی بات کو خلاف ہرگز آدھ ملے ، حرام ۔ میں اس فقرے کا آخری خط کشیدہ جو ”میں صرف“ ، غرض تو فعل کر
دی لیکن پہلا اثر لیجئے ۔ مثلاً ۔ جس میں علم محیط زمین کی تصریح تھی، اس کا منہم کر گئے، اور اس پر آپ کا لقب

شہ رومی محمد رضا خان صاحب کے مریدین اور متبعین ہر کسی کے ہیں

مجدد الحياه ، مرجع طلابه وتلميذ دكتور .

یہاں سے جبکہ اس قسم کی ایک اور حیثیت کا متعلق ہے۔ خالق خدا جس کی تسبیح کو وہ عبادت کے واسطے سے متعلق ہے اور اس کی عبادت کے واسطے سے شروع کرتی ہے۔

یہی اعلیٰ عیش میں، درجہ سہدک علیہ السلام کے فشریف دیکھئے اور ملک موت سے افضل مرنے لگی۔

درج سے بڑھتا رہتا ہے اور آپ کا بھی اس میں ایک حصہ ہے۔ لیکن اگرچہ جانیکی زیادہ :

اس عبارت میں بھی، یہ امر کہ لفظوں میں مثلاً، باوجود کثرت صرف علم ہونے کے میں کسی سے نہ خلق ہو کر

۲۔ مہر عالیہ کمالیہ کی، جن پر فضل انسانی کا دار ہے، لیکن خزانہ صحت و جسمانی اس بلبلت کو بھی صاف کر دیتا۔

بعض اہل فاضل میں یہ تمام قصص عجائبات سمجھے جاتے ہیں (میں سے صحت معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ صرف

علم دے زمین کی ہے نہ سطلانِ علم کی،
خداں صاحبِ فیض ہے ایسے کلمہ بردار۔

۱۰ اُس نے اپنی کتاب : ” براہین کاملہ “ میں تصریح کی کہ میں نے ہر امیہ کا علم نبی صلوات اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے تذکرہ ہے :

میاں محمد خلیق صاحب کی یہی عجائبات کا ذکر تھا اور اس کے ضمن میں جو صورت کے پہلے اعتراض کا ذکر فی جواب لکھا
جو کہ جس کے بعد کسی مصنفہ بلکہ مستند اور منصف کو بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ غلطہ الجملہ۔

حاصل کی جواب کا یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں گنگا امت کا رشتہ طلاق کے لئے اہل الذلیل کی بنا پر جرم سزاویہ

عبدالمسیح صاحب مہضت انور سابع، نے جس کے زیرِ سرِ علم میں تھی دسھت شیعری کی ہے اور اس کی خصوصیت دسھت کی

حضرت میرزا عالم علی شاہ علیہ وسلم کے لئے جبرائیل علیہ السلام کا یہ بیت من کو مطلق وسعت علی کے انکار پر محمول کرنا اونیہ

رقیو نکالو کہ معاذ اللہ! دسواں آیت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و تربیت کے شیعہ سلطان کے علم و حکم بتا دیا، صرف اسی جمل

اور حق کا کلام ہے حضور اندلس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عالی گرامی عابد سخی میں محدود سمجھنا ہر۔ لیکن جس کے نزدیک

نہیں کہ ہم کی پرواز عرضی داری سے جس بلاترجمہ ایسے حماقت کا انکلاج کیونکر کر سکتے ہیں۔

لہذا آج کوئی شخص کہے کہ نمبر ۱۲ کے فن میں ظلالِ حیرتیں انجینئر کے معلومات سمجھتے، امام جوینیؒ سے زیادہ دیکھتا

میں تو کوئی احسن ہے اسحق بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت انیسویں صدی کے علم کو اس کا ذرا کھینچ کر لے لیا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ثبوت کی صفائی میں

مولوی عبد السمیع و مولوی احمد رضا خاں صاحبان کی زبردست شہادت

ہر وہ شخص جس کی کافیتہ اور کتب میں

نہ ہمارے کہ خود ایک دامن ماہ کنک لگا

مدرسہ مبین سابق سے یہ نو مسلم ہر چنگار مصنف براہین نامہ کا جزو تھا جس سے پہلے کہ اس نے ایک دفعہ علم یمن

علم زمیں کی وسعت ابدان لای کر آپ کے مولوی عبد السمیع صاحب نے انہماک سے پیش کیے ہیں، حکم الموت اور

شیطان کے تسلیم کی ہے اور اسی دعوت علی کو انھوں نے علیؑ علیہ السلام کے لئے قہر شہادت باطنی کو ہیہ لکھیں

۵ میں گناہیست کو در شہر شب بیز کشتہ

فردا اسی بھٹ میں غلاموں کے یہ لٹاؤ غلاموں ہوں۔

۶ اور نہ شاید کہ اصحاب محقق مولا کو زمین کی تمام جگہ دو چاک مجلس مذہبی و غیر مذہبی میں

حاضر ہونا دسویں صدی اسلامی کا نہیں دلواسے کرتے، کات موت اور طبع کا حاضر ہونا

اس سے بھی زیادہ تر مقامات جگہ، ناپاک، کفر، غیر کفر میں پایا جاتا ہے تا

کیجئے اتنی صفائی کے ساتھ تر ہوا خلیل احمد صاحب نے بھی نہیں لکھا، انہوں نے تو صرف علم زمیں کی اس مخصوص

دست کو پیر نسیمی بنایا تھا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے یہ شعر بھی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب کو صاف فائدہ

ہیں کہ وہ حکم الموت اور شیطان کا حاضر ہونا انھوں نے علیؑ علیہ السلام سے زیادہ ہی نہیں لکھا، نہ انھوں نے اس میں پایا

جاتا ہے۔

مفتوز بلاد مہانت اور مسعود کے اس پہلے قلم کش میں ہیں جس سے جو زبانیں قائم سے پہلے شائع ہو رہے تھیں

ہمیں بھی یہی وجہ ہیں مولوی عبد السمیع صاحب کی نظر ثانی اور ترجمہ کے بعد شائع ہوا ہے اور اس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب

کی تقریباً چار سو خط کی تقریر لکھی ہے جس میں مولوی عبد السمیع صاحب اور ان کی اولاد ساہو کی تعریف میں خوب لکھیں ہو گا

کے علاوہ دیکھے ہیں۔ لہذا مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اخلاف و تبعین زیادہ ہو کر۔

۱۔ مولوی عبد الباقی صاحب اس حدیث کی وجہ سے کافر ہونے یا نہیں ؟

۲۔ خود مخالف صاحب اس پر تقریظ لکھنے کی دعوت سے کہاں پہنچے ؟

ترجمہ ہم کو اور آپ کو دینے بصیرت اسے۔ آپ حضرت سید مصطفیٰ برائیں کا لہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب برزائے علیہ کی کرامت دیکھی، ان فلان صاحب نے جو التزام ان پر لکھا تھا، وہ خود ہی اس میں گرفتہ ہو کر۔ اس وقت ہم اسی بحث کو میں ختم کر رہے ہیں، اور مناسب سمجھتے ہیں کہ غارترا بحث میں رسالہ... تصدیقات درج و تصدیقات ۲ سے مصنف برائیں کا علم، علیہ جو مرتبہ کا وہ کلام بھی نقل کر دیں جو ان مرحوم نے کہاں صاحب کے ان شیطانی دلائل و بھتان کے حجاب میں تحریر فرمایا ہے۔

جب مولوی احمد رضا خاں صاحب اسی محنت و لڑائی کا یہ نتیجہ، فتویٰ تفریق کے کر حرمین شریفین پہنچے اور وہاں سے ان کو ملے کرام سے جو حقیقت مخالفانہ سے ثابت و ثابت تھے، وہ کہہ کر کہ تصدیق کر لیں، اور حرمین شریفین میں بھی ملا، دیکھ کر کے متعلق یہ چوتھے ہوئے تو وہ لوگ کہ بعض ان علم نے حضرات ملنے دینے و سہارہ جو سے ان کے عقائد کے متعلق چھبیس سوال لکھے، ان سوالوں کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے مصنف برائیں کا طو سے تحریر فرمایا۔ پھر یہ مجموعہ فوض تصدیق و توثیق حرمین شریفین، شام، دمشق، حلب، مصر و غیرہ بلاد اسلامیہ کے علماء کرام کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور ان علماء کرام و مفتیان عظام نے اس کی تصدیق و تصدیق فرمائی، اور پھر وہ اس کے ساتھ مع ان تصدیقات کے چھپوا دیے گئے اور اسے نام میں... تصدیقات دفعہ القیاسات... کے نام سے، یہ کا پنا ایڈیشن سترہ کے شائع ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سے اس وقت تک اس کے بہت سے ایڈیشن نکلی چکے ہیں۔

اس میں چوبیس سو سوال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سب سے بڑے دانشور مولانا خلیل احمد صاحب کے سب سے بڑے مفتیان کے ساتھ ہے۔ یہ ان میں سے وہ سوال و جواب، کتبہ نقل کرنے ہیں۔ انہوں نے لفظ فراموشی کے کہ ہم نے جو کچھ، سو بحث میں لکھا ہے وہ وہ حقیقت اس اجمالی جواب کی تفصیل ہے جو خود مصنف برائیں نے اپنی زندگی میں دیا ہے۔

السؤال التاسع عشر

اترون ان انیس الطمین اعلیٰ من
سید العتبات علی السلام و ادسج
علیہ من مطقت رحم کنتم ذالک
فی تصنیف ما رسم تحکمون علی من
احتقد ذالک .

الجواب

قال سبق منا فی شرح هذه المسئلة
ان النبی علیہ السلام اعظم الحنفی علیہ
الاطلاق بالمعروف والحکم والاسرار و
صبرها من محکمات الاغانی و تسمیة
ان من قال ان علما اجماع من النبی علیہ
السلام فقد كفر وقد افتری عشتا تخمنا
بتکفیر من قال ان انیس الطمین اعلیٰ من
النبی علیہ السلام فیکف ینکن ان قدسید
هذه المسئلة فی تانیة ما من کتبت خیرات
فیہیة بعض الحوادث الجزائیة عتیة
حق النبی علیہ السلام لعدم التقدیم الیه
لا یورث مقصدا ما فی اعلیٰه علیہ
السلام بعد ما ثبت ان اعلیٰ الخلق
بالمعروف انشریة الا ان تصنیف علما

السؤال العاشر

کیا تہیہ نہ دینے سے کہ عیون شیطان کا علم سید العتبات
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور عظمت
درجہ ترسہ اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کتبہ تصنیف
میں لکھا ہے ، میرے کا یہ عقیدہ جو قرآن کا کیا حکم ہے ؟

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے کچھ پہلے ہیں کہ نئی کرم علیہ السلام کا علم
حکم و اسرار و جزوہ کے متعلق مطلقاً خاص مخلوقات سے
زیادہ سے اور جدا حق ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں
شخص نبی کرم علیہ السلام کا علم ہے وہ کافر ہے اور
چند سے محلات اس شخص کے کافر ہونے کا فرق نہ ہے کہ
یہ جو یوں کہے شیطان مومن کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے
بیرحمہ جہنمی کہ تصنیف میں یہ مسلک ان لا جا سکات
و ان کسی برائی حادثہ عتیہ کا حضرت کو اس کے معلوم نہ ہونا
کو آپ نے اسی کی جانب قبول نہیں فرمائی ، آپ کے اعلیٰ
یہ کسی قسم کا نقصان دینا نہیں کر سکتے جب کہ وہ بت ہو
چکا کہ آپ کا شریعت معروضہ میں جو آپ کے منصب الہی کے
مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑے ہوتے ہیں جیسے کہ شیطان
کو سیرت حقیر حادثہ ان کی مشرت انتقام کے سبب طاع
ان جانتے محاسن درود میں کوئی مشرت انتقام نہ ملے گی بلکہ

کمالاً جو رت الا طلاع علی اکثر تلك اللوات
الحقيرة فشدّة الضمان بلبس اليها شرنا
لکمالاً هلیا فیه فانه لیس علیها حد ار
الفضل والاحتمال ومن ههنا لا یصح ان
یقار ان البلیس املد من سیدة رسول
معه صلی الله علیہ وسلم کمالاً یصوب
یقال لصبر علی بعض العزایات ان علم
موجاهد صحر - حقق غ الصلح والقنول
لقد فایست من تلك العزایات وفشد
لقد فایست فشدّة اللد حد مع سلیمان
علی نبینا علیہ السلام وقوله ان احملت
بسلام فخطیب و دو درین الحدید
ودخاشر الصبر مشعور یقال من ههنا
فشدکاشیة المستعرة جین الانام وقد لکن
الحکماء علی ان افلاطون وجالینوس

نہیں ہو سکتا کیونکہ نہ پر فضل و کمال کا وارث نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ میں کہنا کہ شیطان کا علم سیدہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں
جیسا کہ کسی نے یہ کہہ کر کئی جزئی کی افشاں پر گئی ہے
میں کہنا صحیح نہیں کہ افلاطون کا علم اس شخص و محقق سے زیادہ
ہے سب کو جلد علم و فروع معلوم ہیں گو یہ جہلنا معلوم نہیں
اور جو بدہ کا سیدہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
نہلے وہاں فسد بنا چکے ہیں اور باریت پر دیکھ کر بڑے
وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں ؟ اور کس حد تک و فسر
اس قسم کی باتوں سے بڑے ہیں نیز علماء کا اس پر اتفاق ہے
کہ افلاطون و جالینوس کے ذہن بڑے عجیب ہیں جن کو
لقد ان کی کیفیت و حالات کا سب سے زیادہ علم ہے اور یہ
مجھے معلوم ہے کہ نجاست کے کیرے نجاست کی حالتوں اور
حرکت اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و
جالینوس کا ان روی حالات سے تا واقف ہونا ان کے

نہ یہ واقعہ سوادہ نقل میں نہ کہ ہے اس کا فساد ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں ملک - مہا - ہو گیا
یہ تو بہت زیادہ تباراضی کا فہم نہ تھا۔ جب وہ درگاہ ہر عالم فرما کر اس کے پاس گئے کہا کہ میں ملک - مہا - ہو گیا
تو اب عظیم الشان غر معلوم کر کے فرما دوں کہ آپ کو لائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو جیسے بڑے کو ایک جیسے بڑے معلوم ہو چکی
چہ بے نی و نیت کے علم میں نہ ہو۔

نہ ہم نوچیں نہ ہمیں دس حضرات کے یا پانچ ہزار میں سے انہی میں سے ہر ایک کو کچھ ہے۔

رَأَيْتُمَا مِنْ أَعْلَى الْإِبِلَادِ بَكْنِيَّاتِ
 الْإِدْوِيَّةِ وَأَسْرَافِهَا مَعَ حُلُمِهِمْ أَنْ دِيدَانِ
 الْفَتَاكِسَاتِ أَعْرَضَ بِأَعْرَضِ الْبَحْبَاسَةِ وَذُو نَحْوِهَا
 وَكَيْفِيَّتُهَا فَعَلِمَ قَشَرُ عَدَمِ مَعْرِفَةِ الْإِبِلَاطُونِ
 وَجَبَابِيْنُوسِ هَذِهِ الْإِعْوَالِ الْفَرْدِيَّةِ فِي
 الْحَالِيَّةِ تَهْدِيهَا وَلَمْ يَمِزْ مِنْ أَحَدٍ مِنْ الْعَدْلَةِ وَ
 وَالْحَقِّقِي بَلَى يَقُولُ أَنْ الدِّيدَانِ أَنْ هَلْ مِنْ
 الْإِبِلَاطُونِ مَعَ أَنْهَا أَوْسَحَ حُدُودِهَا مِنْ الْعَدْلَةِ
 مَا حَرَقَ الْفَتَاكِسَةَ وَحَبْسَةَ دِيَارِ نَابِيْنِيُونِ
 لَفَاتِ الْفَتَاكِسَةِ الْفَتَاكِسَةِ عَلَيْهِ أَمَّا لَفَاتِ نَحْبَةِ
 رِسْلَامِ جَبِيْعِ عِلْمِ الْإِسْأَدِ وَالْإِرَادِ وَالْإِقْدَارِ
 الْإِبِلَاطُونِ ثَابِتِينَ أَمَّا عَلَيْهِ نَسْأَمُ نَحْمَا كَمَا
 الْقَبْلُ لَفَاتِ الْفَتَاكِسَةِ خَلَابَةِ أَنْ يَحْمَدِي عَلَى
 مَرْمُومِ جَمِيْعِهَا كُلِّ حَقْدَةٍ جَرِيَّةٍ وَكُلِّ كَلِّ
 وَلَوْ أَنَّ الْفَتَاكِسَاتِ هَذَا لَا مَرْمُومِ هَذَا
 الْقِيَاسِ الْقِيَاسِ بِعَبْرِ نَفْسٍ مِنْ الْفَتَاكِسِ
 الْمَحْتَدَةِ بِهَا لَا تَرْمَدُ مِنْ كُلِّ مَوْصُوعٍ
 أَتَمَلُّ وَاشْتَرَفَ مِنْ الْبُيُوتِ جَلْدُ مِنْ حَقِّهِ
 هَذِهِ الْقِيَاسِ بَلَى يَكُونُ كُلِّ شَخْصٍ صَوْنِ
 أَحَادِ الْإِمَّةِ حَادِيَا عَلَى عِلْمِ الْبَلِيْسِ —
 ————— دِلْزَمُ حَقِّ الْفَتَاكِسَةِ أَنْ يَحْكُمُونَ

اعلم ہرے کو کھنڈ نہیں اس کے انسانی حقیقت بھی ہے
 کچھ برہمنی دھرم کو کہ گوروں کا علم انھوں سے زیادہ ہے
 حالانکہ ان کا بھی سستے کے اعمال سے انھوں نے ہی بہت
 زیادہ واقف ہونا چھٹی ہے جس سے اور چار سے کچھ کہ جہنمین
 مرد عالم میں نہ غیر و علم کہتے تمام شریعت وادنی وادنی
 و اسفل طور است کہ اندریوں کہتے ہیں کہ جبہ نہ
 ساری تھکتے سے انھیں بھی قور و سب ہی سہ علوم ہرینی
 ہوں ایک آپ کہ معلوم ہوں کہ احادیث کے لیکر کی مہربانی
 کہ کہنے اس کا مد قیاسی بنا براس علم کی و جہنمی کے
 شمس کا انکار کو۔ و آخر تو فرماتے ہیں رسول اللہ و شیعہ پر
 فضل و شرف و ماضی ہے پس اس قیاسی کے بنا پر لازم
 آئے گا کہ ہر کسی بھی شیطان کہ بھگوان سے آگاہ ہو
 اور لازم آئے گا کہ شیطان علیہ سلام کہ گوروں ہی وافر
 کی جگہ جو کہ جانا، وہ انھوں و جہنمی و افق ہونا
 بیزاری کی تمام واقعاتوں کے ان سلسلہ لازم ہوں
 چنانچہ مشاہیر و مہر و جہنم - یہ چاروں قیل کا خلاصہ ہے
 جو برہمن کا علم میں بیان کیا ہے جس نے کھنڈ دس ہرینیوں
 کی گلیں کاٹ دیں اور جہنم و مغربی گروہ کی گروہیں تو
 ہیں، سو اس میں جہنم کی بحث صرف بعض حوالہ ہرینی
 میں بھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا کہ وہاں
 کہہ تو لینی و اشارے کے مقصد صرف یہ ہی ہوتا ہے کہ

لیکے مسرین کلام میں تحریر کی کرتے ہیں اللہ شاہجی
 محاسب سے نہیں آرتے ہیں اور جلد پختہ ہو رہے
 کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ خدا کا مقرر علیہ اسلام ہے
 نیا وہ ہے وہ کا فر ہے چنانچہ اس کی تحریر ایک نہیں ہوا
 برکت میں کہ شیعہ ہیں اور جو شخص جاسے بیان کے خلاف
 ہو پریشان ہاں اسے اس کا نام ہے کہ شاہ منشاہ روزگار
 سے خائف ہیں کہ وہی میں کہے اللہ شاہ سے قول پر
 دلیل ہے ۔

سلیبان علی خبیثا و علیہ اسلام حلقہ ہما
 علمہ الہد الہد وان یكون افلاطون د
 جالیوس عارضین جلیع عارف اللہ بد ان
 دالوارم یا طلقہ باسروہا کما ہوا لہ شاهد و
 هذا خلاصة ما ملناہ فی المرحون لقاہلہ
 لمرش الا غلام لمرشین نقاحہ زعنق
 الہ جالیہ انفسون فلم یکن جلیقا قیہ
 الا من بعض العزیمات المستحہ منہ
 د من اعلی ذلک انما غیہ بخط الاشارة
 حق تدلہ ان المقصود بالمری ولا شبات
 بالافہ طلق العزیمات لا یفرکون الفساد
 یفرقون التلام ولا یفانقون محاسبیہ
 التلمہ السلام داء مارموت ان مر قال
 ان فلانا اعلم من النبی علی السلام
 فہم عارف کما صرہ ب غیر الہد من
 صمداء الکرام د من اقرب علیہ
 جلیسا کما کما نعلی بالمرہام خطنا
 من منقشہ الہک المذیان دافہ حل
 ما نقول وکیل د

ترجمہ : کیا خود مصنف بڑھیں گے اس سے کہ بعد بھی اس بتان کہ کوئی کتابتیں یا کئی رہتی ہے ؟

لا دافہ لہساب یوم الحساب د

برہمچن قاطعہ پر مولوی احمد رضا صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب

نواعت برہمچن قاطعہ صاحب ابولہ خلیل احمد صاحب جو حضرت علیہ الرحمہ صاحب برہمچن کا وہ ساتھی ہیں جن کا وہ ساتھیوں کی طرف سے بڑا احترام ہے۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے اعتراضات کیے ہیں جو کہ بالکل غلط ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

لیکن ان کے جواب پر مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

برہمچن قاطعہ میں جو باتیں ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

اسی کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

مولوی احمد رضا صاحب کے اس جواب سے قطعاً یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔ ان کے لئے مولوی احمد رضا صاحب نے اس طرح کے جواب دیے ہیں جو کہ بالکل صحیح ہیں۔

وہ تمام جہان میں سے جس کے لئے کبھی ثابت کی جیسے یقیناً شرک ہو گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ محسوس کریں عرب اگر اپنے
 بنوں کے لئے نصرت ثابت کریں تو شرک ہو اور شرک میں ہندو بنوں یا غیر ان کے لئے کسی نصرت ثابت کریں تو شرک
 نہ ہو۔ اور اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو ہر دار و عاقبت ہندو سے خارج ہیں مثلاً اذہ و دینہ، کار و بلہ میں سے
 نفیع دینا، مارنا، جلانا، دھروا وغیرہ ان اسم میں بنوں سے جدا لگنا تو شرک نہ ہو۔ اور اذہ یا مردہ بزرگوں سے مرد
 مانگا اور اسی کو ناعی یا اختیار کھنا شرک نہ ہو، جیسا کہ قبر پرستوں کا خیال ہے۔

ہرمیان مولوی احمد رضا خان صاحب کے اس کلمہ سے ہم کو یہ بھی انتہائی ہے مگر صاحب براین ہامی کو یہ پتا
 کہ غلامی صاحب کے وہی کھوسا کارروائی ہے جس کو خیاں ستیا نکر یہ کھٹے ہیں۔
 عہدہ اس فانی اور محفل فیروز کے اس موقع پر خان صاحب نے ایک کھانا نکرا کر کیا کہ صاحب براین سے
 شیطان کے لئے، علم عہدہ، ہاں ہاں، عہدہ کو یہ وہ جھوٹ ہے جس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں۔

مگر اس شخص سے کہ بڑا خانی سماعت میں کوئی ایسا دانت نہ ہو، اور راستہ بھی غور میں نہ آواپنے عقائد
 کی اس تباہ فقرات حرکت کو اگر خیاں ستیا نہیں تو ہمارے غلطی سے تسلیم کر لے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے برادر شری مولوی عبدالصغیر صاحب نے ہزار بار
 میں شیطان کے علم کی وسعت ثابت کرتے ہوئے لکھ تھا کہ

”وہ محمدؐ کے مسابلی غازی میں کھانچا کہ شیطان ادا و آدم کے ساتھ وہ کوہ پہنچا، اور اس کا
 بڑا دوسروں کے ساتھ دست کو بہت سے، جو شاہی دے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام ہی آدم
 کے ساتھ جتنا ہے کہ جس کو مشرفہ پکا گیا، بعد اس کے کھا ہے۔ راجندر، حلی، دہلیک کھانا
 اشد، عذوق، شعوت، حل، فطیر، دہلیک، یمن، دہلیک، نے شیطان کو اس بات کی خدمت
 دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو صبح بخیر ہو، جو نے برکار، گویا ہے۔“

والصغیر کلاحدہ اور صاحب

اسی مولوی عبدالصغیر صاحب کی اس دلیل سے شیطان کے لئے جتنا علم ثابت ہو، بعد اس کو یہ شک ہو گا کہ شیطان
 صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ اس کو مولوی محمد رضا خان صاحب کے لئے زمین کا علم کھٹے میں توہین کی امتیاز ہے جس کی
 www.besturdubooks.wordpress.com

اہل علم ہی دین کے ورد کی شیطانی کامیابیوں کے ساتھ جتنا دور کا روئے زمین کا علم محیط جس کے لئے ذہن سے جو نئے نئے نظریات قہر سے لہکتے ہیں، اہل علم منور ہی ہے۔

اور اگر خان صاحب کی خاطر اسی کو علم محیط ہی لیا جائے تو یہی شیعہ کے علم محیط پر پہلے ایمان لانے والے تھے۔ دوسروں کو ایمان لانے کی دعوت دینے والے خان صاحب کے بڑے بڑے رفقاء کوئی حیدر علی شاہ تھیں جن کے دماغ کو شرک کے فتوسے کے اولین مسدود دھجی چھوٹ گئے کیوں کہ انھوں نے ہی شیطان کے لئے یہ وسعت علم والی تہ ثابت کی ہے۔ حضرت مولانا فیض احمد صاحب، تھوڑے، سلف، کٹے دھنکے ہیں۔ بہر حال خان صاحب نے اسی طریق پر ایک انفرادی قہر کیا کہ بالکل غلط واقعہ مصعب بن عمیر کے مستحق کھلے دیا کہ "جیسے کے لئے زمین کے علم محیط پر ایمان لایا۔" اور دوسری حیثیت یہ کہ برائین کا وہ علم شیطان کے لئے مودی حیدر علی شاہ صاحب کے پیش کردہ دلائل کے بموجب صرف علم حقائق تسلیم کیا گیا تھا اور حضرت سرور عالم صلوات اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی، سنت رفتے کو شرک قرار دیا تھا۔ جتنا علم صاحب نے دلائل اور عقلانی کامبردست ذوق بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔ اب ہم اپنی دینی باتوں کا ثبوت عرض کرتے ہیں کہ تسلیم علم حقائق کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کو کٹا گیا ہے۔

برہمنیقہ مہد کی اسی بحث، جہاں اسی قول میں صخرہ کی جو دھوبی سطر ہے۔
ابرہہ اولیٰ کا ثبوت ————— شیطان کو جس قدر وسعت علم ہی "۱۱"

پھر ہی کے بار سطر بد ہے۔

۱۲ اور شیطان و غلبہ الموت کو جو وسعت علم دی "۱۲"

ان دونوں فقرہ میں تصریح ہے کہ شیطان کے لئے علم کی جو وسعت تسلیم کی گئی ہے، وہ خدا کی ہی ہوتی ہے۔

پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ مصعب بن عمیر کا علم اس بحث میں کیا تھا کہ وہ فرما
ابرہہ دوم کا ثبوت ————— رہے ہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی وسعت حاصل ہے (جو مولانا

کے حوالہ سے مذکور ہو چکا) تو انھیں صرف قرآن مجید ہی الفضلیت کا وجہ ہے اسی سے زیادہ نہیں، ورنہ زمین کا علم خود بھی چھپا کر لیں گے۔ اور اسی عقیدے کو صاحب برہمنی نے شرک قرار دیا ہے۔ اسی فقرہ قید کے بعد دھنکے جو۔
 برہمنی کا فقرہ میں جس جگہ یہ بحث ہے، اس کی سن صحرے۔

۱۔ تمام اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق فطرت کے عنایت کر دیا اور بتو دیا اسی سے ایک لکھ زیادہ کا علم انابت کا مشرب ہوا ہے۔ سب کتب و ترمیم کے یہی مستند ہے :

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب برائیں نے نہ ایک صحت اس علم انابت کا شرک ہے جو علامہ صاحب جلال نے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے اور نہ کسی کا علم لامتناہی ہے۔ پھر اس بحث میں کچھ کہنے چاہئے ہیں ۔
۲۔ معتبرہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالیٰ کی حمد میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنے صفا کاظم کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ بزرگ کسی میں ہونا ممکن نہیں پھر جس کو جس قدر علم عطا فرما دیا ہے اس سے زیادہ وہ بزرگ اور پھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان وہ کہہ سکتا کہ جس قدر وسعت دی ہیں کو مولیٰ عبد المسبح صاحب نے دلالت سے ثابت کیا ہے، اس سے زیادہ کا کیا کچھ قدرت نہیں ۔
پھر رہتے ہیں ۔

۳۔ علامہ شافعیؒ جن قدر حضرت خضرؑ کو علم و اسی سے زیادہ پروردگار نے ان کے ارشاد حضرت موسیٰؑ کو اور حضرت افضلیت کے علم و قدرت حضرت خضرؑ منقرض کی بڑی ہی سلاسل سے تفسیر فرمادے۔
گرتے ہیں :

یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی افضلیت ہی افضلیت کی وجہ سے غیر عطا فرمادہ کی کوئی نسبت کیل معترض سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکے مگر جس کو جو کچھ علم و غیر و علم کے لکھ دیا اور انہوں نے اس سے لے گا۔ اس معنوں کو مرنے کے بعد صاحب برائیں تحریر فرماتے ہیں ۔

۱۔ اصل خود کو نہ چاہیے کہ شیطان اور کمال طورت کا حال دیکھ کر، جتنے دیکھ کر کہ میں کو بعض مرتبہ نہیں کاظم حاصل ہے جیسا کہ کوئی عہد مسیح صاحب کے ملائی سے معلوم ہوا، ہم محض نہیں کاظم ذاتی، غیر عالم کہ غلاب نسوخی تھیں کے بلا دلیل صحت قیاس کا سہ سے ثابت کرنا دینی اس مشکل سے کہ سب اخصرت صلی اللہ علیہ وسلم شیطان اور ملک الموت کے واسطے میں تو آپ بوجہ ان میں افضلیت

کہ ہر شے جس مادی زمین کا طریقہ کریمہ کے، شرف میں نون خدا یا ان کا حصہ ہے۔ شیطان
 ملک اللہ کریم و سعید۔ یعنی اللہ کے حکمت سے بہت سے مواقع زمین کا ظاہر ہونا، نعمت سے ثابت ہوتا
 ، یعنی ان نعمت سے جو کوئی عام وسیع صاحب نہ ہو سکی، فقر عالم کے وسعت ملک کے زمین علم والی
 کی کہ جو کہ قیاسی لہذا ان محض اشکال سے خود ہی ثابت کیا جا رہا ہے اور حضرت خود ان کی بحث فرما
 رہے ہیں علیہا کہ اگر یہ مسنون سے معلوم ہو چکا اور اس قدر خود حصہ ہر آدمی کی نصیب سے معلوم ہو
 جائے گا، کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے تمام خصوصیات کو نہ کہتے، بلکہ شرف کا یہ نہ کہتے :۔

اس خارجی حصہ سے بھی صاف اظہار ہو گیا کہ حضرت مرزا، انصاف و جمہوریت پر ہی وسعت ہو
 گی کہ بہت فراہم ہیں جس کا ثابت کرنا شرف ہے اور یہ سب سے پہلی سطح پر بتا دیا تھا کہ شرف صرف اسی ملک کا ثابت کرنا
 ہے جو رعایا کے لئے اندیشہ کے ساتھ ذاتی طور پر نجات لیا جائے :۔

اور چونکہ یہ بحث عبادت کے پہلی صفات اور اس سے متعلق ہی اس کے بعد کی عبادت کے لئے خود سے بتا دی
 ہے کہ صاحب برہنہ اس روش پر صرف وسعت خود ذاتی میں گزار دیا ہے جس میں اس کی کوششوں نے شرف قرار دیا ہے
 یہاں تک کہ فرسید و سبب نہ کہتے کہ اس سے جو ہے اپنا دعا ثابت کیا ہے۔ اور اگر یہ یہ قرآنی بھی تصریح
 سے کہ کریمین کی ان کے بعد ہم صنف برہنہ کی عبادت و عزت عبادت چہ کہتے ہیں جس میں انہوں نے نہ تشریح عبادت
 کے ساتھ اس کو دیکھ کر دیا ہے کہ یہی بہت صرف علم ذاتی میں ہے نہ کہ عبادت میں۔ اور حضرت یہ بحث اور اسی قول میں
 تھیں صاحب ان نقل کر دیا عبادت سے چہ جس میں جنوں کے بعد یہ عبادت ہے۔

اور یہ بحث میں ہے کہ ظاہر ذاتی آپ کو کون ثابت کر کے ہر عقیدہ کے ساتھ صاحب
 کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ جاننے کہ حق کے اظہار اس کے ہی عذر کو کہتے ہیں کہ شرف کریمین کو ہونا
 جو بہت شرفی کے ان پر عقیدہ درست بھی ہیں :۔

خود فرمایا جانے، صنف زمین کے شرف و عظمت کے ساتھ ان کو یہاں کہ شرف کا حکم صرف اسی صورت
 میں ہے جب کہ حق تعالیٰ کے علم ان کا ثابت کرتے۔

انہ صاحب پر غور اندو

اذا لم یکن یستغفرہ کے ذیل میں ۱۰۔ لا یغفر الذنوب الا تعذرا ۱۰۔ غافلین ان تعذرا ۱۰ کے علاوہ غافلین صاحب
 کی تصریح غافل کر چکے ہیں مگر اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ دے کہ کفر سے کفر کا علوانی ثابت کہے تو
 وہ مشرک ہے۔

پس مولانا غلیب احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی حرم ایسا نہیں جس میں غافل صاحب برابر کے شریک و ہول اور
 اگر برین بر ویں میں یہ تصریح بھی دہرائی اور سابقہ کے مطابق بھی نہ ہو تو جو علم ذاتی کے مراد چھوڑ گئے
 کہہ رہے ہیں، تب بھی اس بچے و مسحت علم سے علم حقائق کی وسعت ملا لینا بالخصوص مولوی احمد رضا غلیب صاحب کے لئے
 کسی طرح جائز نہ تھا۔ ۱۰۔ غافلین لا تعذرا ۱۰۔ صفحہ ۲۰ پر بقولہ کا مدعا کلیہ کے لئے چکے ہیں۔

۱۱۔ آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لئے ائمہ کرام غیب سے انکار ہے ان میں غافل

یہ دو قسمیں ذاتی یا محیطی شریک اور ہیں ۱۲

پس براہین قاطعہ ہیں جس علم کے ثبات کو شرک کہنا چاہیے وہ جو خدا من ذاتی یا محیطی شریک یا محمول بر خدا ہے
 لیکن انکس ہے کہ شرعی تکفیر نے اپنا کھلا براہ اس سے بھی ٹھکرایا۔ یہ ہے متقبلہ تشریف و تفسیر ذیل
 بیان ایک ہیچ تھوڑے کے تسلی غافل صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب دیا جس کا وہ مع صرف اس تو ہے

لے: حاشیہ صفحہ گردش مولوی احمد رضا صاحب تعذیر مولا۔ الموت لا محصور ۱۰ میں برین ذاتی کا خدا کی سزا بدست پر
 ظاہر و قاضی کا یہ ہے بدست زیادہ دوسرے پر لایا ہے کہ مولوی محمد مسیح صاحب نے تقریر سے مدعی کہیں علم ذاتی ثابت نہیں
 کیا ہے اس کے جواب میں علم ذاتی کا ابطال کسی طرح ہر معقول نہیں بنو دوسرے، غافلین صاحبان بھی اس بحث میں مدعی کی
 برتری جو ہی کہا کرتے ہیں، بدست اس کے متعلق ہم صرف اس امر سے کہیں گے کہ یہ بات غافل صاحب براہیں کے تصریحات سے
 ثابت ہے کہ شرک کا حکم صرف علم ذاتی کے اثبات پر ہے، اب یہ کہنا کہ جانتے لے جب اس کا ثبوت نہیں قرآن کا اعلان اللہ
 شرک کا حکم لگایا گیا ۱۰ ایک ایک مل کر ہے جس کا جہت تکفیر کے کوئی ثبوت نہیں۔ ۱۰ مگر شریک کی تعلیم کر دینے کے بعد
 ہم سے یہ سوال کیا جائے تو انشاء اللہ اس کا بھی ایسا تسلی حق جواب دیا جائے گا کہ مولوی احمد رضا غافل صاحب کی راجح حیرت
 کہہ کر ہستی کھل جاتی ہے پھر تکفیر کہیں ممکن ہی ۱۰ ۱۰ (خلاصہ)

جو محقق اعراض یہ تمام - صاحب براین

براین قاطعہ پر چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

عبداللہ محدث دجری - سہ جس - حاجت کو نقل کر کے رکھا۔ اس کو ان کی طرف منسوب کر کے نقل کر دیا۔ یہ مذکور کی رو سے نہیں کیا گیا تو کہا - لَا تَكْفُرُوا تِلْكَ الْقُلُوبَ - تو لے لیا - اَمَّا تِلْكَ تِلْكَ الْقُلُوبَ - کو چھوڑ دیا۔

خان صاحب کی روایت میں سہاؤ فرمے، وہاں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چونکہ وہ خود ہی نسخہ کا ذکر نہیں کرے گا وہی نسخہ اس کے انہوں نے دوسروں کو بھی دیا ہی تھا، لیکن ان کو مستحکم چلانا چاہئے کہ ان باتوں کی ضرورت صرف اہل اہل کو جرح آتی ہے حتیٰ پرستوں کو اس کی حاجت نہیں، مگر چونکہ خان صاحب کا یہ اعتراض بھی بعضوں کی نگاہ میں غلط ہے اس لئے اس کے جواب میں بھی یہاں ہم اختلاف ہی سے کام لیں گے۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ موقع پر - صاحب براین - کے الفاظ کو نہیں؟ ملاحظہ ہو، مصنف ان سانبی سطر میں فرماتے ہیں۔

• شیخ عبدالحق و روایت کرتے ہیں کہ کھڑک کو یاد رکھو کیجیے کا بھی لڑ نہیں •

وہاں صاحب براین • شیخ کا کہنی غامض کتاب کا نام نہیں لیتے، پس اگر شیخ کا کسی ایک کتاب میں بھی یہ روایت بجز حرج و مرج نہ ہو، نہ کہ ہر ترجمہ صاحب براین کا سولہ لکھی صحیح ہے، اور یہ کج حال کا کہ انہوں نے وہی نسخہ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو، مشکوٰۃ معراج باب صفۃ المسلمۃ کی تفسیر شامی کے حرج میں ذیل کی حدیث درج ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود بن قال صلی بن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انظر
والف مؤخر الصفوف رجل ذی سواد العروق
قنادا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا خلافت الا تفتی اللہ الا امری کبریت
تصنی المسکونون اللہ یہ منی مع شہوہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمادی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو، ایک دفعہ تھکر نماز پڑھائی
اور پچھلی صفوں میں ایک شخص تھا جس نے نماز بھی حرج
نہیں پڑھی، پس جب سوا پھر یا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو پکارا کہ شہ قدامے کیا تم نماز نہیں
تہ منہ، کہ تم نہیں دیکھتے کہ تم کہیں نماز پڑھتے رہا تم

مما تصنعون والله ان لا ازی من
 خلقی هذا ازی من بیس بدی .
 (رداء احمد)

کہتے ہر کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس میں سے کوئی بات
 مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اسی قسم ! میں اپنے بھائی
 کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے ساتھ
 ہوں کو۔ (حدیث کیا اس کو امام احمد نے؟)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ و اشعہ الفعات ص ۹۲ پر
 اقدام فرماتے ہیں ۔

۵۔ بیان کر ایسی حدیثی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 و آلہ و صحابہ وسلم از میں و پیشین جو نئی ترقی عادت
 بعد از میں یا با تمام دیکھا کہ اب بعد از تمام دینہ آن
 است آنچه در خبر آمد است کہ چون آثار آنحضرت و
 کرمشہ و در یافت کہ کجا رفت منافقان گفتند کہ
 محمدی گویہ کہ خبر آسمان می رسلم دنی را کہ کافران
 کہا است۔ پس فرمود آنحضرت و دامن میں نمی دانم کہ
 آنچه جانا اندر می بردند کہ میں انکوں بعد از میں در دیکھا
 میں کہ وہ در جاتے جنسی و بیانی است و اندیشے
 و شایعہ دہشتہ بندہ ستمہ است و نیز فرمود است
 کہ میں بشر میں نمی دانم کہ و میں میں در از میں است چیزی
 ہے ما اندیشے میں سبب است ۔

عالم کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکے اپنے پیچھے
 بطریق حقیقہ حدوث تھا ۔ و میں ! انہام سے اور کبھی کسی تھا
 نہ پیشہ ۔ اور اسی کی تہا اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیہ کر کہ جو کبھی اور یہ
 ما معلوم ہوا کہ کہاں گئی ۔ قرآن متنبہ نے کہا کہ کہتے
 علیہ الصلوۃ و السلام کہتے میں کہ میں ! اس کی خبر دینا
 ہوں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی نافرمانی ہے ۔ تب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں
 جانتا کہ وہ کہ میرے یہ دور دور سے کہتے کہ میں ! جانتے ۔
 اب یہ بہت پروردگار نے کہہ کہ کہا دیکھ کہ وہ ظلال چلے
 ہے اور اس کی صدا ایک دہشت کی شادی میں بندہ میں ہوتی
 ہے ۔ اور یہ بھی حضور نے فرمایا کہ میں جانتے ہوں میں
 نہیں جانتا کہ میں ! وہ ان کے پیچھے کیا ہے ۔ یعنی یہ بتانے

حق سبب کے ؟

بہر حال شیخ ۵ نے اس راہت کو نقل فرمایا اور کہے کہ جرح نہیں فرمائی ۔ کہ حضرت مولانا علیہ السلام صاحب جلال فرماتے

اصی و عیرو را از حدایت امانتہ مذاقت
 حقیقتہ بجانانہ تعلقہ و ہذا ثقت یصلح
 سیمہ دینی قولہ علیہ السلام لا اعلوہا
 وراہیجہ ارحمہ۔ ہذا انتہی تر ہذا
 مٹھریں رووہ ۔

ایکے لکے ۔ محمد اسلمی حافظ ابن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ
 بہ قدرت لہی و ذلہ و مکیہ میں اور ان کے ساتھ وہ سرت
 کتب میں ہیں وہی ہے اسی احادیث میں یہ مضمون
 ابنی حضرت خدیجہؓ کا پس پشت کی جانب ال گردن
 والد پر ہے وہ نماز کی حالت کے ساتھ عقید میں اور اس
 فرج میں سے تیسرے جہاں ہے اس میں "محضر علیہ السلام
 کے قرآن میں کہ : میں نہیں جانتا اس کو جو میری عزت
 کے لیے ہے : غلام اکرم حافظ ابن عربیؒ کا اس کے بعد
 حافظہ الہی فرماتے ہیں کہ : "اے پارسا شیخ کے پاس حکم
 کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث دار پر ہے ہے ؟

۱۔ زندگانی تشریح صاحب میں حافظ سہادیؒ نے قرآن کے اس فرمان کے لیے فرمایا
 فسئلہ عنہ را احسن ما احسن ما تھن
 شد و چگونہ اند۔ مراد را احسن
 لہ محسن نختومہ ذکر ہذا اسناد
 لا اتم مرادہ بخندہ ۔

بہرین کا اولین حافظ ابن عربیؒ کا یہ قول ہے اس قول
 کے معنی ہے : "جو میں اسوئیل نے اسی حدیث کے تفسیر
 کیا کہ : اس کا معنی نہیں ہے ۔ اسی کا جانیست
 کھدو ۔ تہ قس ہے اور کس کے کہ اس قول سے ان کا مار
 یہ ہو کہ ۔ اس حدیث کی اصل فقہ نہیں ۔ کہیں کہ وہ بار
 ونا رسول ہوئی ہے ۔ یہ مضمون نہیں کہ ۔ ہے ہاں ۔

یہاں ہم نے شیخ علیہ السلام کے طریقہ اسے قول کی توجہ کی ہے وہ نصیب اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے الفاظ میں کہ
 نے تھم کی ہے ۔

یہاں تک کہ جو مٹھریں کیا کیا ۔ اوستیہ کے قول ۔ میں نے رووہ کی توجہ سے تعلق تھا اور چنے قولہ میں سے نہ
 وہ ہمارے ذمہ عرف اس نے تھا کہ شیخ کا کہیں نہیں ہے اس بنا پر کہ اس کے الفاظ میں کہ اس حدیث میں فرمایا ہے ۔

یہ بتا رہا تھا کہ ہر پہلے شیخ : سکھڑی میں سے روایت کا اعتبار ہی نہیں کیا اور کئی روایتوں کے ساتھ ہی
تھا جن کو بھی اعتماد نہ تھا۔ لکن اللہ اعلم ۔

اور قطعی نظروں سے سب سے پہلی تو کئی شک ہے نہیں کہ یہ یہ صحیح ہے اور سب سے پہلی صحیح ہے
کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ جیسا کہ ہمیں اور شیخ فاضل میں حضرت زینب کو دعا میں مسودہ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ
ہمیں اللہ کے فضل سے ایک سند پہنچے گی کہ حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ پر جانے والی صاحبہ ہیں یعنی وہی
فردت سے ایک انصاری بی بی تھیں وہی کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ حضرت بلالؓ کے والدہ یا سوانہ توہم لے ان
سے کہہ۔

ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاطمہ، ابی اسحاق بن عبد اللہ بن عبد اللہ
انجری للصدقۃ حنفیہ علی ازواجہما
وہی ایامہ فی جودہما دلائل
من نحن قسماً للبلال فقال لہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا فقال امراؤ
من الانصار و زینب فقال لہ انہ
ان زینب قال امراؤ عبد اللہ فقال لہما
حیران احبر القرامۃ و احبر الصدوقۃ ۔

ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کے ہمراہ
جائے اور ان کو اطلاع دینے کے بعد حضرت بلالؓ کے دروازہ پر
کھڑی ہیں اور یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ کہہ
وہ اپنے شوہروں اور ان کے پیروں پر ان کی ہر رکن
میں ہیں کہ وہ کہیں تو کیا وہاں جا سکتے ہیں ؟ اور
اسے بلالؓ نے کہہ کر حضرت سے کہہ کر ان کو کہہ کر
ہیں۔ یہ حضرت بلالؓ کے حضور سے وہ مسئلہ طرح
دریافت کیا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ وہ کہتے ہیں
کہ میں ؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ایک کوئی انصار
انہ میں ایک زینب، حضرت نے فرمایا کہ ان زینب
حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی بیوی
تو حضور نے فرمایا کہ اس صورت میں ان کو اجازت ہے
ایک حد تک ایک قربت کا :

سوا کہ حضورؐ کو دیکھنے کے لیے سب باتیں معلوم ہو جائیں کہ حضرت بلالؓ نے اس سے ہم دریافت کرنے کی کیا عزت

ہوتی ہے۔ پس آپ کا نام دریافت فرمادے اور تیرے بعد نام معلوم ہوئے یہ یہ فرمادے کہ تم میں سے میری عزت ہے۔ میری عزت میں سے ہے کہ آپ کو دیا۔ کچھ کچھ کا جوہر ان میں سے معلوم نہیں ہوتی تھیں۔

بزرگ صاحب چہرہ کے اخیر اعضاء میں عادت دہن میں حضور کا اپنی جماعت کو دیکھنے کے لئے مجوزہ پہنچا دیا اور فرمایا۔
 شریف لانا اور پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والی جماعت کو دیکھا وہ میں کا ذکر کتب میں ہے اور ہاتھوں
 استغفار ان بار بار یہ دریافت فرمادے کہ اقصیٰ لٹائیں اور کیا دیکھ رہے تھے نماز پڑھنے کے علاوہ مسجد میں کہ اور
 مجوزہ شریف میں صرف وہی دیکھ رہی تھیں، عورتوں کو دیکھا کہ وہ اس کی جگہ کو دیکھ کر کچھ کچھ کہیں تھیں کہ وہ معلوم نہیں ہوتی
 تھیں۔ میں ان کو کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہوگا۔

رأى في إحدى العباد من عباده: أو كذا قال عليه الصلاة والسلام

یعنی اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ جو اس دہانے کے پہلے ہے، تو اس میں کیا احتیاج ہے۔ رحمان اس
 رعایت کی مستوی صحت سے تو کس کو بھی انکار کی جرات نہیں ہو سکتی۔

۱۱۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ سے بھی قطع نظر کر لیا جائے تو یہ ہر صنف و راجح کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ صاحب برائے
 میں رعایت کو عملی ذائقہ کی کمی نے عورت پر پیش کیا ہے کیونکہ ہر خود صاحب برائی کی تعریف و ثناء کے لئے
 کہ ان کی وہ تمام کمیت علم ذاتی کے متعلق ہے تو اگر اس رعایت کو انہوں نے علم ذاتی کو غور و محض کیا ہے۔ درجہ ہی برائی
 احمد رضا خان صاحب کی تعریف و ثناء سے ثابت کیجئے ہیں کہ ان میں علم ذاتی کے قائل نہیں۔ بلکہ جنہوں نے آپ یا اس سے
 بھی گزرتے تھے کہ علم ذاتی غیر اللہ کے لئے ہے وہ ان کے نزدیک حق کا فرد مشرک ہے۔ پس اس قصہ سے تو یہ رعایت
 قائل صاحب کے نزدیک بھی سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ تو خود فرما چکے ہیں کہ

۱۲۔ آیات و احادیث و اقوال علماء میں یہی وہ سرائے کے لئے ثابت نظر فریب سے انکار ہے۔ لہذا ہی

قطعاً ہی دوسری بات والی یا تحریف کی، مراد میں۔ خاص الامتداد میں ہے۔

پس جب کہ حضرت ولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو عمل ذاتی کی کمی پر عمل فرمادے ہیں تو یہ فرمایا
 صاحب یا خانی نہایت کلمہ کیا عملی احرام ہے۔

مذکورہ ہی میں بھی کچھ ہیں۔ یہ محبت و حضور و مجاز سے خبر نہیں ہے۔ اسی لئے ہم سب قدر کا کفار کے تہمت

یہاں تک کہ عہد بہت براہین کا بعد کی محنت ختم ہو گئی اور خان صاحب کے چاروں اعتراسوں کے
 حوالہ سے ہم یوں اشراف علی فارغ ہو گئے۔ اسے تمام انگریزوں کی بہت تعلق حاصل
 صحفہ ان بیان شروع ہوئی ہے۔

۱۰۔ منجانبہ کہ خان صاحب کے دوسرے اشراف کے حوالہ میں جو زنی اور عطفان کا فرق ہم نے
 اچھا ہے وہ پہلے عمر ان کی کہ یہ بی بی بھی مایا مر سکتی ہے۔ ذہن و دماغ۔ ۱۰۔ ۱۰۔



معتد انہ ماذا أراد بهذا الجواب
 لم يكلها فان أراد اليمض فاسي خصصية
 ذب لمضرة الرسالة فان مثل هذا العلم
 بالثبوت حاصل لزوم وعمره بل لا يمكن
 مسبب وجوب بل الجميع المحبوبات
 انما هو بان أراد ان كل بحيث لا يشك
 منه فرد فمطلوب ثابت مثلاً وعقلاً

۱۰

اقول فانظر الى آثار ختم الله تعالى

تكميل يسرى بين رسول الله تعالى عليه

وسلم وبين حكماؤنا هكذا -

اس جگہ خان صاحب نے حضرت حکیم الامت کے شیخ جو محنت اور تحقیق کراتے است سوال کئے ، ان کے جواب تو
 ہر کہ بھی نہیں دے سکتے ، اس کا ترک برکت کو بکوت جواب دیں بدیہی دے سکتے ہے جو کلاموں کے فن میں بھی محبت و
 شایں رکھتا ہو۔ ہم تو اس فن سے بالکل عاری اور عاجز ہیں۔ اور قرآن حکیم کا اہتمام ہے۔

لکھ رسول : آپ میرے دیان و اندہ بندوں سے کہتے
 کہ وہ بات کہیں جو اچھی ہو ، تحقیق شیطان بھوت
 ڈرتا ہے لیکن کہ وہ بات دے جسے شیطان انسان کا
 کھو دشمن ہے ۔

قُلْ لِيُؤْمِنُوا بِالْأَخْيَرِ هَبْ
 أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ جُنُودَهُ
 الشَّيْطَانُ كَانَ يُلْهِمُ النَّاسَ فُتُورًا
 خَبِيثًا (نور اللبائع ص ۲۰۷)

دوسری جگہ جو حضور کو ارشاد ہے۔

لے یہاں شفعہ لایا ہے میرے رسول اللہ صبر و حلم " چھپا ہوا ہے خان صاحب نے اس کو ارشاد کیا ۔

اپنی طرف لٹائی ہے۔ لیکن اس کی ذات پاک پر نہایت کا اطلاق درست نہیں۔ اسی طرح بادشاہ کی طرف سے شکوہ کو جو
 خطایہ ہے وہاں لکھ جاتے ہیں، اہل عربہ و ذہن و ذوق کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ عام کن برس میں یہ محاورہ لکھا ہوا
 ہے کہ - مدق لا مسبر للجنہ - لکھ جائے بہر بادشاہ کو ذائق یا دواق کہتا درست نہیں۔ اور خصوصاً
 کے خصائص مبارک کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ۔

” کہہ خود ہی اپنی فعل مبارک کو ذائق دیا کرتے تھے اور خود ہی اپنی بکری دودھ پیا کرتے تھے۔ “

لیکن اس کے باوجود حضور اقدس ص ۱۰۰، حاصف النعل، حیث دوزخ اور حالب النشاء ”
 دیکھی دو دھتے والا انہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال یہ حقیقت کا قابل اظہار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی
 جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوگا

چشم امید کہتے ہیں کہ اس نید سے بھارت کا نظریہ کھڑے ہوئے کہ حضور کو عظیم ہوتا ہے اور عظیم ایک صفت
 ہے اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم انبیاء کے اطلاق کا جواز۔ دم بھاریہ ایک ایک مستخرج ہے۔ اور ان دونوں میں چشم
 بھی نہیں۔ جب یہ بات نہیں لکھی ہو گئی تو اب سمجھنے کو حفظ المابہی میں اس موقع پر حضرت مولا کا قصہ صرف یہ ثابت ہوا
 ہے کہ حضور کی ذات مقدسہ پر عظیم انبیاء کا اطلاق ناجائز ہے، اور حضور کو جس طرح عظیم انبیاء
 ” عظیم لکھ لیں۔ “ وغیرہ وغیرہ تعادلات سے یاد کر سکتے ہیں۔ اسی طرح لفظ عظیم سے حضور کو بارہیں
 کیا جاسکتا۔ اور اس دعا کی حد و پیمانی کا نام ہے پیشہ کی جن۔

پہلے نزل کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ چونکہ عام طور پر مشریت کے عبادات میں عظیم انبیاء
 جلتا ہے جس کو غیب کی باتیں اور واسطہ اور لہجہ کی باتیں سے جڑے معلوم ہوئے اور یہ نئی صورت حق تعالیٰ کی ہے،
 مثلاً اگر کسی لہجہ سے کو عام انبیاء کہا جائے کہ تو اس طرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف چلے گا اور ان کو بھی
 جو واسطہ غیب کا علم ہے وہاں عقیدہ مرتبہ شرک ہے، اس حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عظیم انبیاء کہتے ہیں
 کسی ایسے ترین کے جس سے معلوم ہو سکے کہ ان کی مراد عظیم انبیاء واسطہ نہیں ہے اس لئے نادرست ہو گا کہ اس سے

ایک مشرک از خیال کا شہد ہوتا ہے۔ فرقہ واریت میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جس سے نہ قسم کی غلط فہمیوں کا اور نہ ہی پر۔ چنانچہ فرقہ گروں میں حضور پر کو غلط "واعظا" سے خطاب کرنے کی کماغت: اور حدیث شریف میں اپنے خلاصوں اور بدنامیوں کو "عبدی و بنتی" کہنے سے منع فرمایا۔ اور جوئی کہہ کہ یہ کلمات ایک باطل معنی کی طرف اشارہ ہیں جو جانتے ہیں اور جو خود حکم کا قصد کیا نہ ہو۔ — یہ ہے حضرت مولانا غزنوی کی پہلی دلیل کا خلاصہ —

مگر اگر کہ غائب صاحب کو مولا کی ہی دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے، بلکہ تقریباً یہی مصححین خود غائب صاحب نے بھی اپنے کتاب "مذہب لکچر" میں ایک نئی دلیل کی تعبیر سے لکھا ہے۔ اس سے اس کی تصدیق و تائید میں ہم کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور اب مولانا کی دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یہی وہ عبارت واقع ہے جس کے معنی غائب صاحب کو دھونے ہے کہ۔

۱۔ اس میں قسرتیج کی کر غیب کی باتوں کا جیسا علم رسولی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر ایک

اور ہر باطنی اور ہر خدا اور ہر چارہ پاسد کو حاصل ہے ۵

لیکن ہم "جنتہ اندین" کی اصل عبارت نقل کرنے سے پہلے ناظرین کی مسرت فہم کرنے پر بٹلا، یا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس دوسری دلیل میں مولانا نے مسئلہ کی دو تفسیر کر کے ان میں سے ہر ایک کو غلط طور پر باطل ثابت کیا ہے۔ اور حاصل مولانا اس دوسری دلیل کا مرتبہ یہ ہے کہ ہر شخص حضور کی وہی مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرتا ہے اور آپ کو "عالم الغیب" کہنا بہت (مثلاً زبور ۱۰۶ یا تو اس وجہ سے کہ کتاب ہے کہ اس کے نزدیک حضور کو بھی عیب کا نام ہے۔ یا اس وجہ سے کہ آپ کو کئی عیب کا نام ہے۔ یہ دوسری تفسیر تو اسی سے باطل ہے کہ ہر شخصیت کو کمال غیب کا علم نہ ہو، بلکہ ہر شخصیت پر غلبہ سے ثابت ہے۔ اور خود مولوی احمد رضا خان صاحب بھی یہ کہتے ہیں، "اللہ علی شئی و لیس علی غیب کی وجہ سے حضور کو عالم غیب کہنا اس لئے باطل ہے کہ اسی صفت میں لازم آتا کہ ہر انسان ہر چیز سے آگاہ ہو، "عالم الغیب" کہنا جائز ہے، مگر کہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو سب کو ہے۔ کیونکہ ہر جاندار کو کسی کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ پس اس تفسیر کی بنا پر جو کہ سب کو عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے، اللہ علی شئی و لیس علی غیب سے قرآن پر حقیقت سے اعلان ہے۔ لہذا خدام تعین یہ کہ حضور کو بھی علم غیب کی وجہ سے عالم غیب کہنا، ہم باطل پر مائل۔

یہ ہے مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ — اس کے بعد ہم حفظ الایمان کی اسی عبارت سے قرآن کے وسیع کرنے

ہیں۔ حضرت مولانا مغلطائی بھی اہل بیت کی تقریر سے کام لے کر جہنم کے بعد قہار فرماتے ہیں

حفظُ الایمان کی عبادت اور ان کی توفیق

آپ کے ذاتِ مقدسہ پر ہم غیب کا حکم کیا جاتا

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب

کہنا اور آپ کی ذاتِ قدس پر حفظِ عالم الغیب کا اطلاق کرنا، اگر مقبول نہ ہو تو ریاضتِ طلب

(اسی نہیں ہے) یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض اس غیب سے جو حفظ - عالم الغیب - میں واقع

ہے اور جس کی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب، کہتا ہے، بعض غیب ہے یا

کئی غیب، یہی آنحضرت مولانا اس شخص سے جو حضرت کو عالم الغیب کہتے ہیں اور اس کو یارِ تکمیل ہے

جس کا فرضِ تمام یہ ہے، یہ بات فرماتے ہیں کہ تم جو حضور کو عالم الغیب کہتے ہو تو کس اعتبار

سے؟ کیا اس وجہ سے کہ حضور کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کئی غیب کا علم ہے؟

اگر بعض طرح غیبی مراد ہیں (یعنی تم حضور پر بعض علوم غیبی کی وجہ سے "عالم الغیب" کہتے ہو، اور

نہ ساری اصلیں ہے کہ جس کو غیب کی بعض باتیں بھی معلوم ہیں) اس کو تم عالم الغیب کہتے ہو، تو

اس میں (یعنی مطلق بعض غیب کے علم میں) اور اس کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہیں، حضور کی کیا

تخصیص ہے؟ ایسا، بعض علم غیب رکھنے کے عالم الغیب کہنے کے لئے جس کی تم ضرورت سمجھتے

ہو یعنی مطلق بعض مشیبات کا علم، قرآن و حدیث پر مبنی و مجزی و مکمل جمیع جراتات و ہدایات کے

سے بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص کو کسی ایسی بات کا علم ہو جائے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے

تو یہ کہنے کے لئے تمام اس امر کا بنیاد کہ مطلق بعض غیب کے علم کا وجہ سے بھی عالم الغیب کہنا

سکتا ہے، سب کے عالم الغیب کہنا ہمارے۔

حفظُ الایمان کی عبادت میں خالصہ حبِ یحوی کی تحریکات کی تفصیل

یعنی حضرت کی اصل عبادت اور یہ تھا اس کا صاف اور صریح مطلب جو ہم نے ذکر کیا۔ لیکن خان صاحب

نے اپنی حاشیہ آرائی سے اس میں اہمیت ڈال کر شیطان بھی جس کو سرگرم بنا دیا۔ اس سلسلہ میں خان صاحب

کچھ فقرے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ جملہ فقرے : مصنام الحرسین ، کی اس عربی حدیث میں غایت فصیح کی پرستش لکھائی ملاحظہ فرمائیے اور ہم نے شروع بحث میں حسام ٹکڑی سے بقدر نقل کی ہے۔

عبدالرب غنط الایمان کی مزید توضیح
مگر چونکہ حاتم صاحب کی دیانت و ایمان کے فقرے کا حال تو

ہمارے قارئین کو اسی قد بین سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ مگر ہم صحت کی برہنہ قریح اور تفہیم کے لئے اس کے خاص خاص گوشہ پر کچھ اور روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت و غلامی دہلوی کا حاصل صرف اس قدر تھا کہ۔

حضرت کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کل غیب کی وجہ سے آپ کو عالم غیب کہا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ بعض غیب کی وجہ سے۔ یہی بات تو اس نے باطل ہے کہ آپ کو کل غیب کا علم نہ ہونا والا نقلیہ و حتمیہ شے ہوتی ہے۔ اور دوسری اس لئے باطل ہے کہ بعض غیب کا علم دنیا کی دوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے تو اس امر پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا جو ہر طرح سے باطل ہے۔ اگر اس دہلوی کا جملہ کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہر وقت کہ اس کے خیالی عقائد صرف یہ ہیں۔

۱۔ جب تک سہارا کسی چیز کے ساتھ قائم رہو، اس پر شوق کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً کسی کو ہم حبیب بھی کہنا جاسکتے ہیں جب کہ اس کی حالت میں علم کی صفات پائی جاتی ہوں۔ اور اگر وہ اسی کو کہنا چاہے گا میں کے ساتھ نہ کہ صفات قائم ہوں۔ نہ کہ آپ وہی کہلائے گا جو وصف کتابت کے ساتھ موصوف ہوں وہی غیر ملک من الائنہ۔

۲۔ علم کے ساتھ معلول کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ پر نہیں ہو سکتا کہ علت موجود ہو اور معلول نہ ہو۔

۳۔ حضرت علیؑ سے علیہ السلام کو کل غیب کا علم حاصل تھا

۴۔ معلول بعض صیغہ کی خبر خبر غیب یا عظیم السیما بلکہ غیر انسانی کو بھی ہو جاتی ہے۔

۵۔ ہر چیز دعوہ کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

۶۔ عالم کا اطلاق لازم کے بطن کو مستلزم ہے۔ یعنی میں بات کے ماننے سے کوئی مرید ظل لازم آہستہ

و خود باطل ہے۔

ان مقتدات میں سے پہلے دونوں اہل آخری رد فتنی و حق سہلادت میں سے مراد گویا جیسی ہیں جس سے دنیا کا کوئی غافل بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اسی لئے سرورِ مہر حضرت تیسرے اور چوتھے مقتدر کو خان صاحب ہی کی تھوڑی سی ثابت کر کے ہیں۔

کہ جس نے کہہ پر جھباہی ہے گرا بہتری

حفظ الایمان کے اہم مقتدات کا ثبوت خود خان صاحب کی تصریحات سے

حضرت مولانا محمد تقی مدظلہ کی جلیل کا تیرہ مقدمہ تھا کہ۔

۱۔ انھنرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی خوب کا علم حاصل تھا ۔
اسی کا ثبوت غافل بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی خوب کا علم حاصل تھا ۔

ناظر موصوفت ۱۰ اہل الذکر ۲۵ ص ۲۵ پر ملاحظہ ہو۔

خان یونس صلی اللہ علیہ وسلم خان یونس صلی اللہ علیہ وسلم
قد احاط بجميع معلومات الله سبحانه قد احاط بجميع معلومات الله سبحانه
وتمنى فانه يحصل مستطوع . وتمنى فانه يحصل مستطوع .

الاسم الذکر الکبریت ۲۱ ج ۲۱

ولا نثبت بعلم الله الصلح ولا نثبت بعلم الله الصلح
ایضا الا فہم عن . ایضا الا فہم عن .

۱۔ لہذا الذکر ۲۱ ص ۲۱ ص ۲۱ ص ۲۱

اسی ہی خان صاحب تیسرا ایمان صفر ۳۰ پر فرماتے ہیں ۔

۲۔ حضور کا علم بھی جیسے معلوماتِ الہی کو محیط نہیں ہے ۔

یہ اسی قسم کے صغریہ ہے۔

۱۰ اور جمیع معصومات لیسہ کر علم حقوق کا محیط ہوتا ہے، باطل اور کفر علماء کے خلاف ہے :

خان صاحب کی ان تمام عبارات کا معنی، بلکہ مقصد یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چرچ محبوب کا علم حاصل نہ تھا، بلکہ تا ویر عرب کے علم تفصیل کا حصول آپ کے لئے بلکہ برحقوں کے لئے ممکن نہ رہتا اور اس کا حقیقہ دیکھنا باطل اور کفر علماء کے خلاف ہے : اور یہی سبب حضرت مولانا قاضی کی دلیل کا قیاسیہ مرتبہ ہے، جو کچھ آئمہ خان صاحب نے کہے تھے کیا اس سے مدد، دانشمندی کی طرح واضح ہو گیا، غصہ نہ ہو۔

حضرت مولانا کی دلیل کا چرچہ قابلِ غور و تامل ہے۔

۱۱ مطلق بعض سنیہ شیعہ کی خبر غیر منسب یہ مسلمہ، بلکہ غیر مسلموں کو بھی یہ جانی ہے :
اسی کا ثبوت بھی خان صاحب بریلوی کی تحریرات سے ملاحظہ ہو۔

برہمچریوں کو کچھ غیر خوب کا علم تفصیلی ضرور ہوتا ہے

خاصی موصوفہ : الدنہ الحکیمہ : صغریہ نام فرماتے ہیں۔

انما کمنا بالصیامة والنجاسة و
بالنار و بالله تعالیٰ و بالامهات السبع
من صفاته و زوجہ کل و ثلاث غیب و
قد علمنا کلا بحیالہ مستورا عن غیرہ
ووجب حصول مطلق العلم التفصیل
بالغیب لافضل مرہون ۔

یہ نہ کہ ہم ایمان لائے ہیں قیامت پر اور جنت اور
دوزخ پر اللہ تعالیٰ اور اسی کے ساتھی صفات صلیہ
پر اور بر سبب کے غیب ہے : اور ہم کو اس کا علم تفصیلی حاصل
ہے اس طرح کہ جو اسے علم میں ان میں سے ہر ایک کو اثر
تھے نہ کہ ہے : میں غیب کے مطلق علم تفصیل کا حصول
برہمچریوں کے لئے واجب ہوا۔

یہی خان صاحب : خاص و عموماً پر لکھتے ہیں۔

۱۲ و مثلاً تعالیٰ مسئلہ کو نہ کہ ہے : "یوم یؤتی بالغیب" غیب پر ایمان لائے
ہیں ایمان تصدیق سے اور تصدیق علم ہے میں کہہ لا اصف علم ہی : ہر اس پر ایمان نہ لایا کیوں کر کہیں ؟

تاہم تفسیر کبیر ہے : لا یستنع ان یفعل مسد من استییب مانفا علیہ دلیل

یہ کہنا کہ میں نہیں کہہ گا کسی غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے

خداوند کی بھی وہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ میری اس کھجور کا کچھ علم تو ہے

بوصورت اپنے والد ماجد کی ایک پیشین گوئی

خانصاحب کے والد بزرگوار کو بھی غیب کا علم تھا -

یہ جو دوسری کتب میں گولی صحت سے لے کر - دیکھتے ہیں کہ قبول بندوں کو حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ غلام کے کشن ہوا ہے ، خود غیب دیتا ہے :

وعدولت علی حضرت :

خان صاحب نے اس کے ثبوت میں کوشش

کی ہے کہ کئی کئی چیزیں ہیں کہ وہ غیر سول

خانصاحب کے نزدیک گدے کو بعض غیب کا علم

تھی کہ جو برفانوں میں ہوا ہے ، اپنے کسی گدے سے دیکھ کر والدی اللہ کے لئے کوشش بھی کرتے تھے :

یہ صاحب کشف گدے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے - چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں صاحب کے فرمایا -

• ہم سرگتھے تھے ، ان ایک جگہ جسے بڑھادی تھا ، دیکھا کہ ایک شخص ہے ، اس کے پاس ایک

گدہ ہے ، اس کی آنکھوں پر ایک شی بدھ ہوئی ہے ، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس بکر

دی جاتی ہے ، اس گدے سے پوچھا جاتا ہے ، گدہ ساری مجلس میں دے کرتا ہے ہی سیکر ہی جاتی

تے ، ساتھ جا کر سر شنبہ دیتا ہے ،

اس کے بعد خان صاحب فرماتے ہیں -

• میں نے دیکھا کہ وہ حضرت جو برفان کے لئے ہو سکتی ہے ، جسے کشف ، دیکھ کر کہتے ہیں کہ ،

بوصورت اپنے والد ماجد کی ایک پیشین گوئی

خان صاحب کے اس لفظ سے ظاہر ہوا کہ جو صاحب کے نزدیک اس گدے کو بھی ایسی کھجور تھی کہ اس کا کشف ہوتا تھا

وہاں ہوا حضور -

دنیا کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا علم حاصل ہے

ہر وہی بھی ۔ اللہ تعالیٰ کیسے ہے ۔
خان صاحب کی ایک عبارت نقل کر چکے ہیں

جس میں تصریح ہے کہ : حق تعالیٰ اور اسی کے صفات اور جنت و دوزخ ملائکہ وغیرہ وغیرہ پر سب اللہ تعالیٰ سے
مستقیم ہیں : اور یہ بالکل صحیح ہے ۔

حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نبی ذات خود علیہ السلام نہیں مگر آپ کی ہدایت پر تنگ اور غیب ہے ۔
مگر کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے درمیان ایک غلطی نہیں ہے جو ہر جہت سے ظاہری و باطنی
دسترس ہے بالآخر اللہ تعالیٰ کے صفات کے ساتھ آپ پر اس پر ایمان لایا جاتا ہے ۔ پس میں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود
اس کی وحدت باقی کے رسول کی ہدایت کا علم حاصل ہوتا ہے کہ بعض غیب کا علم حاصل ہو ۔ اور ان صاحب کو نہیں ہے
کہ کائنات کی ہر چیز حق تعالیٰ کے دستوں کے پتے اور رنگستاروں کے ذریعے بھی تو سمجھ دے اور انہیں لائے کہ سکھ
ہیں وہ خدا کی قسم کہتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و ہدایت کی شہادت دیتے ہیں ۔

چنانچہ خان صاحب کے خطوط مصر پر مضمون ہے ۔

۱۔ ہر شے سکھ ہے صرف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ ۔

۲۔ اسی کے صفحہ ۱۸ پر ہے ۔

۳۔ ایک ایک دعا میں تو ہر ہر نبی ہر ہر جہاں سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا لکھا ہے ۔

۴۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۔ حدیث میں ہے ۔

ما من شئ الا و جہلہم اہل رسولی کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نہ پہنچے

اللہ الا مردۃ الجنۃ والا نس ۔ ہوا ۔ مگر کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے ۔

خان صاحب کے لکھے احادیث سے مندرجہ ذیل صحت ثابت ہو گئے ۔

۱۔ ہر وہی کا غیب کی کھجوریں ہر وہی معلوم ہوتی ہیں ۔

۲۔ غیر معلوم کو بھی کشف ہوتا ہے ۔

۳۔ اللہ تعالیٰ جیسے حق تعالیٰ کو بھی ہر وہی ہر وہی کا علم ہوتا ہے ۔

ہے ۔ کائنات کی ہر چیز حق کرنا ذات و احوالات کو بھی غیب کہہ کر باقی معلوم ہیں ۔

اور یہی حضرت مولانا غلامی مدظلہ کی دلیل کا چوتھا ہی مقدمہ تھا ۔

الحاصل مولانا کی دلیل جن چھ مقدمات پر مبنی تھی ، اس میں سے پہلے دو مسابقتی حقیقۃ اللہ بالکل جہتی تھے اور دو مستحکم ثابت تھے ۔ سوال کو ہم نے کہا تھا غلامی صاحب کی فکر کجائے سے ثابت کرنا ۔ اور چارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا کی دلیل میں یہ غلطی حد حسب نے کھڑا کر رکھا تھا ۔ کچھ اجازت خان غلامی صاحب کو سلب ہے اور اگر وہی صاحب کفر ہو سکتی ہے تو پھر غلامی صاحب بھی ۔ اس کفر میں برابر کے حصہ دار ہیں ۔

چونکہ یہی گفت قرابت نسبت شومہ میں چھان کریم

اگرچہ اس کے بعد حفظ الایمان کی حدیث کے متعلق کچھ اور بھی مسئلہ کی حاجت نہیں رہتی لیکن مزید توضیح کے لئے انہیں ہم حدیث حفظ الایمان کا ایک مشنی نوٹ پیش کرتے ہیں ۔

قرآن مجید کے ارکان صاحب مروی احمد رضا
عبارت حفظ الایمان کا ایک مشنی نوٹ
صاحب کے کنز مرید یا جانشین حضرت مولانا صاحب

کہتے ہیں اور اس کو جائز کہتے ہیں ۔ اس پر جس ایسے عرض کرتا ہوں کہ آپ جو شخصرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں تو یہی غیب کی وجہ سے یا بعض غیب کی وجہ سے ، اور اگر غیب کی وجہ سے کہتے ہیں تو وہ تو یقیناً مولانا صاحب نے حدیث حد حسب کے تحت ، غلطی یا غلط جگہ کر دی ہے ۔

نہ کہ اگر آپ بعض غیب کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں اور آپ کا یہی اصول ہے کہ میں کو بھی غیب کی وجہ سے مانتا ہوں ۔ اس کو عالم الغیب کہیں گے تو یہ حضور کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے ۔ کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو قرآن مجید میں ملتا ہے ، اور جو تمام کائنات حق کے مقدمات اور احکامات کو سمجھ رہے تو آپ کے اس اصول پر لازم آئے گا کہ آپ دنیا کی ہر چیز کو عالم الغیب کہیں گے ۔ اگر آپ فرمائیں کہ میں ہر سب کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر بتایا جائے کہ اس صورت میں عالم الغیب کہنے میں حضور کی کیا تعریف نکل جائے کہ آپ کے نزدیک سب کو عالم الغیب کہہ جاسکتا ہے ۔

ناظرین کرام : فرمائیے کیا دنیا کا کوئی ایسا عرض انسان میرے اس کلام سے یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ معاذ اللہ

یہی مذہب دنیا کی ہر چیز کو ظلم میں حصہ دے دینا ہے۔ علی اللہ علیہ السلام کے برابر کر دے۔

اس کی ایک دوسری بات یہ بھی زیادہ عام فہم مثال دلاؤ۔

فرمان کیجئے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا عزیز ہے۔ اس کے سامنے ٹکر مارنا جاتی ہے اور صبح و شام بزم میں مینا جوں اور سنگینوں کو کھانا کھاتی جا رہا ہے۔ اب کوئی احمق مشغور کہتا ہے کہ میں تو اس بادشاہ کو رازقی کہوں گا۔ اس پر ملک و مملکت مشغور ہو کر کہے کہ جانی تو تم ہی اس بادشاہ کو رازقی کہتے ہو تو کس وجہ سے؟ اگر اس وجہ سے کہ وہ ساری مخلوق کو روزی دیتا ہے؟ یا اس وجہ سے کہ بعض مسلمانوں کو کھانا کھاتا ہے؟ یہی ٹیٹ تو جراثیم پھیلاتی ہے۔ اب یہی دوسری صورت میں یہ کہ اس بادشاہ کو صرف اس وجہ سے رازقی کہا جائے کہ وہ بعض مسلمانوں کو کھانا کھاتا ہے۔ تو اس میں اس کی کوئی تخصیص نہیں، کیونکہ ایک غریب انسان اور ایک معمولی عرصہ میں کم از کم اپنے بچوں کا پیشہ بھرتا ہے اور انہیں توانسان سمجھتی سمجھتی چڑھاؤں اپنے بچوں کو رازقی ہی۔ تو پھر سارے اس اصول پر چاہئے کہ سب کو رازقی کہا جائے۔ اور خود فرمایا جائے کہ یہ عرصہ کہ اس کلام کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اس ٹیٹ کو کھانا کھانا دیا۔ اور ہر کوئی مزدور کو ان کی جگہ پر لایا، یا اس نے ہر انسان اور معمولی مزدور کو اس بادشاہ، سکھ برابر فیض مان لیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا بھنا بچنے والا کی حالت ہے۔ پس حفظ الامانی میں جو کچھ کہی گئی ہے اس سے زیادہ کہہ دوں۔

اس کے بعد ہم اہلسنت کے مسلم امام علامہ سید شریف رحمانہ کی شریعت مرقعہ کے ایک عبارت پر نظر کرتے ہیں جو بالکل حدیث حفظ الامانی کے تحت ہے کہ اس کے مطابق کہ ہر کوئی شیخ مسلمان حفظ الامانی کے متعلق سب کسان کی عزت و کرامت کا کیرن کہ حفظ الامانی میں جو کچھ ہے وہ قریب قریب شرح مرقعہ کی اسی حدیث کا ترجمہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں۔

میر حال فلاسفہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کوئی ادبے کو جس میں
قرین باقیں خاص جہ پر پانی چاہیے۔ جہ کی جہ سے وہ بھی
خبر ہی سے متاثر ہو سکے۔ ونا ہی سے ایک بات یہ ہے
کہ یہی کو اطلاع میں چاہئے کہ منیبات پر جو بھگتے ہیں
یا ہو چکے ہیں یا ہونے کو ہیں۔

و اما الفلاسفة فقالوا انتم ہی

من احتج فیہ خواص ثلاث یعتمد علیہا من

ضمیرہ احدھا ای لحد الامور المختصہ

بہ ان یسکون کہ اطلاع می تسفیہ است

لحکاشۃ والمعانیۃ ولامنیۃ -

اس کے بعد چند مصرعوں خلاصہ کی طرف سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے چند مستحب

میں، اس کے بعد انہیں نوحہ کی طرف سے فرماتے ہیں کہ:

لَکِن یٰسَیِّدُکَ الْاَوَّلُ الْاَوَّلُ طَلَع

فِی حَقِّ النَّبِیِّ رَفَعَتْ رُوحَهُ فَاِنَّکَ فِی سَمٰوٰتِ

قُلُوبِ مَسْکُوْنِ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ طَلَع

اَوْ مَرْضٰی حَادِیْهِ النَّفْسِ عَنْ اِشْتِغَالِ

بِالنَّبِیِّ وَ اَصْحٰبِ الْمَالِ الْاَوَّلِ اَوْ نَحْمُ نَبِیَّ

مَنْ اَحْسَنَ اَنْ تَطْلُعَ اَنْ تَطْلُعَ اَنْ تَطْلُعَ

مَنْ اَحْسَنَ اَنْ تَطْلُعَ اَنْ تَطْلُعَ اَنْ تَطْلُعَ

حَقِّ کَمَا یُسْهَدُ بِهِ النَّاسُ اَوْ اَلْجَارِ

لِیَعْلَمَ لَا یَسْکُنُ فِی شَبَعَةِ الْمَصْغِفِیْنَ ۔

انہ انبیاء علیہم السلام کا حق منیبات پہنچنے پر نہایت کوشش

ہو سکتی ہے حالانکہ یہ اطلاع کلی الغیبات ان لوگوں

میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شوق قلبی نفسانی مجاہدوں

کی مہارت یا کبھی ایسے مرض کی وجہ سے کم ہوں یا کبھی

کوششیں باطنی اور آواز کے استعمال سے روکے ہوئے

ہو یا یہ شوق قلبی منیبات کی وجہ سے کم ہوں جس کی وجہ

سے اس سلسلہ کے احکامات ظاہری مستحق ہونے

ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ انبیاء منیبات اور اس سے

کے لئے دالہ اور مرضی ہیں کہ انبیاء ہوں یا نہ ہوں

دالہ بھی انہیں منیبات پر مصلحت ہو جاتی ہے جیسا کہ جو

شام ہے بیان کیا کہ اصل خاصہ کہ اس میں خبیث

ہیں رہتا ۔

بیان کیا کہ تو خلاصہ کا مذہب اور اس کے دلائل تھے۔ اس کے بعد مصنف نے شریعہ و احکام کی

طرف سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

فَلَمَّا عَادَ الْوَحْیُ مَرَّ دُوْنِ جَوْجِہِ

اَلْاَوَّلِ طَلَعْ عَلٰی جَمِیْعِ الْمَغِیْبٰتِ لَا یَجِبُ

لِلنَّبِیِّ اِنْشَاقَ صَاحِبِہِ وَ مَنْکُمْ وَ لَمَّا اَقَامَ مَسْبَہَہِ

لَا نَبِیَّاءَ رَفَعَتْ اَعْلَمَ نَبِیِّہِ لَا یَسْکُنُ

مَنْ الْوَحْیُ وَ مَا مَسْرُوعُ السَّوَدِ وَ لَمَّا مَسْرُوعُ

جو کچھ تمہارے لئے چند وجوہ سے مردود ہے۔ اس کے لئے کہ تمہارے

مرا اس اطلاع کلی الغیبات سے کیا ہے یا ان منیبات

پر احوال برائی پائے یا بعض پر یا ان منیبات پر مصلحت

ہو یا تو کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں۔ نہ ہوا نہ ہو

نہ ہوا نہ ہو نہ ہو ۔ اس کی وجہ سے جواب رسول خدا

اسی اختلاف علی البعض لا یشتمل یہ
 انہی کما انہی یشتمل بہ حیث جہتہما
 تنساختہن والمشرقی والحدیبی فلا یشتمل
 علیہ الذی عن حدیبہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا
 تو میں نے خیر سے بہت سا جمع کر لیا ہوتا اور تم کو برائی
 چھوٹی دے دیتا۔ بعض غیبات پر مطلع ہر زمانہ کے ساتھ ساتھ
 نہیں دیتے یہ خبریں بھی بھی پانا جاتا ہے، مجھے کبھی تم
 کو اقرار ہے، اس لئے کہ تم اس کو جانہ کتے ہو، اور خیر سے
 کہنے والی کہتے، ان میں سے کسی کے لئے، اور سونے

والے کہتے۔ لہذا اہل خبر سے استفادہ ہو گا :

لاظری بالاصناف عند فرایق کر شریعہ مراقفہ کی اس حجت اور حفظ الایمان کی زیر بحث حجت میں کہ، اذیہ
 ہم قنیدہ کہتے ہیں کہ بابت اس مسئلہ میں کہ جب حفظ الایمان کی عبادت رہی نہیں کہ کوئی شیعہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد اہل اہم حجت
 کہتے ہیں اختصار کے ساتھ حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کو کہ وہ جواب بھی فقہاء کے لئے ہیں جو سنوں نے اسی اقترا کی
 تردید میں تحریر فرماتا ہے۔ ۱۰ حفظ ہو۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کا یہ فرمنا۔۔۔ حاکم اگر بھی۔۔۔ حسب شانہ ہوا اس سے ایک فقہرینا
 جو اس حجاب ہونا کسی حد تک منہ سے حضرت مولانا تھانوی کو خط لکھا کہ :

۱۔ مولوی احمد رضا خان صاحب پر جو آپ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ :۔۔۔ بچہ نے ماما بھٹہ
 حفظ الایمان میں یہ تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا حجاب علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ہے جیسا تو ہر بچہ انہی ہر جگہ انہی ہر جگہ کو حاصل ہے :۔۔۔ کیا کہیں "حفظ الایمان" میں آپ نے
 یہ لکھا ہے ! یا آپ کا یہ عقیدہ ہے ؟ اگر آپ کا عقیدہ نہیں تو آپ اس شخص کو کیا لکھتے ہیں
 جو ایسا حدیث حقیقہ دیکھ کر :۔۔۔ لکھ کر اربط لبان ۔

حضرت مولانا تھانوی جواب دیتے ہیں۔

۲۔ میں نے یہ غیبت ممنون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو دکن میرے قلم میں بھی اس
 ممنون کا کبھی خطر نہیں گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ شخص ناواقف نہیں آتا، یہاں کہ اخیر میں
 www.besturdubooks.wordpress.com

عمر بن کاس کا۔ جب میں اس معصوم کو نصیحت کرتا ہوں تو میری مراد یہ ہے جو شخص اپنے اعتقاد رکھے، یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یا بات کہ میں اس شخص کو خدا کا از اسلام کہتا ہوں کہ وہ گنہگار نہ رہے خصوصاً ظہیر کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ پر بیعت اقامت علی اللہ علیہ وسلم کی۔

اس کے بعد حضرت مولانا مظفر نے اپنے اسی گرامی نامہ میں جو اس لفظ میں ”بسط“ ”بیعت“ کے اہم سے متعلق بھی پہنچا ہے، خانی صاحب کے اس الزام کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے۔ اور حضرت امین علیہ السلام کی زیر بحث عبارت کا مطلب بیان کیا ہے۔ لیکن اب یہاں اس کے نقل کرنے کی حاجت نہیں، کیونکہ ہم نے جو کچھ اس عبارت کی تشریح میں آدھرا لکھا ہے وہ گویا حضرت مولانا کے اسی جواب کی تشریح ہے۔

ناظرین! اگر ہم انصاف فرمائیں کہ داخل بریلوی اپنے قلم سے کفر میں ہدایت اور ہدایت سے کفر میں
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ



تکمیلہ

مصنف حفظ الایمان کی حق پرستی اور بے نفسی

عبارت حفظ الایمان میں ترمیم کا اعلان

حضرات! مولوی احمد رضا خان صاحب نے ۱۰ جنوری ۱۳۸۵ھ میں حفظ الایمان کے طرف ایک
 لاخراہ معذرت کی نسبت کہ کہنے کا جو فتویٰ دیا تھا، اس پر ملاحظہ فرمائیے کہ جو پہلی اور تاخیرین کراہ کو معلوم ہو چکا کہ اس
 کی حقیقت افزا اور بہتان کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور مستحب حفظ الایمان کا دامن اس تباہی کا نشانہ نہ بنے
 ہے بالخصوص پاکستان۔ اس کے بعد معلوم کر کے آپ حضرات کو اطلاع دے رہا ہوں کہ اس نے
 مخلصین سے حضرت مولانا اثر علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ علیہ کی توجہ جیب اس طرف مبذول کرنے کی اگرچہ حفظ الایمان
 کی عبارت موقوفہ میں پہلی جگہ اور بے خیریت کی بجائے نادر سس اور طرہی جیسے معاذین اس کے جس الفاظ سے بچا ہے
 ناظم حرام کو دیکھ دینے میں لگے ہیں حفاظ کو اس طرح بدل دیا جائے کہ اس کے بعد وہ ختم پر دائر حرام کو یہ دھوکا بھی
 دے سکے کہ جس ترجمہ چارے حرام کے تحت میں یہ بہتر ہوگا۔ — تو حضرت مہربان حلف نہ کرو۔ دیکھو دلوں کو عادی نہ
 ہونے والی مسرت کے ساتھ اس مشورہ کو قبول کر لیا اور عبارت کو اس طرح بدل دیا کہ ترمیم عبارت میں "ایمان علیہ" کے
 الفاظ سے جو فقرہ شروع ہوا تھا اس کے بدلے یہ فقرہ لکھ دیا کہ

و مطلق بعضی علوم غیبیہ توجہ انساب علیہم السلام کو بھی مائل ہیں :

یہ واقعہ ماہ صفر ۱۴۰۴ھ = ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قریباً تیس سال پہلے "حفظ الایمان" کی عبارت میں

ترمیم ہو چکا ہے اور اس کے بعد "حفظ الایمان" اس ترمیم کے ساتھ چھپ رہی ہے جس کی ترمیم کا یہ

واقعہ اور حضرت مصطفیٰ کی طرف سے اس کا اعلان بھی "تنبیہ العنوان" کے نام سے محفوظ ہے۔ ان کے ایک حسیہ کے دو پر اس کے سب سے چھپتا ہے۔

پھر سب کے بعد چالیس فروری ۱۹۵۴ء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ کب سے حسب کے توجہ دلائے بغیر، اسی ناچیز ناچیز سلطان، محمد شہزادہ نواز، نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں عرض کیا کہ "محققانِ ایمان" کی جس عبادت پر سلطان کا اعتراض ہے اس کے بغیر اعتقاد میں وہ غلطی کا حکم کیا جاوے گا۔ کہ جو الفاظ میں اس کا مطلب بلاشبہ منقول عالم الغیب کا اعلان ہے کہ اس کی عبادت کے مصداق کسبِ ایمان سے بھی ظاہر ہے اور مبطل ہے۔ اور "تنبیہ العنوان" میں حضرت نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ پس اگر اصل عبادت میں بھی سب سے "محکم" کے ہوتے ہیں۔ "الطلاق" چھ کا غلط کرنا یا نہ کرنا اور زیادہ صاف اور بے غبار ہو جائے گی۔ حضرت کا بلوغت علی اس کو بھی قبول فرمادیا اور اس فقرہ کو اس طرح یہ دیا۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات محمد صمد پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جائے اگر بقولِ زیرِ صبح ہے۔"

اور اس ناچیز سے فرمایا کہ میری طرف سے آپ ہی اسے رسم کا اعلان بھی کر دیں۔ چنانچہ جب ۱۹۵۴ء

کے "مفتی کاظمی" میں اس واقعہ اس کا اعلان ہو گیا تھا۔ مہر خان احمد دو مضمون کے تحت محفوظ فرمایا۔

کی عبادت اس طرح ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کا رب خدا سر پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جائے اگر بقولِ زیرِ صبح ہو تو نہایت

طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض چیزیں یا کائناتِ غیب۔ اگر بعض امور مجیدہ مراد ہیں تو اس

میں منظرِ حق تعالیٰ علیہ السلام کی کیا تصویر ہے؟ سلطان بعض علوم غیبیہ کو جزائیاں دے رہا

استدلال کو بھی حاصل ہیں تو چاہتے کہ سب کو عالم الغیب کا جواز دے۔

الغرض ہمارے ہندوؤں نے ان کا خزانہ غیبیہ اس سے اپنی برائت اور اپنی بلوغت کا اعلان بھی کیا۔ جن

کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے کھنڈی فرمایا کہ ان کی طرف سے اس کے کھنڈ کی کھنڈ اور اسی کے ساتھ اپنے خزانہ

کا نام بھی ملے گا۔ چنانچہ بیان کیا جس کے بعد ان کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ

ان میں کوئی بات بھی مسلمہ اور نصیحت اور عقلاً ذہانت کے خلاف نہیں ہے اور اس سب کے بعد جبہ بے چارے

نام تمام گرفتار سے بچانے کے خیال سے اشد کے کچھ چند منہ ٹھکانا ضرور پر عبارت میں تہذیبی کا کوئی مشورہ دیا
 تو اس کو بھی بے اثر نہ رہا۔ بلا درجہ بھول لیا کر اپنی عبارت کو براں بھی دیا۔ بد قسمتی یہ ان حضرات کی حق پرستی
 اور نصرت و بے لطفی کی مکشورہ دلیل ہے۔ انہیں کسی ایک کلمہ اشد شفیق ہیں دو لوگ ہوا شد کے چندوں کا مل کر کہتے،
 ہیں۔ — !

محترمہ منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ ہجری

نوٹ: - مقتدا ذی قہر حضرت محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر مشورہ عبارت کے ساتھ پیرہ دو قد رسالوں "سید البنان" اور
 "غیر احوان" کے انجیل اور شاہین کا فروغ سے ملے ہوئے ہیں۔

تہذیب الناس کی عبارت ہے نہ یوں کہ مفصل و مکمل مناظرہ
یعنی

گیمناطریہ

مرتبہ

مولانا محمد عابد اللہ دہلوی

انجمن ارشاد المسالین

۱۴- بہاولپور روڈ، مزنگ لاہور

فہرست

۴۱۲	دو خدا و شاگرد گیتا
۴۳۹	مولانا محمد منظور صاحب نعمان کا پہلا تحریر کردہ بیان
۴۴۸	مولوی شمس علی صاحب کا پہلا تحریر کردہ بیان
۴۵۵	مولانا محمد منظور قلی صاحب کا دوسرا جہاں بیان
۴۶۶	مولوی شمس علی صاحب کا دوسرا بیان
۴۷۳	مولانا محمد منظور قلی صاحب کا تیسرا جہاں بیان
۴۸۹	مولوی شمس علی صاحب کا قیسل بیان
۴۹۹	مولانا محمد منظور قلی صاحب کا چوتھا جہاں بیان
۵۱۷	مولوی شمس علی صاحب کا چوتھا بیان
۵۳۳	مولانا محمد منظور قلی صاحب کا پانچواں جہاں بیان
۵۴۹	مولوی شمس علی صاحب کا پانچواں بیان
۵۵۳	مولانا محمد منظور صاحب نعمان کا چھٹا جہاں بیان
۵۶۶	مولوی شمس علی صاحب کا چھٹا بیان اور متاخرہ کا خلاصہ
۵۶۷	توسیف از مرتبہ
۵۷۳	پیشا مرتبہ نیوی

رَوَدادِ مُسْتَنْظَرۂ گِیَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُحِبُّكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُحِبُّكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُحِبُّكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا الْمُطَهَّرَ وَحَلِيًّا نَبِيًّا وَصَحْبِهِ مَحَابِبِهِ الْمَدَنِي
وَهَذِهِ الْقُرْآنُ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ

.. گِیَا .. یہ کہ جسے محبوب اور مخلص و عارف شریعت میں دوسرے ہیں یہاں کے مسلمان ہیں۔
سکھانے کی آغوش میں کر کے جیسے ہیں: جو بدنی برائیوں سے بچنے والے کو دیکھ کر پورا ہنسنا۔ پھر اسی طرح دیکھ کر بعض چھوٹا
برائیوں سے بچنے والے کو دیکھ کر جیسے ہیں: جو بدنی برائیوں سے بچنے والے کو دیکھ کر پورا ہنسنا۔ پھر اسی طرح دیکھ کر بعض چھوٹا
عجیب نام ہو گیا۔ مسلمانوں کو کو فرشتے کی کا کام نوازہ و خود سے منجھو دیا جائے گا۔ یہ نام جو مسلمانوں کے سر پر ہوگا
کوئی قوم میں نہیں کیا۔ لیکن جب وہیں آئے مسلمانوں میں وہ پھر شریف بن گئے۔ ان کے اولاد تیار ہو گئے کہ ان کے
اور جو جیسے وہ مسلمانوں سے برائیوں سے بچنے والے کو دیکھ کر پورا ہنسنا۔ پھر اسی طرح دیکھ کر بعض چھوٹا
میں نے اپنے خود کو ہی قسمت فی صاحب کے میں جیسے میں نے کہیں میں کہو۔ قسمت کی بدستوری ہو رہی تھی سواری صاحب
مردوں کو سنا دیا کہ جیسے دیا اور عرض کیا کہ آپ کی ان تقریروں کے یہاں کے مسئلہ فہم میں بڑی بہت سی باتیں ہیں
مگر میں چھوٹا ہوں۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے۔ میں آپ سے متفرق ہوں۔ آپ جیسے ہیں۔ تو کیا ہے۔ میں نے کہا
ہے کہ آپ نے جس طرح تقریروں کا مسئلہ حل کر دیا اور کہا کہ میں نے یہاں سے بحث کرنا شروع کر لیں۔ لیکن میرے پاس
تقریری و تقریری چھٹی کا جو آپ ہیں۔ انہیں وہ غلطی نسبت طریقہ سے مولوی قسمت علی صاحب اور ان کے

حوالوں کی طرف سے دیا گیا وہ اہل ماگیا، کو مسکوم ہے۔

حسب مجلس بریلو، وخرقا زیادہ بڑھا تو میں والدہ آقا علی صاحب جگہ بعض لوگوں سے مسکوم ہو کر مولوی شمس علی صاحب اس وقت گیارہ تشریف لے جاتے ہیں۔ میں بریلو میں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب جو مصروف کو پہنچا رہا تھا، مشکل میں چھپ چکا تھا میں نے مناسب سمجھا کہ مزید اقدام جست کے لئے دو مولوی صاحب جو مصروف کو پہنچا رہا تھا، تاکہ میں کو کسی عند وکیل کی گنجائش نہ ہو، چنانچہ میں نے خود پیشانی پر پہنچ کر وہ مولوی پہنچا، آپ کے حال کیا، مولوی نے کہا کہ آپ کی وجہ سے ماگیا، کے محل میں خطرناک اختلاف چرچا ہے، تاہم کوئی تنازعہ نہ ہو، آپ اس اختلاف کو ختم کر دیں، آپ کے لئے کسی طرح یہاں سے تشریف لے جانا مناسب نہیں، لیکن مولوی صاحب موصوف سے میرے پہنچنے کا کوئی سبب اس وقت نہایت میں دریا، اور آپ تشریف لے گئے، مگر آپ کے حقیقت مندوں نے یہ تصور کیا کہ اس وقت مولوی صاحب ایک فوری ضرورت سے کراچی تشریف لے گئے ہیں اور آپ اب ۲۰ بھائی مسکوم کو مصروف مناظرہ کے لئے رہ گیا، تشریف لائے گئے۔

یہ خبریں کریم بخش ہو گئے، وہ پہلے بھی مناظرہ کی تیاری شروع کر دی، چنانچہ ہم نے دہلی کے لئے تشریف لے جانا ضروری سمجھا، صاحب منافی نے لکھنؤ کی بریلی سے تشریف لے کر، ی کی مسکوم کی اور خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ماہر و پیش از میں مصروفیتوں کے باوجود درخواست کو شرف قبولیت سے مشرف فرمایا اور آپ بدلی ہوا تشریف لے آئے، ۱۵ جون ۱۹۳۵ء کو دہلی، تشریف لے آئے، لیکن مولوی شمس علی صاحب نے نہیں آئے، اب نہیں کہاں گئے، کیا آپ کو کوئی خاص ضرورت پیش آگیا یا آپ کے حقیقت مندوں نے صرف دینی غفلت منانے کے لئے آپ کے وعدہ اور ایانہ کے بغیر جو کسی فلو شہرت سے دی تھی، ہر حال اس وجہ سے مناظرہ تو نہ ہو سکا، ہم صرف مولانا محمد شمس علی صاحب کا پانچ چھ ہزار قیام ہوا، مختلف مقامات پر متعدد تقریریں ہوئیں، میں نہایت مسکت اور شیعہ کے ساتھ اختلافی مسائل پر روشنی ڈال گئی اور بریلو کی کراچی کی حقیقت کو آشکارا کیا گیا، اور انگریزوں سے مسکوم جو فلاحی میں بٹھا رہا، جو گئے تھے حقیقت حال سے واقف ہو گئے۔

اس سے قریباً آٹھ ماہ کے بعد فروری ۱۹۳۶ء میں میر صاحب بدلی کی طرف مولوی شمس علی صاحب کا دورہ ہوا اور پھر آپ نے گیارہ کو اپنے قدم سے گزارا، اس مرتبہ پانچ پستے سے زیادہ بڑھا ہوا تھا، اور کھڑکھڑی کا ہانا

جسے ہم گرم، عجیب و غریب اور اہلسنت کی طرف سے میرا پ کو منظر کا چیلنج دے دیا گیا۔ اور پھر حضرت مولانا محمد منظور صاحب اور حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن صاحب نے بھی کو تیار دیا گیا۔ ۱۰ فروری کو ماہر کے قریب حضرت مولانا منظور صاحب گئے پہنچ گئے وہ تھے، ذرا مینی ۱۰ فروری کو علامہ صاحب حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب بھی تشریف لے گئے۔

مبارک منظر کے مشعلی مولوی حضرت علی صاحب سے بعد ہی خط لکھا کہ مولانا کی تشریف آوری بے خیر ہے شروع ہر کچھ بھی اور سب سے پہلے کچھ بھی، مولانا محمد منظور صاحب نے پہنچ کر اس کو ختم کر دیا۔ اور پھر کچھ ہی کر۔
۲۔ خود ہی کو بعد نماز جمعہ فریقین کے پانچ پانچ نمائندوں کی ایک مشترکہ کمیٹی جامع مسجد میں مجھے زمینی منظر و بانی ملو پر ملے کرے۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا۔ اور بعد نماز جمعہ اس کمیٹی کا اجلاس شروع ہو۔ لیکن ۹۔ گھنٹہ کی گشتگو کے بعد راستہ کے ایک کھمبہ کا رسیخ د وقت اور مقام کی تبدیلی کے علاوہ کسی منظر کے مشعلی صرف ۱۰ باتیں تھیں جو کہیں۔
۱۔ منظر و مباحثہ حرام اکثر میں پر ہوا۔

۲۔ ہر منظر پہنا بانی تحریر ہی چہن کر کے گا اور اس کی توضیح، آئینہ میں تقریر کر کے گا اور اس تحریر و تقریر کے لئے ہر ایک کو مل آدھ گھنٹہ کا وقت دیا جائے گا۔
مباحثہ کی ترتیب اور یہ کہ میں کوئی فریق ہو گا اور سب کو مل ۱۰۔ یہ کہ مولانا کب تک جہاں جہاں گئے ہو کہ فیصلہ اس کمیٹی میں خود مناظرین کے لئے چھوڑ دیا اور مناظر کی کالوائی کے آئینہ کے لئے ۲۲ فروری ۱۹۷۹ء طاق
۲۹ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ پر ۲۲ شنبہ ۲۰ بجے دی کہ وقت مقرر ہوا۔

شعبہ ہی جمع کو حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے کو کشش کی کہ نمائندہ کمیٹی نے جو اس مناظرین کے اوپر چھوڑ دیئے ہیں وہ قبل از مناظر ملے ہو جائیں تاکہ وقت مقررہ پر اصل مناظر شروع ہو سکے اور ایک کا وقت شرائط کی گنت میں ضائع نہ ہو اور اس سلسلہ میں مولوی حضرت علی صاحب سے مختصر سی خط و کتابت بھی ہوئی مگر ایسے جے جامعہ کی وجہ سے کوئی بات ملے نہ ہو سکی میدان کم کہ نمائندہ کمیٹی کی قرارداد کے بموجب جلسہ مناظر کا انعقاد ہوا۔ حاضرین فریقین کی طرف سے بہت کافی فنی دونوں طرف کے پتہ ذرا بھرے ہوئے تھے۔ انتظار کے لئے پوچھیں کا عمل بھی ہو رہا تھا۔

حیثیت آپ کا ہر مری فیہ کر چکے ہیں تمام کے دل جاننے سے منظر کا تقاضا نہیں پڑتا۔

مولوی رحمت علی صاحب نے فرمایا کہ اذوائے اصول منظور اب یہاں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو چھوڑ دیکھنے اصول منظور کی شہر کتاب کا منظور کشیدہ ہے۔ میں یہ جانتا ہوں۔

فہم ہی من نصب فہم لا شیان الحکمہ مری وہ ہے مری پتہ میں گر پیش کر کے کسی حکم کے ثابت بالذیل اور اقبیہ۔ کرنے کے لئے دلیل سے اختیار ہے۔

میں ملتا ہے میں کہ آپ کے اکابر اب پر کون کا حکم ثابت کرنے میں پیش کیا جا رہا ہے میں ہی جوں و کہ آپ۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ کے منظر کا کبھی جواب تو ہے کہ ہر کے منظور کے وقت بھی منظور شیعہ کی یہ حیثیت دنیا میں مجاہد حق امداد آپ کی مواب کے من اساتذہ اکابر کا بھی ہوئی بھی ہوگی جو امداد ملے پھر اس کی ہر جمل میں دانی کیوں آپ نے مجھ کو مدعی تسلیم کیا؟ کیا آپ یہ تسلیم کرنے کے تیار ہیں کہ اس وقت آپ نے اور آپ کے اساتذہ اکابر انھیں جس سرکاری حادہ خان صاحب دعوئی فیہ مدعی صاحب نے اپنی ادائیگی کی وجہ سے یہ اصل غلطی کی تھی؟ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ پر گواہی اور اپنے فرد کی فعلی تسلیم کرنے کے تیار نہ ہوں گے۔ پس جب کہ وہاں آپ سب نے مجھ کو کوئی تمام بحث میں مری تسلیم کیا ہے یہ مدعی تسلیم کرنا غلط بھی نہ تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ گیت کے منظور میں بھی میرا مدعی ہونا غلط اور خلاف اصول ہو۔ یہ جواب نہ ہوا ہی قسم کا تھا میں سمجھتی ہوں۔

میں اس طریت فہم پر اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ملنے آپ کے ہر مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب کے نظریاتی مولیٰ سام الحرمین کا غلط باطل بناد کہ قبر سے ثابت کروں اور تلافی کروں برائوں میں کیا خیر کے لئے غلطی و غلطی کی جوت کافر و مرید قرار دیا ہے یہ حقیقت حد تک سہل اور سیکھ سہی تھی۔ میں منظور و حشیدہ کی اس بات کی بات بھی نہیں دے رہا ہوں کہ میں حاصل ہے۔

مولوی رحمت علی صاحب نے میں بحث میں جواب دہندہ کے بعد فرمایا کہ آپ کی مباحث کی طرف سے کوئی راستہ ولایت حسین شاہ صاحب نے مجھ کو ہر منظر کا چیلنج بذریعہ اشتہار دیا ہے اس میں مجھ کو مخاطب کرنے لگتا ہے کہ

ابہ تک تو آپ نے ملکی ٹیکس کی اہلیت آپ کو اس درجہ سے کثرت دینا ہوگا :

اسی عبادت کے بعد ان کا اہر ہے کہ مولوی صاحب دوسونے کے کچھ ٹیکس کے مسئلہ میں اسی قسم کے اہلیت ہے۔

مولانا غوث صاحب نے فرمایا کہ اس وقت سے کہ وہ میرا اہل آپ کا ہے کہ وہ میری چیزوں کو کھنے کے لیے میرے اہل آپ کے ہی اہل ہے تاہم اگر مولانا صاحب دوسونے میں شاد صاحب نے ٹیکس کی اہلیت صاحب نے اس قسم کا کوئی ٹیکس نہ دیا ہو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر یا آپ پر ملے نہیں ہوگی۔

مولوی شمس علی صاحب نے کہا کہ آپ کے کو اس کی تحریر سے دیکھتے ہیں آپ کا مٹی پر یا تسلیم کر لیں گا۔
مولانا غوث صاحب نے ذیل کے الفاظ کہہ دیئے۔

۱۔ اہل ہوتی۔ مولانا صاحب نے یہی شہادت دے کر اپنے اشتہارہ لکھی ہوئی،

یہ مولانا شمس علی صاحب کو صاحب کے کچھ ہے کہ : اب تک تو آپ نے ملا کی ٹیکس اب آپ کو اس وجہ سے کثرت دینا ہے : اس وجہ سے کہ مولوی شمس علی صاحب کا مٹی تسلیم کیا جائے جو ہم پر ہے جس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے ٹیکس کی کثرت اس کا فیصلہ میرے اہل آپ کے اختیار پر ہے تاہم مولانا صاحب نے اس پر آپ نے لکھ دیا میں تسلیم بھی کر لیتا ہوں :

۲۔ مولانا غوث صاحب نے فرمایا :

اس تحریر پر مولوی شمس علی صاحب مولانا غوث صاحب کو مٹی تسلیم کرنے کے بارے میں کہنے لگے : مولانا صاحب نے فرمایا : اس کے بعد سہ ماہی کی ترتیب پر ایک دفعہ شروع ہوئی۔

مولانا غوث صاحب نے فرمایا کہ یہاں مسلم ٹیکس کے مسئلہ میں بحث ہے جس میں جہاد سے لاکھ کے متعلق یاد بحث ہے۔ جس ترتیب سے وہ اس میں ٹیکس ہی اس ترتیب سے لکھا ہے کہ اس کے کچھ خاص ٹیکس کے مسئلہ میں غوث صاحب نے فرمایا کہ یہاں پہلے اس کے ذمہ دہیل ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ چیز بھی ہے کہ جو اس کے متعلق ہیں مولانا صاحب آپ کے دہیلان سے پہلے ہی ملے۔

مولوی شمس علی صاحب نے فرمایا کہ سب سے پہلے مسلم ٹیکس کے انویسٹ مولوی شمس علی صاحب

تعداد کی کتب سے متعلق مولانا صاحب کی بحث ہے کہ یہاں پہلے یہاں سے مسلم ٹیکس میں یا آپ کے جس جہاد کے کوئی ٹیکس کی

نکمنہ ہے جن میں سے ایک دوسری اپنا نام دے دوسری ہاتھوں پر بحث کرنے سے صاحبِ حیات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور حفظ الایمان کی بحث سے ممکن ہے کہ صاحبِ کتاب کو کوئی فائدہ پہنچ جلتے اور معاذ اللہ! کفر ثابت ہو جائے براں کو توبہ کی توفیق ہو جائے

مولانا مجھے منظور صاحب نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے اس خلاف واقعہ جگہ محال سید کو انگریزوں میں کر لیا جائے تب بھی صرف حفظ الایمان کی حمایت کے فیصلے سے اس سے رجوع کر لینے سے صاحبِ حفظ الایمان کا فخر اور نصیب ہو جائے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک جس طرح وہ حمایت حفظ الایمان کے لئے کی وجہ سے معاذ اللہ! بکافروں میں اسی طرح حمایت تحذیر الناس ویاہین کا فائدہ دینا کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے بھی کافروں میں۔

پھر صرف حفظ الایمان کی حمایت کے فیصلے سے تاؤ دینے کے دوسری تمام خلاف واقعہ حیات کا بھی فائدہ ہو گئی کے کفر و اسلام کا فیصلہ نہیں ہو تا۔ آپ کی دلیل بالکل ہی غلط ہے پس اس کے علاوہ کوئی اور دلیل ہو تو پیش فرمائیے۔

مولانا ہیشت علی صاحب نے کہا اچھا بھائی میں ایک اور دلیل پیش کرتا ہوں بات یہ ہے کہ حفظ الایمان کے حمایت سے مسلمان اور مسلمین اور وہ میں سے ہر اس کو جو ہم الناس بہت آسانی سے بکھر سکتے ہیں مختلف تحذیر الناس کے کہ وہ بھی اگر پروردگار میں ہے لیکن علی اصطلاح کے متعلق کی وجہ سے اس کا گھٹا حمام کے لئے مشکل ہے اس لئے پہلے حفظ الایمان پر بحث ہو جائی چاہئے۔ کیونکہ اس کو توڑی بکھری پس اس کے تحذیر الناس کی حمایت کو مستحکم کر سکیں یا نہ کر سکیں۔

مولانا منظور صاحب نے فرمایا کہ مولانا! یہ تقریر میری دلیل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب حفظ الایمان کی حمایت آپ کے نزدیک بہت زیادہ مشکل ہے تو اس پر مناظرہ کی بھی کچھ زیادہ ضرورت نہیں جو شخص اس کو بکھڑا چاہے گا وہ نیز میری اور آپ کی اور دیکھ اپنے گھر میں بیٹا کو خود مٹا دے کہ گایا کسی مردود نے اس کے گھر کے گائے البتہ جو کہ تحذیر الناس کی ضرورت بقول آپ کے بہت مشکل ہے اس لئے اس کے بکھڑا کرنے کے لئے میری اور آپ کی ضرورت ہے پس چاہیے کہ ہم خود آپ پہلے تحذیر الناس وغیرہ کی مشکل عبادت پر غور کریں کیونکہ اسی صورت میں اگر کسی وجہ سے خود ان کو مزہ منظور نامہ ختم ہو جائے کہ آپ کے متعلق یا یا کا تجربہ ہے تو صرف آسانی عبادتوں

کی بحث رہا جس کی پس کر دیکھ بلکہ دیکھتے ہیں مگر اور اگر آپ کی تجویز پر عمل کیا گیا اور آج صبا تمہیں پڑنا پڑا ہو
 کر نہ ہو گیا تو مشکل عبادت میں ہونے سے یہ عبادتیں ہی اور عام سہل بلکہ عبادت ان کو نہیں سمجھیں گے۔
 مولانا کی اس تقریر نے مولوی شمس علی صاحب کو محروم کر دیا اور سب سے بڑا گناہ کی ترتیب دہی ہو کر
 جو سام اٹھ کر میں نے سنا ہے۔

اس کے بعد اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ میری بحث کے لئے کتنا وقت یا اس قدر تقریریں مقرر کی جائیں۔
 مولوی شمس علی صاحب کا اصرار تھا کہ اس کے لئے کسی خاص وقت یا تقریر نہ کرنا اور اس کی توجہ دینی کی جاسے
 سب سے کہ اگر ایک بحث پر گفتگو کر کے کر لے کوئی فریق حاضر نہ آجائے اس وقت تک اس بحث کو ختم نہ کیا جائے
 اور نہ خود منظر صاحب نے فرمایا کہ آپ کسی فیصلہ مناظرہ کی نظیر پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی فریق کو پانچ
 عاجزی کا اقرار کیا ہو۔ بالخصوص آپ کے مسئلے میں جہاں تک تحریر ہے میں واقعی کہہ سکتا ہوں کہ آپ حصول
 سے حصول و فاضل کے مسئلے میں خاموش نہیں ہو کر گئے۔ جس گناہ کے فراموش کے مطابق میری بحث کے لئے کاغذ و قلم
 دیا جائے گا تو قیصر ہو گا کہ کوئی ایک بحث قیامت کے سویرے تک بھی ختم نہ ہوگی۔ اور آپ کا فتوا بھی یہی ہے کہ
 مناظرہ کی تقریریں ہیں۔ علامہ فرمادے کہ لاہور میں ان ہی سبب بحث کے مسئلے پر سب سے بڑا گناہ تھا کہ ہر موضوع پر تقریریں
 کی سات سات تقریریں ہوں گی۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اگر کسی تعداد بیان بھی ہے۔

اس گفتگو نے بہت طوالت اختیار کی اور جب مولوی شمس علی صاحب کے مسئلے کے دلائل کا یہ بیان ہو گیا
 تو آپ نے اپنے دل کو بھی حب کرتے ہوئے فرمایا۔

بھائیو! آپ دیکھ رہے ہیں میں مولوی منظور صاحب کی سب باتیں ناگوار دہری لکھی ۱۰ میری
 بات بھی نہیں مانتے تو کیا آپ کی رائے ہے کہ میں ان کی اس بات کو بھی مان لوں ؟ ان کے بھی سب آواز بلند
 ہوتی ہیں نہیں ؟

اس کے بعد مولوی شمس علی صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحب ! میں تو آپ کی یہ بات بھی مانتے کے
 لئے تیار ہوں مگر کیا کہوں یہ سب یہ عبادتیں نہیں مانتے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آج دہلی کی ایک نئی قسم معلوم ہوئی کہ ۔ یہاں نہیں مانتے ۱۱ ابھی

تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد فقہاء، ائمہ کرام نے اصل بحث پر مناظرہ شروع کر دیا۔ میں اب بھی مشتعل تھا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں آپ اپنے ہی بھائیوں سے مخالفت کریں گے کیوں چھاتیوں میں ملے کہ بہت مایوس ہوئے؛ یہ آپ کی گفتگو کے مطابق فرائض کے نہیں ہیں! اور آپ پھر مجھ سے یہی فرائض گئے کہ مری صاحبہ میں تو آپ کے بات ماننے کو تیار ہوں مگر کیا کہ دن بھر بھائیوں کی نہیں مانے۔ درحقیقت آپ کی یہی دلیل بالکل لاہور ہے۔

اس پر ایک عام فقرہ لگا۔ مری محنت علی صاحب کے بعض خاص جوتوں دلوانے لگا کہ مری صاحب میں کو بھی مان لیتے۔

چنانچہ اس بھائی کی سند اشرف مری صاحب کے اس بھائیوں والی دلیل کا فقرہ دیا، اور مری محنت علی صاحب نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کر کے کہہ دیا کہ اچھا ہر بحث کے لئے انہیں کہیں تقریریں دیکھ لیتے۔

مولا علی صاحب نے فرمایا کہ یہ فقہاء بہت زیادہ جوتے ہیں اس صاحب سے جب بحث فرمنا ایک ہفتہ میں ختم ہو چکا کی حد کو میرے نزدیک ایک بحث کے لئے ایک دن بھی کافی ہے۔ لیکن مری محنت علی صاحب کی خدمت میں پہنچ کر وہ بالآخر یہ طے ہوا کہ ہر بحث پر فریقین کی کہیں کہیں تقریریں چلیں۔

اس کے بعد یہ بحث شروع ہوئی کہ آخری تقریر ہر بحث میں کس کی ہو گی۔ مولا علی صاحب نے فرمایا کہ آخری تقریر کا حق مولا علی صاحب کے لئے ہے۔ اس لئے جب مولا علی صاحب کو تسلیم کر لیا گیا تو آخری تقریر کا حق بھی مولا علی صاحب کے لئے تھا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ آپ کو بھی یاد ہو گا کہ بعد میں جب ہماری آپ کی اس بحث نے زیادہ طویل پکڑا لیا تھا تو آپ اس کے لئے کسی طرح ماضی دہرے سے توجہ سے آپ کے صاحب کے اصرار پر بعد ملا ہمت غلوبہ صاحبہ پہنچے وہ بحثوں میں پہلی تقریر کا حق آپ کو دے دیا تھا۔ اب بھی اگر آپ اس پر اصرار کریں تو میں اس کا دایا اشارہ کے لئے تیار ہوں گا۔ مولا علی صاحب نے فرمایا کہ ہر۔ لیکن جو کچھ یہ چیز غلوبہ صاحبہ نے اسی لئے میں آپ سے اسی کے متعلق تحریریں لگا کر چونکہ بعد ملا ہمت سے ہوا ہے اس لئے کوئی شخص اس کو نظیر بنا کر بعد سے غلوبہ صاحبہ کو دے گا۔

مری محنت علی صاحب نے فرمایا کہ کوئی اصول نہیں ہے کہ آخری تقریر مولا علی کی ہو آپ اس کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

مردہ کا لحد منظر صاحب نے فرمایا کہ میں دعا پر میں اپنے دلائل آپ کے سامنے دیا ہوں، میں پیش کر چکا ہوں، مجھے جواب
 دے کہ میں دلائل کے سامنے کھڑا آپ کیسے کریں؟ میری سہ یہ فرما دیجئے۔ کیا آپ بہت ساری دلائل کو بھول گئے ہیں؟
 سنئے میری پہلی دلیل یہ ہے کہ مناظرہ ہر شے میں جہاں مناظرہ کی ترتیب طبعاً ہی ہے اور اس کا نقشہ کھینچ کر بتا دیتا ہوں وہاں
 مدعی کی تقریر پر گواہ کو ختم کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آخری تقریر کا حق مدعی کو ملتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ فریق مناظرہ کی اصطلاح میں مدعا علیہ کو مسائل اور مدعی کو شہید قرار دیا گیا ہے جس کا منظرہ
 دشیدر کے ابتدائی صفحات میں اس کی تصریح موجود ہے اور یہ چیز مدعی سے کہہ کر سالی کی ہر تقریر کے بعد شہید کو جوابی تقریر
 کا حق ہو گا اس کا خلاصہ بھی آخری تقریر کا حق مدعی ہی کو ملنا چاہئے۔

سومری شہادت علی صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ کا شہید یہ موجود ہے اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مدعی کی تقریر آخری
 ہوتی ہے آپ صاف مفلوں میں سے لکھ ہوا دکھا دیجئے میں مان لوں گا۔

اس پر دماغیوں کے صدر مولوی عبداللہ علی صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک خاص وزارت فرمایا کہ

میں کچھ شہادت عام ہونے کے ضمن میں کہہ رہا ہوں کہ مولوی شہادت علی صاحب بالکل خبیث و فاسق ہے میں

فی الحقیقت مناظرہ دشیدر میں کہیں نہیں لکھا ہوا نہیں کہ مدعی کی تقریر آخری ہوتی ہے اور اگر مولوی منظور

صاحب اس کو ثابت کر دیں تو میں ابھی بمسئس پیر اقدام دوں گا۔

مولانا لحد منظر صاحب نے فرمایا کہ ہم شہادت علی کی کچھ شہادت میں دسی مناظرہ دشیدر سے ثابت کرنا

لگا کر آخری تقریر کا حق مدعی کا ہے اور جو دوسرے دشیدر کے میں پیش کر چکا ہوں ان ہی سے ثابت کہہ کے دکھاؤں گا

وہ اگر اس وقت آپ کسی غیر جانبدار شخص کو حکم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو آئندہ دوسری مناظرہ میں ہم گریڈ ایسے

جس سے نہ کریں۔

صاف کیجئے! میرا تمنا طلب مولوی شہادت علی صاحب سے ہے آپ کے متعلق شہر کو معلوم ہے کہ آپ مناظرہ دشیدر

کی حدیث بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے اس کا لکھنا تو بعد کا چیز ہے اور اگر میں بھی بنا پہلو کر دوں محسوس کرنا اور خارجی تائید

کی لکھ کو بھی ضرورت ہوتی تو ان طلبہ کو کہہ دے اپنی تائید کرنا سکتا تھا اور اس کا سکتا ہوں جو بہت اشد اصول ہے اس میں

اور جنہوں نے بد مناظرہ دشیدر پر جواب دیا ہے انکی بجائے اس کی ضرورت نہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلائل کی روشنی

دینے تو بحث میری تقریر پر ختم ہو جلتے گی اس میں دمی یا دعا علیہ کی کوئی تخصیص نہیں۔

مولانا محمد منور صاحب نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ میں آپ کے اس منظر کا جواب دے دوں۔ میں دے چکا تھا اور اگرچہ پھر آپ اس کو میرے سامنے پیش فرماتے ہیں۔ درحقیقت منظر اور مشیہ کی جس عبارت کو آپ پیش کر رہے ہیں وہ میری دلیل ہے۔ آپ لے کر خود کو یہ کہنا کہ مقتدا کی کوئی کتے ہیں اور وہ کسی کی عزت سے پیش ہو سکتے ہیں اسی دیشیہ میں مذکور ہے کہ مقتدا عزاء دین کو کہتے ہیں اور دلیل پیش کرنا دینی کلام ہے نہ کہ دعا علیہ کا۔ پس مقتدا دینی یا فنی دمی ہی کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں اور اس پر بحث نہ ہو جتنے کی برحق آپ کی پیش کردہ اس عبارت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہی تقریر دمی کی کوئی ہے۔ آپ کا یہ طریقہ کہ میں سات سطحوں میں لکھا ہوا دیکھ لیا کہ دمی کی تقریر آخری ہوا کوئی ہے یہ آپ کے لئے کچھ۔ یہاں سے اس قسم کی باتیں کوئی معمولی طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا۔

کیا آپ کسی دینی کتاب میں صاف الفاظ میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ تحفہ حق میں، ہمارا حق، طاہر، اور حفظ اور

یہ سنیں صاف لکھ کر فرمیں۔
میں منظر اور مشیہ سے پہلے دعا کو ثابت کر چکا اگر آپ کے نزدیک اس ثبوت میں کوئی کمزوری ہے تو پیش کیجئے اور اگر آپ ان عبارات کو دیکھ سکتے ہیں تو چرمیان قانون پر یہ نصرت، دیکھا، ویر سڑی، بھی موجود ہیں جو سے روایت کو لیتے، وہ بھی آپ کو یہ بتا سکتے ہیں کہ مقتدا میں انہی بحث کے دست پر تقریر کا حق دمی کے دلیل کو دیا جاتا ہے۔

اور اگر آپ اس کو بھی مانیں تو لیجئے میں خود آپ کی تقریر پیش کرنا چوں کہ آپ کو ہر جگہ کہ آپ سے اپنے چہ برس پہلے ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۰ء میں رنگین کے مناظر کے تعلق میرا اور آپ کی ایک طویل خط و کتابت ہوئی تھی جس کی دہینہ جاری رہی تھی۔ اس سلسلہ میں جو آخری خط آپ نے ۲۰ دینے والا تھا ۱۹۵۰ء کو مجھے تحریر فرمایا تھا اس کا سوال ضرور ہے۔

۱۱ منظر و المناظر کا تعلق دمی ہے کہ عجیب کی پچھلی تقریر سب سے آخر میں ہو، تاکہ ساقی صفا اپنی انہی تقریر میں عجیب ہو جو کچھ احترام کیا ہے عجیب اہل جواب دے کے وہ ساقی کو

موسیٰ دین کے ہوگی چاہے اس کی تقریریں ایک دست اور عجیب تر اس پر کچھ ہونے کا حق نہ دینا سزا
نہر ہے اور محقر، کیا تو نے بھی جواب کا مدعا سوال سے متاخر ہے اس لئے عجیب کی تقریر کا آخر
میں مڑنا طرہ جہاں فاشی :

”پہلے ہی تقریر میں احمدی عقل اور قاضی کی مدافعت میں ثابت کیا ہے کہ عجیب کی تقریر آخری ہونی چاہئے
اور منظرہ کشیہ کے بعد نئی مصفا میں یہ تقریر ہے کہ سارا بد و عید ہو گیا ہے اور مدعی کی حیثیت عجیب کی ہوئی
ہے پس جب آپ نے بھوکہ دے کر تسلیم کر لیا تو میں عجیب ہی ہو گیا اور آپ کی حق پرست تصریحات کی دوسری آخری
تقریر کا حق نہ ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے آپ کے اس نزاع کا فیصلہ خود آپ کی تقریر نے کر دیا ۔“

موسیٰ نے کہ پتھریا ہی ہے گو ہی تیری

موسیٰ حشمت علی صاحب نے اپنی وہ تقریر دیکھنے کے لئے حلقائی جو میں کو بھیج دی تھی۔ اس کو کچھ راز کرنے
فرمایا کہ :۔ بے شک میری تقریر ہے لیکن میری تقریر کوئی اصول منافی نہ ہوگی کتاب یا قرآن و حدیث متعارض ہی ہے جس
کا اندازہ خود ہی ہو :

”اے کہ اس عجیب و غریب جو بہر ایک عام قسط بھی نکلا۔ بلا ضرر نہ مانا جا سکتا کہ بعض لوگوں نے اس سے
کہہ کر وہ آپ اس بار میں بھی نکلا نہ فرماتے ہیں بچے گھنٹوں کی تجویز اذکات کے بعد مومن حشمت علی صاحب نے
اس کو تسلیم کر لیا اور فرمایا :۔ حفاظ میں نظر بند کی گئی

”جو ریاضت کے لئے جو کہ پہلی دو گھنٹوں میں میری تقریر کا حق دہری حشمت علی صاحب

کو دیا جھٹلے اور آخری دو گھنٹوں میں مولوی محمد سعید صاحب ہی کو سنی تقریر کا حق دے گا اور چونکہ

یہ بعد مومن حشمت علی صاحب اس نے درمیان کہنے یہ نہیں بن سکتا ۔“

اور اس کو کچھ مومن حشمت علی صاحب کے اکتفا ملے گئے۔

اس کے بعد خدا کے کہنے منافی کی کاروباری شروع ہوئی۔

موسىٰ کا کچھ منظرہ صاحب نے اور میری حشمت علی صاحب نے فرمایا اس پر زبان میں ہونے لگے کہ میں نے کہا

بڑھ کر سنو۔

ہم مولانا کے اس بیان کے درجہ کرنے سے پہلے مسلم الحزب کا وہ حصہ مبنی غفل کروانا مناسب سمجھے ہیں جن میں حضرت مولانا صاحب نام لکھتے ہیں کہ یہ پرکھ کر حکم لگایا گیا ہے۔ غلط خبر۔
غافل برلمی مولوی احمد رضا خاں صاحب مسلم الحزب میں شب پرکھتے ہیں۔

قاسم انانقوتی صاحب تھذیر امتامی و
هو القانو فیہ دو قرن فی زمته صل اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بن احمد شہیدہ صل اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہ
وآلہٖ الصالحین واما شیعہ الغوام الذی علی
انہ قتل علی وسلم خاتمہ ہستی
بہت حق اخوانہ یسین مع انہ لا فضل فی اصلا
عند علی الصمدی آخر ما ذکر موت
الصدیقات وفتہ عالی فی امتن والاشاہ
وحدیدہما اذا عرفہ یوسف ابن محمد
علی اللہ تعالیٰ علی وسلم آخر لا سیاہ
میں بمسلم لانہ من العنود ویاث اللہ
والانقوتی هذا هو لدی وصف محمد علی
الصفا بنوری عالم ہند وایمیک الامۃ المجاہدہ
فیہما من قبل الموت والاصحاب والاعوان
ولا قوۃ الا بائد الواحد فضلہ والعزیز
الضار۔

قاسم انانقوتی صاحب تھذیر امتامی و
هو القانو فیہ دو قرن فی زمته صل اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بن احمد شہیدہ صل اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہ
وآلہٖ الصالحین واما شیعہ الغوام الذی علی
انہ قتل علی وسلم خاتمہ ہستی
بہت حق اخوانہ یسین مع انہ لا فضل فی اصلا
عند علی الصمدی آخر ما ذکر موت
الصدیقات وفتہ عالی فی امتن والاشاہ
وحدیدہما اذا عرفہ یوسف ابن محمد
علی اللہ تعالیٰ علی وسلم آخر لا سیاہ
میں بمسلم لانہ من العنود ویاث اللہ
والانقوتی هذا هو لدی وصف محمد علی
الصفا بنوری عالم ہند وایمیک الامۃ المجاہدہ
فیہما من قبل الموت والاصحاب والاعوان
ولا قوۃ الا بائد الواحد فضلہ والعزیز
الضار۔

لے تھہر ہر نامی میں مقلد ہیں ان کے کہ یہ مولانا صاحب نے مسلمانوں کو دین کو گناہینے کی کہ دنیا میں جو جو ہر ہر کہ یہ ہیں۔

فہم لازمہ السردۃ الریدۃ المختارۃ مع
تو یہ سرکش شیطان کے چیلے ہاتھ اس مصیبتِ ظہور میں سب
اشتراکِ کھری لدا حیاتہ الشکر فی مغفرتہ
مشرک ہیں آپس میں مختلف دایوں میں چھوٹے بڑے
غیا بنہم علی اراء ہی ہما الیہم
ہیں جو شیطان فریب کی ماہ سے لے کے دلوں میں ڈال
شیطان ضرور ۔ دیتا ہے ۔

سہم انحر میں سدا
تو برہم سلم انحر میں سدا
حضرت مولانا شبیر علی صاحب دینی مراۃ ابجدی رحمۃ اللہ علیہ اعدا آپ کے طبعِ آزاد حضرت مولانا شبیر
محمد علی صاحب جو نگیری رحمۃ اللہ علیہ دسائی لفظِ اعداۃ اعلیٰ رکھتے ہیں کہ توسلِ برہم ہی احمد شاہ خان صاحب برہم
کہ اس میں سب سے کو خاص طور پر ملاحظہ فرمائیے۔ خان صاحب مرحوم کے نزدیک حضرت مولانا جو نگیری رحمۃ اللہ علیہ
بھی صرف مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم امت محمدیہ کے کعبہ میں کاغذ، صورتہ، اعدا شیطان
کے پچھلے ہیں۔

خدا کے تیرے صیغہ نہ بچھوڑنا سنے میں
تو پہلے سے مرغِ قہر نہ آسٹیا سنے میں
ہر حال یہ ہے خلی صاحب کا وہ قوسٹا جس پر مناظرہ شروع ہوا۔ اب ہم اپنے مغربی کے سامنے مناظرہ
کی کاروائی پیش کرتے ہیں۔ دائرہ لکھتے ہیں۔

خادم الصلۃ خاکسار محمد محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
نویل مگیا ۔۔۔ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

سوی احمد رضا خاں صاحب کے ذکر و مہمہ فتویٰ کفر کے خلاف

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بریلی کا

زبردست بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
وعلى آله واصحابه الذين هم لامة سادة وقادة القمم
ارثا للحق حقا وارثا اقباعه والمباطل باطلا وارثا احصاءه
اعايد ا۔

عاجز کا نام ! بالخصوص فاضل علی صاحب علی شہت علی صاحب علی نقوی جم سب کو نیک تو فیق سے
اسی وقت حضرت مولانا محمد تاج صاحب مولوی نور احمد برقدہ کے متعلق ہمیشہ میرا دھڑی ہے کہ حضرت رحم
محمد ادر سلطان اور موسیٰ کامل تھے کسی شخص کے سلسلے سے کہنے سے وہی ہے کہ قلم طریقت وہی ہے اس کا ایمان ہے۔
حضرت مجدد نہ صرف تمام مہر و ملت وہی ہے ایمانی نگہ سے بلکہ آپ نے اپنی مین ہما قضا و نعمت شہ قنور و پسیرا
محمد الا سلام، انصار الا سلام، قبلان، و ہما شہنشاہ جہاں پور و غیرا میں رہا میں ظاہر اور دلائل و انصاف تمام
مہر و ملت میں مثلاً قنور، سہات، ختم نبوت، اقباع، حشر و نشر، جنت، دوزخ، وغیرا کو ایمان و ملت میں
محبت چیر کر کہ ہے جو سلسلے میں اسلام اور تمام ملت کے لئے آج ہمیں چاہیے ہے۔

ایسی حالت میں ان کو کافر کہتے ہیں و الفاظ پر غصہ ظلم کہ مسیحیت کی تصویر شریعہ مسیحیت اور گناہ کی رو سے حضرت

فَلَمْ يَكُفُوا أَنْ اسْتَلْقَوْا لَتَعْنَهُ بِأَنَّهُ كَفَرُوا إِذَا عَمَّانَ لَمَّا تَسْمَعُ وَتَسْمَعُونَ
 اِحْتِرَافًا بِكُفْرِهِ وَاحْتِمَالًا وَاحِدًا لِقَبْلِ لَيْسَ فَاتَّكَرَّ عَلَى مَعْنَى وَالْقَاصِي أَنْ
 يَمِيلَ بِالْاِحْتِمَالِ لَتَأْتِي لَانَّ لَمْ يَخْطِئَ فِي إِبْتِغَاءِ الْإِنْفِ كَأَنَّهُ هُوَ مَنْ خَطِئَ
 فِي مَقَامِهِ وَاحِدًا - (شرح مفصل کبر معجید ہی لایق مشہد)
 اور فقہ حنفی کی مستند و معتبر کتابوں، مثلاً بحر الرائق و تنویر الا بعدہ وغیرہ میں مذکور ہے
 وَالَّذِي تَحَرَّرَ عَنْهُ لَا يَضُرُّ بِكَفَرِهِ مَسْلَمَةٌ أَمَّا مَنْ حَسِبَ كَلَامَهُ عَلَى مَحَلِّ مَسْنُونٍ -

یہ اور اس قسم کی دہ بھی جہاد مت خواہ آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل برہنہ نے اپنی کتاب تہذیبہ ایضاً میں ذکر کی ہیں
 منگو وغیرہ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و امتداد فقہاء کرام کی ان تصریحات سے ہے کہ یا میرے کہ
 اہل آپ کے پیروں و شاگردوں کی اہم رضا خان صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مکمل بلا وجہ اور
 محض کسی ناچار جذبہ کے تحت کافر کہا اس کے لئے ایضاً یہی دلیلیں اور منک کلام دہائیہ ہیں جس کی توجیہ کسی سمری و جبر کے لئے
 کے بھی نہیں کی جاسکتی

چنانچہ ایک افسوسناک کلام، اعلیٰ قاضی نے ایک روز نامہ حرم کے مختلف جگہ کے جس متنفذ فنون کو جو ان کے مسلسل
 صہبت، عقل اور میں کی ترتیب میں بھی شہرہ کر پانے لگ کر ہی یہی علامت بھی دہی جس سے انھوں نے کچھ کچھ کو مختلف جگہ کی
 جہاد میں، بلکہ وہ کچھ کی مکمل ایک جہاد کر دیا۔ یہ غضب یہ کیا کہ یہ فقرہ کے اہل و آخر کا وہ حصہ فعل کہلے سے
 جھٹ دیا جس سے اس کا اصل مطلب واضح ہو جاتا تھا کہ اس قسم کی جہاد قطعاً اہل و آخر سے تو کلام کو کفر بنا دیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ مذہب سے ان کا یہ کہ کہ نہ کوئی متعلق ہو چکا اس میں نہ لانا نہ اعتقاد نہ ہو کہ ہر صحت ایک اصولی اور فنی کا جو
 ترستی، انتظامی کو چاہئے کہ اس فنی اور احضار میں کوئی کوئی کہ بڑے کمزور کہ اپنی رکھنے میں قہر جہاد ایک مسلمان کے ناکسہ میں
 خطا ہو جائے کہ خطا نہ ہو۔

۱۱۔ اور جبکہ مسیح برہانہ وہ یہ کہ کوئی ایسے مسئلہ کے کفر کا فنی جس میں یا بلکہ جس کے کلام کو کسی اچھے عقل پر عمل کی کہ کسی جو۔
 ۱۲۔ اہل اس بات پھر ان روز سے تحریر لاس کے یہ فقرہ کی کا مطلب یا کفر نہ ہو۔

بہر حال چونکہ مولیٰ احمد بنہا خان صاحب نے عبد اللہ رحمہ اللہ سے اس میں ناجائز قطع و برید کر کے اس سے ختم
نبوت کا انکشاف کیا ہے اور پھر اس دنیا پر گرفتار حکم لگایا ہے اس لئے ان کا وہ نواسے بزرگ قابل اعتبار نہیں۔

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دفع تبلیغ کے لئے نئے نئے عقروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دوں گی کہ تہ
جو ذکر داخل برہوی نے ایک کفر یا ضلوع بنا دیا ہے لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے شخص اس کے ساتھ لفظ غلام انبیاء
کی تفسیر کے متعلق مولانا کا فتویٰ مزہم لا سبک خارج کر دیا جائے۔ پہلے بطور تہدید میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نفس العریس و اس کی خالقیت ثابت ہے۔ ۱۱

ایک دفعہ میں لا مطلب عرض کرتا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ دوسرے خالقیت ذاتی ہیں لا مطلب
کہ آپ دھن نبوت کے ساتھ ذاتی موصوفات ہیں اور دوسرے انبیاء عظیم الشان باوجود جن طرح کہ کتاب روشنی
کے ساتھ ذاتی شہادتیں ہر قسم و صورت و سطح کے موصوفات ہیں اور دوسرے ساتھ اس کے واسطے سے روشنی ہیں ایسے
ہی جن کے لئے حضور کو براہ راست نبوت صحت فرمائی اور دوسرے انبیاء عظیم الشان کو حضور و مراد کے واسطے
ہے۔ اسی کا ہم پہلے ہی اصطلاح میں خالقیت فرماتے ہیں۔ بہر حال مولانا کا فتویٰ مزہم لا سبک کی تفسیر یہ ہے کہ ذکر کے
میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم انبیاء فرمایا گیا ہے اس سے آپ کے لئے وہ قول ہم کی خالقیت ثابت ہوتی ہے
ذاتی بھی اور ذاتی بھی۔ اور مولانا سے جس ایک قسم کی خالقیت مراد دینے میں یعنی صرف ذاتی۔

پھر تفسیر خاتم انبیاء کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر
ہے جس کا حاصل اس بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ذاتی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خالقیت
آپ کے لئے فرق نکیم کے اس لفظ خاتم انبیاء سے نکلتی ہے۔ اس کے بعد ہم ان تینوں فقرات کا صحیح مطلب عرض کرتے
ہیں جس میں کہ جو ذکر داخل برہوی نے ایک کفر یا ضلوع بنا دیا ہے۔ تاہم اس سے پہلے فقرہ صغیر ۱۱ کا ہے اور یہاں حضرت
مرحوم اپنی تفسیر بالاختیار کے موافق خالقیت ذاتی کا یہیں فرما رہے ہیں۔ اس مرتبے پر شہداء اللہ کی ہر جہت
اس طرح ہے۔

۱۱ طرح ان تمام اگر بایں حقیر کیا جاسکے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہوا انبیاء کو شہد
ہی کی نسبت غلام دہر کا جگہ ہر حضرت آپ کے لئے ہیں بھی کہیں اور کوئی ہی جو حسب بھی آپ کا خاتم

ہونا بہ نسبت ذاتی رہتا ہے ۔

مولیٰ اور خالق صاحبِ حق اس مہلت کا خاکشیدہ محمدؐ میں سے برحق یہ کہ بہ نسبت کہ روحانی بہ نسبت غایت ذاتی کے متعلق بہ دلائل کے متعلق : خدشہ کہ ایک نام نہ ملے، فعل کر دیا اور پھر غضب یہ کہ کر دیا کہ صوابی میں ایک فقرہ کے ساتھ اس طرح ہوتا کہ صوابی کے لیے کہ ایک ہے ۔ میں میں ختم فقرہ کا نشان دہاؤں، بھی نہیں دیا پھر اس فقرہ کی نقالی میں بھی مزید خیانت کی اس موقع پر پوری عبادت اس طرح ہے ۔

۱۱۔ میں اگر غایت یعنی نقصان ذاتی ہو مگر بہ نسبت جیسا کہ اس جہد میں عرض کیا ہے تو پھر برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو، فرد مقصودہ بالخلق میں سے مثال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں خطا انہما کے افراد خارجی ہیں پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقصودہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی ۔ بلکہ اگر بغرض بعد از نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایت محمدؐ میں کچھ فرق نہ ملے گا ۔

اس مہلت میں بھی خالق صاحبِ حق کا دلائل کا اس کا بہ نسبت ذاتی حصہ میں سے تاخیر کر صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ کسی صورت غایت ذاتی کا ذکر بہ نہالی ۔ نیز انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے متعلق بھی صاف حقیر رہا ہی کا عقیدہ اس سے مسلم ہو جاتا اس اہم حصہ کے مولیٰ اور خالق صاحبِ حق ایک فرق نہ کر کہ صرف انہما خطا کشیدہ فقرہ کو نقل کر دیا ۔ اور اس کی نسبت کہ کا برائی یہ کہ اس نام نہ فقرہ کو بھی صوابی کے ایک نام نہ فقرہ سے اس طرح ہوتا کہ ان میں بھی وہی چیز نہیں دیا ۔

بہر حال صفحہ ۳۴ اور صفحہ ۳۵ کے ان دلائل فقرہ میں محضت مرحوم صرف غایت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ہیں غایت ہے کہ اگر بالظرف آپ کے نام میں آپ کے بعد کوئی نبی ہو نہ بھی آپ کی اس غایت میں کچھ فرق نہیں ملے گا ۔

یہی غایت نالی ، اس کا بہ نسبت کوئی ذکر نہیں اہل دہلی میں ہی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کے بعد سے غایت نالی میں کوئی فرق نہیں ملے گا ۔
۱۲۔ شاید پھر فرمائے ۔

بیان تکبیر اللہ کے صلوٰۃ اور صلوٰۃ کے فقرین کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے۔ (۱) تیسرے فقرہ میں کہ غای صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے وہ تکبیر اللہ کے تیسرے صلوٰۃ کا ہے اور چونکہ چاہئے کہ گویا تکبیر اللہ میں دینی سے شروع ہوتی ہے۔ الفاظ ہیں۔

۱۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ کرنا پیش ہے کہ اہل مسیحی خاتم الدینین معلوم کرتے ہیں کہ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو مولا علیؑ کے خیال میں تو رسول اللہ صلوٰۃ کا خاتم ہوتا ہی نہیں ہے کہ آپ کا بعد انبیاء سابقین کے نہ ہونے کے بعد ادا آپ سب میں آخری ہی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ خاتم یا آخر زمانی میں ایسا کچھ ضمیمہ نہیں ہے ۲

اس عبارت میں دو چیزیں قابل ملاحظہ ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں مولا نامرحوم مسند ختم نبوت پر کلام نہیں فرماتا بلکہ خاتم کے معنی پر کلام فرماتا ہے۔ دوسرے یہ کہ خاتم سے ختم زمانی مراد لینے کو مولا نے اس کلام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختم زمانی میں صبر کرنے کو مولا کا خیال بتلایا ہے۔

اس کے بعد میں آپ کو یہ بھی بتلانا چاہتا ہوں کہ اسی تکبیر اللہ میں میں عباسی مولا مرحوم نے صلوٰۃ سرود عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخرین میں جسے کہ بعد از تصریح فرمائی ہے اور اس کے منگو کو صریح غفلتوں میں کا کر رکھا ہے پناہ خیر اس کے تیسرے ہی صفحہ پر اس فقرہ کے بعد میں کہ مولا اسی صلوٰۃ میں صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے۔ اور نامرحوم اتمام فرماتے ہیں۔

۲۔ بجز ہفتہ خاتمت اوقات پر ہے جس سے تا آخر زمانی۔ دوسرے باب ذکر اربعین سدا ب

در بیان نبوت، خود خاتم آجابت و ضلیات نبوی و دوالا ہر جاتی ہے ۳

نیز اسی ہفتہ میں نامرحوم ۱۔ کے صلوٰۃ ۱۔ پر مولا نامرحوم اپنے دعا کی توضیح سے شروع ہو کر اتمام فرماتے ہیں۔

۱۔ صلوٰۃ صلوٰۃ شریفہ۔ جس میں مولا کا کلام بیان خاتمت اوقات میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص پوچھے کہ آپ کے مولا نبیؑ کی تکبیر میں مولا کا ذکر خاتم کے بعد کیا ہے۔۔۔ فرمایا کہ جبکہ دعا کی اس عبارت سے واضح ہے جو آئندہ آئے ہے۔ ۲۔

• مگر تعلق اور جو ہے تب ثابت خاتمت نالی ظاہر ہے اور نہ تسلیم ازوم خاتمت نالی
حدت اشراکی ضرورت ثابت ہے اور نہ کرات نبوی مثل منہ منی معلولہ ہذا نہ من
ہو سق انا اقلہ لامنی بعدہ اور کما قال جبریلہا ہر بعدہ مذکورہ فی لفظ خاتم السیچین
سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیوں کہ یہ خصوصیت درجہ اعلیٰ کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر جان بگا
منصف ہو گیا کہ لغتاً نہ کہ نسبت سنو کر سنو کہ ہر سو یہ عدم تر الخلافہ و جو اور اس کی مدلی
ایسا ہی ہو گیا کہ اس سے قرائن و مدار کما تفرغ و در جزیرہ یا جو بگو الخلافہ و ہا بہ ستر تعدد و کما
متواتر نہیں جیسا کہ اس کے نزدیک قریبہ ایسا ہی اس کے نزدیک بھی کافی ہو گا :

اس عبارت میں سورہ و ہر ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمت نالی کی پانچ دروستہ ہیں اور

فرمان میں

۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتمت نالی نہیں خاتمہ نہیں سے حدت و مابقی ثابت ہو اس حد پر کہ خاتم
کو ذاتی و ذاتی سے مطلقاً خاتمہ ہے۔

۲۔ یہ کہ بطور عموم ہر لفظ خاتمہ کی حدت و دونوں ہم کی خاتمت پر مطلق ہو۔

۳۔ یہ کہ دونوں میں سے ایک پر مطلق ہو سورہ و ہر ہم سے ہر ترمین۔ ۱۔ ان تینوں صورتوں میں خاتمت نالی
نص قرآن سے ثابت ہوئی۔

۴۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت معاویہ متواترۃ السنی سے ثابت ہے۔

۵۔ یہ کہ پہلی حدت سے ثابت ہے۔

ان پانچ طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت نالی ثابت کہلے کے بعد وہ ظاہر ہم نے بھی تحریر
فرمادی کہ خاتمت نالی کا منکر ہوا ہی کافی ہے جیسا کہ اس میں حدیثات و تصانیف دینی کا

تھوڑا سا ذکر کیا ہے اور واضح تصریح ہے کہ بعد یہ کہ اس میں خبر نبوت نالی کا انکار کیا گیا ہے حدت
اور دین پر حدت کلم ہے۔ پھر اس قسم کی تصریحات تھوڑا سا میں ایک بار و جگہ نہیں بد شکل ہے اس کا کوئی نسخہ
اس کے ذکر سے خالی ہو گا۔ اس وقت میں تھوڑا سا کی طرف ایک عبارت در پیش کرتا ہوں میں میں مولانا آزاد

مردم نے ایک شہادت ہی عجیب و غریب تسلیم کر لی تھی کہ ان کے ہاتھوں میں ایک کھنڈی ہے۔
 ص ۱۸۰۔

۱۔ دوسرے بچہ نازک حرکات کیا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصد بھی ہو گا جس کے آئندہ حرکات
 قہقی ہو جائے۔ سر حرکات مسلسل ہوتے کہنے سے فقط زائیدہ محو تنہا فتنی ہے اور یہ فقط اس مطلق زانی
 اور مطلق مکان کے لئے یہاں سے بھی فقط نامی زائیدہ تنہا اٹا۔ اس شخص اس مطلقیت کو یہ مسموہ ہو
 کر آپ کہ بہت کچھ دھمکان زمین و زمان کوستان علی ہے ۵

پھر اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر مذکور ہے کہ
 "بعض حرکات و سکنات سے ایسا ہی سرور و بہار حاصل مقصود اعظم ذات محمدیہ منعم و حرکت
 مہل و بکوی برائی الٰہیہ و حاکمیں اچھی دانی ہیں"۔^{۱۱} زادۃ الخیر میں ہے کہ ظہور اکبرؑ یہ بھی سچہ
 چاند و ستارے ہیں۔

خیر برتو نہ لالہ ملک عشق و فیض عہد توحید و تکریم نہ کسی کی ہیں۔ اس کے ہوتے برتو نہ کہ نہ کھجور نہ اس میں
خیر برتو کا انکار کیا گیا نہ نہت تریاں علم ہے۔ وسیع علم فی دین ظالموا اعم مقرب و یفقون
انھو شد کہ برتو اتنی تقریر ہے۔ واضح ہو گیا کہ حضرت مرثیہ انھو تمام صاحب جرات اللہ علیہ السلام کا خیر برتو
کا الزام کھنسی لے گیا ہے۔ جس نے پر کفر کا جو فتویٰ دیا گیا تھا وہ کافر ہوا، اسلام غالب آیا اور کفر مغلوب ہوا۔
سید الحق و زہیق الباطل من باب حل و کان زہوقا۔ و لله بعدی عن یشاد الحق حیدر
مستقیم بالاسرار الا قوۃ الذی بالہ المنور العظیم۔

رہنما، محکمہ منظر و نگار، عفا اللہ عنہ

صحبت مراد نے اپنا تجربہ یہ بیان کر سنا یا وہ اس کی ایک نفل راستہ فکر مرنی حشرت ہی خدا عیب کے ہزار گوی وقت کی تنگی کی وجہ سے مراد اپنے اس بیانیہ تجربہ کی توضیح میں متعطل ہو کر کہی : عوط تقریر فرمائے کہ سہیل بیٹی کو کہتے ہیں صلی علیہ وسلم پر اس کے اہم اجزاء کی مشابہت کے بالخصوص متحدہ ہونے کی بلوغت اس بیٹی میں

انگلی جس بات کی مخالفت میں طوفانِ آپ نے خاص تو سب فرمایا۔ اور بحث کے اس پہلو پر آپ نے بہت کافی بحث فرمائی کہ
تکفیرِ اناس کی مختلف عبادات میں تحریرِ ایک کر کے مولوی احمد رضا کی صاحبِ فخر ایک مسلسل جہد سے جاکر تکفیرِ اناس
کے سوال سے نکلی ہے اس کو ہرگز تکفیرِ اناس کی عبادت نہیں کہنا چاہئے۔ اور اس کے غرضوں اور عبادات تکفیرِ اناس
کے اصل مطلب میں نہیں داخل ہیں اور کفر و اسلام کا فرق ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ مولوی احمد رضا صاحب
نے فرمایا کہ حوالہ جو ایک مسلم عبادت یعنی کچھ اس سے برخالی اللہ میں ہیں کچھ لاکر صاحبِ تحریر ان میں سے
تو ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ حضور میں اور اس کے بعد بھی اور نئی آئینے ہیں اور وہ صاحبِ فخر
نہجِ نبوت لہان کو غلط اور باطل سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص تکفیرِ اناس کی اصل عبادت کو اپنی جگہ دیکھے تو اس
کو کبھی یہ ہم دکان میں نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو میں نے اپنے تحریری بیانی میں عرض کیا ہے
ہر مولوی احمد رضا صاحب کی عقل کو وہ صاحب نے ختم کر دیا ہے جو ان کے ہر مذہب میں ہے وہ صاحبِ فخر
صاحبِ برصورت کی تہذیب کا تحریرِ ایک کا نتیجہ ہے۔ اور تکفیرِ اناس کے مصنف حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کا نام کچھ فقہ اس داغ سے پاک ہے۔

پرمکرمولانا کی آئینہ نظریہ پر دل میں مضبوطی زیادہ تفصیل سے کہنے والا ہے اس لئے یہاں ہم نے نہایت مختصر خلاصہ پرکتفا کی ہے۔

مولوی حسرت علی صاحب کا پہلا تحریری بیان

حیاتیات محمد پر انسانی کے متعلق مولانا محمد شکور صاحب دیرالفرقان کا پہلی دعویٰ تحریری ملاحظہ فرمائیے جس کے جواب میں مولوی حسرت علی صاحب نے جو تحریری بیان پیش کیا تھا وہ کینیڈا میں دیکھ کر کیا حیرت جو کہ مولوی حسرت علی صاحب اپنا یہ بیان مولانا محمد شکور صاحب کا یہی دعوئے دیکھنے سے پہلے ہی ممکن و ممکن سے کہہ کر لاسکتے تھے اسی لئے اس میں بہت سی چیزیں ایسی بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے جن کا مولانا محمد شکور صاحب کے بیان دعویٰ میں کوئی ذکر بھی نہ تھا۔

ملاحظہ فرمائیں کہ جس وقت کہیں کہیں ہم اس پر متحضر ہوتے بھی کہیں گے لیکن اصل تحریر میں کسی قسم کا کوئی توہم و تبدیلی نہیں کریں گے۔ اسی کے بعد ملاحظہ فرمائیں کہ ہم یہاں تحریری ملاحظہ فرمائیں۔

وہ تب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۴۴۹ - اللہ رب العزت صلی علیہ وسلم

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جس طرح ضروریات دین میں ہے اسی طرح خاتم النبیین کے پس منظر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آمد میں تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد کے بعد اور حضرت سید محمد ﷺ کے بعد ہے۔ اسی طرح یہ ضروریات دین میں ہے کہ خاتم علیہ وسلم کے بعد نہ ہو کسی نبی جدید کا جو نہ خاتم نبوت کے متعلق اس طرح و سند بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی کسی نبی جدید کا جو نہ خاتم نبوت کے متعلق ہے۔ یہی اگر حضرت کے زمانہ میں کوئی دوسری وجہ نہ ہو تو حضرت سید محمد ﷺ کے بعد نہ ہو۔ اگر خاتم اللہ حضرت کے بعد ہی خاتم نبوت ہو تو بھی مولانا محمد شکور صاحب کا خاتم النبیین جو

باقی نہیں رہے گا۔ یہ چاروں سائنسی حضریہ و فیزیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصف مبارک خاتم النبیین کے ساتھ ملتی دیکھتے ہیں۔ عز و جلال تو ان میں سے کسی ایک مسئلہ کا منکر ہو گیا کہ میں شک کرتا ہوں یہی قطعاً یقیناً لا قدر مرزا ہے۔ خودی محمد خاتم صاحب نافوقی نے تمہید ان میں سے صفحہ ۳ پر لکھا ہے :-

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا نہیں معنی ہے کہ آپ کا نفاذ انبیاء و سابقین کے زائد کے بعد اور آپ صلب میں - خربی میں - مؤثر ہوئے۔ یہ بلاشبہ جیسا کہ خاتم یا پھر زمانہ میں بالذات کہ فضیلت نہیں۔ پھر مقام حقا میں دیکھیں رسول اللہ و خاتم النبیین قرآن اسی صحت میں کہیں کہ میں جو مسکت ہے یہاں پر عوام کا لفظ اہل فہم کے مقابلہ میں جو ناگت ہے۔ تو عوام سے مراد ناگتہ لوگ جسے تو اس عبارت کا مفاد و درجہ یہ مطلب ہو کہ خاتم النبیین کے یہ سنی تھے کہ حضور منہ الصلوۃ والسلام سب سے پہلے ہی میں یہ ناگتہ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ و ادراک کے نزدیک یا حق غلط میں کیوں کہ اگر یہ سنی ہوں تو مقام حقا میں اللہ عز و جل کا حضور منہ الصلوۃ والسلام کو خاتم النبیین فرمانا غلط عبارت کا اور سنی مسئلہ کا انکار اور جہلا کفر ہے۔

تمہید ان میں سے صفحہ ۳ پر لکھا۔ اگر یہ عرض آپ کے منہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی پیدا ہو تو بھی آپ کا خاتم النبیین ہو گا۔ دستور باقی رہتا ہے۔ در عبارت کا اسلاف و درجہ مطلب یہ ہو کہ حضور منہ الصلوۃ والسلام کے زائد میں بھی اگر کوئی

اے ناظرین کرام! یہ عبارت کا صحیح مطلب و وقت کی روشنی میں ہونا محمد بن عبد اللہ کے بیان و درجہ میں اختلاف چکے ہیں اور ان کے جوابی بیان پر بھر دھڑلہ نہ لگے۔۔۔ در عرب۔

اللہ اس عبارت کے نقل کرنے میں یہاں ایک محدثی خیانت نہ لگائی ہے کہ عبارت تمام و ناقص نقل کی گئی ہے جس میں جو بھی دیکھا جائے اس کے ساتھ ساتھ ہی میں نقل کی گئی۔ ناظرین کرام! جو یہی عبارت ہے۔ پھر اس کا مفاد و درجہ یہاں درج ہے۔

خلافت کا چکر پانا یہ بھی ہیں علوم کے چکر پانا اس خیانت سے بڑھ کر مطلب یہ کیا اور پھر آجہ لیکن قرآن و احادیث آسمانی و انہی میں سے لفظ اس لفظ کا بار بار شک و شبہ نہیں الیہ یہ کہ جب وہ لفظ لائی گئی ہے کہ خاتم النبیین کی صحت میں اس لفظ کی تردید ہے کہ وہ اس میں کہیں اور کوئی نئی جہت ملے تو ختم صواب ہے میں ایک غلط - بیدار - اپنی طرف سے دیکھ کر اس لفظ کو لکھا ہے۔ اگر ناظرین آپ کے غلطے میں بھی کہیں کہ کوئی نئی بیدار ہو - خدا اب بصیرت کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس پر

نبیؐ محدث ہو جاتا تو بھی حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ یہ تیسرے مسئلے کا انکار اور دوسرا اصرار ہے۔
تحدیر الناس صفحہ ۷۰ پر لکھا۔ اگر بالفرض بعد از زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی غایتِ تحدید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا صاف و درجہ مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی اگر کوئی نبی جدید مبعوث ہو جائے تو بھی حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑے گا۔ یہ چوتھے مسئلہ کا انکار اور تیسرا کفر ہوا۔
ان ہی تینوں عبارتوں کو تفسیر کے ساتھ علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا گیا اور علماء حرمین طہیّین نے مولوی قاسم صاحب ناٹوٹی پر کفر و ارتداد کے فتوے کی تصدیق فرمائی جو حسام انجمن شریف میں موجود ہے۔

۱۔ حسام انجمن شریف پر ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ تحدیر الناس کی تینوں عبارتیں بے ترتیب لکھ دیں اس نے کفری معنی پیدا کر رکھے اور اسی وجہ سے علماء حرمین نے فتوے لکھ کر ناٹوٹی کی تصدیق فرمادی لیکن یہ اعتراض اس وقت صحیح ہو تا کہ معنی کفری بے ترتیب لکھ دینے سے پیدا ہو جاتے ہمارے ابھی بتا دیا ہے کہ تحدیر الناس کی تینوں عبارتیں ذکر واء میں علیحدہ علیحدہ تین مستقل کھڑی ہیں۔ پہلی عبارت میں ختم نبوت کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور اہل کائنات کا خلیفہ ان ہی پر بھی کفر قطعی ہے۔ دوسری عبارت میں حضورؐ کے ہم نواز نبی کی پشت کو ختم نبوت

و علیہ عاصیہ صلوٰۃ و تسلیٰ کہ کئے میں کذا بیت افسوس کہ ہمارا مذہب یہ نہیں ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ اہل کائنات کو ہم کی طرف سے یہ نطق نکل گیا ہے ہر حال دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اہل کشتہ پنج من محبت امانہ کرو، اگر بددست مہاندے کافی دعا کریں۔
مرتب طرزا ۱۱

۲۔ ناظرین کرم تحدیرت میں صحت کی اپنی حدت اور اس کا صحیح مطلب مولانا نعمانی مطلق بیان و دعویٰ میں صریحاً مخطوط فرماتے ہیں۔ یہ ترتیب ۱۱۔ تحدیرت کا یہ فقرہ بھی نامہ ۱۲، ناقص نقل کیا گیا ہے پوری ۱۱۔ اور اس کا صحیح مطلب قارئین کرام مولانا نعمانی مطلق بیان و دعویٰ میں صریحاً مخطوط فرماتے ہیں۔ ۱۱۔ مرتب طرزا۔

۳۔ مولانا حسام انجمن میں جو شخص جس جگہ صریحاً تحریف سے کام نہ لیا گیا ہے جس کا تین ثبوت مولانا محسن صاحب کربان دعویٰ میں گرہ چکا ہے اور قطعی ثبوت مولانا محمد وح کے جوابی بیانات میں آئندہ آئے گا۔ ۱۱۔ مرتب طرزا۔

۴۔ مولانا عباسی ہوا ہے ثبوت گرہ چکا اور آئندہ بھی آئیگا مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ نے مولانا نعمانی مطلق کا دعویٰ کچھ سے پہلے ہی میں تحریر کر دیا۔

کے ساتھ غیر متانی بنایا یہ بھی کفر قطعی ہے۔ عیسوی عبادت میں حضور کے بعد کسی نے نبی کے مہوٹ ہو جانے کو متعین ثبوت میں غیر متعیّن بنایا۔ یہ بھی کفر قطعی ہے۔ تو تین عبادتوں میں تین مستقل قطعی یقینی کفر ہیں۔ تینوں عبادتیں ترتیب کے ساتھ کھیں جاتیں جب بھی تین کفر ہوتے، بے ترتیب کھیں اب بھی تین کفر ہیں، بلکہ اگر تینوں میں سے صرف ایک ہی عبادت کھیں جاتی تو بھی نا تو قوی صاحب پر کفر قطعی کا نکتہ صیح ہوتا لہذا بے ترتیب کھ دینے کا احترام محض غلط و باطل ہے۔

۲۔ حسام الحقین شریف پر دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت یوں ہے۔ اہل ایمان پر روشنی ہو کہ اگر کفر قدم یا تا سرحدی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ لیکن حسام الحقین شریف میں عربی ترجمہ یہ کیا گیا کہ لافضل فیہ اصلا عند اہل الفصو اس غلط ترجمہ کی بنا پر فتویٰ کفر کی تصدیق ملے کہ کلام حرمین شریفین لے کر آدمی مگر اسی عبارت تحذیر الناس میں یہ بھی موجود ہے کہ۔ سیر مقام مدت میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرماتا اس صودت میں کیوں کر صیح ہو سکتا ہے؟ اس کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے پچھلا نبی ہونا اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کو حضور کی مدت و تعریف میں بیان کیا جائے تو مطلقاً اس وصف کریم میں فضیلت ہونے ہی کا انکار ہوا، نا تو قوی صاحب کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی نبی کی نبوت بالذات نہیں بلکہ ان سب کی نبوت بالعرض ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہ ثنا و تعریف کرنا باطل ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو نبوت عطا فرمائی اور جب آپ یہ تنبیہ کی گئی تو ثابت ہو گیا کہ لفظ بالذات محض دھوکہ دینے کے لئے بالکل مہمل اور بے معنی لکھا ہے اور اس عبارت تحذیر الناس کا مضمون وہی ہے جو حسام الحقین شریف میں بڑا ہی عربی پیش کیا گیا تو اب لفظ بالذات کا نکال دینا ہرگز تحریف نہیں ہو سکتا اور اصولاً منقول حدیث کا لہجہ نقل کرنا ضروری بھی نہیں صرف مضمون واحد ہونا چاہیے تو لفظ بالذات نکال دینے

لے مولانا محمد منظور صاحب نے اپنے بیان دعویٰ میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا، اشارۃً دھرا حۃ۔ تقریباً ۲۰۰۰ سال پہلے مولوی جسٹس کیلکے سے شروع ہونے والے پہلے رات میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا اس نے آپ نے اہل سے یہ کہہ کر کہ مولانا یہ احترام بھی پیش فرمائیے کہ جواب دینے کی بجائے سوا کوئی کی جہ لیکن آئندہ بیانات میں مولانا نے اس پر بھی مدعی دانی ہے ۱۰۔ یہ منظر

یہ بھی آپہنکے احقر میں کا غلط و باطل جو ثابت ہو گیا۔ ورنہ اٹھ۔

۳۔ خود مولوی قاسم صاحب باذوقی و تہذیبی انسان کے اسی مسئلہ پر اسی عبارت کے تحت کہ چل کر گھٹتے ہیں۔ آخر اس وصف میں اور تہذیب و اقامت و شکل و رنگ و سبب و نسب و سکونت و جزوہ و صاف میں میں کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے۔ دیکھتے اس عبارت میں صاف اقرار کیا کہ جس طرح خداوند قاضی شکل و رنگ و جزوہ کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں اس طرح حضور کے سب سے پہلے نبی ہونے کو نبوت یا فضائل میں کچھ دخل نہیں ہے۔ سب سے پہلے نبی ہونے میں حضور کی کوئی فضیلت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ سب تو خود مصنف کتاب ہذا اقرار کر چکے کہ انرا لایا جہیز ہے میں ہرگز کچھ فضیلت نہیں۔ کیونکہ لفظ بالذات کے لفظ دیکھ پر آپ کا احقر میں خود باذوقی صاحب کے اقرار سے لفظ باطل ہوا یا نہیں ۵

۴۔ اسی لاکھ پر محاسبی ہے گو ابھی میری

مسئلہ اس کو گھٹتے ہیں کہ حق و دہت جو سر پہ چڑھ کے حملہ۔ ورنہ اٹھ۔

۵۔ یہ کہنا کہ تہذیب انسان کو تو مومن ہی انصاف و عملی انسانہ و مسلم ہر قسم کی فضیلت ذاتی انسانی انسانی و غیرہ کی حمایت و حفاظت ہے۔ باطل ایسا ہے جیسے جانتے ہی آید کہ میں کہ وہ حق کا خود موضوع ہی تہذیب ہی کو صاف کرنا ہے۔ دیکھ میں کوئی ایک لفظ ایسا نہیں ہے جس سے بت چلی کہ جو ذات ہے ہونے۔

۵۔ آپ نے کہا کہ کسی مسئلہ کو کا فر کہتا اس کے حق کر سنے کے بعد ہے۔ بالخصوص کسی مسئلہ کو کا فر کہے وہ خود کا ہو جائے لیکن سوال یہ ہے کہ قادیانی لوگ بھی جیسے آپ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں، پھر آپ لوگ قادیانیوں کو کا فر کہتے ہیں۔ اس میں کچھ عجیب آپ قادیانیوں کو دیکھو کہ وہی ہماری طرف سے اپنے ملاقا کچھ لیتے۔

۶۔ آپ نے کہا کہ اس طرح فرق پاگ سے بھی کٹر کر سکتا ہے۔ مثلاً کوئی کہے دیں یوں کہہ دے ان الا برار نفی جسیم اور ان الضحار نفی نعیم معربا یہ اس سے پہلے کہ دونوں جملوں کو قرآن و حدیث سے کر رہے پہلے جملہ کا ابتدا۔ دوسرے جملہ کی خبر کے ساتھ اور دوسرے جملہ کے مبتدا کو پہلے جملہ کی خبر کے ساتھ لگا دیا۔ لیکن اگر ان دونوں جملوں میں کوئی تغیر نہ کیا جائے صرف ترتیب کو بدل دیا جائے اور یوں کہہ لے ان الضحار نفی جسیم و نفی الا برار نفی نعیم تو اب ہرگز کفر کے معنی نہیں نکل سکتے۔ تو معلوم ہوا کہ مستقل جملوں کی صرف ترتیب بدل دینے سے

مرکز مسمیٰ نہیں جلا سکتے۔ تھذیروں کی تینوں سہاروں میں تین مستقل جگہوں میں تو صرف من کی باہمی ترتیب برسرِ کمال کو
سنی جانی گئی۔

۱۰۔ پہلے لکھا ہے خاتمِ انبیاء کو صرف اس سنی میں چھڑ کر ناگزیر حضور سب سے پیچھے ہی ہیں اسکو حرام کو خلیفہ
بنایا ہے حالانکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ آیت کو یہ صفت اپنے ظاہری معنی پر عمل نہ لے جو شخص اس کے خلاف
سنی کے سوا کوئی اور سنی لے دو قطعاً کافر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ...

۱۱۔ نمایاؤں کو آپ کے پیچھے رکھ کر لکھتے ہیں۔ انکا ختم نبوت کا سنی قادیانوں کو ناف توڑی صاحب نے دیا ہے
لیکن قادیانی اپنا منافقوں میں ستارہ ہیں ایسڈٹ کے مقابل تھذیر اناس کی عبادتیں پیش کر دیتے ہیں تو انکا ختم نبوت
میں ناف توڑی صاحب استاد ہیں اور قادیانی شاگرد ہیں تعجب ہے کہ لکھ کر اسے دیتے نہ تو آپ کے نزدیک بیڑا لٹھ جیسے
ہے مگر میں نے لکھ کر اسے چڑھ کر یاد کر لیا دو کو دے۔ ہماری اس تقریر سے دلچسپی نہ کرنا کہ تھذیر اناس میں ناف توڑی صفا
مقرعینا ضروریات ہیں انکا لکھ کر یاد دہ کا فریب ہے۔

الحمد لله الذي علم بصريحه و هزجه و هزجه الحجاب طالع و حده و

مصلو و السلام على جليله الذي لا ينبي بعده و الله و حسب المنع من حده

نیز ابوالفتح صید و من محمد حشمت علی خاں کادی جوی بختی گھنوی غفرلہ

۴

موسوی حشمت علی صاحب نے ایسا بیان تحریری چھڑ کر سننا یا اور قتلہ کی کوئی وجہ ہے اس کے متعلق وہ
بھی کوئی جھوٹا تقریر نہ کر سکے البتہ سوانا محض نظر صاحب کی طرح کہیں بھی جھوٹ پر کہیں کہیں اپنے مضمون کی وضاحت
سکے تو تقریر فرمائی بالخصوص اپنے بیان کے اسی حصہ پر آپ نے بہت زور دیا کہ ہم ان میں میں تھذیر ان میں کی مختلف مقامات

۱۲۔ اہل علم و دانش صاحب کے بیان۔ حوالی میں تھذیر اس وقت دہلی کی دہلی میں جہاں قادیانی دھڑا کر رہے ہیں انکی
میں ان جہاں کے جو لوگوں نے نقل کیے تھے میں وہ مستقل جگہوں میں دھڑا کر رہے ہیں۔ ۱۳۔ میر موسوی حشمت علی صاحب کی اس خاصیت کے
اور ہیں۔ سوانا محض نظر صاحب کے آئندہ حوالہ بنیاد میں بھی چاہئے آئندہ۔ ۱۴۔ دیکھ غفرلہ

کلام عبادتہ نقل کی گئی ہیں وہ پہلے خود مستقل عبادت اور محکم ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک کتاب تحریر ہے اور ان کی ترتیب حال حال سے ان کے مطابق ہر کوئی ان میں پڑھا۔ اس پر آپ نے اپنے تقریر میں کئی سنت و سنت کے ذریعہ ثابت کر دئے ہیں پوری کوشش کی کہ مختصر و مفید کے حق میں خاتم النبیین سے خاصیت زوال مراد لینے کو محکم کا خیال نہ کیا گیا ہے۔ اور مصرعہ ۶۱ کی عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارکہ میں اور اس کے بعد بھی کسی نئے نبی کے صوفیوں کے گواہ اور آپ کی خاصیت کے لئے غیر نقل شدہ آیا گیا ہے۔ نیز اپنی تحریر کے اس آخری حصہ پر بھی آپ نے کچھ تحریر فرمائی کہ خداوندوں کو ختم نبوت کے بخلا کا یہی تصدیق ہے ہی سے ملتا ہے اور تاہم بالی مناظرین۔ مناظرین میں تصدیق الہامی کی انہیں عبادت سے استدلال کرتے ہیں لہذا ختم نبوت کے انکار میں تاویل مولانا محمد کاظم صاحب انارونی ہی کے شاگرد ہیں۔ (مصدقہ توفیق)

بہر حال فریقین کے یہ پہلے دونوں تحریری بیان تو اس طرح پیش ہوئے کہ ان کے ساتھ تو ضیحی تقریری بہت مختصر ہوئے لیکن اس کے بعد کہ اکثر بیانات میں فریقین کی طرف سے تقریر کا حصہ تقریر سے زیادہ ملتا تھا اور تقریر کے بغیر نہ پڑھنے کے بعد اس کی تفسیر میں کافی تقریر کی جاتی تھی۔ اس لئے ہم اسلئے فریقین کی تحریر و تقریر اس طرح مدت کریں گے کہ پہلے تقریر کا ایک نمونہ نقل کریں گے اس کے بعد اس کے متعلق جو تقریر کی گئی اس کو خلاصہ لکھیں گے تاکہ ناظرین کرام کو بالکل سناغورہ ہی کا خلف آجائے۔ اور اختیار کے لئے تقریر کا حصہ ماضی میں چھوڑ کر لکھیں گے اور تقریر پر ہی ملاحظہ کریں ناظرین کرام۔ (چند دن کا غور کرتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے۔)

ترتیب فقرہ:

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ظہیر الدین کا دوسرا جوابی بیان

بسم الله الرحمن الرحيم ط

فاضل مخاطب جناب مولوی حسرت علی صاحب ! افسوس ہے کہ آپ نے میرے بیان کو بغیر دیکھے ہی جواب لکھ دیا۔ اسی وجہ سے اُس میں بعض ایسی چیزیں کا ذکر کر دیا جس کو میرے بیان سے کوئی تعلق نہیں اور اکثر چیزیں وہ لکھ دیں جن کا جواب خود میرے اُس بیان میں مذکور ہے۔ تاہم اختصار کے ساتھ میں پھر ان چیزوں پر روشنی ڈالتا ہوں اور آپ کی تمام باتوں کا لمبر وار جواب دیتا ہوں۔

۱۔ بے شک ختم نبوت زمانی ضروریات دین میں سے ہے۔ اسی طرح حضور کے زمانہ اقدس میں اور علیٰ ذہا حیدر رسالت کے بعد کسی مجدد نبی کا عبوت نہ ہونا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اور دیکھیں ان باتوں کا انکار کرنا مستلزم کفر ہے لیکن تحذیر اناس کے متعلق آپ کا یہ فرمان کہ اس میں ان چیزوں کا انکار کیا گیا ہے بالکل غلط ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الف ۱۔ تحذیر اناس کے صنف ۱۰۰ والے فقرے میں نفس ختم نبوت زمانی کو مراد لکھ کر خیالی نہیں بتلایا گیا بلکہ اس معنی میں جسے کہنے کو خیالی و محمول کہا گیا ہے جس کی تفصیل آپ سرگزشت القلم میں ملاحظہ فرمائیے۔

ب ۱۔ علیٰ ہذا صنف ۱۰۱ اور صفحہ ۲۰۸ کے دونوں فقروں کا تعلق بھی ختم زمانی سے ہے کہ ختم زمانی سے جیسا کہ ان فقروں کے اہل اور آخر میں غرض صنف تحذیر اناس کی تصریح موجود ہے لہذا اس سے شہ نہ

۱۔ محترمہ اہل حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا وہ بیان ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب کے کثیر النسخہ حسم النعمین کے نام لکھا ہے۔
۲۔ بعد کی مثالوں کے لئے آپ نے رقم بند فرمایا تھا وہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اب سے ایک سال پہلے مولوی حسرت علی صاحب کے پاس پہنچ چکا ہے
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

[illegible]

مرتب : ہونا، نمودار، حد، حیثیت، نیت، اس پر ہونا، گایہ، پودہ، نیر، درو، کر، منہ، گے، جہ، تھکا، تو، سوج، آؤ، زندہ
ہو، منہ، جہ، تو، نیر، درو، کر، منہ، گے، جہ، تھکا، تو، سوج، آؤ، زندہ

ماضی کریم گوشت پھر میان سے معلوم ہو چکا ہے کہ کوئی حد صاحبان صاحب لے حسام انگریزوں میں تھوڑے
لڑائی کے عرصے سے ہوا ایک سسل عہد، مگر کئی سطر کی نقل کی ہے نا اخصیات، اور تھوڑے دنوں کے کثرت صفحات کے متعلق
عقروں کو ہوا اگر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ اس میں پہلے فقرہ صغیہ کا ہے ۱۱۔ سر صفحہ ۱۰۰ اور تیسرا صفحہ ۱۰۱۔ نو کوئی
حسنت علیہا حبشہ چنہ میں میں یہ ثابت کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر فقرہ بیکار خود موجب کھڑے ہیں اور
یہ ثابت کر کے لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ کیا ہے صغیہ ہر فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ ۱۱۔ قائم نہیں ہے ۱۰۔ کہ یہ سنی بھنا
کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ بھی نہیں ہے یا نہ کھو گئے یا خیال ہے کہ وہ لوگوں کے کیا ہے ۱۱۔ میں عقد ہیں ۱۰۔ اور صغیہ
۱۰۔ فقرہ کے متعلق یہ کہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ ۱۱۔ یہ کھڑے ہیں جس قدر علیہ السلام کے نام میں یہ وہاں کے وہاں کے
ہو کسی سے ہی کے ہوتے ہوئے کہ جو اور حضور علیہ السلام کی خاصیت نہ لائی کہ لکھنے پر غرض کیا ہے اور یہ سب
چیزیں بیکار خود کفر ہیں لیکن یہ سب باتوں کا کہ میرے پتے ہی میں ہیں تو جو یہ کہ اب پھر فقرہ طور پر دہرائی گئی ہے
صغیہ کی نزاکت عبارت میں خاتم اندیشوں کے معنی فقرہ نالی یعنی سب سے آخری ہی کو لکھو اور کہا
تبیخ نہیں بتلایا گیا بلکہ اسی معنی میں معرکت کو ہوا کہ اس میں بتلایا گیا ہے اور اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے وہاں کے
خاتم اندیشوں سے کہ یہ حق نہ ہی تھا کہ وہاں میں ۱۱۔ ذات کوئی اخصیات نہیں ۱۰۔ کہ قرآنی مجید میں یہ فقرہ حضور پر
علام صغیہ نہ علیہ السلام کے لکھنے لگا گیا ہے پس یہاں سے ہی ہوا لینے چاہیں اس سے حضور کے لئے یہاں سے
۱۰۔ اخصیات نامہ جو ۱۰۔ پھر خود ہی حضرت یونس نامہ تو یہ صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی صورت یہ شکل ہے کہ اس

(بشیرہ شہید علی گڑھ) ۱۰۰۰ روپے دیکھ کر بڑی ہمت کے ساتھ لکھ: اس کا جواب نہیں دے سکتے، ا

بچا ہوں اور اس کا صاحب بھی عرض کر چکا ہوں۔ اس کی آپ نے کوئی توبہ کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر آپ ایک تہذیبوں کی بنیادوں کو کوئی شخص دیکھے تو وہ ان کا وہی مطلب سمجھے گا جو اس نے عرض کیا اور وہ ہرگز موجب کفر نہیں، لیکن اگر کسی کے سامنے وہ عبادت دکھائی جائے جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے تہذیبوں کے تہذیبوں کے فقرہ میں تحریر کیا اور قطع و برید کے ساتھ تمام حکمرانوں میں اعلیٰ کی ہے تو اس کا مطلب بالخصوص یہ ہے کہ اگر "مصلحت تہذیبوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ قدس میں آپ کے بعد بھی آج کے نبیوں کا آنا جائز ہے اور آپ کی شریعت نبوت کے ساتھ نہیں اور انصاف صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا سوام کا ایک غلط خیال ہے اور اس میں حضور کی کوئی فضیلت نہیں۔" اور یہ یقیناً موجب کفر ہے۔ بہر حال یہ کفری معنی صرف مولوی احمد رضا خان صاحب کی تہذیب اور فقرہ کی ذہنی ترتیب بلکہ دینے والے سے پیدا ہوئے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے عبادت تہذیبوں کے حوالے پر ترجمہ کو ملا جو اس میں تہذیبوں کے سامنے پیش کرنے میں ایک نہایت افسوسناک غلط فہمی کی تھی کہ تہذیبوں کے عبادت میں یہ جملہ عقائد مگر باقی غم پر دوستی ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ اس جملہ کا حوالہ ترجمہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے شخصی غریب محاسن حکمرانوں میں یہ کیا تھا کہ مع اولہ لا فضل خیر اھل الفصد اھل الفصد۔ بل قوم کے نزدیک آپ کے آنسوئی نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ مگر چونکہ میں یہ نہایت غریب میں تھی اور اس کو حوالہ دیاں حضرات ہی کو دیکھتے تھے اس لیے میں نے اس میں اس کو چھپ کر نہ مانا سبب نہیں سمجھا تھا اور بالخصوص اس کو ذکر کرنے سے بچتا رہا تھا تاہم اس میں اپنے مطلوبہ معنیوں "مسکرات الفصد" میں پوری تفصیل ہے۔ یہ پر کلام کر چکا ہوں۔ مگر مولوی محبت علی صاحب نے چونکہ اپنا یہ بیان حسن شکل سے لکھا ہے اس لیے آپ نے یہ سمجھ کر شاید منظور اس کو بیان بھی نہیں کر کے گلاس میں اس کا سبب دیکھ کر بھی کوشش کی ہے۔ میں نے آپ کے بیان کے اس حصے کے جوہر میں عرض کیا ہے۔

۲۔ اگرچہ میرے بیان میں فضیلت بالذات اور فضیلت بالعرض سے تعریف نہیں کیا گیا ہے اور حوالہ

میں مولوی احمد رضا خان صاحب نے جو بیان کیا ہے کہ میں اس دفعہ میں نے ان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن آپ نے ان خود اس کو محسوس کر کے جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر اس کیفیت مذکورہ و جہر گوشت کی ہے۔ یہ چیز بالکل واضح ہے کہ تہذیبوں کے عبادت میں صرف فضیلت بالذات کے پیش کی گئی ہے

(ادھر وہ بھی ملحق تقدم و تاخر ادا ہوتے۔ مرتبہ) اور آپ کے اظہار نے عربی و عجم میں

”میں نے افضل میرا اصلاً“ کہا جو ہرگز عبادت تمہارا اس کا صحیح ترجمہ نہیں۔

اس کی تائید میں ہم اس کے ساتھ نہیں عرض کرنا چاہتا کہ دنیا کے منصف مزاج عربی لغت اور اردو کے ساتھ تحریف الناس کی عبادت ادا ہے اعلیٰ سعادت کا ترجمہ دیکھو۔ یہ کہ اور اس کے غلط کرنا ایسے کسی توہم میں زبردستی خیانت ہے یا نہیں؟

مولانا کا تو قریب قریب کہہ دیتے ہیں کہ۔ اہل فہم کے نزدیک تقدم و تاخر زمانی میں انہماک ہے فضیلت نہیں۔ ادا تہم کے اعلیٰ حضرت اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ۔ حضور کے آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا دنیا کا کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ اس ترجمہ میں خیانت نہیں کی گئی؟

اپنے منہ میں مرقع پر خرقہ زیر کتھ سے ہوسکی جو حدیث پیش کی ہے شاید اس کے بکھڑکی آپ نے گوشہ نشین نہیں کی سینے کا حصہ پرچہ کہ مقام مرح میں حدود کے اعلیٰ اوصاف کو طرز ذکر کیا جاتا ہے شفا کوئی عالم فقیر بھی جو حدیث بھی ہو مستخرج ہو اور ساتھ ہی حافظہ ذوق بھی ہو تو اس کی طرح کے مرقع پر حضرت انا ہی نہیں کہا جاتے گا کہ وہ حافظہ ذوق بھی ہو کہ ان کے دوسرے اعلیٰ اوصاف طرز ذکر نہ ہونگے۔ پس ایسے ہی کہتے کہ وہ حافظہ ذوق صاحب ہونے کی اس عبادت کا صاحب ہے کہ جو کوئی غایت زمانی میں انہماک فضیلت نہیں بلکہ اعلیٰ فضیلت ہے۔ اس لئے لفظ خاتم النبیین سے کوہ عرف غایت زمانی ہی مراد لیا جائے گی تو ہر مقام مرح میں اس کا ذکر کرنا گنہگار ہو گا۔ اور اگر اس لفظ سے غایت ذوق بھی مراد لیا جائے تو یہ لفظ مقام مرح کے لئے بہت زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ یہ غایت زمانی حضور کی غایت اعلیٰ عظمت ہے اور اس سے حضور کو نبی بالذات اور نبی الانبیاء ہر زمانہ ہوتا ہے اور بالذات فضیلت ہے لہذا اس سے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی گئی جو مقام مرح کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ ظہر کیونکہ اس میں ختم زمانی کی معنی فضیلت سے الگ ہیں بلکہ اس میں فضیلت بالذات نہ ہونے کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ صرف اُس کا ذکر کرنا اور حضور کے اعلیٰ اوصاف کو چھوڑ دینا ہر مقام مرح کے مناسب نہیں۔

آپ نے دوسرے اہل علم کے متعلق بھی سوال کیا ہے کہ انکی بہت قابل مرح ہے یا نہیں؟

جناب والا؟ انکی نبوت حضور قابل مرح ہے اور ہر نبی کی بہت میں انہماک فضیلت ہے۔ شاید آپ بہت باطن

اور فضیلت بالذات کو ایک چیز سمجھ رہے ہیں۔ مہربانم! تمہارا اس کی عبارت کو غور سے دیکھو اس کے بعد اعتراض کیجئے وہ غلط کتاب ہے اس کے لکھنے والے نے بھی علم کی ضرورت ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے تحذیر میں صفحہ ۳۳ کی ایک اور عبارت بھی نقل کی ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صاحب تحذیر ان سب حضرات کو لانا ناقض قرنی مرحوم کے نزدیک حضور کے دشمنی ہی بدلے میں آپ کی کسی قسم کا کوئی فضیلت نہیں یہ بالذات و بالعرض۔

حالانکہ اگر آپ صریحاً غور و فکر سے بھی لکھ لیجئے تو اسی عبارت سے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ مولانا کے نزدیک اس میں فضیلت بالعرض ہے۔ خود فرماتے ہیں عبارت میں حضور کے اس وصف کو آپ کے دوسرے اوصاف سے جیسو حسب و نسب وغیرہ کے تشبیہ ہی گئی ہے تو کیا آپ کے نزدیک معاذ اللہ حضور کے حسب و نسب وغیرہ اوصاف میں کوئی فضیلت ہی نہیں ہے؟ اور غور سے مگر وہ فضیلت بالعرض ہے اور اس کو بالذات نبوت اور فضائل میں داخل نہیں۔ پس ایسے ہی علم نانی کو بھی لکھ لیجئے۔

سہو حال تحذیر میں اس صفحہ ۳۳ کی اس عبارت سے آپ کا مدعا مگر ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں تو آپ کے بیان کے کسی نبرہ کے جواب میں بھی لے عرض کیا ہے۔

م ۱۔ بے شک جب کہ تاخر نفاذ اپنی خصوصیات اور فضائل عرضیہ سے الگ کر کے دیکھ جائے

قرعہ دوسرے اوصاف مذکورہ کی تحذیر کا طرح ایک وصف ہے لیکن اس کے یہ قسمی پرگز نہیں کر

ہیں میں سر سے کوئی فضیلت ہی نہیں ہے۔ تمہارا اس کے اسی صفحہ پر یہ عبارت غلط لکھنے

کا جگہ بدلنے کا قیاس اور بات پر ہے جس سے تاخر نفاذ اور صاحب فکر خود بخود لازم آجایا ہے

اور فضیلت نبوی و بالا ہوا جاتی ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم تاخر نفاذ میں

کی ایک فضیلت تسلیم فرماتے ہیں۔ صفحہ ۱۰ کی عبارت میں اپنے بیان دہرائی میں پیش کر چکا ہوں

جس میں حضرت مولانا مرحوم کا تو یہی علم نانی کے منکر کو کافر اور خلیفہ ادا اسلام قرار دیا ہے۔ پس

یہ کہنا کہ مولانا مرحوم تاخر نفاذ کے منکر پیش پا ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں یعنی ایک

محرمانہ عبارت ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ تھریڈ برائن اس کا موضوع ہی ہر قسم کی خالصت ذاتی و ذہنی و سکال کی حد تک ہے۔
اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ لکھا ہی ہے جیسا کہ آرزو کئے ہیں کہ مرد کا موضوع ذاتی و ذہنی کی حد تک ہے اس
میں بہت بڑی کامیابی نہیں اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۴۔ تھریڈ برائن کا موضوع بے شک حسن کی ہر قسم کی خالصت ذاتی و ذہنی و سکال کا نقطہ ہے
اور اس سے نکلا کہ اہل بیت چھ جیسا کہ علامہ نے کہا ہے کہ قرآن حدیث میں کہیں ختم نہ ہو گا
بہر نہیں۔

میرے اس دعوے کے ثبوت کے لئے تھریڈ برائن کی دو عبارتیں لکھ کر دی ہیں جو میں اپنے پہلے بیان میں پیش کر
چکا ہوں۔

میں نے اپنے بیان میں تھریڈ برائن کے متعلق بعض حدیثیں ذکر کی تھیں اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ "خانی
میں چھ کو تسلیم کئے ہیں پھر قرآن کو کیوں کا فرماتے ہو۔؟" اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے
۵۔ قادیانی ختم نبوت کے انکار اور مرزا غلام احمد کے نبوت کے اقرار کی وجہ سے قطعا و جمعا کا کافر
ہیں ان کی تکفیر میرے دعوے کے ثبوت میں داخل نہیں ہے۔ اور جہاں حدیث دیکھنا کوئی پر قبلاں کو یہ ضابطہ
مع الفائق ہے جس کی اصل خود میرا بیان دھوئی ہے۔

میں اس کا توضیح پر صرف اس قدر عرض کر رہا ہوں کہ حدیث شریف میں بے گنہگار تھریڈ برائن ہے اور
حضور علیہ السلام و اولیہ ہند اور ان کے ہم مسلک لوگوں کا تکفیر بے شک بے عمل ہے جس کا ثبوت میں نے پہلے اور دوسرے مقام پہلے
مختلف قادیانیوں کے کہ ان کی تکفیر داخل ہے اور اسی پر کوئی دعوہ نہیں۔ و خلافتی۔

میں نے اپنے بیان میں عرض کیا تھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے جس طرح حدیث تھریڈ برائن میں
تخریب اور اللہ کی ترغیب میں تشبیہ کر کے اسی سے کفر کا مضمین کیا ہے اس طرح قرآنی آیات میں بھی تخریب اور
تشبیہ کر کے ان سے عین معادۃ کفری مضامین نکالے جائیں گے ہیں۔ اور مثال کے طور پر میں نے آیت کریمہ "ف
الاصوار الخ فی نعیم۔" و ان فی الفجار نفی حصیم۔" کو پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ کوئی یہ نصیب
ان کے کلمات کی ترغیب چاہے کہ ان الامور نفی حصیم۔" و ان فی الفجار نفی نصیم۔" جملہ

تھوڑی کھڑی ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے پہلے اس کے آیت کے لکھوں کہ وہ یہاں سے توڑ دیا جائیگا۔ اگر مستقل جملوں کی حد بن کر ترتیب میں آئی جیسے قرآن سے صدیوں نہیں پہلے لگا اس کے جواب میں فرمائیے عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ سورہی احمد رضا خان صاحب سے تجویز لانا یہ کہ جملوں کو دو زبان ہی سے توڑا ہے۔ مسطورہ

اور صفحہ ۲۸ کے دونوں فقرات کے ابتدا میں "بلکہ" کا لفظ ہلکا کر کے رہا ہے کہ اس سے پہلی عبارت

میں پر یہ مضرع ہے توڑا گیا ہے۔ پس آپ کے عقیدہ کرد اصول پر بھی مولوی احمد رضا خان صاحب

سینا نے پھر ان کے مرتکب ہونے کیوں کہ صفحہ ۳۸ و صفحہ ۶۸ کے دونوں فقرے توڑ دیئے گئے ہیں

پس میری سن کہ اللہ بالکل صحیح ہے۔

آپ نے فیض بیان فرمایا بھی فرمادیا ہے کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین سے صرف

خاتم زمانی ہی مراد ہے اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے

۸۔ خاتم النبیین کا حرف تنہا لے لیا میں مختصر کرنا چاہتا تھا جس میں نہیں ہے۔ میں ہرگز ان کے کلام

سے حد کرنا نہیں چاہتا تھا وہاں حد نہیں بلکہ وہاں نہ ملاحظہ کی گئی تھی مگر وہاں دوسروں کو کون حد

کی خبرات کر سکتا ہے سب کو حدیت میں دار ہے لعل "بے" ملاحظہ ہو ملاحظہ

و لیکن حد ملاحظہ ہو۔ یعنی ہر آیت قرآنی کے لئے ایک طلبہ معنی ہیں جن کو تمام اہل علم کچھ

سکتے ہیں اور ایک اندرون معنی میں جن کو باطنی فی العلم ہے سمجھ سکتے ہیں اور ہر ایک کو معلوم

کر سکتے ہیں یہاں ایک ایک ہیں۔ مرتب غزلہ۔ اس موقع پر ذرا لالہ و لالہ لکھیں کہ

صفحہ ۳۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔ جس پر ہر ایک کے اہل حضرت نے اس معنی کو۔ یعنی قرآن مجید کی ایک

ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ سے کسی کو معنی اور طلبہ سمجھ لے کر تہذیب سے تفسیل سے لکھا ہے

پھر آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی مراد ہے پر اجماع ہو چکا ہے۔

آپ نے اپنے بیان میں یہ بھی فرمایا ہے کہ مراد یہی ہے ختم نبوت کے الفاظ کا معنی مولانا محمد کاظم صاحب

نے لکھا ہے اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۹۔ ان دہائی جس طرح ذہن کو ہم اور احادیث میں تشریف کیے کے اجزاء سے ثابت کرنا چاہتے

میں اسی طرح مودی احمد رضا خان صاحب سے ملکہ کہ انہوں نے خود پرانی اس کی عبارت سے
 بھی میرا بیعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہیں اس معاملہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ اُسے
 آپ کے اعلیٰ حضرت سے حاصل ہونے پر ہی ہونے، ہم تو مرزا یوں کی ان تحریرات سے کہیں کو بھی جواب
 دیتے ہیں اور آپ کو بھی ۔

ہر حال کیا دیکھتے ہیں کہ خود پرانی اس سے نکال دھرم بیعت ثابت کرنے کا سبق، آپ کے اعلیٰ حضرت سے ملے
 دیکھتے ہیں جو سب کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے اس فقرہ سے پہلے کسی کو دیا گیا ہے خود پرانی اس کے مستحق یہ افراد نہیں
 کہا۔ رہا آپ کا یہ فرقہ کہ مرزائی عبارت خود پرانی اس کو استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ تو شاید آپ کو معلوم نہیں کہ
 وہ کجفہ قرآن و حدیث، اور حدیث اکابر و اقران علیہ السلام سے بھی استدلال کرتے ہیں تو کیا صلاۃ اللہ آپ
 کے لئے کی جرات کریں گے کہ دیکھتے ہیں کہ انکا دھرم بیعت کا سبق قرآن و حدیث اہل صحابہ و علما و سلف سے لے کر
 استغفر اللہ و العیاذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

میری میان یکم کی گزارشات سے آپ کا سزا جواب بہا خوشنما ہو گیا۔ فالحمد للہ الذی
 جعل خطبۃ الحق علی علیہ و خلفائہ علیہ السلام

مترجمہ و اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے اس تقریر سے خدشہ ہوئے کہ بعد اپنے اس تحریری بیان کی ایک اصل ہاتھ فرما کر مولوی محمد علی صاحب کے حوالہ کی اور فرمایا کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے میں اپنے اس بیان کے آخری شریک کی تصدیق کر سکا ہوں۔ ضرورت پڑی تو لکھنا دقت بھی میں سلسلہ میں بہت کچھ عرض کر دیا گا۔ جناب سے گزارش ہے کہ آپ میرے بیان ہی پر اعتراض کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر کسی غیر متعلق قانون میں اپنا اور میرا دینے کا ضروری کا وقت صرف نہ فرمائی۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ میں قانون کا جواب میرے پہلے یا اس دوسرے بیان میں آچکا ہوں کی تکرار کر کے آپ وقت خواہ نہ کریں۔

مولوی محمد علی صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب کے اس بیان کا جو تحریری و تقریری جواب دیا ناظرین کو اہم و آئندہ صفحات میں خلاصہ فرمائیں۔ اس کی نقل میں بھی پہلے ہی التزام کیا ہے کہ تحریری حصہ حاشیہ میں جیسے کہ لکھا ہے اور تقریری حصہ پوری سطر میں جس طرح کہ مولانا محمد منظور صاحب کے اس بیان میں گرا۔

صاحب دفتر

تھان فقیہ علم میں کے متاثرہ فرجیل نے قزوین یا کفر دہ اسلام متفقہ ۔ پہلے آپ اپنے
کار کا کفر و ارتداد : بظاہر دیکھنے اس کے بعد فریاد پڑھنے کو اپنے مسلمان کو کافر کہہ دیا ۔

مولوی شمس علی صاحب نے اپنی تحریر کا یہ حصہ پڑھ کر سنا سننے کے بعد فرمایا : (مرثب)

حضرت ! مولوی صاحب نے اپنے پختہ بیان میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہیے
جز آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ مسلمان کو کافر کہنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے ۔ لیکن مولوی صاحب
کو بھی کبھی یہ نہیں یاد مسلمان کہتے کسی کو میں ؟ اے مولوی صاحب ! صرف اپنی زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہنے
سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا ۔ وہ بڑوں کر منافقین بھی ہیں آپ کو مسلمان کہتے تھے اے آج کل کا دواؤں بھی اپنے آپ کو
مسلمان ہی کہتے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود آپ حضرت بھی ان کو کافر کہتے ہیں ۔ تو کیا ان کو کافر کہہ کر آپ خود بھی کافر ہو
جاتے ہیں ؟

مولوی صاحب ! مسلمان وہ ہے جو تمام خصوصیات میں پر ایمان رکھے ان جو کوئی خصوصیات میں جڑت کسی
ایک مسئلہ کو بھی انکار کرے وہ مسلمان نہیں ۔ اس کو خود خدا کافر کہتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر فرماتے ہیں
علامتہ است اسی کی تکذیر کرتے ہیں ۔

ہم ثانوی صاحب کو اسی سے کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے جو ضروریات
دین میں سے ہے ۔ آپ اس کفر کو انتہائی حدت اس مرثبہ پڑھنے سے یہاں کام نہیں چل سکتا کہ اے مسلمان کو کافر کہہ
دیا ۔ اے مسلمان کی تکذیر کر دی ۔

۔ آپ نے یہ بھی کہہ دیا کہ خود ثانوی ختم نبی ثابت کر رہے ہیں ۔ مگر میں کہ جواب آپ کے مقتدا
مولوی تھیں جن صاحب دینی کے لئے پہنچے ہیں ۔ تحقیق کفر و الایمان جس سے پڑ گئے ہیں ۔ کافر
ہر مذہب کا کافر کہنے کے دجہ سے انسان خود کافر و مرتد ہو جاتا ہے ۔ " ائمہ مضابطہ ص ۱۵۰ پر لکھتے ہیں
۔ مرثبہ دیکھنے کی طرف سے دو دعوات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا ذکر ہے ۔

نہ وہ اسلام دین کے بعد پھر کافر ہو گئے ۔ (مرثب)

عمری علیہ السلام کی عظمت کا اقرار ہے : " اے کاغذ خواہ سب بیعت کر لیا، صاحب ہی کے پیٹ سے کاغذ لکھو، ایک دست نامہ سلطان لکھو : دو چوکھڑا حوالہ لکھو اس وجہ سے ان کے کام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی حدیث علیہ رضی اللہ عنہما، جب تک کہ کوئی ایسی حدیث نہ لکھا دے گی کہ میں نے جو فلان یعنی خیر خیرت کے بعد بیان کئے تھے اور غلط ہے، صحیح یعنی یہ ہیں کہ سب کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی جھٹکتی نہ ہوگا : یا مینی علیہ السلام کو جو غلطی ظہر کا لیاں و نیکر کا فر ہو، جتنا اس سے توبہ کر کے معاف ہو، ہون : " بروی جواب ہوا، میں سنتے کی طرف سے : تا تو قوی صاحب کی من حدیث کے متعلق ہے :

ہم بھی بھی کہے ہیں کہ : تا تو قوی صاحب نے تھوڑا سا ہی بدو سہی کہہ دیا، میں جہاں کہیں خیر خیرت کا اقرار کیا ہے وہ سب میں ملتا ہوا، اور دیکھ کے کہنے پر بنا ہے وجہ است کیا ہے : سنا جب تک کہ ان کی کوئی ایسی حدیث نہ لکھا جائے جس میں انہوں نے تھوڑا سا ہی سنو، سو دیکھو، دیکھو : کی گھڑی حدیث سے توبہ کی ہو اس وقت تک کہ ان کا اسلام ثابت نہیں ہو سکتا، آپ نے اپنے پیچھے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ تا تو قوی صاحب نے صفحہ ۲۳ والی عبارت میں خیر خیرت لکھی کہ عوام کا خیال نہیں بنایا، بلکہ : خاصیت : کے مفہوم کو ختم نہائی ہیں میں مقرر کر کے کہ عوام کو سنا کتابت : میں کا جواب لکھتا :

تا تو قوی صاحب نے تھوڑا سا ہی سنو : پر کھنکھتے :

اگر وجہ بدیہت فی ہر دوں کاظم کی حضور کی کہہ ہم پہنچا تو ہی کہ شام میں کو نقصان آگیا، اور کسی طفل نا اہل نے کوئی شکالے کی بات کہی تو کہہ دیا : بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا :

کہا : ہاں کہ کوئی کہہ : ہاں - لفظ پر بدت زلف نہ ترے

ہاں بد و حضور حق کر لفظ ہی وجہ سے کہ بات میں ملے گی، اور وہ لکھے گئے تھے : میری زبانیں اور دہرائی بات کا ملنے جائیں : واقعہ نظر اس کے کہ کائنات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات بہت لیتے ہیں عقل و ضمیر کی خواہی پر گزری دیکھتے ہیں :

یہ حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ خیر خیرت کے معنی کو حضور نبی امانات ہیں، تا تو قوی صاحب

پتے ہی کرچکے ہیں۔ مولوی صاحب ! اب بھی کھڑکی حمایت چھوڑ کر سٹھان پر بیٹھئے۔

آپ نے اس تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ تینوں تقریریں کی قریب بہ ملنے سے کھڑکی معنی پیدا ہو گئے۔ حلالہ گھر میں اچھے پتے بیان میں آپ کے اس بات کا جواب دے چکا ہوں۔ اب پھر سنئے ! میں نے لکھا ہے۔

میں نے پہلے دعائیہ کہ دیا ہے کہ تینوں عبادات تہذیب و تمدن میں تین مستقل کھڑکیاں، آپ اس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے۔ اور پھر دے دیا ہے کہ تہذیب و تمدن سے معنی کھڑکی پیدا ہو گئے آپ کو کچھ خبر بھی ہے۔ تہذیب و تمدن کی عبادات یا تہذیب کچھ کرنا، اور میں نے تو اسے کھڑکیاں کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے !

آپ نے ہی اس اور میری تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ "خاتم النبیین" کے معنی کو صرف خاتم نبی میں سمجھ کرنا حدیث "لعل اولیہ من بعدکم وعلیہم وعلیہم" کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث سے مسلم ہوتا ہے کہ آپ آیت کے لئے کم نہ کم دو معنی، ایک ظاہری اور ایک باطنی، ضرور ہوتے ہیں اور یہ ایک کہتے "حد و مطلع" ہے۔ اسی کا جواب بھی سنئے۔

"ہر آیت کے لئے ضرور اربع حد و مطلع ہے، لہذا لفظ "خاتم النبیین" کو بھی ایک مستقل آیت پرکھ لیں، حکایت کر کے کہ ایک لفظ ہے جس پر امت کا اجماع ہے کہ جو معنی اس کے خلاف رکھیں گے انہیں میں صرف یہی مراد ہیں، اور اسی کا منکر کافر ہے۔"

تو چونکہ انفرقی صاحب اسی لفظ کے ظاہری معنی کے خلاف ایک باطنی معنی لکھے بھی رہے ہیں اور امت کے اجماع سے منکر ہیں اس لئے بھی وہ کافر ہے۔ جیسے مولوی صاحب ! یہ ناانوروی صاحب کے کھڑکی ایک اور وجہ ہو گئی، وہ آپ اس کھڑکی بھی حمایت کر گئے ایک اور کھڑکی میں جٹا ہو گئے۔

نمودی صاحب ! اب بھی پڑھ لیں کہ میں کھڑکی حمایت سے لے کر کھڑکے کو سٹھان پر بیٹھتے۔

اب نے لکھا ہے کہ انفرقی نے خود منکر منکر بنائی کو کافر لکھا ہے، لہذا تو خود دیکھ لے کافر و مرتد ہونے کا اقرار ہو !

پچھنے مولوی صاحب ! اب تو انفرقی صاحب خود اپنے اقرار سے کافر ہو گئے۔ اب بھی آپ ان کی حمایت

کہیں گے ؟

میں نے اپنے پہلے بیان میں عرض کیا تھا کہ ختم نبوت کے انکار کا یہی قادیانوی سہ سبب ہے۔
لہذا استاد اور تالیفاتی اسکے شاگرد ہیں۔ آپ نے اس کا تو کافی جواب دیا نہیں اور لیس یوں ہی کہ دیکھ قادیانی لکھتے
کے شاگرد ہیں۔ یہ بھی کافی جواب ہے۔ سنتے !

۔ نافروری کا خود اقرار میں دیکھ چکا کہ ختم نبوت کے معنی سب سے پہلے خود نافروری سے ہیں۔ اس
طرح قادیانوں کے بعد وہ ختم نبوت کے معنی بدلنے میں نافروری استاد اور تالیفاتی شاگرد ہیں کہہ سکتے
والا امت تو آپ کے نزدیک مسلمان ہے اور کھڑے دھو شاکرہ کا فرد مرتد ہے۔ یہ جواب برا بھی ہے۔
آپ نے اپنی اسی تقریر میں فرمایا تھا کہ تہذیب ان میں صنف بہرہ و صنفہ کے فتروں میں رہتے۔ کا خطاب
جس سے صنف بہرہ و صنفہ کے مالک کو باہل سے کرنی خاص ملتی ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ
۔ بکرا کا غلا: حارب کے لئے آتا ہے۔ میدان سے مستقل جود شروع ہوتا ہے۔

جس صنف بہرہ و صنفہ کے دونوں فتر سے مستقل جملے ہیں۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ مستقل جملوں کی ترتیب
جملے کے خصوصی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ پس اعلیٰ خصوصیت نے اگر سہ ملکہ میں ترتیب میں ایسے فتروں کی ترتیب بدل دی تو
اس سے معنی کچھ نہیں بدلے، پس آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ اعلیٰ خصوصیت کے ترتیب بدل دینے سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔
اچھے اپنی تحریر میں اور تحریروں میں جو کچھ لکھا یا کہا تھا میں نے اس کے نقل و نقل کا جواب دے دیا اور اس کے
پہنچنے والے دیکھتے اور ثابت ہو گیا کہ نافروری صاحب نے ختم نبوت نامی کا انکار کیا۔ خردیاب وہی کا انکار کیا۔ اجماع
کا انکار کیا اور وہ کہ فرد مرتد ہو گئے۔ صاحب جو ان کی حمایت کرے اور ان کو مستغنی گئے وہ بھی ایسا ہی کافر و مرتد ہے۔
مولوی صاحب میں پھر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ کافروں کے ساتھ چھوڑ کر مسلمان ہو جائیے، وہ بھی جہاد آپ کے
جنگجو ختم ہو جائے گا۔

از مرتب ۱۔ مولوی حشمت علی صاحب مدنی نے صریح فرمایا ہے کہ بعد قمریہ کی ایک نئی شکل فرما کر مولوی محمد منظر صاحب کے حوالہ کی اس کے بعد مولانا مسیح جہاں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا قمریہ جو اس کی نقل تو نسخی قمریہ شروع ہونے سے پہلے ہی جانی جاتی ہے۔ مولانا محمد منظر صاحب نے فرمایا کہ اب کچھ نہیں کاہل اس طرح رہا کہ تقریر کے اختتام پر قمریہ ہی جاتی ہے۔ اسی لئے میں تقریر کے بعد قمریہ جواب حاضر خدمت کر دیا گا۔ لیکن مولوی حشمت علی صاحب نے اس پر طعنے مولا اصرار کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے ابھی تک جواب پورا نہیں دیا ہے۔ آپ کی تقریر کے دوران میں مختصر نوٹ لکھ رہی ہیں قمریہ کے ساتھ ہی بطور اضافہ قمریہ جواب تیار کر لیں گا اور حسب سائنی بعد ہر اس کی نقل آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ مگر مولوی حشمت علی صاحب حسب عادت اپنی بات پورا نہ گئے۔ بات تو مولانا محمد منظر صاحب نے سبب ان کا اس قدر اصلو دیکھ تو اس کی کبھی منظر فرمایا۔ اور اسی وقت صحت یہی چاہت میں یہ مختصر مگر جامع قمریہ جواب لکھ کر میں نے سوائے کیا۔ اب حسب قمریہ داد باقی ہے ۴۰۔ سنت میں مہینہ مختصر نوٹوں کی توضیح دکانہ میں تقریر فرمائی۔

مولانا کے اس بیان پر بھی ہم اس کا التزام کریں گے کہ تحریر کا حصہ مکتبہ میں چھپا کر نکلیں گے نہ تو نسخی قمریہ کا یہی سطور ہیں۔

(در مرتبہ منظر)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب قلعہ کا تیسرا جوابی بیان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصحط. آمين!

عاضد فری کریم ! چو کہ ہووی حشمت علی صاحب نے معلوم کیں حق صلت سے اسی وقت اس پر نازل کیا کہ تقریر کے آداب سے تقریری جواب میں کر دیا جائے۔ اس لئے میں نے تقریری جواب میں نہایت مختصر نوٹ لکھے دیئے ہیں۔ اس پر کر دینا چاہئے کہ کچھ عبارت کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

اسلامی معاہدے کے سب سے پہلے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ "اے مسلمان! تم شرعی قمار پر منع ہو گئے۔" جیسا کہ اس کے جواب

ہیں عزم کیا ہے کہ

مسلمان کی تعریف میں اپنی سب سے پہلی تحریر میں کہ چکے سولی خور سے اچھے :

مرکز سب سے پہلی خبر یہ کہ بالکل کشیدہ رائے یہ الفاظ موجود ہیں: "مکمل شہریت کے معاملہ میں ہندوستان میں ہندوؤں کی

۱۔ عیب کے یہ تلبیا کو مسلمان کی شرعی تعریف کہتے ہیں :

در تحقیقات پیرامون ولیری آپ می‌توانید:

ایک اور توہم یہ ہے کہ

اسپندانی سے تحریر میں لکھا گیا ہے کہ: *یہ کتاب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الخراج سے یہ*

نجات کسے کی بھی کوشش نہ کی کہ جو اندہ، پست و تنالی عید و رسم کی توہین و تشویش نہ کرے نہ معلوم کہ یہ تکلیف پہ
نے کیوں کر ادا فرمائی اس سے کہہ کر نہ جا رہے۔

۱۔ یہ نیک شخصیت صاحبِ قلب و علم کی شاہی پائل میں اعلیٰ گنجینہ موجبِ کھردرنا ہے =

جگہ میں ٹوکتا ہوں کہ وہ سب سے قسم کے کاموں کو تو پناہ بھی دے سکتے ہیں لیکن جو باطنیہ شتمی عنصر دوسرے عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخو یا سو، ادنیٰ کو تکہ کہ فرما۔ اس کو خدا سبب اللہ میں پناہ نہیں۔ خدا کی زمین
کو اس کے ایک ایک چھوٹے پاک کر دیتا چاہتے۔ مولا! اس معاملہ میں ہم سے جو جذبات ہیں آپ کے تو تحلیل کر بھی دیاں
تک نہ مانی نہیں ہو سکتے۔ موان کچھ آپ کے پاس ہیں جتنا آہستگی سے دھوکہ کہنے کے لئے صرف زبان سے اے ہمارے پاس
کام کہنے کے لئے ہاتھ اور ناموس نبوت پر قربان ہوسکے لئے جہاں بھی ہے۔ آپ ایک مثال بھی دینی نہیں کر سکتے
کہ آپ کی جماعت کے کسی فرد نے اس ماہ میں کوئی معمولی سی بھی قرانی کتاب

اگر لکھ کر شیعہ کا ہے کہ میرے دوست سے جہان میں ہے اسلام داعی اسلام علیہ السلام کی عزت و ناموس
کے تحفظ کے لئے جی سے بڑی قربانیاں پیش کیں۔

اس نام فہرست میں اس سلسلہ کی تفصیل ہماری مصحفی کے خلاف ہے۔ درہم میں بتا کر ماضی قریب میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر جس غلامیوں نے اپنی جائیں قربان کر لی وہ کس وقت کے کچھل گئے اور ہماری جماعت
سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تاہم اس سلسلہ کی طرف ایک چیز عرض کرنا چوں۔ قرینہ آئے۔ اس برس ہی کا عرصہ ہوا ہے کہ
لاہور کے ایک ہر زبان و نصیب آری سماجی راجپوتانہ سلسلہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تشہیل میں ایک مستقل
کتاب لکھی جس کا نیا ک نام "گنگوہار دہل" دیا گیا۔ اس وقت آپ حضرت محمدؐ اور خلفائے ہوں میں بیٹھے گئے اور جو
کا فریاد و یاد ہوئی کی کشتہ جی اڑا رہے تھے کہ کسی کو بھی تک جہیت نہ پہنچے اور جیل خانہ گئے تو ہماری جماعت کے کوئی
فرد شیعہ جہت حضرت مولانا سید محمد رفیع الدین شاہ صاحب بخاری وغیرہ۔

مولا! آپ ہمارے سامنے یہ وعظ کئے ہیں کہ تو میں دوسرے آدمی کا فریب دیتا ہے اور مجھ کو مسکے یہ ہے
کہ اس کی جگہ کو ایک لمحہ کے لئے خدا کی اس زمین میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے
میں نے غلام مستحب را اگر کجا ست کا کجا

میں نے اپنے بڑوں میں تحذیر لاس کی وہ عبادات پیش کی تھیں جن میں حضرت مولانا نونوی رحمۃ اللہ علیہ نے
مقتل سے انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم نبوت زاتی کو ثابت فرما کر اسی کے منکر کو صاف معاذ میں کا کر رکھا
ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے حضرت مولانا محمد رفیق ترمذی سے صاحب مظلوم کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ جو انہوں نے

تو دیا نبول کے جواب میں کچھ یہ ۔ میرا جواب سنئے

۱۔ حضرت مودہؑ کا رشتہ کسی صاحب نے مودائیوں کے متعلق دو بار لکھ لکھا ہے ۔ ان غیر ملکی
فہم ہے ۔ یہیں چیز تو موعزؑ کی بحث میں ہے کہ مولانا جو قوی دین غنہ علیہ السلام سے ختم نبوت کا
انکار کیا ہے وہ نہیں ۔ پھر یہ جگہ ہر ایمان دار متصف عزائم کے نزدیک تحذیر لائے گی عیناً
ہاں کہ ہے ظہر ہیں ۔ بلکہ اس میں ختم نبوت نہائی کو عقل قاریوں سے ثابت کہ اس کے منکر کو کافر
کہا گیا ہے ۔ پس مودہ صاحب ہمارا دینوں کو ہی پر قیاس کرنا کفر کو اسلام پر قیاس کرنا ہے ۔

اس پہل کی تفصیل یہ ہے کہ مودائی لکھتے ہیں ختم نبوت کا انکار ۔ نہ مرنے کی نبوت کا دعویٰ اس قدر صاف
اور واضح عینیت میں موجود ہے جس کی کوئی شک نہیں کیا جاسکتی ۔

مودہ صاحب نے اپنی کتابوں میں جابجا ہے کہ نبی اور رسول لکھا ہے ۔ اپنے نامنے والوں کو اس ماننے کی
وجہ سے ہی کافر قرار دیتے ۔ (میرا رسول ہی کی شان ہے) تمام دن لوگوں کو جو ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان دلا رہے ہیں
بتلا دیتے ۔ اپنے گناہوں و تقادیر ان کو ۔ خدا کے رسول کی کثرت کا ۔ لکھا ہے ۔ قرآن مجید کی بہت سی دو آیتیں جو
جو حضور مرید علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیتے ہیں وہی کو لکھتے
ہیں قرآن دیتے ہیں جس میں نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے چلتا رہے گا ۔ (معاذ اللہ)

اور یہ سب چیزیں ہمیں مرحمت کے ساتھ مودائی لکھتے ہیں خود میں جیسے جیسے کوئی شے بھی نہیں چوکتا اور خود
کامیابی امت کے عقائد بھی اسی کے موافق ہیں ۔ پس ایسی حالت میں اگر مودہ صاحب کی کسی کتاب میں ختم نبوت کا انکار
یا منکر ختم نبوت کی نکتہ سے تو اس کی افلا ہوا ہے وہ جیسے چوکتے ہیں ۔ یا یہ کہ تحریری دہلے نبوت اور انکار ختم نبوت
سے پہلے نہائی ہو ۔ تیس دنوں کے لئے عیناً لکھا گیا ہو ۔ تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ مودہ صاحب نے اپنے عقائد

۱۔ جناب مودہ صاحب کے دین ابو حنیفہ پر لکھتے ہیں ۔ مودہ صاحب نے جس نے مودہ میں نبی کا ذکر کیا ہے ۔ مودہ صاحب نے
ہم رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بارے میں ۱۹۰۰ء کے ایک دور صاحب کی کتاب ”مستفیضہ“ لکھا ۔ کہ حاشیہ میں
۱۔ دیکھ مودہ صاحب ۔ ۲۔ حنیفہ صلی علیہ وسلم ۔ ۳۔ مودہ صاحب نے

سے تائب ہو کر ایسا لکھا جو لکھنے کا وقت کے خلاف ہے اور نہ مرزائی جماعت بھی اس کی قائل نہیں۔ اس لئے مرقیہ مرقیہ حسن صاحب نے بالکل ٹھیک لکھا کہ مرزا صاحب کی ایسی جہاد ہے جس کا کفر و فتنہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ کفر اور اڑا سے پہلی ہیں، یا محض دلیس و عیسٰی کے لئے لکھی گئی ہیں۔

بخلاف مصنف تحذیرات میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کی کسی کتاب میں ایسا لکھنا بہت زانی کا غلیف سا اشارہ بھی نہیں۔ ورنہ کبھی حضرت نے یہ باتیں کون ثابت کرنے کے لئے گزرتھیں گے مگر وہ اس کے سوا کہ جو حدیث نقل کی ہے۔ میں ثابت کر چکا کہ اس کی نقل میں نہایت افسوسناک غلطی سے کام لیا ہے۔ دونوں نے فقہاء متعالمات کے اخص فروع کو جو ذکر ایک مسلسل عبارت بتاتی ہے جو ہرگز تحذیرات میں کی عبارت نہیں کہی یا لکھی۔ میں جو کہ اس پر تحقیق بحث اپنے پہلے بیانات میں کر چکا ہوں، اس سے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں رہتا۔

بہر حال یہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ تحذیرات میں میں غلط لکائی کے خلاف کوئی حدیث نہیں، بلکہ وہ ساری احادیث علی صاحب کا محض ہستی ہے۔ میں اس کے بعد میں گھر ہم گزرتھیں گے کہ وہ عبارات چیل کریں، جن میں مصنف نے اقل قاہرہ سے ختم نبوت نامی کو ثابت فرما کر اس کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔ تو یہ بالکل بجا نہ ہوگا۔ ان اگر خدا کی قسم تحذیرات میں مرزائی لکھنے کی غرض کہیں ختم نبوت نامی کا وہ منہ پر زور نکال دیتا تو یہ شک ایسا نہ ہوتا کہ وہ جواب دے سکتے تھے جو محدث و فاضل مرقیہ حسن صاحب دیکھ کر حیران ہو کر رہا ہے۔ میں دونوں مقدموں کی نوعیت میں یہ عبارت درکشن فرق ہے۔

آپ نے رقمہ پر اناس صفحہ ۲۹ کی ایک عبارت لکھی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مصنف تحذیرات اس کو گویا خود اس کا اقترا ہے کہ ان سے پہلے تمام علماء امت قسام صحابہ تابعین اور حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین کی قاضیت نامی میں صحر کے لئے تھے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے۔

۱۔ صفحہ ۲۹ کی حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین میں سے جو کچھ لکھتے تھے انھیں قاضی ہے۔ بلکہ اس مرحلہ سے اب ایک مکتوب میں لکھنے کی قیادت ہے کہ یہ بات صحیح میں سوائے میراثہ علیہ السلام اور انھیں ہی تسلیم کے کہ سب حرام ہیں، اس سے واضح ہو گیا کہ صرف ان توراتی رحمۃ اللہ علیہ شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام تابعین ہی اہل علم کو اس باب میں

اپنا ہونا چاہتے ہیں :

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مولانا غوثی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر النسخہ کے شروع میں ہی ، قائم نہیں ہیں کے بارے میں دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ایک جو علم جن کے متعلق لکھا ہے کہ یہ لوگ حقانی ، قائم نہیں ہیں ، کو غائبیت نفاذی ہی میں جمع کرتے ہیں ، دوسرے اہل فہم ہی کو مولانا اپنا ہونا انبیاء کہتے ہیں ۔ اس بگ حرام سے جو لوگ الہ کی ہڈ ہیں الہ کی تفصیل انہی کے کتب و کتابت حصہ اول مکتوب نمبر دوم صفحہ ۱۰ پر اس طرح مذکور ہے کہ :

” جز انبیاء کرام علیہم السلام یا مسخاۃ فی العلم ہر حرام اند “

و ب تفسیر میں موصوفہ انبیاء علیہم السلام اور راضیین فی العلم کے سبب حرام ہیں :

حضرت مولانا کی اس تصریح سے معلوم ہو گیا کہ مولانا کی مراد حرام سے صرف وہ لوگ ہیں جو راضیین فی العلم میں داخل نہیں ہیں ۔ اور انہی کے متعلق مولانا کا یہ خیال ہے کہ وہ منہج خالصت کو ختم نہائی میں منحصر رکھتے ہیں ، ان کے علاوہ دوسرے حضرات یعنی راضیین فی العلم ، بالخصوص صحابہ و تابعین اور پھر خاص کر تمام راضیین فی العلم کے سردار ، سولی اللہ علیہ وسلم میں سب کے متعلق حضرت مولانا کا خیال یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے حصار کا دعویٰ نہیں کیا ، جو مولانا مرحوم ان کو اپنے مرانی سمجھتے ہیں ۔

عقد حرام سے علاوہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و تابعین عظام کو مرادیت صرف آپ کے طبیعت کی نفاست ہے ۔ شاید آپ حضرات کے بعد رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و خیر و اکابر کے دریں کو حرام کہنا ہو ۔ حضرت مولانا غوثی کی جو مراد لفظ ” حرام “ سے ہے وہ انہوں نے اپنے کتب میں لکھ دی ہے ۔ ان کے بعد یہ کہنا کہ مولانا کی مراد حرام سے سوا اللہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و خیر و انہما فی انفسہم نہ کہ بات ہے ۔

اور آپ نے جو عبارت تفسیر النسخہ ص ۱۹ کی پیش کی ہے اور اس سے جو نتیجہ نکالتے ہیں کہ مولانا غوثی مرحوم خود اس کے معنی میں کہ ان سے پہلے تمام امت کا حصار پر اجماع ، انہی ۔ اس عبارت کے نقل کرنے اور اس کا مطلب بیان کرنے میں آپ نے سخت سلیقت اور بددیانتی سے کام لیا ہے ۔ جناب اسی عبارت میں آیت ” قائم نہیں ہیں “ کے معنی کا ذکر بھی نہیں ہے ۔ وہاں تو اثر میں وہی اس کی تادیل کا ذکر ہے ۔ مولانا مرحوم وہاں یہ بتانا چاہتے ہیں

کہ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر و پہلوۃ انبیاء طہات کی لہریں دیکھ سنبھلیں نے جو تار و پسیں کی ہیں۔
مشکل یہ کہ ان سے اصلاحی شفق میں سلطان مملوک مراد سے لے۔ یہ بعض جو فیاض اس کو عالم مثالی پر محمول کیا و طریقہ
وضیح ہے۔

اس قسم کی تاویلات شبکات میں جگہ اس کی صحیح شمع وہ ہے جو میں نے کہی ہے۔ اور پھر اس کے متعلق سوچا
لے یہ کھلے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں ان اچھے حضرات کی تحریک نہ ہوں، ان کا اسرار اور ان کی عظمت کا
نمودہ دل میں ہے۔ مگر یہ بھی کہی ہو جائے کہ کسی مضمون کی طرف توجہ کا دہن نہیں کیا اور کسی جوئے کا پلا
گیا۔ ہر حال میں اس عبارت کا تعلق تفسیر خاتم النبیین سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ عبارت حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ کی اثر کی تاروں کے متعلق ہے۔ تفسیر خلاص صفحہ ۱۰۲۔ جو سے ملاحظہ فرمائیے۔ میں اسی جگہ کی جوتی
پڑھتا ہوں سنتے۔ مولانا محمد رفیع ہیں۔

۱۔ تفسیر بھی واضح ہو گیا ہو گا کیونکہ تاویل کرنا اثر اسرار و بیانات سے خود ہے۔ یا علماء عظیم
اسلام اور اخصاً اہل حکمت سے مطلقاً احکام مراد ہیں، ہرگز تاویل اذعان نہیں، جو اس کی یہ ہے
کہ باعث تاویلات مذکورہ میں مخالفت نہ تھی۔ سبب مخالفت ہی نہیں تو پسیں تار و پسیں
کیوں کیجے بھی کہ حاکم اس مسئلے سے کچھ ملازم ہیں یہی ہوتی ہے۔ یہ بات کہ توجہ کی تاویل
کو نہ ماننے تو ان کی تحریک نمودہ باشر لام نہ لے گی۔ یہ اسی رنگوں کے خیال میں آ سکتی ہے جو پڑھا
کی بات اذرا و جملہ آداب میں مذکور ہے۔ اچھے لوگ گریہ نہیں تو یہاں ہے۔ اللہ رب العزت
عقل سے پہنچا و تیرہ نہیں، نقصان شای اور ہر سبب اور خطا نقصان اور ہر چیز۔
مگر جو کہ مختلف تاروں کا نہر کسی مضمون تک نہ پہنچے تو ان کی شان میں کیا انصاف آگیا اور کسی
طفل ناہل سے کوئی شکستہ کی بات کہہ دی تو کہ اتنی بات سے وہ عظیم حقائق ہو گیا۔
نکاح بائستہ کہ کو اسکے تاویل۔ اخلط بر جوف نہ تیرے۔

مجھے حیرت ہے کہ آپ ایسی غلط ویاہت کا۔ داتا گرانہ میں کیوں اس قدر دلیر ہیں۔ اس عبارت کا
دہ اشتعالی صدر جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مولانا کا کلام عیاں۔ "تفسیر خاتم النبیین" میں نہیں، بلکہ

اور میں جیساں بڑا ہوں ہے۔ آپ نے بالکل چھوٹا کیا اور صرف آخری حصہ کو گھم دیا۔ اور مطلب وہ بیان کیا جیسا کہ
کاہلن شاہرہ جی نہیں۔ لیکن میں اس کے ساتھ کچھ نہیں کہوں گا کہ خداوند ہی کے لئے نیکی کی توفیق ہے۔
ہاں میں نے اس کے ساتھ آپ کے ایک اور بھی لیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک افتراء کہیے کہ سناؤ
مولانا نونو علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ختم زمانی حصہ کی شان کے خلاف نہیں۔ یہی ہے اس کے جواب میں عرض کیا ہے۔
آپ کا یہ کہنا کہ ختم زمانی حصہ کی شان کے خلاف نہیں بالکل افتراء ہے۔

اور جو فقرہ اس مسئلہ کے ثبوت میں آپ نے تحریر فرمایا ہے صفر دست پر چڑھ کر سنا یا ہے اس میں بھی آپ نے
ایسی بیانیہ سے کلمہ لیا ہے جس کی قرین بنا کچھ آپ سے بھی شرمی۔ میں عرض ہوں کہ آپ کیوں کر ایسی برکت کو
میں اور وہ بھی میرے سامنے جس کو بڑا آپ آندا چکے ہیں۔

عاضد علی کرام! پوری عبارتیں میں کاتہ تمام حکمنا مولوی صاحب نے سن کر کچھ کہہ کر آپ کو دھوکا دیا
سنا دیا تھا۔ پوری عبارت اس طرح ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

”ہاں اگر بطور طلاق یا طہیم مجاز اس خاتمت کو زیادہ اور سوچنے سے غائب کیجئے تو پھر

دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی معلوم خاتمت مرتبی ہے۔

زمانی“

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر فقط قائم کو خاتم زمانی اور خاتم مرتبی سے مطلق رکھا جائے یا بطور
محرم مجاز زمانے اور مرتبے دونوں سے قائم رکھا جائے تو اس ایک نقطہ سے حضور کے لئے دونوں قسم کی خاتمت یعنی
زمانی و دوقی مراد ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک ہی مراد لیجئے تو پھر اس مسئلے کے زیادہ شایان شان محمدی خاتمت
مرتبی ہوگی نہ کہ زمانی۔ کیوں کہ ختم ذاتی میں خصلت بالذات ہے اور نیز ختم زمانی اس کے لئے لازم بھی ہے۔

میرزا جی اس عبارت میں یہ نہیں لکھا کہ ایک ختم زمانی معاذ اللہ حضور کی شان کے خلاف نہیں بلکہ مولانا کا
مقصود صرف یہ تھا کہ ان دونوں قسم کی خاتمت میں حضور کے لئے زیادہ شایان شان ختم ذاتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ
حضرت مولانا اس کو آپ کے وقت نہ لکھتے تو اس کو آپ کے لئے ثابت ہی کیوں کرتے، حالانکہ پہلے تو متناہی آپ نے
اطلاق یا محرم مجاز ہی کا لکھا ہے جن میں حضور کے لئے وہ دونوں قسم کی خاتمت ثابت ثابت ہوئی ہے۔ نیز اس عبارت کے

بالکل متعلق وہ عبارت ہے جس میں مولانا نے اپنا مختار اس کو قرار دیا ہے کہ خاتم کو جس نے قرار دیا جائے اور نہائی و مرتبی کو اس کی دو زمیں۔ پھر اس ایک لفظ "خاتم النبیین" سے حضورؐ کے خاقیت کی دونوں زمینیں عبارت مطابقت ثابت کی جائیں۔ جس کو میں اپنی پہلی تقریر میں یہ تفصیل عرض کر چکا ہوں۔

میر جلال صوفیہ کا جو ناقص فقرہ آپ نے ذکر کر چکا کرنا، اس کا جو کہ وہ مطلب نہیں جو آپ کے بیان کیا۔ بلکہ وہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا۔ جس کی مثال یوں سمجھ کر حق تعالیٰ نے قرآن پاک کو سورہ نبی اسرار میں "شفا" قرار دیا ہے۔ اب ایک عالم یہ کہتے ہیں کہ شفا، روحانی اور جسمانی سے مطابقت رکھا جائے جبکہ آدوں قسم کی شفا مراد ہوگی۔ اور اگر ایک ہی مراد ہو تو پھر فرق پاک کے شایان شان شفا و روحانی ہے نہ کہ جسمانی کا ہر قسم کو کوئی امتیازی نہیں اس کا یہ مطلب کہ لگا کر اس عالم نے قرآن پاک کی شفا جسمانی کی تاثیر سے انکار کر دیا۔ یا اس کو اس کے لائق نہ کیا۔ بلکہ میر صاحب خیم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہی ہو گا کہ شفا و روحانی کا مترادف شفا جسمانی سے بلند ہے۔ لہذا شفا جسمانی بھی اپنی جگہ پر بہت زیادہ قابلِ قدر ہے۔ اگرچہ حضرت مولانا کا قانون قری و جزا قدر علیہ پر آپ کا بعض مبتدی سہ کہہ کے نزدیک ختم نہائی سداۃ حضرت علیؑ کے شان کے ذاتی ہی نہیں۔

آپ نے اسی مرتبہ پھر یہ لکھا ہے کہ خود یہ لکھنے کے قیوں فقرہ میں یہی مستقل کفر ہے اور ترتیب بدل دینے سے معنی میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ چنانچہ اس کا استثنائی ثانی وہ شخص ہے جس میں پہلے عرض کر چکا ہوں اس نے جواب میں اس وقت میں نے عرض کیا کہ

تینوں عبارتوں کی میں کافی توجہ کر چکا ہوں اس کے بعد وہ عبارت بالکل بدل کر ثابت ہوئی ہے۔

اب جب تک کہ آپ میرے اس مطلب کو دلائل سے غلط ثابت نہ کریں جو میں نے ہی تینوں فقرہوں کا بکراشت نہایت دلیلی بیان کیا ہے۔ اس وقت تک مجھے اس بارہ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں پہلے ہی یہ بھی نہایت وضاحت سے بتا چکا ہوں کہ ترتیب کے بدل دینے سے صحت مطلب بالکل بدل گیا۔

نہز آپ نے پہلے بیان میں اس کو تسلیم کیا ہے کہ فکر ناقص فقرہ کی ترتیب بدل جیسے کہ حضرت مولانا نے فرمایا ہے۔ اور میری بات کو چکا ہوئی کہ حضورؐ کے حضور مولوی احمد رضا خان صاحب نے معلوم انگریزوں میں ناقص

اتمام ہی نقل کئے ہیں۔

آپ کا یہ فرمان کہ "ہاں" اعتراض کے لئے ہے اور اس کے بعد سے متعلق جملہ شروع جملہ ہے۔ نہایت عجیب ہے۔ بعد از حدیث سے اچھا تو ہوں۔ یہ دونوں فقرے مل کر ایسی ہیں۔ در ان کی شرح اور ذکر ہے۔ محترم، کاغذ و بیان سے شروع ہوئے۔

۱۔ فرض اختتام اگر باہمی معنی تھوڑا کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہر آیت یا ہر کوشش کی کتب خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نئی وجہ بھی آپ کا خاتم ہونا مستور باقی رہتا ہے :

کیا کوئی معمولی اور وہی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ جگہ سے بعد از ایضاً اسی اشارہ پر متعین نہیں ہے ؟
۱۔ اعلیٰ ہذا بالکل میں صریح صریح ۲۔ اعلیٰ فقرے کی ہے۔ ہر حال یہ دونوں فقرے ناقص ہیں اور آپ کے حضرت نے ان کی ترتیب بدل کر ان کے معنی کو بالکل سبک کر دیا ہے۔ اس مرتبہ آپ نے قادیان کے میں کا بھی ذکر کیا ہے پہلے حسام انگریز کی نسبت سے تاریخ جو لے، پھر انشا اللہ ثابت کر دیا جائے گا کہ قادیان کے میں حسام سے بھی زیادہ درست غیبتیں کی گئی ہیں۔

۲۔ اسی صنف میں جگہ ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ "حسام انگریز" میں تھوڑا سا سی کا جو فقرہ اس طور نقل کیا گیا ہے وہ جگہ سے خود ایک مستقل جملہ ہے جس کا ال ۱۰ فقرے کوئی خاص تعلق نہیں۔ پھر ہر فقرہ میں علیحدہ علیحدہ مستقل فقرے تو آپ کے اعلیٰ حضرت کا حاصل یہ طریق بھی لائق غور ہے۔ کیوں کہ تھوڑا سا سی صریح کا جو فقرہ انہوں نے "حسام انگریز" میں سب سے پہلے نقل کیا ہے اس کے الفاظ صرف یہ ہیں۔

۳۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نئی وجہ بھی آپ کا خاتم ہونا مستور باقی رہتا ہے :

۱۔ اس سے فقرے کا اظہار ہی مطلب یہ ہے کہ حضور کے زمانہ انہی میں سے کسی بھی کا کسی جگہ ہونا آپ کا غایت کے معنی نہیں۔ اور آپ کے اعلیٰ حضرت کو بھی تسلیم ہے۔ بلکہ حضرت انوری مرحوم نے تو بالفرض ہی کو کہہ دیا ہے۔ آپ

کے اہل حضرت فاطمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں چار آدمیوں کا وجود بالقدس قیام کر رہے ہیں جن کا نام
 طہو خلافت اعلیٰ حضرت محمد علیا ہوئے ص ۶۱ پر ہے۔

”چار خلیفہ عظیم“ عصمتہ و السلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آں مکمل بھی مرت طہو خلافت اعلیٰ حضرت
 اور اسکاں پر، سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا
 سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام :-

یہی اگر تھویرن میں ضرور ہو گا کہ وہ لغو یا نکل مشعل طہو پر نہ جب کفر ہے تو آپ کے اعلیٰ حضرت پہلی
 کا ہونالائی کا جس سے کافر حضرت ہو

شہ و دم کہ از تو سب جان ”ان کسان گزشتہ
 گزشتہ خاک باہم بر باد رفته باشند

اس پر تھویرن ہے جو یہ فرمایا کرتا تھا کہ اس پر ہر امام ہے کہ ”خاتم النبیین“ سے صرف ظاہر نہائی
 مراد ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں

پہلے ہی جو جی کو چلا جو کہ آپ کا یہ دینی باطنی غلبہ جب مدہش یا کہ میں یہ کہتا کہ ہر امت زانی کے
 سے یکہ ظاہری معنی میں ہو، ایک باطنی جو پھر کہ شخص کو یہ حق حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ ”خاتم النبیین“
 کے صرف ہی ایک معنی ہیں اس کے ساتھ نہیں ان کے بعد یہ بات نہایت عجیب فرمائی کہ ”خاتم النبیین“ پورا
 آیت نہیں ہے بلکہ آیت کا ایک حصہ ہے۔ لہذا یہ اس حدیث کے تحت ہیں نہیں آتا، لیکن آپ مدہش ہو جاؤ کہ آیت
 کے باطنی معنی جب ہیں نہیں جسے سب کہ اس کے خداوات کے بھی باطنی معنی سے خارج ہیں اور علاوہ اس کے یہ بھی پہلی
 ہی تحریر میں اس کو یہ پرستی علی حضرت کی کتاب ”الرد المحتار“ کا بھی حوالہ دیتا تھا اگر آپ اس کو دیکھ
 لیتے تو یہ بات فرماتے۔ اس میں حضرت ابو نعروہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے

لا یضمہ الیہ کل نفع حتی یحصل آری اس وقت تک کہ کل فائدہ نہیں جوتا جب تک کہ
 لغزین و جودھا۔ فرمائی کہ مکمل مستند و قویات نہ نکالے۔

اور پھر ہرگز اس آیت کی شرح یہ لکھی ہے کہ فائدہ حاصل ہو ہے جو

ان السواد ان يورع اللفظ الواحد بفتح
مختلف متعدد في معناه طبعاً ۱۵۰ کلمات
یک لفظ کثرت معانی کے لئے متحمل دیکھو اور ہر لفظ
معانی میں سے مراد لے لو گیس ایک ہی معنی پر محصور نہ ہوئے
بشرطیکہ اس معانی کے لئے متعلقہ کلمات نہ ہوں

(الغلو انشید ص ۱۰۱)

پس سو لفظ کا نو نویں مرحلہ کا تصور میں ہی رہے کہ انہوں نے لفظ "خاتم النبیین" کو دیکھ کر وہ غافل رہے اپنی پہلی
معمول ہو سکتے تھے اور اس سے خاتم مرشد بھی مراد لی جا سکتے تھے تو اس وقت اس کو دونوں معنی پر محمول کیا اور اسی ایک
لفظ "خاتم النبیین" سے علاوہ خاصیتِ اِزاتی کے سوا اور جوہر کے تصور پر محصور و اسفار کے لئے ایک بہت بڑی
خصیصت ثابت ہوئی کی اور ثابت کی جس کی چوٹی تخصیصی میں اپنے پہلے بیانات میں کہ چکا ہے اور اس وقت تک کہ لفظ
اس کی ایک مثال میں رکھا ہوں فرمائیے کہ۔

کسی بادشاہ کے حکم میں کوئی دہائی میں پھینکا ۱۰۰ اشہ کی طرف سے خارج ہوا جو کہ شہر کے گرد و بھر بہت سے
طیب بھیجے گئے اور سب نے اپنی اپنی قابلیت کے مطابق مریضوں کے علاج کی فیکس میں لکھ کر اپنا استدعا لے لیا۔ اور
میں اس پیڑم کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک سستہ ڈنڈہ اور زیادہ عازق و باہر طیب بھیجا ہوا تھا جس سے تمام پہلے طیبوں کا
استدعا بھیجے گئے وہ کہہ کہ تمام طیبوں نے فری طیب اس سے لکھا بھیجے ہے۔ اور بادشاہ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ
یہ ہمارا آخری طیب ہے اس کے بعد کوئی طیب نہیں بھیجا جائے گا۔ کائنات میں کبھی مریض نہ ہو تو وہ اس آخری طیب
کا شرف مستحق نہ رہے اس سے شفا ہوگی۔

الفرق وہ آخری طیب اور سب طیبوں کا کہ خدا دانا اور اس نے اپنا شفا خانہ کھولا۔ جوق و جوق۔ یعنی
اس کے شفا خانہ میں داخل ہو کر شفا پائیے۔ وہ شفا دینے والے ایک طرف خاص میں اس آخری طیب کو
خاتم الطیب ۱۰۰ لکھا۔ اب تمام قرآن کا مطلب اس ہی سمجھتے ہیں کہ یہ طیب ہے اور سب طیبوں کے
بعد اس کا ہے۔ مگر ایک دقیق النظر محقق اور صحیح ہو کر کہے کہ اس لفظ "خاتم الطیب" کا مطلب اس آیت میں نہیں ہے
بلکہ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ پہلے بہت طیب آئے تھے ان کی طیب کا سلسلہ بھی اسی طیب پر ختم ہے۔ یعنی
اب سب نے بھی فری طیب اس سے لکھا ہے اور سب کا استدعا ہے۔

اسی طرح تو اس لفظ "فائم الاطباء" سے صرف ایک ہی قسم کی خاقانیت نکالتے ہیں۔ اور یہ بات کہ
 جہاں سے اس لفظ سے خاقانیت کے ساتھ ایک اور سری قسم کی خاقانیت اور نکالتی ہے۔ جیسی ہے اس عجیب کی مشابہ
 بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اسی بالکل یہی نقشہ ہمارے سر آپ کے متعلقہ کام ہے۔ آپ لوگ لفظ "فائم القیاس" سے صرف ایک قسم
 کی ختم نبوت میں حسن دہانی نکالتے ہیں۔ اور دوسری خاقانیت کو اس میں صحر کرتے ہیں۔ اور ہر لوگ اس خاقانیت نکالتی کہ
 قیاس کے ساتھ ساتھ اس لفظ سے "خاقانیت مرتبی" بھی مراد پڑتی ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ ایک خاقانیت اعلیٰ درجہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور گویا اللہ عز و جل سے بیات ثابت ہو جاتی ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نبی الامت ہے جس کے ساتھ ساتھ نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور ہم ظاہر تھے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اسی
 ہیں۔ اسی طرح ایک کیفیت سے حضرت مرتبی و مرتبی علی نبینا وعلینا الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے امتی اور آپ کے فیض
 کے دست نگر ہیں۔

بہرحال حضرت مولانا نازکی رحمت اللہ علیہ کا جرم اس اب میں صرف یہی ہے کہ وہ آپ کو ان کے اودمانے صحر
 کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور آپ کا یہ بیانیہ کہ اس صحر پر امت کا اجماع ہے میں حرجی کر چکا ہوں کہ یہ خیال کھنڈ
 اور سب میں منہ حرجی کیا ہے کہ۔

"صحر پر آپ ہرگز اجماع ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف طلبہ کلام کی تصریحات موجود
 ہیں چنانچہ مولانا محمد کھنوی کے رسالہ "فتح الرحمن" سے مصنف مولانا محمد علی صاحب کھنوی
 رحمت اللہ علیہ نے اسی مقدمہ کو نقل کیا ہے جس کا ماحول یہ ہے کہ کتنے ختم سہ ماہ صرف ختم دہانی
 میں تھک رہے ہیں اور عارف دینی رحمت اللہ علیہ کھنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

میرا میں خاتم شدہ اس مستاد کو کہو شعلی لعل بردہ دلتے خواہ ہنسہ برد
 چرنگہ نہ مستعدت رو انداد مست نہ تو کوئی ختم منست بر قوم مست

سوزا بحر العلوم حضرت ائمہ علیہ وعلیہم السلام میں غنوی مذاہب سے ملے اور حضرت کی غایت و اہم کو نہایت
و منا حسنت بیان کیا ہے۔ پھر کہنا کہ حضرت اجماع ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ بالکل غلط۔

یا علی ہے :

ہیں امید کرنا کہ مخالفین یہ کہے ان اشعار اور ان کے ذیل میں شامیں غنوی کی تحریکات بھیجے
کہ بعد آپ یہ روایت ذکر کرے گا۔

.. حضرت سیدی حسنت کا اجماع ہے اور اس کا منکر کافر ہے ۔

کہو کہ مخالفین یہ کہے ان اشعار میں حضرت کی غایت کے تحت لڑنے کے علاوہ کچھ نہ ملے معنی بھی بیان کیے
ہیں جو قریب قریب بالکل ایسا ہیں جو حضرت مولانا نانو کوئی مرحوم نے تحذیر اللہ میں بیان فرماتے ہیں۔ اور شامیں
غنوی یا خصوصاً علامہ کبیر علیہ السلام کو یہی وصاحت بیان کیا ہے۔ میرے پاس سو وقت کوئی غنوی فریاد
کی شرا نہیں ہے۔ اگر آپ کے پاس بری آپ کو مستحب ہو سکے تو اس رقیہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اشعار
غنوی شریعت کے بھی دفتر کے ابتدائی حصہ ہی میں ہیں نیز آپ کی حسنت کے اشعار عالم کبیر مستحق شرافت و احترام
کا ہیرو کے دادہ احمد بوفنا احمد حسن صاحب مرحوم نے غنوی شریعت پر جو حاشیہ لکھا ہے اس میں بھی علامہ کبیر علیہ السلام
وغیرہ مذاہب غنوی کی وہ روایات نقل کی ہیں اگر وہ آپ کو بیان میں سے تو اس کو دیکھ لیں۔ اس سے بھی آپ کو معلوم
ہو جائے گا کہ تحقیق سلفہ خاتم النبیین سے عائد وہ ختم نبائی کے اور معنی بھی کہے ہیں۔ اس کی تحقیق میرے
مولانا نانو کوئی مرحوم شریف نہیں ہیں۔

رضی اللہ عنہم حضرت سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بعد اور کسی اور
کی حق دانگی ہو اور جیسا کہ کتب کوئی استاد کسی فن میں ذمہ دار جان کر کتابہ لکھتے ہیں کہ میں نے کتب پر غم ہے۔ یہ وہی حالت
ہے۔ شکایت فائدہ کے سے حضرت مولانا کبیر علیہ السلام سے مل کر کہ ہم نے حدیث بیان کا شہرہ اور اس کا
جو شہرہ تہذیب کے سلسلہ میں پہلے شروع ہوئی خاتم النبیین کے بعد اور ان کا یہ حال ہے کہ جتنے بڑے مولانا احمد بن حنبلہ
کا ہیرو مرحوم سیدنا کبیر علیہ السلام سے مل کر کہتے ہیں۔ بقدر معلومت اور

اس مرتبہ پھر آپ سے قادیانوں کی استادن سن گئی تو فرمایا ہے - میں پتہ ہی اس کا کتاب دے چکا ہوں کہ
 عہدوت تھوڑا سا میں تو لکھ کر کہ اس سے ختم ہائی کا ہنگام نکالنے میں آپ کے اعلیٰ حضرت کو ہی اصرار تھا حال کتاب
 استاذ میں اور قادیانی شاکر ۔ انہوں نے پہلی آپ کے اعلیٰ حضرت ہی سے کیا ہے ۔
 .. اس طرح قادیانیوں کو مستاذی اور شاکرانی کا تراب آپ پاچے پھر اسی کی شہرہ آپ ہی کی شانی ہے :

بقیہ حاشیہ سرگشتہ ، اعلیٰ آل مراد علی شہید علیہ وسلم
 عالم خواست و عالم مراد علی شہید علیہ وسلم لکھنا و شدہ
 بحجت آنست کہ در جود و جنت حق مطلق و نیست و
 کلام و بود کہ جو حق سرور علیہ وسلم عالم است پیر
 انسان از عالم تبارک و تعالیٰ کیجہ کسی بکان نبوت و اہل بیت زید
 مگر تہمت کثرت و عارضت و اعلیٰ شہید علیہ وسلم
 مغلطہ کہ اہل بیت پر ہوا ہے و اختیار است ۔
 و بجز العلم
 اس کے بعد تمام فرمات ہیں ۔
 تحقیق آنست کہ تحقیق ہی مرتبہ علی شہید علیہ وسلم
 جامع است بر جمیع معانی و ادیان آل مراد علی شہید علیہ وسلم
 بر جمیع کائنات و اہل بیت آل مراد علی شہید علیہ وسلم
 جامع است بر جمیع اہل بیت نبوت و اہل بیت علیہ وسلم
 آنکہ نبوت تشریف گزشت از اہل عارضت و اعلیٰ شہید علیہ وسلم
 میں شریعت ہر انبیاء و شہداء کھن سرور کائنات علیہ السلام

عالم آدمی کے اعلیٰ شہید علیہ وسلم
 علی شہید علیہ وسلم عالم میں نو آپ کا لقب عالم المراد
 واسطہ ہوا ہے کہ جود و کرم و اہل بیت آپ کا شہ
 نہیں تہ دور نہ مند و جود کی شہادت آپ کی کائنات
 تمام آدمیوں کے لئے عام ہے جس کی کوئی ہی ایسے کہ نہ
 تک اور کوئی ان کو اہل بیت تک نہیں پہنچ سکتا آپ کی
 روحانیت کے نور کے نہیں ستہ اور آپ ہی تمام اہل
 و اولیاء کو کلمات کا فیض پہنچانے والے ہیں ۔ گویا
 اہل بیت علیہ وسلم کے واسطہ کی ہیں :

اس کی شہادت اس طرح ہے کہ حضور سرور عالم علی شہید
 علیہ وسلم کی حقیقت تمام معانی کو آپ کا کلام تمام
 گوئی آپ کی نبوت کا ۔ جب تمام ہر نبوت کے جامع ہے
 اور جو بھی ہی سوائے اس نے نبوت تشریف آپ کی نبوت
 سے حاصل کی ہے ۔

پس تمام میں اعلیٰ شہید علیہ وسلم کی حقیقت حضور
 بقیہ حاشیہ سرگشتہ ،

میں آپ کی حیرات کا افشاں شدہ جواب دہی کا لیکچر آپ کی گائیدوں کے تن کی جڑ کے جواب سے خارج ہو گیا۔
 بخدا مجھے اپنے اس عاجزی پر تازہ ہے۔ میری آکا و مولیٰ سرورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت نزاع بننا ہی کہنے کو
 سنا تو کی علامت بتا دیا ہے۔

میری تردید اس پر کہ حق تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو اس بے پناہ کی غفلت اور غناختان عادت سے محفوظ رکھے
 آمین۔

ع قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أئمة المذاهب قلت اذا عاهد
 فهدر واذا خاضع فبسر واذا خاضع في كذب ادوكا قال صلى السلام - ۷ - مزيفون

نوٹ تہرتہ

مولانا محمد شمس الدین صاحب کے اسی یہی کے ختم ہونے ہی مولوی حسرت علی صاحب نے
 اپنا کتبہ تحریری جواب دہی دہلی میں بکلیت غلط کر دیا گیا تھا مولانا محمد شمس
 صاحب کے مولیٰ کیا کہ تو نے قریباً شہر دہلی کی جو صورت آئندہ کے شہر ہے۔
 یہاں بھی انیسار کے ہے حسب سنی تحریر کا صبر و استقامت یہاں کر کے جانے لگا۔

تفسیر بیان

حضرات گرامی ! سلامی منظور صاحب اپنے سلیقہ میں اس پر بہت نادر دیا ہے کہ تختہ راس صخرہ سلاطین کی
 عبادت میں جو مدعوں کا انتظام ہے اس سے خیر و غلیظ اسلام اور مسیحیت کے واسطے اور لوگ مراد ہیں۔
 میرا جواب ہے ۔

حجرتِ گداز سے مراد اہل فحش کے مشابہ گناہگاروں کا گھیرا ہوا ہے۔ اس لئے علومِ کلمیہ سے بھی
کہنا چاہئے کہ :

اور میں دلائل کا ہر دستہ ثابت کر چکا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ کرام باہر سے نہیں
 حلقہ اور تمام علماء امت حصر ہی کے قابل ہیں تو حجبِ نالوثیٰ صا حبیب نے سب حصر کر کے دانیوں کو حلوام بیکار یا تو
 یہی مطلب جو کہ میں نے نزدیک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور سارے علماء امت سب مذاہبِ مذہب
 اور ملے و قریب ہیں۔ اسی کھٹا کر ہے ۔

• عبادتہ اشعر للعقوبۃ کا آپ جواب نہ دے سکے :

میں نے مولوی رفیع الدین صاحب دہلی کی کتاب اشعۃ العزب کی عبارت پیش کی تھی اور کہا تھا کہ یہاں پر صرف
 سے بھی غلطی صواب کی ان عبارت کا حوالہ میں جتنا بڑھتا ہوں جتنا بڑھتا ہوں جتنا بڑھتا ہوں جتنا بڑھتا ہوں
 لے گا یہاں پر یہ ہے۔ آپ اس کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ کہ تو صرف یہ کہہ رہے کہ یہاں پر عبارت اشعۃ العزب
 اور مولانا نہایت میں صریح آقا علیؑ کا یہ جواب نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحذیر اللہ اس کے حوالہ سے بھی ایسی ہی حیرت انگیز ہے جس میں کوئی تامل، توجہ نہیں رہ سکتی اور جو شخص آپ سے اب تک کی چیزیں ہی کو یاد رکھتا رہے اور آپ کے نام کو کسی صاحبِ مدفن تک نہ پہنچے وہ اپنے بار بار

کہتے ہیں کہ نافذی صاحب نے مخم زانی کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کو مسطور کے سے ثابت کر دیا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا اور اب پھر گستاخوں کی۔

۱۔ تمام نافذی نے خود کھسا ہے کہ ختم ثبات زانی شایع شان اقدس نہیں نہ ختم ثبات

زانی حضور کے سے ثابت کرنا قبول نافذی صاحب حضور کی توہین ہے ۲

پھر وہ اس کو کیوں حضور کے سے ثابت کرنے لگے۔ اور اگر وہ یوں کریں گے تو اپنے خیال کے مطابق حضور کی توہین کے خدا کا فرج ہوا نہیں گئے۔

۳۔ قیام عبادتوں کا میں تو علیٰ کو چکا ہوں کہ ہر ایک عبادت میں ایک متعلق کھڑے ہے ۴

آپ نے اس سرچہ پھر یہ دیکھ لیا ہے کہ تفسیر تاسیس کے فقروں کی ترتیب پہلے سے کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ یہ تو آپ ہیہ کہے جب کہ ہر قبیلہ فقروں کو ذکر کفر ثابت کرتے۔ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہر قبیلہ فقروں میں ایک ایک متعلق کھڑے۔ خواہ وہ کسی ترتیب سے کہے جائیں۔ آپ میری باتوں کا جواب دیکھتے بار بار یہ کہتے تھے کہ ترتیب پہلے سے کفری مضمون پیدا ہو گئے۔ نافذی صاحب کا اسلام ثابت نہیں ہو سکتا۔

۵۔ آپ نے کہا تھا کہ تفسیر تاسیس مسطور کے فقرے میں نافذی صاحب نے ختم زانی کو نہیں بلکہ مسطور کا نام لیا ہے کہ اس میں مسطور کے کلام کا خیال بتایا ہے۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ مسطور است کا جہاں ہے تو نافذی صاحب نے ہر کوئی سے اختلاف کیا اور اس کو خیالی حوام بتلایا لہذا وہ کافر ہوئے۔ اس کے جواب میں آپ نے مولوی عبدالحی صاحب کے صار کا مولا، اپنے کہ وہ حضور کے قائل نہیں، میں جواب یہ ہے کہ مولوی عبدالحی حضور کے قائل ہو سہوہ ہوں مولوی امت مسطور کے قائل ہے۔ دیکھئے۔ آپ کے ساتھ دیر بند کے مفتی مولوی فیض صاحب مین و مسطور نے نہایت ہی کھنکھ کے مسطور۔ پر امام قاضی حیاتین رحمہ اللہ علیہ کی غلط تفسیر سے یہ عبادت لعل کرتے ہیں۔

واجبت الایمان علی جمیع هذا المذکور علی غلظہ و ان منہ و ملة الہیہ

و منہ تادیر ۶۶ قسیمیہ، فلا سلاہ فی کفر ہی ذہ الطوطک حکایا خطبا

اجماعاً و سلفاً۔

اور پھر آپ کے مفتی صاحب ہی اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔

میں بتا چکا کہ حضرت نبوت کے سبب سے میں تائب ہوں گا تو درنا تو قری صاحب کے ہوا
گوئی نہیں۔ آپ اس کا جواب نہیں دے سکے ؟

آپ نے کچھ پرہیزگاری کا راز لگا دیا ہے حالانکہ میں نے اپنی طرف سے ایک نقطہ نہیں لگا
بلکہ مولوی سرحدی حسن صاحب دو جھگی کی عبادت پر مدد دی تھی مگر اس کا نام بدعتی ہے تو یہ
مولوی درجعی صاحب کی بدعتی ہے :

تپ نے اس مرتبہ "خانم بی بی" کی مثال پر غائر الہام : سے دی ہے اس کا جواب سننے ل
دلیل پر نبوت کا قیاس اور حبیب پر نبی کا قیاس باطل ہے۔ غیب کسی چیز ہے۔ مگر نبوت
ہر کسب و معاشی داخل نہیں :

آپ نے طلب کیا یہ نشان دہے کہ نبی اور نبوت دونوں کی قرین کاری آپ کا ایک اور نیا کھرب۔ اچھے مولوی
صاحب ! میں پھر آپ سے کہتا ہوں 'چاکر کی حمایت سے باز آجائیے۔ جو کفر کی حمایت کرتا ہے وہ خود بھی کفر میں
ہے۔ جو حجاب ہے۔ آپ نا تو قری سے کفر کی حمایت کرتے کھرب سے بڑے گمراہ دیکھتے اب تک کہنے کفر کے خود
سے صادر ہونے۔ یہ کفر کی حمایت ہی کا نتیجہ ہے اس سے بڑا جانیے اور سلطان ہو کر ہمارے بھلا بن جائیے۔

آپ کے نا تو قری صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو بالذات کہتے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام
کی نبوت کو بالعرض۔ اور آپ بھی اپنی تعریف میں بار بار اس کو واضح کر چکے ہیں حالانکہ یہ بھی الود ہے۔ اور خود
آپ کے درپردہ ہی صلتی اور ہی بیخبر صاحب نے بھی اس کو باطل لکھا ہے۔

حضرت نبوت فی اللہ صلی علیہ وسلم پر ہے کہ نبوت کی تقسیم بالذات و بالعرض کی طرف باطل ہے
اسی کتاب کے صفحہ ۷ پر ہے کہ لفظ "خانم بی بی"۔ بالکل ایسے عا پر کی سنو پر مسموع ہے اور
جو اس کا معنی وہ تھا ہی الفاظ سے کچھ ہی آتا ہے وہی نہیں کسی اور میں یا انھیں کے برابر ہے۔

کہنے اور دوسروں پر نہ ہی کے معنی صاحب آپ کے اور آپ کے پیشوا نا تو قری صاحب کے خلاف
مزی دے یا :
"وہ کفر و کفر لکھتے ہیں بے نیاز ہے۔"

آپ نے ایک عجیب بات اس نام پر کو یہ کہہ کر تم کو یہ کہہ کر ہر ضرورت میں تقی تعریف و جانتا کہ تو انھیں

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کافر کہنا چاہئے گا۔ مگر کہ مسطورہ کے فقرہ میں صرف مضمون کے نفاذ اقدس میں اور انبیاء کے وجود کو حضور کی خاصیت کے لئے غیر حق کہا گیا ہے۔

حضرت زکی الخضر رضی اللہ عنہ بھی جنس کے حسب تقدیر چار اقسام میں سے ہے اور اس کے ثبوت میں آپ نے مخطوطات مبارکہ کی عبارت پیش کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

• مضمون ہر ایک عبارت سے پہلے ہی مروج ہے۔ اس میں انبیاء کو شہ جوں یا کوئی اور عبارت بھی کھرت ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار چیزوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ابھی تک مروج ہیں۔ دوسرا وہ ہیں جن کو نبوت حضور سے پہلے ہی چکی ہے۔ دوسری ان کے پیغمبروں کا آمد کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ پس تکذیب ان کے مخطوطات مندرجہ برقیہ میں کہ کفر کو اسناد پر قبایح کر ہے۔ آپسے اپنی کسی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ خدا تعالیٰ دو مرتبہ بزرگان کو کفر سے منع کیا۔ اول قادی و ثلث علیہ چیز کے اقوال مبارکہ سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

• بزرگان میں سے قادیانوں کا استفادہ باطل ہے درہم پشت کر کے ختم ہوتے ہیں۔

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ ان کوئی نئے جرنہ اور نبوت کا اور ان کوئی نئے غلط باطل اور غلط دوا توئی اور کہا میں سے منع کر دی۔ بھائیو! ان کو توئی صاحب نے تحفہ راسخ میں یہ داریت لکھی ہے کہ۔

• میری زمین میں ہے ایسی ہی چھ زمینیں اور بھی ہیں۔ ان میں طرح میں انگوٹوں آجیہ ایسی ہی مخلوق ہر زمیں میں آباد ہے۔ اور جیسے یہاں بنی آئے ہیں ویسے ہی وہاں بھی انبیاء جوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہ جس طرح یہاں آدم و نوح، موسیٰ و عیسیٰ و غیرہ علیہ السلام آئے ہیں۔ ویسے ہی ان زمینوں میں وہاں بھی ہو گئے ہیں۔ اور یہی طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن یہی ان زمینوں میں بھی آپ کے شانہ بنی آئے ہیں۔

• علامہ۔ ترجمہ استاب داور کے کلمہ۔ حدیث سنن میں کہ کہیں دینی ہوگی۔ مگر مولوی شاد نے یہاں

اور سہلے دیو بندویوں کے میٹر انٹونی صاحب نے یہ جہتی حدیث اپنی کتاب تمکیز الناس میں لکھ دی اور حقیقت کے مطابق میں بھی یہی دوسری زہنیوں میں لکھنا چاہتا تھا۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ

يَكُونُ فِي قَمَرِ الْوَدَّ دِجَالُ مَوْتِ خَيْرُ نَادٍ مِثْلُ الْيَمِّ وَجَلِ اَدْلَابِ مِثْلِ
كَلَامِ مِثْلِ يَتَرْتَمِكُ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ كَلَامِ مِثْلِ يَتَرْتَمِكُ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ
بِمَا تَمِثُّ مِثْلِ اَسْمِ وَلَا اَبَا وَكَلَامِ يَكُم كَلَامِ مِثْلِ يَتَرْتَمِكُ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ
وَاَيَا هَمَّ لَا يَمِثُّ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ كَلَامِ مِثْلِ يَتَرْتَمِكُ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ
نُكْرٍ مِثْلِ اَدْلَابِ مِثْلِ اَدْلَابِ مِثْلِ كَلَامِ مِثْلِ يَتَرْتَمِكُ مِثْلِ لِحَاظِ يَدِ

اس حدیث پاک کی مدد سے انٹونی صاحب بھی اس دجالوں، کذابوں میں سے ہیں جن کی شہرہ کے گریب مطیع علی الطیرب علی اللہ علیہ وسلم نے اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر دی تھی۔ مولوی منظور صاحب! آپ کے انٹونی صاحب پر یہ حضرت رسالت کا فتویٰ ہے جس میں ان کو کتاب و دجال بتلا گیا ہے، آپ کہاں تک ان کی حمایت کریں گے؟ مولوی صاحب! اب بھی کھڑکی حمایت سے باز آجائے۔ اور کہ قزو کا ساتھ چھوڑ دیجیے۔ چاہا آپ کو ساما اچھا کڑا ابھی ختم ہو جائے گا۔ اچھا اور سنئے!

آپ کے انٹونی صاحب نے تو نے انہوں کے آئے کو غایت کے لئے خبر خلی بن بطلاب تھا۔ مگر آپ کے دھڑلندہ بیڑا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے تو سر میں سے اپنا کلمہ پھوٹا اور اپنے کو مہتمم اشرف کر بیان کے ایک سر میں لے لے۔ لا اللہ الا اللہ مشرف علی رسول اللہ پڑھا اور انہوں نے اس کو اس سے نہیں دیکھا۔ اور ان کو کھلی دی۔ اس نے ان پر درد پڑھا۔ اللہ علیہ سیدنا ونبینا و مولانا مشرف علی کا دل نہ چھا۔ اس پر بھی تھانوی صاحب اس سے راضی رہے۔ مگر چونکہ کہ ادب و ہم نگر ہو گئے، ہم پر درد پڑھا جانے لگا۔ اور اس ناپاکہ واقعہ کو اپنے رسالہ "الاخلاق" میں چھاپ بھی دیا اور اس پر اپنی رائے لکھی کہ۔

• اسی واقعہ میں علی بن ابی طالب کی طرف تم جو روح کو گھٹے ہو رہے ہو یہ تعالیٰ قبیح سمجھتا ہے۔

اس کا مطلب یہی ہوگا کہ مخالفی کے میں سر یہ کہ اسی کے بغیر سنت ہونے کی قیاسی ماحول میں جو وہ
 نہ اثر مل رہی تھی، کا وہ قبول کرے۔ مخالفی صاحب پر درود پڑے۔ سلطان، ایمانی کلیجہ پر ہاتھ رکھ
 کہ خود کریں کیا کسی ایمان والے کی تباہی سے ایسی باتیں کسی حال میں بھی نکل سکتی ہیں؟ کیا میں لوگوں کا یہ حال
 ہو، ان کا ایمان حضورؐ کی منتہی نبوت پر ہو سکتا ہے؟

مسلمانو! نا تو قوی صاحب نے نبوت کا وہ دواؤں کے سوا، مرزا قادیانی کو موقع ملا، اس نے نبوت کا دواؤں
 کر دیا، مولوی اثر مل صاحب نے جب دیکھا کہ میری صاف ہے تو، مولوی نے بھی اپنا کھر پڑھو آنا اور اپنے کو
 نبی اور رسول کہلوانا شروع کر دیا۔ طرہ یہ سب کچھ نا تو قوی صاحب ہی کا مطلب ہے، انہوں نے ہی صاحب کے پہلے
 و خاتم النبیینؐ کے معنی بدلے اور لوگوں کو بتلایا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا سب کے میں اور اس کے
 بعد بھی اور نبی ہو سکتے ہیں۔ اسی سے آپ کی ختم نبوت میں کوئی دخل نہیں پڑتا۔

مولوی صاحب آپ کتنی ہی نا دینی تو ہیں کہیں۔ جو لوگ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت
 کا انکار کر کے ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کو قبول یعنی نا کچھ اذیت و نفرت لوگوں کا خیال بدلنے کا فریاد ہو چکا
 دن کو مسلمان باہت نہیں کیا جاسکتا۔

حوادث اور منہج ۱۔ مولوی منتہی صاحب کی یہ عجیب و غریب اور عجیب و غریب۔

تقریر میں ایک سب سے پہلے نکل کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے جو صاحب، کیا میرا وقت
 ابھی باقی ہے؟ جواب طابعی کال وقت ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس طرح

تقریر فرمائی۔

میں یہ بھی کہ مولوی منظور صاحب نے نا تو قوی کی گفتگو پر عبادات میں اب تک جتنی تا دیریں کہیں آپ نے دیکھ
 کیا کہ میں نے ان سب کے پرچے لا دیے۔ اور مولوی منظور صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے۔
 اسے مولوی صاحب! آپ میں جواب دیں یا نہ دیں، آپ کو خود کے بیان جواب دینا پڑے گا۔ لیکن اسی
 سلسلہ میں چند باتیں اور کتا بروں علی سے سنتے اور ہونے کے جواب دیکھئے۔

آپ نے کئی زبان میں مولوی کے فقرہ کی بابت یہ کہا تھا کہ اس میں صبر کو عوام کا مفید لکھا گیا ہے، میرے

اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ ہر تمام امت کا احکام ہے اور میں اس کے علاوہ دوسرے کسی احکام
کی کتاب ختم نبوت فی القادار کا حوالہ دیتی ہوں۔ آپ سے کہا تھا کہ میں ان کے لئے کوئی اور چیز بنا دیتا
اضافی ہے۔ بتلایے! اس کا کیا ثبوت ہے؟

اس وقت ایک عبارت ختم نبوت فی القادار کی میں اور پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے اس کے صفحہ ۷۰ پر ہے۔
"خود حکم علی بعدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے۔ اور پھر اس کے دوسرے معنی
پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں۔ اور پھر اس دوسرے معنی پر علیہ السلام
پر اس کے ساتھ کہ وہ صاحب کرم اور ہر تمام ملل کے ملت الہی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے
ہیں کہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر مبنی ہے اور اس میں کوئی ممان یا سبب اللہ ہے اور نہ
تاویل و تخصیص۔"

اس عبارت میں مندرجہ بالا بیان کیا ہے کہ اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تمام صحابہ اور سادہ علماء کے لئے ختم ہے۔ فاقم لمنہیں اس کے یہی معنی لکھے ہیں کہ سب سے ساری ہی اور یہی
معنی میں صبر کیا ہے۔ تو نانوئی صاحب نے جب صبر کو ناکھ لوگوں کا خیال بتلایا تو ان کا حق میں بعدہ اور
دوسرے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور سادہ علماء پر ملت کو نا بھرا اور بے وقوف کیا اور یہ کہہ کر تو نانوئی
خود حقیقی دینوں کے لئے سے کافر ہو گئے۔

تقریر دان سی مغربہ، مسطورہ ہے کہ فقرائے عرب میں آپ نے ابداری کی ہے کہ ان میں ختم نبوت خانی
کا ذکر نہیں ہے بلکہ ختم ذاتی کا ذکر ہے اور اس کے تعلق پر لکھا گیا ہے کہ اگر حضور کے زمانہ میں کوئی اور نبی ہو،
یا آپ کے بعد کوئی اور نبی آئے تو اس میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ تو یہ تو آپ کے تسلیم کو لیا کہ ان مدلولوں پر تو
میں غاصبت ذاتی باقی نہیں رہے گی اور آپ کے نانوئی صاحب نے تقریر ان میں ہی میں یہ بھی صاحب لکھا ہے
کہ ختم ذاتی ختم ذاتی کے لئے لازم ہے اور ختم ذاتی ملحد۔ تو جب حضور کے زمانہ مبارک میں یا اس کے بعد سے نبی
کے لئے حضور کی غایت زمانہ جاری رہے گی جیسا کہ آپ کو تسلیم ہے اور نانوئی صاحب نے لکھا ہے تو غایت
ذاتی بھی باقی نہیں رہے گی کیونکہ لازم کا استبعاد ملحد کے استبعاد کو مستلزم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نانوئی صاحب

کی تحقیق پر راجحہ خاتم نانی رہے نہ خاتم نانی ۔

مولوی حنفی صاحب : آپ کو شیطیت کا دعویٰ ہے ذرا سب دو ہندوں مولویوں سے مشورہ لے کر
پھر اس کا جواب دے دیجئے ۔

مولوی صاحب : آپ نے تھوڑے عرصے کی عبادت پر کبھی مجھ سے سن کر نہیں کیا تھا وہ میرے ساتھ کبھی
آپ تھوڑا سا کام بھی نہ دیتے ۔ اچھا اے خٹہ آپ بھی کیا یاد کریں گے کسی سے پلا پٹا تھا
صوفیہ اور صوفیہ کے فقروں میں آپ کی یہ تاویلی جب چلی سکتی تھی کہ نصف نبوت میں بالذات اور
بالعرض ہونے کے صلاحیت ہوتی ۔ حالانکہ نبوت ایسی چیز ہے جو ذاتی اور عرضی کی طرف منتہی ہو سکتی ۔ وہ ہرگز کو
نہ تھوڑے کی طرف سے بلکہ اسلاف کے ہی ہے ۔ میری بات تو آپ کی باتیں تھیں ۔ اس لئے میں اس کے ثبوت میں
میں معنی دیا ہوں کہ نبی فتویٰ پیش کرتا ہوں ۔ دیکھئے اسی ختم النبوت فی حقہ کے صوفیہ ہم پر لکھتے ہیں ۔
و نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کرے ۔ یا ایک نبی دوسرے
نبوت میں لگتا ہی ہندو شری لکھتے ہوں ، دوسرے کو نبی بنادیں ۔ بلکہ یہ وہ منصب ہے جو خدا
خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے ۔

معنی دینے کی اس عبادت نے بالکل ہی فیصلہ کر دیا اے تاتووی صاحب کی تحریفیات تو آپ کی
مادیات کا قلع قمع ہو گیا ۔ مولوی صاحب یہ ہے صداقت کا کرشمہ کہ دوسرے دینہ کا معنی اہل علم بھی دینی کہنا ہے
جو ہم لکھتے ہیں ۔

کیا خوبصورت غیب پر دیکھو

جاؤ صاحب جو سر پر چھپاؤ گے بڑے

نوٹ از مرتب

مولوی حسرت علی صاحب کی اس عجیب و غریبہ تقریر کا مضمون جہاں تک ہر
 ممکنہ اس کے الفاظ اور انہیں کے مخصوص الفاظ میں چم نہ پیش کیا ہے نہیں اس تقریر کے وقت خود مولوی حسرت علی
 صاحب کی جو کیفیت تھی۔ افسوس ہے کہ اس کا قوالی پیش کرنے سے ہم قاصر ہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد رفیع صاحب نے انسانی کی اپنی اپنی۔ پس نے اپنا مختصر تحریری جواب دے کر مولوی
 حسرت علی صاحب کی اس تقریر کے دوران میں مکی یہ بات کہنا۔ ڈاکٹر مولوی حسرت علی صاحب کے حوالہ کیا۔ اور اپنے
 تجا۔ سنا۔ دے جا۔ اذعان میں اس طرح تقریر کرنا۔

اس تقریر میں ہم تقریر کا مقصد حسب التزام سالانہ معاشیتیں چھوڑ کر بچہ نقل کریں گے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
آمين

اس مسئلہ کو حل کرنے کے متعلق خود مولانا مازوقی مرحوم کی تصریح یہی ہے کہ حکومت کے احوال سے پیش گوئی کہ جو کہ
اجواب پھر میں نے عرض کیا ہے کہ۔

.. مصنف تھوڑا لاس کے لفظ حوام کے معنی خواہ بیاہا کہ دیتے ہیں کہ انبیاء عظیم است علم اور
 چاہیں فی العمر کے علاوہ اور سبب حوام ہیں ۵

مفسرین و محروم کے فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ و تابعین وغیرہم ائمہ امت کو مرویہ صرف
تیس کی زبانت اور منہج والا کی خلافت سے حضرت نانو تو ہی مرحوم نے اپنی مراء خود بیان کر دی ہے ابی نا حقی نسبت کا

ہت کچھ ملو گ نہیں۔

۱۔ اشد الذہابہ - کہ عبارت کا آپ نے پھر ذکر کیا ہے میں اس کا شافی جواب پہلے دے چکا ہوں جس کا اندہ آپ سے اب کہہ نہیں جو سنا ہے۔ میرے دلائل کا جواب ایسے غیر صرف زبان سے یہ دعویٰ کرنا کہ تھذیر الہی کی عبارت میں انکار عظم ثبوت میں الہی ہی صریح ہیں جیسی کہ مرزا کا دانی کی عبارت، "یہاں یہ ہے جیسا کہ قادیانی صاحبان حضرت اعلیٰ قادری و شیخ اکبر و غیرہ کی عبارت کے مستحق دعوئے کرنے میں لکھی ہے تم ثبوت کا حراعت اٹھا لکھا ہے" سمجھاؤ۔

اس مرتبہ آپ نے یہ کہا ہے کہ مولانا خاں تو ہی مرحوم کے نزدیک ختم نبوت زبانی شایان شعل تھری نہیں۔ یہ ایک حقی کر چکا ہوں کہ آپ کا خاص افتراء ہے جس میں نہ وہ بار عبارت کا شائبہ نہیں۔ یہی جواب میرا اب بھی ہے۔ اس مرتبہ آپ نے پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ تھذیر الہی کی ہر ایک عبارت میں ایک متعلق کفر ہے اور چھ نکاتوں فقرے بالکل مستحق جملہ ہی اس کے ترتیب کے بدلنے سے ان کے مطلب میں کوئی تیز نہیں ہوا۔ اس کے جواب میں میں نے صرف یہ عرض کیا ہے۔

۲۔ تینوں مرتبوں کی اشراج میں کچھ آپ میری تقریر کو دیکھ کر جواب دیکھتے۔

میں اپنے پہلے بیانات میں اس کو نہایت دلی اور مفصل طریقہ عرض کر چکا ہوں کہ تھذیر الہی کے فقرہ کو ترتیب بدل کر لکھنے سے ان کے مطلب میں ایسی واسطوں خود تھذیر ایمان کا فرق ہوگی۔ درجہ تھری میں سے ہر فقرہ یکے سے خود دیکھا جانے تو اپنے مضمرات کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ایسی سلسلہ میں اب ایک جو دلائل میں ہے: بیشک میں آپ ان کا کوئی جواب نہیں دے سکے ہیں، بلکہ جو مطلب میں نے ان تینوں فقرہ کا بیان کیا ہے تاحال آپ نے اس سے انکار بھی نہیں کیا ہے بلکہ حضور مہر کے فقرے کا جو مطلب میں نے بیان کیا تھا کہ اسی میں صراحت لکھا ہے اور اسی کو حوالہ کا شیلہ بتایا گیا ہے۔ سو اس کو تو آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اب میرا آپ کا انتہائی صرف یہی وہ حوالہ ہے کہ کیا معلوم غایت کثرت ثبوت ہی میں سمجھ کرنا اور اس سے زیادہ کچھ مراد دینا یہ بھی اجماعی اور قطعی مسئلہ ہے کہ اس کا منکر کافر جو آپ کا یہی دعویٰ ہے اور دلیل میں آپ نے ختم نبوت کی علامت کے حوالہ سے صرف شفا کا معنی بیان کیا ہے اس کی عبارت میں ہے جو ہرگز اس کے ثبوت کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس عبارت کا

معاذ صوف یہ سبت کہ فلاسفہ و غیرہ بھیجی مسند نبوت کا بقیہ ثابت کرنے کے لئے بڑا دلیل یا تخصیص نفس غلام نہیں
ہیں کہتے ہیں دو سب مرد وہ سب اور اس کا تاہم ہر ہی منہم ہلکسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ اگر حق شفا کی یہ عبارت
ان ٹھہریں کے لئے لکھی ہے جو حق نبوت زانی کا انکار کرتے ہیں تو انہیں جس بے جا تاویل سے کہتے ہیں۔ جبکہ
اس مسئلہ سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ اور ملائکہ یا خود ہی جیتے بشر علیہ نور ختم نبوت زانی کے ہر زور و حامی ہیں جبکہ کسی کے
مسکو کو لاف اور خدایہ اسلام کہتے ہیں۔ اہل حق خدا قائم نہیں ہیں سے خائستہ زانی کے ساتھ وہ خائستہ مرتب بھی ثابت
کو نہ ہیں۔ اور شفا کی عبارت ہرگز اس کے خلاف نہیں۔ بالذکر و مجرہوں کیجئے کہ اس میں صمد بالغیۃ الیٰ نادول الہام
ہے جیسا کہ یہاں پتہ ہے کہ یہاں ہر جہاں کر کے لکھا ہے۔ چنانچہ اپنے تحریر بیان میں اسی کا احوال دیتے ہوئے یہیں لکھا ہے:

کہ ر ختم نبوت فی لاف و کلام اس کا جواب ہے حق پر کیا ہوں آپ خود فرمائیے :

میر علی آپ حضور پر بزرگ اجماع نہیں ثابت کر سکتے اور سب کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارگاہ وجود
ہے کہ برکت قرآنی کے ایک سہا ہر سنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی۔ تو سب کسی آیت کے نسخہ کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر
سکتا کہ اس آیت کے پس میں ایک سہلی ہیں۔ نیز میں نے عرض کیا تھا کہ علامہ مکر العلوم گھنوی ۵۰۱ اپنے رسالہ فتح الرحمن
میں اس صورت کے خطوط تصدیق کی ہے۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی مسئلہ میں میں نے فتویٰ شریف کے دو شعر
سبھی پیش کئے تھے جن میں ختم زانی کے من وہ خاتم کی ایک اور بھی تفسیر کی گئی ہے۔ آپ نے ان کے متعلق صرف یہ لکھا ہے کہ ان
کا ترجمہ نہیں لکھا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ۔

۱۔ فتویٰ شریف کا ترجمہ آپ نے نہ لکھا ہوتا تو میں عرض کر دوں :

لیکن آپ اس کا قرآن کریم میں ان شعروں کا ترجمہ اور مطلب نہیں لکھ سکتے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ ہر کس
جو یہ کہہ دے کہ دینی رہنما ہیں ان شعروں میں خاتم کا مطلب بیان کیا ہے وہ قرآن ہی ہے جو حضرت مولا
نارزدی و جہان محمد بن اسماعیل میں لکھا ہے اور جس کا نام ہی کی اصطلاح میں ختم زانی ہے۔ میں مزید پھر آپ نے قادیان
کے اہم اور مقدس جیسے کا ذکر کیا ہے۔ جو یا عرض ہے کہ۔

۲۔ قادیان میں کاقدوہ کوں ہے اس کا جواب یہ عرض کر چکا ہوں کہ خدیوان اس سے ختم نبوت کا

انکار پہلے آپ کے اہل حضرت نے کیا اور انہیں لکھ آیا ہے میں قادیان میں نہ

آپ بزرگوار ثابت نہیں کر سکتے کہ - حسام المومنین "کی تائید و تائید سے پہلے کسے قادرِ باطنی تھے؟ یہ نہ کہی کہ عبادت سے ختم نبوت کا۔ لہذا جھکا لاہو۔ بہر حال الفکر میں قادرِ باطنی جو کچھ لکھے ہیں، وہ آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب سے سیکھ کر لکھے ہیں۔ میں اس شخص سے معاملہ میں نہ دیکھوں کہ استاد اور پیشرو و معرفت آپ کے علیٰ حضرت میں رہا آپ کا یہ خیال کہ خاتمِ نبیین کے معنی میں مرزا اسیر علی مولانا مفتوی جہاں کا اقتدار لکھی ہے یہ بالکل غلط ہے مولانا مرحوم کی شخصیت کی بنا پر تو قادرِ باطنیت : بالکل ہی خفا ہو جائی ہے جسے حساب نہ کرنا اس میں مفید ہے۔ اور اگر آپ کے یہ طلب ہے کہ قادرِ باطنی حدِ حجاب سے عبور کر کے برہنہ رہے مستدرکِ کوشش ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ۔

خاتم النبیین کے معنی میں طالبانیوں کا استدلال پہلے حدیث فائزہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ قولوا انما انبیاء من قبلی لا تنفع بعدي اور اکابر علماء اسلام مثلاً حضرت علی قاریؒ و شیخ کبیرؒ و امام عہدہ امام شہر لایہؒ و غیرہ کے اقوال صحیحہ اس کے بعد نسوا علیہ مراد انما تو نبی مرہوم کی علامت سے بھی استدلال کیا ہے :

[illegible]

وَلَا يَزَالُ يُعَلِّمُهُمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْبَارِئُ وَمِنْهُمْ مَن مَّاتَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمَنْ أُوْلَٰئِكَ فَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ہو۔۔۔ کیا یہ قرآن کریم میں تھا کہ وحی کو شفا فرما دیا ہے ؟ نازل من القرآن ما هو شفا علیٰ منہ
 ادا اس کے مقابلہ میں کفرانہ اتفاق کو مرتب کیا گیا ہے۔ یہاں خود متعلقین کے متعلق ورنہ اسے حق قلوب
 مسحق خزاہد سے اللہ مرضا۔ مہر علی نبوت کی تشہیل طلب ہے اور انبیاء علیہم السلام کی طلباء سے بالکل صحیح
 ہے۔ اس پر اعتراض کیا کہ قرآن کو یہ علوم شرعیہ سے ذاتییت کا مقبوع ہے۔ آپ نے اس مرتبہ ختم منبوعہ کی تلافی کے
 مضمر و ام کو حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعین کی طرف باطل قرار دی گئی ہے
 میں نے اس کے جواب میں عرض کی ہے کہ۔

ختم النبوت فی الآخر میں سرائی سعیدہ کی تردید کی گئی ہے کہ ذکر تکرار اس کے مضمر کی

اور دوا میں سے وہی واسطی کا فرق ہے :

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تفسیر غناس میں جو انحضرت کی نبوت کو بالذات اور دوسرے اشہاب
 علیہم السلام کی نبوت کو باطنی کہا گیا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے کلام
 نبوت پر اور دست مظاہر ہائے حق اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو کلام نبوت کی واسطی سے۔

گویا کہ لای نبوت ان کو بھی حق تعالیٰ کی طرف سے کلام نبوت کے واسطی سے لایا ہے۔ ادا انہ صمدانی نے اس کو بھی حق تعالیٰ نے بنا دیا
 اس انا میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے واسطی سے لایا گیا۔ جس طرح کہ حق تعالیٰ نے آفتاب
 کو براہ راست منور فرمایا اور دوسرے ستاروں کو اس کے واسطی سے۔ لیکن بنا نہیں ہے کہ دوسرے ستاروں کو خود
 آفتاب نے نور بخشی دیا ہو۔ عرض نہ ان کو بھی حق تعالیٰ نے اس واسطی سے آفتاب کے واسطی سے۔ بلاشبہ اسے ہی
 کما حقہ نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کی طرف سے براہ راست مظاہر ہونے کو اس کی ہی مخلوق
 کا واسطی سے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو جس طرح کہ خود ہی کے واسطی سے۔ بلکہ دینے والے کو بھی حق تعالیٰ ہی ہے
 جس نے کو حق تعالیٰ نے لایا اور بنا دیا ہے۔ ادا اس مظاہر میں آپ کو کوئی حق نہیں۔ اس میں ہی مظاہر ہے صنف تکرار ان کی
 کی تفسیر کا۔ اور ختم النبوت فی الآخر میں اس کے خلاف ایک منظر بھی نہیں۔ اور اس کے ساتھ کہ جس عبارت کا آپ نے حوالہ
 دیا ہے اس میں صرف اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ تو انہ کسی دوسرے کو یا اقتضایٰ رغبہ ہی بنا سکتا ہو۔ اور منسوب
 نبوت دے سکتا ہو۔ اور یہ بے شک باطل ہے اس کے کسی کو دیکھا نہیں۔ اور یہی کہتا ہوں کہ صنف تفسیر الناس کا

تحقیق کا خود آپ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ آپ کے اعلیٰ حضرت داخل بریلوی نے بھی اپنی مستند تصانیف میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ کائنات عالم میں جس کو بھی کوئی نعمت اور کوئی کمال اور کوئی مسعہب عطا ہوا ہے وہ خصوصاً اس طریقہ مخصوصہ و اسلام ہی کے توسط سے عطا ہوا ہے۔ جس بیان میں اس کی صرف ایک کتاب ”میرزا اشد شریف“ کی حجت پیش کرنا ہوں۔ فرمائیے۔

”نصوص متواترہ“ اولیاء کرم و ائمہ عظام و علماء اعظم سے سب سے پہلے یہ چکا کہ نبوت حقیقی؛
 کثیرہ بصیرۃ اکبر جہانی یا روحانی، وحی یا ربوبی، انامیری یا باطنی و ذوقانی سے اس کے
 لب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، ہر کسی کو کافر، مصلح یا فاجر،
 مکمل یا ناکمل، مہین یا حیران، بگڑا یا سوا، شرعی یا بدعتی، حق یا باطل، یا غی کے نام سے اس کی کلی
 دہائی کے حساب سے کرم سے مکمل و رکھتی ہے اور کھیلے گی۔ انہی کے ہاتھوں پر ہی اور نبی ہے اور
 بیشک۔ یہ سرسبز دھواں، اصل موجودہ و طیفہ اشد و اعظم روحانی نعمت عالم میں عطا شدہ تالافیت اسلم
 میرزا اشد شریف، ص ۵۳

جس عبارت میں صرف نعمت ہے نہ کہ نبوت چھوٹی میرزا بڑی، روحانی ہو یا جسمانی، اور اس کی تفسیر کو معقد
 فرمائی گئی ہو، یا عطا فرمائی جائے، سر حال وہ حضور ہی کے واسطے سے ہوتی ہے اور عطا ہوگی، اور چونکہ نبوت
 بھی حق تعالیٰ کی بہت بڑی دینی اور روحانی نعمت ہے، لہذا وہ بھی آپ کسی کو عطا ہوئی ہے آپ کے اعلیٰ حضرت سے
 اس اصول کی بنا پر حضور ہی کے واسطے سے عطا ہوتی ہے۔ درحقیقہ عیسٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی تحقیق سے، خواہ اپنی
 اصطلاح میں آپ اس کا نام باذات و بالعرض نہ رکھیں کچھ، اور نہ کہ یس، لیکن مضمون اور مشبہہ ایک ہی ہے جس
 میں کوئی فرق نہیں۔ اور بحث عقیدہ کی ہے نہ کہ عنوان اصطلاحی کی۔

حتمہ النبوت فی اللہ ص ۵۰ کی عبارت کا خلاصہ جو اب پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مگر عرض ہے کہ۔
 ”مزاں کو نہ گزرا بڑی معنی میں ختم نبوت کے قطع سکڑ میں اس نے ختم النبوت فی الآثار میں
 لہجہ کی عمدہ تاویلات و تفسیر عبادت کا لہجہ کیا ہے۔“

۱۰۔ جگر ہر الغرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں یاد کوئی نہی ہو جب بھی آپ کا ظلم کیا ہو
 ہائی، چھوٹے :

میر جعفر کو چکا ہوں کہ اس مسئلہ فقر کا ظالم بھی مطلب یہی ہے کہ حضور کے نازا تہ میں کسی شی کا کسی جگر ہوتا
 آپ کی غلطی کے متعلق نہیں۔ اور میں جھٹکا ہوں کہ یہ باحکام کے اعلیٰ حضرت کو بھی تسلیم ہے بلکہ وہاں ہاتھ
 سر ہم نے تو... بالآخر حق یہی کہہ گا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے غرضات میں حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و
 السلام کے علاوہ چاند شیر آج بھی موجود ہیں جن پر ایکہائی کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ حضرت ابی لیس و
 حضرت عیسیٰ آسمان پر اور حضرت الیاسی و حضرت عیسیٰ زکریا پر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ میرے حال میں نے عرض
 کیا تھا کہ اگر تخریرات میں سے ہر فقرہ کو بکالت خود باطل مستقل طور پر موجب کفر کیا جائے گا تو صفحہ ۱۱ کے منقول
 بالافقرہ کی ہمنوائی کی وجہ سے آپ کے اعلیٰ حضرت بھی کافر ٹھہریں گے اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ حضور پر کی
 اس عبارت سے پہلے تخریرات میں یہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ۔

۱۱۔ اس میں اس نسبت یا بکشتہ ہوں یا کوئی اور :

میرا جواب یہ ہے کہ کبھی صرف ہی عباد میں سے جو تمام کفر میں میں نقول جوتے۔ اور ان کے شوق آپ باطل
 یہ فرما چکے ہیں کہ ان میں کوئی فرق دیکھانے خود موجب کفر ہے اب اعلیٰ حضرت کو کفر کی ذمہ داری دینے کے لئے چکنا کا مفسر
 کے فقرہ سے پہلے یہ ہے اور بھی یہ ہے۔ میری بات تسلیم کر لیا اور اپنی زبان سے خود اپنے دھڑلے کی ترویج کر دینا ہے میرا
 قدامت ہی شریعت سے یہ ہے کہ تخریرات میں کی جو عبارات ہیں قطع بردہ کو کہ اوتے تیب جہل کے تمام کفر میں میں نقول
 کی گئی ہیں وہ ناقص اور ناممکن ہیں اور حقیقت یہ کہ ہر جماعت کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس کا اول دا خود دیکھا جائے اس
 کا صحیح مطلب نہیں کیا جاسکتا اور اس پر کوئی نہ حکم لگایا جاسکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ صفحہ ۱۱ کی عبارت
 میں خود آپ نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ اس کا مطلب کچھ ہے اس سے پہلے عبارت دیکھنے کے ضرورت ہے ہر حال میں
 نے اس نے جواب میں عرض کیا ہے کہ

۱۲۔ تخریر مفسر : کہ جو فقرہ حرام لکھنے میں نقول کیا گیا ہے اس میں جہد نہی کا کوئی ذکر نہیں ہے :

پس صفحہ ۱۱ کے منقول فقرہ کفر بتولی آپ کے مستقل طور پر موجب کفر ۱۱ عبارت قرآن کی ہمنوائی کی وجہ سے

آپ کے اعلیٰ معزز بھی ضرور کاغذ ٹھہریں گے۔ آپ نے اس مرتبہ بھی دنیا بابت کو حضرت کشمیریؒ کی روشنی میں دیکھا۔
علی قاریؒ وغیرہ بزرگ عالموں میں سے تیار ہو کر اس کا استفادہ حاصل فرمائیے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

۱۔ جس طرح کافر دینوں کا استدلال دین و زندگی میں کے اقوال سے باطل ہے، مثلاً کسی

طرح عبارتت گذر ایستادن سے بھی ۹

ہم نامیادنیویں کو ہی ہڑنگان دیجیے کی طرف سے بھی کواہ دیتے ہیں اور مصنف تذکرہ اس کی طرف سے
 ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر اشتہار دھانے کا التزام اس لئے لگایا گیا ہے کہ انٹر نیٹ پر میں خط و محرس کیلئے
 متفقہ ہندو گرامس۔ میں نے عرض کیا ہے کہ۔

۷. استعمال کا الزام لگایا گیا : حقیقت کا اظہار کیا گیا یہ چیز سب کے مشاہدہ میں ہے ۔

لیکن اسی کے ساتھ جس انصرانہ مجلس کو چوری ذمہ داری کے ساتھ وطنی وفاقہ ہوں کہ میرے مخالف سرکاری وحشت مل صاحب خواہ کتنی ہی اشتغال انگیزی سے کہیں میں لگا رہتا ہوں۔ میں خود مشتعل ہوں گا اللہ اپنے اصیاب کو مشتعل ہونے دیں گا۔ ہر حال فریق مقابلہ کی انتہائی اشتعال انگیزوں کے اوجہ اللہ اللہ سنہ ۱۹۰۷ء

اسی زمانہ سے جاری رہے۔ ساتھ ہی سرکاری وحشت مل صاحب سے جو جو دشمنیت کہ وہ انصرانہ پوئیں کو اس ماسٹر پرانہ کہ مستغیرہ بند کرنا چاہتے ہیں مثلاً ذلہ وہ امینوں کا میاں بد ہو نہیں گئے وہ مطمئن ہیں کہ میں ان کی کسی گالی کا جواب دیتی ہوں نہ ہی گا جگہ ان کے لئے دعا ہے خبر کتابوں اور کتابت ہونا کا ہے

تم شوق سے کہہ رہے ہیں تم کو: چاروں

سید میر انوار حسین نے غصہ کیا اس کا پتہ لگا ہو

اپنے وقت اس تقریر میں انبیاء طہارت دلی حدیث کا جو ذکر کیا ہے اور بڑی دیر میں کے ساتھ اس کو غلط باطل اور بیکار کہا ہے اور اس کے باطن اور حیثیت پر نہ کسی بڑی ہر دستے دلیل پر پیش کی ہے کہ آپ کے دو نامی مستندین و مشہورین برای عیسے میں حاضر ہیں انھوں نے کسی یہ حدیث اپنے آپ دے دی ہے نہیں ہی اگر محدثوں کے جیسے وہ باطل ثابت ہوئے کہ آپ کی یہ دلیل تسلیم کر لی جائے تو پھر سارے ذخیرہ حدیث انہماجی حلقہ ہے۔

فہم حدیث کے جیسے بڑے مفتوح کو چشم ذکر صرف صحاح ستہ اور میں دس ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں میں سے

فی حدیث کے جملہ بڑے افتراء کو حصہ دیکر صرف صحاح ستہ اور ہی دس ہزار سے زیادہ حدیثیں ابن سنی سے

سو بھی میں نے جواب کے ان بھائیوں سے اپنے باپ کا اس قدر پیار تو کیا ہے کہ وہ میری دوست
برائے سے بھی بگڑا ہی نہیں سہی۔ عزیزہ صاحبہ کی دلہنہ ہونے کو غلط باطن اور بھڑک کر دیکھ گئے۔

دوسری احمقیت یہ کہ اگر تو اتنا بلند و عروجی اور اعلیٰ پرست دوسری احمقیت یہ کہ اگر تو اتنا بلند و عروجی اور اعلیٰ پرست دوسری احمقیت یہ کہ اگر تو اتنا بلند و عروجی اور اعلیٰ پرست

سنئے اور بلند سنئے ! اسی حدیث سے آپ اور آپ کے باپ دادا گھنی ہوا قوت اور تھک جی تو اس دہرے کو آپ کو اور ان کو کبھی مطالعہ حدیث و تفسیر کی توفیق حاصل نہیں ہوئی جو کہ دراصل علم کو معلوم ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین اقتدار میں تھی اور چھانڈ بھانڈ مسجداں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کی بہت سی جہود حدیث کے استخراج و تصحیح بھی کی ہے۔ حدیث و تفسیر کی مستزاد کتابوں میں آپ صریح بخاری شریف کی مشہور شرح نفع العباد اور حارر صمدی رو کی تفسیر و فتوہ کا بھی مطالعہ کرنے کو آپ کو اسی حدیث کی تخریج و تصحیحات کا عمل معلوم ہو سکتا تھا۔ نیز مولانا محمد نجی صاحب تھنوی فرمائی ہوئی جرحہ علیہ نے بھی بیٹ لہضی ملاح میں اسی حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے۔ چنانچہ مولانا مرحوم کا رسالہ واضح الوسواس " اسی وقت میرے پاس زہد سے ہی میں اسلوب نے اس اثر کی روایتی حیثیت پر نسبت طرح و قیاس سے حکم نسبت اور حدیث کی تسکین سے اس کو مستند و مستند ثابت فرمایا ہے۔ صورت میں اسی کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ ان کی روایت میں بھی چرچہ ہے۔

... ان کو شکر و حمد اور طریقی مقصدہ بتھندہ ایسا ایکس من منس ویش منس عطاء من

۱۰۱۔ انصافی من ابن عباس یہ بیعتو، نہ ملک و نہ خیر و نہ اس طریق سے و خراج کر کے حج

کہا کہ: ”ابن حجر نے فتح اسماء کی میں بھی قرائن و نغز کر کے سکوت کیا“

اس کے بعد اسی کی تاثیر میں علامہ مرتضیٰ انصاری کے رسالہ "سبوت الائمہ" اور سیوطی کی تفسیر و تخریر سے
 و رہبانیت کا علم ہوا جس میں اس قدر کی توجہ کی ضرورت تھی کہ اس میں بعض اختصار اور ایضاً کو چھوڑنے پر
 اس کے بعد صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں۔

و اوست که عاقل است حدیث احمد بن یحیی و تفسیر حدیث عبید
بن حنم حدیث علی بن حکیم حدیث شریک بن عطاء بن یسعه
من ابن عباس بن قریه تفسیر من الاربعه متلمذ قاسم بن اریض
فی کمالی ارض بنی کعبه و ادم حکماء حکم و روح حکماء و ابراهیم
کا ابراهیم و سببی کعبی عهد حدیث حدیث الاسناد و اسفی

۱۰۔ درجی نے اس طریق پر حکمرانی کا دیا جتنا کہ بعد ازاں شیخ الاسلام المرصانی " میں بعد ازاں مرصانی
حاکم کے کہتے ہیں قال سبطنا الذهبی استاذہ حسن و درہ طریق عن سبعة عن عمرو
بن مرة عن ابی الحسنی عن ابن عباس حکمات اس طریق سے خروج کر کے حکمران کا دیا عبادتوں
کی پرستہ۔

بعد ثلثا صاعاً فجددنا إبراهيم بن الحسين حديثاً وهو حديثنا متبعه
عن عمرو بن مرة عن الخضر عن ابن عباس قال في كل أربعين سنة
إبراهيم هذا الحديث على شرط لمحمد بن يوسف.

[illegible]

و دافع از خواست برهمنیسم

جس امید کرنا ہی کہ ان تصورات کے منہ کے بعد حاضرین کو منظور ہو گیا ہو گا کہ اس لیے حقیقت کے خلاف

اس سے ناواقفیت اپنی کم علمی کی وجہ سے انہیں جاننے کی بات میں جمل دیکھنے سے پہلے اس کے شائق ضروری طور پر
ماہرین کو یاد کریں۔

فصل انا کنت مست جلالہ
فان العلم منه اهل المتعلم
تعلم فان للعلم اربین الفنی
من العلة العناء منه العلم

نعت از مرتب :- حضرت مولانا محمد شہر صاحب نعمانی کی تقریر بیان ایک سنی علی کو سوری شہنشاہ

صاحب نے دوران تقریر میں حال کیا کہ سوری میری صاحبہ کے جس مسئلہ، واقعہ اور اس کی عبارت اہل آپ نے
پڑھی ہے کیا اس کے نام معانی کو تیسری جگہ ہیں ؟

حضرت مولانا محمد شہر صاحب نے فرمایا کہ اس کے جس حصے کا حوالہ میں نے دیا ہے وہ تو عقیدتا صحیح ہے جس
کے علاوہ پیدا و پیدا اگرچہ میں نے دیکھا نہیں ہے لیکن مولانا محمد علی صاحب کے علم و تدریس پر اعتماد کرنے کے سکن ہوں کہ اس
میں جو کچھ مولانا شہر صاحب ہی جو کہ اس کے بعد سوری شہنشاہ علی صاحب نے اس کے بیان سے ایک عبارت
میں کی اور فرمایا کہ عبارت خالص کتبہ کیا آپ اس کو بھی صحیح سمجھتے ہیں ؟

مولانا نے فرمایا مستغفر اللہ امیر اکبر اسلام کی کنیز کے بارہ میں کس قدر سوری واقعہ جملہ ہیں۔ حضرت مولانا
محمد علی صاحب وہ بزرگ ہیں جس کے علم پر علامہ حجاز اور مصر و شام کو اعتماد تھا اور ہندوستان میں حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب کے بعد انہیں کو بہ قابل قدر تہذیب حاصل ہوا ہے کہ جس کی تصنیفات ہندوستان کے ہر دور کے ہر ملک
میں پائی گئی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ کس دہری سے سمجھا کی گنج گنج ہے ہیں۔

سوری شہنشاہ علی صاحب نے فرمایا کہ میں ان کی اس عبارت کو صاحب کفر کہہ رہا ہوں خود ہی کہہ کر نہیں کہنا کیوں
کہ انہوں نے اس سے غور کر لی تھی۔

مولانا محمد شہر صاحب نے فرمایا کہ ساری آپ کا ایک خالص فقرہ ہے جس کی کوئی اصیت نہیں اس کے بعد مولانا
نے مومن پرست صاحب سے اس کی غور و تامل کی کہ مولانا محمد علی صاحب کی وہ عبارت خالص کفر ہے۔ چنانچہ مولانا

حضرت علی صاحب نے اپنے قریبے واقع الیوساس کی عبادت کو کہ صرف غلط فہمی کا نیکو ۔ یہ سب کچھ ہے ۔
 اوشہ والہ علیہ السلام

اس تحریر کے مصلحت کے لئے مولانا محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب ! آپ نے ملا سرفریز کی جلی
 جڑ اشرافیہ کی عبادت پر کفر کا حکم تو لگا دیا لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ یہ عبادت قریب قریب ترجمہ ہے ملا سرفریز کی جلی
 شہر علی کی کتاب مولانا علی کی کبر کی ایک عبادت کا اور غضب پر ہے کہ وہ عبادت اسی جگہ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ
 علیہ نے نقل بھی کر دی ہے جس عبادت پر آپ کفر کا حکم لگا رہے ہیں اس کے لئے مصنف ہی مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ
 عبادت ہے فرماتے ہیں۔

و چنانچہ ملا علی قاریؒ در رسالہ موضوعات میں زیر حدیث ابوہاشم ابیہیم مصنفان ص ۱۰
 کے لکھتے ہیں: ی زہاش فکان من یأخذه کبیری غصہ والیاس فلا ینقطع
 قوله تعالیٰ خاتم تنبیہ لا یصل انتہ لا یألف بعدہ من یفسد ملئہ انتہی

تیسرا یہ : مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کی اس عبادت اور ملا علی قاریؒ کی اس عبادت میں کیا فرق ہے اور کیا
 اب آپ ملا علی قاریؒ پر بھی کفر کا فتویٰ دیں گے ؟ نیز حضرت شیخ کبیر بن عربیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
 رحمہ اللہ علیہ کی تصانیف میں بھی اس کے ہم معنی عبارت موجود ہیں تو کیا آپ ہی انگوں کو بھی کفر کہیں گے ؟ اور اگر ان
 عبادت کی آپ کوئی توجیہ کریں : تو ایسی ہی توجیہ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ علیہ کی اس عبادت میں بھی ملے گی

درست

میں کے لئے مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ صاحب کو کلام کو نہ بولنے فرمایا۔

حضرات ! آئیہ جیسے کہ جہاں کے کہ اصل کلمہ کفر نہ ہو اس کی ان عبادت پر بھی جو کوئی احمد بن حنبل سے
 نے امان نہ فرمایا ، وہ سب کلمہ مسلمہ اور جو میں میں نقل کر کے کفر کا فتویٰ دیا ہے ۔ مولوی حضرت علی صاحب نے بھی کلمہ
 سے گریز کر کے دوسرے دوسرے مصنف کلمہ میں اس پر یہ لکھا کہ انہوں نے انبیاء و اہل بیت والی جھوٹی حدیث کھڑی کر کہیں
 ہم نے اور ہم نے بدگوئی کرنے نہیں کی اس کا جواب بھی ہم نے دے دیا : اور کچھ نہ جلیل القدر محدثین کی تصریح کے ساتھ
 ثابت کر دکھایا کہ وہ حدیث صحیح ہے اور اس کا کلمہ و عبارت اور یہی ہے ۔ مولوی حضرت علی صاحب اس کے جواب

میں کچھ نہیں کہہ سکے، بلکہ آپ نے مولوی عبدالحق صاحب کی ایک حدیث پیش کر کے ان خود ہی کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔
 دنیا میں خوش قسمت ہوں کہ میرے حصر میں ان کا براہ اسلام کی حمایت آئی ہے۔ چنانچہ جیٹھیو اشرہ حضرت مولانا عبدالحق کی
 کی طرف سے بھی جواب دی جا گی۔

مگر تیرے دونوں عزیزوں موصوفیہ بحث سے بالکل خارج تھے مگر چونکہ عبادت تھوڑے عرصے کے متعلق مولوی
 حضرت علی صاحب کا سلا اندوشت ختم ہو چکا ہے اس لئے انہوں نے غریبی پیش کر کے جیٹھیو کی بات کو بھیڑا ہے۔
 کیا بلکہ بحث سے ایک قریبی ہی بالکل غیر متعلق چیز حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھنے کے متعلق بھی جیٹھیو
 کا کہہ کر آپ کو اسی پر بحث کرنی تھی تو اس کو کھیت مستقل مروج بنایا جا سکتا تھا مگر اب چونکہ آپ نے اس کو شروع کر
 دیا اس لئے آقا علیہ السلام میں بھی جرم عیب دینا نہیں سمجھتا۔

اس واقعہ میں آپ نے اس قدر غلط بیانی اور طبع کھاری سے کلام کیا ہے کہ آپ کی ہر بات آپ ہی جیسوں کو جو سکتی ہے۔
 پہلی غلط بیانی تو آپ نے فرما کر کہ جس شخص نے کوششیں اور دوا و شرف میں حضرت مولانا کا فتویٰ کا نام لیا وہ حضرت
 محمدؐ کی کار بد تھا۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ وہ شخص اس وقت مر رہا تھا۔ دوسری بات یہ کہ کوشش کرنے کا ماحضہ شراب کا افتخار
 آپ نے اسی کو کرنا نہیں کیا اور اگر آپ کے ہم کی وار دیتے کہ آپ شراب کی بات پر بھی کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تیسری بات
 یہ کہ وہ میں غلطی اس شخص سے غلط ہے کہ وہ نے غلطی پر نہ غلطی پر اختیار ہوتی تھی۔ وہ خود سرور عالم مصلیٰ اشراف و مسلم پر
 درود پڑھتا تھا یہاں تک کہ غلطی سے اس کی زبان سے حضور کے اسم گرامی کے بدلے مولانا تھانوی کا نام نکل گیا۔ گویا یہ کلمہ
 اس سے غلط ہے کہ اس نے خود پر مرزا پڑا۔ مگر آپ نے اس حقیقت کو بھیجھپٹا دیا۔ بالخصوص میں ذرا سے واقعہ میں آپ نے
 یہ جن غلط بیانیوں کیوں۔ اور وہ بھی میرے سامنے نہ تھے۔ اگر وہ کلمہ کسی اور کو آپ دیتے تو شاید وہ دھوکا کھا جاتا کہ تو
 آپ کو بے جا ستے پہنچتے ہیں۔

عقل شکرت کس فطرت دامن باد جیسیں

کیں جا ہیو نہ باد بدست ہمت دامن باد

میں آپ کا سر اتھانم کا جواب دینے سے پہلے حاضرین کو رام کو اصل واقعہ موصوفیہ واقعہ کے الفاظ میں بت
 دینا چاہتا ہوں۔ یہ صاحب جیٹھیو کے رجحان دے ہیں۔ انہوں نے مولانا تھانوی کو ایک غلطی کا کچھ سچہ۔ انہوں نے

میں نے خواب نہ دیکھا کہ میں غلام بن جائے گا۔

۱۔ کچھ عوام کے مدد طلب دیکھتا ہوں کہ کفر شریف لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
 جڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جگر حضور کا نام لیتا ہوں۔ اسے میں دل کا اندھا بیچارہ کہ کھوسے غلطی
 ہوئی کہ کفر شریف کے پڑھنے میں اس کا صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال کو دیکھ کر شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تڑپنے کے مصیبت
 پہنچا جاوے لیکن ننان سے بے ساختہ بکھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشعار علیٰ لہجہ جانا ہے۔ حالانکہ
 کلمہ کو اس بات کا اظہار ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بد اعتقادوں سے یہی کفر ٹھکتا ہے۔ دوسری بار جب یہی صورت
 ہوئی تو حضور کو کہتے ساتھ دیکھا ہوں اور بھی چند کلمے حضور کے پاس گئے لیکن اسے میں میری رحمت ہو گئی کہ میں
 کلمہ اکلڑا اور اس کے کثرت طے ہی ہو گئی نہیں پر گویا دُعا میرے نزدیک ساتھ اکیس سو بار پڑی اور کلمہ کو معلوم ہوتا
 تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اسے میں بندہ خواب سے بے دار ہو گیا۔ لیکن ہر بار میں یہ دستور ہے جس غلطی
 ۲۔ وہ اکثر غلطی پرستہ تھا۔ لیکن حالت خواب دیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب تھا لیکن جب حالت دیداری ہی
 کفر شریف کا غلط پڑھنا آیا تو اس بات ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس وسیلے کے پھر کوئی غلطی غلطی
 نہ ہو جائے۔ باوجود خیال بندہ مچ گیا۔ پھر دوسری کوٹ لڑتے کہ کفر شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 پر ان اور شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کلمات ہوں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اشرفنا
 حالانکہ اب بجز عوام خواب نہیں دیکھی ہے اعتقاد ہوں مجھ پر ان زبان اپنے تالیف میں نہیں۔

حضرات! یہ ہے وہ واقعہ جس کو زمرہ کو کوئی حشت علی صاحب نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا اس میں جس قدر حقہ خواب کا ہے اس کا مستحق بلکہ کچھ زیادہ عرض کر کے عزت نہیں کرونگے کہ آپ میں سے ہر شخص جتنا ہو گا کہ خواب کی بات پر شرمی محکوم جاری ہوئے۔ خوب میں گوئی شخص جو ہی کہتے تو اس کا ہاتھ نہیں کٹتا، نہ کہ کہے تو وہ جاری نہیں ہوتی۔ جتنی کہ خواب میں کچھ کچھ کہنے سے کوئی مسلمان کا فرسین چلا کیونکہ وہ اس وقت مرفوع المقول ہے۔ فقہ حنفی کی شہد کتب شافعی میں تصریح ہے۔

و خطبہ جہادۃ حق الاسلام سونے والے کا کلام، مشفق، باصلاح دنیا یا آخرت پر چاہیے

د الولد و الطلاق .

احکام جاری نہیں ہوتے۔

پس صاحب واقعہ سے خواب میں جو غلطی ہوئی اور کلمہ شریف جی حضور کے نام کے بجائے جو دوسرا نام اس کی زبان سے نکلے اس کی وجہ سے کہ اس پر کوئی حکم جاری نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ خواب کی بات ہے اسے خواب میں سے انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔

یہی دوسری غلطی جو وہ در شریف میں اس کے بحالت بیداری ہوئی اور حضور کے نام کے بجائے اس کی زبان سے دوسرا نام نکل گیا اس کے متعلق خود صاحب واقعہ کا یہ بھی ہے کہ۔

• خواب سے کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی بدستور میرے بدل میں ہے جسی اور غلط فہمی تھی، اسی حالت میں میں نے کلمہ شریف کی غلطی کی تلافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ چڑھا دیا لیکن اس میں بھی غیر اختیاری تھی، پر حضور کے نام کے بجائے دوسرا نام نکل گیا۔ اس وقت بچہ جس اور غلط فہمی کی وجہ سے زبان میرے نام پر بھی دھکی ۛ

ہر حال درود میں غلطی اس شخص سے غلط ہے، صاف لکھ کے طور پر جوئی اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کو غلط لسان ہی کہا جائے گا۔ فقہ حنفی کی مشورہ کتاب فتاویٰ قاضی غلامی میں ہے۔

الف ہی میں یہ جبری، علی لسانہ من غیر غلطی اس کو کہا جاتا ہے، یہی کی زبان سے کوئی کلمہ غلطہ نکلے، کسی دوسرے کلمہ کے بجائے نکل جائے۔

یعنی یہی صورت اس واقعہ میں ہوئی کہ صاحب واقعہ، علی تعادلی شرطیہ وسلم پر دو مرتبہ چڑھا دیا تھا حضور کے اسم گرامی کے بجائے جو قصہ و اختیار دوسرا نام نکل گیا۔ گویا اس کی زبان چونک گئی۔ ۱۔ فقہ غلطی کی عام کتابوں میں فقہ جری ہے کہ ایسی صورت میں آدمی کا فرض نہیں ہے کہ جگہ خواب دے لے لے طرح شریعت اس کو بھی معاف کر دیتی ہے۔ سیدنا محمد شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۵ پر ہے۔

وہی شخص بعد از محط او مکرہا لا جس سے کہ کلمہ غلطہ نہ سوزا ہو گیا یا کسی نے زبردستی اس سے کہلوایا اور اس نے جہاں چاہے لکھ لکھ کر لے کر نہ زبان سے کہہ دیا تو کسی کے نزدیک بھی اس کو کافر نہیں کہہ جاتا گا۔

اور خدائی عالمگیری میں خداوندی قاضی غیاث کے کراسے سے نقل کیا ہے۔

اگر خطا ادا جوی علی سائنہ کلامہ بخیر
عجب کہ خطا دہائی کی جنگ ہے کفر علی جانے اس
خطا جان حکمیں میریہ ان شکوہ میرا فیض
طرح کہ گناہیں بات جاہتا عجب کفر نہیں بھی
بخیر جوی علی سائنہ کلامہ الحضر
دہائی سے علی کی کفر خطا کے طر پر تو یہ باغ غرضی
خطا لو بکن ذلک کفر اعند الحکام۔

مذہب حق کی ان تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر کسی کی زبان سے بلا قصد و اختیار کلمات کفریہ مرتب ہو جائیں جس طرح کہ در بحث واقعہ میں ہوئے تو اگر وہ موجب کفر نہیں ہیں۔ پس صاحب واقعہ کو دودھ شربت دلی جز قصہ غلطی کی وجہ سے کفر نہیں کہا جاسکتا۔ اور وہ شرعاً مستحق عذاب ہے۔ اور یہ بات خود اس کے مقلین نے خطا پر ہے کہ اس کے عقیدہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی کفر نہیں آیا اور خواہ وہ سب ازلی کی دونوں حالتوں میں وہ اس کو معافی نہ اور اس کفر کو کفر ہی کہتا رہا۔

حضرت چہ اس واقعہ کی حقیقت میں کے متعلق مولوی حضرت علی نے یہ سنہ آخرت سے بالکل مذہب جو کہ تھا کہ مولوی عطاء علی صاحب مد مدین سے اپنا کفر چھوڑا۔ وہ اپنے کو نبی رسول مناد شروع کر دیا ہے۔ سجاد امیر۔ مگر اس قسم کی جھوٹی نصرت لکھنا کسی پر جائز نہیں تو پر بھی اس کے جواب میں آپ کے کسی رنگ کے متعلق کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا مناد شروع کر دیا ہے۔ وہ عیبنا بافتہ۔

یہ سوال کہ حضرت مولانا شرف علی صاحب مد مدین کی تفسیر میں یہ کیوں لکھا کہ "اس واقعہ میں متعلق تھے کہ میں کی طرف تم بھروسہ کرنے پر وہ میرا تھا فی حق سنت ہے۔" سوال تو یہ میرا بحث کا ہے کہ اصل غرض ہے علامہ دانی خود مولانا دہلوی کی طرف سے اسی حالہ "ماہار" میں اعلان ہو چکا ہے کہ کفر کو اپنی اس تفسیر پر اصرار نہیں ہے۔ جو کہنا ہے کہ یہ خاص اور سر شیطانی ہر ایک کی طرف دافعی ہے ناشی ہر امر۔ اور جو لوگ فن تفسیر کے کمال سبب دیکھتے ہیں ان کے لئے اس تفسیر کا کچھ نہ شکل بھی نہیں۔ اس لئے کہ اہل حق نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں حضور کی زیارت ہو کر کسی دوسرے شخص کی شکل میں تو یہ اشارہ ہوتا ہے اس شخص کے تبع سنت ہو نہ کہ کی طرف پس ایسے ہی حضرت کے اس غلامی کے بھائی کو دوسرے کی شکل میں ہی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اس کا نودہ حضرت مولانا

ہے اس شخص کے خواب کی تفسیر یہی تھی اور بھی عرض کر چکا ہوں کہ مولانا کو تو ان کی تفسیر برا معلوم نہیں۔

الفرق اس واقعہ کی وجہ سے حضرت مولانا کے متعلق یہ کہنا کہ سنا اللہ وہ اپنا کلمہ فرماتے ہیں یا اپنے نام پر اور وہ بھی اللہ ہیں انسانی جہان ہی اور سخت تر کی افزا پر والی ہے۔ حضرت مولانا علیہ السلام سب ایسے شخص کو مراد اور کافر سمجھتے ہیں جو ایک صحت پرستی رکھتا ہے وہ اس اپنے عقیدہ و اعتقاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہنے والا کسی شخص کو نبی و رسول نہ کہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس بہانی کے بعد ماضی کو بھی کوئی لطافتی نہ ہی ہوگی۔

اس کے بعد مولوی جی شمس صاحب سے میرا ایک سوالیہ ہے وہ فرما سوچو کچھ کر جواب دیجئے۔

۱۔ سلطان بدایہ حضرت خواجہ نظام الدین چشتی رحمتی رحمۃ اللہ علیہ کے طوفاۃ فائدہ اٹھا دینی دیکھو۔
 جسے کو ایک شخص حضرت شبلی بنی ہزارہ کے قدموں میں سجدت کرتے ماحضرت خواجہ آپ کے اس کی عقیدت کے اہلکار کے لئے کیا میں تم کو اس شرط پر سمجھتا ہوں کہ تم نے اللہ شسبلی و رسول اللہ کہہ۔ اس شخص نے اسی طرح کمر پڑھ دیا۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سمجھ کر فرمایا اور فرمایا کہ میں نے یہ صرف تمہارے استحکام مسئلے کے لئے کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں کافر کی قرین غلطی ہوں، کچھ نبوت صرف دینے کے لئے دیا ہے۔

نیز اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت خواجہ حسین علیہ السلام شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کی مطہرہ سیرت اہل حق و حقا میں چھپا ہوا ہے اور تہ کر کے بعض دوسری کتابوں میں بھی چھپا ہے۔ ان واقعات کے متعلق میرا عرض یہ ہے کہ حضرت شبلی اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ گویا کہ جلد سے گریہ واقعات غلط طور پر ان کی حد منسوب کر دیتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں پر ان واقعات کو اس سے کیا سلاہیں پہلے لکھا ہے بھی کہ خواجہ میر حسن مولانا سمجھتے ہیں۔ فائدہ اللہ آؤ ان کے ترتیب دینے والے دہروان کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ان میں مصنفان نے آپ کے کتابوں میں یہ واقعات لکھے اور اس کے بعد بھی حضرت شبلی و حضرت خواجہ جبریل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کے کچھ دوسرے حضرات کا مسلمان سمجھا وہ تو آپ کے نزدیک مسلمان چھوٹے یا کلمہ بولنے کے

واقعہ دیکھ کر میں یہ عرض آپ سے سے سہل کر رہ ہوں۔ اپنی کئی دانتے نہیں پیش کر رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی ہدیہ کی تقریر کے جواب سے فراموش ہو چکا۔ خدا کرے کہ آپ سمجھ گئے ہوں اور قبول حق میں کوئی مذہب مانا نہ ہو۔

۱۔ میں نے کھنڈہ نگار گنگوہر الناسی ص ۳۰ کی عبارت میں انگریزی صاحب نے یہ بتایا ہے کہ کتابت کریمہ

لفظ خاتم القیام سے مراد یہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے سب سے پہلے ہی میں نا کج دلوں کا تخیل ہے۔ جن ختم
اصلی کج دلوں کے نزدیک یہ معنی غلط و باطل ہیں یہ ایک کفر ہے۔ اے لوگو! کہہ دیجئے کہ جیسا کہ :

۱۰۲۔ میں نے کچھ لکھا کہ تکریر میں صغیرہ کا خیانت میں رہتا یا نہ۔ بعض علیہ مصحفہ و السطح کے نام میں بھی لکھ کر کوئی ہی مسرت پر جاتا تو بھی جسٹس کے خاتم النبیین میں کچھ فرق نہ پاتا۔ یہ دوسرا فقرہ تھا۔ اسی کا بھی آپ نے جواب دیا۔

۱۲۔ میں نے لکھا تھا کہ تھوڑے پرانا کسٹھ صخرہ میں یہ بتا رہا ہے کہ حضرت علیؓ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی ایسی جدید بیعت ہو جائے تو بھی حضرت کے خاتمِ محمدین ہونے میں کوئی غلطی نہیں پڑے گی۔ یہ تمہیں کفر ہے، اس کے علاوہ بھی یہ سند ہے۔

[illegible]

۵۔ سید احمد علی شریعتیہ کو اپنے اپنے فرائض کی تقریر میں یہ امر عرض کیا تھا : اگر آپ اپنے غم و غصہ میں نہیں کہنے کہ
تھک دیاں ہیں کہ عبادت میں سچ و سقمہ رہا یا نہ تھا تو ان کی میں بلا ذات کچھ فضیلت نہیں دیکھوں گا مگر
زیر سدا ہمارے شیعہ ہیں یہ دیکھ گیا کہ انھوں نے اصلہ یہ ترجمہ غلط ہے میں کہ جو ہے وہاں۔

ناتوئی صاحب نے لکھے تھے کہ: پھر مقامِ مدینہ میں دفن رسول اللہؐ و خاتم النبیین
فرخندہ اس صوبہ میں گر کر مر چکی ہو سکتا ہے۔ پھر میری حضور علیہ السلام کا سب سے پہلا فیہم ہوتا
اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کو حضور کی مدفن میں لایا گیا جائے۔ تو قطعاً اس وصفتِ گرام میں غیبت

۱۔ اصل تو یہیں ہیں لیکن بڑے شایہ کوئی غلط فہمی ہے۔ ۲۔ مرتبہ۔

ہر سنے ہی کا انکار کر گیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ عبادتِ محمدؐ پر اناس کا حضورؐ میں وہی ہے کہ لا فضل فیہ
اصلاً اور بالذات کا لفظ غریب اور محض دھوکا تھا۔ آپؐ اس کا جواب بھی نہ دے سکے۔

۶۔ میں نے کھدھکا کہ قابلِ مدح ہر سنے کے لئے کس رحمت کا بلذات ہونا ضروری نہیں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ساتھ، اذیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت باعرض ہے کسی کی نبوت بالذات نہیں ہے۔ پھر بھی غرض
سخنرات کی یہ تقریر کہ لفظِ محمدؐ ہے کہ نہ خود نے ان کو نبوت حضورؐ دئی، مگر ان تو فی حدِ صاحبہ کے نزدیک
حضورؐ کی یہ تقریر کن کو سب سے پہلے نبی ہیں قصداً غلط و باطل ہے تو معلوم ہوا کہ ان تو فی حدِ صاحبہ کے سب سے
پہلے نبی ہونے میں بلذات باعرض کسی طرح کی کچھ فضیلت نہیں تو وہی معترض ہو گیا کہ لا فضل فیہ
اصلاً اور بالذات کا لفظ محض تشبیہ رہ گیا۔ اس کا جواب بھی آپؐ نہ دیا۔

۷۔ میں نے کھدھکا اصراراً مستعملِ حد کا بعدِ خلق کرنا ضروری نہیں صرف معنی واحد ہونا چاہئے۔ اس پر
بھی آپؐ خاموش رہے۔

۸۔ میں نے خود ان تو فی حد کے اقرار سے بتایا تھا کہ جس طرح قد و قامت و شکل رنگ و حسب و نسب و کثرت
ذاتیہ اور حد و کثرت اور فضل و کمال میں کچھ دخل نہیں اسی طرح حضورؐ کے سب سے پہلے نبی ہونے کو بھی نبوت
و فضل و کمال میں کچھ دخل نہیں۔ تو وہی معترض ہو گیا کہ لا فضل فیہ اصلاً اس پر بھی آپؐ سکھت رہے۔
۹۔ میں نے کہا تھا کہ محمدؐ پر اناس کا معترض ہی یہ ہے کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کچھ خاتم النبیین
ثابت کیے جاتیں۔ اس کو ایک چیز کو رد دیکھنا ہے۔ مگر ان تو فی حد صاحبہ نے ایک کلمات خاتم النبیین دیکھے۔

مسندِ زمخشری میں مسندِ خاتم النبیین ثابت کرنا محمدؐ پر اناس کا مقصود اصل یہ ہے اسی کا سوال ہے اسی پر جو سب
حد۔ ہر کو حضورؐ کے سوا کچھ خاتم النبیین ماننا حضورؐ کے سب سے پہلے نبی ہونے کے مخالف تھا اسی مسئلہ
کا تو فی حد صاحبہ کو مجبور ہونا پڑا کہ خاتم النبیین کے اس معنی کو کہ حضورؐ کے سب سے پہلے نبی ہیں نا سمجھ
لوگوں کا خیال بتائیں قرآن کریم میں نبیین کے بالکل ایک معنی میں بلذات گزر چکیں۔ آپؐ سے اس کا جواب
بھی نہ ہر سنا۔

۱۰۔ آپؐ نے دیر بندہ یونانی مؤرخ پر کھدھکا کہ کسی مسلمان کو کہہ کر اناس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور محکا کر فریاد

تہ۔ میرے مہر کے مہراں کیا کر اگر کوئی قادیانی آپ سے سوال کرے کہ قادیانی لوگوں میں ایسے آپ کو کون سا
 کہتے ہیں پھر دیوبندی لوگ قادیانی کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ اس کا جو جواب لکھ دیاں کہ یہ وہی جانی
 ہے اپنے لئے سمجھ میں۔ اس کا جواب آپ سے نہ ہوا۔

۱۱۔ پہلے سدا و نحر میں تشریف پناہ عرض کیا تھا کہ حملوں کی ترتیب دین کر قرآن سے بھی ملے گا۔ جا
 سکتا ہے جب کوئی کہے دیں کہجہ ان الاسرار فی حق جسدیم و فی الغیب ارفعہ نعیم
 میں نے اس کا جواب دیا کہ اس جہیز نے اپنے جملے کی ابتدا اور سوسے کی خبر سے اور دوسرے جملے کی ابتدا کو
 پہلے کی خبر کے ساتھ لگا دیا۔ اس سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔ لیکن اگر ان دونوں جملوں کو غیر تکرار نہ جاسد صرف
 ترتیب دین کر یوں کہ جاعلہ ان العجائب لعلی سعیدیم و انت لا یزال لعلی سعیدیم تو اب
 ہرگز کفر کی بوجہ نہیں۔ جہیز متعلق حملوں کی طرف ترتیب دین دینے سے ہرگز معنی نہیں بدل سکتے۔ تکرار اناس
 کی تینوں عبارتیں میں مستقل جملے ہیں تو صرف ان کی معنی ترتیب بدلے شدہ نہ کر سکتی بدل گئے۔ آپ میں کے
 جواب سے بھی صافست رہے۔

۱۲۔ آپ نے کہ تھانوی صاحب نے غلط خانم بی بیوں کو صرف اس معنی میں پھر کیا کہ حضرت سب سے
 پہلے نبی ہیں۔ اس کو حوالہ کاشیوں بنایا ہے۔ میرے جواب دیا آجے سو مسئلہ سورتی کھ شفیق صاحب مفتی
 دیوبند نے ختم نیرت فی آثار کے صفحہ ۷۰ پر شعا بی بیوں کے نقل کیا۔ اس کا اجماع ہے کہ یہ کام نہ لکھا ہے
 ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور اس کا محمود ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اسی خبر کسی ناویل یا پھیس کے
 مدبر ہے۔ تو صحاح امت سے جھڑپا ہوا گیا اور اس جماعتی مسئلہ کو نا تو قی صاحب نے ناسمجھ لوگوں کا خیال
 اندکھ داروں کے درجہ لفظ بنا۔ نا تو قی کا کافر مرزا ہونا ثابت ہو گیا۔ آپ میں کا جواب دے دے گئے۔
 ۱۳۔ میں نے کہا تھا کہ سب سے پہلے نا تو قی نے نا تو خانم بی بیوں کے معنی میں کر حضور علیہ صلوٰۃ والسلام
 کے بعد نبوت کو دودھ دھوا۔ یہی سہی نا تو قی صاحب نے ہی دیاں نے لیکو کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہے کہ اللہ
 نے نبوت نہایت کی۔ نا تو قی نے بالذات ہی میں کے معنی کر کے سورہ قادیانی نے انھیں بی بیوں کو جھڑپا
 معنی طوایف میں سے ہیں نہ اسے نا تو قی قادیانی دونوں نے اٹھا کر دیا۔ آپ کھڑکھانے والے استاد کو

مسلمان کہتے ہیں مگر کفر کیجئے ہمارے شاگرد کو کافر مقرر کئے ہیں۔ اس کا بھی آپ نے جواب نہ دیا۔

۱۰۔ آپ نے نافقوی صاحب کی چند عبارتیں تفسیر دناں و مناظرہ عجیبہ و حیرت سے پڑھیں ہیں جن میں ختم ہونے

کا اقرار ہے۔ اس کے جواب میں میں نے آپ کے مقدمہ اصولی مرقی حسن و بدیعی کی ۱۰۵ صفحہ ۱۵۰

سے عبارت پیش کی کہ مرزائی و درویشی و ہر کو بیٹے کی غرض سے وہ عبارت مرزا، نافقوی صاحب کے

پیش کرتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ یعنی علیہ الصلوٰۃ والسلام، جس قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت

کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ کہ مرزا، نافقوی صاحب ان کے پیٹ سے کافر تھے، ایک حد تک

مسلمان تھے اور چونکہ وہاں تھے جن سے ان کے کام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارت میں نہیں

جسے ایک کوئی ایسی عبارت دیکھیں کہ میں نے جو حدیث معنی دلینا و فضل جنبین، ابی ہاشم، ختم نبوت کے

قطر بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یعنی

علیہ السلام، حضور علیہ السلام کو جو مفلح ہو گا کیا ان کے کہ، تفسیر ان سے صحت پر تو کچھ بنا کر کافر ہو گا۔

اس سے نوہ کر کے مسلمان ہونا ہوں۔ آپ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے۔

۱۱۔ میں نے تفسیر دناں ص ۹۰ کی عبارت سے نافقوی کا اقرار پھانسا کہ مجھ سے پہلے آکا پرست میں سے

کسی کی کچھ میں خاتم نبیین کے یہ معنی نہ کہنے کو حضور بذات نبی ہیں۔ یہ تو میں نے خود بتا کر تیرا دیا ہے مجھ

سے پہلے تمام مسند محمد بن ابی ہاشم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حیدر تھا کہ خاتم نبیین کے عرب ہی معنی ہیں کہ حضور

سب سے پہلے نبی ہیں تو نافقوی کے اقرار سے اسی صریح احتجاج، صحت ثابت ہو گیا۔ پس کہ آپ بتواریخ نافقوی

ناکچھ لوگوں کا خیال اور کچھ داروگر کے نزدیک قطع بتایا۔ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز نہ ہو۔

۱۲۔ میں نے ختم نبوت ص ۱۰۵ صفحہ ۱۰۰ کی عبارت پڑھی تھی۔ خواہ نگاہ حلیہ اور اپنے کلام کے ایک تحقیقی معنی

بیان فرماتا ہے اور پھر اس کے معنی میں یہ کلام ازل ہوا اسی معنی کی آسمان و زمین فرماتے ہیں ان پھر

اس میں کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد بھی آکر امام اور پھر تمام غنائے سلف، اس کے معنی کر بیان کرتے

جو اسے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہر ہی وہ تحقیقی معنی پر مبنی ہے۔ اس میں کچھ غلط فہمی اور نہ تواریخ

و تفسیر میں اس حدیث میں سختی ہو بندہ نے اقرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ عفو و رحمت فرمائے گا کہ میں نے کیا کیا،

فائق النبیس... کے صرف یہ معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پہلے نبی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی احسان سے فرمایا کہ تمام انبیس کے صرف یہی معنی ہیں کہ میں سب سے پہلے نبی ہوں۔ تمام صحابہ کرام نبیؐ کی امت و خلف ہیں۔ لیکن میرے کہنا کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ ہی معنی میں کہ حضورؐ سب سے پہلے نبی ہیں۔ تمام علماء امت کا باجماعی مسئلہ ہے کہ تمام انبیس کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پہلے نبی ہیں۔ وہ نافروری یہ کہے کہ تمام انبیس کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پہلے نبی ہیں۔ وہ ناکجہ ہے۔ تو نافروری یہ کہے کہ سب سے پہلے نبیؐ

تکذیب خاص صغرہ کی عداوت میں تمام ملاقات دست درمست نہ تھا۔ بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یکدھ بول کر ہم صلی اللہ علیہ وسلم فکر خود دست دراز میں کو نماز دست ناکجہ بنا دیا۔ گئے یہ کہنا سخت کفر ہوا۔ تو ذہب اللہ کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۱۵۔ یہ سچ ہے کہ، کیا تھا خود بانو تو ہی سنے تھے بڑا انسان صوفیہ پرکھا

۱۰ شایان شاہ کا مجموعہ صلیب تہذیب و علم غلطی سے مرتب ہے۔ تہذیبی

تو کافر توئی کہ تو راہِ سب سے بچھلائی، چونکہ حضور پر صلواتِ اسلام کی شہنشاہی اقدس کے خلاف ہے اس لیے جو مصیبت
خلافِ شانِ اقدس میں ہو اس کو حضورِ عالیہ صلواتِ اسلام کے لئے ثابت کرنا حضورؐ تو میں سے تو ہے تو تو قوی کے نزدیک
ستم، بدنامی، جسٹس کے لئے ثابت کرنا خدا کا اللہ تعالیٰ صلواتِ اسلام کی تو میں سے تو ہے تو ہے تاکہ ان کے خلاف جو
صلواتِ اسلام کا سب سے بچھلائی، چونکہ کافر لڑائی کا ہے، تو قوی عدلیہ سے تسلیم کیا ہے تو ایسی بات کو تسلیم کرنا بنا پر
عدلیہ کی تو میں کی، اور کافر ہو گئے۔ حجت سے اس کا بھی جواب دیا۔ برکت۔

۱۰۔ میں نے کہ تھا کہ وہ مگر میں نے شرفی کی تعریف سے درس میں پیشتر خدا کی نعمت میں بھی خود بخود میں کی عبارت کفر کو بہتر ترتیب بخود مصنف کے طور پر علم سے میں نے جو میں سے خواص کے طور پر انوری کی تصدیقات حاصل کی ہو چکی ہیں۔
۱۱۔ ملاحظہ فرمائی کہ میں نے صحت پر بنی شہادہت مع ۱۰۱۵۔ اور ترتیب میں ایک کا حوالہ حق صحت سے بہت
نظر فرمائی۔ اب میں کا میں کے جو بہت سے ہیں۔

۱۹۔ آپسے متعلقہ روایت کے لئے غمر داہن، سعد مطلق، ج۔ ۱ میں نے عربیہ بالفاظہم المصیحی کوئی نادر
 بہت مستعد برگر نہیں ملے، اگر آپسے متعلقہ روایت کا اجماع ہے کہ اس منظر کے کوئی باہن معنی ہے

۲۵۔ آپ نے خاتم النبیین کی مثال کا خاتمہ کیا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مثال میں میں کیوں کر پیش کیا۔ میں نے اس پر گہوارے پر نبوت کا قیاس اور مصیبت پر نبی کا قیاس باطل ہے کیونکہ نبی پر نبوت کی عزت جو کسب کر مطلق فعل نہیں۔ آپ اس کے جواب میں بھی عاجز رہے۔

۲۶۔ ۱۔ میں نے خاتم نبوت کی علامتوں میں کی عبارت پر عرض کیا: نبوت میں میرے نہیں کہ ایک انسان دوسرے کو مٹا کر یا ایک نبی خواہ وہ نبوت میں کتنے ہی شاعر تھے کہتے ہیں اور میرے کہ نبی بتا رہی تھی کہ وہ مصیبت ہے جو وہ واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے نازل ہوتا ہے۔ تو معنی یہ ہوتا ہے کہ ایک کسی نبی کی نبوت بالعرض و بالواسطہ نہیں؟ بلکہ آپ کے نزدیک مطلق دیکھنا چاہیے؟ یا تو میرے دیکھو۔ یا تو میری صاحبہ۔ آپ اس کے جواب میں بھی عاجز رہے۔

۲۷۔ آپ نے کہا کہ ہر ان میں جو سما کی عبادت کر مطلق کفر ہو تو اہل حقیت قبول ہی کرتے تھے حضرت غفرلہ عنہم میں تحریر فرمایا ہے کہ عبادتی ایسے نہ تھے میں نے یہ ایک آن کے لئے بھی موت طاری ہوئی۔ حضرت ابیہاس میں نے عرض کیا: اور ایسے آسمان پر علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نے جواب دیا: صفحہ ۱۱ کی اسی عبارت سے پیشتر ہے خاتم اگر باقی معنی خود کیا ملے گا جو میں نے خود کہا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء کی نبوت میں کی نسبت خاص ہے جو کہ اس میں صاف بنا دیا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی سے عاجز کی کہ حضرت بائناں نبی ہیں جو ان تو ہی صاحب نے آگے فرمایا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف انبیاء و سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کے خاتم ہونے کے بلکہ بعد میں صبرت ہونے والے نبیوں کے بھی خاتم ہونے کے۔ اس کے بعد میں اس کی توضیح کے لئے وہ جملہ لکھا ہے۔ بلکہ اگر باطن میں آپ کے زمانہ میں بھی کوئی نہ نبی ہو جسے بھی آپ کا خاتم ہونا یکسو ہو جاتی رہتا ہے۔ تو یہ تیسرے جملے سے صحت معلوم ہو گی کہ دوسرے جملے میں اور کوئی نبی جو = مٹے ہوئے ہی کہ اور کوئی نبی موجود ہو۔ اور وہ ہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سے پیشتر نبوت ہو چکے نہ حضرت لاشرعیت کے کلام پر یہ بعد ہوتی ہیں نہیں؟ سکتا۔ آپ نے اس کا جواب بھی نہ دیا۔

۲۸۔ آپ نے کہا کہ میں جرح تکذیب اناس سے غایب یا مستند کرتے ہیں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں کہ ان میں سے جو مستند کرتے ہیں۔ ان کے نام بھی لکھے ہوئے۔ تو کیا وہ معذرت ادا کر بھی قلمدان نبیوں کے استاد ہوں گے۔ میں نے

جانب دیا ان حضرات میں سے کسی نے سب سے پہلے نبی ہونے کو اعتراف کیا، محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیا۔
 کسی نے نہیں کہا کہ خدا اللہ سب سے پہلے نبی ہونے کو انکار کیا میں کہہ چلا نہیں، خدا تو نبی صاحب ان باتوں کے
 قائم رہی جیسا کہ میں بتا چکا تو ان حضرات سے قلبی بیرون کو کرتی صاحب نہیں ان سے قادی برون کا امتنا بھی اقرار
 باقی تو قادی برون کے استاد صرف تو نبی صاحب وہ گئے۔ آپ سے اسی کو جواب دہ ہوا۔

۲۹۔ آپ نے کہا ہے کہ ان تو نبی صاحب نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور انہیں فی العلم کے علاوہ سب
 حوام ہیں۔ میں نے جواب دیا اپنے مکتوبات میں انہوں نے کہا ہوا کہ کتبہ انیسویں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ
 بلکہ صاحب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام امت میں کا۔ حقیقہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے حرف میں معنی میں کہ حضور سب
 سے پہلے نبی ہیں۔ سب کو خدا اللہ حوام بتا دیا۔ اور حوام کے مقابلہ میں اہل فہم کا لفظ اہل کون کو ان کا گھوٹا ہے کہ دیا
 آپ سے اسی کا بھی جواب دہ ہوا۔

۳۰۔ آپ سے بدد اس کا مطالبہ کیا گیا کہ طہارت مستحقین دائرہ صحت میں سے کسی نے اہت کریم میں منقطع خاتم نبی
 کے معنی بالذات نبی بننے میں تو اس کا ثبوت دیکھ کر جب اس کا ثبوت نہ دے سکے۔

۳۱۔ میں خاتم النبوت فی اقتدار سے شفا و شرافت کی عادت پیش کی۔ اس پر آپ نے کہا کہ میں حضرت اہل مرہب سے
 تو یہ حدیث تصدیق فرماں اس کے مخالف نہیں۔ میں نے کہا حضرت نبی ہونے کا یہ ثبوت ہے، آپ نے اسی کا بھی
 جواب دیا۔

۳۲۔ میں نے کہا معنی دہونہ کے عادت شفا و شرف کا یہ ثبوت ہے۔

۳۳۔ اس پر امت کا اجتماع ہے کہ یہ کلام بالکل بیوقوفانہ منہ پر ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہر ہو
 حفاظت کے گھر میں آفتاب وہی لیزا رہی یا انہیں کے دوا ہے۔

۳۴۔ اور ان تو یہ کہ کر رہے ہوتے معنی دہونہ کے ثبوت کے لئے ہرگز منقطع خاتم نبی کے ظاہر میں معنی میں نہ خاتم نبی کے لفظ
 لفظ سے نبی بالذات کے معنی مفہوم ہوتا ہے۔ تو آپ کے منقطع معنی دہونہ کے اس پر اجماع امت نہ کہ خاتم نبی
 کے معنی نبی بالذات بزرگ نہیں۔ آپ نے اس کے جواب سے بھی منقطع فرمایا۔

۳۵۔ آپ نے ان تو یہ کہی کہ حدیث صحیح۔ بیان خاتمیت نہ بات ہے جس سے تا فرغانہ اور سب اب نہ کہ تو بگو اور عدم
 www.besturdubooks.wordpress.com

۱۳۱۔ آپ نے محمد پرانا اس سے خاتمیت زمانی سے ملحق لانا چاہا۔ یعنی قانونی نے نزدیک خاتمیت ابدی جس سے اوقاف خاتمیت زمانی دفاتی سن کی مدد میں ہیں۔ نظام مالی خیر ختمیت زمانی و خاتمیت زمانی ان دونوں کی جنس و فصل ہیں کہ دیکھئے۔ یہ خاتمیت کے دو مقامی عالم بیانی کیجئے جو ان دونوں پر صدیقی آئے ہوں۔

۱۳۲۔ آپ نے خاتمیت زمانی پر محمد پرانا اس سے دوسری دلیل یہ بیان کی کہ بطور مہم مجاز لفظ خدا تعالیٰ دلائل و ادلہ کی خاتمیت پر صدیقی ہو۔ مگر آپ کے مستند مصنفی دیو بند نے غلط نبوت کی موثر جھٹکا۔ پر مشرور دینی بل جوں و مل مشر علیہ وسلم و خدا کریم علیہ مشر تعالیٰ نعم و نعم علیہ سلف و رحم اللہ علیہ کا بیان اس سے مراد نقل کیا ہے۔ کہ لفظ خاتم الخاتم اپنے ظاہر اور حقیقی معنی پر غور ہے اس میں کوئی کلمہ ہے و سبب انہی کوئی تاویلی ہے نہ تخصیصی نہ تنسیفی اور نہ اس پر ہمارا یہ ہے کہ لفظ خاتم نہیں اس میں ہمارے نہیں۔ قانونی کہتے ہیں اس میں کیا کیا ہے۔ بتائیے دونوں میں کیا کیا۔

۱۳۳۔ آپ نے خاتمیت زمانی پر محمد پرانا اس سے تیسری دلیل قائم کی کہ دہری میں ہے ذاتی پر دلائل و ادلہ کی خاتمیت زمانی پر دلائل و ادلہ اس پر سوال یہ ہے کہ وہ امت التزمی کہنے کے معنی خارج موضوع رکھا معنی مطابق کا کلام ہر شرط ہے یا نہیں۔ مگر یہ کہ وہ درجہ ہے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہی دلائل و ادلہ سب سے بچھاؤں ہونا انہی پر کہ وہی ہر دم کو کھانا سب پر ہوگا۔

۱۳۴۔ آپ نے خاتمیت زمانی پر محمد پرانا اس کی جو دلی گواہی کہ اعداد و متواترہ ملتی ہے ثابت ہے۔ تو میں پہلے بتا چکا کہ قرآن پاک میں لفظ خاتم انہیں سے سب سے کچھ بھی ہی ملا دینا قانونی کے نزدیک کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سب سے کچھ بھی ہی جو کہ اعداد و متواترہ ملتی ہے نہ ان کی ذہنیت ثابت ہے۔ بسا اوقات مسلمان بھی کافر

۱۳۵۔ آپ نے خاتمیت زمانی پر محمد پرانا اس کی پانچویں دلیل گواہی کہ اعداد و متواترہ ملتی ہے ثابت ہے۔ مگر قرآن پاک سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے کچھ بھی ہی ہر سے ثابت کو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اعداد و متواترہ ملتی ہے اس کو ثابت

۱۳۶۔ اصل تحریر میرے جملہ یوں ہیں کہ ہوا ہے۔ شاید کوئی غلط ہوگا۔

۱۳۷۔ غلط ہے، فقرہ اصل تحریر میں اسی طرح تھا ہوا ہے۔ محمد پرانا ہے کہ غلط ہوگا۔ ہر سب۔

اشاہ کبیرا تو ہی صاحب اسلمانی بندے گا۔ اگر کوئی شخص جو نہ کہے کہ بڑھنکی فریست فرکان پاک سے مہبت ادا
نہ کرے تو کون کا خیال ہے۔ مہبت اجماع است سے بڑھنے کی فریست فریست ہے۔ ایسا کہنے والا مسلمان ہوگا
یا کافر !

۳۔ آپ نے اپنی دوسری تقریر میں کہا کہ قادیانی ختم نبوت کے انکار اور نبوت مرزا کے اقرار کی وجہ سے قضا جہاد
کا فریضہ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ دین بندی بھی ختم نبوت کے انکار اور دوسری شریعتی صاحب کو نبی و رسول کہنے
بجائے ادا ہو جاتی ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اللہ و رسول علیٰ صلیہ و آلہ و سلمینا و مولانا اشرف علی
کونسل بخش جنت کے سبب سے قضا جہاد کا فریضہ۔

آپ کی دوسری تقریر میں کوئی بہت قابل جواب دہائی نہیں تھی۔

۴۔ آپ نے جو بعضی تقریریں لکھی ہیں کہ ختم النبوت فی الحکد میں مرزا کی عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔ ذکر تہجد محاسن
کے مضمون کی میں کتابوں میں مشہور ہیں۔ اسلمانی پر فضل و کرم ہے کہ اس نے دکنش اللہ للعوہ حسین
انتقد کے جلد ۱ دیکھا ہے اور آپ کے پیشراستی اور نبوت کے ختم سے قادیانیوں کے مدعیوں پر مضمون لکھوا دیا
جو سے تنقید لانا ہی کے ہر ایک مضمون کو قابو نہ ہوگا۔ دشت اللہ و قلعہ اللہ۔

۵۔ آپ نے اپنی دوسری تقریر میں بتایا ہے کہ دوسری اشرف علی صاحب قادیانی کے مریضے جو ان کو نبی و رسول
کہہ کر گھر و گھر و در و در پہنچا کر خواب میں بخاتا اور دہلہ اختیار ہی میں۔ مگر آپ سے میں کتابوں کے خواب کے گھر
پر تو میرا حزن ہی نہیں۔ میرا احترام تو اس پر ہے کہ اس مریضے کو کہہ کہ کتابوں کے ختم سے کہہ کہ ختم علیٰ صلی
سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی صاحب قادیانی کے خواب میں۔ لیکن یہ اختیار ہی میں ہوگا
ہو۔ زبان اپنے قادیانی نہیں۔ اس دوزیسا ہی کچھ خیال ہے۔ دیکھئے قادیانی صاحب اس کے تشریح کیا
ہے کہ اس دوزیسا بھریا ہی کچھ خیال رہا کہ اشرف علی صاحب ہی اور رسول ہی اصلا اشرار و کوا ایسا خبیث ہے
شرقا و لا یسعیم ہے۔

۶۔ کیا اگر کوئی شخص ادا ہو کہات گرفتار کیا ہے اور پھر شام کو یہ غنہ کر دے کہ میری اہلی میری میری اختیار میں
دش میں ہوئی ہے۔ کیا اگر کوئی شخص ادا ہو کہات گرفتار کیا ہے اور پھر شام کو یہ غنہ کر دے کہ میری اہلی میری میری اختیار میں

۲۵۔ اپنے گھر کی بھی آپ کو کچھ سمجھ۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰۰ پر آپ کے مذہبی پیرو اور پیغمبر احمد
مرتبہ الگ ہی شیعہ شریعت سے نقل کرتے ہیں کہ

الوجہ هشاق وهو ان يقول القائل لما قال في حاشيته على ائمة كذا
عليه السلام ضرب قاصد السب والازراء ولا معتقده انه ولعنك تعلم
بكلمة التكفير من لعنه اذ سبه او تكذيبه او ضايفه مالا يجوز
عليه او نفى ما يجب له مما هو في حقه عليه السلام فتبعة
دلائل قال: او ياتيه بسب من القوم او تبعه من الكلام او نوح
من السب وان ظهر به ليل حاله انه لم يعلمه ذمه ولم يصد
سبه اما لجعل او لصحرا او سحر او قلة مراقبه وضبط العلم
او جهل ذمة او قصور في كلامه فالحكم هو هذا الوجه حكم الوحيد
الاول - القتل دون تلعيه .

یعنی شیخ شریعت میں تمام نامی حیا حق جزائش علیہ نے فرمایا، دوسری صورت یہ ہے کہ نکالی نہ
جو کہ حضور کی شان میں برو اس سے اس کو سختی کی تو میں نے نہیں متصور نہیں لیکن اس نے لڑکر
برو میں سزا دینا سخت پر اجنت کی۔ یا حضور کو گالی دی۔ یا حضور کو بھڑکانا۔ یا حضور کی طرف سے ہتھیار
منسوب کی جو حد تک سب ان شان نہیں۔ یا حضور سے بیعت کی گئی کی جو آپ کے لئے واجب ہے ان
باقی میں سے جو حضور کے سبب میں ہیں۔ یا کوئی نے ہر وہ بات کہی۔ یا کوئی نے کلام بڑا۔ اگرچہ

اس کے حال کی دلیل سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے حضور کی بڑائی کا اذہد نہیں کیا اور حضور کی توہین
کرنے کی نیت نہ کی۔ اس نے لڑکر اپنی جہالت سے کہتا یا شدید مصیبت کی وجہ سے۔ یا کسی فتنہ کی
وجہ سے۔ یا بتان کی بے اعتدالی کی وجہ سے۔ یا کسی کوست عاجز ہو کر کلام میں جہالت کرنے کی وجہ سے
تو اس صورت کا بھی حکم دی پہلی صورت کا حکم ہے خود کا فر ہو گیا۔ اس کو نیز کو تفسیر کے نقل کرنا یا

مہر پرستوں کو، یہ صاحب کو کہہ کر کہنے میں زیادتی ہے، اختیاری کو عند نہیں مانتا۔ صاحب کیسے
 سے، غصہ نہ کرے، دیکھ کر تھوڑی سی بات کے زبرد کو کفر سے بھلا دے ہیں۔ جتنے لنگھو ہی صاحب سے نہ ملے
 تپ کی تار میں داخل ہوئی یا نہیں۔ وہ آپ کو کہہ کر کہنے کا حق جو سزا نہیں ؟

۴۶۔ تپ کے نزدیک کسی چیز کا بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کی بات ہے، جس کے لئے تپ کو کہا کہ
 کہیں سے اس کا کہہ کر دے، اگر کفر ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو وہ کہہ کہ اس کی تکریر دیکھئے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 بتائیے کہ کفر ہے یا نہیں، اور صاحب کو کہہ کہ اس کی تکریر دیکھئے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 نزدیک تر یہ بات کہیں کہیں کی بات کہہ دے۔ کسی عیب کی کوئی بات کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 میں سے ہے۔ اور یہ بات کہیں کہیں کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 نہ کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی

۴۷۔ خداوند صاحب کے یہاں تو اس قدر کوئی بھی نہیں کیا، مگر یہ صاحب کے یہاں بھی نہیں ملے، بلکہ
 اس بات کو کہہ کر دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 اشرف علی پڑھا، اس کو اس پر دیکھ کر کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 ہوئی یا نہیں ؟

۴۸۔ اس کو کہہ کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 بھی اس پر دیکھ کر کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی
 حاصل کریں۔

۴۹۔ آپ نے کہا تھا کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی کہہ دے، کہ کفر ہے، اور اگر کفر ہے تو آپ ہی

نوٹ از مرتب

یہ دلائل یہ پہچان دیتے ہیں کہ مولوی شمس علی صاحب دانت کے پورے وقت میں یہ بیان کہہ کر لائے تھے اور بغل بھی ساتھ ہی بنا کر کہہ رہے تھے جو اُن کے ہی انہوں نے مولانا محمد منظور صاحب کے سو کر دی تھی۔ سوچنا ہے ان سے کہا کہ جو بیان آپ نے رت بھر کا طرفہ جیڑا اور داغ سوزی سے تیار کیا ہے۔ اس کا جواب مفرد وقت آدھ گھنٹہ میں نہیں دیا جاسکتا، منہ نہ مڑا گھنٹہ کا وقت اسی سے جواب کی ضرورت ہے۔ لیکن مولوی شمس علی صاحب نے جواب بھی کئی مسئلوں پر دیا کہ اس سے کہتے تیار جوابی نہیں کر سکتے، اس سے کہتے باقی نہیں رہتے۔ اور آپ نے صاف کہا ابراہیم آپ کو جواب دینا چاہیے اور وہ گھنٹہ گھنٹہ اندر ہی اندر دے دیں وقت مقرر ہے ایک منٹ زیادہ بھی آپ کو نہیں دیا جاسکتا۔ اور یہ کہ اگر منہ بولا بیان تحریر کی کیا حالت شروع کر دیں۔

مولانا محمد منظور صاحب نے وقت کی گنتی کا اٹھا کر دیکھتے ہوئے مولوی شمس علی صاحب کی اس تلاوت کے دلائل ہی میں کچھ تحریری جواب تیار کرنا، جس میں صرف اجمالی اشارات پرکتا کیا اور بنی نوچنے سے جو سے آدھ گھنٹہ ہی اس کی تصدیق دے دینا صحیح ہے مقرر فیضان۔

دوسری کلام حضرت سوزا کا یہ تحریری بیان صحیح و غلطی تقریر کے ملاحظہ فرمائیں۔ ہم دیکھنے کے لئے تحریری صورت میں صاف صاف لکھتے ہیں۔

۱۲۔ "اے میری غریبہ! کو غصہ نہ کیجئے آپ کو جو میرے عزیز کا کافی دشمنی جناب علیہا ہو چکا ہے۔"

[illegible]

ہمارے مسئلہ میں خود دانستہ۔ شکل و رنگ، سبب و نسب، جز و حق، اندہ الامکان کا ذکر کرتے ہیں جس میں کیا گیا ہے اور کیا
حاصل بھی ہیں جسے کہہ کر ان میں اللہ عزوجل کی عظمت نہیں ہے۔ و بیکر وہ عظمت ہے جو کھٹکا خالی ہے۔ ہر حال جو کہ میں ہے ہاں میں ہے
پر پوری روشنی ڈال دیکھ کر یہاں اور یہاں بھی کہہ کر اس کا کفری جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ یہاں میں ہے حق تعالیٰ کا نام نہ لے کر
بے عزت و متاع میں کہہ کر۔

۳۔ یہ نسبت ثبوت بالعرض کے تحتاً بخلاف کاملیہ ہے، یعنی طبیعت کی نسبت نہیں۔

جی بحث میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی جرم ملے تھا۔ یہاں تک کہ ان کی حمایت کے حوالے
 فرمایا جس کی نسبت ضابطہ کی تصدیق پر اس کی حمایت اسی طرح غلطی کو ارتقا دینا خزانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں :-
 اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس کی تائید فرمائی ہے کہ یہاں کہ :- مع آفت لا فضل فیہ اصلاً :- (یعنی حقیر کے نزدیک
 جی ہوتے ہیں آپ کی بالکل افضلیت نہیں :- میں بدھ پسند بدعات میں اس شخص کو دلائل تک مفصل طور پر عرض کر چکا ہوں :- آپ
 نے اس کے جواب میں میرے کلمہ کہ :- "حقائق متفقہ" کا معنی نقل کیا ہے۔ یہی نہیں صرف متفقہی و عدم ہوتا ہے۔ بدھتہ :-
 میں نے اس کے جواب میں یہی عرض فرمادہ عرض کر چکا ہوں :-

— م — ۱۔ د. کوثری احمد شاہ صاحب نے مجھ سے نقل نہیں کیا، بلکہ نصیحت فائز کے نام سے لکھی ہے۔

کے لئے فرمایا ہے۔ اور یہی حکمت ہے !

میں پر کہ میں بحث کی پوری تفصیل پیش کر چکا ہوں، اس لیے سب سے پہلے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں تھی۔
 میں نے عرض کیا تھا کہ تشریح میں اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کی تفسیر بھی لکھ دیں گے۔ تاہم اس کی تفسیر کے تحت اس کی تفسیر لکھ دیں گے۔
 اس کی تفسیر لکھ دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کی تفسیر بھی لکھ دیں گے۔ تاہم اس کی تفسیر کے تحت اس کی تفسیر لکھ دیں گے۔

۴۔ دکنہ ریاست کی کوٹ مانوچ اسی پتہ پر ہے جس پر چنگیز کی جگہ ہوں۔ طبقات الافاض دی جدید سے مستفید

فنا نیست بر چرخشید جز مانند اسرارِ محلی کو که نین جیشیو سے حضرت کو فنا ثابت کیا گیا ہے ۔

آپ سہلے خدا، و بر منہ کی تکفیر کا ناز مانتے کہ نہ کہ لے جہر تاجا بیرون کی تکفیر کا اور اگر کہیدے کہ علائکہ میں اس کا بہت منفصل جواب پیچھے دے چکا ہوں۔ اور تیار چکا ہوں کہ وہ دوزی میں نہیں آسکتی کا فرق ہے۔ آپ بھی میری باتیں جو سمجھیں کہ

۱۔ "تکلیف بانہوں پر قیاس کرنا قیاس سے اعلیٰ ہے جو جس کی تفصیل پہلے کی جا چکی ہے۔"

ماہر کچھ خبردار ہو جائیں اپنے کس کے بیانات میں کالی دھنسی ڈال چکے ہیں کہ تعاقباتی اوقات اسلامبر کے باوجود کیوں
فعلی کی چیز کے سستی پر غور کیا جائے اور یہ زندہ کا کافر کہنے والے کیوں خدا کے مجرم اور شریعت کے باغی ہیں۔ تب میں نے تمام بحث کے
بعد ان کی ضرورت سے منع دیکھا۔

ابہ نے پھر اسی چیز کو دہرایا جسے کہہ کر تھک رہا تھا اس کے دو بیٹوں غصے سے سر ہلکے ہوئے تھے۔ اسی لمحے ان کا تڑپنا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے ان کا تڑپنا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے ان کا تڑپنا شروع ہو گیا۔

۴۔ یہ ثابت کر چکا ہوں کہ تلمیذانہ ہی میں علوم، ادب کے انفرادی کا استاد ان محسوس ہر سے خاص

فصلی در گفتار امام موسیٰ محمد باقر علیه السلام در بیان حقیقت حق تعالی و در بیان حقیقت حق تعالی و در بیان حقیقت حق تعالی

برصالحال یہ بات تو باخفا نہیں ہے کہ مسلم اکثریتی میں تہذیب و آئین کے جو فقرے تو تہذیب و آئین کے لئے ہیں ان کے معنی میں غیر معمولی شیریلی ہو گئی۔ ۱۱۔ اس کا فیصلہ نوٹ کرنا سالانہ حکم کے ذریعہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے فہم کے سامنے مسلم اکثریتی اور تہذیب و آئین کے مادی حلقے اور فیصلہ کرنے والا مسلم اکثریتی میں اس طرح تو تہذیب و آئین کے حلقے

تعل کی گئی ہیں اس سے سنی میں تبدیلی ہوتی یا نہیں ؟ اگر کچھ یقین ہے کہ آپ کسی غیر مہاجر مملکت پر مہاجرنا بھی نہ سمجھیں گے
کیونکہ آپ خود جانتے ہیں کہ غصہ آپ کے اندر نہایت عید رہتی ہے جو کہ کچھ اللہ ہی میں ہی ہے سو ۔

آپ نے پھر میں کو دھمکیا ہے کہ منہم جو خاصیت کو ختم دانی میں ہی مہاجر کر کے قیامت کا ہمارا ہے ۔ اور پھر یہ نے
شفاعت کی اس عبارت کا حریف ہے جو ختم اسوتہ فی الذلہ اور کھنڈہ پر موقوف ہے ۔ میں آپ کے اس سبق کا مفصل اور مدلل رد کر چکا
ہوں ۔ اور یہاں چکا ہیں کہ شفاعت کی عبارت میں فی حضرت خدیج کی تادمیت کے معنی کے اس تصور ہے ۔ وگہ وہ حضرت کے
آپ ہی ہیں جبکہ ان عبارت کو سابق و سابق شاید ہے ۔ آپ مہاجر کہ میرے اس جواب پر کوئی غصہ نہیں کر سکتے کہ پھر میں
خود ہزار ہے ۔ میں نے یہاں پھر ہوا میں ہی عرض کیا ہے کہ ۔

۱۔ ۱۔ ۱۔ میں بدعا عرض کر چکا ہوں کہ حضرت پر ہوا ملاح نہیں ختم نصرت فی الذلہ کی عبارت کو بخیر
اس میں خدیج کی عزت و کعبہ صحت کا انکار کیا گیا ہے ۔

ادھمکے کہ ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ ختم النبوت فی الذلہ کے صنف کچھ اختلاف ہے جس سے ان سے مدافعت کر
لیجئے کہ آپ نے شفاعت کی عبارت کیا کھڑ کر تفسیر کی ہے ۔ گو تفسیر چھکے آپ میں یہ بھی آتا رہا ہو کہ کچھ کوئی کھڑا کہ کوئی کھڑا
کا نہیں ہے ۔

قابلی کی استاد کی شاگردی کا گھرا ہے نے تذکرہ کہ بہت علاوہ تشریح سے آپ کچھ قرینہ برائی میں جو نے آپ کو اس کا
محابہ رہا ہے اور میں ۔ اور یہاں چکا ہیں کہ کھڑا اس سے انکار تو نبوت لافانی نکالنے کا کوئی مزا ہے نہ آپ کے اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی میں سے نکلتا ہے ۔ میں اس باب میں ۔ انہوں نے استاد فاضل بریلوی میں ہی میں دکھائی ۔

میں میں اپنے رشتہ بیان میں وہ بھی دیکھ کر کچھ کہ مستحق کھڑا نہ اس سے کہ عقیدے اور کھڑا نہ اس کی تصریحات کی
اور سے مراد انہی ان ۔ اس سے مراد ان کا رشتہ نہیں ۔ لیکن میں میرا آپ براہ میں کے بارے میں کہ میں اس بارے میں تلامذہ میں صنف
تفسیر اناس کے نہ آتا ہیں ۔ جو حال اس کے وہ ہے ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ۔

۱۔ ۱۔ ۱۔ منہم وہی شاگردی کا وہ بھی آپ کا چکا میں ۔ لیکن یہ ۔ اور یہاں کی عبارت نہیں ۔

آپ نے پھر میں پر مراد اور مراد منہم ۔ کی صفت لکھی ہے جو کہ میں میں جو یہی تفسیر کے صنف میں پر کلمہ کر چکا ہوں کہ
جہاں آپ کے مراد مراد منہم اس کا کوئی تفسیر نہیں ۔ لیکن جواب یہ کہ کہ یہ بھی پھر میں کا ذکر نہ اور جواب میں سے ہی ہوئے

کہ وہ خاتم النبیین کے معنی میں ہو تو پھر کسی کو نہیں کہ وہ ان معنوں میں کو چھوڑ کر کہ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین اور جزو برقیہ کی کہ معنی ہے۔۔۔ بحدیہ جنگ میں ہے۔ لیکن مصنف تحریر فرماتا ہے کہ خاتم النبیین کو چھوڑنا ہے۔ حقیقت کا انکار کر کے کسی چیز کا اعتقاد رکھنا ہے۔ بعد میں کہ وہاں وہ یہ کہ خاتم نبی کے معنی میں اس کا مدعا ہے۔ اور اس ایک نسخہ خاتم النبیین سے قصہ کے لئے وہ توئی قسم کی حقیقت کا بت دیتی ہے اور اس کے خلاف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ لہذا یہ صحیح نہیں۔ مذکورہ بات خالص نہیں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا ہے کہ۔

— ۳ — قرآن مجید اور احادیث کرامہ اور اقوال صحابہ و تابعین و مشائخ اہل بیت علیہم السلام میں کبھی نہ

نبیین کو خاتم النبیین کے معنی میں نہ لکھا ہے۔

بلکہ قرآن مجید حدیث میں نہ لکھا ہے نہ کبرایت کے لئے ایک بار بھی لکھا ہے نہ اس میں اور ایک بار بھی "خاتم النبیین" اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ روایت بھی حدیث میں لکھی کے خلاف کہ چکا ہوں کہ کوئی شخص اس وقت تک لاف نہیں دے گا کہ وہ خاتم النبیین کے معنی میں ہے۔ اور اس کے معنی میں یہ روایت بھی درست نہیں ہے۔

اس مرتبہ آپ نے پھر اس موضوع پر بحث کیا ہے کہ مسند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی ہے۔ اور اس مسئلے میں کہ ثابت کرنا ضروری ہے تو یہی ہے دعاء فقہاء۔ میں نے پھر آپ کے اس بیان کا رد کر چکا ہوں اور چلا چکا ہوں کہ میں یہ دعاء بذریعہ صداقت نہیں۔ اور تمہارے معنی میں دعاء فقہاء پر کیا میں بیان کر رہا ہوں کہ میں اس کا صحیح مطلب بھی پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر چکا ہوں اور آؤ کہ چکا ہوں کہ اس فقرہ کا مطلب یہی ہے کہ میں آپ المسند کہ خیانت اور شرمناک تحریف سے کام نہ لے رہا ہوں۔ بلکہ یہ کہ میں اپنے پیچھے بیٹے بیٹے کی بات میں کافی دشمنی لائی چکا ہوں۔ لہذا اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے بعد ان کے صاحب سے میں نے عرض کیا ہے کہ۔

— ۴ — میرا نسخہ کہ چکا ہوں آپ صحت میں اس سے کام نہ لے رہا ہوں بلکہ تو اس کا مذکر ہے کہ چکا ہوں

وہ استاذی درانی عدول قسم کو اسی ہے۔ میرا اس عبارت کے خاتمہ پر مشغول والی عبارت آپ پر مرکوز ہے میں نے حضور اپنے میں میں ختم نبوت نبی کے معنی کو بددلی تو براہ قرآن کریم کیا ہے۔

ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

جیسے آپ نے اس دعوے کے ابطال کے لئے کہ مصنف خاتم النبیین - ختم ذاتی علیٰ صلحہ جوتے پر تمام امت کا اجماع ہے حضرت مولانا عبدالحی جو ائمہ علیہ السلام کے ساتھ ذاتی طور پر اس سے طور پر معلوم ہو کہ کتاب فتح مرقیہ کا مولف دیا تھا کہ اس میں اس شخص کے خلاف تصریح موجود ہے ۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ یہ کہ خاتم النبیین ختم النبوة فی الاثر میں ترس مقرر اجماع قدیم کہ لایا گیا ہے ۔ لہذا اس کے مصنف مولانا محمد شفیع صاحب ایک فتوے سے اس شخص کو تخریج الہامی کا فرمایا ہے ۔ = ملکہ آپ نے اس پر حجت پر وہ کہ قیاس پر تاج میں بدلہ بنا چکا ہوں کہ جس میں اس کے آپ درج ہیں ختم النبوت فی الآثار میں اس کا نام و نشان بھی نہیں اور کوئی اور ہی اس اجماع کا ثبوت ہے مگر آپ وہی ہونے کے جانتے ہیں ۔ بہر حال میں نے یہاں پھر عرض کیا ہے کہ ۔

۱۔ ا۔ دعوے اجماع کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے آپ ختم تک مقرر یا مروج کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے :

میں نے آپ کے اسی دعوے کو اجماع کے ابطال کے لئے مولانا عبدالحی علیہ الرحمہ کی فتویٰ سے دلائل پیش کیے تھے کہ اپنے پہلے کسی بیان میں ان کے مطلب پر بھی روشنی ڈالی تھی اور انکے اصرار اور اشتداد میں مستحکم ثابت کی کہ تفسیر کی گئی ہے وہ مصنف معروف ختم ذاتی کے مولف ہے اور قریب قریب وہی ہے جس کا نام مصنف تخریج الہامی کی اصطلاح میں ختم ذاتی ہے ۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان سرور میں خاتم النبیین کے مصنف نبی الہی ہیں تو یہ بات شکستہ نہیں کر سکتی ۔ ان ائمہ کو یہ نہ اپنے ہیں اور اس کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور نہ یہ کہ خاتم النبیین کے مصنف ختم ذاتی کے مصنف ہیں ۔ خاتم - کی تفسیر یہ ہے وہ مولانا غازی درویش کی تفسیر سے اور یہ بھی شک - نہیں کہ عارفانہ ہندوستان اشتداد میں خاتم - کی تفسیر یہ ہے وہ مولانا غازی درویش کی تفسیر سے بہت قریب ہے ۔ جس کی تفسیر فتویٰ کی شرح میں دی گئی جا سکتی ہے ۔ لیکن آپ کا حکم یہ ہے کہ میں کوئی بیان سے یہی چیز بھی کون تو آپ اس کے انکار پر تیار ہیں ۔ لہذا اس کا فیصلہ کہ فتویٰ کے اشتداد سے سب سے زیادہ ہوتا ہے یا نہیں

حکم بھی کے ذریعے ہو سکتا ہے اور میں اس کے لئے باطل تیار ہوں چنانچہ میں نے عرض کیا ہے کہ۔
 — ۱۶ —۔ قانونی شریعت کے مددگار شہروں سے میرا یہ تعلق ثابت ہے۔ شہر میں غنیمت کا کام لیکر باہر بھی کو

حکم تکرا لیا کر لیجئے ۶

میں نے غلام حبیبیہ کی تفسیر کے بارے میں سسٹنٹ کمشنر برائے ریاستی محنتی مراد محمد نام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو
 سامان کر کے لکھنے کے لئے۔ غلام غلام۔ یہ کی شق ایضاً۔ آپ نے ذرا خوش فہمی اس مسئلہ کو قیاس کیا ہے اور اسے
 پچھلے کسی بیانی میں کہا کہ اس قیاس سے یہی اور نبوت کی کو میں ہونی لفظیہ کفر ہو گیا۔ میں نے یہی دقت جواب دیا تھا کہ یہ
 آپ کی عرض نہیں ہے اور کفر وہی کہ آپ مثال کو قیاس کہہ سکتے ہیں اور اس پر اور شہر سے کفر کا حکم لگا سکتے ہیں اور
 مثال اپنی جگہ پر باطل سمجھ سکتے ہیں۔ جو کہ اس دہائی میں پچھلے کئی کئی سالوں سے چلا رہا ہے۔ آپ نے اس مخالف کا جو طریقہ نقلیہ کیا
 چکا ہے۔ اس سے سامان اپنے جواب میں بہت انتہائی عرض کرنا کافی سمجھا ہوں کہ۔

— ۱۷ —۔ میری مثال باطل واضح ہے قسم خدا کا قصہ ہے ۷

آپ نے پچھلے میں کہا اور اس میں کہہ دے کہ نبوت کی تقسیم باغات اور باغوں کی طرف باہر ہے اور اس کے ثبوت
 میں ختم نبوت کی قیادت کی ایک عہدیت چلی کی تھی۔ میں نے یہی اس کا مفصل جواب عرض کر چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ
 یہ میں سرسرا آپ کی خوش فہمی کا کھر ہے اور غلط تفسیر کا آثار اور تکرار اس کے قصص میں کوئی تضاد اور تاخلف
 نہیں۔ ختم نبوت میں میں ہر ذاتی عقیدہ کا ابطال کیا گیا ہے اس کا تکرار اس میں نام و نشان بھی نہیں۔ یہ تکرار اس
 میں جو تحقیق کی گئی ہے اس سے ختم نبوت میں کہیں تعرض نہیں۔ اصل یہ ہے کہ اسی طرح آپ نے نبوت باغات اور نبوت باغات
 کے معنی میں نہیں لکھ کر ہیں۔ چند بار میں نے یہاں عرض کیا ہے کہ۔

— ۱۸ —۔ آپ نے نبوت باغات اور۔ عرض کرنا چاہی تھا کہ یہی معنی تکرار اس میں دیکھتے ہی لکھتے ۸

اور ان میں تو اپنے بیانی میں ابھی بتلا چکا ہوں کہ اس بارے میں مولانا قادیانی مرحوم کی جو تحقیق ہے کہ حضور پر
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باغات ہے اور دوسرے اصحاب علیہم السلام کو باغ عرضی۔ اس سے خود آپ بھی انکار نہیں
 کر سکتے۔ کیوں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس پر کونسی قسم کیا ہے۔ اور میں ۹ جزا ۱۰ دیکھ دے کہ وہ کس سے ہیں کی وجہ سے
 بھی کونسی قسم لکھا ہوں۔ اللہ کی شان ہے آپ لکھ لکھ کر اس ختم کو کوئی شیعہ صاحب دہرہ بدیہ سے غلط اور باطل

مزد کا فریضہ کی گئی :

آپ نے کہا شکر کا، یا نبی!۔ نبوت پر تکریر ان میں کی جہاں سے دستہ ہاں کہلے ہیں، میں نے اس کا موجب دیا کہ ان
وہ لکھ دلیج میں طرح قرقین، دیریت سے اکابر امت و حضرت شیخ عبد القادر سیوطیؒ و امام عبد رباب شروانیؒ و
حضرت شیخ کثیر و حلی قاری، و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ و علامہ طبرسیؒ کے کلام سے خلاصہ پر اجراء نبوت پر لکھ لکھ
کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے اپنی حسنیت سے سیکھ کر تقدیر ان کی عبادات سے بھی وہ بناء و نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی
کے موجب میں آپ نے کہا کہ ان حضرات اکابر سے ان کا استدلال محض فقر و بخل ہے۔ میں نے پہلا بھی لکھ دیا تھا کہ ان کی
میتیں ہی تقدیر ان میں کی عبادات سے بھی ان کا استدلال محض فقر و بخل ہے کہ ان کا استدلال میں ہی عبادات سے ہے جس پر
میرزا کیپلر بحث ہو رہی ہے اور میں میرزا شہرہ قریٰ قاریہ ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں بڑا شک و خیم نبوت کی برہمی میں ہے
برصغیر ریائیوں کے استدلال کے متعلق میرزا صاحب پھر بھی چکر

— ۱۲ — قادیان کے استدلال تقدیر ان سے سیلے اندر برنگان، وہی کے قری سے ہے :

آپ کا خیال ازیکر کو کہیں اس میں جہاں کہیں اس بحث پر کلام ہو گا۔ وہاں پٹھان باستان قرآنی، احادیث نبوی و آثار
محبہ، اقوال سلف سے استدلال کیا گیا ہو گا اور سب سے آخر میں تقدیر ان کا ذکر ہو گا۔

۔۔ اس کے علاوہ میرزا میں آپ نے فرمایا میں کچھ فقرہ ہی سب کا جواب میرزا کی تقریر میں دے رہا ہوں :

میں وقت کی تنگی کی وجہ سے قرآن ازرقا برویکہ کے متعلق اپنی کسی تحریر میں مختصر اشارات بھی کر سکا اور نہ اپنی
تفصیل کے لئے بھی وقت کہ وہ کیا ہے اس کے متعلق سرسری طور پر آپ کے بیان کے باقی اجزاء کے متعلق کچھ اشارات کرتا ہوں۔
تقدیر کے مغل حاکم کا مصلحت میں میرزا محض کی تصریح کی روشنی میں متین کہ چکا ہوں اور ان سلسلوں آپ کے جو اشارات
کہ متعلق ہو اب اپنے گوشہ بیانات میں دے چکا ہوں وہ بہت دیر کی کا کئی ملاح نہیں۔

میں حاضر روی سے وہ اعتبار میں کچھ لکھتا ہوں میں انہوں نے عالم کے مسکن قریب قریب دین لکھے ہیں جس کی
تقدیر جس میں نہ نئی بیانات کے علاوہ تعبیر کی گئی ہے آپ تنوی کی شرح و کچھ لکھتے ہیں۔ یہی شرم الہندی
لؤقار اور شفا کی عبادت پر متعلق لکھ کر چکا ہوں اور میں میرزا چکا ہوں کہ ان میں وہ حضرت شیخ ابی کے آپ دلی میں
شفا کی عبادت کا سیاق و سباق اس پر شاید اور شرم الہوت کے مصنف ذرا ہیں جس سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔

نبوت بلا ذات مکمل سے غم غفلت کے دردم پر آپ نے جو جواب دیے ہیں۔ آپ بتا دیں کہ کیا آپ کو
 زلزلہ و قسطنطنیہ میں ہے ؟ — ہاں جیسے شک و تردید نہ ہو اس میں کسی گمراہی کے بغیر علم انبیائے کرام کے معنی صریح تمام نہائی سے
 جاری ہے اور اس کو اس پر منحصر کیا جائے گا تو وہ خدایاں لایم نہیں کی جو کھدیر میں منصفانہ نگاہ میں۔ لیکن اگر اس کو غم زانی و
 نبوت بلا ذات سے عام لکھا جائے گا جیسا کہ مصنف کھدیر کا ملاحظہ ہے، تو ان میں سے کوئی کوئی بھی لازم نہیں لے سکتی۔ معلوم
 اس میں کیا ہائے قابل و اعتراف آپ کو نظر آتی ہے۔

مترجم کے جو معنی لغت میں ہیں یعنی : ۱۔ غم : ۲۔ غم میں طرح غم نہائی پر عداوت آئے ہیں اس طرح صرف بات
 پر بھی۔ کیوں کہ ہر بات بعض کا مسئلہ بالذات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس غم و غم نہائی سے ہم جہاں۔ اور ہر دو کو اس کے تحت میں
 مصدق ہونا چاہیے۔ ان کھدیر الناس کی عداوت میں جو نزاع کا لفظ آیا ہے اس سے ہی قصد مراد ہے۔

غم النبوت میں عداوت کی غلطی کی گئی۔ ذکر اس حرم کماذکر پر تحقیق معنی پر بھی جاری ہے۔ غم و غم نہائی میں عداوت کی مشور
 کو کھدیر اسکا معنی کیا گیا ہے۔ نہ کہ وہ مصنف کھدیر و ان کے کاغذ ہے۔ بلکہ یہی حالات التزام کی صورت میں استعمال ہی کے طور
 پر غلطی ہوئی ہے۔ غم و غم نہائی کی تقریر کھدیر میں ہی موجود ہے۔ وہیں دیکھ لیجئے۔ اور کھدیر میں دیکھئے تو بافت کو لے کر حالات التزامی
 میں جو زلزلہ و قسطنطنیہ کا کتبہ ہے۔ یہی جواب دیا گیا ہے۔ اگر آپ یہ فراموش کریں کہ یہ معلوم نہیں تو میں ہی بتا دلی گا۔

آپ نے غم و غم نہائی کی جو مثالیں سوال کی تھیں میں پیش کی ہیں۔ میں اگر اندر پرکھتے سے کوئی تعلق نہیں دیکھ سکتا ان کی بنیاد
 اس پر ہے کہ غم و غم نہائی کی غرضیت کے فرق سے ثابت ہونے کا انکار کیا جائے۔ اور کھدیر ان میں غم و غم نہائی کے فرق سے ثابت
 ہونے کا انکار نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو نہ طریقہ سے قرآن سے ثابت ہونے کی قراداد جہاں سے بھی ثابت کیا گیا ہے۔ اور
 اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ یہ واقعی حقیقت اور میں ایمان ہے۔

اب کھدیر الناس کی محبت کے متعلق آپ نے کیا بیان کا کوئی جزیرہ باقی نہیں رہا اس کا جواب دہ ہو چکا ہے۔ اور جیسے ہی اس کا
 افسوس ہے کہ وقت کی غلطی کی وجہ سے بعض چیزوں کے طور پر تفصیل میں رہ گئی ہیں مگر ضرورت میں ہونی کو غم و غم نہائی کی فائدہ و نفع
 میں ان کی بھی تفصیل کرنا چاہیے گا۔

خواجہ والی بحث اصل موضوع سے خارج ہے۔ ہم میں اس کا کوئی جواب اپنی پہلی تقریر میں دے چکا ہوں اور غم نہائی
 بھی تو آئندہ اس سے متعلق کچھ اعتراض کر دیں گا۔ اس وقت نو حریف ہیں حریف ہے کہ۔

” دو گھنٹہ عرصہ ازیمت ہے گا۔ میں کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت میں جو سہارا لیجئے۔“

سورہ میں سرگت کی کان سے زور و انفجیل گڑی گئی ہے جس میں سے جس کی ہر گئی گئی اس میں بھی

” پھر اگر میں بڑھتی ہوں اور میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ اس کے نزدیک جنوں فقرائوں میں سے کسی ایک سے بھی عزت نہ ہو

انکو بڑھتی ہوں۔“ — معلوم ہے کہ فقرہ میں منسوب فقرہ اساس ہوتا ہے جس سے اس کے

خاصیت والی میں جو نہایت کو عرصہ کا حساب ہو جائے اور نہ خاصیت والی میں نہایت والی خواہ اس کے

نزدیک آیت ”تو تم غلبہ میں۔“ کا دواں ہے۔ جیسے کہ محمد پر ملاں صلوٰۃ ۹۱ پر ہر سہ توحید و توحید کے

ساتھ نہ رہے۔ ”تو میں نے اپنے ہاتھ سے یہ زانی میں توحید و توحید“ اسے وحدت نقل کیا ہے اس کے

میں اضافہ بھی دیا ہے۔ ”اور تقدیر کیا ہی ہوگی۔“ اس میں نہایت زافہ ہوا۔ ان میں

موسس کا وہ نہ تھا۔ اس میں نہایت رنگ آئے جو بظاہر بظہر نہ کر سکیں تھے، غلط فہم نہیں تھے

اور غلط تھے۔ اس میں نہایت۔ ”اس میں نہایت میں نہایت معلوم ہوتا ہے کہ غلط فہم نہیں تھے

نزدیک غلط نہ تھے نہ ہی غلط فہم غلط فہم تھے۔ یہی صورت توحید و توحید پر آگئے تھے کہ غلط

کی غلط فہم تھے نہ تھے اس کی غلط فہم تھے کہ غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

”وہ آیت کے اعلیٰ حدت کے ساتھ نہ تھے۔ اس میں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔ یہاں غلط فہم تھے۔

ہو جائے گا کوثر مصنف تھذیران میں کے نزدیک بھی یہ چیز ختمِ حیات کے زمانے کے متعلق ہے۔ اور گوگردی

جو کثرت اس کا قائل ہو تو وہ مصنف تھذیران میں کی تصریحات کے مطابق یقیناً کافر اور غاصب اور مفسد

تھذیران میں مصنف کی عبارت میں اپنے پہلے بیانات میں پیش کر چکا ہوں وہ میرے اس دعوے کے لئے شاہد

ہل ہے۔ اور اگر اس تھذیران میں میں جا کر ملاحظہ و جانچ و بحث کے الفاظ کا کتب کو نظر نہیں آتے،

اور ہر تھذیران میں ہی کہ غصہ صحت نہیں۔ اور ان کا مجموعہ کی دوسری تصنیفات میں بھی ختمِ حیات کے اقرار و اثبات

اس کے متکون کا اظہار صحت سے ہو گا۔

چنانچہ آپ کی مشہور کتاب مناظرِ عالم کی سب سے پہلی سطر ہے، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت

زمانی قریب کے نزدیک ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ ہوں غوغات میں: نیز اسی کتاب کے صفحہ

پر فرماتے ہیں غایتِ زمانہ اپنا دین و دنیا ہی کہ آخرت کا ایش کوئی علاج نہیں، اور اگر ایسی باتیں ہاں ہوں تو

ہمارے مندرجہ صحیح زبان ہے: پھر اسی کے صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں۔ ہاں یہ مسلم کہ غایتِ زمانہ ہمارے حقیقہ ہے۔

پھر اسی کے صفحہ ۷۰ پر ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور ہی کے برتنے کا استعمال نہیں جو اس میں شامل کرے ہی

کو کافر ٹھکتا ہوں:

کہاں بھی اور واضح تصریحات کے ہوتے ہوئے کسی کا یہ کہ نہ صرف نام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ہی کا

مصنف تھذیران میں جانچتے ہیں نہایت افسوسناک برتاؤ نہیں ہے؟ یہ اصل تھذیران میں کے نبیوں کے بارے میں ہے

ہی اور مصنف تھذیران میں یہ خود ختمِ زمانہ کے متکون کو کافر ٹھکتے ہیں لیکن خدا کا خوف اور تعذرِ افعال چاہئے۔

بزرگتر عداوت۔ بزرگتر عداوت

ہاں مصنف تھذیران میں کا جرم صرف اس قدر ہے کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غایتِ زمانہ کے

ساتھ غایتِ زمانہ بھی ثابت کرتے ہیں لیکن یہ جرم تمنا کا نہیں بلکہ حقیقت کا ہے۔ اس سے پہلے اس کی تصریح

کراچیک ہے۔ خدا کی قسم اللہ علیہ السلام کو علوم کے رسول علیٰ علیہ السلام سے تاقل ہیں کہ: مقتضاتِ ختم

برائت و دو عداوت، کیونکہ بعد اس کے رسول نبی شدہ دیگر آئندہ شریعتیں جاری ہوں گے۔

۱۰۰۰ عیسوی صفحہ ۱۲

مولوی حسرت علی صاحب کاپا پنچواں بیان

مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی تقریر کے دو نکتے ہی میں اپنا یہ تحریری بیان تیار کر لیا تھا جو تقریر شروع کرنے سے پہلے ہی حضرت مولانا محمد منظور صاحب مدظلہ کو دیا۔ لیکن اس مرتبہ اس کی توجہ میں کوئی تقریر نہیں کی۔ سن ۱۳۰۸ء کو خود پڑھ کر سن کر اچھی نہیں بکھڑا اس سے ملے۔ اسی ۱۳۰۸ء کو کہ تقریر کی۔ تحریری بیان عین مدح و ثناء ہے۔ رائے صاحب غفرلہ



۱۔ کاپا پنچ کے قلوب سے سچ ہیں، آپ میرے سوالنامہ کے قریب جواب دیتے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ۱۲۔ کاپا پنچ میں ملے کر دیا۔ ۱۳۔ کاپا پنچ میں میری تقریر میں کوئی جوتہ، ۱۴۔ کاپا پنچ میں ملے لانا دیکھو۔ ۱۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۱۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۱۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۱۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۱۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۲۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۳۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۴۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۵۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۶۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۷۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۸۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۱۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۲۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۳۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۴۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۵۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۶۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۷۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۸۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۹۹۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔ ۱۰۰۔ کاپا پنچ میں کوئی جوتہ۔

کوئی نہ اپنی عاجزی و محسوس کثرت حکمت پر غور کیا۔ ۱۶۰۔ آپ کے مشاغل میں سے یہ اہل کرمی تپ بھگت کا جواب دے سکے۔ ۱۶۱۔ آہستہ کی انانیت و واسطہ کی طرف تفریق نفس و عین غور و غوریت کی آواز پر اہل کرم چلے۔ ۱۶۲۔ اگر آپ نے کوئی ایک سو کے جواب دیکھے۔ ۱۶۳۔ اگر جواب میں کچھ چکا وہیں کا رو کر، آپ کی عادت سے باہر ہے۔ سبب یہی کہ اگر کتاب و دستبند بانی ہو کر ہے۔

اس کے بعد آپ نے جو کچھ دیکھ کر تعجب میں آئے تھے ان میں سب کا رد و تخریب و محبت و سلامت میں ہو کر ہے جو آپ کے جواب دیتے۔ عورت و عین میں مرزا غلام انیسویں کے سن کی ہی ہزار سالہ نہیں جھنڈے۔

نیز فریخ مجید اور نادر محمد شمس علی خاں قادیانوی نے بھی اسی کلمہ کی کلمہ کی غور کیا۔

مولانا کے سن کی جو کچھ آپ نے دیکھا ہے اس کا رد میں اپنے سوانح میں کر چکا۔ ۱۶۴۔



رواج محبت علی صاحب سوز و گریہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے پاس پہنچا تو اس کے مقصد پر فرمایا فرمایا۔ ۱۶۵۔ (۱۶۶۔ جواب غور)

حضرت مولانا! میں نے اپنے پہلے بیان میں کوئی منظوم سبب پر آپ کی سوانح کا ہر وہ حال لکھنے کوئی صاحب نے دیکھا ہے عرب ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ اس کا جواب دیا ہے اور جواب بھی دیا ہے جس کا جواب ان کو سبب میں اپنے ہی بیان میں لکھ چکا ہوں۔ ۱۶۹۔ انی فرمایا کہ کوئی صاحب نے کچھ لکھا نہیں۔ ۱۷۰۔ تو کوئی صاحب کے کہہ کر کہنے کو آپ ایک خطا بھی نہ کر سکتے تھے کہ وہ کہہ ہی کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کا غور کیا ہے وہ بندہ جو نے جیتو تو کوئی لکھو ہی صاحب کے فرسے سے ثابت کیا ہے۔ میں یہ وہ چیز کا تعجب نہ کر سکتا ہوں۔

۱۷۱۔ حضرت مولانا نے ان کے ساتھ جلیا تھا کہ تھا تو صاحب کے ایک مرید نے خوب میں ان کا ذکر کیا تھا پھر مولانا کی حالت میں تھا تو صاحب نے رد و فرمایا جس میں تھا تو صاحب کو کوئی دوا کیا داس نے یہ داند تھا تو صاحب کو کچھ کو بھی ۱۷۲۔ ان سے ان کا غور کیا تھا کہ کوئی لکھتا تھا کہ جس کی وجہ سے وہ کا ذکر کرتے ہوئے رہا۔ ملاحظہ فرمائیے

مولانا منظور صاحب نے اپنی کسی پہلی تقریر میں اس کے جواب میں کہا تھا کہ اسی شخص نے کرم شریف پر کرمی است

صاحب پر چڑھا تھا۔ اس لئے اس پر کوئی حکم جاری نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر خوب میں انسان مرفوع القوم ہوتا ہے۔ میں نے کوئی تسلیم کیا ہو تو لیکن میرا حق صرف اس خوب والی غلطی پر نہیں ہے بلکہ حالت بیماری میں اس نے عطا فرمایا صاحب کو بھی کہہ کر ہی رد و واپس کر دیا ہے پھر پڑھنا رہا۔ اس پر پورا احترام ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ ضرور کاغذ ہو گیا۔ مولوی مسعود صاحب نے اس کا جواب دیا تھا کہ وہ شخص جس نے مراد عالم علی شہید کو ہم پر دودھ پڑھنا چاہا تھا کہ اگر بلا قصد اچھے اختیار پر ہو گا تو وہ اس کے بڑے بھائی سے جس سے کہہ کر اس کی بجائے کوئی شریف علی صاحب کا ہم نوا ہو گیا تو ہو گا یہ غلطی اس سے بے اختیار ہو گئی ہو گی۔ اس لئے وہ کاغذ نہیں تھا۔

اس کے جواب میں میں نے اس کے دو بندوں کے پیشوا مولوی گلگوچی صاحب کا فتوہ پیش کیا جس میں مندرجہ ذیل شریعت کے حوالے سے صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میں نہیں کہے بے اختیار یا کہ وہ شخص کاغذ پڑھنا چاہے گا اور بلا اعلیٰ حق کیا جائے گا۔ اس کا جواب نہ کہ فی جواب میں دیا۔ اس لئے میں نے عطا شریعت کی وہ عبارت پھر قاری و مستفید سے پڑھ کر سنا دیا۔

اس کے بعد مولوی حسن علی صاحب نے کتاب مستفاد کی دو عبارت قاری و مستفید سے پڑھ کر سنائی کہ میں نے پہلے بیان کیے تھے میں نے اس کی توجیہ و تشریح میں دیکھا کہ فقرہ کی اور میں بہت پرست و نواہا کہ اس میں کلمات کے تعلق سے اختیار ہی کے تذکرہ کا حق قبول کیا ہے لہذا عطا فرمایا صاحب کے اس پر یہ کہ یہ خدا و میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دودھ شریعت پڑھنا چاہتا تھا میری زبان سے بلا قصد اختیار جس سے کہ ہم گرامی کے بجائے مولوی شریف علی صاحب کا ہم نوا ہو گیا۔ قابلِ پزیرائی نہیں بلکہ وہ اس کی وجہ سے ضرور کاغذ ہو گیا۔ اس کے بعد مولوی حسرت علی صاحب نے اس مسئلہ میں مندرجہ ذیل دو چیزیں عرض کر دیں:-

در تب غزل:

میں نے آپ سے سنی کہ اگر کوئی شخص میں پھر کلمات کو غزل کہتا ہے اور پھر شاہ کو یہ خدا کے گریز و بانی پر اختیار میں دیتی ہیں تو چاہتا تھا کہ میں غزل کوں گریز: بانی میرا میں میں دیتی تو کہا اس کا یہ خدا میں کو غزل سے چاہتا تھا؟ آپ نے اس کے جواب میں بھی کچھ نہیں کہا۔

ابنا اب میرا آپ سے پوچھا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے مگر وہ بصر طلاق دیتا رہے اور پھر کہہ کر یہی زبان سے بلا اختیار طلاق کا لفظ نکلیں کیا ہے میرا قصد طلاق دینا تھا تو کیا اس کی بیوی پر آپ سے نہ کیسے حدیث:

اچھا باب سراں اور سنتے۔ عرض کیجئے کہ کوئی شخص دن بھر آپ کے مولوی تھانوی صاحب کو گائیڈ کرنا چاہتا ہے ان کو

کہتا ہے اور تمام کرپہنڈ کر کے کہیں تو آپ کہ تعریف کرنا چاہتا تھا مولوی صاحب پر یہ سن کر گلاب

نکھ کیسی۔ تو کیا آپ کے تھانوی صاحب اس کے خدا کو مان میں لگے، اور کیا آپ بھی اس کو سنا کر کہیں گے کہ میں نے

آپ حضرات کبھی بھی اس کو سنا نہ سنا ہے کہ میں نے تو کیا سوال کیا، میں نے علیہ وسلم کی عزت تھانوی صاحب سے بھی سستی نہ کی

مولوی صاحب! میری من تمام باتوں کا جواب آپ کے نام پر ہی ہے بلکہ باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔

پرسے ان سرحالتے قادیان کا جواب دیکھتے یا کھڑے تو بہ کر کے سلطان ہو جاتے۔

نوٹ از مرتبہ غفرار

مولوی حسرت علی صاحب سی تقریری، ساری سمجھنے والے ہوتے معلوم ہوتے مگر عربی

نہایت دن پر مکتبہ، نیز حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ مولانا محمد منظور صاحب مولانا ذیہ خاں کے تعلق اس تقریر

میں آپ نے نہایت استعمال انگریزوں کی خواہش سو قیادت لکھتے اور نہ صاحب استعمال کے ہیں یہ اس وقت کے ہیں

میں بلکہ بارہوی پیدائشی اور اس دامن قائم دیکھتے کہ میں نے مولانا میں اور ذہنی استعمال کو جو عربی میں وہ دہرے

پڑتی تھیں۔ ہم نے انھیں مولوی حسرت علی صاحب کے من دلی تار اور دیگر خواہش خدا کر باں تعلق میں کیا ہے کہ

ناظرین کو اس سے سرائے گدے کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس گالی بندی اور دشمنی انگریزی سے ہی کا مقصد وہ ہے یہ تھا کہ کسی

عرب متفکر کو ان کے سر پر تل جائے کہ اس میں شک نہیں کہ کسی حد تک وہ اس ازاد میں کامیاب بھی ہو گئے۔

مولوی حسرت علی صاحب کے اس تقریر کے تحت پچھونٹ مولانا محمد منظور صاحب نے اپنا مسند پر دلی تقریری جالی بنایا

مولوی حسرت علی صاحب کے جواب کیا ہے اس کے بعد تقریر کا جواب تقریر میں دیا۔

مرتبہ غفرار

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا چٹا سبوتی بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے سچے ایمانی اس تحریر میں نہیں ہر قول کو پہلا سچہ جس کا جواب نہایت کالی و شمالی ایسا چکا ہے
زبانِ باطل کا جواب زبانِ حق کا ۔

آپ کوذریعہ من کی کثرت چھوڑ دیجئے لمحہ شد من راجع ہو گیا ۔ ہر دیکھنے اور سننے والا دیکھنے اور سننے
سے اب سادہ آپ کا صرف خواب رائے قصہ پر صرف ہوتا ہے ۔ صاف کراؤنا اس کو کھڑی من سے
کی کثرت سے تسلی نہیں ، اور اگر آپ کے سنیاں کے معنی کوئی شخص بھی ہو ، صاف کراؤنا اس کو کھڑی من سے
مدد ، فتنہ صرف کراؤنا اس کو کھڑی من سے کثرت کی نسبت کچھ دیکھ ، ایسے کھل جوتی عاجزی ہے جس میں مستند
کا کوئی ٹکنا نہیں ۔

ایسی اس تحریر میں جب کلمہ کھٹکا کہ حدیث میں سرگز ، خاتمِ انبیاء کے سنی تہذیب و احداث سے
بتا نہ آپ کے کہ عکس فیض کی یہاں نہیں ہے ۔ جناب عالی : یہی حدیث چھوڑ کر کلمہ کھٹکا کیجئے ۔ اگر
خاتمِ انبیاء کے سنی خاتمِ انبیاء سے نہیں ہیں تو اس حدیث کا صحیح مقصد کیجئے ۔

تذریعہ ہر من کی حدیث کلمہ کھٹکا کیجئے ۔ کیا حور بکر معلوم ہے آپ کے نزدیک کافر ہیں ، یا غیر
وجہ کتبِ مقدسہ میں غامی کی کھجور سے حور کیا ہے وہ آپ کے نزدیک سچ ہے یا نہیں ؟
محمد منظور نعمانی حلالہ عرض

سواری شستہ میں صاحب کے تحریری بیان کے جواب میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے تذریعہ
کلمہ تحریری بیان میں کہنے کے بعد ازل کی تحریر زبانی مرتبہ نظر فرما

۱۔ میرزا کاظم : اصولی تشریف علی صاحب سند لکھتے ہیں : میرزا سے سبب کو استحقاق کہنے کے جو حجت اور دلائل ملتا ہے

اسٹھما کے بعد جس نے یہ نوحی فتنہ ختم نہیں کیا، اب اسے دوسرے مذہبی علم کے گراہوں کے گرد، مٹی بھر کر تھپتھپا کر دیا۔

نورنگہ باگ میں ان کے لئے بڑا رستہ چلنے ہے

رَبِّهِمْ مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَوْفَ يُعَذِّبُهُمْ رَبُّهُمْ أَفَرَبُّهُمْ أَكْبَرُ فَكَذَّبُوا عَنْهُ
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ أَهْلَكُونُوا

وَاللّٰهُ يَدْرُسُكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْجَوْنَ ۝ كَثُرَتْ رُءُوسُكُمْ ۝

تَصَبَّرُوا فَإِنَّهَا لَكُم مِّنْ مَّوَدِّ الْأُمَمِ

ہم کامرور ہیں جسے (وہ) سہرا ہے

یہ لے کر میرا چہرہ غماص ہو کر رہی جس وقت محل میں سب کو بھینچا ہوا دیکھا تو یہاں تک کہ گلیوں کے جنوب میں رہا جس

۱۰۰

و. ك. للمؤيد المنقح - شجرة - حراثة

فليس لشيء عيوني

بہر حال انہی کی یہ توقع غلط ہے کہ وہ سرگرمی اپنی اور اشتغالِ کیمبرئی سے مرعوظ ہو کر جو کچھ کرنا چاہیں وہ کر سکیں۔

مفتیس کے دو سو ان کے ساتھ دھنسی لکھے دیئے آئے تھے۔ میں کہہ رہا تھا کہ میں ان کا کام میں لکھیں نہ کہ بڑی جوتہ تیار کرنا۔ اللہ کے

مفتہ علیا، یہ ہے اور نہ اہانت و ذلت بہت کم، نہ کیا رکاز بہرہ، نہ جس سے اجاب بھی صرف ہو، نہ بھی کرنا ہو، نہ

تم خوش سے کہو جبکہ میں مسکراؤں

یونیورسٹی کے چارے غنا میں کوہلو

اسی نعرہ کی گونج، اُنٹس کے بعد میں صلیبیوں کے گھاتِ حقارت پر پہنچے :

۱۔ نہ ہی غریب میں خیر ہے تو میں نے بکواسی سوال کئے تھے جس میں سے صرف ۵۲۔ ۵۳۔ کا جواب دیا کہ سب سے

عبدالکریم لودھی کی گفت و شنید: علامہ اقبال کی طرف سے اُن کے اُستاد محمد رفیع حسین کی طرف سے ۶۳ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی کے

تمام ان پچیس سرائے اور اب شیعہ سے جبراً کاغذی اصرار موصوع سے خود بیرون کر کے صحت۔ ان اب جب کے کی ان وقت

کا حرم سے باگاہت، شلو میں کے دو حرمت خیر میں آپ کے اجنبی نہیں جا، بہن کے ۵ - یا کیا جیتے، جسے بن فرج سے

خبر یہی تھی کہ قریب ہزاروں کا جواب دے، پانچ سو بارہ۔ اس بارہ کے مخلص میرزا میں بھی اب نہ کوئی کمی نہیں تھی۔

کر دیا گیا ہے۔ پھر صبح بے کفر میں جہاں ایک چھری انصاف نہیں کی جا سکی اور اس کی جاسکتی تھی کیوں کر تو پلے پلے بیٹھا
خزیر کی بیس گھنٹے کی فرست میں تیار کیا تھا اور بھگے اس کے جواب کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت بھی نہیں دیا۔ اسی طرح
خزیر میں صرف اچالائی اشدات کو سنا لیکن پھر بھی پہلے تو سنی تقریر میں لہر صراحت میں نہ بر چیز کی تفصیل کہی تھی اور یہ
کی کفر کے چھ چنڈاؤں نے فرین کا اچالائی جواب بھی نہ کی واقعہ کی وجہ سے خزیر میں نہیں اسکا تقدیر کیا۔ اب بھی میں تقریر میں
دسے بیٹھا ہوں۔ آپ نہ فرار کے بتاؤں کہ آپ کی کوئی بات جواب سے باہر ہے۔ میں نشا اندہ آپ کو بتا دوں گا کہ اس کا
میں پر جواب دے چکا ہوں۔ - ہر صبح صبح ہفت روزہ کیٹ - بحث نگار انا اس کے خلق آپ کی کسی بات کا جواب دے
دے باقی نہیں دے گا۔ اور کھٹہ روزہ دیکھیں کہ طرح طرح ہو گیا کہ صرف کھٹہ روزہ اس روز انشاء پر آپ کا اعلیٰ حضرت کا
خزیر نے کفر حق غلط اور مراسر اعلیٰ ہے۔ دیکھو شعلہ ناگ۔

ان میں صبح ہے کہ جواب دہانہ قصہ کے خلق اپنی پہلی تقریر میں وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے میں کچھ نہیں کر سکا تھا۔
اور اسی مسئلہ کے آپ کے سوالات باقی رہ گئے تھے۔ "تم نے آئندہ اس پر بھی روش ڈالنے کا وعدہ کیا تھا۔" اچھا ہر گز اس
بحث پر آپ جو کہہ سکتے تھے وہ سب اس مرتبہ کہہ چکے۔ اب جواب تھا: "اے حاضرین! اگر بھی بعد نہیں۔ میں رائے
صحیح فرجینہ پہنچے۔ تفصیل بتا چکا ہوں اور اس بار سے میں خود صاحب دانتو کا بیابا میں کر چکا ہوں جس کا مختصر
خلاصہ یہ ہے کہ۔

۱۔ دشمنی سورہ تھا اس نے خوب میں لکھا کہ وہ کفر سے لطف لانا اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ
چار طلبہ مگر حضرت اقدس میں ان کے اندر وہ سب کے سب گرامی کی بکارت سے لے کر ان کے لئے اس لئے کہ جب ذیل کا نام علم
جدا ہے۔ اس کو جواب بھی میں اس سنگین غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اس کی کوئی گتے چھری لکھ کر پڑھنا چاہا مگر پھر
موجودہ اشرفی صاحب غلطی کا نام نکلا۔ عینہ باوجود اب بھی میں یہاں ہوں۔ اس کے بعد خواب بھی میں یہاں ہوں جس کا کہ
اسی پر ایک خاص قسم کی روشنی طاری ہوئی اور نہایت زور سے اس کی ایک پہلی لکھی ۱۱۰۰ نہیں پڑ گیا۔ اور اس کی کھوسوں پر کہ
میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ وہاں تک کہ جب کچھ حالت خواب بھی میں ہوا اس نے بعد اسی حال میں اور خواب
میں پیدا ہوا لیکن میں نے اسی انداز میں اس کا اثر کچھ سمجھ لیا۔ دیکھو کہ اسی قسم کے شغل انگیز اور دانشمندی خواب کے
بجائے دیکھو کہ ہم کو ان کی کیفیت یاد کرتے ہیں، اسی حالت میں اس کو کہہ رہے ہیں کہ خواب ان کی غلطی کا خیال کیا ہو بہت نہ کہ

کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رسول شریف چڑھنا شروع کیا۔ لیکن اس میں بھی یہی غلطی ہوئی کہ انھوں نے انداز کے
 اور گرامی کے پرکاش نہ ہونے سے نہ صرف علی نکال دیا۔ لیکن یہ غلطی بھی اس سے بڑا امداد اضطرابی طور پر اس حالت میں ہوئی سبب اس
 پہلے جس اور طاقت کی کیفیت طاری تھی۔ وہ خوب کی گھر والی غلطی کے تھوڑکے کے سے مستحق مزید قصور و السلام پر رسول شریف
 بڑھنا چاہتے تھا لیکن اس نے غریب کے عالم میں اس کی نواہ سے اضطرابی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گرامی کی کہنا
 ۔ شروع علی ۔ نکال کیا ۔

گوہر شریف میں اس سے جو غلطی کا نت خواب ہوئی اس کے متعلق میں پہلے دلی طور پر عرض کر چکا ہوں کہ وہ شریعت میں
 باطل مسائل سے۔ کیونکہ خواب کی حالت میں انسان پر غرض القلم تکلیف اور غرض کی کسی بات پر بھی شریعتی احکام ہدای
 نہیں ہوتے۔ خواب میں نہ کہنے کے سزا نہیں دی جاتی۔ خواب میں بھی کہنے والے کا اتنا نہیں کٹا جتنا خواب میں
 طمان پسند سے بڑی غلطی نہیں ہو جاتی وغیرہ وغیرہ ۔

سورحان اس بارے میں جو قاتل میں ملے پیش کئے تھے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کو باطل مجبور کر دیا اور آپ کو باطل
 کر دیا کہ اگر شریعت کی غلطی پر ہم کو اعتراض نہیں ہے۔ واللہ الحمد ولہ النجۃ السامیۃ۔

درد شریف دلی دوسری غلطی جو خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس نے جس اور طاقت کی حالت میں اس سے پہلے
 جز غلطی کی طور پر ہوئی ، اس کے متعلق بھی میں نے آپ کو تفصیل بتوایا تھا کہ غلطی قیام میں اس کو نہ خطا ۔ کہا جاتا
 ہے دلی کے موت میں قادیانی کی زبان کی یہ عبارت بھی میں پہلے پیش کر چکا ہوں ۔

۔ الفاعل من یجوز علی لسان من غیر قصد کلمۃ مستحبان کلمۃ ۔

اور بھی میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اس طرح جو قصد خطا۔ سنانی کے طور پر جو کسی کی زبان سے کوئی کلمہ نہ
 موجب گھر نہیں۔ اس کے ثمرت میں شامی ، شاذی ، علائی ، قادیانی قاضی عثمان کی واضح تحریرات میں میں کو بتا چکا ہوں
 میں کہ جو۔ یہ آپ کی غلطی بھی نہیں کر سکتے اور آئندہ گھر لکھتے ہیں۔ اب ایک عبارت پیش کرتا ہوں ، احوال امیر محمد
 کا شرف ، کشف جوہر ۔ میں ہے ۔

ما تکلم بعقلیۃ العتقرف حالۃ
 انما یحکم بالردۃ کما لا یحکم
 نشر کہ حالت میں کوئی کلمہ نقل جانے کی وجہ سے تو نہ نہ کہ
 حکم نہیں دیا جانے لگا ہوں کہ خطا ۔ جو کسی کی سماعت کا تدار

یہ عالم کتبہ فقہ میں حریف نہ ہو۔

آپ نے ایک بات - میں دریافت کی ہے کہ اگر کوئی شخص تم کو گالیاں دے اور پھر زبان کی یہ اختیار کرے کہ وہ کوئی

اس کو تم سے نفرت کر دے گا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ شک اگر قریبی اس کے خد کے گلاب نہ کریں گے تو ضرور ہم اس کو چھان کریں گے۔ شک کوئی شخص نہیں دے گا۔ اسے دے گا۔ وہ اس کی تم کو دے گا۔ اس کی حالت میں تم کو گالیاں دے اور پھر اسے - خدا کے کریں خواب میں دیکھو۔ ایک شخص آپ سے میری طرف سے ہے۔ وہ میں آپ کو گالیاں دے گا۔ اس حالت میں یہ بھی دیکھ کر کہیں گے۔ اور بالکل بلا قصد میری زبان سے نکال نکال گئی۔ اور اب میں بہت شرمیل ہوں۔ تو یہ شک ہم اس کا خد قبول کریں گے اور اگر وہ چوبیس نہیں ہے تو اس کے نزدیک بھی اس کا یہ خد ضرور قبول ہو گا۔

مجھے اس بحث میں بھی اس آپ کی کوئی بات قابل جواب باقی نہیں رہی۔ خاتمو لہذا علی دالک۔

اس کے بعد میں اس طرح سوچا۔ مجھے تھوڑے دنوں کی طرف پھر توجہ دینا چاہی۔

[]

مغز حاضر ہوا ! کہ اس وقت تک عہد و تہذیب کا اس کے تعلق ہو چکا ہے۔ اس میں اب بھی شہت و عہد

میں مد کا وہ دیگر تعلق باقی ہے۔ مجھے کہنا چاہیے کہ اس کے ساتھ زیادہ کسٹنٹ ہے اور کچھ میں اس کی باتوں کا جواب دینا چاہیے۔ اس نے

بہت ملکی ہے کہ اس میں سامعین کو اس سے کچھ پیڑ ہو گئی ہو اور اس میں کچھ نہ کہ وہی میں دے رہا ہوں۔ اس واسطے میں پھر اب

تک کی ساری اہمیت کا خد - نتیجہ کے کہ جس کو یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ بلکہ حاضر پر کرام ملو بحث میں بیٹہ نہ ہوں۔

اس کی بحث یا یعنی کہ - مسلمان اگر سمجھیں - میں کوئی احمد خاں صاحب بریلوی نے مصنف تھوڑے دنوں میں حضرت مولانا محمد نواز

صاحب خطہ رفقہ پر حاکم کا قلم نہ دیا ہے۔ وہ صحیح ہے یا غلط؟ - میرا دعوہ تھا کہ وہ بالکل غلط اور سرور ماضی ہے کہ اگر

اس کا تیار اس پر کہ حضرت تھوڑے دنوں میں حضور اللہ علیہ وسلم کے اخوان نبی ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور یہ خاص بہتر

ہو چکا ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے جہیز سطر کی ایک عبارت تھوڑے دنوں کے لئے اس سے نقل کی ہے۔ وہ اس طرف

تھوڑے دنوں میں اس میں کہیں کوئی جو نہیں ہے بلکہ خاضل بریلوی کی حیثیت اور تھوڑے دنوں کے قبضہ ہے۔ میں اپنے اپنے بیان میں اس چیز

پر تفصیل دے گا۔ لکھ شدہ عبارت واضح و قاطع کی تشریح میں عرض کر دیا ہے کہ اس پر یہ عبارت کہ تھوڑے دنوں کی طرف توجہ نہ کرنا۔

اس کی بناء پر اس کے مختلف جزائے عاید کو ختم نبوت زمانی کا منقوضہ اور نہ محض فزیب ہے۔ — لی حقیقت وہ محدثات
 شذریات اس کے مختلف صفات کے متفرق افراد میں قلیل و درکندہ ای کہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ جو درجہ بنائی گئی ہے اس
 طرز کے ہر فرد میں صفو ہی کا بے ثبوت۔ دوم فقر و صفا کا۔ چہ غیر فقر و صفا کا۔ — اور ان کی ہر کوئی خلیفہ
 ساجی استاد نہیں کیا کہ یہ عبارت اس طرز کے مختلف صفات کے متفرق افراد کو کھینچ کر کے بنائی گئی ہے مگر حیرت آمیز ہے کہ
 لیوان اس کے ہر فرد کے مسلسل عبادت سنانی گئی ہے۔ اور اس کے شکستہ نہیں کہ اس میں درجہ شخص سرسری طور سے اس
 عبادت کو دیکھے گا وہ یہ کہے گا کہ اس کے کچھ دھنرم نبوت والی کو کمال نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس فقرات کو عمیقہ و عمیقہ اپنی
 بنی جگہ پر لکھے۔ تو اس کو اس کا ہر بھی نہیں جانتا۔

یہ شخصیں ان افراد کا طبع و طبع صحیح مطلب سیاق و سباق کی تکمیل میں دوسری جگہ ہیں اور تہہ چکا ہوں کہ اس
 میں سے پہلے اور نہ صرف فقرات جس مضمون کا وہ فقرات کا فعل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیت یا اس کے لئے ان کا مطلب
 و نہ یہ کہ ختم نبوتی حضور کا ایسا وصف ہے کہ ایک سنگ اور پتھر کے بعد بھی کسی کی کا ہونا اس پر ختم نہ ہو سکتا ہو سکتا
 ہو ورنہ ان دونوں فقرات کا ختم نبوتی سے کوئی تعلق ہی نہیں اور یہ فقرات جو صفا و کسب اس کا منشاء ہے نہ بہت کو قوت ہے یہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر جو خاتم النبیین کا لفظ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ختم نبوت کی نسبت سے ختم نبوتی ہی مراد ہے
 اور اس سے صفا کی طائفت اہل نبوت ہیں لہذا جو کہ مقام وحی کا امتداد ہے کہ ان کا لفظ نہ ہو۔ — یہی چیز
 حاصل وہ دلی لکھنے کے معنی ہے اور نام و نام نہ اپنے خاص نوعی کے مطابق اہل نبوت خاتم النبیین کی حیرت ہے۔ اور وہاں ہے
 کہ اس کے لفظ خاتم النبیین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصیت یا نسبت کا یہ بھی ثابت ہوتا ہے اور خاصیت یا نسبت بھی یہی ہے کہ اس کا
 مقصود کی تفصیل میں پہلے بیان کیا گیا ہے کہ میں چاہتا ہوں۔

اس فقرہ صفا و لفظ اس فقرہ میں بھی ختم نبوت زلی کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس سے صفا کا لفظ ہے۔ ہر حال میں یہ
 کہ یہ نہیں فقرہ گہرائی میں جگہ پر سوائے و سباق کی روشنی میں دیکھ جائے تو اس میں ختم نبوت والی کے لفظ کے دویم کی جگہ کا لفظ نہیں
 و درموی احمدین غلام صاحب نے ان کو اس طرز کے لکھنے کے لئے مسلسل کتابت بنائی۔ حوالہ نہیں۔ یہی تھا ہے اس سے
 مرد ظاہری مظهر ختم نبوت زلی کا لفظ لکھا ہے۔ لیکن وحی کی حاجت کا ہے کہ وہ صرف اس وقت ہی کی فرمائش اور لکھا
 کا فقرہ ہے جس سے مختلف افراد اس میں موجود گامین داخل ہوا ہے۔

لوہی شہت علی صاحب نے میری اس بحث کے جواب میں ایک بات تو یہ کہی تھی کہ "تذکرہ ان میں کچھ غلطی ہو سکتی ہے جو مستقل مصنف کی جگہ میں اس لئے کہ ان کی ترتیب بدل دینے سے مطلب نہیں بدلتا، اس کی اس بات کا حصول سب میں ہو سکتا ہے۔" ہوں! یہ پہلی جگہ تھی جس میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کا فیصلہ بہت آسانی کے ساتھ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی نسیم یا نذر معاظم صاحب کو حکم دیا جائے کہ وہ "تذکرہ ان میں جو نام گھر میں ہیں ان کے سامنے کے وہی جائز اور ان کے بعد ان کے گراں حالہ گروہی احمد رضا خان صاحب نے جو ترتیب بدل کر تذکرہ ان میں کی عبارت لکھی ہے کیا اس سے مطلب مل گیا؟" نہیں! "مگر آپ اس کے لئے بھی کچھ تیار نہیں ہوتے اور انتشار و تشویش پیدا ہو سکتی ہے۔" کیوں کہ خود آپ کو مزہ دینی بہت دھرمی کا پیش ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ شخص کا فیصلہ آپ کے خلاف اور یہ سب سوائے ہر کام

ایک بات آپ نے اس مقدمہ میں بھی کہی تھی کہ "قادیانی اور میں۔ میں ان قدر دانا کر عظیمہ و عیدہ و الزتیبہ کہہ کر بھی علی ہجو میں سے تباہی کھڑا بنا چکا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ اس وقت بحث "مسماہ انگریزین" کی ہے۔ آپ اس کی حیثیت اور غلطی نسیم کو بھیجے اس کے بعد نشانہ "قادیانی اور میں" کے متعلق بھی ثابت کر دیا جائے گا کہ اس میں آپ کے علی حدیث جھوٹ نے اس سے بھی زیادہ شرمناک حیثیت اور اثر پر دانی سے کام لیا ہے۔

یہ پرکھت ہوں کہ اگر ان کی شخصیت آپ کو یہ عیب دے کہ "قادیانی اور میں" میں تذکرہ ان میں کی عبارت جھگڑا ہے جو کسی حیثیت اور اثر کے نقل کی گئی جس کو آپ "مسماہ انگریزین" کی بحث کو پس منظر کہ "قادیانی اور میں" پر مستقل طور پر بحث کر چکے ہیں نشانہ بھی آپ کو اس سے حاضرین کو حقیقت حال معلوم ہو جائے گی مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کے لئے یہ زیادہ ہونے کے۔ کیوں کہ آپ خود جانتے ہیں کہ "قادیانی اور میں" میں کس شخصیت کی حیثیت اور شرمناک اور ہر دلی سے کام لیا گیا ہے۔

یہ فقرہ شرمناک اور حقارت پر مشتمل گئی بالکل صحیح ثابت ہوئی اور اس کے بعد کہ تحریر میں جو وہی مشیت علی صاحب نے اور ان کی کہیں۔ کالہم کچھ نہیں دیا اور اسی لئے اس کی ترقی و حیثیت کا لڑا اس سے اور میں دیکھ سکا اور ہم سب انگریز کے سامنے اس کی حیثیت بھی کھولتے ہیں۔ تذکرہ ان میں کا حضور بدلتے ناظرین کے ذہن نشین ہو سکا ہو گا۔ اب خدا کیلئے کہ اصل باری "قادیانی اور میں" میں کب مفید ہو۔ "اے سچے ہیں آپ" کے صفحہ ۵۰ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مولانا شمس علی صاحب نے "قادیانی اور میں" کے متعلق لکھا ہے۔

اسی معنی میں آپ نے ایک بات یہ بھی کہی تھی کہ ان تین خیران میں سے ہر فرقہ و گیلانہ خود سب کچھ میں کا بھی
میں اپنی پہلی تقریر میں ہی پورا پورا درگچہ ہوں۔ اور تمام فرقوں کا حسب عہدہ و عہدہ کے لئے کہتے کہ چلے جس کو بھی

تشریح عارضہ صغیر گذشتہ : لکھے ہیں۔

اسی دوسری گھٹا سمجھنا تو ہی ہے ایک رسالہ صغیر پر
کہ تہذیب میں تصنیف کیا جس میں غارت گری میں آخر انہیں
کہہ دیا کہ کیا ہے اور کیا ہے کہ وہ خود کے خیالات میں ہے
اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی فضیلت نہیں
ہے کہیں کہ تقیم اور آخر ان کی کا فضیلت سے کوئی فضیلت یا
قرآن کریم کے قرآن و احسن رسولی اللہ و خاتم
النبیین ہیں اس سے آپ کی درجہ کیوں کر بھی ہو سکتی ہے
اور اس کے معنی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ جہاں سے بغیر صلی اللہ
علیہ وسلم کی فائز تہ ہیں وہ باقی تمام سب سے برتر ہیں۔ اور
وہ بھی کہ سلسلہ اہانت ہی پر ختم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں
اسی معنی کی بنا پر تصنیف کا فائز تہ کیا رسالہ میں ہی کی نسبت
کہ جو کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں صلی اللہ علیہ وسلم
کسی جگہ کہیں نہ ہی ہو تو آپ کی غایت بہتر رہے گی
کہاوت ہے کہ اگر آپ کے بعد بھی صلی اللہ علیہ وسلم بالفرض
کوئی بھی پیدا ہو تو اس سے غایت علیہ وسلم کا بھی معنی
دے لے لاجر جائیگا آپ کے زمانہ ہی میں کوئی اور سب سے

صنف رسالہ فی تعلیلہ بعضی صنف نبوہ
عقل فیہا منکر و الظاهر اخر الانبياء و رحم
ہم من مخرجات العوام و انیت فی فضیلت
النبی علی اللہ علیہ وسلم فان لتقدم و التقدیر
و مانی لیس من المفضل فی شئی دیکھ یہ صنف
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسول اللہ و خاتم
النبیین و انما معناه ان سب سے صلی اللہ
علیہ وسلم علیہ وسلم ہی بالذات و سائر الانبیاء
بالمرتب و سلسلہ ما بالمرتب انما انتہی
عقل عبادات قال عقلی هذا المعنی
لا تعترض غایت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالذات علیہ السلام بالمرتب سب سے
ان کا صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ
علیہ وسلم تین ضروری موضوعات
غایت علیہ وسلم ان انصاف و نہ جہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی غایت علیہ وسلم
ذاتک و المعانیہ للمجددین اصلاً تکلیف

کے گھٹا اور جہاں سے غارت گری

فقیر انبوت فی القادر۔ مگر حوالہ سے شفا کی ایک حدیث میری سی ہے جس پر ادا اس کا جواب دے دیکھو میں اردستانی دست
 کے قرون سے ثابت کو چکا ہوں کہ میں اس مصر کا شاعر بھی نہیں ہے جس کے آپ یہی ہیں۔ آپ نے بھی کسی میری اس بات
 کا کوئی رد نہیں کیا ہے۔ ان ایک آخری بات اس کے سنسن میں ملے یہ بھی کسی حدیث کے خلاف اس کے معنی کے خلاف
 صاحب ابھد شریعت میں من سے دلالت کر رہا ہے کہ آپ نے شفا کی عبادت کیا کچھ کر لیا کی ہے، لہذا آپ اس مسئلے
 پر یہ نہیں جھڑپ اور نہ کیا ہو سکتے ہیں کیوں کہ اپنی اس کو شفا کا آپ کو خود علم ہے مگر تعجب ہے آپ کی اس بات پر کہ اب
 بھی آپ شریعت انبوت فی القادر کا نام سے پہلے جانتے ہیں۔ میں نے آپ کے من اور ماہر مصر کا باطل کرنے کے لئے علامہ مکرر لکھوں
 میرے ائمہ علیہ کی رحمت پر میری کی

و مقتدا بہر نہ است او چیز است بچے اگر بعد است رسول نباشد، و اگر مگر شریعت ان و ابو باشد "

اس عبادت میں صاحب فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اس عبادت کا کوئی
 جواب نہیں دیا کیونکہ میرے علم میں اس کا کوئی جواب نہ تھا، و حضرت آپ کے نہ دیکھ کر لایا ہے؟

اسی مسئلے میں من نے دیکھا، و منی کے وہ شعر بھی ہیں کہ تھے جن میں اس قول کے ساتھ کہ انانیت کو قریب قریب
 کسی میں پر عمل کیا ہے جس کا نام صنف تھوڑا سی کی صطحت میں ختم زانی اور ثروت اوقات ہے آپ ابھی تک ان کا بھی کوئی

اقتضا نہیں سمجھ کر گشت، انہ کو کہ: تھوڑا سی مسو، مگر حضرت انھوں نے اپنی حضرت محمد رسولی سے جس نے بھی نہیں کیا اس کی
 وجہ کہ کہ یہ بنا یا کہ جو شخص ایسی کو کہے گا وہ بھی کی دہستہ اس کے صنف کا ختم ثروت دانی کا شکر ہے گا۔

اب میرے اس پرچہ شدہ ہستی سے حال معلوم ہو۔ وہ کہ تھوڑا کو جوڑ دیا جس سے یہ بڑا دل کا صنف کے گزرا صنف
 تھوڑا سی چکر کو کہ: تھوڑا سی ثروت، ان کے اہل سوس میں اس لئے کہ ان کے ایک صنف ان کے نہ ملے میں اور آپ کے ناسخ کے جو
 بھی اور ہی آسکتے ہیں۔ جاننا کہ صنف تھوڑا سی سے تھوڑا سی سوس ہی میں ابھی شخص کو کوڑا نہیں ہے جو حضرت علی علیہ السلام کے
 ۴ سری ہی بڑے کا شکر ہو اور آپ کے بعد کسی نے ہی کی اور کو جاننا فرما دے۔ شاید ان لوگوں نے تھوڑا سی ہے کہ ان کے دانی کو
 وہ کام کہنے ان کی کا کوڑا جلد سے کہنے چرہ جاننا اور خود دیت کا دانی کریں گے، انھیں اعدا ہی مشورہ ہو، و تھوڑا

ایسی احوال سے کہیں۔ سو تو ہی احمد رضا خان صاحب ملے میں دعا کے ثبوت کس نے وہ عبارت نقل کی ہے حسیب ہی ثابت ہو سکتا ہے کہ الف لام کو استغراق کے لئے اذابت اور تسلیم کیا جائے کہ تمام کلمات قرآنی کے متعدد محال ہو سکتے ہیں۔ بہر حال آپ کے حوالے سے یہ کہ ضرورتاً جو دو کی میں نے یہ نسخہ قلم کے ہیں وہ بھلائے سب صحیح و مسلم ہیں اور ان کو آپ کے ذہن کوئی جواب نہیں ہے۔ پس صحر کا دعویٰ بعض اہل ادب ہی جیسے حوام کا خیال خام ہے نہ کہ یہ کستور، امروستناں جیسا کہ ادھر نظر آئے جیسا کہ پڑھیں ہے کہ یہ صحر ضرور ثابت ہیں میں سے یہ اداس کو ملنے کا تر ہے طویل و لا قوت الایاتہ۔

میں دعویٰ ہے کہ کتاب کو آپ کسی ایک معتبر ذہنی کتاب میں ملے گا یہ نہیں دیکھ سکتے کہ مقدم خانم انجیلیں کو حرم رانی میں صحر ضرور ثابت ہیں چہ بہ مقدم نہیں آپ کو د ضروریات ہیں، کچھ بھی معلوم ہیں یا نہیں۔
مگر یہ ماضی ! یہ ہم کی سے ہے کچھ کی ساری بحث کا خلاصہ، اور یہی ہے اصل موضوع بحث۔ میں امید رکھتا ہوں کہ مہمان تمام باتوں کو یاد رکھیں گے اور ایمانی و اخلاقی سے فائدہ کریں گے۔

مولوی حسرت علی صاحب چھٹا بیان اور مناظرہ کا ثبات

۱۰۔ میں نے کھڑا سانس کی بجائے ہرگز نہیں بھڑکی، میرے ہم سوالات و اعراض کا صرف تذکرہ اس

پر قائل ہیں، ان سوالات کو پیش نظر رکھ کر اس کے جوابی بحث کو چھڑا دیا، گفت و شنید صورت ہے۔

خواہ بالا ذکر میں استفادہ ایلو، کاغذ و قلم پیش کیا گیا۔ حدیث شریفہ، دستِ ہند انتہ

خدا نامِ امین، دان آدم، خدایِ مہذبہ۔ دستِ ہرگز نہ بت نہیں ہر کلمہ کی تفسیر کی جیسی ہیں بعض

نہی لڑائے ہیں، مگر سرانہ یہ غصہ ہے کہ یہ وہ وقتِ کرم ختم ہوتا کا شہرتِ حق میں، ہوں ہر جگہ ہر

اس وقت تک کہ حق علیہ السلام کے سب سے بڑے کامیاب ہیں، تیار نہیں ہر جگہ کا تھا۔

۱۱۔ نئے نئے نئے کی بات کہ اس کے نیچے لکھ دیکھ کر ہر ذہن حقیقہ ہے، میرے جواب میں تو ابھی تک

تو اب نے عبارت بھی نہیں پیش کی ہے۔

۱۲۔ لکھ کر اب میرے پاس ہی باقاعدہ مستند رکھو؟

۱۳۔ میرے حق میں صرف، محمد حسرت علی خان قادری رضوی مجددی لکھنؤی حضرت

دانی علیہ السلام کے نزدیک باطل کی قیاس ہے، حضرت، کو دیکھ کر یہ عبارت لکھ دیکھ کر دانی علیہ السلام میں

ہیں جو کچھ کہتے ہیں وہ میرے ہی ہر جگہ ہے۔ محمد حسرت علی خان قادری

۱۴۔ قیاسی - کہ عبارت حضرت مولانا محمد متھرا صاحب ایف ڈی ایم کی تحریر کی زبان میں نہیں فرمائی ہے، آخری

کلمہ میں دعوہ فرمائی ہوئی، لیکن اس حسرت علی صاحب کی حواس واقعی کا - عام تھا کہ حریف کی تقریر و تقریر کی بھی غور و فکر

۱۵۔ دانی علیہ السلام، حضور کی عبارت کے متعلق مولانا محمد صاحب کا جواب - ان کا لکھنا مستند ہے، لکھ چکا ہے

قلبتغیرتہ۔ مرتب حضرت

میں کیا ہوئے اور یہ عزت کمال کی مانند کیا۔ لیکن اس کے اندر میں کمان گھسیڑا نہیں جو بلخیا، خود ہونے کا درجہ نہیں۔ ایسی بات یہ ہے کہ اس کے دل میں پیار سے مصلحتی حسن اندر عید و ملا کی محبت و خلعت نہیں تھی۔ بلکہ اس کے پائے تختاوی کی جملہ شہادتیں پیشہ ہوا تھا اس لئے اس کے منہ سے تختاوی ہی کا نام نکلے تھا۔ اور تختاوی کے دہی میں پر گیا ٹھہرے سب دہائیوں کا ایسا حال ہو گیا۔ اور چونکہ دہی میں چھائی ہی رہ جاتا ہے۔ خواہ آپ کا یہی حال ہے کہ جب بولنے سے مناظر آتے ہیں تو خود غم سے عام صلی مشعل پر کلمہ پر گھٹت ہو کر اردو۔ اسلام پر حاشا شروع کیا تو آپ نے شرکت نہیں کی اور اس طرح کئی تین سہجائے گئے۔

اس سفر پر گئی تھیں مسجد کی کوئی فعل عمومی حشمت علی صاحب نے کی تھی وہ فرمائیے کہ لائق تھی ایسی ہی ہے کہ اگر عمومی حشمت علی صاحب نے اسی کلمہ شریف کے تعالیٰ اس وقت دعا فرمائیے تو شاید وہ بھی اس سبب کی اور بتے ہوئی حشمت علی صاحب کی اس تعداد حرکت پر سب سے کوئی بھی لگتی۔ جیسا کہ اگر کوئی کلمہ سے صاحب بھی اپنی انسانی اور شہرہ آفاق شان کے بارے میں ضبط نہ کر سکے اور مسکرا جھٹک لیں گے۔ اس پر عمومی حشمت علی صاحب نے فرمایا۔

”شہرہ آفاق! دانتے کیا کلمہ ہو میری دفن دیکھو میں کہ، خیر ہوں۔“ کا مریں البتہ جس سے بعض پر پیش و چون عمومی حشمت علی صاحب کی م۔

— کا جواب دینا چاہتے تھے اور انہوں نے حضرت عرفا تعالیٰ صاحب سے بہت دور کے ساتھ دعا خواست بھی کی لیکن عرفا حضرت نے ان کو بکر دیا اور کھڑے سر کر دیا کہ۔

”اس قسم کے معاملات آپ کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں بھی حسن ہو گا یہ کا تھکی و تھکی جواب دوں اہ کون کہ میں آپ ہی کا نہیں بلکہ آپ کے شاگردوں کا بھی خیر ہوں۔ کیوں کہ میں نے آپ کے ساتھ دعا سے بھی منظور کیا ہے۔ اور پھر اس کے جواب میں آپ اور حضرت فنا لیں پھر میں اس کا میں نے دعا خواست جواب دوں اور عام رنگوں میں اشتعال پیدا ہو جائے۔“

—

انہی وہ پہلی مجلس میں کا جواب دینے شہرہ آفاق حشمت علی صاحب کو کہنے کے لئے قبر میں ان مشرعیں سے کا تالیف تعالیٰ دت حفظ عالیہ لیا۔ یہ طم۔ انس۔ والصل۔ وانحواد کل۔ رشک لای حد مسئول۔ لرا۔ جہ۔ مرث۔

میں کیا عمومی حشمت علی صاحب کو نہایت فرمائیے حشمت علی صاحب نے دعا فرمائی۔ میں یہی چاہی طرف سے یہ فرمایا۔

بسمان کا جواب ہے ۲۰۔ مرث۔

ابو احمد اعلان اس منظرہ محسوس کر کے متاخر ہو کر رہے۔ لیکن انہیں کچھ نہ کر آیا۔ اس دن سے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ شوق سے کام لیاں اور اس محنت سے کہنے لفظ ہو نہیں سکتا کہ میں آپ کے لئے صرف یہ بیت و شرافت کی دعا کروں گا اور فضا راشد امن و امان کا تم ہے گا اور آپ کے حق میں فراموش نہ جاری رہے گا۔

میری محنت ہی صاحب نے اس کے جواب میں جو مولانا کی شان میں ایک بیت کر لفظ سنو کیا دیکھ کر میرا بہر نفس بھی نہیں ہو سکتا، اور کہ کہ میں نے منظرہ بد کرنا نہیں چاہتا لیکن آپ اپنے من بانوں سے منظرہ بد کرنا ضرور چاہتے ہیں۔ — مولانا نے منظرہ صاحب اس کا کوئی جواب دینے یا نہ دینے کے جواب میں سب سے پہلے صاحب پر اس سے جو اہل سنت ہی ڈر رہے تھے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ

”اب میں یہ فیصلہ کر رہا ہوں کہ مجھے غلط آپ انتظار کہتے ہیں اگر آپ کے منہ ہی سے ہونا

میں منظرہ صاحب بھی لیتے ہی غلط انتظار کریں تو ضرور منظرہ بد کرنا پڑے گا۔“

یہ سب شیکر صاحب کو کہہ کر غصہ تھا جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ منظرہ بد کرانے کی دشا آپ کی ہے نہ مولانا کا منظرہ صاحب کی جس دن یہ واقعہ پیش آیا ہے وہ صاف وہ دوسرا دن تھا اور کیا وہ ایک نئے سب سے پہلے صاحب کے اس فیصلہ پر تھا کہ مجلس پر غصہ ہو گیا اور میں نے اپنے قیام گاہ پر چلے گئے۔

وہ دیکھ کے بعد ایسی آویں اور اس کی بھڑکتے صاحب کی حالت کو نہیں کر دیا گیا۔ بہت کچھ کہہ رہے تھے۔

میں نے منظرہ صاحب اور جناب نجم صاحب در سالہ اخیر گئے سب سے پہلے منظرہ بد کرنا سب سے پہلے سننے لگے۔

ایس آویں اور صاحب نے فرمایا کہ ان کے تعلق سے ہم سے باہر جو یہ بات پھیل چکی ہے وہ جھوٹا کہ ہے اور نقص میں کا کہنا

بہت سہل ہے جہاں خیال ہے کہ یہ سب بد کر دیا جائے اور ناگھ منظرہ صاحب اور جناب نجم صاحب نے منظرہ بد کرنا ضرورت

نہاں کرنا کہ جسے حصول کی طرف سے طبیعت دلایا اور فرمایا کہ ہم اس کی بہی پر ہمارے دشمنی کریں گے اور کوئی ناگھ منظرہ

صوبہ میں نہ جائے اور ان حکومت کو نہ لکھتا کہ وہ نہ لکھے۔ ہر جو کوئی ایسا کہ جو میں کو شش میں کامیاب ہو

جائیے گئے۔ یہ گفتگو دیر تک رہی میں نے گھر کر لیں، آویں اور صاحب کو خدا امن کی طرف سے امنیال ہو گیا۔ اور

میں نے منظرہ بد کر دیا اور ان کی اجازت سے وہ ویں آویں حضرت اسی سے ناگھ اور ہم دہیں شریف نے اس کے بعد کہنا

نام طور پر ہو گا کہ میں بھی لکھتی۔

اسی حضرات کے بعد فریق ثانی کی طرف سے مولانا حسرت علی صاحب اور ان کے بعض اصحاب و اہل خانہ نے ایسی ڈیڑ صاحب سے ملاقات کی۔ تفصیل کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ حضرات سے کیا گفتگو ہوئی۔ قریباً پانچ ساڑھے گھنٹوں کی اور صاحب نے اجازت دے کر ان کے علاوہ صاحب صاحب صاحب صاحب صاحب سے فرمایا تھی وہی ان حضرات سے بھی کئی موٹے اور لمبا حکم دیا۔ ان حضرات نے ایسی ڈیڑ صاحب کے احکام کی تعمیل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایسی باتیں کہیں جس سے ان کا غور و زیادہ ہوتا۔ ان حضرات کو مناظرہ سے جتنی چاہی تھی وہی باتیں بھی اس کو مانجھے بھی ہی کرنا تھا۔ یہ وہاں مقیم کے ساتھ ہی تھیں کہ ملتے کہ وہاں ان حضرات نے کیا کیا، لیکن یہ تو وہی ہی دیکھ کے بعد ان کو یہ بتایا کہ ایسی ڈیڑ صاحب نے ان کو ان کو مناظرہ نہ کر دینے کا حکم دے دیا۔ اور ان کے ترسوں کی طرف سے یہ یہ سیدھا بھی نہ سہج کر دیا کہ ان کو مناظرہ صاحب اور ان کے صاحب نے ہی فرمایا۔ اور صاحب سے کہہ کر مناظرہ نہ کر دیا ہے۔

یہ کہہ کر صرف ان کو یہ بتائی تھی اور ان کی ہاضمہ اللہ تعالیٰ کو دے گا۔ مولانا صاحب کے پاس میں آئی تھی اس لئے مولانا صاحب نے ایسی ڈیڑ صاحب کو ایک کچھ بھی کہی کہ ان سے یہی بات کہی جاتی ہے۔

مذہب ثانی : مذہب کے چوکے کا صاحب یہی اور ان کے صاحب اور ان کے صاحب کی خدمت میں یہی بات کہی تھی۔

صاحب نے مناظرہ کے مسئلہ پر دیا تھا، مناظرہ جیسا کہ دہشتہ اس کا خیال تھا۔ اس کے چنانچہ یہ تو کہی کہ یہاں ان کے اس کا حکم بھی کر دیا کہ مناظرہ نہ ہو۔ اس کے بعد ان کے صاحب نے ان کی کہی کہ یہ صاحب نے مناظرہ نہ کرنا کہ حکم صادر فرمایا ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی کہی کہ یہ صاحب نے یہی کہی کہ یہ صاحب نے کہہ کر مناظرہ نہ کرنا کہ ہے۔ حالانکہ یہ کہی کہ یہ صاحب نے یہی کہی کہ یہ صاحب نے یہی کہی کہ یہ صاحب نے کہہ کر مناظرہ نہ کرنا کہ ہے۔ اصل بات معلوم یہ ہے کہ ان کے صاحب نے یہی کہی کہ یہ صاحب نے یہی کہی کہ یہ صاحب نے کہہ کر مناظرہ نہ کرنا کہ ہے۔

محمد صفوی نقاشی مضافہ ۱۱/۱۲/۱۳۰۲ھ

مولانا کے اس کہنے پر: ایسا، ایسی، اور حسرت علی صاحب کے یہاں ان کے صاحب نے کہا کہ

پانچویں کی روایت کی وجہ سے مناظرہ نہ کر دیا ہے۔

اور ان کے کہنے کی گفتگو یہی ایسی ڈیڑ صاحب سے کہی کہ یہی صاحب نے فرمایا کہ یہی کہی کہ یہ صاحب نے کہہ کر مناظرہ نہ کرنا کہ ہے۔

اسی کہی کہ یہ صاحب نے کہی کہ یہ صاحب نے کہی کہ یہ صاحب نے کہی کہ یہ صاحب نے کہہ کر مناظرہ نہ کرنا کہ ہے۔

وچند دن بر گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دے دی تھی۔ لیکن دوسرے دنوں کے لوگ جب اسے توں کا رینہ کالی اچھینا نہ تھا اس لئے ہم کو سناؤ، وہ کہہ دینا پڑا۔

بہر حال اس کی شہرت علی صاحب کی محنت کا ہی اداس پر فخر کر لیں کی بدولت، پھر ہمیں میں احمد صاحب ہمارے کے حکم سے میں طرح سناؤ، وہ کہہ دینا ختم ہو گیا۔

یہ وہی حکم تھا جو صاحب نے اس میں اور صاحب کو چھٹی کھینے کے ساتھ ایک خط میں بھی شہرت علی صاحب کو بھی لکھا تھا جس کی نقل دیا تھا ہے۔

زیندہ ناچر و بچہ سناؤ، علی صاحب اللہ علیہ۔

گرامی خدمت جناب مولوی شہرت علی صاحب ہمارے دوستوں۔ ایک ایک کے قریب ایسے ہی آدمی احمد صاحب کی جانب سے آپ شہرت کی طرح میرے اور فخر صاحب کے نام بھی لکھی تھیں اور ہم نے، ایک سے پہلے ہی سے ملاقات کی۔ وہ لکھنؤ میں تھے، سناؤ، بندہ کہہ دینے کا تھا لیکن ہم نے ان کو نہیں دیا کہ حفظ اس کی جو پتہ پڑا، وہی کو شہرت کی طرح تو وہ سناؤ، ہماری رہتے پر دھنسی ہو گئے تھے۔ ہمارے کے آخری سناؤ اس بارہ میں یہ ہے کہ "آپ کو حفظ میں لکھا تھا کہیں اور سناؤ، جاری رکھئے، اگر پھر ہم کہ اس کی طرف سے سناؤ، ہمیں جو کہ سناؤ، بندہ کہہ دیں گے، چنانچہ ہم نے دل سے ان کو اپنے احباب میں دعوت بھی کر دیا، لیکن میں وقت العمل احباب سے معلوم ہوا کہ شہرت کی رہت ہے کہ اس نے، ذہن، احمد صاحب نے سناؤ، بندہ کہہ دیا ہے۔ صاحب برصورت سے آپ شہرت کی ملاقات میرے بعد ہوئی تھی تو کیا جب کہ اس قسم کا کوئی حکم دیا گیا ہے۔ براہ کرم بہت جلد مطلع فرمائیے کہ اس افواہ کی کیا حقیقت ہے، اس سلسلہ میں میں نے کبھی چٹائی میں نہیں ڈھی اور صاحب کر رہی تھی سے ابھی وہاں سے جڑا ہوا میں نہیں ہوا ہے، نہ بہت بدحوالہ نہایت فداکار سناؤ، فردا جیہاں کہہ دے وہاں پر لکھ دیا جائے کہ اگر خدا نہ کر دے یہی صورت ہے تو اس کے حکم کی کو شہرت کی جائے۔ چنانچہ یہی سناؤ، کی نوعیت بدل دی جائے۔"

حکم سناؤ، نہایتی ۲۰۲۲

میرا کہ منظر کے میں منسوب کا منظر صرف ہذا کہ اگر سناؤ، حکومت کی خدمت میں لکھو کی دوسرے منظر، غلامی دیا گیا ہے تو ہم نے اس کا نام لکھ کر میں اس منظر کی طرف سے میں حکومت کو مطلع کر کے اس کے پھر اجازت حاصل کر رہا ہوں

لہو کی طرح مٹنے نہ ہو سکیں تو پھر مٹاؤ کی نوعیت یہاں ای جانتے ہیں صرف تحریری لکھ جانے میں ہی کافی غور نہیں۔
 مگر بروئے وقت مل صاحب نے اس سے جھباہے یہ دگر دگر کیا کہ ان کی جو اپنی تحریر میں ملاحظہ فرماتے ہو،
 کہ اس کو سب گرامی کے نام میں سب کچھ ہے۔

۱۰۔ کتابہ مریدہ مشہورہ حسب تسمیہ ہر والہاں تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ و شبستان فی اللہ عسوی سلام علیکم کی کتاب
 القرآن العظیم۔ آپ کا خط پہنچا جواب میں گزشتہ ہے کہ آپ کے ایسے ہی اس صاحب کو جو خط لکھا ہے اس کا جواب ہو
 آپ کو وصول ہو گا اور آج کا کلامانی پریم کا نذر دیا ہے اس کی نقل باضابطہ کرتے ہیں کہ اس بھیج دیجئے۔ میں وہ تو تحریروں
 پر نظر کر کے آپ کہ اس خط کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

فیوم الفرج عید از من محمد حسرت علی خان بی درجہ ضوی غنی کھنوی پھر

شب شنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

ماہر پیکار، موقر، زانی گرامی، ڈی اور صاحب کے جواب یا آؤ۔ کی نقلی زائد دو میل باضابطہ تعالیٰ کو لانا کہ
 جب سے کیا نقل ہے، بعد اس کی کیا رہیت ہے۔ اور اگر انہی کی نقل شدہ علی صاحب کو اس کا ضرورت بھی ہو
 تھا کہ وہ خود حاصل کرتی چاہتے تھے۔ مراد کو یہ تھا کہ آپ سے عمل کر کے بھیج دیجئے کسی دشت کی ملاپ ہے اور کیا معنی لکھتا ہے۔
 کام نہ کیا۔ اس کے کسی سو سنہ دفعہ توئی کے اندر کچھ نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر یہ لکھ روز فیدو آئے۔ ان کو اس
 کی دھماکہ کے برابر کا اثر بھی ہو گیا کیل پھر بھی ہر نام کے خط کے جواب میں وہ آج لکھنا دوش ہیں۔

یہ ہیں واقعات، سنہ ۱۳۵۵ھ میں، کے حق و مل اور فتح و شکست کا فیصلہ ہم نظریہ کریم پر چھوڑنے میں اور خاکستہ
 میں کوئی قول اسیاتہ اور کی طرح ہی نہ دے گا کہ کئی سنہ فون کے لئے فتح بخش بنائے۔ صبر و جبرہ اللہ، لا میں
 وصل اللہ علیہ وسلم، لاہ، رامناہ جمعین اللہ، بوم اللہ ہیں۔

ذیاری محمد محمد عبداللہ و حسن مبارک علیہ

بشابت نبوی

مناظرہ کیا " کی دعا و تظاہر کا نام ۵۷۳ فرما چکے اسے مسدود بن حضرت حکیم الامت خلافت کے حق میں ایک
بشابت نبوی کا ذکر بشابت ضروری ہے۔

اسی مناظرہ سے چند روز پہلے حبیب کو مولوی چشت علی صاحب گیا پہنچ چکے تھے اسی اپنی تقریر میں اکابر
علماء اہلسنت کا کھسور میں حضرت حکیم الامت علی ہستہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کا نام کے خلاف حسب
عادت بہت زیادہ زہرا لگی ہے تھے اور نہایت پاک قسم کے برسوں میں حضرت پر لگا رہے تھے، اسی دوران میں جناب
محمد اشرف صاحب گواہی دی (جو خود حضرت علامہ دیوبند کے مسک پر نہیں ہیں اور جن کو چھپنے کا اہم حصہ دیوبند سے
کرتی میں حضرت علی نقی، غروب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت باسعادت سے مشرف ہوئے، انمولی نے حضرت
کی خدمت اللہ میں عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں ایک صاحب مولوی چشت علی صاحب آئے ہوں گے جن
وہ مولوی اشرف علی صاحب کو بہت برا لکھتے ہیں میں میں کہہ رہا ہے ؟

ارشاد فرمایا : " مولوی اشرف علی حق پر ہیں وہ بہت اچھے آدمی ہیں "۔

یہ صاحب محمد اشرف بھگوان تھے اس وقت بھی حیات میں افضلہ تعالیٰ نہایت ایک وہ مذاکرین مسلمان ہیں اور صاحب
مکہ اعتبار سے اکابر علماء دیوبند کے پس منظر سے ہمارے نہیں ہیں، لیکن اس غروب کے بعد سے اس جوہر صحت کے اکابر و محرمین
حضرت حکیم الامت کی نسبت اللہ سے دعا ہے وہاں حقیقت اور غیر معمولی محبت رکھتے ہیں جو صحت چاہیں میں سے قدرتی کر سکتے ہیں۔
یہ نہایت عقلی فی کفیت و دیوبند سے گئے تھے اس مناظرہ کو پہل برکت و بصیرت کے قلم اعلیٰ کائنات کا لکھی فیصلہ
ہے۔ حق نہایت ہی بھیت گواہوں کو ہدایت بخشنے جو فیصلہ ان کے حق میں ہو گئی کہ ان کے پاس ماضی سے بد کرتے ہیں اور انہیں لکھا
جانتے کہ ایک علامہ صاحب کو اس وقت سے علامہ اور صاحب نے لکھا کہ : " ! "۔ شمس برنا ۱۰۰

قریب ہے یا دور ہے؟ محشر ہے یا گشتوں کا خون کو کر ؟ ہر چہ ہے نہ ہی محشر ہے یا گشتوں کا خون کو کر ؟



فتح بریلی کا دلکش نظارہ

مترجمہ
مولانا رفیع حسین فاروقی

انجمن ارشاد المسلمین

۴۴۔ بہاولپور روڈ، مزننگ لاہور

فہرست مضمونات

۵۷۷	افسوس منکرہ کے اسباب
۵۸۶	منظرہ کا پہلا دن
۵۹۱	منکرہ کا دوسرا دن
۶۱۷	منکرہ کا تیسرا دن
۶۲۴	منکرہ کا چوتھا دن
۶۸۹	پانچواں دن کا قیصلہ
۶۹۴	منکرہ کے اثرات
۷۹۶	دنیا فانیست کا آخری سہرا
۷۹۹	ضمیمہ : بریلوی ردوار کا مختصر تذکرہ
۷۱۰	جنبہ افانہ تہذیب کی حیران کن تصویر

العقائد مناظرہ کے اسباب

کے متعلق بھارت اس کے کہ ہم اپنی حق سے کچھ نکلیں مناسب سمجھتے ہیں کہ بانی مناظرہ جناب محمد شفیع صاحب بریلوی عین اللہ علیہ تجارتنی کیشی لکھنؤ کا وہ تحریری بیان نقل کریں، جو اصول نے اعتقاد مناظرہ کے متعلق اشتہار کی شکل میں شائع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں۔

حضرات! میں شکر کنہ بریلی کا باشندہ ہوں اور ایک طرف سے تھلانی سلسلے سے گھنورہ رہتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں اور دیوبندی، اور عربی مناقشاں کے کبھی کسی کو حق چہی نہیں سمجھتا کہ وہ کہیں بڑے کہ میں بڑے ہوں۔ میرے اہل خانہ سید گلزار علی صاحب، مولوی عیاض حسین صاحب، شاداد صاحب، سید حبیب الرحمن صاحب، اگرچہ جنت علی صاحب اور ان کے گرام دار (جہاں کا نام اس وقت یاد نہیں) ان تمام حضرات نے جو مولوی عابد رضا خان صاحب کے انٹے والے ہیں، سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے بھائی دہلی ہو گئے ہیں اور وہ مولوی اشرف علی صاحب کو اپنے ہیں۔ لہذا ان سے سلام و کلام وغیرہ سب خیر ہے۔ اور اس کے متعلق بڑے مولوی صاحب و مولانا عابد رضا خان صاحب سے فتوے دریافت کرو۔ چنانچہ میں نے اس کے متعلق سوچا لیکن اہل خانہ کو صاحب جو بڑے مولوی صاحب کے غلبہ مرید بھی ہیں خود کہہ رہے کہ مولوی عابد رضا خان صاحب کے پاس۔ نیچے مولوی صاحب نے سوالی

لہ سوالی کی عبارت یہ تھی: ”کہ کیا فرق ہے علماء دین و مفتیان شرعیہ میں؟ میں نے جواب دیا کہ بھائی مولوی اشرف علی صاحب تقاضی کو عالم انا چاہا کہ میں لکھی ہوں کہ یہ پرچہ لکھا ہے کہ اہل دین و گور مولوی اشرف علی صاحب کو دلی کہتے ہیں میں سلیم کہ چاہت ہوں کہ وہ اہل مولوی اشرف علی صاحب دلی ہیں یا نہیں؟ اور کہ وہ دلی ہیں تو کچھ کہہ کر کیا کہنا چاہتا۔ دینے بھائی (بقیہ حاشیہ پر صفحہ آئندہ)“

دیکھا اند نہ بانی جواب دیا کہ ۔

” سوئی اشرف علی کا فریہں ۔ ان کے انشہ و نسلہ بھی کا فریہں ، اللہ سے کہیں قسم کا قسم نہ دیکھنا چاہیے :
میں نے عرض کیا کہ آپ اس کو کھ دیجئے ، میں دوسرے ملازم سبیل سے میں جواب لکھا ہی گا ۔ تو مولوی صاحب
ملہ فرمایا کہ بظاہر دوسرے کے بڑے مدرس صاحب سے لکھاؤ ۔ میں اس کے پاس حاضر ہوا ، اس نے مجھ کو مولوی سید احمد
صاحب کے پاس بھیج دیا ۔ اور اس نے وہی پوچھ لکھا جو مولوی حامد شاہ صاحب نے فرمایا تھا ۔

بقیہ حاشیہ ص ۱۰۲ : عہدہ یا نعل ۔ اور ایلی کر کہتے ہیں ؟ ۔ فراموش کر مولوی احمد رضا خان صاحب ۔
و حاشیہ ص ۱۰۳ : لہ جو کوشتہ سنہ سے لاکھروں ذخیل آباد : ایسی تیکڑی چھوڑ کر اپنے اسلاف کی سنت کو تار و کر وچ میں دیکھ
تہہ الجواب : اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس سرور و د عالم نور مجسم شیعہ منظم علیہ السلام علیہ وسلم
کی شان اقدس در پیش میں ترجیح دیکھ کر کلمات معجزہ لکھے ہیں ۔ علامت عرب و دہم نے ایسی کلمات کہنے والے
کو کافر خارج از اسلام فرمایا ہے وہ کلمات یہ ہیں ۔

” آپ کی کتاب تہذیب پر علم غیب کا حکم کیا ملتا اگر قبول نہ فرمائیے ہوتا رہا نہ تہذیب امریہ سے کہ
اسی تہذیب سے باب سبعین شیعہ یا کعبہ ۔ اگر بعض علوم غیبیہ سزا میں تو اس میں حضرت علی کی کیا تخصیص ہے ۔
ایسا علم تو تہذیب و عہدہ برصی و کتبہ بکر میں میرا نہت و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ؟ ۔ حضرت علیؑ
اشرف علی تھانوی و ابی جگر و دیوان کا پیشوا ہے ۔ وہابی اسے کہتے ہیں کہ جو محمد بن عبد الوہاب نجدی و جد مولیٰ کریم صلی
و علیہ وسلم کی شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتا تھا ، کاتب چوبیسی جو شخص رسول کریم صلی
و علیہ وسلم کی شان و رفیع میں گستاخ کر لے وہ ابی کا خط اس کے لئے مستند ہو گیا ۔ صورت مذکورہ میں محمد و ثقیل اشرف علی
بقیہ حاشیہ ص ۱۰۳ : ”

” نہ عجیب کی پہلی اندیشہ کی قابل غور ہے کہ اصلی عبارت مخطوط ملاطیان میں خطا ہے ایسا علم غیب ” ہے اور اس عجیب
تہذیب میں نہ مخطوط ” عجیب ” کو ہذا کہ صرف مخطوط نامہ ” عجیب ” ہے ۔ اور اس طرح غلطی ہونے کو دیکھ کر میں ڈی کر گراؤ کرنا چاہتا ہوں
ایسے سلطان محمد ظفر کی سنت مستند پر عمل کیا ہے ۔ فقہ و باطن میں ضروری نظمیں ۔ (و مرتب)
www.besturdubooks.wordpress.com

پھر میں نے وہ فتویٰ مولانا رفاعت حسین صاحب حمادی کے سامنے پیش کیا انھوں نے خاص کار دیکھا اور کفر کے فتوے کو غلط، باطل ثابت کیا۔ اس کے بعد میرے انہیں مولانا نے وہ جو بروی مبارک خاندان صاحب کے خاص

دعوتی عارضہ منکر گزشتہ کی عبارت مذکورہ پر مطلع نہیں ہے تو اسے مطلع کر دیا جائے۔ اعلان پانچ کے بعد اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے قطعاً عید کی اختیار کی جائے۔ اس سے قبل جن، سلام، الحکام، اٹھا، چٹا سبہ سلیم ہے۔ قالی غفلت ولا شرکنا، انا الذین ظلموا انفسنا کفر الشا۔ واللہ اعلم۔ فقیر محمد سرور دارالحمہ خیرہ الامام گروہ حمادی تہ عارضہ منکر ہوا۔ مہر شب و نماز و اسحق و رافعت حسین خیرہ اس کا فقیہ نہیں ہے کہ غفلت ان دین میں اس کا شہرہ اور وہ فتویٰ غریبی اس کا کام ہے۔ البتہ اپنی اعتقاد اور اعتقاد اس کے مطابق حسب توفیق و احسن کی حمایت اور اعلیٰ کے خلاف بھار کا جذبہ اپنے خدا عزوجل دیکھ کر ہے۔ چونکہ کوئی سرور احمد صوبہ کے اپنے اس فتوے کفر میں نہایت بد روی کیسے تھے نہ وہ صرفت کاغذی کیسے اس نے غلطی از العصبانیت صاحب شہرہ صاحبہ سال کے امور پر تاجیز کے اس کفری فتوے کا مختصر جواب کہہ دیا۔ اس کا نام بھی یعنی احباب کی خواہش پر "ابطاش شدہ بر ختمی عینہ" لکھ دیا گیا۔ قانون کی آگاہی کے لئے وہ جواب لہجہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

عاضہ وصفا۔ انا عید۔ اسلم ہونا چاہتے تھے عید نے اس جواب میں اپنے
ابطاش شدہ بر ختمی عینہ
محمد طہ محمد ثانی امین مولوی احمد، سخا خان صاحب بریلوی کا استیجاب

کر کے ہر نے نہایت سخت خیانت اور شرارت کی جو دینی سے کام نہایت، خاصاً حسب بریلوی نے جو خط نامیان کی یہ عبارت اسی طرح ناقص نقل کر کے اور اس میں تحریکات کر کے اعلیٰ بریلوی کے سلسلے میں پیش کی تھی اور جن حضرات کو دھوکہ دے کر اپنے فتویٰ کفر کے لئے تصدیق کرا لی تھی اور میں وہ بد جوئی کہ حسب اس عبارت کا صحیح مطلب اعلیٰ بریلوی نے تعین کر کے سامنے لکھا تھا تو ان حضرات نے اس کو بائیں سے بخار اور ناقابل اعتراض بتلایا اور صاف کھد دیا کہ ایسا کھینچے اور صحیح عقیدہ سن لیتے۔ علامہ حرمین کا یہ آخری فتوے در الصدقات و۔ لکھنا صحت و بے غرضیہ میں سال سے شائع ہو چکا ہے۔ بر حال بریلوی صاحب نے بھی اس عبارت کے متعلق یہ خلاف روایت کاروائی کی تھی اور انہیں کی اعتدال میں اس عجیب نے بھی یہی طرہت کی ہے اور عدت کو ناقص نقل کر کے وورد لکھا اس کا سامنے اور باقی ورا لکھ دیا فقیر عارضہ منکر آئندہ۔

آدی تھے، مجھ سے کہا کہ ان جگہوں کا ٹھیک فیصلہ منظور ہو۔ لیکن ہم سولوی شغور احمد صاحب مدظلہ کے
 امدادی سربراہ احمد صاحب کے درمیان متفقہ کرارہ ۱۱ دنوں کے امتحان اور وہ تو فی عالم کی ہر قسم کی ذمہ داری سنبھالیں گے۔

وبقیہ حاشیہ منقولہ شمس، جانا تو کسی کو کوئی شہرہ ہوتا۔ چونکہ خلاۃ الایمان کی اس عبارت کی توضیح علامہ اہلسنت نہایت
 شرح و بسط کے ساتھ کر چکے ہیں۔ لہذا خود حضرت علامہ شغور احمد صاحب مدظلہ بھی ”سہ طہینان“ میں اس مسئلہ کا کافی تسانی
 جواب دے چکے ہیں اس لئے اب کسی مزید تفصیل کی قحاجت نہیں۔ ہاں مختصر آقا محمد لیا جائے کہ حضرت شغور احمد
 زید مجتہد اس بڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی مقدار میں کلام نہیں فرماتے ہیں بلکہ آپ کا علم نور منہ خلا
 و عالم الغیب، مکہ اطلاق کا جواز عدم جواز اور کتب عرب و کتابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ
 عالم الغیب، اسے یاد کرنا درست نہیں۔ اور اس وجہ سے ایک دلیل سوائے اس مقامات سے پہلے بیان فرما چکے ہیں۔ یہ
 مقامات دوسری دلیل کہ ہیں میں کا حاصل صرف یہ ہے کہ جو گمراہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے
 ہیں اس سے دریافت کیا جاوے کہ تو مجھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہو تو کون بنا پر۔ کیا اس وجہ سے کہ ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے نزدیک تمام خوب بفرقتا یہ کہ علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو بعض خوب کا علم
 پہلی بات تو اہل بی باطنی ہے اور سولوی احمد رضا خان صاحب بھی اسی کو خاص لفظاً ”میں باطن کہتے ہیں“۔ یہی وہ فرق
 ہے یعنی یہ کہ آپ کو بعض خوب کے معلوم ہونے کی وجہ سے علم الغیب کہہ جاتے تو اسی صورت میں تمام اقا و اہل مذاہب
 جس کو بھی بعض خوب کا علم ہو گا اسی کو تم علم الغیب کہہ دیا کرو گے، تو میرا یہی حصہ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا امتیاز
 نشان رہے گی۔ نیز کہ غیب کی بعض باتوں کا علم قرآن مجید کو کسی طرح سے ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ بات نرائی کے علاوہ
 اندیزوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ پس تمہارے اس مادہ پر لازم آئے گا کہ دنیا کی حقیقتیں مقرر چیزوں کو بھی عالم الغیب کہو
 (بقیہ حاشیہ منقولہ شمس)

لے اس کا ثبوت قرآن آیات احمد رضا خان صاحب کی تصریح سے بھی مدعا ہذا میں آئندہ آئے گا۔

لے جو فیصلہ منقولہ کے نام سے اس مجموعہ میں مشتمل ہے۔

چنانچہ من لوگوں کی طرف سے سلعہ پیر خان صاحب، مولیٰ محمد صاحب اس کام کے انجام دینے کے لئے منتخب ہوئے اور میں بھی نیاہ ہو گیا۔ اور ہم لوگوں نے ایک سحر لکھی جس میں مولانا محمد سلوود صاحب سے یہ درخواست کی گئی کہ ہم لوگوں کو

دبیرہ حاشیہ معزز شہ: یہی اگر تم جواب دو کہ ہاں ہم تو سب کو عالم غیب کہیں گے تو پھر حضرت پروفصلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کہتے ہیں آپ کی کیا خاص قرینہ ہوئی۔ جب کہ تمہارے نزدیک غیر انسان کو بھی عالم غیب کہنا جا سکتا ہے۔

یہ ہے حضرت سلیم الامت مولانا عثمانوی دہلوی کی اس عبارت کا مختصر خلاصہ، اگر قصیدیں مطلب پر تو قریب ایسا تو اللہ تعالیٰ عبادین اور مسکونہ انعم کی چوتھی بجائے حافظ قرآنی جادوے۔ میر علی حضرت مولانا کی اس عبارت کے سن کر کہنا کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ یا آپ کی شافی اقدس میں گستاخی ہے، تو سخت بیادنی اور اعلیٰ درجہ کی بیادنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ "سلیم جہان" میں مسکونہ کے اس نا پاک افراد سے اپنی برادری اور بیزاری کا اعلان فرما چکے ہیں۔

یہاں تک تو اس جواب پر تنقید تھی۔ اب اعلیٰ مقامی کا صحیح جواب ملاحظہ ہو: گو جو شخص حضرت عثمانوی کو عالم غیب سے اہل ان کی کلمی ہماری کتابوں پر عمل کرنا ہے وہ سراسر جی پر ہے۔ ایک ننگ حضرت صدر مباح اس وقت کے اکابر علیہ رضائی میں سے ہیں اور آپ کی کتاب نے ہندوستان کی سرزمین میں رشاد و ہدایت کے دیا بلکہ ہر دن ہند میں بھی فیرونی و بلات کے چشمہ بہا رہے ہیں۔ بہت سے گروہ لوگ صرف حضرت صدر مباح کی تالیفات کا مطالعہ کر کے راہ راست پر گئے۔ میر عبد اللہ حضرت کے توفیق میں ہزاروں سے اربہ نگار و شافعی ہیں جن کی زندگی ایمان و عرفان کا صحیح تر ہے۔ ہم دینا نہ لکھتے ہیں، وہ مشاوت دے سکتے ہیں کہ ہندوستانی حضرت والا کی تصویر قدیر میں سے جس میں کوئی گھٹا گوشہ اور چیم آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے جس کو اس میں ننگ ہوا اس سے جو حرف اشاعتی کریں گے کہ وہ باطل کی آوازوں کا رشتہ حاشیہ معزز شہ: — — — — —

سربراہ: عہدہ صاحب اور آپ کے مدعیان منظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ یہ ٹکڑیہ کرکے منظرہ کرنا ناچھڑ منظرہ صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ:

و بتیہ حاشیہ صغیر گزشتہ سکا پہلے باطن کو پاک کر کے ایکس و فو حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ درباری
ان سردمہاں کی تعریف کرتے۔ دہاگشی شخص کا حضرت مولانا کا نواختا نواختا غلام کو دانی کہنا سہوہ کوئی نصیب کی بات نہیں
ہوتی اتنی جہ کہ ابھوں کو براکتے ہیں

حبیب کہ عہدِ نبیؐ، فاروق اور عثمانؓ اور رضی اللہ عنہم اچھے ہیں کہ اگر وہ سناٹے کھینچنے والے بھی سی دیں تو
جستہ ہیں تو پھر یہ کون سے قویب کہ مقامِ چہ کہ کسی ملایم سناٹے کو برا بھلا کہتا ہے۔

ہندوستان کے عام قابل برحق سنت اور پابند شریعت کو کہ اپنی کہنے میں - تقریر پرستوں کے نزدیک بڑے
شخص دہانی ہے جو تفسیر داری کی مشرکانہ رسم سے منع کرتے۔ اس طرح قبر پرست ہر کسی نما پرست کو کہ اپنی کہنے میں
جو تقریر سنتی کے خلاف تمام کرتے۔ مسجد قبر، برستہ قبر، اور لوہے قبر و جنوہ و جنوہ دعوات و سکرات کو منع کرتے اور
ان میں غلطی میں اس کو دہانی کہہ جاتا ہے جو مسجد اور قبا بازی کے حرام ہونے کا دفع کرتے۔

میں مگر وہ ایت اسی کا نام ہے تو بن سگ حضرت سلیم السلام علیہ السلام کا بیٹا مولیٰ مریض نہیں اور ان کے خدا رحمت ہے حضرت ادرک کثرت کرتے دہلی میں اور اسی دہلی میں تیرے والد میں بعد بھی تازہ گری تھی وہ ہے ۔

خدا کا ارادہ محمد پر عین حق است گناہ گسار مسلمان مجرم باخوشند

اللہ اور دعا سیرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پر مسلمانانہ آپ کی شان اللہ میں امانت اور محبت کی گمان ہے تو حضرت تھانوی اور آپ کے متوسلین اس سے اسی طرح برائی اور بیزاری جس طرح کہ دوسرے صحابیات کفر سے۔ جماعت زہد ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن یا آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا خدا کا دشمن اور بدالآباد کے لئے جہنم کا سردار ہے اور دنیا میں راجعہ القیاس ہے اور خدا کی زمین کو اس کے ناپاک و جو سے پاک کر دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ شہید۔

پس مسائل کا بڑا حصہ ہی جو حضرت مولانا عفتا ثوی کی کتاب میں دیکھتا ہے اس سے تعلقات منقطع کرنا حرام اور

میرا اور مولوی حامد رضا خان صاحب کا تحریری مناظرہ جاری ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے
مولانا جلیلہ رضا خان صاحب سے میرے مناظرہ از سنا میں کا جواب اصالت یا وکانہ دوا ہے
اور اگر مولوی میرا اور احمد صاحب ہی سے مناظرہ کرنا ہے تو میری شخصیت بلاوجہ ہے۔۔۔۔۔

اور تقریباً یہی جواب مولانا نے اپنے قلم سے لکھ بھی دیا۔ لیکن جب میں نے اسی پر ضرر کیا ہے تو آپ خود ہی اس کو
منظور فرما چکے۔ تو آپ نے ان دنوں عنایت میری درخواست کو منظور فرما لیا۔ اور پہلے جو چند سہری آپ نے لکھی
تھیں ان کو توہ نہ فرما کر اسی درخواست کے ذیل میں اس مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مندرجہ بالا تحریر میرے سامنے پیش کر کے مجھ سے تیار ہو کر
تیار کے متعلق سوال کیا گیا۔ میں متوکراً علی اللہ تعالیٰ عرض کرتا ہوں کہ تمام تراجم امور میں
جرتیبہ الایم فالایم (جو خدا صاحب کا سطر ہے) مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ
کرنے کو تیار ہوں۔ جس کے انتظامی عدالت مولوی حامد رضا خان صاحب فرمائیں گے۔
واللہ شہ اول و آخراً ۛ

کچھ منظور نعمانی عفا شرعہ

۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ

بقدر حاشیہ مسطور گوشہ، جہیزین گناہ ہے اور ایسے شخص سے قطع تعلیق کرنا نہ دینے والا اس صاحب و خدا سرجمت میں ہے
میں کے متعلق قرآنی حوزہ کا بیان ہے۔

وَقُطِّعُوا عَنْ أَهْلِ اللَّهِ بِمَا أَنْتُمْ بِمُؤْمِنِينَ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ جُزْءًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (بقرہ ۲۴)
واللہ تعالیٰ اعلم وذل آتم واکمل۔

حرم رد العبد للواجبی الی رحمة رب الکوسین محمد

المعد عن مرقاقت حسین غفرلہ ربنا شفیع

۱۳۵۳ھ

والفوسین المبرورین وعلنا دہم مری نسا ولاحقر مذہباً یوم عاشوراء صوم لشرم
لہ حاشہ مسطور اللہ

مولانا کی بیگزیر مولوی حامد رضا خان صاحب کے من مریدین و متفقیوں نے مجھ سے ملی اور مولوی شاد احمد صاحب کے پاس سے گئے۔ انہوں نے تحریر فرمائی۔

اعلیٰ حضرت گرفتار نہ رہے، حقیقت مولانا محمد منظور صاحب کا یہ سنائی فراق حوصلہ شکنی کا انہوں نے مولوی حامد رضا خان صاحب کو فریفتگی کے لئے بدستور مناظرہ کا شکای صدر تجویز کیا۔ لکھا کہ "اور جب کے ساتھ اس سے زیادہ کوئی رعایت نہیں ہو سکتی بلکہ یہ محمود کی وجہ سے مولوی حامد رضا خان صاحب کو مولانا سے اس قدر گریہ کہ وہ اس صدارت کے لئے بھی تیار ہوئے۔" (پج ۳۵۰)۔ یعنی ۱۹۰۵ء و انہوں نے ان کے



اعلیٰ حضرت فرمایا: "میں نے ہم جہیز کے لئے مولوی سردار احمد صاحب کے لئے لکھا کہ وہ مولانا سے ملے اور مولانا کے لئے نامہ لکھو کہ مولانا محمد منظور صاحب کو۔ اور مولانا بھائی کو بھی یہ بھائیوں کا لیکن تحقیق اور تحقیق سے معلوم ہو کہ مولانا کا وہی حقیقت مولوی حامد رضا خان صاحب کی تھی۔ کیونکہ مولانا محمد منظور صاحب نے انگریزوں میں مولوی حامد رضا خان صاحب سے ایک فیصلہ کن تحریری توطعہ شروع کر رکھا ہے اور حسام انگریزوں کی جادو اور بھاشن کے متعلق مولانا موصوف اپنا دعویٰ نہایت مدلل طور پر پیش فرما چکے ہیں جس سے مولوی حامد رضا خان صاحب نے اور ان کے پیروں کی کوشش تمام کر دیا ہے۔ اور وہ خود شدید مطالبہ کے مولوی حامد رضا خان بھی ملک میں کے جواب میں خاموش ہیں۔ یہ جواب دینے والے تین جیلوں کی ہتھکڑی سے دی جہ برہان مولانا موصوف کی اس سخت گرفت سے نکالتے ہیں کہ مولوی حامد رضا خان صاحب نے یہ پال جیل تھیں اور اس وقت اس میں یہ سوچ تھی کہ مولانا محمد منظور صاحب مولوی سردار احمد صاحب سے فی طبع گوارہ و ذوق نہیں گئے۔ کیونکہ وہ ان کے قریب نہیں ہیں اور اس میں فرق ایسا اعلان کر دیں گے کہ مولانا محمد منظور صاحب بھائیوں کے سامنے ہوں۔ مولانا محمد منظور صاحب کو نامہ لکھ کر کہ یہ تحریر لکھی گئی تھی اور حقیقت لکھائے دے لے خوب بھائی تھی۔ مگر قسمت یہی تھی کہ مولانا موصوف نے محمد شہیر صاحب کے ہمارے پہلے لکھا کہ کفارت مولوی سردار احمد صاحب

” بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تجھے واقعی علی و مراد الکبیر۔ فقیر کے سلسلے ائمہ کبریا کی گئی ہیں۔
 مولوی منظور صاحب نے فقیر کے ساتھ منظر کی تیاری کیا۔ دیکھا ہے۔ فقیر کو بڑے مناظر سے لگا
 نہیں۔ مولوی منظور صاحب کا چینی منظرہ فقیر کو بڑے منظرہ سے لگا لیا۔ مولوی منظور
 کو لگا چاہا۔ فقیر بھی کچھ کہتے تھے ان امور میں مناظرہ کے لئے تیار ہے اور انتظامی امور سے فقیر کو
 کوئی تعلق نہیں۔“

فقیر مرزا احمد منظور لاہور

۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ = مکر و سیدی

یہ تھے انعقاد مناظرہ کے وہ اسباب جو بانی مناظرہ نے خود اپنے قلم سے لکھے ہیں۔

(ماخوذ از اشتہار جناب محمد شعیب صاحب بانی مناظرہ مشہور ۱۴ محرم ۱۳۵۵ھ)

۲ آغاز مناظرہ سے پہلے جو امور رضا خانی حضرات کی طرف سے چلے وہ بے حد اہم اور کچھ کم دلچسپ

نہیں لیکن ہم بقصر اختصار ان کو چھوڑ کر ایندھن کو جس منظرہ کی سیر کرتے ہیں۔



دعوتِ حاشیہ مسعود گوشت: سے منظور کرنا منظور فرمایا۔ اور مروری ماہ ہنا خان صاحب کی سہمی سید علی بانی پھر گیا۔

واللہ لا یغدری کینہ الغائبین و یحکموا و یحکموا اللہ و اللہ خیر لکابرین ۱۴ مرتبہ

مناظرہ کا پہلا دن

۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ یومِ شنبہ

مناظرہ کا وقت رضا خانی صاحبی سنہ ۱۴ ہجری سے مشدّد کے دس بجے سے منقولہ تھا اور مولانا محمد منظور صاحب صاحبہ اصحاب کے تقریباً ساڑھے نو بجے مدرسہ شافعیہ میں دو جو جامعہ رضویہ کے قریب ہی واقع ہے، پہنچ بھی گئے تھے اور آپ سنے اس کی اطلاع بھی بالیٰ منظور کو کرادی تھی۔ لیکن چونکہ فتنہا میں منظر و خطبہ کی کسی کا دعائی کے لئے تھکان میں جوتے گئے تھے اور وہ گیا اور بجے تک وہاں سے خارج ہوتے ہیں اس کے بعد مولانا کو بیٹھنے کے لئے قفسے میں لے آج کے دن کی کاروائی جاری رکھنے کے قریب شروع ہوئی۔ وہ بیٹھنے کی طرف سے جناب مولانا رونق علی صاحب اول مدرسہ شافعیہ قریب صحنہ مقببولے۔ اور رضا خانی صاحبان کی طرف سے مولانا حبیب الرحمن صاحب جہانوی۔

اس کے بعد موضوع مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہ مناظرہ چونکہ آپ کے مرکز میں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہی فیصلہ کن مناظرہ ہو۔ اور تمام اختلافی مسائل پر اس میں بحث ہو۔ اسی لئے میں نے اپنی پہلی تقریر میں تمام نزاعی امور کا اٹھ لکھا ہے اور آپ نے بھی اس کو منظور کر لیا ہے چنانچہ آپ کی تقریر میں یہ الفاظ امر جو ہیں کہ "وہ دینی غیر منظم ہیں" اور میں مناظرہ کرنا چاہوں غیر بھی مجھ سے تعارض ہے ان امور میں مناظرہ کے لئے تیار ہے۔ "لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ مناظرہ تمام مسائل مختلف خیال پر ہو۔

مولانا سردار احمد صاحب نے فرمایا کہ اس مناظرہ کی بنیاد میرے اس فتویٰ پر ہے جس میں میں نے حضرت مولانا کے مصنف مولانا اشرف علی صاحبہ کی تکمیل کی ہے۔ لہذا یہ مناظرہ محض حفظ الایمان کی عبادت پر ہوگا۔

مولانا محمد منظر صاحب نے فرمایا کہ جب کہ آپ خود لکھ چکے ہیں کہ میں ان تمام اسرار میں مستغرق ہو گیا ہوں
 جن پر محمد منظر صاحب نے تحریر کیا ہے کہ مستغرق کا وقت آگیا تو آپ دوسرے مباحثات کیوں کر کر سکتے ہیں
 وَتَقَعُ كُنُفُهُمْ تَسْتَوِي السُّوْتُ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْفُتَهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهَا
 إِنَّهُمْ سَاطُورُونَ : (ان جلد ۲ ص ۵۵)

اسی کے بعد مولانا نے ثابت کیا کہ اگرچہ اس فقرے میں آپ نے صرف عقائد الایمان ہی کی عبارت لکھی ہے
 لیکن آپ حضرات کی تکمیل صورت اسی ایک عبارت پر مبنی نہیں ہے اس نے فقط حفظ الایمان کے مفہوم سے و
 صرف مسئلہ تکمیل کا بھی قصہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ دوسرے مسائل ۔ لہذا اس صورت میں مناظرہ بالکل بے سود ہو گیا
 پھر مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج بھی اہل بریل پر پورے طریقے سے تمام بحث کرنا
 ہے ۔ حق تعالیٰ نے صرف اپنی عنایت سے مجھے آج یہ موقع دیا ہے کہ بریل کی وہ سادہ لوح پیکچر جو حاضری میں
 اور طبردارانِ محمدیہ کے غلط پیکچر سے کی وجہ سے جاری بات منہ حرام سمجھتی ہے ۔ آج وہ میرا مناظرہ سننے کے لئے آئے
 ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس محبت میں دوست محمد پر صداقت کا پیغام سنا دوں ۔ اور ہر اختلافی مسئلہ کے متعلق
 قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا اور اپنے کارکن کا قطع نظر فرما کر دوں ۔

لَبِئْسَ الْبَرَكَةُ حَقَّ حَقِّكَ عَنْ يَسْتَقِ ثَوْبِي يَحْيَى حَسْبُ حَسْبُ حَسْبُ : (بالنظارہ ص ۵۶)

مجھے معلوم نہیں کہ پھر کبھی یہ موقع کبھی کو میرا جو یا نہیں ہے

اترے جس میں احباب ۔ حال ولی گھر سے

پھر انفسات دل و دستان وہ ہے نہ ہے

بہت دیر تک اسی یہ گفتگو ہوتی رہی ۔ مولوی سردار احمد صاحب چاہتے تھے کہ صرف عبارت حفظ الایمان

پر مناظرہ ہو ، اور مولانا محمد منظر صاحب کا اصرار تھا کہ تمام مسائل پر بحث ہو ۔ بالآخر ایک بار مولوی سردار احمد

صاحب کی زبان سے نکلا کہ ۔ جناب محمد شہید صاحب بانی مناظرہ یہاں مجرم ہیں ان سے دریافت کر لیا جاوے

کہ وہ کیا چاہتے ہیں ؟ میں نے محمد شہید صاحب نے فرمایا کہ میں تمام مسائل پر مناظرہ کرانا چاہتا ہوں تاکہ سچ

طور پر حقیقت روشن ہو جائے ۔ بالی مناظرہ کے اس فیصلہ کے بعد مولوی سردار احمد صاحب کو کوئی چار دن تھا ۔

جز خذ ان کو ماننا چر کو مناظرہ تمام مختلف ذریعہ سنا میں ہو گا۔

اس کے بعد مباحثہ کی ترتیب کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اگر میں اپنی طرف سے کوئی ترتیب پیش کروں تو ممکن ہے آپ کو اس سے اختلاف ہو، اس لئے بہتر یہ ہے کہ مباحثہ کی ترتیب وہی رہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے تئیکیزی فتوے ”حسبہم الخیرین“ میں قائم کی ہے یعنی مولانا عیادت محمد زکریا صاحب پر گفتگو ہو۔ اس کے بعد اس جملہ فتوے پر جو حضرت تئیکیزی مرحوم کی طرف سے مذکور کیا گیا ہے۔ بعد ازاں عیادت براہین کا طعن پر۔ اس کے بعد عیادت حفظ الامانی پر۔ یہی ترتیب مولوی احمد رضا خان صاحب کی قائم کردہ ہے، امید ہے کہ اس سے آپ کو کوئی اختلاف نہ ہو گا۔ تئیکیزی ان چاروں بحثوں کے بعد دوسرے اختلافی مسائل پر بھی اہم خانہ ہم کی ترتیب کے گفتگو ہوگی جو مولوی احمد رضا خان صاحب کا سلسلہ اہل ہے۔ مولوی سردار احمد صاحب نے فرمایا کہ اگر ترتیب منظور نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے حفظ الامانی پر گفتگو ہوگی، دوسرے مباحثہ کے متعلق اس کے بعد دیکھ جائے گا۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ ترتیب پیش کی ہے وہ میری اہماد کردہ نہیں ہے بلکہ آپ کے اہام فرمایا مولوی احمد رضا خان صاحب کی قائم کردہ ترتیب ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس میں کوئی نقصان ہے تو میں کچھ سوچ کر دیکھوں گے مگر میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی ترتیب کو چھوڑنا بالکل بے جا ہے۔ دوسرے یہ کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کوئی باطل تو نہیں ہے اور آپ سے تو یقیناً زیادہ علم دیکھتے تھے۔ انہوں نے جو ترتیب قائم کی آخر کچھ سوچ کر ہی تو قائم کی ہوگی، آپ کو اس سے کیوں اختلاف ہے؟ جب کہ خود انہوں نے حفظ الامانی کی بحث کو سب سے آخر میں رکھا ہے۔ تو آپ اس کو سب سے پہلے دیکھ کر کیوں متصر ہیں؟ اچھی تو مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا ابھی سے آپ اپنے اعلیٰ حضرت کا دامن چھوڑنے لگے گا۔

سبحر ہے دور تھما رنگ تو ابھی ہے۔

غرض مباحثہ کی اس ترتیب کے متعلق بھی بہت دیر لگ گئی تھی جاری رہی، اور مولوی سردار احمد صاحب کا یہ برہمچاری کہ پہلے حفظ الامانی کی عیادت پر گفتگو ہوگی۔ مولانا محمد منظور صاحب نے بار بار دلائل سے سمجھایا لیکن مولوی سردار احمد صاحب زمین پر کھڑے ہوئے اور اپنی اس جگہ سے اٹھے۔ بالآخر بعض غلط فہم مناظرہ نے

مولانا محمد منظر صاحب سے عرض کیا کہ جب آپ کو معلم مباحثہ پر گفتگو کرنی ہے تو اس میں کیا سراج ہے کہ پہلے حفظ الایمان کے مضمون بحث ہو۔

مولانا نے فرمایا درحقیقت میرا اس میں کوئی سراج نہیں مگر عاقبت یہ کہ مولوی سرور احمد صاحب کو پہلی گفتگو سے اس نتیجہ پر پہنچا ہو کہ وہ دوسرے مباحثہ پر گفتگو کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ اور یہ خیال ہے کہ حفظ الایمان پر غور پس کی گفتگو کرنے کے بعد وہ کسی حیلہ سے مناظرہ ختم کر دیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ دوسرے مباحثہ پر پہلے گفتگو ہو اور بعد میں حفظ الایمان پر تاکہ مناظرہ نامکتم ختم نہ ہو۔

اس کے جواب میں رضا خانوں کے بعد مولوی حبیب الرحمن صاحب ہند نے کہا کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ حفظ الایمان کے بعد دوسرے مباحثہ پر بھی گفتگو ہوگی آپ صرف اس کو ان وجوہ کے پہلے بحث نہ کرنا۔
پر ہو۔

مولانا محمد منظر صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ اپنے منظر صاحب سے بھیج کر اس کی ضرورت لکھ کر حفظ الایمان کی بحث کے بعد دوسرے مباحثہ پر بھی وہ غور گفتگو کریں گے۔

مولوی سرور احمد صاحب نے اس موقع پر ایک عجیب و غریب شاخسانہ نکالا فرماتے تھے کہ میں جناب جب میں حفظ الایمان کی حیثیت کا کفر جو ثابت کہ میں اس کی وجہ میں قہر میں کہیں فرمیں دوسرے مباحثہ پر گفتگو کرنا گا اور جب تک آپ حفظ الایمان کے کفر سے توبہ نہیں کریں گے میں ہرگز اس وقت تک دوسرے مباحثہ پر غور نہیں

میں اللہ کی عیب شناسی ہے کہ مولانا کا یہ خیال صرف بکثرت صحیح ہوا جیسا کہ ناظرین کو دو بارہ بار کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ حدیث شریفہ میں ہے: *اقتوا فرائس المؤمن فانہ منظر بنو اللہ*۔ ہاں یہ کہ ناظرین اس صحفہ شریک کے دو ہیں اور وہاں ناظرین کی مسکونیت کا نام کریں۔ یہ ہے عطا خانہ کے کہ بائے لغز ہدی و موجودہ شیخ الحدیث۔ ناشر اور منظر کی کاسیت۔ اس پر ان ہنگامہ کو کہ حفظ الایمان کا بھی دعوے ہے۔ کہ عقل پر ہی ایمینس ؟ بلکہ ایک ان خطی صاحب کی عقل سے قرینہ بعینس ہی پڑی ہے۔

مردوں کا۔

مولانا مفتاح صاحب نے فرمایا کہ جناب مجھے تو معلوم ہے کہ آپ کسی عالم میں بھی دوسرے مسائل میں گفتگو نہیں کریں گے۔ مگر جبکہ آپ کا دل جانتا ہے کہ حفظہ ایمان کا عبادت خالص اسلامی عبادت ہے، اور کوئی کفر کا حامی قیامت تک اس کا کفر ثابت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے آپ یہ فرماتے ہیں، اگر دس عبادت کا کفر ہو تا کہ بت ہوگا نہ توہم کی قوت سے لے گی، نہ آپ دوسرے مباحث پر مبالغہ کو ٹیڈ ہوں گے، مثلاً مشورہ ہے، نہ توسل بہ مرگنا نہ راجا نیچے گی

آپ کی یہ شرط بالکل ایسی ہے کہ کچھ مسلمان دوسری سے مستند توحید و منکر رسالت و توحید و وحدت روح و مادہ پر مبالغہ نہ کر سکیں، جو مبالغہ مباحث کی ترتیب کا سوال آئے تو آپ کی طرح یہ نہیں فرمادے کہ نہیں جناب جب میں دس عبادت پر توحید کو بالکل ثابت کر دوں اور آپ اس سے توہم کہے بت پرستی کا انکار کر لیں تو میں دوسرے مباحث پر گفتگو کریں گا ورنہ ہرگز نہیں آئی، یہی بت پرستی کو اس مسئلہ میں دوسری کی یہ شرط طاعت قبلہ، حلیٰ ؟

غرض کہ کوئی مسلمان جو صاحب کی اس اولین شرط پر بھی گفتگو نہ کرے اور بت پرستی کے بعد دوسری شرط صاحب اپنی اس پہلے عبارت سے باز آئے اور انہوں نے دوسرے مباحث پر بھی مبالغہ کی تکرار نہ کی۔

اور آج کا پورا دن صرف انہیں دو باتوں میں ختم ہو گیا جس سے حاضرین کو بہت زیادہ گفت و ہی اور ہر کو بھی مخالفت و قہر کا بہت زیادہ ظالم ہوا۔



مناظرۃ کا دوسرا دن

۴۱۔ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ یوم جمعہ مبارک

سچ محمدؐ و آلہٗ الطہورینؑ، اہل بیتؑ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سبیل و ذوالاعلیٰ بھی مراد بادستہ شریف
نے آئے اور اہلسنت کی طرف سے صداقت کے لئے آپؐ کی کاغذ پر ہزار تحفہ جو کہ آپؐ کی ذات سے حامیان باطن
کو خیر معولیٰ صدقات پہنچے ہیں۔ درست سے مخالفت پر آپؐ کی ہزار ہا سرگرمیاں اور وعدہ و نذر پر عمل شریک و
برکت کے مرکزوں کو ویران کر دیا ہے اور لاجور و غیور میں اس کا کافی تجربہ ہو چکا ہے کہ آپؐ کی صدقات میں سے
رضا خانیوں کو کسی بے مبالغہ کار و دہائی کا رقعہ نہیں ملتا۔ اس لئے سب سے زیادہ رضا خانیوں کی طرف سے اس پر
امرا و بڑا کو مولانا مسدود صدموں۔ حالانکہ یہ بات بے شک و شک کی ہے کہ میرزا فیضی کو چاہیے گا کہ اپنے مدد منتخب کر لے گا۔
لیکن اس کے باوجود رضا خانی حضرات بالخصوص ان کے عہدہ صاحب سبیل و ذوالاعلیٰ اس پر اجماع دیتے کہ مولانا
محمد اسحاق صاحب سبیل و ذوالاعلیٰ کی اس بے جا ہمت کو اس کے مامرنے ٹھکرا دیا اور مولانا کی صداقت
میں مناظرہ کی کاروائی اس طرح شروع ہوئی۔

مولوی میرزا احمد صاحب سبیل و ذوالاعلیٰ تقریر فرماتے ہیں:

یا اللہ! رَزَّ سُوْلُکَ وَ تَعَزَّ رُوْدُکَ وَ تَعَزَّ قَبْرِکَ وَ تَعَزَّ حُرُوْدُکَ وَ اُجْبِلَا:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو عزت عظمیٰ عطا فرمائی اور حضرت انسان کو ان سب میں افضل بنایا۔ پھر
ان انسانوں میں ایک گروہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا جن کا کوہِ برایت کرنا ہے۔ اور ان کو دگرگست
سے تیار و مقرب اور معزز و بلند بنایا۔ پس تم کہہ کر ان کے غلاموں کو مرتد و تباہ کر دو ان کے توانی جواب دہ قیامت میں
www.besturdubooks.wordpress.com

چند عرصوں بات کے چاند کی طرح چمکتے سول گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَلْفَتْحَةُ لِبُحْبُورِ السُّبُورِ۔

پھر میں انبیاءِ رحیمؑ کے گرد میں سے ایک سبھی کرسب سے زیادہ برگزیدہ بنایا ، دو ہفتی چارے آٹماں کا دار سرکار، ایہ قرآنِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہ و نہیں کی شانِ پاک میں برآیت کریمہ نقالی ہوئی ہے ہر میں نے اس وقت تہذیب کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ اے محبوبِ جمع نے تم کو شاد اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اسی کے سوا اور بھی بہت سی آیتیں قرآنِ پاک میں حُسن کی طرح میں نکالی ہوئی ہیں۔ اللہ اکبر! خود خدا جس کا خارج ہو بھلا اس کی عظمت اور رفعت کا کیا کون۔ عکراؤ میں ہے کہ آج بہت سے لوگ خدا کے اس برگزیدہ محبوب کی توجہ کی کٹھ پیر اور پیر بھی ہیں کہ سبھی بلکہ سبوں کا پیشوا بنا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی شریف علی صاحب جو تہذیب و دین بندوں کے سرگرد و یکے جاتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب تحفۃ الایمان میں قصہ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ کہتے ہیں کہ جیسا علم ان کو ہے ایسا تو کچھ یا کچھ اور جانتے ہیں کہ عہدِ مکرر دی کو بھی حاصل ہے۔ دیکھئے ان کی اصل عبارت یہ ہے کہتے ہیں۔

” پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا کہ قبولِ نبوت اور صحیح ہو کر دینا ذاتِ طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کس غیب ؟ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حُسن کی کیا شکایت ہے ایسا علم غیب قرآن و عہد و کبر پر بھی دیکھو جو عہدِ حیوانات و نباتات کے لئے بھی حاصل ہے ۔“

دیکھئے اس عبارت میں حُسن کی کتنی بڑی قرینگی کی گئی ہے اور آپ کو کبھی سخت کالی دی گئی ہے کہ سداً از غیب غلظ آپ کو کہے عیناً جانیوں اور داکھوں کو بھی ہے۔ قرآنِ قرآن

انکی انسی گستاخی کی وجہ سے میں نے اپنے فتنے میں ان کو کا فر لکھا ہے۔ ادھر یہاں یعنی ہے کہ جو بھی حُسن کی قرین کرے خواہ وہ میرا آپ ہی کیوں نہ ہو وہ کافر ہے اللہ میں اس کے منہ پر کبہ دروں کا کو تو کافر ہے۔ ہم کو خدا سے زیادہ کوئی پیر نہیں۔



خلیفہ مسند کے بعد :

مولانا محمد منگھو صاحب کی پہلی جمالی تقریر

نَبِّئْنَا اَفْتَحْ نَبِّئْنَا وَيَبِّئْنَا قَوْمَنَا

بالعق وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاعِلِيْنَ يَا مَعْيُنُ يٰلَا تُسْقِطِنِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 حاضرین کرام ! آپ حضرات نے میرے فاضل محترم مولوی سرمد احمد صاحب کی تقریر سے آپ نے پہلے تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ فضائل بیان کئے ہیں جن سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا ، بلکہ جو کچھ آپ
 نے بیان فرمایا ہے وہ تو آپ کے حقیقی مضامین و کمالات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ؛ اس کو آپ کی شان عالی سے وہ
 نسبت بھی نہیں جو نہ کہ کافرانہ ہے ۔ درحقیقت آپ ہماری غنوی حتیٰ کہ کئی انبیاء کے بھی سرور ہیں ۔ اور
 ایک حیثیت سے سب سے پہلے آپ کے اسمی ہیں ۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں :

لَمَّا مَشِيَدَ وَلَدِ اَدَمَ رَا فُخْرَ رَبِّيْدِي فَرَاوِ الْحَمْدَ وَلَا فُخْرَ وَعَا مَنِ

بَنِي جَوْشَدَ اَدَمَ فَمَنْ سَوَاهُ اَلَا تَحْتَ لَوَاقِبَ وَلَا فُخْرَ -

اور ایک دو مرتبہ روایت میں ہے ۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ الْمُرْسَلِيْنَ وَصَاحِبَ سَفَا حَتَمِهِ

اور ایک روایت میں ہے ۔

اِنَّا اَحْيَيْنَا اِذَا قُتِلُوا وَاَنَا خَلِيْفُهُمْ اِذَا اَفْتَتُوا وَاَمَّا حَبَشُوهُمْ اِذَا يَسْتُوا

تھے جن کی نبی آدم کا سرور ہوں اور مجھے اس پر ناز نہیں اور میرے ہی اختیار میں ہے کہ مجھنا جو لوگ اہل مذہب سے بھی
 حتیٰ کہ حدیث آدم اہل ان کے علاوہ سب کے صاحب میرے ہی حشر کے کئی نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر بھی نہ جیسی تشریف
 تھے قیامت کے دن میں سارے رسولوں کا امام ہوں گا اور ان کا شیخ ۔ مرتب

تھے جب سارے نبی خدا کے حضور میں حاضر ہوں گے تو میں ان کا سرور ہوں گا ، اور علیہ و آلہ و صحابہ
 ہوں گے قریش ان کا خلیفہ ہوں گا ، اور جب وہ جہنم میں ہوں گے تو میں ان کو خوشخبری سناؤں گا ، اور جو کافر ہوں
 اس دن میں وہ ہی پختہ میں ہوں گا ، اور مجھے اس پر بھی ناز نہیں ۔ ۱۲ مرتب

وَلَوْ اَلْحَمْدُ يَرْحَلُ مَيْدِي وَلَا فُخْرُ -

اگر سزاوارک حاکم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت جبریلؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ - میں نے تمام عالم کا جگر کاٹ لیا ہے، مشرق و مغرب اور جنوب و شمال جگہ زمین کا چپ چپ میں نے دیکھ ہے وہ آسمان کا بھی میرا ہے، لیکن میں نے کسی مخلوق کو آپ کے ہم درجہ نہیں پایا، اور دوزخ کے نزدیک کسی شخص کی وہ دوزخ و سزات ہے جو آپ کی ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ کسی شاعر نے اسی طرح کیا ہے -

اَنَا قَتَلْتُ كُلَّ رِيْدِ اَمٍّ مِثْلِي تَهَانٍ وَمَنْعِيهِ اَمٍّ
بَسِيْرٍ تَوَلَّى رِيْدَهُ اَمٍّ لَسِيْنٍ تَوَجَّرَ مِنْهُ رِيْدِيْ

میرا جان ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے آقا و مراد امدادِ دعا و قلوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بلند مرتب ہیں۔ بلکہ دوسری مخلوقات کو آپ سے وہ نسبت بھی نہیں جو ستاروں کو آفتاب سے ہے بلکہ پختہ کار نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ روحِ اقدس کی دو پاکہ اور عرشِ اقصیٰ میں جو عبادِ اطہر سے ملی جملی ہے وہ بھی عرشِ اعلیٰ سے افضل ہے۔ اور یہ بھی جو کچھ عرض کیا گیا ان کے مراتب و درجہ کے اعتبار سے بہت کم ہے۔ وہ حقیقت ان کی شانِ اقدس سے واقعی و بجا ہے کہ کاسرہ اس کو بیان کیا جائے کہ ہمارا ایمان ہے -

لَا مِثْلِي السَّخْفُ - كَمَا كَانَ حَقُّهُ
لِيَدِ اَرْشِدٍ اَبْلَغَ كَسْرًا - وَتَوَلَّى قَسْرًا مَحْقَرًا

میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فضائل آپ نے بیان فرمائے وہ مجھ سے بہت زیادہ ہیں جو قیسم میں مجھ سے ہمارے ترکیب میں پر ایمان کا خد ہے، علیٰ ہذا القیاس آپ کو فرما کر جو شخص حنظلہ کا توچن کرے وہ کافر ہے، یہ بھی بالکل صحیح ہے۔ بے شک جو پانچ حصہ کی شانِ پاکہ میں گستاخی کرے، وہ ملعون ہے خارجی

۱۔ حکمہ و بلا حدیث اور لغات کے اس شعر کو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دامت برکاتہم نے

بھی اپنی معتبر، عام کتاب "در نظر الطیب" میں نقل فرمایا ہے۔ ۱۰ مرتب

از اسلام ہے۔ دنیا میں درجہ الفضل اور اخوت میں اہل توحید کے لئے جہنمی ہے۔ بلکہ حضورؐ کی شان تو بہت زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے میں تو کسا ہوں کہ اگر کوئی بد نصیب حضورؐ کے عظم جان جیسی ہے کہ تو زمین بھی حضورؐ کی غلامی کی مشیت سے کرتے قحود بھی کافر ہے۔ بلکہ میرے عقیدے میں تو دشمن بھی مومن نہیں جو بد مذہبیت کی اس مقدس خاک کی قبر میں کھڑے ہیں کو حضورؐ کی خدمت پر کسی کا فخر حاصل ہو سکتا ہے۔

ومن عادى حب لئدار لا همجا

وللناس عیسا یعشرون هذا

۱۰ حضرت مولانا تھانویؒ ملاحظہ فرمادیں کہ سادات اہل حق نے حضورؐ کے علم شریعت کو جانوروں اور پانچوں کے برابر قرار دیا ہے۔ مجھے آپ حضرات کی اس دیدہ وبری پر حیرت ہے کہ حبیب کو خود مولاناؒ ملاحظہ فرمادیں کہ سادات اہل حق نے اہل حق سے اپنی برادری اور برادری کا ہر فرقہ چھوڑ دیا ہے۔ اور بد مذہبیت کا ہر فرقہ سے اس بد مذہب کا فخر اٹھایا ہے۔ کیا جا چکا ہے تو کہیں کہ آپ حضرات کو اس کے بیان پر لاشہ کی حیرت ہو رہی ہے ؟

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک شخص کی طرف آپ ایک عقیدہ منسوب کرتے ہیں ، دوسرے سے پرہیزی اور تنہائی کرتا ہے اور اس کی عبارت میں اس ملعون عقیدہ کی بوجھ میں جیسی آتی ، مگر پھر بھی آپ جیسی کہے جاتے ہیں کہ اس کا عقیدہ وہی ہے جو ہم کہہ رہے ہیں ۔ اس سے بڑھ کر بیش و بھر وہ اہل حق کی نظر میں مل سکتی ۔
آپ نے حضورؐ الانبیاء کی عبارت پڑھی لیکن چونکہ آپ کو خود یقین تھا کہ اس میں حضورؐ کی توحید و تنہائی کوستا ہے بھی نہیں ہے اس لئے اس عبارت کے پڑھنے کے ساتھ ہی آپ نے اپنی طرف سے لوگوں کو یہ بھی بتلایا کہ ۔

۱۱ حفظہ الانبیاء میں حضورؐ کی شان میں یہ گستاخی کی گئی ہے کہ حبیب علم حضورؐ کہتے جیسا تو بیچوں اور

پانچوں اور جانوروں کو بیچوں کہوں گھڑوں کو بھی حاصل ہے ؟

حالا کہ یہ بھی آپ کو جانتا ہے ۔ حفظہ الانبیاء میں کہیں یہ موجود نہیں کہ جیسا علم حضورؐ کہتے ایسا کسی اور مرتبہ کو حاصل ہے ۔ یہ ۔ جیسا ۔ کہ لفظ آپ نے خود اپنی عرصت بڑھایا ہے ۔ اور یہ صرف آپ ہی کا ، حضورؐ نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت صاحب نے بھی ۔ حسام اکرمین ۔ میں یہی حرکت کی ہے ۔ آپ تو صرف ان کے مقتدی ہیں ۔ بہر حال یہ بھی آپ کا دفترا ہے ۔ (فخر غائب بنی قریظی) ۔

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کی تقریر میں ان کے پہنچنے تک کی جانب سے احمدیہ سولہ کلمہ کے سہیل جیسے
نے اطلاع دی کہ آپ کے وقت میں صرف دو منٹ باقی ہیں لہذا خطۃ الذمیلان کی عبارت کو صحیح مطلب میں کیا جائے
چنانچہ وہی تقریر کا سرخ مولانا نے اسی طرف پھیر دیا اور فرمایا :

حفظ الایمان کی اس عبادت میں درحقیقت یہ بحث ہی نہیں ہے کہ حضورؐ کو عیب کس قسم کا تھا، کیا اس میں کوئی ایراج آپ کے نزدیک ہے یا نہیں بلکہ یہاں حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس میں کلام فرمادے ہیں کہ حضورؐ کو عالم الغیب کیا جادے یا نہیں۔ مولانا کا اسکے یہ ہے کہ جس طرح حضورؐ کو رات کو اور خالق نہیں کہا جاسکتا وہی طرح آپ کو عالم الغیب بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اور حفظ الایمان میں مولانا نے اپنے اس دعوے پر دو دلیلیں قائم فرمائی ہیں۔ دلیل اول اس عبارت سے پہلے مذکور ہے جس پر اس وقت بحث ہو رہی ہے۔ اور یہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ اور اس کا اصل حرف اس قصبہ کو جو برگ حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں سے منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ کب عیب کی وجہ سے کہتے ہیں یا بعض عیب کی وجہ سے ؟ اگر کسی کی وجہ سے کہتے ہیں تو غلط ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ کو کب عیب کا علم نہ ہوتا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ظہر ہے۔ اور اگر بعض کی وجہ سے کہتے ہیں تو یہی بعض میں حضرتؐ کی گویا تخصیص ہے۔ اگر کہ بعض بعض عیوب کا علم تو ہر انسان بلکہ زمین و ماتمک کو حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ان عالم الغیب کہنے والوں کے اس غلط اصول پر قائم ہونے کا کہ ہر انسان بلکہ ہر چیز میں کو عالم الغیب گناہ ہے تو پھر اس عالم الغیب کہنے میں حضرتؐ کی کمالی مدح نہ ہوتی۔ خود کیا جادے کیا اس میں حضورؐ کے علم شرعی کو جانوروں اور ابدی گھومنے کے برابر بنا دیا گیا ہے ؟ یا اس پر برتری ہے بچاؤ یا کسبہ جو ان عالم الغیب کہنے والوں کے اصرار پر قائم آتی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ عیب پہنچنے سے انھوں نے کفر کا ٹیٹھکا لگا کر کسی کلام کو دیکھا جادے کا تو لامحالہ اس میں کفر کی نظر آئے گا۔

جہنم بچہ کچھ عداوت بزرگ تہ عیب است

میرا وقت غنیمت ہو گیا۔ اس نے فقر پر کوئی تمام غم کی ہوں ابھی اس نے ستم کیجے کچھ اور عرض کرنا ہے۔ جو
فنا اللہ تعالیٰ آمین فقر پر میں عرض کروں گا۔



مولوی سردار احمد صاحب

حضرت! آپ نے دیکھا ہوگا کہ شیخ محمد سیف نے ایک ایسا دعا

کہ دیا اور میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جس نے حفظ الایمان
 کو وہودت اور بت پرست پر کھڑے کرنا ہی مقصد میں میں حضرت کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ اور حضرت کے علم و تدبیر کو ہاتھوں ادا
 پا گھول کے برابر بنوا گیا ہے۔ مروجی صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں - جیسا - کا لفظ نہیں ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ
 بے شک اس میں - جیسا - کا لفظ نہ کر نہیں ہے لیکن لفظ ہے اور صرف تشبیہ و کثرت سے لفظ ہی ہوتا ہے جیسے
 مقدمہ میں کہتے ہیں کہ - نیز مشورہ - تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو کہ نہ پذیر جیسا ہے۔ تو دیکھتے ہیں جیسا کا لفظ
 مختلف ہے۔ دیکھتے ہیں حفظ الایمان کی عبارت میں جی لفظ - جیسا - لفظ ہے۔ اس کے بعد میں حفظ الایمان کی اس
 عبارت کو ایک مثال پیش کر رہا ہوں اس کو زرا غور سے دل سے سمجھتے ہیں مطلب دیکھتے۔

مگر یہ مولہ کہوں کہ سیدی مشرف علی صاحب کو جو نوکِ علم تھے جن نے فریکولہ ایسا کمالِ علم کی وجہ سے یا بعض علم کی وجہ سے کلِ علم قرآن کو پتہ نہ تھا، ان کے بعض اُنی وجہ سے کہ ہمارے دوسرے مولوی اشراف علی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ مولہ کو پتہ نہ تھا۔

کھانسی سے آپ نے غمازی تو نہیں جوں گے ؟ میری کھانچا جوں کہ آپ یقیناً آواز میں جوں گے کہ پندرہ سو لاکھ کو
ایسا دیا گیا ہے۔ فریب ہی جہاد سے آپ کے مودی مشن میں حصہ لے کر چین جوں ہے۔ حاکم کے اس میں جیسا کہ ملاحظہ
نہیں ہے، آرتھو جہاد کے جہاد سے حضور مسیح عالم صلی علیہ وسلم کی توہین کیوں نہ ہوگی ؟ اس میں بھی تو یہی
کہنا گیا ہے۔ مودی صاحب بدین و عقل کئے سے کام نہیں چل سکتا۔ آپ کو بری بات کا جواب دینا ہوگا۔ میں تو بڑا
مگے آپ کا لکھنا دیکھ رہا ہوں گا۔ جہاد کو آپ جانی گئے ہیں آپ کو، دوسرے ہتھیار اپنے سامنے لاؤں گا۔

مولانا محمد منظور صاحب

نہ ظاہرین کریم :- یہ ہے، رضاخان کی مملوک کا جو حکم احمدیہ کے گھنٹے کے جیسے گھنٹے کے جیسے شرابی :-
اس باپ سے توبہ کی بات سے جو کہ دیکھ کر بڑا چاہیہ :- ۱۷ مرتب -

تقریر کے آغاز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک کے متعلق کچھ بیان کیا تھا اس نے مجھے بھی کچھ اس حد تک
 پہنچ کر پڑا۔ اگر یہ آپ کو ناگوار ہے تو میرے پاس اس کا کچھ بھی ہے ؟
 اللہ میں حقیت نبوت کی کو دشمنی قرار میں قدم بلند نہ دل کی برعادت کہ ان کے نقصان و کمالات کا سننا بھی گراں گزرتا
 ہے۔ مجھ کو شہ اپنا حال تو یہ ہے ۔

ہمسایہ شغف ہے دھڑلہ گردن یاد و بھیر میں

بہاری نیستند بہ مجھ صاحب دل یا سر جان

اس کے بعد میں اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں عرض کیا تھا کہ مولانا متعلقہ جگہ
 کی صحبت میں نہ جیسا کہ کا لفظ نہیں ہے۔ اور مولوی سرمد احمد صاحب بار بار د جیسا کہ کا لفظ اپنی طرف سے بوجھا
 رہے ہیں۔ خدا کا شک ہے کہ مولوی سرمد احمد صاحب نے اس کو تسلیم کر لیا۔ گو واقعی اس میں لفظ جیسا نہیں ہے لیکن
 اسی کے ساتھ آپ نے یہ بات نہایت پر لطف فرائی ہے کہ د جیسا کہ کا لفظ یہاں سے محمد ہے۔ اللہ کے شرفی
 شخص کو اگر خدا کا وجود اسے کفر شریعت د ہو تو ایک مسلمان کو کافر بنانے کے لئے لفظ جیسا نہ صرف حق کو کہیں ؟ اس لئے
 کہ کافر تو کسی دیکھی طرح اس کو مزید ہی بنا دیا ہے۔ لیکن کسی کو یہ بھیجے گا حق نہیں کہ اسی لفظ کے محذوف اور مستند ہونے
 کا کیا دخل ہے ؟ کیوں کہ مولوی سرمد احمد صاحب فرماتے ہیں۔

جانب مولانا : اگلی اسی طرح سے دانی لفظ محمد و اللہ مستند مانے کہ کفر ثابت کیا جائے گا تو مجھ پر اسلام اللہ
 مسلمانوں کو خدا ہی مانتا ہے۔ مثلاً کوئی مسلمان کہے گا کہ اللہ ایک ہے ، آپ فرمائی گئے کہ تو کافر ہو گیا کیوں کہ بزرگ
 یہ ہے کہ اللہ ایک نہیں ہے۔ اے ، نہیں کہ کا لفظ اگرچہ کہنے پر لا نہیں ہو سکتا مگر اسے کلام میں محذوف ہے۔ انا شہداءنا
 غیر لا جہون۔

بہرحال یہ لفظ د جیسا کہ کے محذوف ہونے کو آپ نے ایک ہی کسی۔ لیکن آپ کی اس بات سے اتنا تو معلوم ہو گیا
 کہ حفاظ الامان کی موجودہ عبارت آپ کے نزدیک بھی موجب کفر نہیں ہے۔ ہاں مگر اس میں ایک د جیسا کہ کا لفظ
 درج کیا جاوے تو کفر ہو گا۔ پس حفاظ الامان کی موجودہ عبارت کا غیر موجب کفر ہونا تو آپ نے بھی تسلیم کر لیا اور
 یہی میرا مقصد تھا۔ خدا اکبر ۔

اس کے بعد میں اپنے وعدے کے مطابق حضرت امیہان کی صحبت کی ترغیب کرتا ہوں۔ یہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت امیہان کی اس عبارت میں یہ کلمہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علوم و فہم و تدبیر سے نوازا گیا تھا۔ و
 کہنی دوسرا اس میں کہ آپ کا شریک ہے یا نہیں۔ بلکہ مولانا غفرلہ دیکھ کر حاسیل صریح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو عالم الغیب گنا رحمت نہیں۔ یہی پر غنا مذکور ہے کہ آپ کے ہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت کو
 عالم الغیب کہتا ہے، وہ یا تو اس وجہ سے کہتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت کو غیب کی بعض اقسام کا علم ہے۔ یا اسی وجہ
 سے کہ آپ کو غیب کی کئی باتیں معلوم ہیں۔ یہ دوسری شے تو اس لئے بالکل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیب کا علم
 نہ ہونا۔ اقلیٰ فقہاء و متقدمین سے ثابت ہے۔ اور پہلی شے۔ یعنی بعض علم غیب کی وجہ سے حضرت کو عالم الغیب گنا اس
 لئے باطل ہے کہ اسی صورت میں لازم آئے گا کہ سرافقان جگہ حیوانات تک کہ عالم غیب کا جادو ہے۔ کیونکہ غیب کی کوئی
 نہ کوئی بات تو سب ہی کو معلوم ہو جاتی ہے۔ پس اسی شے میں چونکہ سب انسانوں حتیٰ کہ حیوانوں کو بھی عالم الغیب گنا
 لازم آتا ہے۔ اور یہ محض غرض پر حریت سے باطل ہے۔ لہذا یہ شے یعنی نیک یا بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے عالم
 الغیب گنا بھی باطل ہوگی۔ یہ ہے مولانا کی اس عبارت کا خلاصہ۔

اب میں خود حضرت امیہان کے الفاظ آپ کے سامنے مختصر شرح کے ساتھ پیش کرتا ہوں فرمادے۔
 مولانا غفرلہ ہیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا کلمہ کیا جانا۔ و یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب گنا اور آپ کے
 ذات قدسی صفات پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا، اگر قبول کیا جائے تو یہ صریحاً مطلب (اسی وجہ سے) یہ امر ہے کہ
 اس غیب سے مراد (یعنی اس غیب سے جس کی وجہ سے وہ عالم الغیب کہلاتے ہیں) بعض غیب ہے یا کل غیب۔
 یہی حضرت مولانا غفرلہ اس علم الغیب کے واسطے شخص سے یہ دریافت فرمادے ہیں کہ تم جو حضرت کو عالم الغیب کہتے
 ہو تو کس اعتبار سے۔ کیا اس کا مدعا ہے کہ حضرت کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے
 اگر بعض علم غیب سے مراد ہیں (یعنی محض حضرت کو بعض علم غیب کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہیں) تو اسی میں (یعنی
 اس میں) بعض غیب کے علم ہیں اور اس کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہیں، حضرت کی کیا غیبیں ہیں۔ ایسا بعض علم
 غیب، کہ جو علم الغیب کہنے کے لئے اسی سے اس اصول پر کافی ہو جس کے دیکھ کر غیب کا علم، تواریخ و عمر و جگہ و جہاں

دیکھتوں بلکہ جمیع موجودات دین کے لئے بھی حاصل ہے۔ لیکن کہ بڑے شخص کو کسی دیکھی جیسی بات کا علم ہو تاکہ جو بد سے
شخص سے بچتی ہے۔ قرچا ہٹنے کے لئے اس نسل اصول کی بنا پر، سب کو عالم العیب کہا جائے۔

یہ ہے حقیقت پرانا تھاہری کی عبادت، اللہ ہے اس کا صحیح مطلب جو میں نے عرض کیا۔ انوس ہے کہ آپ
حفظ الامان کی حدت پر تھے جن لیکن اس کا وہ انوس فقر و محروم جانتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے
نہ دھرو و محروم کے لئے صرف عیب کی کچھ باتوں کا علم ہیں۔ مطلب جن کا عیب تسلیم کیا ہے۔ نہ کہ وہ علم جو واقعہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

اس کے بعد میں آپ کی سنان کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ نے مولانا محمد قاضی حنفی کے تعلق جو مثال دینی کی تھی
اس میں اور حفظ الامان کی عبادت میں بہت بڑا فرق ہے۔ گو اگر صرف میں مولانا اشرف علی صاحبہ کا علم لیا جاتا ہے
اور ہر عالم دین کو شرف نامہ لکھا جاتا ہے، اختلاف عالم العیب کے کہ اس کا، طلاق خدا کے سوا کسی اور پر سے نہیں۔
لہذا حفظ الامان کی حدت کی صحیح مثال وہ ہی سکتی ہے جس میں کسی انوس پر ایسے لفظ کے طلاق کے متعلق کلام کیا جائے
جو صرف شریعت میں خدا کے سوا کسی اور کے لئے درج ہوتا ہو۔ جتنا کہ اس کی صحیح مثال "و انق" کا لفظ ہے۔ فرض
کیجئے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا دنیا میں ہے۔ اس کے ریاں منکر خلع جاری ہے اور وہ ہر روز مبارک نماز کرتا ہے اور
صلیوں کو لکھا کھاتا ہے۔ اب کوئی اہل حق مشافہہ کہنے لگے کہ میں تو اس بادشاہ کو دانی کہوں گا۔ اس پر کوئی دوسرا
شخص کہے کہ تم جو اس بادشاہ کو دانی کہتے ہو تو کس اعتبار سے؟ آج اس کا خط ہے کہ ساری مخلوق کہتی دیتا ہے! میں
وہ ہے کہ وہ بعض آدمیوں کو کھا کھاتا ہے۔ یہی نہیں تو یقیناً باطل ہے۔ اب یہی دوسری شق یعنی یہ کہ اس بادشاہ
کو صرف اس وجہ سے دانی کہا جائے کہ وہ بعض آدمیوں کو کھانا کھاتا ہے۔ تو اس میں اس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے

میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مطلب ہے کہ اس کا علم ہے کہ وہ اس کا خط ہے کہ ساری مخلوق کہتی دیتا ہے! میں
وہ ہے کہ وہ بعض آدمیوں کو کھا کھاتا ہے۔ یہی نہیں تو یقیناً باطل ہے۔ اب یہی دوسری شق یعنی یہ کہ اس بادشاہ
کو صرف اس وجہ سے دانی کہا جائے کہ وہ بعض آدمیوں کو کھانا کھاتا ہے۔ تو اس میں اس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے

ایک غریب سے غریب، متعلق اور محرومی اور دیکھا مزدور بھی اپنے بچوں کو کھانا کھاتا ہے، اور انسان تو انسان چھوٹی چھوٹی چیزیں اپنے بچوں کو دیتی ہیں۔ تو ہر قسم کے اس اصول پر چاہیے کہ ان سب کو بنا، تو کھا جائے، ضرر نہ ہو جائے۔
 کہ کیا اس میں فیاضی یا دشاہ کی توہین ہے یا نیکی کی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے۔ جو اپنے غلام اصول کی وجہ سے اس بادشاہ کو خواہ مخواہ راز کی گھر کہ ایک شرک کا وہ آوازہ کھول دے گا۔ اور کیا کوئی صاحب عقل انسان اس شر سے بے خبر چھٹی لگا ہو کہ اس میں ہر غریب مزدور دیکھ کر چہرہ پر نہ کہ اس فیاضی بادشاہ کے برابر کر دیا۔
 ہر گھر دقت ختم ہو گیا اس لئے میں اپنے قریب کرشمہ کا ہر گھر، ان شاء اللہ! سندھ بھی اس کے متعلق کچھ ہو۔
 حرمین کر دیا۔

مولوی سرور احمد صاحب
 حضرت! آپ نے دیکھ لیا، مولوی منظور صاحب اور مولوی
 کا بقول میں وقت گزارا ہے جس، اور میری بات کو کوئی جواب
 نہیں دیتے۔ مولوی صاحب! یاد رکھتے ہیں آپ کا بھائی نہیں چھوڑیں گا۔ آپ جہر کر جائیں گے میں بھی آپ کے
 پیچھے پیچھے آؤں گی کہ جانی گا۔ درجہ تک آپ سے جواب نہیں ملے گا یا تو یہ نہیں کر لیں گا اس وقت تک
 سامنے سے شے نہیں دوں گا۔ میں پنجابی ہوں پنجابی، آپ کا کسی پنجابی سے واسطہ نہیں پڑا ہے۔ پنجابی بڑا کڑا
 جوت ہے۔

مسلم خوں! ہر مسلمان حفظ الامان کی وہ کھڑی عبارت ہے۔ اس کے بعد حفظ الامان کی وہ عبارت
 پڑھ دی۔ اس کے بعد اس طرح قریب قریب دیکھا، دیکھتے اس عبارت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ جیسا علم غیب،
 حضور اندر میں ہے ایسا ہر ایک کو ہر پاکی کو اور ہر سو پائے کو حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر حضور کی اور کیا توہین
 ہو سکتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں "جیسا" کا لفظ نہیں ہے۔ میں ماننا ہوں کہ ہاں نہیں ہے۔ مگر
 "جیسا" کا لفظ تو ہے۔ وہ بھی تشبیہ ہی کے لئے آتا ہے۔ دیکھتے مگر میں کہوں کہ مولوی منظور صاحب کو مولوی
 ایسا ہے، کہے دیا ہے تو کیا تشبیہ نہ ہوگی؟ مزدور ہوگی، اور آپ لازمی طور پر اس سے ناراض ہیں ہوں گے حالانکہ

میں جیسا کہ حفظ حسین ہے۔ جگر مرثیہ ایسا ہے۔ میں حفظ الایمان کی عبارت میں چونکہ وہ ایسا ہے جو ہر
ہے اس لئے اس میں ضرور مضمون کے علم کو جانوروں اور یا لگوں کے علم کے تشبیہ کی گئی ہے اور آپ کے شعر شریف کو ان
کے بار بار بتایا گیا ہے۔

میں نے آپ کے سامنے مولوی اشرف علی صاحب کی ایک شکل پیش کی تھی کہ ان کو عالم کیوں کہا جاتا ہے۔ کل علم
کی وجہ سے یا بعض علم کی وجہ سے۔ مگر بعض کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص
ہے ایسا علم جس کے کو بھی ہے گدے کو بھی سدا اور بندہ کو بھی ہے۔ اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اس سے مولوی
اشرف علی کی توہین ہو گی یا نہیں۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ رانگی کی مثال بیان کر دی۔ مولوی صاحب !
میں نے رانگی کو آپ سے ٹھٹھا ہی پوچھا تھا۔ آپ ! اور ادرہ کی باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔ جو میں پوچھوں اس کا
جواب دیجئے۔

میں نے اب میں ایک اور مثال پیش کرنا چوں۔

اگر کوئی شخص آپ کے مولوی صاحب سے بہت حاصل کر کے خدا کے متعلق یوں کہے کہ خدا کو خدا اور نبیوں کو نبی
ہے۔ کیا اس وجہ سے کہ وہ کل چیزوں پر قدرت رکھتا ہے یا اس لئے کہ اس کو بعض چیزوں پر قدرت ہے۔ کل کی وجہ سے
کہنا تو اس لئے غلط ہے کہ خدا مستحیات پر قادر نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اپنے جیسا ایک اور خدا نہیں بنا سکتا۔ اور اگر کچھ
چیزوں پر قدرت رکھتا ہے اور اس کو خدا کہتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ ہی کی کیا خصوصیت ہے ایسی قدرت
تو ہر چیز سے چلا کر کہہ سکتے ہیں کہ وہی صاحب ہے۔ بتلائیے کیا اس میں خدا کی توہین نہیں ہوئی ؟ مولوی احمد ضرور ہوئی
پس جبکہ کہ حفظ الایمان میں جس حضور کے متعلق بالکل ایسی ہی عبارت لکھی گئی ہے تو اس سے بھی ضرور حضور م کی
توہین ہو گی۔

مولوی صاحب ! آپ دو دنگی چال کو چھوڑ دیجئے۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ دین شریف کی مٹی کی توہین
کرنے والا بھی کافر ہے۔ اور ایک طرف مولوی مغازی صاحب کو آپ اپنا پیشوا اور بزرگ کہتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے
حضور م کی شان میں نہایت سخت گستاخیاں کی ہیں

مولوی صاحب ! آپ کو جتنی مولوی اشرف علی صاحب سے ہر گز تعلق بھی حضور م سے ہوتی تو کبھی ہر گز

اشرف علی کچھ آپ اپنا پیشوا نہ بنے۔ جو شخص آپ کو آپس کے کسی ٹکڑے کو بھی ایک دفعہ بھی لائی مے گا آپ کبھی اس سے ہمت کرنا بھی گوارا نہ کریں گے، مگر وہ جس تعاقب صاحب نے حضور کو، نئی گنتی لگایا جس اور ہر بھی آپ سے کہ جہنم سے نکلے بہادر نہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب آپ کے پتہ اس تقریر میں مجھے سخت ایذا پہنچائی۔ اور اللہ العظیم میرا بہت

زیادہ دل دکھا۔ میں آپ کی اداسی لگایا براہ راست کر سکتا ہوں، اور عاقرین دیکھ رہے ہیں کہ کل سے برابر برداشت کر رہا ہوں۔ اور اشتہار لینا تو وہ کہہ میں ہی پرورش بھی نہیں لیتا، لیکن یہ گالی میری برداشت سے باہر ہے کہ میرے متعلق یہ کہا جائے کہ آقا کے کوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہے کسی اور شخص سے محبت ہے۔ میرے نزدیک ایسا ایک ظلم ہے اس سے زیادہ تکلیف وہ ہمت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ مجھے اگر حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے کچھ محبت ہے تو وہ صرف اسی لئے کہ میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرزند اور امی اہل بیت سنت بھتا ہوں

خدا کی قسم اگر آج مجھے معلوم ہو جائے کہ مولانا اشرف علی صاحب بھی مولوی احمد رضا خان کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں، اور وہ میرے نکال سنو کی جگہ اپنی یا اپنے باپ دادا کی بجائے وہ بدعات اور رسوم کو خارج دینا چاہتے ہیں تو میرا حق یہ ہے کہ وہ قلمی جہاد آپ لوگوں کے ساتھ جاری ہے، وہی جگہ اسی سے زیادہ محبت مولانا اشرف علی صاحب سے ہو گا۔ آپ تو اپنے گھر کی چار دیوہ میں بیٹھ کر محمد کو نبی کی عزت مولانا کو کرتے ہیں، مگر متعلق جس طرح سنی نبی کو سر پرندہ اور بدعات کے بھٹ سے کوڑھوں کرنے کے لئے پہیل آگیا ہے اور کچھ اللہ اس کی کٹھا اور اس کی تلواریں نشانے جس طرح پہیل کے حامیان باطل کا قیہ نگہ کر رکھے ہیں، اسی طرح وہ خدا جوں بھی جہاد کا اور وہ مولانا تعاقب سے بھی حق کی حمایت کے لئے لے رہے ہیں جگہ کہہ گا۔ منظور کا کوئی مشفق خدا ہی سے نہیں ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ حق کی حمایت کو تامل نہ کرے کہ ایک خدا پرست مومن اور قیہ سنت بزرگ جانتا ہے۔ مجھ پر آپ کا یہ نصیحت کا پاک بستان اور آقا جل بر داشت مجھے کہ مجھ کو مولا اللہ آقا کے کائنات، وحی و تقویٰ نہاد، صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مولانا اشرف علی صاحب سے محبت ہے۔

کچھ عرض کرنا تھا: ایک مولانا اشرف علی صاحب نہیں جگہ ایسے کہہ کر وہ دل اشرف علی قربان ہو جائے

کے خاکِ پای پر میرے آقا و مرید حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقرِ مہدی کے پرکھنے سے ہر شاگرد کو معلوم ہو کہ جو گروہ و فرقہ وائے انہیں اس کے ذات کی جو محبت اور عظمت منظر کے قلب میں ہے وہ دیکھنے والے کے لیے نہاں ہے۔ استاد کی اندر پرکھنے والا مومن شرفِ علی صاحبہ کی اور نہ کسی دوسرے پرکھنے کی میزبان ہے کہ جب تک ایک شخص کو اپنے اس باب میں حق نہ پہنچ جائے نہ نیا دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو، اسی وقت تک وہ نومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ قرآن مجید کے کھلاؤ، مختلف ہے۔

[illegible]

بر محل آپ براء کہ : «جو چاہیں گے انہیں اچھی بھیر کر دیں میں رہا سنت کو دیں گا۔ لیکن یہ لفظ جو بھوکا دل ہے
نہ لکھیں کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غلو شخص سے محبت ہے۔ اس گزشتہ کے بعد میں آپ کی تقریر کا فہم
مستحق ہوتا ہوں

آپ فرماتے ہیں کہ شکر میری نسیب نہ تھا جو اب نہیں دیتا۔ اس کے جواب میں نبی اس کے سوا اور کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے۔ آپ کو ۱۰۰ کان دے رہے ہیں۔ آپ میری بات سن سکیں۔

مجھ کا اشارہ جزدان کا بھیجے جس کی موجودگی میں قصود باوجود باکر آپ کا کہہ سکتا ہے کیا نہیں معلوم ہوتا
اے میں تو کھینچتا ہوں کہ اگر آپ کا ضمیر سنا نہایت اور شرفستہ سے محروم نہیں ہے تو وہ بھی آپ کی اس بات پر غور کریں گے

۱۔ توحید - وہی بھروسہ علی اللہ علیہ وسلم و آپیکہ دیکھو کہ جسے لوگوں، اگر تہ رسد باب و درجہ اور جہانی اور
 بیویوں میں کہتے ہمارے اور جہان کے تم سے بچ کہ ہے اور وہ شہادت کہ جس کے شخص سے تمام شہادت ہوا اور پسہ اینٹو زید مکان
 و صاحب چیزیں مگر اتنا رسد ازو یک شہد اور اس کے رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو رکھا
 اس کے فخر جو یہیں کہے اللہ تعالیٰ اس کی نسبت اپنا حکم نافذ کرے ۔ ۱۵

ہو گا۔ بکلی افسانہ علی قسطنطنیہ۔

آپ فرستے ہیں کہ میں نے سنا ہے چھپا دیکھوں گا۔ میں اس قسم کے باتیں کرنے کا عادی ہوں اور نہیں بخفا کے جواب دیتے گا۔ لیکن اب لکھ کر لکھنا پڑے گا کہ آپ کو شوقا چاہئے، لکھیے آپ پڑے ہیں آپ کے ہر آپ کے بڑے لکھنے کے لیے میں پڑا ہوں۔ جو آپ لکھ کر پڑھیں آپ لکھ کر پڑھیں میں ایک سال سے نال ہوں۔ اور ہر ہر لکھ کر پڑھیں، مگر جواب میں نہیں جلدی اور تم شکستہ اور دوائیں خشک۔ اور آج لکھو! مثلاً کاظم نے کر میں نے آپ کے خاص لکھ کر چھپا دیا ہے اور اس کا شکریہ کہ جا سو ہضم میں لکھ کر اب کر دہم، باطل کی دھمکی لگا رہی ہے۔ پھر اس پر آپ لکھتے ہیں کہ میں پچھانے لگاؤں گا۔ شرم! شرم! شرم!

مصدقہ لکھو! اس وقت آپ کی مثال بالکل اسی جتنے قوت شخص کی ہے جس کو کسی شیخ صاحب نے بلایا ہوا تھا۔ شیخ صاحب کا جتنی اس پر پل، لکھنا اور وہ برابر ہی لکھ جاتا تھا کہ ایک ہی میں چھپوں گا نا ہی۔ ایک ہی میں چھپوں گا نا ہی۔

ہاں اس مرتبہ آپ نے بڑے غریبہ بھی فرماتے ہیں کہ "میں بچا ہی ہوں بچا ہی"۔ بے شک میں خوب جانتا ہوں کہ آپ بچا ہی ہیں۔ اور اسی طرح گویا مسجد کے پہنچنے والے ہیں جو ان کا فہم احمد قادیانی تھا۔ فرق لکھنا کہ وہ اپنے کو فہم احمد کہتے تھے اور اس کے باوجود بغاوت کے کہ شریک بہت چھپنے کا دھمکے ہیں بیٹھا۔ اور آپ اپنے کو سرور احمد کہتے ہیں۔ اور شریک کے آپ نے معلوم کیا کہ اسی لکھ۔

خیر یہ تو آپ کی غیبات کا جواب تھا۔ اب اصل بحث کے متعلق سنئے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ حفاظت الایمان کی مجلس میں۔ جیسا کہ لکھنا میں نے لکھا ہے اور اس میں تشبیہ نہیں ہے۔ اس کے جواب میں پچھلے تو آپ نے فرمایا کہ "جیسا کہ اگرچہ لکھنا میں موجود نہیں لیکن یہاں لکھنا ہے۔ لیکن حبیب میں نے آپ کی اس نظر اور لکھنا بات کا اندک کیا اور آپ اس کا کوئی جواب دہ نہ لکھے کہ اس مرتبہ اسی ہونے

لے یہ ممکن حقیقت میں کسی چھپ کر شکر ہے۔ مگر لکھنا اندام شرف کسی چھپ کر لکھنا نہیں لیا، مگر وہ

سرور احمد صاحب کا منہ باز کلام تو اس سے زیادہ کو چاہتا تھا۔ ۱۲ مرتبہ

کے قصہ کو آپ نے بھی حذف کر دیا۔ اور اب آپ فرماتے ہیں کہ ”جیسا“ کا لفظ وہاں نہیں ہے مگر وہاں۔
 کا لفظ قویہ ہے۔ لہذا پھر بھی تشبیہ صحیحہ ہے۔

درحقیقت یہ بھی آپ کا مخاطب ہے۔ سنئے : لفظ ”یہ“ مگر حذف ”جیسا“ کے ساتھ جو سب تو وہ
 تشبیہ ہی کہتے ہو تا ہے۔ لیکن اگر ”ایسا“ ”بتر“ ”جیسا“ کے ہر تو تشبیہ کہتے ہیں مگر وہی نہیں۔ دیکھتے
 محاورات میں کہتے ہیں کہ ”نہایت ناؤ پر چلنے سے“ ”اب اس فقیر کا لفظ“ ”ایسا“ ”بتر“ ”جیسا“ ”کہا ہے۔
 اور تشبیہ نہیں ہے۔ ہر حقہ الایمان کی دلی عبادت میں بھی ”ایسا“ تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ میان دونوں
 تشبیہ کے ”مابین“ کے معنی میں ہے۔ اور اس سے مراد وہی ملحقین ہیں جو سب کا علم ہے۔ جس کو زیادہ اعلیٰ عالم غیب
 کی علت قرار دیا ہے۔

اس قدر کچھ کہنے کے بعد حفظ الایمان کی اس عبادت کا مطلب یا نکل مانت ہو جاتا ہے۔ میں اپنی پہلی تقریر
 میں حفظ الایمان کی عبادت کی پوری توجیح کر چکا ہوں۔ اب بار بار اس کے احوال کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب خان کے معنی ”ایسے بڑے مثال پیش کی تھی کہ ان کو کل علم کی وجہ سے علم
 کہ جاتا ہے یا بعض علوم کی وجہ سے۔ اس کا جواب میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور اس کا کچھ زیادہ تفصیل سے پھر عرض
 کرتا ہوں پھر سنئے۔

عرف عام میں ہر انسان شخص کو عالم کہتے ہیں جس کو معتبر یا یعنی کامل اور ابھی خاصی، عقدا میں یہی ضرورتیں
 ہوں۔ ہم اسی کا طاق مولانا اشرف علی صاحب اور دوسرے علماء کو عالم کہتے ہیں۔ نکل علوم کی وجہ سے اور نہ حق
 بعض علوم کے۔ جو سے بخلاف عالم الغیب کے کہ اس کا اطلاق عرفہ شریعت یا عرف عام میں خدا کے سوا کسی اور
 ہستی پر کسی حیثیت سے بھی نہیں ہوتا۔ لہذا عبادت حقہ الایمان کا صحیح فوہ وہ نہیں جو ”پسے پیش کیا بلکہ اس کی

نے مانع رہے کہ حفظ ”جیسا“ کی طرح غلط ”ایسا“ بھی کہیں تشبیہ کے لئے کتابت اور کبھی دو تشبیہ کے خلاف خدا کے
 لئے شلا کہتے ہیں کہ نہ ”ایسا“ مانع رہے جتنا خود ”اس“ میں ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہے۔ اور کیا جواب دے کہ نہ ”ایسا“ مانع رہے
 میں کی حد میں۔ یہاں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ مفرد کے لئے ہے۔ تاہم یہ ہمارے اس فہم کو یاد رکھیں کہ عرب

صحیح مشق دیکھو، رازق والی، یہ سن سکتے ہیں جو میں عرض کر چکا ہوں۔

اپنی اس تقریر میں آپ نے ایک نئی شان نشہ - قادر - کے اطلاق کی پیش کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حرف عالم اور حرف شریعت میں اشتراک کی کو قدر کچھ ہے۔ لہذا اس میں اگر اس قسم کی تشقیق کی جائے گی تو مختلف عالم آئے گا۔ لیکن انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب - حرف عالم میں کماحقہ ہے نہ حرف شریع میں۔ لہذا اگر اس کے متعلق یہ تشقیق کی جائے تو سناقت نہیں۔ پس آپ کے یہ دوسری مثال بھی بے موقع ہے۔ علاوہ ان میں یہ کہ خدا قدرت میں محفوظ ایمان کی یہ تقریر جاری بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حق تعالیٰ کو قادر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ بلا استثناء تمام ممکنات پر قدرت ماحر رکھتا ہے۔ اور جو احمق قدرت عامہ کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ معذرت اور محالہات پر بھی قدرت ہے وہ احمق درجہ کا جاہل ہے۔ نیز خدا کی قدرت ذاتی ہے اور دوسروں کی مرجعی اور عطائی سمجھنے والوں کے لئے یہ بھی بہت بٹا غرق ہے۔ انیسویں گز آپ خدائی اور مخلوق کے معاملات میں کوئی فرقہ نہیں سمجھتے اور ایکہ کو دوسرے پر قیاس کو نہ لگتے ہیں۔ درحقیقت یہی آپ کی بنیادی گمراہی ہے۔

یہاں تک تو میں نے آپ کی تقریر کا مختصر کرکے شرکائی اور شالی جواب دے دیا۔ اسی کے لئے نصیر مجتہد کے متعلق ایک چیز اور عرض کرتا ہوں۔

یہ ترجمان حاضریں کو اس وقت تک کی گفتگو سے مسلم ہو چکا ہو گا کہ میرے اور مولوی سرمد احمد صاحب کے درمیان اصرار و تنسوک کا اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس پر ہم سب متفق ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین اور آپ کی شان پر راجحی گستاخی کفر کی کہ شدہ کفر ہے۔ بلکہ اس وقت اختلاف صرف یہ ہے کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے۔ اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب جو مولوی سرمد احمد صاحب بیان کر رہے ہیں، اور جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے حسام قرعین میں لکھا ہے، حسیب الہیہ سے نزدیک بھی وہ موجب کفر ہے۔ اور اگر اس کا مطلب وہ ہے جو میں عرض کر رہا ہوں تو مولوی سرمد احمد صاحب کے نزدیک بھی اس سے کفر ثابت نہیں ہوتا بہر حال اختلاف صرف اس عبارت کے مطلب میں ہے۔ اور دنیا بھر کے عقل مندوں کا دستور اصول ہے کہ مصنف ہی اپنی تصنیف کا مطلب سب سے زیادہ صحیح سمجھ سکتا ہے۔ غالباً یہاں اشتباہ کا یہ مطلب خود غالب نے سمجھا دوسرے لوگ یقیناً یہی نہیں کر سکتے۔

تصنیف و تصنیف ایک کلمہ بیان

اسی اصول کے ماتحت مروجہ اور مولوی سواد احمد صاحب کے اختلاف کا فیصلہ بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ حفظ الاولیاء کے مصنف حضرت مولانا اشرف علی صاحب مظلہ بکھرا شدہ بیعت ہیں ان سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس عبارت کا مطلب ان کے نزدیک کیا ہے۔ اور کسی مفسر کے لئے اصول نے یہ عبارت کھلی ہے ؟ اور اگر اتنی بھی تکلیف گوارا نہ کر جائے تو ان کا مطہرہ رسالہ ریسط البیان نہ دیکھ لیا جائے۔ اس میں مولانا مددوح نے خود اپنی اس عبارت کا مطلب بیان کیا ہے۔ اور بکھرا شدہ وہی ہے جو میری عرض کردہ اصل۔ اگر وہ بیعت اور خدا کا طرف ہو تو اس نزاع کا فیصلہ اس طرح بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد میں اسی ریسط البیان کی ابتدائی چند سطریں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

یہ ریسط البیان حضرت مولانا کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمائی ہے۔ سوال یہ تھا کہ۔

۱۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ۷۷ مسام الخیرین ۷۷ میں آپ کی نصیحت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الاولیاء میں اس کی تصریح کی ہے کہ حبيب کی باتوں کا ظلم حبيب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جیسا ہر کچھ کو اور ہر پاگل بکھرا شدہ اور ہر جاہل پلٹے کو من ہے۔

۱۔ کیا آپ نے حفظ الاولیاء میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے ؟

۲۔ اگر تصریح نہیں تو لیرقی لزوم میں یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے ؟

۳۔ یا ابیہ مضمون آپ کی مراد ہے۔ اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً نہ اشارۃً

۴۔ تو ایسے شخص کو جو یہ عقائد رکھتا یا عارضۃً یا ہر شانۃً کہے اسے آپ سلطان کہتے ہیں یا کافر ؟

مولانا کا جواب ملاحظہ ہو۔

۱۔ میں یہ نصیحت مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور کھتا تو درگزر میرے قلب میں بھی کبھی اس مضمون

کا خطرہ نہیں گزر

۲۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لایتم بھی نہیں آتا۔

نہ یہ متاخرہ حکم الامت اشرف علیہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی حیات میں ہوا تھا۔ ناشر

۱۰ جب میں اس محزون کو غیب سے سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کسی اس کا خطرہ نہیں گزرنا جیسا کہ اوپر ملاحظہ ہوا۔ تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

۱۱ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد مداخلت یا اشارت یہ بات کہ میں اس شخص کو خدا رحیم از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ مکذیب کہتا ہے (صوبہ قطیف کی اور تحقیق کر کے حضرت سرور عالمؑ فرمائی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی) (بسط البیان: ص ۲)

اس کی شخصیت مونا ہے کسی تو تحقیق کے ساتھ خطا الایمان کی بات ہے کا مطلب بھی گھما ہے اور وہ بکھارہ ہر جہ سے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ آپ خود فراموش حضرت مولانا مظلومؒ کی من تصریحات کے بعد کیا گنجائش باقی رہتی ہے خیر حق حبیبیت بے شک نہ ہو۔ میں اس کے بعد کس بات پر یاد دلاؤں گے۔

میں نے بعد بھی اگر کسی مریض غیب کی شفا نہ ہو اور وہ شفا کا طالب ہو تو میں اس سے اخیرہ اور علم عنی کو دل لگا کر وہ ایک دو دن کے لئے خود مختار بھیج دیا جاتا ہے اور حق پرستی کی آنکھ سے حضرت مولانا کے حالات کا ملاحظہ کرے اور دیکھے کہ کتنے کوخبر مرید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن میں شاد غلام، اور دعوت شعار ہیں ایسے جوتے ہیں میں بکھارہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر خدا نے دل پر مہر نہ لگا دیا ہر جہ کی نفسانہ ضرورت بالضرورت عارف عالمی کی زبان پر بھی نہ جرات دے گا۔

پہنسیں کروں دھننے رہے شاشا
جس میں گفتہ حاشا تم حاشا
کریں دوسرے نکو جہ کو ری آید
دلی دل دار دل آید اری آید

حضرات! آپ نے سمجھ لیا: اس مرتبہ میں مولوی منظور صاحب مولوی سرور احمد صاحب نے دخل میں اور بھرادر کی باتوں میں وقت گزار دیا اور میری

باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مولوی صاحب: جس کہتا ہوں حضرت فرشتہ پاک کا۔ میں آپ کا کچھ نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ جہر کو دہرائیں گے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے اور میری کو دہرائیں گا۔

آپ کہتے ہیں کہ میرا ہار بغیر جیسا کہ پرتو کشمیر کے لئے نہیں آتا، اچھا بتائیے اگرچہ میں کسی کو مولوی منظور صاحب کا علم نہ دیتا ہے۔ یا مولوی شریف علی صاحب کا علم مجھے البتہ ہے، تو اس میں شبہ نہیں ہونی چاہیے۔

آپ کے گھنے کے مطابق تو اس میں شبیہ و برقی تو کیا آپ اس کو گوارا کریں گے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کسی بھی گوارا نہیں کریں گے۔ اور ابھی تو رچا دیں گے کہ سردار، جو نے ہم کو گواہی دے دی، اور ہمارے علم کو کٹے اور گھسے کے برابر بنوایا، پھر یہی حفظ لازم میں بھی رہی۔ عیناً۔ کافظ موجود ہے تو آپ اس میں کیوں تباہی میں گتے ہیں، اور مٹا صاف ہو چکا تو یہی صاحب کے کرا کر افریقہ میں نہیں کر رہے؟ کیا حضور کی عزت اتنی بھی نہیں ہے جتنی کہ آپ کے؟ یا آپ کے مطابق صاحب کی؟

اس تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حفظ۔ مرہبہ۔۔ جو شبیہ کے۔۔ اتنا۔ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ آپ اس کو گوارا دے اور نفرت سے نہ بڑھ گئے۔ مروی صاحب! حفظ الہی صانع اور موبائل میں ہے وہ ایرانی یا ایرانی میں نہیں ہے اس میں آپ کی یہ تاویل میں چاہئے۔

میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص مروی صفائی صاحب کی نسبت یوں کہے کہ اس کو علم کیوں کہ جانا ہے! عمل معلوم کی وجہ سے یا بعضی علوم کی وجہ سے، صفائی صاحب کے عمل معلوم کا حاصل ہونا تو دلائل عقیدہ فقیر سے حاصل ہے۔ اور اگر بعض کی وجہ سے کہہ دیا، تو اس میں صفائی صاحب کے کیا قصص ہیں۔ عیناً بعضی علم تو کہہ کر بھی جتے۔ کئے کو بھی ہے، سورہ اور بندہ کو بھی ہے۔ تو اس میں صفائی صاحب کی توہین ہو گی یا نہیں؟ آپ نے ابھی تک اس کا کوئی صاف جواب نہیں دیا۔ جو کہ آپ کے دل میں ہے آپ صاحب کی سیر کی دیتے، آپ جواب دیتے کیونکہ؟

مروی صاحب! یہاں آپ کی ہالاکوں سے کام نہیں چلے گا، میں بڑا شیلر چاہتا ہوں۔ یہاں رکھتے جب تک میں آپ سے صفائی صاحب کے کفر کا عزہ نہیں کر رہا ہوں گا، اور تو نہیں کر رہا ہوں گا، اس وقت تک آپ کا کچھ چھوڑ نہیں سکتا۔

میں نے اس مرتبہ صفائی صاحب کی نسبت الباقی کی بھی بات پڑھی ہے جس میں اسی سے کہا کہ آپ کا فیصلہ ہو گیا۔ دیکھتے انہوں نے خود کہہ دیا کہ جو شخص حضور کی شان میں ایسا کفر کرے کہ جب حضور ہو گیا، عیناً یہی کہ ہر بڑی عقل اور بر جانتہ کو حاصل ہے، خود خارج از اسوہ ہے۔ ہم بھی ایسی ہی کہتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ کافر ہے۔ حضرت حمزہ پاک کی کرامت ہے۔ مگر انہو صفائی صاحب ہی کے منہ سے ان کا کفر قبول کر رہا ہے۔ میں ثابت کر چکا ہوں

کہ صفحہ الامان میں جیسا لکھا گیا ہے۔ اور حقاری صاحب نے فرما کر کہ میں کہ ایسا لکھنے والا خارج از اسلام ہے۔ تو مجبور
صاف یہ لکھا کہ حقاری صاحب خارج از اسلام ہیں۔ اور ہم بھی یہی کہنے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ خارج از اسلام
کا فقط اہل ہے۔ یہی اور ہم بشریت کا فرما رہے ہیں۔ مطلب وہ لوگ جو کہ کبھی سے

ابھی ہے پاؤں یاد کا نصفہ دہتر میں

داسپ اپنے دام میں صبیحہ آگیا

موسیٰ منکر صاحب نے پہلی اسی فقرہ میں حقاری صاحب کی بڑی بڑی تشریفیں کی ہیں۔ یہ موسیٰ صاحب کی
منہ کی چال ہے۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ حضور کی شکن میں وہی گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ دوسری طرف
اور دوسری طرف حقاری صاحب کو اپنا مزاج مانتے ہیں اور لوگوں کو ان کے مریض بننے کی دعوت دیتے ہیں۔ حالانکہ انہوں
نے حضور کی شکن میں نہایت گھنٹی لگایا ہو گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے بت کر چکا ہوں۔ اور دیگر رسالت میں جن کے کوئی
ایک ہی نہیں ہے اس کے علاوہ بھی ان کے بہت سے کفریات ہیں۔ وہ تو اپنا کلام بھی پڑھواتے ہیں۔ دیکھئے ان کے صاحب
در الامان میں ایک واقعہ عجیب ہے۔ کہ ان کا ایک مریض بھی لا الہ الا اللہ استغفر اللہ
رسول اللہ (ص) اور موسیٰ حقاری صاحب نے اس کو کچھ بھی تہنیت نہیں کی بلکہ اس کی خوش عقادگی کی اور دار
دی اور صاف گھر دیا کہ

۔۔۔ اسی واقعہ میں منیٰ بھی کہیں کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ ابوہریرہ سے تمنا سنت ہے :-

ابوہریرہ خود حقاری صاحب نے پناہ ایک ہاتھ لگایا ہے کہ۔ خوب میں اہل ایمان جن کو خاندان صلیبی رضی اللہ عنہما
ان کے گھر میں تشریف لائیں۔ اور اس کی تعمید شوں نے یہ نکالی کہ کسی گھر میں ان کی سیرا کھاج ہوگا۔

مسلمان اپنے گھر پر آتے۔ گھر کو چھوئے۔ اس سے جہد کر سنا ہے کہ کیا ہو سکتی ہے۔ کوئی شریف آدمی بھی عزت
میں مان کو دیکھ کر جو۔ وہ کی تعمید نہیں نکالے گا۔

موسیٰ صاحب آپ کہیں تک جواب دیں گے۔ ابھی تو میں نے آپ کے حقاری صاحب کے تین ہی کفر گننے ہیں
اور ابھی سیکڑوں آتی ہیں۔

آپ سے ابھی تک صفحہ الامان کا کفر ہی نہیں، مگر سکا۔ یہ اب دیکھ کر آپ پر اور ہمارا ہو گیا۔ غریبہ رکھنے کو

ن کا جواب بھی آپ قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔

ذخیره سفلی کا ذخیرہ

یہ جانور حیرت انگیز آواز نکالتے ہوئے ہیں۔

مولانا محمد منظر صاحب

مستطرم ہوتا ہے کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب فطرت ختم کھا کر آئے ہیں

مگر ایسی بر تقریر میں یہ حیرت فرمایا کہ یہی وجہ کہ منظرہ بند میری کسی بات

کا جواب نہیں دیا۔ سلطان ابن برجی کو یاد ہو گا کہ: آپ سے کئی ماہ پیشتر تہمت لگن پر چند صاحب سے بریل میں میرا مذاکرہ

جوان تھا۔ وہ احترامات پیش کرتے تھے کہ میں ابوہریرہؓ کو جواب دیتا تھا لیکن اپنی برائتوں میں وہ یہ ضرور فرمادیتے تھے

کہ کوئی جانیے کسی بات کا جواب نہ دے۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص بھی حق کے مقابلے آتا ہے وہ سیاسی گنہگار

ہمٹ و حرر ہوتا ہے، قضا بہتے غلو بہم۔

اس فقرہ میں آپ نے پھر فرمایا کہ میں دیکھا نہیں ہے پر شوق کا اس کا صحیح مگر ذہنی شکن جواب دہانے کے بعد پھر

اسی کو نہ بڑا ناگاہیک ہی کی حیرت اور غرت سے۔ آپ کے ساتھیوں کو چاہئے کہ یہ دیریں آپ کی خواب گھر ٹھہریں۔

اس پر توجہ نہ ملے تو مولانا کا دل بے مشغول رہے۔ یہ دور ملکہ امیر کا انتقال ہوا۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

لایا جڑ کا۔ آپ ہی سہہ دیر پہنچے۔ اور اگر پھر بھی لگد میں نہ آوے گا اپنی سسلی پہ نام لےجے۔

لفظ - ایسا ، کے معنی یہ ہے کہ وہ بغیر ، جیسا " کے تشبیہ کے لئے آگاہی ہے ، جہل مراد لا

یہ ہے کہ اگر جیسا بغیر جدیدا۔ مگر جو سنجیدہ کے لئے جو نادر و کمی نہیں، بلکہ اس صورت میں وہ سنجیدہ کے خلاف وہ مگر

معاذی اللہ! یہی سبب معلوم ہوتا ہے۔

میرے متعلق جو مثال پیش کی ہے اس میں لفظ "میں" کے بجائے "تو" کے لیے ہے۔ اور میری مثالوں

تقداری کی ہی خصوصیت نہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ہی فرمایا اور یہ تہذیب عیسوی اور رضا خان صاحب کے خلق ہے۔

کے گمراہ کاظم سوار الیہ تھا کہ وہ ایسا تھا تو بے شک۔ اس نے سوری احمد بن خانی صاحب کو صفحہ توہین کی۔ کیوں کہ ازود نے کھادات اپنے موقع پر لفظ "ایسا" تشبیہی کے لئے آج ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ "ایسا" ہر جگہ تشبیہ ہی کے لئے ہو، بلکہ جس طرح کہ میں عربی کرچکے ہوں۔ وہ معنی "وہاں" اور تشبیہ کے بھی مستعمل ہو سکتا ہے۔ اور لفظ "ایسا" کا حیات میں بھی جیسا کہ میں، یہ لفظ ظاہر ثابت کرچکے ہیں، وہ نیز تشبیہ کے "تسا" کے معنی میں ہے۔ اس سے مطلق بعض علوم تشبیہی ملتا ہیں۔ آپ نے لکھا ہے "ایسا" جسے آسانا مستعمل ہونے کا ثبوت لغت ابن کثیر اور ابن کثیر سے طلب کیا ہے۔ یہ مطالب آپ کا بے شک صحیح ہے۔ سنئے :

امیر مہدائی مرحوم نے امیر المہدات جلد دوم صفحہ ۳۳ پر لفظ "ایسا" کی کئی جگہ توجی کی ہے اور اس کے چند معنی بیان کئے ہیں۔ ملاحظہ ان کے ایک مسودہ بھی بیان کئے ہیں جو میں نے عرض کئے۔ اس موقع پر ان کی عبارت یہ ہے۔

ایسا (معنی) آتا۔ اس قدر۔ فقرہ ایسا یا کہ اور مراد دیا۔ شعر :-

اس بادہ گسٹرس کا جسم ہے یہاں لطیف و صاف
فقاہر نگہبان ہے سوچ شراب کا

مجھے اب تو جس نے لغت سے ثابت کر دیا کہ "ایسا" تشبیہ کے الفاظ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور لہذا وہ لفظ فقرہ کے کھادات میں لای معنی میں اس کے استعمال شائع ہوا ہے۔

میں نے عربی کیا تھا کہ مصنف حضرت مولانا اشرف علی صاحب خاں نے اپنے تئیں کو کافی سمجھتے ہوئے حضور مکہ علم شریف کو جانوروں اور پالگوں کے برابر بتلائے۔ اور اس کے ثبوت میں میں نے بسا اہل ان کی حمایت پر بھی تھی اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب نے خود اپنے کفر کا اعتراف کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی شان بالکل جیسی ہے کہ کوئی غریب آدمی مولوی حامد رضا خانی صاحب سے کہے کہ آپ سودا گری میں مصروف کھاتے ہیں۔ وہ اس کے جواب میں عرضیں گے یہ دیکھی غلط ہے میں نے کچھ کبھی ایکسائی بھی کسی سے نہ کر لیں۔ میں خود کو عالم احمد سودا گراں سمجھتا ہوں۔ اس پر وہ کہیں غریب اعلان کرے کہ مولوی حامد رضا خانی نے خود اپنے خود احمد بھی ہونے کا قہر کر لیا۔ تو کیا یہ اس کا یا میں نہ دیکھا۔ میرا فہم میں یہ مناظرہ کا بیست نام

علیؑ نے جو ردِ مسخرہ و سبام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپؐ نے ذکر کیا ہے۔ اس میں بھی نہایت شرمناک غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ ایک مجاہد تو آپؐ نے یہ جہاد کا خود مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دیکھا، حالانکہ یہ آپؐ کا غافل بھروسہ ہے۔ وہ عجب کسی دوسرے شخص کا ہے۔ پھر آپؐ کے جو توہین آمیز اور بازاری الفاظ ادا کئے وہ بھی انھوں آپؐ کے تصنیف کردہ ہیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ اور سے بری ہیں۔ وہ آپؐ کا یہ اعتراض کہ خواہد میں ہم المؤمنین کی تشریف آوری سے جدید نکاح کی تفسیر کریں اور کسی طرح نکاح کی گئی، سو یہ حق تعالیٰ سے آپؐ کی ہمتا و دعا قیامت ہے جس کی کوئی شکایت نہیں۔

علامہ عبدالغنی تاجیؒ اپنی کتاب "تعلیل الاکام بتبیین الحرام" میں ارقام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن دیکھے کہ لڑکاچ مصطرات اعداء المؤمنین میں سے کوئی اس کے گھر میں تشریف لاتی ہیں تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ کسی نیک شخصیت سے اس کا نکاح ہو گا۔

اب فرمائیے کہ یہ علامہ کے متعلق کیا خوتہ ہے۔ جو صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی نہیں بلکہ تمام اہل بیت المؤمنین کی تشریف آوری کی بھی تعبیر کہہ رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ وہی عبدالغنی تاجیؒ ہیں جن کو آپؐ کے اعلیٰ حضرت اپنی تصانیف میں کہیں "امام" علامہ "عالم" اور کسی جگہ "علامہ جلیل القدر" وغیرہ تمام قدردانوں نے درجہ بدرجہ اعلیٰ خطابات سے یاد فرماتے ہیں۔

پس مگر واقعی آپؐ کے نزدیک مولانا تھانویؒ کی علامہ کی تعبیر کی وجہ سے کافر ہیں تو اب ان علامہ کو کون کھڑکے اور چونکہ آپؐ کے اعلیٰ حضرت ان کے شواہد میں اعدائے کفر کا نام لگا رہا ہے تو ان کو بھی کافر کہئے۔

پھر خواہیں گفت قرآن سے شرم تاسن ہاں کفر

تصانیف مسخرہ گوشتہ و اختصار اس پر جو جانے یا کوئی تیر و تکی کو ملے تو ایسی صورت میں کسی کے نام دیکھ بھی تکلیف نہیں کی جائیگی، شاہی مسخرہ ۱۰۰ : اس بحث کی مکمل اور لاجواب بحث میں کے بعد کسی معاند کو بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ سیفِ بیانیہ میں تقریباً ۱۰۰ صفحات پر کی گئی ہے ناظرین اس کو ضرور مطالعہ فرمائیے۔ بہت سب۔

ملے حافظہ جو تھان صاحب کا مدار ۱۰، برقی شمار ۱۰ صفحہ ۱۰، بہت سب

دوسرے دن کا مناظرہ ختم ہوا

واقعہ بہتہ کو ہم نے ہر دو مناظروں کی بعض دو تقریریں جن میں معانی کی بحث نہ ہوئی اور نہ کسی سے جھڑپ ہوئی

اور دو حقیقت ان کو فضل کرنے میں بے کار ثابت ہوئی۔ سارا کوئی نادمہ بھی نہ تھا۔ نیز نظریہ کو بھی یہ خیال ہوگا کہ مولوی سرور احمد صاحب کی تقریریں مولانا محمد منظور صاحب کے مقابلہ میں طوفاً مختصر ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ مولوی سرور احمد صاحب بعض اوقات اپنے وقت سے بہت پہلے تقریر ختم فرما دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے بعض تقریریں صرف تین منٹ اور چار منٹ کی بھی ہوئیں۔ لیکن مولانا محمد منظور صاحب کے گو آپ کی ہر تقریر پچھ وقت میں ہوتی تھی اور پھر بھی آپ کو وقت کی ٹنگن کی شکایت نہ تھی۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مولوی سرور احمد صاحب اکثر ہمیشہ ایک ہی تقریر میں ایک بات کو تین تین بار چار چار بار دہراتے تھے جس کی شمارت خود ان کی جماعت بھی دے سکتی ہے۔ ہم نے ان کی اس بے کار تکرار کو، قلم بند کرنا غیر ضروری سمجھا۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ مولانا محمد منظور صاحب مولوی سرور احمد صاحب کے مقابلہ میں بڑے بھی بہت تیزی سے تھے۔ اس کی شہادت بھی موافق و مخالف ہر ایک سے لی جاسکتی ہے۔ بہر حال ہر دو صاحبان کی تقریروں کی اعتبار میں جو آٹھ وقت ہے وہ ان دو وقت سے ہے۔



مَنَاطِلُ

کا — تیسرا — دن

۲۲۔ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ یومِ شنبہ

(بعدِ غلطی)

مولوی سرمد احمد صاحب رَافَا اَرْسَلْنَا شَاحِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ۝

حضرت ۱۔ کل سے مولوی منظور احمد صاحب پر میرا مطالبہ کا نام ہے اللہ وہ بھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ میرا دعوہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے حفظِ الایمان میں حضورِ سید عالمؐ نور مجیدؑ ضعیف اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کی ہے اور آپ کے علمِ اقدس کی جان نمودی اور پانگوں کے برابر بتلا ہے۔ میں گل سے برابر اس کو ثابت کر رہا ہوں۔ اور مولوی منظور صاحب دعوہ اس کو زہی کر رہے ہیں اور حفظِ الایمان کے اس کفری معصوم سے قریب ہی کرتے ہیں۔ بیچتے صہ میں پیر اس عہدت کو چڑھ کر سنا سنا ہوں۔

دوسرے کے بعد مولوی سرمد احمد صاحب کے حفظِ الایمان کی عبارت پڑھ کر سنائی اور اس کے بعد فرمایا :
دیکھو ! اس میں صاف "ایسا" کا لفظ موجود ہے لہذا ہر وہ اس میں تائب ہے۔ اور وہ شک حضور کے علمِ شریعت کو جانوروں اور پانگوں کے برابر بتلا یا گیا ہے۔ مولوی منظور صاحب نے کل فرمایا تھا کہ یہاں لفظ "ایسا" کے معنی میں ہے۔ بیچتے اب تیسرا اعتراض اٹھایا وہ زیادہ واضح ہو گیا۔ آپ کے اس قول پر کہ حفظِ الایمان کی عہدت کا صاف مطلب یہ ہو گا کہ :

.. غیب کی باتوں کا جتنا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اتنا ہر کچھ کو اللہ ہر جگہ اللہ ہر
پانگل کو ہے :

پہلے مولوی صاحب اب تو آپ نے خود میرے واسطے کوٹا بیت کر دیا ۔

۱۷۰۰ء میں مولوی صاحب نے فرمایا

مولوی صاحب ! آپ کی کڑوی لمبی ہے یہ حضرت حوث پاک کی کرامت ہے ۔ یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی برکت ہے ۔ دیکھئے جو انسانوں نے مسام نہ کریں میں لکھا تھا ۔ اب خود آپ نے اپنی زبان سے اس کو اقرار کر لیا ۔ اعلیٰ حضرت کا دعویٰ بھی تو یہ تھا کہ حفظ الایمان میں حضور کے علم شریف کو جانوروں اور پانگوں کے برابر بتایا ہے ۔ اہل آپ نے خود تسلیم کر لیا کہ حفظ الایمان میں ۔ نبی ۔ کا حفظ ۔ اتنا ۔ اور اس قدر ۔ کے معنی میں ہے ۔ تو یہ حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب صاف ہو گیا کہ

۔ حبيب کی باتوں کا جتنا علم حضور صرحہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہے ۔ ایسا ۔ یعنی بقول آپ کے اتنا ۔ اور اس قدر ۔ ہرے اور ہر پاگل اور ہر جانور کو حاصل ہے ۔ اب تو آپ نے خود اقرار کر لیا ۔ اب تو آپ کر کے مسلمان ہو جائیے ۔

مولوی صاحب ! آپ بھی قابلیت پر اعلیٰ حضرت جملہ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب سے مقابلہ کرتے تھے ۔ آج ان کے ایک اعلیٰ غلام نے آپ کی زبان سے اقرار کر لیا کہ حفظ الایمان کی عبارت کا بھی مطلب یہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے مسام نہ کریں میں لکھا ہے ۔ اور جس کی وجہ سے تکبر کی ہے ۔ آپ نے کل مولوی شہباز کا جملہ دلائل کی عبارت پر بھی جس میں صاف اقرار تھا کہ ۔ جو شخص حضور کے علم حبيب کو جانوروں اور پانگوں کے برابر بتائے وہ خارج ۔ مسلمان ہے ۔ اور آپ نے مان لیا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں فقط ۔ ایسا ۔ اتنا ۔ اور اس قدر ۔ کے معنی میں ہے ۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان میں حضور کے علم شریف کو جانوروں اور پانگوں کے برابر بتایا گیا ہے ۔ لہذا اب مولوی اشرف علی صاحب خود اپنے اور آپ کے اقوال سے کافر ٹھہرے ۔ ایسے ہی کافروں کے حق میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ۔ یکفرون ما نوحاھلہم فیہی وہ مرد علیٰ مذہبہ کافرینہ میں ۔

نہ جو قرآن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نقل ہوا اور جملہ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس میں کہیں یہ آیت نہ ہو دیکھیں ۔

انجمن ہے یا وہ یار کا زلف روز میں
لو آئیں اپنے دام میں سیاہ چھنس گیا

مولوی منظر صاحب نے پتے پر بھی گنا تھا کہ چونکہ حفظہ الایمان کی عبادت میں وہ عیسا - یزید - حبیباً
کے ہوتے لہذا تشبیہ کے لئے نہیں۔ بطور حجب میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ اگر کوئی تنقید آپ کو یہ کہے کہ مولوی
تھانوی صاحب کے متعلق لکھ کر ان کا علم کدہ سے ایسا ہے تو اس میں تشبیہ اعدا آپ کی توہین ہوگی یا نہیں؟
تو بہت دیر تک مولوی صاحب اس کے جواب میں ہاں مائل کر رہے۔ لیکن جب مولوی صاحب نے سمجھا
کہ سرور احمد غفرانی جیسے وہ جواب لئے بغیر بھیجا نہیں چھوڑے گا تو آپ نے کئی آخر میں اس کا جواب دیا افسوس
کہ لیا کہ اس میں تشبیہ اعدا تو ہیں ہے۔ آپ سب لڑکوں کو مولوی صاحب کی یہ بات یاد ہوگی۔

بہی سنی ہو؟ اب خدا فیصلہ کرے۔ وہی عیسا - یزید - حبیباً کے لڑکوں کی منظر صاحب یا
مولوی تھانوی صاحب کی شان میں قول جانے تو اس سے ان صاحبوں کی توہین ہو جائے۔ انہی لفظ میں سوسٹر
کے متعلق مولوی تھانوی صاحب لکھ دیں تو اس میں حضور کے کچھ توہین نہ ہو۔
لہذا اگر مولوی منظر صاحب اور تھانوی صاحب کی عزت حضور سے بھی زیادہ ہوئی۔ کچھ لڑکوں
صاحب ہی یہ آپ کا دھرم۔

مولانا محمد منظور صاحب
بہ خطبہ ماثورہ: انصاف و معجز ثلیل و میکائیل
مفرات توراۃ والانجیل - افسران العبدیل

فاطر السموات والارض انت تاحکم بین مہادک تو اھم فیہ یختلفون
اھدنا لہذا اختلف فیہ من الحق بانک اھد ترمذ ان من ذلک انی سراج مستقیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرزا خلیل تھا کہ اس میں غلطی کی ترست میں مولوی سرور احمد صاحب نے کوئی غامض تیاری کی ہوگی اور
وہ کچھ نئی باتیں سورج کر کے دیں گے۔ مگر

غلط فرد انجمن - پند مستقیم

مروئی صاحب کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آپ آج بھی اسی منزل میں ہیں جس میں آپ کھلی تھے۔ لیکن
 کچھ سیرت ہوتی ہے کہ جس! قول کا آپ!۔ باز جواب پانچویں پیر کی طرح اس کو زبان پر لائے ہیں۔ اور غضب یہ ہے
 کہ برباد آپ یہ فرماتے ہیں کہ میری کسی بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ صحیح بخاری شریف اور دوسری کتب حدیث میں
 ایک روایت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض میں وفات شریف سے تین
 چار روز قبل ایک دن فرمایا کہ ایک کاغذ لاؤ جس پر تم کو ایک ایسا لکھنا کہ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے
 اس کے بعد صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: "فَالْقَوْمُ خَشِيَ أَنْ يَفْضَحُوا" یعنی حاضرین نے دیکھا حاضرین میں
 سے کسی نے اگلا "آپ سے پوچھو فوسل کیا آپ نے ہم کو چھوڑ دیا؟"

کتنے دنوں کا مطلب یہ تھا کہ کیا حضور ہمیشہ کے لئے ہم سے مفارقت اختیار فرما رہے ہیں جو کسی قسم کا
 وصیت نامہ لکھنا چاہتے ہیں؟

اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہاں حاضرین میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اب شیدائے خلیفہ
 جو بزرگان دین کی تکفیر میں آپ کچھ بھی استاد ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا اللہ کا فراماتہ کرنے کہنے
 کہتے ہیں کہ یہ قول: "عَلَيْكُمْ مَسْتَقِيمٌ" تم کو کا ہے اور اس میں جو "خیر" کا لفظ ہے وہ محکمہ سے
 مشتق ہے جس کے معنی "میرزا" اور "میر" کے ہیں۔ اور اللہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ "حضور نے زبان
 بکا" (قوله: "مَنْ مَنَ عَنِ هَذِهِ الْكُنْهَةِ احْبَبْتَهُ")۔

شیدہ صاحبان کو پورا فرض پیش کیے جس کی مدد برس ہو گئے اور اس وقت سے آپ تک اہلسنت نے ہر راہ
 غیر تحریروں اور تقریروں میں ان کی اسی ناپاک افواہ کے تباہیت معقول اور وہاں ٹکس جوابات دیئے جو آج
 تک کا جواب ہیں۔ مگر شیدہ صاحب ہی آج تک میں گمانے جاتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ اللہ
 آپ کو بیان کرے "تکلیف" ان کو برباد تھلا دیا گیا کہ یہ لفظ "خیر" "میرزا" یعنی زبان گوئی سے مشتق نہیں ہے
 بلکہ "خیر" جسے جاتی سے مشتق ہے۔ اور لہذا میں "مستقیم" کا لفظ تم کو قرینہ بھی موجود ہے۔ بلکہ کہ
 زبان اللہ سے مستقیم ممکن نہیں۔ لہذا یہ "خیر" "میرزا" اور "میران" سے مشتق ہے جو وہاں کے مفاد
 میں آتا ہے اور اس قول صحیح اللہ واقعی مطلب وہی ہے کہ کیا حضور کا ارادہ ہم کو ہم کو اپنے مفارقت دینے کا ہے اور

آپ سے دریافت تو کر دو :

لیکن شیعہ صاحبزادے یقیناً نہیں سمجھیں کہ ”مرطبی کی ایک کتاب“ سے کیا جاسکتا ہے کہ انہیں صاحبزادے کا حقیقی معنی ہے۔ جس پر وہ کہتے ہیں ”اس میں علامہ حضرت علی نقی علیہ السلام کی تو یہ ہے۔ لہذا علامہ انصاری صاحبزادے کا خلاصہ خارج الاسلام ہیں۔“

بہرحال شیعہ صاحبزادے بھی کہیں کی طرح حد و سرحد جواب دہ نہ تھے بعد میں تک جاسکتا ہے۔ یہ صاحبزادے کا ان کا ہیچوئی گئی نہ آپ کی پرکڑی جاسکتی ہے لیکن یہ خود آپ کا ضمیر جانتا ہو گا کہ آپ کی ہر بات کا کیا تا جواب جواب دیا جا رہا ہے۔ میں کل سنت اور کلمات سے ثابت کر چکا کہ ”ایسا“ تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور حفظ انامیان کی حدیث میں بھی وہ تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ لیکن آپ اپنے شیعہ صاحبزادوں کی طرف سے یہی کہہ جاتے ہیں کہ نہیں ”ایسا“ تو تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور حفظ انامیان کی عبارت میں بتا رہے ہیں کہ ”اب اس حدیث اور حدیث دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔“

آپ فرماتے ہیں کہ مسئلہ ہے افراد کر لیا کہ حفظ انامیان میں جنس کے علم شرعی کو جانوروں اور نباتاتوں کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ علامہ انامیان صاحبزادے اس سے زیادہ سفید حیثیت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو میں کل سے برابر دیکھ رہا ہوں۔ آج آپ اس کو میرے ذمہ رکھ رہے ہیں۔

میں پہلے پہلے عرض کیا تھا کہ حفظ انامیان میں ”جیسا“ کا لفظ نہیں ہے۔ مگر اس میں ”جیسا“ ہر تافہر ”ایسا“ کا تشبیہ کے لئے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں پہلے تو آپ نے فرمایا کہ ”جیسا“ میں ان خود تشبیہ لیکن جب میں نے آپ کی اس عبارت کو رد کیا تو آپ نے فرمایا کہ ”ایسا“ کو بغیر ”جیسا“ کے بھی تشبیہ سے کہہ سکتے ہیں۔ پھر جب میں نے آپ کی اس بات کی تردید کی اور ثابت کیا کہ ”جیسا“ تشبیہ کے علاوہ دوسرے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور حفظ انامیان کی عبارت میں وہ بلا تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں مستعمل ہے تو آپ نے مجھ سے انوکھا ثابت دلایا کہ ”ایسا“ بلا تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں کہاں آتا ہے ؟ چنانچہ میں نے اس کو

لعنت اور نعلم اور شر کے کاروائی سے ثابت کر دیا جس کا آپ کوئی جواب دے سکے۔ اب اس تقریر میں آپ نے یہ جہت اختیار کی کہ "ایسا نہ ہو" اتنا کہ معنی میں لینے کے بعد ہمارا دعوئے ثابت ہو جاتا ہے اور منقطع الودیان کی عہدت کا یہ مطلب ہو جاتا ہے کہ غیب کا جتنا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اتنا ہر نبی و مراد اللہ جانور و انسان کو بھی حاصل ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ کیا واقعی آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں یا دیدہ و دانستہ دوسرے لوگوں کو مخاطب میں ڈھونڈنے کے لئے یہ فرض کر رہے ہیں۔

ان حکمت لا تذکرہ فالحیۃ

وان حکمت مذکورہ فالحیۃ اعظم

برہان مگر آپ میری اس بات کو بھی ٹھیک نہیں سمجھتے ہیں تو اب کچھ لینے کو "حفظ الودیان" میں "ہیسا" اتنا کہ معنی میں ہے اور اس سے مراد مطلق یعنی علوم غیبیہ ہیں۔ روحیات کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور کو عالم الغیب کئے والے مطلق یعنی علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کئے ہیں۔ اور اگر ان کا یہی اصول ہے کہ جس کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوں گی اسے کو عالم الغیب کہا جائے گا تو لازم آئے گا کہ ہر نبی و مراد اللہ جانور و انسان کو بھی عالم الغیب کہا جائے گا۔ کیونکہ یہاں علم غیب یعنی تعامل غیب جو ان لوگوں کے نزدیک کسی کو عالم الغیب کہنے کے لئے کافی ہے۔ یعنی مطلق یعنی غیب کا علم تو ہر ایک کو حاصل ہے۔ ہر حال میں عبادت میں منقطع "ایسا نہ ہو" اتنا کہ معنی میں ہے۔ اور اس سے مطلق یعنی علوم غیبیہ مراد ہیں۔ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریعت۔

اگر اب بھی اس عبادت کا مطلب آپ دیکھ سکیں تو دوسرے طور پر چون کھینے کو یہاں لفظ "ایسا نہ ہو" کے معنی میں ہے۔ اور اس سے مطلق یعنی علوم غیبیہ کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ "ہیسا نہ ہو" کا استعمال "یہ کہ معنی میں اور لغت میں شافی و واضح ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ "میں زیادہ کھانوں گا" اور دوسرے کہ "ایسا کام بڑا دکھنا" تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ "یہ کام بڑا دکھنا"۔ یہی چون کھینے کو حفظ الودیان کی زیر بحث عبادت میں بھی ہے۔ "ہیسا" کا لفظ "یہ" کی جگہ منقول ہے اور اس صورت میں عبادت کی شرح بخوبی ہوگی۔

اللہ عابدہ و متوکلہ

۱۔ چہرہ کو آپ کی دولتِ مقدس پر علمِ غیب کا حکم کیا جاتا، یعنی معجزہ کہ عالمِ غیب کتابِ آگاہی ہے۔
 ۲۔ یہ صحیح ہے تو وہ ذاتِ غیب اسی آدمی سے جو معجزہ کو عالمِ غیب کہتا ہے اور اس علاقے کو جانتا
 سمجھتا ہے، یہ ہر جہ کو اس غیب سے ملو یعنی غیب ہے یا کسی غیب؟ مگر بعض علومِ غیبیہ میں
 تو اس میں درجینِ معنی یعنی غیب کے علم میں، معجزہ کی کیا تخصیص ہے، اس علمِ غیب یعنی علمِ غیب
 جو اوپر مذکور ہوا، اس میں معنی یعنی غیب کا علم، تو نورو و عروہ، بلکہ ہر جہی و جہول، بلکہ حیوانات و نباتات
 کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی اور کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی
 ہے۔ تو اس لئے کہ اس میں، چاہے کہ سب کو عالمِ غیب کہاجوئے۔

۳۔ اس میں کہ ہر جہ کو اس شریعت کے بعد ایک عالمی ہے جہاں بعض شخص کو بھی ایسی وحدت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔
 ہر حالِ حقیقت کے لئے، جیسے کہ آیت ۱۰ کے معنی میں یا جہاں سے جب بھی مطلب حاصل ہے۔ اور یہ ۱۰
 کے معنی میں لیا جاوے جب بھی مطلب حاصل ہے۔ اور دونوں صورتوں میں اس کے معنی میں غیب کا علم ملو جو کہ
 اور فرق صرف تجربہ و حقائق کا ہو گا حاصل ۱۱ لفظ کا ایک ہی ہے، لیکن اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریعت
 کسی طرح بھی مراد نہیں ہو سکتا۔

۴۔ اس کے بعد مزید توضیح کے لئے اس وحدت کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

فرق کیجئے کہ کسی حکم کا بادشاہ جیسے نواز و حلیت نواز ہو اور علیا کی بہت زیادہ خبر گیری کی کہ ہر ہر
 خبریں اور سیکڑوں کو کھانا کھاتا ہو۔ اب اگر کوئی ایسی شخص جس کا نام ۱۲ نواز = فرعی کہیئے۔ کچھ کہیں اس بادشاہ
 کو ۱۳ حلیہ العالین، کہیں ۱۴ اس پر کوئی اور شخص مروجی اثری علی صاحبہ کی حرا ہوئی الزام کہنے کہ ۱۵ تم جو اس
 بادشاہ کو بہت اللعالمین کہتے ہو کہ بعض کی تربیت کی، جو عوام کی تربیت کی وجہ سے ۱۶ یہ تو کہ ہر جہ کو وہ بادشاہ کی حکومت

۱۷ حلیہ معزز مشہور، نہ پتا ہو اس لئے کہ بعض شاعر کہتے ہیں ۱۸

وہل جہت خود سر کی قسمت نہ کہ ہنسکے

ہاں ان کو ہر جہ کے بھی ۱۹ آیت ۲۰ ذکر ہنسکے

کی تربیت نہیں کرے۔ اگر بعض کی وجہ سے کہتے ہو تو اسی میں بادشاہ کی کیا تخصیص؟ سو تربیت میں سلطان بھٹن کا تربیت کوئی
 ایسا کہہ کرے، ہر شخص کم از کم اپنی دودھ کو پاتا ہے، جانہ بھی اپنے بچوں کا میٹ بھر رہی ہے۔ تو چاہئے کہ تمہارے اس اصول
 پر ہر شخص کو جگہ ہر سون کو لکھنے علمین کہا جائے۔ دودھ کو فروغ دیا جائے کیا اس میں اس بادشاہ کی توجہ نہ ہوتی اور کیا
 اس کا میں مطلب یہ کہ اس شخص نے اس بادشاہ کو ہر معمول انسان بکر جانہ دی کے بزرگ دیا، میں تو بگت ہوں کہ کوئی مولیٰ
 کہہ کہ انسانی بھی اس سے بہتر نہیں نکالے گا۔

اس وقت تک میں بھٹن الاہیہ کی عمارت کی قریب میں جو کہ کتا ہے مگر میں کسی اعلیٰ درجہ کے جاہل کے سامنے بھی نہ
 باتیں چڑھاتا تو وہ بھی مطمئن ہو جاتا کہ اس وقت کا احترام کرتا۔ مگر آپ اس بادشاہ مولیٰ میں اسے وہ بھی بغیر خود پہنے
 گئے پتلا ملوئی، لہذا یہ پتھر کہ سزا ختم ہو کر باقی جینے پرست و حرم کے ہم وطن۔ اس لئے آپ سے یہ فرقہ نہ رہے
 مگر آئی ہاں اس کے چپ نہ رہا

میں جو کہ میرا آپ حضرات پر ایسے طریقے سے تمام محبت کرنا چاہتا ہوں، اس لئے میں سلطان ایک بات
 اس میں کرنا ہوں۔ بھٹن بھٹن۔

حضرت الایمان کی جیسا کہ میں کہتے ہو رہی ہے اس میں مولانا عالم غیب نے دعویٰ کیا کہ اصولی پر الزام ہے
 وہ ہے جس کو تمہارے اس مولانا اصولی پر الزام آئے کہ حضرت کی حجت زید و عمر کے حوائج و بہانہ کو بھی عالم غیب
 نہ کہ جائے۔ ہر حال بیان میں نہ کہ ان کا کوئی اصول الزام ہے۔ اس حدیث کے کسی فقرہ میں مولانا نے حضرت افسانہ میں
 دوسرے علم غیب کے مستحق اپنا عقیدہ نہیں بیان فرمایا ہے۔ عین اسی حضرت الایمان میں زبردست حدیث سے پہلے
 کے بعد مولانا اس کے مستحق اپنا ذاتی عقیدہ بھی لکھ۔

مولانا فرمائیے اسی کی حدیث ہے۔

۔ گویا کہ اسے جو رسوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام احادیث میں ملے تھے ۔

مولانا فرمائیے اسے جو شخص حضرت کے لئے تمام علوم لازم و ضروری تھے وہ اس کا کافی ہو سکتا ہے کہ
 حضرت کا عالم معجزات و ربانہ کو بھی حاصل ہے۔ انصاف شرط ہے۔ خدا کا خوف کیجئے۔ اس کے معنی یہ ہے
 کہ اس کے لئے :

مولوی مسرور احمد صاحب

حضرات! میرا بھی خیال تھا کہ مولوی منظور صاحب رات بھر کتب
محنت کے بعد حفظ الہامی کی عبادت کا کوئی ٹیکہ جو صاحب سچ

کرنا نہ پائے، مگر مولوی صاحب کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اب بھی ان کے پاس کوئی حجاب نہیں ہے۔ اور لاجوابیت
کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔

یہ نہ سنا تھا کہ کوئی شخص آپ کے متعلق جی کہے کہ "آپ کا علم کرم الہی ہے۔" فراس میں غلط "یہاں
تشبیہ کے لئے جہاد یا حسین؟ اور اس سے آپ کی توہین ہوگی یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے تسلیم کر لیا کہ "یہاں
تشبیہ کے لئے جہاد اور اس میں توہین ہوگی یہ صحیح ہی کہتا ہوں کہ یہی "یہاں" کا غلط سمجھنا الہامی کی عبادت میں بھی ہے
غذا اس میں بھی توہین ہوگی تو مرنے کا جواب نہیں دیتے۔

مولوی صاحب! میں نے تو آپ کی جوتی حضرت مٹی تھی کہ آپ نے بڑے بڑے مناظرے کئے ہیں مگر مجھے تو اب معلوم
ہوتا ہے کہ شاید آپ نے کوئی مناظرہ دیکھا بھی نہیں۔

آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مثل پیش کرتے ہیں وہ تو اگر کچھ دنیا میں ہوتے تو سارے توہین کرنے
والوں کا خاتمہ کر دیتے۔ حضور کے زمانہ میں ایک منافق اور ایک یہودی میں جھگڑا تھا۔ جب حاضر حضرت اقدس صلی اللہ علیہ
و سلم کے حضور میں پیش ہوا کہ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔ اس کے بعد وہ منافق دوبارہ فیصلہ کرنے کے
لئے حضور عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضور سیدہ یوم النذر پہنچے۔ اس کا فیصلہ فرما چکے ہیں
اور اس کی جگہ منافق نے اسی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا ہے تو آپ گھر میں سے نواہ لائے اور فرمایا کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ تو دور کوئی ہے۔

مولوی صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قریدی تھی آپ ان کو تعاقب ہی کہ جب کی مثال میں پیش
کرتے ہیں ۵ چر نسبت خاک را عالم پاک۔

آپ نے لکھی اس فقرہ میں حفظ اربعین کی ایک اور عبادت میں چرہ کرشنا کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور
کو وہ نام ملے جس سے نبوت کے لئے لایم ہرودی ہیں۔ مولوی صاحب آپ نے قرآن مجید میں یہ بات نہیں لکھی

إِذَا جَاءَهُمْ نَذْرٌ مِّنَّا فَاقْبَلُوهُ قَائِلِينَ أَنَّهُ لَقَدْ مَرَّسُوهُ اللَّهُ وَاللَّهُ يَسْمَعُ الْإِنْفِ

فَرَسُوْلُهُ وَاِنَّهُ يُشَاقُّهُ اِنَّ الْاَنْفِ فِتْنِيْنَ تَعَاوَى مَوْفَى :

ترجمہ : اے مجھ سے محبوب جیسے دشمنی لوگ آپ کے پاس کتنے ہیں تو کتنے ہیں کہ ہم کو اسی دینے میں کہ آپ خدا کے لیے ہیں۔ اور اے خدا کے لیے آپ اسی کے ہیں اور خدا کو اسی دیتے ہیں۔ دشمنی جھوٹے ہیں۔ صرف آپ کو خدا کی طرف کے زبان سے اپنے لیے ہیں۔ حقیقت کا مفہوم یہ نہیں ہے :

پہلے اس طرح تعابیر سے سب سے پہلے جو مسئلہ ہے ۔ جو کہ اپنے لیے کہہ دے کہ حضور کو تعابیر سے لازماً تیرے سامنے تھے۔ اور حقیقت ان کا عقیدہ یہ نہیں ہے۔ عقیدہ ان کا وہی ہے جو وہ عقیدہ ایمان میں اپنے لیے کہہ چکے ہیں کہ حضور کا علم ہمارے دل اور ہاتھوں کے برابر ہے ۔ پھر میں نے ان کی عبارت دہرائی ۔

میں نے پھر یہ کہ آپ کے ذات عقیدہ پر انکو ۔ دوسری سربلہ میں صاحب نے حفظ ایمان کی اسی عبارت پھر دہرائی کہ اس کے معنی وہی تھے جو اس وقت بھی قرآنی جو اس سے پہلے دہرایا تھا کہ پھر آخر میں دہرایا کہ مولیٰ صاحب ! آپ کے کاربائوں میں دولت مانع نہ کیجئے ۔ میری باتوں کا جواب دیجئے یا اس کو نہ کیجئے ۔

میں نے عرض کیا تھا کہ سلمان نے میری اسی عبارت کو دہرایا ہے جو کہ
مولا صاحب منظور صاحب
موجودہ میں میرے اور چند توفیق چند کے درمیان ہوا تھا ۔

ابھی اپنی برطرفی پر ہرگز نہ دیا کرتے تھے کہ مولیٰ صاحب نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا ۔ حالانکہ ان کو ایک ایک بات کا جواب کئی کئی دن دیا جاتا تھا ۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولیٰ صاحب ۔ احمد صاحب کا بھی بالکل دس روٹنگ سے معلوم نہیں چند توفیق کا اثر آپ پر ہوتا ہے ۔ یا بیٹھتے ہی آپ کا ۔

آپ کی سربراہات کا جواب کہہ دے کہ وہ دیا جاتا تھا اگر دینا ۔ آپ بیٹھتے تو میری چند کی طرف پر ہرگز نہ ہرگز نہ دیتے ہیں کہ میری بات کا جواب میں دیا گیا ۔ مجھے آپ کی اس برائی پر تیری بھی آتی ہے ۔ احمد صاحب بھی ہوا ہے ۔ کہ دس کی طرف میں دیکھتا ہوں کہ ان صاحب بھی ہوا ہے ۔ کر میں کھانا توں کہ آپ بھی سزا دے ہیں ۔ اس صورت کے مشق ہو کہ دوا ہوا ! اتنی آپ کہ یاد نہیں ، آپ پہلی ہی دس تین تفریق میں میں کو منتہم کہنے کا اب اگر ہر بار پھر یہ اسی کہہ ۔ دہرائی کر اور کیا کہیں ۔ اس سے جاری اس اسی ہو سکتی ہے جتنا ۔ کہ اگر دیا جائے ۔ مگر اسی عبارت میں

ہستان رکھ گیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا غلامی بھی یہی کہتے ہیں۔ جب بھی یہ مثال صحیح ہوگی۔ اور اس میں ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ حضرت مولانا غلامی جلیل حضرت خاوند اعظم مدنی کی نسل سے ہیں۔ غلامی خاوندی۔

آپ نے اس مرتبہ، کل یہ سورت اور ادبیہ جو حضرت خاوندی اعظم مدنی کے اس مثنوی کو نقل کرتے ہیں، قدیمی ذکر فرما رہے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کچھ دنیا میں باپ بڑے ترسید تو یہی کہنے والوں کا خارقہ دیتا ہے۔ یہ شک ہے یا بھی یہی ایمان ہے۔ وہ حضرت خاوندی اعظم مدنی کی تو بڑی شان ہے۔ یہ کیفیت تو پر مریض کی ہونی چاہیے۔ میں تو گستاخ ہوں کہ گواہ کوئی نہ کھٹکیر سے ساختہ حضرت خاوندی اعظم مدنی کی شان پاکہ میں گستاخی کرتے تو میں بھی اس کے ساتھ انشاء اللہ وہی سادہ گردن کا جو حضرت خاوندی اعظم مدنی کے ساتھ کیا تھا۔ اور اگر کسی کو میں میں شک ہو تو بجز کرک دیکھتے یا دیکھتے ہیں وہ نہیں ہو گا۔ یا دونوں نہیں ہوں گے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ ہے۔ حاجتہ اقلہ بعد سبب نبیہا :

بیمبر علی الصلوٰۃ والسلام کو گواہیاں دینے والے کے لئے امر امت کی کیا ہوگی؟

میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت مولانا غلامی جلیل نے انکسرت علی اللہ علیہ السلام کے علم شریعت کے متعلق اپنا عقیدہ اسی لحاظ سے بیان کیا ہے۔

۱۔ نبوت کے لئے جو حرم ظالم اور ذی ہیں وہ سب آپ کو تمام امت میں تھے :

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ۔ یہ صرف مسلمانوں کے خواہش کرتے ہوئے ہے۔ جیسا کہ مرقا

مطہرہ کے ساتھ زبانی اسلام کا عقیدہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے اللہ اعظم۔

آپ بھی گلب اکوئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وحی الہی نے تقاضا کو سنا نہیں جو کہ آپ کے ساتھ تھے میں پہلے میرے خلاف کہتے ہیں۔ لیکن آپ کو کسی نے نہیں۔ کہ موزنا تھا تو ہی کا عقیدہ وہ نہیں جو انسان نے کھاجا۔ کیا آپ کہ ہم دین مرزا غلام احمد کی طرح آپ پر بھی دین مریض تھی۔ اللہ بخیر کہ۔ یہ عجیب الہی معنی ہے کہ جو چیز مولانا کی حقارت میں نہ صرف پائی جائے، انشاء اللہ دونوں کا عقیدہ ہے اور جو انسانوں نے صرف عرض طور پر لکھا ہے اور عقیدہ نہیں۔ اس سے بڑھ کر بحث اٹھری اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس مرتبہ آپ نے پھر غلامی کی سورت پر بھی پتہ اور اس کے متعلق وہی دہریہ کیا ہے جو کل سے کہتا تھا

دوسرے ہیں اس کا نہایت مفصل اور شافی جواب دے چکا آپ اس کو یاد کیجئے۔ اس وقت اس کے متعلق ایک مختصر بات اور عرض کرتا ہوں۔ بخود سمجھئے !

۱۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حفاظ ایمان کی اس عبارت میں حضور کے علم شرعیہ کی مقدار پر گفتگو نہیں ہے بلکہ اصل بحث ایمان و حضور کے عالم الغیب کئے کی ہے اور اس پر فریق ہیں۔ ایک۔ یہ کہ فرض کریں گے کہ وہ آپ کے مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ دوسرے مولانا اشرف علی صاحب۔ فریق اول: یعنی مولوی احمد رضا خاں صاحب مشفق حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں اور کہنا جانتے سمجھتے ہیں۔ فریق دوم مولانا اشرف علی صاحب اس کو نا جان سمجھتے ہیں۔ اور اس پر مولوی امجد علی قائم فرماتے ہیں کہ حضور کے عالم الغیب کہنے والے (فریق اول) ان کی ضرب کے علم کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں؛ بعض تجویز کے علم کی وجہ سے ؟ اگر کسی کی وجہ سے کہتے ہیں تو اس سے صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ضرب کا علم نہ ہوتا دلائل فقہیہ و عقیدہ سے ثابت ہے۔

اور اگر بعض ضرب کے علم کی وجہ سے کہیں تو لانگ آتا ہے کہ تیرہ و عہد ہر جہات و ممالک کو بھی عالم الغیب کی جادے۔ لیکن ان کی ضرب کی کسی خاص بات کا علم سب کے ہے۔

اب طور فرمایا جائے کہ یہ ہماری عالم الغیب کہنے سے فریق اول یعنی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اصول پر قائم آتی؛ فریق دوم مولانا اشرف علی صاحب کے اصول پر، ظاہر ہے کہ یہ ان کے اصول پر قائم آئے گی جو حضور کے بعض علوم غیب کی وجہ سے عالم الغیب کہے گا۔ مولانا اشرف علی تو آپ کو ان کو اس پر متنبہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرات کے اس اصول پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ کمال خداوندی کے حضور کی طرح ہر ذرہ و عہد و غیرہ کو عالم الغیب کہا جائے۔ آپ ان کی عبادت کو جبرہ کہیں گے وہ تو آپ کو ان کو بھی اس گراہی سے بکا دے ہیں نہ کہ کہہ کر آپ پر رحم اس بات کو سمجھ گئے ہوں۔

پس سنئے میں تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ - کہنے بھی جتنا فرما دیکھا بھی نہیں ؟

میں کجراشت زخرو مستحانی کا ملائی ہوں اور نہ اس کو دیکھا تھا۔ میں اس بات کے جواب میں بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس فقہوی سے عرض میں جتنے مناسبت اس سے بچنے کے ہیں اتنے آپ کی جہاد کے لئے کہیں گے

ہوا ہے نہ جس نہیں کہے۔ بعد ازاں پورے طرح کر دینا تو ملتا، اور خداوند جل جلالہ کو آپ کی ساری صلاحیت کے متعلق ان کے
مجموعی تعداد بھی پختی نہ ہوئی تھی میرے سنا خود کی ہے اور مجھے اس پر غور نہیں، حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنے
دین کی خدمت پر تیار ہے۔

مرثیہ مذکور حسبِ مطلب ان ہے کہ

مرثیہ مشہور اس از کہ بعد مرثیہ بدست

حضرات! آپ کی سے کچھ ہے ہیں کہیں بار بار حفظ فرمائیے
مولوی سردار احمد صاحب کی عمارت پر بار بار کر سنا اور بول اور ثابت کرنا جو کہ

اس میں حضور مسیح عالم علی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تو میں ہے اور آپ کے علم شریف کو جانوں اور جانوں کے بڑے
بتلا گیا ہے۔ مولوی منظور صاحب اور ادھر کی بھی لکھتے ہیں کہ کچھ وعظ شروع کر دیجئے۔ کچھ
شبیوں کا فضا چھڑے ہیں۔ کچھ اپنی تقریریں کرتے ہیں اور اپنے منظر سے لگاتے ہیں، اور میری اصلاحات کا کوئی اثر
نہیں دیتے۔ اور جب میں شکایت کرتا ہوں کہ صاحب آپ! جواب کہیں نہیں دیتے۔ تو اب نام ہی ہوتے ہیں۔
اور فرماتے ہیں کہ سردار احمد جنت کی کوئی چند کی سی باتیں کرتا ہے۔ وہ بھی ہر تقریر میں ان کا کہنے کے کہ میری بات کا
جواب نہیں دیتا۔ تو مولوی صاحب۔ بات یہ ہے کہ جو شخص بھی آپ سے مناظرہ کرے گا وہ ہزاروں شکایت کرے
گا۔ کہوں کہ آپ جواب دیتے ہی نہیں۔ اگر پڑتے تو کوئی چند یہ شکایت کرتے تھے تو بجا کہتے تھے۔ بلکہ معلوم ہو رہا
کہ وہ نہایت معقول اعتراضات کر کے تھے۔ تو آپ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گزار دیتے تھے۔ تو جتنا تصور
یا بیٹھتے تو کوئی چند کہ نہیں، قصور خود آپ کا ہے۔ اگر آپ ٹھیک ٹھیک لوگوں کو کسی کو بھی جواب نہ دینے کی شکایت نہ ہو
غیر اب تک آپ نے جواب نہیں دیا تو اب رہے دیجئے، میرا اعتراف یہ ہے، اس کے بعد مولوی سردار احمد صاحب منہ

ملے گئی اسلام کے دعوے نے سارے اسود دشمنی کا دس سے بڑے کوئی مظاہرہ ہو سکتا ہے کہ اسود پانڈیٹ
کے اعتراضات کو معقول نہ کہتا نہ بتلاتا جارہا ہے۔ انہی میں سے کسی سے یہ جی ہو، جو صدی کے مسئلہ
کو اہل علم کے ٹھیکیدار۔ غار دار کھرازا اسلام کو۔ مرتب

حفظ ایمان کی اسی وحدت کو بڑھ کر پھر دینی تقریر فرمائی جو پہلے بادیہ فرما چکے تھے۔ پھر اخیر تقریر میں فرمایا کہ اب میں ایک فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ ہذا اور آپ کا جھگڑا صرف یہ ہے کہ حفظ ایمان کی وحدت میں تو ہیں ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک اس وحدت میں تو ہیں نہیں ہے۔ تو لیجئے آپ ایسی ہی وحدت مولوی اشرف گل صاحب کے حق میں لکھ دیجئے۔ اے ایسا کہ معنی آتا ہے اور اس قدر جو آپ تیار ہے جس وہ بھی اس میں لکھ دیجئے۔ یکہ آپ کی سمجھنے کے لئے وحدت میں خود لکھیں وہ ہوں۔ آپ صرف دستخط کر دیجئے۔

دینا بچہ مولوی سردار احمد صاحب نے ایک پرچہ پر سندرجہ ذیل وحدت لکھ بھیجی ہے۔
 مولوی اشرف علی صاحب کی ذات پر عالم ہونے کا حکم کیا جاتا ہے کہ مولوی مولوی منظور علی صاحب جو تو درختا
 طبعی عربیت ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم۔ مگر بعض علم مذہب ہے تو اس میں مولوی صاحب
 اشرف علی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا یعنی اس قدر آسان علم تو ہر جوار پر ہے بلکہ ہر ایک اور پر بھی
 بلکہ ہر گھٹے انسان، ہندو، غور، بھگیا، بھروسے، کائنات، کائنات کو بھی حاصل ہے۔ اور اگر تمام علم
 ہذا ہے تو اس کا جھگڑا دلیل عقل و نفس سے ثابت ہے :-

دینا بچہ مولوی سردار احمد صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب کے پاس اس فرمائش کے ساتھ بھیجی کہ اس پر دستخط کر دیجئے

مولانا محمد منظور صاحب
 آپ نے اپنی اسی تقریر میں ایک ایسی بات کہی ہے جو یقیناً کسی عقل مند
 کی زبان سے نہیں نکل سکتی اور جو کہ دیر سے مشن یا میرے کسی بزرگ
 پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس کا عقلی براہ راست اسلام اور آقاؐ کے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے ہے۔
 اس لئے اس کو صاف بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ :-

میں مولوی سردار احمد صاحب نے اسی حرف لکھا ہے۔ مگر کوئی شکایت نہیں کیے کہ آپ اپنی بی بی میں اور دینی
 مرزا غلام احمد کے ہم وطن - مرتبہ -

۱۔ ہندو گول چند کے اعترافات نہایت معقول تھے۔ اور منظر اس کا جواب نہیں دے سکے۔

۲۔ مستشرقانہ۔ اسراہیل و ہادو کی کوفی تہمت ہے۔ کہ آپ صرف میری عداوت کی وجہ سے ہندو گول چند

کے ان اعترافات کو معقول نہ کہ ثابت معقول ہندوہیت میں۔ سو خود کے سلسلہ اور تعلیمات رسالت مآب میرے بعد

دعا پر پکڑے تھے۔ ہندو گول چند کے وہ اعترافات منظر پر نہ تھے۔ مولانا مشرف علی صاحب کی رات پر دستے بلکہ

برادراستہ اسلام اور قرنی کینہ پر تھے۔ چنانچہ کائنات مردہ عالم علی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و آپ کے لئے جوئے دین

پر تھے۔ آپ ان بھی اور انہماک اعترافات کو نہایت معقول کہہ رہے ہیں۔ انہماک دنا لید رجھیں۔ یہ آپ کا نہایت

مشقین جرم سے، بلکہ مزید کھڑے کھڑے، آپ بہت بعد اس سے توبہ کیجئے۔

۳۔ آپ کا یہ کہنا کہ منظر ان اعترافات کے جواب نہ دے سکا۔ یہ آپ کا جواب میں میں آپ کو کھٹ چلی کرنا ہوتا

کہ اگر وہ اعترافات آپ کو بد میں تو اچھی اس سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد اسی پیش فائدہ پر ان کو بھی پیش کیجئے اور

جواب لیجئے۔ اور اگر وہ جن نو ہندو گول چند کو بلکہ ہندوستان بھر کے اور سماجی مناظروں کو پکڑے۔ اور اس سے

اعترافات جن کو آپ معقول کہہ رہے ہیں بلکہ ان کے مناد اور بھی جو اعترافات اسلام پر ہیں، انہماک کو تیر سماج

کے ایک ہی کر آپ پیش کیجئے۔ دیکھئے کہ ہوں، اللہ تعالیٰ منظر کے منشی کھن جو امانت دیتا ہے۔

۴۔ ہندو گول چند میں براہِ حوصلہ کی برہمنی ہیں، عداوتِ قرآن کے موضوع پر آپ سماج سے ہر عقاب

چراغ نہ لگے گا۔ اور میں میں تیر سماج کی طرف سے قرآن پاک پر اعترافات پیش کئے جائے گئے اور میں عداوت

پر تھمے۔ اس وقت تھمے رہی ہیں جسے جہل رتوں مذہب کا یہ تھا کہ تیر سماج نے آپ کو جو تھمہ کا پیسہ دیا ہے

وہ عقیدت اس میں تیر کے دوسرے غافلین کا انتخاب ہے۔ نیز سی وقت یہ بھی کھنگھڑا ہوا تھا کہ آپ حضرت کی طرف سے

تیر سماج کو میرے خلاف ادا بھی پہنچائی گئی۔ اور ان کو اعترافات بھی لکھ لکھ کر، یہ کہنے کے تاکہ کسی عورت منظر برہمنی میں

داخل ہو جائے۔ لیکن کچھ کہیں نہ باغی ہو کر، چلیں نہیں ہوا، اور میں ان کو صرف ادا دیکھتا ہوں۔ لیکن آج آپ کی اس بات

نے ہی تمام چیزوں کی مٹی نہ کہ تصدیق کر۔ یہ آپ تیر میری عداوت کی وجہ سے ہزاروں کے بھیج میں لکھتے ہندو پر ہندو

لے بیٹی ہمارا حال صبر و شرم

گوئی چند کے ان ٹاپک احتیاطات کو مستعد بنایا۔ ہے جس میں جن انہوں نے ولایت است اسلم اور تعلیمات متصورہ نام
انہیں علیہ الصلوۃ والسلام پر لکھے تھے تو کیا بعید ہے کہ میرے ذہن کو لکھنے کے لئے جب لوگوں نے کوئی سائنس اور یہ سائنس
سے کی ہو۔

برہان و پرفا قصر تھا جرأت و کثرت ہو گیا۔ اب آپ نے کھلے لفظوں میں جو حرکت کی نہایت کی ہے اس سے
کھلے طور پر تو یہ کیجئے۔ وہ نہیں کیجئے کہ قرب کر لے کر عزت عاقبت میں بلکہ عزت حق ہے۔ گناہ کے بعد قرب حضرت آدم علیہ السلام
کی سند سے اور قرآن و سرکش شیطان کی شخصیت۔

آپ نے حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے یاد کر لیجئے۔ جب نے ،
دریافت فرمائیے کہ اگر حفظ الایمان کی عبارت میں تو میں نہیں ہے تو کیا وہی عبارت مولانا اشرف علی صاحبہ کے حق
میں لکھی جا سکتی ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نہ صرف مولانا اشرف علی صاحبہ بلکہ میں نے تمام بزرگوں کے حق میں لکھ سکتا ہوں لیکن
جو عبارت آپ نے لکھ کر بھیجی ہے وہ حفظ الایمان کی نہیں ہے بلکہ آپ کی تصنیف ہے اور ہمارا آپ کا نزاع حفظ الایمان
کا عبارت میں ہے۔ اب کیجئے میں نہ مانع حفظ مولانا کی عبارت لفظ لفظ مولانا اشرف علی صاحبہ کے حق میں
عبارت کرنا ہوں۔ صحت۔

میرزا کر آپ کی، یعنی مولانا اشرف علی صاحبہ کی ۔ ت پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول : یہ
سچ ہو تو دریا قصبہ اسرار ہے کہ اس غیب سے مراد نقل غیب ہے یا جمل غیب۔ اگر عقلی علوم
غیبہ مراد ہوں تو میں ہی مولانا اشرف علی صاحبہ کی تصحیح ہے۔ یہ علم غیب تو زید و عمرو
بلکہ ہر صبی و کنوین بلکہ میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل شدہ ہو گا۔ اگر کسی کو کسی ایسی
بات کا علم ہو کہ ہے جو وہ سوائے حق تعالیٰ جو۔ تو جانے کہ سب کو عالم غیب کہ جا، ہے ۔

دیکھئے یہ معنیہ حفظ الایمان کے الفاظ ہیں، انہیں کے متعلق یہ بحث ہو رہی ہے۔ ان میں تو میں ہے
یا نہیں ؟ آپ نے آخری فیصلہ اس پر لکھا تھا کہ اگر ان میں نہیں ہے تو یہی عبارت مولانا اشرف علی صاحبہ کے
حق میں بھی لکھی جا سکتی ہے۔ میں نے بعینہ وہی لفظ مولانا کے حق میں بھی کر دیئے۔ اور آپ نے فراموش تو کئے کوئی

تیار ہوں۔ اب تو ہائی نیچے کہ حنفیہ اور اہل حق کی عبادت میں تو میں نہیں ہوں۔ اس کے بعد میں اصل موضوع یعنی حنفیہ اور اہل حق کی عبادت کے متعلق اپنا حیرت انگیز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے۔ اور ان کا مفصل بیان جو آگے کرنا ہے اس کے لیے اس کی بنیاد پر کافی حد تک آسانی سے ہو سکتا ہے اور وہ دو باتیں یہ ہیں۔

ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی خوب کام علم نہ ہوتا اور ان کی تعلیم و تعلیل سے ثابت ہے۔

اور دوسری یہ کہ مطلقاً بعض چیزیں جو ہر انسان جگہ حیوانات کو بھی ہیں۔

پہلے مقدمہ پر ابھی تک آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور مگر آپ اس کا بھی ثبوت طلب کریں تو میں ابھی اس کو بھی عرض کر دوں گا۔ اس وقت کی مابین ایک دو صریح مقدمہ پر ہے اب میں اس کو آپ کے اسی حضرت مولانا احمد رضا خان کے کلام سے ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

میں سے غالباً آپ کو نکلا کہ اس کا کوئی تعلق اور اس کی صفات مقدسہ غیبیہ کی چیزیں ہیں۔ اور آپ کے اظہار تصریح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدت بقدر ممکن حشر علی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم بھی کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ جمادات و حیوانات کو بھی حاصل ہے۔ ان کی عقل و قدرت و سمیت۔

۔ ہر شے ممکن ہے حضور خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان دینے اور اللہ کی تسبیح کے ساتھ =

والمطوفات۔ محمد بن ابیہ و صفحہ ۵۱

چند سطریں بعد اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور ایک ایک دعائیت تو ہر ہر نبات ہر ہر حیوان سے متعلق ہے۔ اسے خود اس کی راجع کیا جلتی

یا کچھ اور۔ اور وہی ممکن ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ۔ محمد بن ابیہ و صفحہ ۵۱

وہیں اس آیت رسول اللہ الا صرود اللجن و الا حسن کوئی شے نہیں جو

مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا حدیث میں نہ انسانوں کے

میں صاحب کی ان روایوں سے جو تو میں تصریح ہے کہ کائنات کی ہر چیز خدا اور اس کے دوسرے پر ہیں کہی ہے اور تسبیح و تہلیل کوئی ہے اور تہلیل کے ذریعہ ہو سکتا ہے تسبیح۔ تو یہ جو کلا کہ ہر چیز حتیٰ کہ جمادات و نباتات کو بھی کم از کم کا علم ہے اس کی امانیت کا علم ہے۔ یہ تہذیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم ہے اور یہ سب چیزیں

عزیم کی ہیں۔ لہذا معلوم ہو کہ کائنات کی ہر چیز کو عزیم کی کچھ دیکھ باتیں ضرور معلوم ہیں۔ اور میں مولانا اشرف علی تھانی کا دعویٰ ہے جس کو کوہی احمد رضا خان صاحب کی اس کھلی شہادت نے ثابت کر دیا۔

میرے دوست مدنی کا فیصلہ سمجھا میرے عزیز

زیلفانے کو خود پاکست نامن اور کسب کا

حضرات! آپ نے دیکھ لیا، میں نے ایک فیصلہ کی بات

مولوی سرمد ازار احمد صاحب

آپ کو مولوی تھانی صاحب کے لئے ایسی ہی عبارت لکھ دیجئے۔ بلکہ میں نے عبارت خود لکھ کر، اے دی، دیکھا تھا کہ

آپ اس پر جس دخل دیا کہ دیکھئے۔ مولوی منظور صاحب سی پر خط کرتے کہ نئے شیار نہیں، اور انہیں نے ابھی تک میں تحریر پر دستخط نہیں کئے۔ جس معلوم ہو گیا کہ درہندی دہرم میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین تو چاہا نہیں اور حضرت سید عالم علی الترقی و سلم کو کلمہ لایا دینا بائیل جائز ہے۔ اور اس پر ایلی کا دعویٰ ہے۔ میں یہ ایمانی کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ منافی کہا جاتا ہے۔

سلمان! کیا اب بھی تو کو اس میں شبہ، ہاں حفظ الایمان کی عبارت میں حضور کی توہین ہے۔ مولوی اشرف علی حضور کے علم شرع کو گرجے، کئے، سنا، بندہ، کے برابر ہندو میں صاحب بھی حضور کی توہین ہے جو احقر تھانی صاحب کے علم کو کئے، سنا، آئی، بندہ، بھیا، بھیا، کشتا، کشتا، کے برابر کہیں نہ مولوی اشرف علی کی توہین جو جائزہ۔ سلمان! یہ ہے درہندی دہرم۔

مولوی عزیم! اب یا تو یہ وہاں تیار کیجئے کہ حضرت الایمان کی عبارت میں قرآن ہے اور حضور کے علم شرع کو گرجے، کئے، سنا، بندہ کے راوی کا گیدے۔ اور اگر اس میں توہین میرے تو میرے مولوی اشرف علی صاحب کے لئے جس ایلی ہی خط لکھ دیجئے۔ اس کے بغیر جس آپ کا بھیا نہیں چھوڑا گا۔ جس کتا ہو، حضرت عزیم! کہ آپ کچھ سے بچ کر نہیں جاسکتے۔

لے، بچھا اور کتا بچائی ادب اور وہ بھی خاص صلیح کی کہیں کی جہاں کا مرزا قاضی تھا۔ ورنہ

آپ نے اس وفد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلمہ بھی پڑھ لیا ہے۔ بھلا اس سے لے کر حضرت علامہ ان کے
کھڑی حضور سے کیا توقع۔ اس میں بہتوں سمیت کہیں سے کہ۔۔ ایسا علم غیب تو سرزد و مردود یکہ بر جی و بگونی کلمہ
جیسے مولودے دیبا تم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلکہ اس میں تو سرے سے غیب کا لفظ ہی نہیں۔ آپ بھلی مسلمانوں کو
دھوکہ دینے کے لئے اعلیٰ حضرت کا نام مبارک لیتے ہیں، بھلا وہ ایسی کھڑی بات کو کہتے ہیں۔ اسے وہ تو بدست غاشقہ
دستور سکھ کے حضور کے عشق میں کھانا دینا بھی چھوڑ دیا تھا۔ آپ تھانوی صاحب کی مثال ان سے دیتے ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آپہ بتلاتے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرزات شریفین میں پکڑ لکھا ہے کہ ۔ غیب کا جب عالم
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ایسا ہر چہ سے چار و ہر گھر سے کہتے ہر بندہ و سند۔ لہ ہر کچیا و بچیا
کئی اکٹا کو حاصل ہے ؟ لہ اگر چہ اثنائے دیکھ سکیں تو جائے اس میں صرف ۔ ایسا ۔ کا صد ہی دیکھ دیکھتے
میں دوسرے سے کہتے ہوں کہ آپ اعلیٰ حضرت کے کلام میں ۔ ایسا ۔ کا لفظ نہیں دیکھا کہتے ۔

و خجستہ ایچے گما نہ نوار قر سے

یہ بازو سر سے آواز سے ہوسنے میں

آپ اپنی ادبی میں اس کا وہ ادب ضرور دیں کہ اعلیٰ حضرت کے حضور شریفین میں رہا ہے ۔ کا لفظ ہے یا نہیں ؟
منظر و حقیقت بہت شکل کام ہے اور اس کے لئے علامہ علامت
مولانا محمد منظور صاحب کی ضرورت ہے کہ ان کو کوئی شخص ہے یا نہ ہو، مثالی بر کر انور
لے تو اس کے لئے نہایت آسان ہے۔ کسی یہ عیادت کا مقود مشورہ کر۔

دائیں کے بہت بڑا میں وہ کلا بھانا ۔

اگر آپ کا منہ وہ بھی اس اصول پر ہے تو یقیناً عیسائی کہتے ہیں ہر ایک عالم کا ۔
بندہ خود میں نے حفظ الاما جات کی عبادت اخذ و حفظ مولانا تھانوی کے حق میں جہاد کر دی اور بھی سر دیا کہ
اگر آپ تحریر چاہیں تو میں کلمہ بھی روانہ ۔ بلکہ صرف مولانا حضرت اعلیٰ صاحب کے حق میں بلکہ اپنے تمام بھائیوں کے حق میں
میں اس پر بھی کلمہ دیتی کہ ہمارے جس کہ منظر تحریر دینے کے لئے تیار نہیں ۔ سچ ہے ۔ سچا ۔ ہاں شہر جو شہر اس کی

و عقیدہ حضور کو کل غریب کا علم نہ ہوتا ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ غریب کی کسی دیکھی بات کا علم ہر انسان کو نہیں
 انسان کو کبھی ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے اس آخری بات کے ثبوت میں مروی احوال و احوال صاحب کے موقوفات کے
 و مدارج پر پیش کی تھیں۔ اور میں کیا تھا کہ خاں صاحب کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز کو غریب
 کی کچھ دیکھو یا نہیں ضرور معلوم ہے۔ اس کے بعد اب میں آپ فرماتے ہیں کہ اس میں حفظ الایمان کے الفاظ کہاں ہیں
 اور اس میں ترجمہ کا لفظ بھی نہیں۔ اور اس میں "ایمان" کا لفظ نہیں۔

آپ تو مجھ سے فرماتے تھے کہ نوٹ لکھ کر کوئی منظرہ نہیں دیکھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ آپ کو کبھی اپنا علم
 بکراہی عقل کی۔ محبت بھی غریب نہیں ہوتی۔

میرا یہ دھنسنے والا نہیں کہ موقوفات میں حفظ الایمان کی عبارت لکھی ہوئی ہے میں نے یہ کہا ہے کہ اس میں "ایمان"
 کا لفظ موجود ہے۔ میرا حقائق و حروف یہ ہے کہ اس میں یہ بات ثابت ہے کہ مطلق یعنی غریب کا علم کائنات کی ہر چیز کو
 کائنات و جہاد تک کو حاصل ہے۔

یہ کہ اس میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کی ہر چیز ایمان، شیعہ، غرضی کے ساتھ رکھ کر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ
 حق تعالیٰ اور اس کی صفات، غریب میں ہے اور ایمان اور شیعہ نیز علم کے ملکی نہیں، توصیف و خبر یہ نکلاؤ دنیا کا
 ہر چیز کو غریب کا علم ہے۔ اور اگر آپ اس کے متعلق بھی خاں صاحب کی تصریح چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اور اس کی صفات
 غریب میں ہیں تو لکھیے وہ بھی حاضر ہے، خاں صاحب موصوف اور الدولہ الکریم ص ۱۲۰ پر حق تعالیٰ اور اس کی
 صفات، ص ۱۲۱ اور قیامت اور سخت اور نوح کا ذکر فرما کر لکھتے ہیں۔

حکمل ذالک غریب و قد علمت حکلا
 بحجب الہ ممتاز عن غیرہ فوجیب
 حصول مطلق الحسند التفصیل
 بالغیوب لکن موحد
 یہ سب کچھ غریب ہے اور ہر کو اس کا علم تفصیلی حاصل
 ہے اس طور پر کہ ان میں سے ہر ایک جہاد کے علم میں
 حق تعالیٰ ہے ہر ایک کے مطلق علم تفصیلی کا حصول ہر
 کو من گھڑے واجب ہو۔

یہ کہ یہ حق صاحب کی عبارت ہے۔ اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ حق تعالیٰ اور جنت و دوزخ وغیرہ
 سب غریب کی چیزیں ہیں، اور یہ بھی تصریح ہے کہ ہم کو ان تمام چیزوں کا علم ہے۔ اور یہ بھی تصریح ہے کہ ہر کو اس کو

ہذا فی ضریح : ص ۱۰۹ - سید حسن حسینی بریل

مناہپ ملے یہیں وہ بنگلہ دار عاشق رسول جنوں ملے عشق و رسی میں گھانا چنا بکس چوڑا تھا ۱۱ صرت میں بک
درجن کھنڈ ٹکڑے کر گئے تھے۔

اس کے بعد اب لہو نہ تھکتے ہیں وہ حریقہ خستہ کر کے ہنسنے کہ آپ اپنی ناز سے اقرار کو ہیں کہ جسے شعلہ الاہک
کی جہالت میں تو جہن نہیں ہے۔ آپ پہلے صفائی کے ساتھ من چند سو نوں کا جواب دیکھئے۔

۱۔ مصلحت مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ حشر مجاہد عالم جہلہ کی حیثیت سے۔ عاقبتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟

۲۔ تو سہم نظم ایسے جہلے کی حیثیت سے ۱۱ ملاق ۱۱ کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟

۳۔ دامنہ فی القریب جہلہ کی حب سے ۱۱ سہا حاکمین ۱۱ کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟

۴۔ حضور کی شان میں اگر کوئی شخص یہ بیت کریر پڑھے ۱۱ عالم الغیب و مشہورۃ ہوزن و جہم تو اس کا یہ فعلہ
جائز ہوگا یا نہیں ؟

۵۔ مگر ناجائز ہوگا تو کدو یا حرام ؟

۶۔ جو شخص مطلق بعض علوم خبیہ کی وجہ سے مطلقہ کر عالم الغیب کہتا ہے کہ جس پر اس طرح تمام نام لیا جائے

۱۱ مطلق بعض خبیہ کا علم پر نمانی جگر حیران تہ کب کو ہے مطلقہ تمام سے وھول پر لازم

انکہ نام کہیں سب کر عالم الغیب کہتا ہے وہ ۱۱

تو کہ اس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تو جہن ہوگی اور یہ مزام قائم کرنے والا شخص کا فرض واجب ہے ؟

۷۔ مطلق بعض خبیہ کا علم تمام انسانوں کے حصہ نکات کہہ جاتا ہے و جہا رات کیجئے ہونہ آپ کو قسیم ہے یا نہیں ؟

۸۔ حضور مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی عزیزہ غیر قناہید کا علم ماننے ہیں یا نہیں کا ؟

۹۔ قرآن و حدیث کے کلمات میں خبیہ کس کو کہتے ہیں ؟

۱۰۔ حق ثنائے اللہ اس کی واحدانیت خبیہ میں ہے یا شہادت میں ؟

۱۱۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ۱۱ الدولۃ العلیہ ۱۱ جو قسیم کہا ہے کہ ہر مومن کو بعض خبیہ کا علم تفصیل

عاجل ہے۔ اور موقوفات سے میں صبر کے اس گیسے کا قدر نفی کو چاہئے کہ لای وھو رضا خان صاحب کے نزدیک

مخفی باتوں کا کشف ہوتا تھا۔ اب جو بچہ دھنسنی حبیب کے چڑکی دھسنے پر سوچ کر ادا ہو کر اسے صاحب کشف کہہ دے گا۔ عالم الغیب، کبنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ کیسے قرآن پاک میں یا حدیث شریفہ میں حضور کو۔ عالم الغیب، کہہ دیا ہے یا نہیں؟ یا کسی صحابی یا کسی امامی یا ائمہ کے کسی سلف، امام نے کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر۔ عالم الغیب، کا اقرار کیا ہے یا نہیں؟

مہر دست، حضرت ایک دفعہ سوال میں مگر آپ نے ہی کا صاف صاف جواب دے دیا تو اللہ عز و جل بہت آسانی سے یہاں سے آپ کے اس نواج کا فیض سرحد لگا۔ دلیہ بھی آپ ہی کی زبان سے ہو گا۔ جس نے بدلتا ہی کہتے کہ آپ ہی سوالوں کے صاف صاف جواب دے دیں تو آیت سے کا کر دیں۔

میرے بعد میں آپ کے اس سنگین چڑکی حرف نہ آپ کو چھوڑ دوں گا۔ جواب نہ پڑتا تو کئی چند کے عزائم کو مستلزم کر لیا ہے۔ آپ انکے صفوں میں اس سے توہ کیجئے یا ان عزائمات پر مستحق مناظرہ کر لے گئے کسی وقت عقیدہ کیجئے، میں آپ کے اس جرم کو کبھی برتر عزائم نہیں کر سکتا کیوں نہ آپ کا وہ جملہ بھر نہیں تھا بلکہ وہ اداست اس جرم پر تھا۔ آقا کے کائنات میں نصرت و سلام پر تھا۔ اس لئے کہ پڑتا تو کئی چند کے عزائمات ڈھیر بھر رہے تھے کسی بزرگ پر بھیجے بلکہ معلوم دلیہ سے جواب دہ رسالت مآب علیہ السلام دیکھنے آتے تھے ان کا ایک عزائمات کو مستلزم نہ کرنا تھا۔ اس لئے کہ اس میں مسلمان آپ کے اس جرم کو برتر عزائم نہیں کر سکتے۔ آپ اگر میری ذات پر جملہ جرمیں قرین برداشت کر سکتے ہوں۔ میرے حال آپ، میرے اکابر یا مسند پر چھوڑ گئیں ان کو بھی ایک حد تک برداشت کر سکتے ہوں۔ آپ کی کائنات میں کھینچ پھینچ میں میرا جرم بڑھاتا ہوں۔ لیکن دین مفاسد اور حضور سرور عالم کی ذات ان میں مگر ایک حد تک لے کر برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ نیا عہد کے دشمنان اسلام کو یہاں تک اطلاع ہے۔

سویاں چاہو تو سب ہی نہ دھو حال مانگو تو مان دیں گے

مگر ہم سے۔ جو کے گا کہ بچہ کا باوجود مان دیں گے

مذاہب چھو کہ آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یا اپنے ہی سنگین جرم سے توہ کیجئے یا ہی اس کے لئے مناظرہ کا وقت

مقرر کیجئے۔ اور عزائمات نہ یہ مسند پر پڑتا تو کئی چند کے لئے جس کو آپ نے۔ ضامین مستحق، آیت ہے ان

کی ماضی و مستقبل بھی دیکھ لیجئے۔

مولوی سردار احمد صاحب

حضرات! پہلے زمانہ میں کا ذکر بھی حضور سرمد علیؑ سے علیہ وسلم کی عزت اور آپؐ کی تعلیم کی کرتے تھے، کبھی کسی غیر مسلم کو یہ عزت

نہ برتی کہ وہ حضورؐ کی آیت یا کلمہ کوئی حسرت نہ کرنا۔ مگر عیب سے وہ بند ہی چلتا، وہی نے حضورؐ کی شان میں گستاخیاں کیں تو وہ مردوں کو بھی اس کی عزت ہوئی۔ اگر بہت قوی ہندو کے حضورؐ پر اعتراضات کئے تو اس کے پاس کہہ دیا کہ یہ تو بڑا جی پر ہے۔ راجپوت اور شہزادوں نے جو کچھ کیا وہ بھی دیوبند میں آئی کہ دیکھا دیکھی کیا۔ آپؐ جن لوگوں نے اس سے حضورؐ کو گالیاں دی ہیں، وہ وہ بزرگ اور رئیس کریمت تھا۔ حضورؐ قدس سرہ کی شان میں گستاخیاں کرنے کا اعلان ہے۔

ہندوستان میں سب سے پہلے آپؐ کے امام طاقتور مسلمانوں نے کھڑے ہوئے۔ یہ راجپوت، اور شہزادوں، اور رئیسوں نے آپؐ کے چند سبب انہیں کے تعلق اور آپؐ کے بھائی ہیں۔ دیکھئے انہوں نے حضورؐ کی کتابی آیتوں اور فیصلہ میں کس قدر شفیق گالیاں دی ہیں۔

— حضرت وہ بیان کے حضورؐ ام پر ہے۔ جو کا نام کچھ یا علی ہے وہ کسی چیز کے خلاف نہیں ہے۔

— اس فتویٰ کا بیان کے حضورؐ۔ یہ ہے۔ ہر آدمی کے جاننے کے کچھ نہیں ہوتا۔

— اس کے حضورؐ۔ یہ ہے۔ جو ہر آدمی کو کچھ دھری اور گالیاں کا دینا۔ سو اس کی کو ہر چیز پر اس کی امت کا

سردار ہے۔

— اور اس کے حضورؐ۔ یہ ہے۔ ہر سبب اختیار اور ایسا اس کے مدد اور ایک ذرا ناچیز سے بھی اکثر ہیں۔

— اس کے حضورؐ، پر کلمہ ہے۔ ہر کلمہ قوی تر اور ہر کلمہ کا وہ اس کی شان کے آگے چارے زیادہ افضل ہے۔

— اس کے حضورؐ۔ یہ کلمہ ہے۔ اس بات میں سب ہندو کے ترس اور چھوٹے راز میں غافل اور بے اختیار۔

— پھر اسی حضورؐ پر کلمہ ہے۔ ان باتوں میں بھی سب ہندو کے ترس اور چھوٹے راز میں غافل اور بے اختیار۔

— اس کے حضورؐ۔ یہ کلمہ ہے۔ ہر کلمہ قوی تر اور ہر کلمہ کا وہ اس کی شان کے آگے چارے زیادہ افضل ہے۔

— اس کے حضورؐ۔ یہ کلمہ ہے۔ اس بات میں سب ہندو کے ترس اور چھوٹے راز میں غافل اور بے اختیار۔

کی شہادت بھی دیکھ لیجئے۔

اور اسے بھی پڑھو۔ اولیاء، اقبیاء، و مبادیادہ پیرا شہید یعنی جیسے اُس کے مقرب تھے وہ ہیں دوسرے

انسان ہی ہیں اور جس کے ساتھ وہ چاہے بھائی :

اس کے صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے ۔ " میں بھی ایک دن مرکز ملی میں ملنے والا ہوں :

اسی کے صفحہ ۲۲ پر حضرت اُنہ کے کرم کی شان میں لکھا ہے ۔ " اس کے دربار میں ان کا تو یہ عادت کہ جب وہ

سکو فرماتے دوسرے جب میں کہہ دو جس سے جو بات ہے " :

اسی کے صفحہ ۵ پر ہے ۔ " اس ششہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک گڑ کی ست چھبے ڈگریوں کی

اور ان اور میں و فرشتہ جبرائیل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو گئے :

حضرات ۱ : میں اہم مرد ہیں گنت ملیاں خیا کے گرامہ اور ایسا عظیم الشان جناب میں ۔ (حقیقت میں ہی

کی وجہ سے) اچھاں اور محض نام اور دوسرے گستاخوں کی ہیں ۔ تہی ۔ اور میرے کونوں کا کہو اُنہ : یہی ان بھی حضرت

کی ذات پاک پر چمکتے ہے اس کی دروادی و پر بندگی پر ہی ہے ۔ یہ انہ کی بات سے گور و سرور ہو سکتی ہے تو آپ کی شانہ کمانی

آپ حق پر الزام لگتے ہیں :

آپ بھلاں فرما رہے ہیں اعلیٰ حضرت جی اللہ تعالیٰ عز و کرم حضرت فرمیں پیر ۔ شکایہ ان میں " : یہ لکھا ہے

کہ انہ ہے ؟ : ان کی زبان مبارک سے کبھی ایسی نیک بات نہیں نکلی سکتی ۔ وہ تو ہستی برائی میں رہتے ۔

اچھے نہیں ہیں تقریر میں اعلیٰ حضرت کے دوست کا سترین کہہ دیا گیا ہے وہ باطنی مشربیت کے مطابق ہے جس

میں فلاحی کی تو وہ صحت ہے اس میں کیا حرج ہے ؟ اعلیٰ حضرت جی اللہ تعالیٰ عز و کرم بہ وصیت ہے سنی بھائیوں کی کہ

ہے آئیہ کا تم صلوات ہے ۔ " میرے مرور و فائزہ دود " اور اعلیٰ بات ہے کہ آپ کو یہ نہیں کھائے نہ نہیں

اس نے آپ ان کے ذکر سے بھی چڑھتے ہیں :

آپ نے اس مرتبہ جو مذہب الی لکھے ہیں : وہ بحث سے جز مشائی میں ہذا ان کا مکتب جو یہ نہیں دیا جائے گا ۔

آپ نے یہ تحریر لکھ کر بھی بعد میں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا آپ کا وہ تحریر ہی ہو گی جس کا حق مطالبہ کیا ہے

آپ یا میری تحریر پر مخطوبہ کی یا قرآن کی حفظان بیان کی بات میں نہیں ہے اور تو بچہ میں اس کے بغیر ہے

کا بھیا نہیں ہو گا ۔ آپ بہت ادھر ادھر بھانکتے ہیں مگر میں آپ کو اٹھنے سے پہلے میں " : اس کی گنت ہوں

حصہ پر فدا علی سوات فہم ابرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہ ماہ ہے۔ نیا نیا دو بیت میں لکھی ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب آپ یہ بھی عید ڈونے کہ لنگڑائی دھڑکے ہیں ، اور اس کا مذاق شکن

دوان دوزخ میں ابھی دیکھ لیں اگر آپ کی سٹو کوئی غیرت مند انسان
ہو تو اس جرات مند کے بعد کبھی دوان پر یہ غصہ نہ لانا ، آپ تو جتنا غور کئے ہیں مولوی محمد رضا خان صاحب کے ۔

میں نے تو اس کے فرائز بکرا دیے ، آپ کے آقا نے نصرت و مولوی حامد رضا خان صاحب کا حافظہ ستر کر رکھا ہے ، میرے
رجسٹر میں لکھا ہے کہ باسی جاتی ہیں وہ دھوکے دیتے ہیں گو وہ اب دیتے ہوئے کا بڑا حساب ہے ، آپ ذرا لکھ لیں کہ ان کو تو جتنے
کمرے کے محافظان دوان میں لکھا ہے ؟

”جی کچھ شہ مندر کے محلہ کی قبرستان میں لکھی کی فضا کو بچ رہا ہے ۔ حامیان باطل کے دھند سے ہر الہ جو گھبرا
نکھو کے مہر ، اسی دنیا سے گزرتے گروہ تو حیرت ہو تو دیکھو کہ اسی دست جیب کے ہیں آپ کے مڑو کا مہر بہرہ
جی کا بھٹہ ملے کھڑا ہو اور جتنا حمایت کی دھجیاں اٹھا دے ، میں کہ فرما میں کہیں دلوں پر ہی ہے “اللاس
پر آپ لکھتے ہیں کہ میں بھی ابھی نہیں سمجھوں کہ ۔۔۔ حقیقت یہ صرف آپ ہی کی حیرت ہے ۔

اب کا ۔۔۔ نو قیام و مراد میں نہیں سنسہ

میں نے مولوی محمد رضا خان صاحب کے کتاب ”الودان“ لکھی ۔ وہ میں کے خطوطات سے ان کی تشریح و تفسیر
ہیں کی جن میں اور بہت کیا ناموں کے درجہ ہیں ۔ یہ سبھی بلکہ ہر انسان جگہ گزرتے جیسے ہر مات کو تمام
نعمات اور جادات کو بھی معنی ، اس غیب کا علم ہوتا ہے ۔ یہ کہ جواب میں آپ نے پھر دیا ہے کہ خان صاحب
کہ ان معاملات میں ۔۔۔ ایسا ، کہ خط میں ہے ۔ سالہ میں بھی بنی حرمین کرچکا ہو کہ یہاں وہ صرف یہ بت کر ان
معبودات سے یہ شرمناک ثابت ہوتا ہے ۔ انہما کے سنسن حیرانوں میں اور ۔۔۔ صرف غفلت سے کٹ ہے ۔ اہل جبر
نہ مضمون ہے ۔ جان کر آپ ہی کا قرہ گو میں کہ حفظ الزمان کے مضمون صحیح ہے اور صرف اس کے خلاف ہی کہ قرہ
ہے تو بھر نشہ نہ لے غافلان اللہ کا ثبوت بھی ۔ یا جائے گا ۔

میں نے ان فقرہ میں بارہ سوال پیش کئے تھے اور عرض کیا تھا کہ اگر آپ ان کا ٹھیک ٹھیک جواب لکھیں
تو انشاء اللہ بہت جلد میں خود آپ کی زبان سے انشاء کر دوں گا کہ حفظ الزمان کی حیرت بھی اور بے غایت گہر تپ نہ

کہ کہ کرمالی دیا کہ یہ سراسر شکیبہ سے خارج ہیں۔ درحقیقت یہ صاف ہے کہ جس بات کا جواب نہ ملے گا وہ
 دینا ہو اس کو یہ کہ وہ کہ طلاق ازبحث ہے، جبکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ نے بلاوجہ اس بحث کو کھل دیا اور خود بخود آپ
 تین دن سے ابھی میں پڑے ہوئے ہیں، میں نے اسی وقت تک سنبھلی، ابھی کچھ نہیں آپ اس سبب کے جواب میں یہی فرما
 دیتے کہ یہ خارج ازبحث ہیں۔ پھر فرمائی کہ صاف ہے اور بہت جلد آپ کی چٹنی ہو جائی، فیصلہ حاضر ہی خود کرتے ہوتے،
 خدا کے بندہ کچھ تو سمجھتا کہ وہ کہہ گا کہ ۱۰ یا دیکھ ضروری ہے کہ ہر بات ہے کئی ہی کسی جائے، کیا اتنے بد
 سواہیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جس کو بحث سے بے فتنی کہا جاسکے؟

آپ نے اس تقریر میں پھر مجھ سے تحریر کا مطالبہ کیا ہے، مجھے روئے کہ آپ کی اس دیدہ دلیری پر حیرت ہوتی ہے
 میں ابھی ابھی اس میں کے صاف ہے جیسے حفظ الامانیہ کے الفاظ میں تحریر پیش کر چکا، اور یہ بھی عرض کر چکا کہ آپ میں
 تحریر پر موقوف کرنا چاہتے ہیں اس کے الفاظ جو آپ کے تصنیف کردہ ہیں حفظ الامانیہ میں وہ حفاظ نہیں ہیں، مگر
 اسی کے علاوہ آپ ہر اسی کا حکم سے مستثنیٰ کر رہے ہیں۔

امجد آباد میں کئی جن کو پہلے آپ یہ تسلیم کر لیجئے کہ حفظ الامانیہ کے الفاظ میں تو جن نہیں ہے، کیوں کہ وہ جس
 الفاظ جیسے میں نے موروثی اثر علی صاحب کے حق میں لکھ دیتے ہیں اور انہی پر اصرار رکھتا ہے، اس کے بعد میں آپ
 کی پیش کردہ تحریر کے مستثنیٰ بھی عرض کر آؤ۔

آپ نے اپنی پہلی تقریر میں مولانا احمد رضا خان صاحب کا حال بیان کیا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے حلق میں کھانا پیسہ بھی چھڑوایا تھا۔ میں نے لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عاشق تھے یا عرض کیا کہ ان کے ۱۰ من کے کھانا پیسہ سے ناچنا امر مذموم نہ تھا کہ وہ مرغ بڑائی، مرغ چوہ، بکری
 کے شہی کباب، ادا کی پھریسی، ال، پراٹھے، بکری کا قور، سروٹے کی بڑائی، سب اور ادا کا پانی وغیرہ وغیرہ
 لاکھتے ہوتے، وہ ماحول کے ۱۰۰ عاشق نہ تھے بلکہ دینا کوئی کوئی نہیں مگر، لیکن یہ استدلال آپ کے کہیں اس سے
 ابھی ٹھیک اور آپ نے ثابت نہیں کر دیا کہ ۱۰ مرغیے مردود نہ تھا کہ ۱۰۰ میں اس قسم کی مخلوق کا علاج
 نہیں ہوں۔ لیکن اگر آپ سمجھنا چاہیں تو اس کے جواب میں عرض کر سکتے ہو یہ کہ۔

۱۰ مرغیے مردود از مستثنیٰ ہے چہرہ مرد ۴

ہاں کی طعون گستاخوں کی دوسرا ہی بھی ہیں یہ نہیں بلکہ جو نہ یوں پرہیزگت میں؟ آپ کو خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔
 اللہ! اللہ! ایک ظالمی علم الدین شیعہ اور فکاری جبرہ قدیم تھے سینوں نے ان حدیدہ درہن گستاخوں کو
 جہنم میں مبتلا کیا اللہ اپنے ظالم و ستم پر قہر پاں ہو گئے۔ اور ایک آپ جس کو اللہ بزرگواروں کیلئے نصرت ثابت کہہ سکتے ہیں
 ہم دامن پرہیزگت سے عین دامن کا؟ پھر یہ کسی حد شرمناک ہستی ہے کہ درہنہ ہی حضرات نے حضرت اقدس م کی شان پاک
 میں یہ گستاخانہ کراہیں۔ آپ کا یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کہ کچھ کوئی دانش کئے لگے کہ جس قدر مینائی یا پندت مفہمہ کی
 ترویج کرتے ہیں ان سب کے اندر (معاذ اللہ تعالیٰ) حضرت عمرؓ ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے حضرت م کی شان میں
 گستاخی کی، اہ آپ کو ہریان گرجانا۔

یہ آپ سے ہجرت ہوں آپ شیعہ نبوی کے دینی ہیں، ایسا کہ کراہیال یا کچی ٹیٹوں میں آپ نے کیا تصدیق؟
 اور کیا ترقی پیش کی؟ کہ ان اس سلسلہ میں جیل خانوں میں تھی؟ آپ کھر بیٹھے تمام سے گستاخ ہو کر پاؤں لڑ، کبری
 کے شامی کباب کھاتے رہے، آخرین اور سوڈا وارڈ اسٹے سے ۱۰۰ روپے مل جانے کو ادا کیا اور تھوڑے دن میں آپ
 کو شیعہ ہوں کہ خاص، راجپال ہی کے معاملہ میں جاری کا صحت کے محرم بزرگ میر خیر علیہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ
 شاہ صاحب مجھے کچھ مہینے سال کی قید ہوئی۔ لیکن کیا آپ حضرت میں سے بھی کوئی صاحب اسلام اور پیغمبر اسلام صلی
 اللہ علیہ وسلم کی حرمت و حرمت کی حفاظت کے لئے کہیں وہ چار منٹ ہی کے واسطے جیل خانے گئے؟! اپنے حضور پرستے
 کھانے کے لئے حاضر رسول میں؟

آپ نے تقویٰ لایمانی کے حالات جو چند جہاد میں پیش کی ہیں ان میں نہایت شرمناک خیانت سے کام لیا ہے
 تفصیلی و تحقیقی جواب تو اللہ، اللہ ان کا اس وقت جو چیز کہوں گا جب میں کی محنت لگے گی۔ یہ اسلام اکبر میں کی جا۔
 بخشش کے بعد اللہ تقویٰ الایمان کی انہی حیادت پر بحث ہوگی اس وقت جو تہ تعالیٰ ان مبارک کے متعلق ہیں

۱۹۵۷ء
 نے یہ تو واقعی کا ذکر تھا، وہاں کے تحریک ستم جو تہ میں ان کی ہمد شریعت اور انسانی کسی تعاد کی محتاج
 نہیں، جبکہ پھر کی پوری امت مسلمہ نے ان کے کرام و پیرانہ عقائد کے لئے کوہِ علم ان کا منہ لگے، اجتہاد میں گڑبڑ مچ گئی، لیکن
 مولوی صاحب مرحوم راجپال یا کچی ٹیٹوں کی طرح ان داخل بھی نہیں وہیں جہاد میں خلوت نشین رہے۔ (۱۰ مارچ)

آپ کے ہمراہی لکھنا لگا اور ثابت کر دیں کہ قطبیہ الدینان کا وہ تمام احادیث ہیں جن میں قطع و بدو کر کے آپ کے پیروں پر
 دیکھیں۔ وہ سب کتاب الہیہ اور مستند ۷۰۱ اللہ علیہ وسلم کے معانی میں۔ لیکن میں تو انہی حدیث کی ترجمانی کو
 کرتی تھی۔

سرمد تو ان تمام احادیث کے متعلق صرف ایک مختصر بات عرض کر رہی ہیں۔ لیکن میں نے یہ عرض کیا کہ آپ میں ہادی
 کریں۔ لکھتے۔

آپ کا دعویٰ ہے کہ ان احادیث میں جو حدیث سرمدی، علامہ علیہ السلام کے تحت تو ہیں ہے۔ لیکن آپ کے نزدیک
 انہی احادیث نے، وہاں اب یہ خصوصاً نہیں ہے۔ اور وہ بیوں کو گت خلی کی عزت دلائی۔ اور یہ ایک مسئلہ مستند ہے کہ جس طرح
 حضور مرید، عالم علیہ وسلم کی توہین کرنے کا فریب اسی طرح جو اس پر کثرت کرنا فریب کے وہ بھی کافر ہے۔ اگر
 نبوت و درکار ہو تو کھتے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی مشہور کتاب "تفسیر ایمان" میں لکھے ہیں کہ:

۔ "فہم سلا لہن کا اعتراف ہے کہ جو حضور: کذہر علیہ السلام کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ

کافر ہے۔" اس میں کہ مذکورہ ایک کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

اور اس میں کہ اعلیٰ حضرت: حضرت مولانا شبیر رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی مذمت کرتا ہے۔ بلکہ حضرت خیرتہ الدین

کا خطاب لکھتے دیکھیں کہ باوجود کافر نہیں کہتے۔ شبیر رحمہ اللہ کے متعلق اسی تفسیر ایمان صفحہ ۳۰۳ پر ان کا فیصلہ ہے۔

۱۔ "اس میں ہے کہ رضا خاں نے اسی کشتی ڈوچی دیکھ کر حفظ لایق کی حیات ہی پر سناؤ کہ تم کو یاد ہے

حجۃ الہیہ کی قربت لائی۔ اگر تاخرین، وادان عبادتوں کا صحیح مطلب ایسی ہی مریضی سرکارا اور صاحب کے

خیانت معلوم کرنا چاہیں تو وہ خود قطبیہ ایمان کا خط و باتیں ہیں۔ ان کے آیات و احادیث بھی طریقی ہیں کی ترجمانی

ان عبادت میں کی گئی۔ ۱۰۔ "شاہ شبیر کی تکفیر اور اعتراضات کے جواب کے لئے (۱) حضرت شاہ اسماعیل شبیر

اور صاحب دہل بہرست کے لکھتے: "مناہدات حضرت مریدانہ کے لئے لکھی گئی۔" ۲۰۔ "شبیر کی سچی باتیں" (۲) مولانا شبیر

مکتبہ العلوم قادیانہ (۳) مولانا شبیر، ابنہ عبد العزیز لکھتے کہ "شبیر" (۴) مولانا شبیر، "شبیر" (۵) مولانا شبیر۔

۱۔ اور امام طائفہ راہنمائی (جمعی) کے تحریر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے ہی علی اللہ علیہ وسلم نے اہل لادانہ اللہ کی کھیر سے منع فرمایا ہے :

اور اسے تمہارا ایمان مسخو ہم پر حضرت شہید مرحوم جی کے متعلق کہتے ہیں :

۲۔ علمائے حق و طائفہ انہیں کا فرقہ نہیں یہی جواب ہے ۔ (وہو الحجاب وعلہ بعضی وعلہ

الغلو)۔ وہو اسلہب وعلہ لا عتقاد وعلہ السہلۃ وعلہ رجب تفسد

یعنی یہی جواب ہے اور یہی پر غور ہے جو اور اسی پر غور ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی

پر ہمارا مذہب اسی میں مسلمان ہے اور اسی میں استقامت :

پس جو حدیں آپ نے فقہیہ امور میں حلال سے پریشانی میں اگر آپ کے نزدیک نہ ہیں حضور مرور علیہم السلام نے حد کی توہین ہے تو مولوی احمد رضا خان صاحب رشید مرحوم کو کافر دیکھنے کی وجہ سے کافر ہے اور اگر توہین نہیں ہے تو آپ صحت پر ہے ۔ اب آپ کے لئے صرف دو راستے ہیں ۔ ایک : کہ کھٹے انگوروں میں آپ انہیں کبھی نہ کھاتے ۔ ایسا ان کی عادات میں نہ تھا ۔ اور دوسرا : کہ آپ ان کو دھوکہ دے کہ کھاتے ان میں خیانت اور ناجائز قطع فیروز کی ہے ۔ اور اگر آپ یہ قرار نہ کریں اور ان عادات میں توہین ہی نہ تھی تو پھر آپ کو اپنے ظہر سے لکھ کر کفر کا اقرار کرنا ہوگا ۔

پھر جان جو شخص حضرت شہید مرحوم کو کافر کہے اس کو مولوی احمد رضا خان صاحب کے کفر کا بھی اقرار کرنا پڑے گا ۔

خلافت نوایان حبیبین کو غیب سے سزا دے گا

مستیار دینے وہم میں خود مستلا ہونے کو ہے

وکیس آپ حضرات نے شہید محمد علی کی نہاد کرامت : جیسے ہی آپ نے ان کی عادات میں خیانت کی اور اس کے متعلق حد کشائی کی ۔ خود اپنے آپ کے حق حضرت کو مصفا کا گواہ بنا کر پیش کر دیا وہ فرما رہے ہیں کہ : میں نہ کو کافر نہیں کہتا ۔ اور علمائے طائفہ کو یہ کہہ کہ وہ میں ان کو کافر نہیں اس میں مسامحت ہے ۔ اب فرمائیے کہ ان حق حضرت کے متعلق کیا رائے ہے ؟ صاحب یان کہ بھی کافر کہنے یا حضرت شہید مرحوم کی عادات کو ملاحظہ فرمائیے کہ ان کی عادات اور مذہب کا یہی کفر کا اقرار ہے ۔

عجب شکل میں فرماتے ، تہہ بہ تہہ دھان کا
جر یہ لانا کہ ترمود اُدھسٹ ہو وہ لانا کہ ترمود اُدھسٹ

مولوی سردار احمد صاحب
نکاحی و زانیہ کی دہری کی کافر نہیں کہتے ، اعلیٰ حضرت نے مسنین

کے کفر پر مشتمل کتاب لکھی ہے جس کا نام "نکاحی و زانیہ کی کفریات" ہے۔ اس میں دہری صاحب
کے سینکڑوں کفریات لکھے ہیں۔ اور صاف غلطیوں میں ان کو کافر لکھا ہے۔ آپ باغیوں کو کفر کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل
دہری کو کافر نہیں لکھا۔

اور تیسرا یہ کہ قرطبہ کی جو عبادتیں آپ نے بڑی میں ان کا مصلوب آپ نے نہیں لکھا۔ آپ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ
عنه کی وہ کتاب دیکھتے ہیں جس میں عبادتوں کا مصلوب خود اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے۔ اس کتاب کا نام "فہرست کفریات" ہے۔
جس کے صفحے میں "سرخ موت" اور "حقیقت و باطن" کے نام سے وہ سرخ موت لکھی ہے۔ اس کتاب سے انہوں نے
کفر کا کڑا ثبوت ہے۔ اس میں آپ کی اس سب خرافات کا جواب موجود ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ تقویٰ عبادتیں کی من حیثہ انہوں میں ترجمانی ہے قرآن و حدیث کی۔ یہ تو بالحدیث و لا یفہد الا بالحدیث
جہا قرآن و حدیث میں ایسی بات حیاں ہو سکتی ہیں۔ قرآن تو بھرا ہوا ہے حضرت کی حدیث سے۔ اس میں ہر ہر صحت کے
آئین میں قرآن سے حضور، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وہ جاہلی غلط پر لکھتا ہے حضور کی حدیث کا اس میں کسی طرح حضور
کا نہیں ہو سکتی ہے ؟

خیر تقویٰ الایمان کی من حیثہ انہوں کی تو اس وقت تقویٰ آپ کے کتب میں ہے۔ آپ حفظ الایمان کی من حیثہ انہوں
لکھی ایک آیت ہے ثابت کرنا چاہیے اور بتلانیے کہ وہ کسی آیت کا ترجمہ ہے ، لکھے میں میری حدیث کے کفر کا جواب دے
۔ میں حکم مولوی سردار احمد صاحب نے حفظ الایمان کی دہی حدیث پھر پڑھ دی ادا اس کے متعلق پھر دہری تقریر کی جو
پہلے بار کا چلے گئے وہ مولانا محمد مسعود صاحب سے ملنا کہ آپ اس حدیث کو قرآن کریم سے ثابت کر کے دکھائیے
اسے بعد فرمایا کہ : آپ نے پہلے دہری کیا تھا کہ حفظ الایمان کا معنی اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ آپ
ابھی تک ثابت نہ کر سکے ، پھر اس دہری نے آپ کے کلمے مسطوروں میں انکار کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کی احادیث میں "ایسا" کا

نقطہ نہیں ہے۔ عدائے خود آپ کے لئے سے حق بات نکلو: ای۔ ایچہ ہی افشا رائدہ تعالیٰ و ملار۔ سو کہ آپہ قرآن شریفہ کے متعلق بھی افکار کریں گے اور میں آپ سے افکار کر کے چھڑ دوں گا۔ میں ادنیٰ غلام ہوں، علیٰ حضرت جی نہ تعالیٰ عزوجل آپ کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ لاسلام فہم، مولانا حامد رضا خان صاحب، آپ کو کچھ ایسا نہیں دیتے، خود وہ آپ کو کہیں جو بہ دیں، آپ کو ان سے ہی طلب کیا کرتے ہیں، وہ تو جہد سے "انا اندھوا۔ میں: دو بجائی جامعہ میں سہ پہر ہونے پر گھر میں، آپ کے لئے ان کے خاتم نکالی ہیں۔ میں ان کا ایک ادنیٰ خداوندی غلام ہوں، میرے سامنے تو آپ کا یہ حال ہے، سب لوگ دیکھتے ہیں کہ آپ کسی طرح میرے چند دن بچھنے ہوئے ہیں۔ آپ بہت بھانسا چاہتے ہیں مگر بھاگ نہیں سکتے اور ان میں بھاگنے والوں کا۔ بڑی مشکل سے تو آپ سمجھتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں خدا کے گھر میں ہوں، آپ یہ غلط کہتے ہیں، یہ کہ آپ کو یہ ہستی مل چکا ہے۔ اس بات آپ نے ایسے جلسہ میں پیدائش کر لی، خدا کا قیام میں فخر کیا بات ہے!

آپ تو ایسے گھر سے میں یہاں تک شے نہیں کر سکتے، دیکھتے کہ میں پنجاب سے چل کر آپ سے ملنا دو کہنے گئے آپ کو ملنا، اس طرح پیچھے چلا آیا ہوں کہ میں آپ کی فکر میں پنجاب سے چلا۔ راستہ میں راہ آیا اور پڑا ہے اسی کے قریب کسیرہ مسکن میں ہے، ان آپ کی فکر میں چلتا تو بہر حال کہ وہ یہاں سے بریل بھاگ گئے ہیں تو میں وہاں سے آپ کے پیچھے چلا آیا ہوں۔ اور میں نے یہاں ان کو آپ کو کچھ دیا ہے، اب میں آپ کا بھیا نہیں چھڑاؤں گا، ادب ہوں سے یہاں بھی آپ جہد کر کے، جس میں خدا کا اب نہیں ہر سے تھوٹے نہیں چکی گئے۔

مولا محمد منظور صاحب

اس نے پہلے بھی بہت سے جہد خیروں سے ملنا کا اتفاق ہوا کہ اس فن میں تو کئی ایسے ہیں کہ ان سے وہ کسی میں بھی دیکھا گیا۔

ادب شایر آپ کا اسی خصوصیت کہ وجہ سے آپ کے آقا صاحب، ولین مولوی حامد رضا خان صاحب، نے آپ کو اسے دیوٹی کے لئے منتخب کیا ہے۔ میں کہ شاد پنجاب عاقبتی یہ کہ ایسے مولوی حامد رضا خان صاحب کے مدرس میں تو کر میں اور یہیں بہت ہیں مگر اس کے باوجود آپ کسی قدر دھیری سے فرما رہے ہیں کہ میں تو کسے سناؤں کہ لے لے سے پنجاب سے آیا ہوں اور میں پرکھ کر انہیں دیکھتا ہوں کہ میں مسکن بنا تھا وہاں سے بریل آیا ہوں، موسم ہوتا ہے کہ کھیت ہر لے میں آپ اپنا جو عمل سرنا کا دہانی سے علی فراہم ہمارا ہیں۔ سٹوٹن! پنجاب کے حوالہ مست: دشت ۲۰

بت کو اعلیٰ حضرت نے "نکو سیتہ شمشاد" میں مولانا شہید کو کافر ٹھکانے ہے ... "مگر یہ بات آپ کسی ایسے شخص کے سامنے کہنے جس نے "کو کفر شامیر" نہ لکھی ہو تو وہ شاہد آپ کے دعوہ کریں آجاتا، لیکن آپ کسی کو دعوہ دیتا چہ بے ہیں جس نے آپ سے لیا وہ آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو کھنگال رہا ہے ۔

حق سنا کہ اگر کفر لشرد عام ہاں حسبہ

کے جا ہمیشہ ہاں درست است وادہ

میں نے : اسی کو کفر شامیر کے آخر میں مولوی احمد رضا خان صاحب نے مداف کھ دیا ہے کہ قریب تھا کہ ہے کہ شہید مرحوم کو کفر تک جاتے، اس کے "فری صند پر جان صاحب کی" عبارت دیکھو جو :-

"ہاں کے نزدیک مقام امتیاز میں اگدر کے کھتہ لسان، اپنی کافر ٹھکانے، زبان، دکان، خانقاہ

محمد، درجی و من سب .. والدہ مسکین و حاکم : علم و علم علی مجاہد ائمہ و علم :

ہمیں الفاظ پر ، کو کفر شمشاد ، ختم ہے ۔

دیکھی آپ نے حضرت شہید مرحوم کی نہاد و کرامت ، کہ ہر کتاب کو آپ نے ان کے کفر گستاخ و سمجھا تھا اس سے ان کا اسلام ثابت ہو گیا ، ہر مان حضرت شہید مرحوم کو ان کی کفایت اور آپ کے اعلیٰ حضرت کے حیوانات کے مسلمان ہے لیکن اب ذرا اپنے اعلیٰ حضرت کی میریجے وہ کمان پٹو ؟

یہ تو ثابت دعائی کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب " شہید مرحوم کو کافر نہیں لکھے ،

اور یہ بھی میں خان صاحب کی کتاب سے ثابت کر چکا ہوں کہ جو شخص شہید کی توبہ کرے اس کو کافر دیکھنے والا بھی

ہاں صاحبین کافر ہے " اور آپ کے نزدیک مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے سنا دائرہ حسود کی توبہ کی ہر گز نہ مانے ہی

توبہ کی بوی کا دروازہ کھولا ، وہ امرامی احمد رضا خان صاحب کسی دوسرے کے نزدیک کافر ہی نہ ہو لیکن آپ

کے نزدیک حضرت مرحوم شہید کو کافر دیکھنے کی وجہ سے عذر و انحراف کافر دیکھتے ، اور آپ ان کو کافر ماننے تو نہیں کے

میں جیکہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب نے بھی لکھا ہے کہ ۱۴۰۷ھ ۲۰۱۶ء میں ان کی تصویر کی ۔ چھ لکھا واپس اپنے اقرار سے

کافر ہوئے ، اس بحث کی پوری تفصیل " آئینہ رضا عانت " میں ملاحظہ ہو ۔

اموال سے پہنچی کا فرج ہوئے۔

دیکھی آپ نے محدث شہید ثقت اور حضرت یحیٰی الامت کی کرامت۔ آپ اس کا ثبوت کرنا چاہتے تھے اور خود
میں اپنے اعلیٰ حضرت کے اقوامی فکر کی دل دلی میں بھینس گئے۔ دیکھا آپ نے مجرم بوی اپنے اقوام کے پڑے جہلم میں۔ اعلیٰ
کافروں کا کفر اس طرح ثابت ہو گیا ہے۔ مٹاؤ اس کو کہتے ہیں کہ - جو وار ہو جس سے پار ہو۔

کیا ہے کوئی بدعت کا فرقہ کہ حضرت شہید کو کافر ٹیکہ کے ساتھ مروی اور محدثان صاحب مودنی درجہ کا
مسلمان بہت کر کے ؟ • اور نام ہے اسے نہیں لایا جاوے ؟

آپ نے اس پر ہم کھڑے سے حفظ الایمان کے مضمون کا ثبوت قرآن مجید سے مانگا ہے۔ جہاں اللہ - نبی اور عام
عوام پر کفر کی علامت سے ثبوت ہے۔ • میں پہلے بتا چکا ہوں کہ حفظ الایمان کے اس مضمون کی بنیاد دو چیزوں پر ہے
اور وہی حقیقت حضرت سلمان حقانی کی اس دلیل کے ادا ہم جہاد ہیں۔

• دیکھ یہ کہ مطلق بعض جنوب کا علم عالم السافری بلکہ صحیحہ الایمان کی ہے۔

• اور دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل جنوب کا علم نہیں تھا۔

پہلی بات کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔

وَأَنْ يَنْتَهِیَ زَوْجٌ مِّنْهُم بِمَنْعِهِ • تمام چیزیں اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد کوئی بھی نہ کرے
وَلَٰكِنْ لَا تَقُولُوا شَيْئًا مِّنْهُ • بنی اسرائیلؑ اور تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ؟

اسی بدعت سے مسلم ہر ایک کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا روزی کی تسبیح وقفہ میں کرتی ہے۔ اور
یہ خدا ہر ایک حق تعالیٰ کی حمد و ثنا۔ تسبیح وقفہ میں لبر خدا کی معرفت کے ممکن نہیں۔ لہذا اسی آیت سے مفسرین بھی
مسلم ہر ایک کائنات کی ہر چیز کو خدا کا کلام اور اس کی صفات تدبیر کا علم ہے۔ اسی میں آپ کے اعلیٰ حضرت کی تعینات
سے ثابت کر چکا ہوں کہ حق تعالیٰ کے حرام اور اس کی صفات عجیب سے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمام کائنات حق تعالیٰ
تہنات درجہ رات کو بھی مطلق بعض جنوب کا علم حاصل ہے۔ اور اسی حفظ الایمان کی عبارت کا سلاہ ہم پر ہے۔
دوسرا جو یہ حد کہ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل جنوب کا علم نہ ہونا واصل تعلیم و عقلیت سے ثابت
ہے۔ • اس کا ثبوت بھی قرآن کریم سے ہے۔

پہلی آیت۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ جَنَاحَ مِثْلِ خَنزِيرٍ فَقَدْ
وَلَا أَسْأَلُكَ النَّبِيَّ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنَّ
مَعَهُ . (سورۃ الاحکام: ۱۷۷)

دیکھئے ہمارے رسولؐ، آپ کہہ دیجئے کہ تو میں تم سے
یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خنزیر کے جناح کے برابر
اور میں تمام غیبری کہ جانتا ہوں، اور میں تم سے
کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں؟

دوسری آیت۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا
مَآئِدَةً مِّنْ رَبِّي ۚ وَكَفَرْتُ بِالْغَيْبِ
لَا سَعْيَ لِي فِي الْخَيْرِ وَالْغَائِبِ
إِثْمُور . (احزاب: ۱۷)

آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاصہ کے لئے بھی کچھ
فعلیہ کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی چیز کا لیکن جو خدا
میں ہے، اے انہیں تمام فیصلوں کو جانتا ہوں بہت
سے نتائج حاصل کر لیتا ہوں، کوئی برائی مجھے نہ پہنچتی ہے۔

تیسری آیت۔

قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ بِيَدِ اللَّهِ يُرَوِّعُ الْخَافِ
سَعْيَكُمْ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ (احزاب: ۲۷)

آپ فرما دیجئے کہ سب غیب کا علم، خدا ہی کے ساتھ ہے
سو نہ محض خدا ہی میں بھی ہے، اس کے ساتھ متکبروں کے

چوتھی آیت۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ
كَرْبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَّا إِلَيْهِ
مَرْجِعُونَ (البقرہ: ۱۵۷)

اور بشارت دے ان لوگوں کے سب صبر کا اجر ہے جو خدا ہی کو
بجائے، اور تمام امور اسی کا طرف لوٹیں گے۔

پانچویں آیت۔

لَا يَحِيبُ الْعَسْوَثُ وَالْأَرْبَابُ أَجْسِدُ
بِهِمْ وَأَسْبَغَ رُكْنَهُ .

عسوان اسی کو ہے اسوان زمین کے کل غیب کا علم، وہ کسی
تحدید پر لگتا نہیں ہے۔

چھٹی آیت۔

وَمِنْهُ عَذِيبُ الْعَسْوَثِ وَالْأَرْبَابِ

اور اسوان زمین کے تمام پرستیدہ باتیں میں ہے کہ

میں حفظ الایمان کے معنی کی تائید میں اب تک سات آیتیں پیش کی ہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ آیت کا
حفظ ایمان کی عبارت کسی آیت کا ترجمہ ہے یا مسلم چونکہ بے کرکھی کسی علمی حلقہ میں جھٹکا بھی خبیث نہیں ہو سکتا۔
میرا یہ دعویٰ نہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت کسی آیت کا ترجمہ ہے۔ بلکہ میرا دعویٰ صرف یہ ہے کہ اس کا معنی حفظ
قرآن کریم سے نکلتا ہے۔ میں ثابت کرنا ہوں سات آیتیں پیش کر چکا اور اب وہ پیش کر رہا ہوں گا۔ آپ سے ہو سکتا تو
دیکھئے۔ اور تاہم یہ کہنے کے لئے کہ ان سے حفظ الایمان کا معنی ثابت نہیں ہوتا۔

میں سلفہ عرض کیا تھا کہ حفظ الایمان کے نزدیک صرف معنی کے دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ معنی جو ب کا علم
یعنی کسی دینی مکتبہ کی چیز کا علم، عام انسانوں کے حوصلات کے لئے ذات اور حقائق کا بھی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ
جو معنی جو ب کا علم حصہ مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں تھا۔ پہلے جرن کے فیوت میں ایک آیت اور دوسرے کے ثروت
میں چھ عارف مرزا آیتیں ہی پیش کر چکا ہوں۔ اب اس سلسلہ کے دوسری آیتیں سنئے۔

ساتویں آیت -

وَمِنْ ذَٰلِكَ فَخَابَتْهُ الْعُقَيْبُ لَا يَسْلَمُ
اسی کے علم میں ہیں معارج الغیب۔ سنیں جانتا ہوں کہ
یٰٰذَا هُوَ۔ (سورہ الاحقاف ۱۶ و ۱۷)

صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ - معارج الغیب - جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ پانچ چیزیں ہیں جو سورۃ لقمان کی آخری
آیت میں مذکور ہیں۔ یعنی (۱) قبائست کا وقت، (۲) غصص، (۳) بارش کا ٹپک، (۴) وقت کہ جب نازل ہوگی۔ (۵)
لانی الدجیم۔ (۶) مستقبل کے واقعات۔ (۷) موت کا صحیح مقام۔ اس کے بعد سورۃ لقمان کی وہ آیت بھی سنئے۔

آٹھویں آیت -

إِنَّ اللَّهَ يَدْعُ إِلَىٰ طَاعَتِهِ وَيُخَالِفُ
تَفْذِيْلُ نَفْسِي خَاةَ الْكَلْبِ عَدَاةَ مَا سَفِيْ
نَفْسِي يٰٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُتِلُوا
ہم یقین کر رہے ہیں کہ اس سے قیامت کا علم، وہ وہی
نازل کر رہا ہے جو پیش کر دینا یہ بھی اس کے علم میں ہوتا
ہے کہ بارش کب ہوگی، اور وہی جانتا ہے جو کچھ وہ
کے دجیم میں جمع ہے، اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا

جَلِيلَةً خَاسِيَةً . - بخون برسوا

یہ نسلے گا . اور کسی کو خیر نہیں کہ وہ کمال مرے گا
بہترین اللہ تعالیٰ ہی جانتے داد اور خیر دے گا :

حضرت قادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

خمس من الغیب استأثر بهن الله
فلم یطیع طیعین مطلقا مقربا ولا نسیا
موسلا . - تفسیر میں لکھ :
چھ چیزیں غیب کی ہیں کہ ان کو حق تعالیٰ علام
الغیب نے اپنے لیے خاص کر لیا ہے ۔ ان کی اطلاع
کسی مقرب فرشتہ کو دی ہے نہ کسی نبی و رسول کو :

فرمائی گئی ۔

قلْ لَا يَمْلِكُ مِنْ فِئَةِ الْمَمُوتِ دَارُ الْمَيِّتِ
لَقَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُضُونَ أَيْمَانَ
بِمَنَافِعِهِمْ . - دہلوی ج ۴

دیکھ رہا ہوں ۔ اچھ نہ تو دیکھتے کہ جتنی مخلوقات بھی
زمین و آسمان میں موجود ہیں وہ ہمیں ہیں ، ہمارے ہمارے
کوئی بھی نہ ہم غیب کو نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ جانتا
ہے اور اس زمین و آسمان کی مخلوقات کو خبر نہیں کہ
دوسرے وجود زندہ کتنے جائیں گے جتنی کسی مخلوق کو قیامت
کا وقت معلوم نہیں :

دوسری آیت :-

لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِ ظَنَّ الشَّاكِرُونَ أَنَّهُمْ قُلُوبُهُمْ
رَازِقُونَ . -

یَا بَلَّغْ خَشَرَةً عَاجِلَةً : - بدوسرا تین ایمان سے نہایت سفالی کے ساتھ معلوم ہو رہا ہے کہ ان کی غیبت
کامل حق تعالیٰ کے سامنے کو نہیں ۔ حضور پھر وہ حق تعالیٰ علیہ السلام کو نہ کسی دوسری مخلوق کو ، اور یہی غفلت و ابلات
کے مفسرین کا دوسرا عنصر تھا ۔

اور آپ کا یہ فرمان کہ قرآن عزیز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ہے یہ بالکل عجیب ہے بے شک قرآن
عزیز نے بہت سے مقامات پر کلامت بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا

ہے کہ آپ نمازیں نہ صلات خداوندی میں شریک نہ خزانہ نعت کے مالک و مقرر نہ آپ کو تمام غیب کا علم ہے لیکن چاہے جیسا کہ آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید و تثنیہ ہے اس لئے آپ کے احوال پر قرآن پاک میں (معاذ اللہ) حیرت و حیرت کی توحید ہے۔

آپ نے اس تقریر میں ایک آیت بھی پیش کی ہے اس آیت بجز قرآن پاک کے ہر ہر آیت پر جانا ایمان ہے لیکن کل غیب کے علم کا تحت اس سے قیامت تک نہیں نکال سکتا، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے آپ کو وہ علم ہے جو آپ نہیں جانتے تھے :

سید ملک حق تعالیٰ نے انھوں کو جو کہ دونوں علوم عالیہ کا یہ حصہ کہ ایسے عطا فرمائے جو آپ کو پہلے سے معلوم نہ تھے بلکہ حضور کے تمام علوم شریفہ ایسے ہی تھے۔ آپ کے متعلق قرآن عزیز کا بیان ہے :

مَا كُنْتَ خَدُوًّا وَلَا مَفِیًّا
لَمْ يَكُنْ لَكَ سَبْعٌ مِّمَّنْ يَنْتَوِيكُ
وَمَا يَخْفَىٰ مِنْ شَيْءٍ لَّا يَخْفَىٰ
فَرَأَىٰ يَسْمَاعِيلُ (الشوریٰ ۱۰۲)

ہر حال میں خدا نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے آقا و مراد کو بے حد و شمار علوم عطا فرمائے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ کے خزانہ غیب میں کچھ بھی باقی نہیں رہا، نہ اس آیت میں یہ مذکور ہے۔ ہر حال اس آیت اور ایسے تمام آیات پر جانا ایمان ہے لیکن اسے کل غیب کا علم قیامت تک بھی ثابت نہیں ہو سکتا اور حفظ ایمان میں کل غیب کے علم کو ہی دلائل قیامہ و تقیید سے باطل کرنا گناہ ہے۔

آپ نے ایک آیت پیش کی تھی اس کا جواب میں عرض کر چکا۔ میں نے اس وقت تک گوارا نہیں پیش کیا کہ آپ کا جواب دیکھ، صرف یہ کہہ دینے سے کام نہیں چلتا کہ قرآن کا دیا ہی پڑھا کرتے ہیں اور آیت بھی۔

اور ہمارے آپ نے ایسے اعلیٰ حضرت کے کفر کو قائل ہو کر بھی نہیں لگاؤ۔ نہ اسے اعلان محمد کی روح پھوٹ کر میں سے آواز دے رہی ہے کہ مجھے اس کفر کی عقل سے نکالو ! خدا نے اس کی کچھ تو سنو ! کچھ تو ان کے تک کا حق ادا کرو اور غضب ہے کہ میں ان کو کافر نہیں کہہ رہا وہ خود آپ کے احوال پر کافر ٹھہرتے ہیں۔

مسلمانان ہمدرد! اس پہلو پر بھی غور فرمائیے کہ اس منہ خواہ میں حضرت حکیم الامت پر کفر کا دعویٰ کیا غیب مگر کچھ دن کے دیکھ لے انا کو بری کر کے اٹھتا ہوں۔ اور ثابت کر دیا کہ ان کی عبارت بے دروغ ہے ان کی تائید

کہ جو کچھ حق تھا اسے کوئی نہ کہتا ہے۔ اس نے اگر اس میں یہ تقریر جاری کی جانے کو مستحق نہ لایا۔ یہ حضور پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب نہیں کہا جاتا۔ اس نے اگر اس میں یہ تقریر کو جانے کو کوئی قباحت نہیں۔ آپ اس کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے۔

۱۰۰۔ پھر آپ نے غلط بحث کرنے کے لئے حضرت مولانا عبد قوسی مدظلہ کے متعلق درخواستیں کا ذکر بھی کیا لیکن سبب میں نے اس میں پہلے مخالفت کر دی۔ اور آپ کے فقرہ کو پروردگار کیا نہ کہ آپ اس کو داخل ہی نہیں تھے۔ اسی کے بعد آپ نے ان خوبوں کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

۱۰۱۔ عنایت۔

۱۰۲۔ پھر میں نے حضرت زین الدین کی عبارت کے متعلق آپ سے بار بار سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کو بھی ان کا جواب نہیں دیا۔

۱۰۳۔ پھر میں نے بتایا کہ حضرت زین الدین کی عبارت کے میں جس پر آپ کو اعتراض ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ خلق ہمیں خیر کا سبب بنے۔ اس کا احترام خود آپ کے متعلق حضرت کو بھی ہے۔ پھر میں نے اس کے ثبوت میں اسی مشہور کتاب "الدور" نمبر "۱۰" غلطیوں سے کئی عبارتیں پیش کیں۔ ان کا بھی آپ کوئی جواب نہ دے سکے۔

۱۰۴۔ پھر آپ نے غلط بحث کرنے کے لئے حضرت شہید رحمہ اللہ کی کچھ عبارتوں کے حوالہ دیتے ہیں جن میں نے بتایا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت شہید مرحوم کو کفر نہیں کہتے، اور اس کے ثبوت میں شہید زین الدین کی عبارات پیش کیں تو آپ اس کے ساتھ دیکھ کر کہنے لگے کہ "اعلیٰ حضرت نے" انگریزین انشاء پر۔ میں مولانا شہید کو کفر لکھ رہا ہوں۔ شہید زین الدین "۱۰" جواب تو یہ کہ مطلب غلط ہے۔ "حدوت الاسرار میں لکھتے ہیں: "نیک سبب میں نے ثابت کیا کہ رو کر یہ شہید"۔ اسی میں آپ کے اعلیٰ حضرت نے آخری فیصلہ شہید مرحوم کے متعلق دیکھا ہے۔ ان کو کفر نہ کہتے تھے۔ محمد اور موصی و مناصب سے۔ اور بتایا کہ شہید زین الدین کا مطلب یہ ہے کہ کسی شرح کا کتب خانہ نہیں کہ حدوت نامہ میں ان کا مطلب دیکھ جائے۔ اور نہ منظر کا یہ سوال ہے کہ فرقہ متعلق کسی بات کے جواب میں کہا جائے کہ اس کا جواب تھا ان کتاب میں لکھا ہوا ہے تو اس کو کہہ لےنا۔ تو اس بات کو ان کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے۔

— ۱۲۳ — آپ نے نہایت گہری پند کے کاغذ اور صفات کے معقول بنیاد کو اس طرح پرست کر دیا کہ وہ اپنے صاحب میں ملتا ہے کہ تو کی طرف توجہ دانی تو اس کے جوہر میں آپ نے ناحق اور تصور نام جیسے عجیب و غریب اور عجیب انسانیت گستاخوں کے کہ قصور جلا دیا ہے کہ گستاخوں کا سامنا ان کو نہیں بلکہ وہ بندوں کو قصوراء و گناہ میں پہلے برہم ہے تو کہنے کی بجائے کہ آپ نے یہ اور سنگین جرم کیا ہے اور دشمنان اسلام کی حمایت کے لئے مسلمانوں کے خلاف مکلف ہیں لیکن میرے بعد توجہ دانی کے باوجود ابھی تک آپ نے ان سنگین جرموں سے قہر کی اور گہری پند کے اور صفات پر غور کرنے کے لئے کوئی وقت چھوڑا ہے۔ لہذا میرا مطالبہ بھی ابھی تک حل حال قائم ہے۔

— ۱۲۴ — غیبت۔

— ۱۲۴ — آپ نے کی حفاظت اہل بیت کے سلسلے کا قرآن مجید کے طبع کیا۔ چنانچہ میں نے اس کے مفسرین کی تائید میں گویا آیتیں پڑھیں ہیں میں نے آپ کے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔

— ۱۲۵ — پھر آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طعن کا طعن ثابت کرنے کے واسطے آیت کریمہ وَخَلَقْنَا فَلَانًا تَكُنْ لَكَ بَشِيرًا۔ میں نے اس کا صحیح مطلب بیان کیا کہ ثابت کر دیا کہ اس سے کوئی خبیث کام قیامت تک بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ آپ اس کا بھی کوئی جواب دے سکتے، گویا کہ ایک مرتبہ پیشین گوئی کے لئے

قرآن ہے۔

— ۱۲۶ — آپ نے کل پہلا آخری تقریر میں علم طبع کے ثبوت میں آیت کریمہ وَتَوَلَّيْنَا مَخْلُوقًا لَّكُفْرًا۔ یہ بتایا کہ کفر کلمہ بھی تمام مدت طرانی ہے۔ اس سے بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ کوئی کلمہ بھی "کفر" ہے۔ صرف وہی چیز ہی مراد ہے جو آپ سے متعلق ہے۔ اور انسان کو کلمہ بتا دینے کے لئے بھی اس کی ضرورت ہے۔ اور اسی آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہی کی تمام لغوی باتیں قرآن مجید میں بیان کر دی گئی ہیں، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کلمہ غلوں عربی میں ہر کلمہ، پھر یہ بھی بیست سال کی سوانح عربی ص ۷۷۷۔ (ملاحظہ فرمائیے)۔ اور میں نے اپنے طعن سے نہیں کہتا بلکہ ہم مسلمانوں نے یہی کہا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ اس کے حق میں فرما دے گا۔

شعر و شاعری پر غور فرمائیے،

۵۔ اِس کے بڑی طرف سے ایک نئی دلیل مل سکتی ہے۔ وَمَا يَفْقَهُمْ جَسَدًا يَتَلَكَّ إِلَّا هَيْدًا ۵

۶۔ اور خدا کے لشکروں کو اس کے سو گئی نہیں جانتا ۶

مع اِس آیت کے جب آپ کے ذمہ میرے سبقتیں مطالبہ ہیں۔ اگر آپ ان سب کا جواب دے سکتے ہیں، تو میں آپ کے ساتھ ساتھ کرتا ہوں آپ صرف تیس کا جواب دے دیجئے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم اپنے انحضرت کے کفر کو ضررہ اٹھائیں۔ آپ ان کے حدس میں ذکر ہیں، ان کا ٹک ٹکالتے ہیں، کچھ تو ان کے ٹک کا حق اور کچھ آپ نے تنہا درحوم ان حضرت عجم کیلئے تو کفر کا جال بچھا یا تھا ۷۔ سب سے پہلے اُس میں جنس لگئے ان کو کسی طرح نہ لگے جو بھی میں مطالعہ میں آپ کا حد کر لوں گا۔

۸۔ ان کو یہی سونے کے اعراف کے معانی کو بھی ضررہ صاف کیجئے۔ یا اپنے کلمات سے توہ کیجئے، یا ان اعراف پر ممانعت کر کے دے دت مقرر کیجئے۔

حضرات! آپ برسوں سے برابر دیکھ رہے ہیں کہ مولوی مسعود صاحب میرے اصل اعتراض کو کونسی جواب نہیں دیتے۔ یہ کہہ کر۔

۱۔ در او هر كی با قرآن میں وقت گزارتے ہیں، کبھی اپنے باد سواہلوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو اصل بحث سے کوئی تعلق نہیں کبھی مسئلوں کو دھر کر دیتے تھے تاہم ان کی طرح آیتیں پڑھتے ہیں۔ میں بھی اگر جواب دے تو اُدھر سے کسی حافطہ کو ٹھکرا دوں ۱۰۔ مولوی مسعود صاحب سے بھی زیادہ آیتیں پڑھ دے گا، مگر میں نے کہ باتوں میں دست خان کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے آیتیں تو بہت سی پڑھ دیں مگر یہ آپ بھی تک نہیں نکال سکے کہ حفظ اللہ ان کی سماعت ان میں سے کسی آیت کا ترجمہ ہے ۹

۱۱۔ حاشیہ نمبر گزشتہ ۱۱ نے چنانچہ مولوی مسعود صاحب کی مشدد و مستقیم تفسیر رنگ قرآن میں ہے: تَبَيَّنَ لِكُلِّ شَيْءٍ مِّنْهُ سِرٌّ ۱۱۔ میں نے قرآن عربی میں دیکھا کہ ساری باتوں کا بیان ہے۔ میں نے علامہ تفسیر عبداللہ میں ۲۲۱۔ تفسیر معالم القرآن ص ۱۰۱۱۔ تفسیر الامامی ص ۲۴۶۔ تفسیر حازن ص ۲۴۹۔ تفسیر طبرانی ص ۲۵۶۔ تفسیر صفاوی ص ۲۳۸۔ تفسیر تیسرے ص ۲۴۲۔ میں بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ اصل عبارت دعا حق اسماں صدم میں درج ہے۔ مرتب

کو بٹھارہ بنا دیا گیا۔ سروی صاحب ! آپ کے چہرہ اذکی کان ہی گستاخیوں کے آبیہ پڑتوں اور عیب لانیوں کو توڑنے کی جرئت رکھتی ہے۔ سروی صاحب میں آپ سے بھر گستاخیوں کو آپ کے کاربانوں کو چھوٹے سیری اصل بات کا جواب دیکھتے۔ میں آپ کو سامنے سے بٹھنے نہیں دوں گا۔ اور آپ کا بیچا نہیں چھوڑوں گا۔

خدا کا شکر ہے اس نے مجھے اعلا رکھ رکھ کر ایسی تو فیہ بخشی ہے کہ
مولانا محمد منظور صاحب
 آپ کے ہم وطن مرزا قلام احمد کا والدانی۔ بانی مرزائیت کی کفریات کا

ذکر میں نے خاص تذوق میں پہنچ کر کیا۔ اور سروی احمد رضا خان صاحب موجد رضا نیت کی خزانہ کا ذکر ان کے وطن بلکہ اس وقت خاص بن کے گھر، جامعہ رضویہ، میں ٹھہر کے کر رہا ہوں۔ مگر کس قدر عورت کا مقام ہے کہ آپ بھر بھی یہ کہتے ہیں کہ انہیں شرارتی کو میں آپ کا بیچا نہیں چھوڑوں گا سامنے سے بٹھنے نہیں دوں گا۔ حقیقت یہ کہ حیاتی بھی بڑی کراہت ہے۔

آپ کچھ سے خزانہ چمکاتے، اعلیٰ حضرت کے متعلق بحث شروع کر دی۔ حالانکہ واقعہ مرزائیہ ہے کہ آپ نے خلیفہ بحث کرنے کے لئے حضرت شہید مرحوم کی کچھ عبادتیں پڑھیں اور دعوے کیا کہ میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے لہذا جہنم میں جاؤں گا۔ میں نے حضرت شہید کی طرف سے بلورنگہ امتحانی آپ کے اعلیٰ حضرت کو پیش کر دیا اور یہ بھی ثابت کر دیا جو شخص مرزائیہ کو کافر کے ٹکڑے ٹکڑے اعلیٰ حضرت کے کفر کا چیلہ قرار کرنا پڑے گا۔ آپ خود ہی افسانہ لکھتے کہ یہ بحث میں نے شروع کی یا آپ نے شروع کرائی؟ صاحب شہید مرحوم کے متعلق بحث چھوڑتے احمد رضا خان صاحب کا کفر ثابت ہوتا ہے۔

اگر دیکھیں کہ جو بسبب نامستاد کر

تو گرفتار ہوئی اپنی مسدود کے باعث

برصغیر سروی احمد رضا خان صاحب کو اس کفر کی دھواں میں خود آپ نے پھنسا دیا ہے اور پھر دیکھتے ہیں کہ انہوں نے

حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۸ حضرت خلیفہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قدسی سرہ صاحب کی کوٹا فخریہ کے ستر سروی صاحب صاحب سے ایسے ایسے کتب کے گزروں گے ہیں کہ پتہ پتہ اسلم کہتے ہیں جن کی تائید انکی نفسانیت سے ہر گز نہیں ہوتی۔

کی بات ہے کہ آپ ان کو نکالنے کی فکر بھی نہیں کرتے۔ بس یہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ، ائمہ تلامذہ میں اس کا جواب دے دیا ہے ۔

جواب : اگر میں جوابہ کالی ہے تو پھر اس تکلیف افزائی اور مناظرہ کی اور سری کی کیا ضرورت تھی ۔ گھر ہی سے ایک پرچہ پر لکھ کر بھیجا ہوتا کہ آپ کی تمام باتوں کے جواب اعلیٰ حضرت سے لٹاؤں فلاں کتابوں میں لکھ دیجئے اور اگر حقیقت آپ کے نزدیک اعلیٰ حضرت کے وہ جوابات صحیح ہیں تو پھر میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اس کتاب کو یا تو میرے کہ ایک طرف سے پڑھنا شروع کر لیجئے ۔ اور جوابہ بھیجے جائیے ۔ تاکہ لوگ آپ کے اعلیٰ حضرت کی قابلیت بھی دیکھ لیں ۔ مگر حال صرف یہ کہ دینے سے کام نہیں چلی سکتے کہ اس کا جوابہ لٹاؤں کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔ آپ نے اس مرتبہ ذکرۃ الاسجد کے حوالے سے حضرت حاجی امجدادہ صاحب نے اس سرور کا ایک خواب بھی نقل کیا ہے ، اور اس سے یہ تغیر نکالا ہے کہ معاذ اللہ اس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اور مجتہدہ کیا گیا ہے ، دستبراز اہل اہل علم

گندہ دہشت پر خدا کی لعنت ، اس خواب سے یہ ناپاک تغیر تو قیامت تک بھی نہیں چلی سکتا ۔ اس کی کھلی ہوئی تعبیر یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین علیہ السلام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کہہ رہے اور ان پر حضور کی یادگار سے جو حق و برکات اور علوم و معارف کا لینا ہی جو کہ ہے ۔ اور درحقیقت ساری علم و صلاحیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دستبرخیز ہیں کہم کے خوشخبر ہیں ۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دو دفعہ نوحش فرمایا ۔ اور پہلا خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے آیا ۔ اور پھر خواب ہی اس کی تعبیر ملے دی ۔ لہذا جس طرح اس خواب میں دو دفعہ چلانے کا تعبیر علم سے دی گئی ۔ اسی طرح حضرت حاجی صاحب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں بھی کھانے سے روحانی غذا یعنی علوم و معارف کی تعبیر نکالی جائے گی ۔ اور اشارہ اس طرف ہر ٹکڑے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جو عالمی معرکہ آئے ہیں ان کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روحانی فیض پہنچتا ہے ۔ علاوہ ان کے یہ کہ کہہ کر گھانا تھوکر نہ کی وجہ سے ، ، باوجود ، ، مجتہدہ ، ، کہہ دینا آپ ہی کی گندہ دہشت ہے ۔

(منہ حافیہ آئندہ صفحہ پر)

آپ نے اگر حدیث کی سب سے پہلی کتاب "مشکوٰۃ شریف" پڑھی ہوگی قرآن مجید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ روایت بھی دیکھی ہوگی جس میں جنوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف حبیہ دینا کہتے ہوئے فرمایا ہے کہ: **لَا يَحِبُّ أَحَدٌ لِّعَلَّهِ وَلَا يَحِبُّ شَيْئًا مِنْهُ إِلَّا حَبِبَ إِلَيَّ مِثْلَهُ** خود ہی اپنی پادشاهی جبار کو ٹانگہ نہ کر سکتے تھے، وہ خود ہی اپنی کوئی دوا لیا کرتے تھے۔

یہاں کہنا ہوئی کہ اگر آپ کی یہی ذہنیت ہے قرآن حدیث کی وجہ سے آپ حضور کو نہ معلوم کیا کیا کہیں گے؟ کیوں کہ آپ گئے اس کٹر سے اصول پر ہر جوتے پیچھے ملنے کو بھی (پا چھڑا، اور ہر دودھ دہنے والے کو گھوڑی کھانچا) گا۔ یہی گہری ذہنیت پر خدا کی نعمت، موعود ہی صواب؛ اور اسی کر کے گئے بھی سلیقہ چاہئے، یہ جس منکر وہ خارج کا گھر نہیں۔

جزا گشتہ بدیکس تر ذمہ اینیاست

نہ ہر کہ سر بہست سرامتہ قلنسہ ری دانہ

یہ سنو کھڑے آپ کی غدی باتوں کا جواب تھا۔ اس کے بعد میں اصل بحث کی طرف منوجہ ہو گیا ہوں۔ آپ کا سہل تھا کہ: **حفظوا دیناں**، "کے حضور کو قرآن کریم سے ثابت کیا جائے، یہ اس سلسلہ میں گیارہ آئیں چرن کر چلے ہوں، وہ دو آئیں اور پھر پڑھنا ہوں۔

سورۃ احزاب کے آخری رکوع میں ہے۔

يَسْتَفِئِهِ الشَّاكِرُ خَيْرَ الشَّاكِرِ
فَرَأَيْنَا بَلَغَهَا عَدُوَّهُ

لے ہمارے رسول، لوگ آپ سے تباہت کے متعلق سوال کرتے ہیں، یعنی یہ کہہ کہنے گے: آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم ہیں اللہ کو ہے۔

(الحزاب: ۲۳-۲۴)

بجیسویہ کی سب سے پہلی آیت ہے۔

ہاں یہ سنو گزشتہ، شہ و خدائی کی موعود صابائی کے گھروں میں جو ان کی عورتیں کھانا پکھنے کا کام کرتی ہیں شاید یہ حضور اپنی من سوزیوں کو عطیہ بھیجتے ہوں گے، یہی گہری ذہنیت پر خدا کی نعمت۔ ۱۱ مرتب۔

بَلِيَّةٌ مِّنْهُ جَلَسَتْ السَّاعَةَ ۔ اشر میں کہ طرف رو کیا ہوتا ہے قیامت کا علم ۔

ان دونوں آیتوں سے بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے وقت خاص کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔ اس کے سوا کسی کو نہیں۔ اور وہ بھی حبیب میں سے ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام محبوب کا علم حاصل رہتا اور یہی حفظ الایمان کے معنوں کا دوسرا اہم جزو ہے۔ اہم پہلے جزو کے متعلق بھی ایک آیت میں پیش کر چکا ہوں۔ اور سنا ہے کہ خود آپ کے اعلیٰ حضرت کے اقرار سے بھی اس کو ثابت کر چکا ہوں۔

آپ نے حضرت حاجی اماد اللہ صاحب روز اللہ علیہ السلام کا ایک خواب پیش کر کے اور اس سے ایک گندہ ختمہ نکال کر اپنی مخصوص نسبت کا ثبوت دیا تھا۔ اس کا تحقیقی جواب تو آپ من چکے۔ اب خدا اپنے گھر کا بھی ایک خوب طالع قرطیہ ادا کرے یہی فوٹو لگائیے۔

آپ کے قبلہ و کعبہ اعلیٰ حضرت اپنے پر بھائی ۔ مروجی برکات احمد صاحب ۔ کے انتقال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان کے انتقال کے دن مروجی سیہ میر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اللہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ عرض کی ، یا رسول اللہ ! کہیں تشریف لے جاتے ہیں ، فرمایا برکات احمد کے جہنم کا نماز پڑھنے ۔ اس خواب کو نقل فرانے کے بعد آپ کے اعلیٰ حضرت نے فرماتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ ”اگر خدا پرستان مبارک میں نے پڑھا یا ؟ (المنکحات ص ۲۵)

اس خواب میں دو باتوں کی تصریح ہے۔ ایک یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقول خان صاحب مروجی برکات احمد کہ جانا نہ کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ اور دوسری یہ کہ اس نماز کی امامت خود جودات انصاری نے فرمائی۔ شیوخ صاف یہ نکلا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے بقول علامہ امامت کی اہم المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اللہ کے خاں صاحب کا دل گروہ ، حالانکہ بہترین ہمت اور افضل البشر نجد الانبیاء بالتحقیق صید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

ماہکان لاسن الف تحافہ ان یوم الناس رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فیہم

یعنی اوقاتی کے پیشہ ہو کر کے نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں کی امامت کرے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نہ تھے موجود نہ تھے

لیکن آپ کے اہلِ حضرت کے بعد سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عبادہ میں سے پہلے اب ذرا اپنے

ان بزرگانہ کے متعلق بھی فتویٰ ارشاد فرما۔

سینس^{۱۱۱} مسئلہ ہے کہ آپ کے بعد پہلے میں اور دو آپ میں سے تقریر میں اور پیش کیا گئی ہیں۔ اور ایک آپ

کے اہلِ حضرت کا یہ دعویٰ امامت ہوا اس کا جواب بھی آپ کو دینا ہے۔ بعد میں چاہیں بیٹے، مگر آپ ان

مصلح کا جواب دے سکیں تو حضرت ان میں سے جس کا جواب دے دیں، میں میں مخالف کرتا ہوں۔ دیکھئے! آپ

کے اہلِ حضرت نے تو بہت سے سیلوں سے سو بھی جائز کر دیا ہے کسی کوٹ اور دوسرے کے تبادلہ کی صورت میں کہیں

اور سے بیٹوں کے لیکن کچھ کو دیکھئے میں پہلے اہلِ مصلح میں سے بھی نصف چھوڑ دیا ہوں۔ اس نے میں ایسا فرض

خواہ بھی آپ کو دے گا۔

مروری صاحب! آپ نے اہلِ بھڑت کی کہ اعلیٰ حضرت نے

مولوی سرمد ار احمد صاحب

امت کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کو سنئے معلوم نہیں کہ جس نماز میں

موجود اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوں اس میں حضور ہی امام اول ہوتے ہیں اور چارعت کا امام حضور کا مقتدی

ہوتا ہے۔ اور باقی چارعت اس امام کی مقتدی ہوتی ہے۔ تو اعلیٰ حضرت کا منصب بھی یہی ہے کہ اس جنازے کی نماز

کے امام ان حضور سے ہیں اور میں حضور کا مقتدی تھا اور میں نے باقی چارعت کو نماز پڑھائی۔ مروری صاحب!

اہلِ حضرت سے کبھی اصول کو بھی حضور کی شان میں نہیں گستاخی نہیں ہو سکتی، وہ تو آقا پر گئے تھے حبش

رسول میں۔

آپ نے میں تقریر میں اور سینس^{۱۱۱} اور پڑھ دیں۔ مروری صاحب! تادمانی بھی آپ ہی کی حرج آیتوں سے

پڑھا کرتے ہیں۔ ان طرح بدعتیں پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ نگرانِ شریعت پڑھنے کا بھی ایک موقع ہوتا ہے

ہر شخص کی دعا کہ تمہارے کام سب سے بہتر قرآن شریف پڑھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ کیا صحیح نہیں ہے؟ آپ
 ویتنام کے محافظ الایمان کی وہ طعن و عداوت کس آیت کا ترجمہ ہے۔ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ تھانوی صاحب
 ہی کے ترجمہ قرآن میں دیکھا دیکھتے ہیں کسی کے ترجمہ کو مان لیں گا۔ اے اگر آپ یہ نہ دیکھا سنیں اور کبھی نہ دیکھا
 سکیں گے، تو پھر آپ آیتیں پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔

عارضین خیال رکھیں میرے اہل مذاہب سے۔ مولوی صاحب! اب جب تک آپ قرآن شریف کے ترجمہ میں
 کہیں حفاظ الایمان کی عداوت نہ دیکھ دیں گے میں آپ کو چیلنج نہیں دوں گا۔ ایسے اب میں بھی حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں آیتیں پڑھتا ہوں۔

۱۔ عَلِيمٌ غَیْبٌ فَلَا یُغْیِبُ عَنْ عِلْمِی غَیْبٌ
 میں خدا غیب کا جاننے والا ہے وہ نہیں چھپا سکتا
 غَیْبٌ اَسَدًا رَاٰهُ مِنْ اَرْقَمٰی مِنْ رَسُوْلٍ۔
 غیب آسمان سے رسول کے برابر دیکھا گیا۔
 دیکھئے اس آیت سے مسلم ہر کہ خدا اپنے برگزیدہ رسول کو علم غیب دیتا ہے۔ اے حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم سب سے نزدیک و نزدیک تر آپ کو بھی ضرور خود علم غیب دیا۔

۲۔ یَلْقٰی مِنْ اَنْبِیَآءِ الْغَیْبِ نُوْحًا
 یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے محمد پر اس کو تمنا
 اٰیٰتُكَ (سورہ ہود ۴۹)۔
 دیکھئے اس آیت کو میرے بھی حضور کو علم غیب ثابت ہو رہا ہے۔

۳۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْاَنْبِیَآءَ
 اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور
 ان کو تمام چیزوں کا بیان سکھایا۔

۴۔ مَا دَخَلَ بَیْ غُلْبٍ مَا اَدْعٰی
 خدا نے اپنے محبوب پر وہی بھیجی جس سے خدا کو بھیجی۔
 ۵۔ مَا هُوَ عَلٰی الْغَیْبِ بِخَبِیْرٍ۔
 حضور اقدس غیب پر بخیر نہیں ہیں۔

بیانچہ آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو علم غیب تھا۔
 خیر! فرماتے آپ کی آیتوں کے جواب میں آیتیں پڑھ دیں۔ جن بحث تو حفاظ الایمان لگاتے تھے
 آپ اس کو قرآن شریف سے ثابت کیجئے۔ لیکن میں اس کا ایک نوٹ ادھر پیش کرتا ہوں۔ مگر کوئی شخص آپ کے

مولوی تھانوی صاحب کے متعلق لکھ کر ان کے چہرے کو عین کون کھا جاتا ہے۔ ان کے حور کی وجہ سے بالکل عین کی وجہ سے۔ ان کی حور ان کو یقیناً نہیں دے۔ اور اگر عین کی وجہ سے کھا جاتے تو اس میں ان کے چہرے کی کیا تخصیص ہے جیسا ان کا چہرہ ہے۔ عین تو گوشت کا بھی ہے، سودا کا بھی ہے، بند کا بھی ہے۔ تو بتلایے کہ اس میں مولوی تھانوی صاحب کی توجہ ہر کی؟ نہیں؟ آپ اس کا جو آپ ضرور دیکھیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں قادیان جانے کا بھی ذکر کیا تھا۔ آپ گئے ہوں گے گونا گونا گویوں کی تردید کے لئے نہیں بلکہ ان کی تصدیق کے لئے۔ کیوں کہ ان کی طرح آپ بھی ختم نعمت کے ملکہ ہیں۔ آپ کے مولوی قاسم صاحب فرقتی دیر ہند نے یہ تصدیق فرمائی ہے۔ میں صرف کھاتا ہے کہ۔ حضور کے بعد اہل نبیوں کے آئنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور کو آخری نبی کھانا حرام کا طہال ہے۔ وہ خود آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ قادیان یوں کی کیا خرید کر رہے۔

قادیانیت کے قائل کہہ سکتے ہیں کہ کام میں وقت تک بھاری جماعت نے کیا ہے اور کہہ ہی ہے اس سے ہندوستان کا بڑا قبضہ۔

مولانا محمد منظور صاحب

ہاں باخبر ہے۔ بہاؤ شاہ کا تاریخی مقدمہ، احوال کی جفا، اور وہ قادیانیت ہی کے مسئلہ میں ہمارے محترم بزرگ مسیحہ قطار اشرف صاحب بخاری کی سزا جلی میں کی اپنی اس وقت زیر سماعت ہے۔ یہ وہ واقعات ہیں جس سے ہندوستانی کا بچہ سچے واقف ہے۔ ان حالات میں آپ کا یہ فرمان کہ تم مرزا کی تصدیق کر سکتے قادیانی گئے تھے، ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بد کیفیت کہنے لگے کہ عیاض کرام، کاجر شکوہ دم یا ایران جیسا کہ کہنے کے لئے کیا خدا وہ حقیقت، اسلام کے خلاف قیصر و کسری سے سازش کرنے کے لئے گیا تھا۔

تقدیر اللہ اس کی بکثرت چہرے کے آپ نے اپنے لئے ایک نئی مصیبت خریدی ہے۔ اب میں بتاؤں گی کہ آپ کے اہل حضرت نے اس کو عبادات میں کسی شرمناک عبادت کی ہے کہ مختلف مصیبت کے متفرق افراد کو جہاد کر لیا۔

لے مزید تفصیل کے لئے منسلک جو قلم نے باقی کے بیانات، صدر اول، دوم، سوم، چوتھی، (مقدمہ فیصلہ) جہاد پر
د = میر علی شاہ شاہ بخاری، ۴ از جناب شیخ شمس کشمیری، حیدر آباد لاہور۔ دیکھئے۔

مسئلہ حضور بنایا، اور اس کو تہذیب و تمدن کی طرف مہربان کر دیا۔ اور اس سے غیور نہ نکلا کہ تہذیب و تمدن اس میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا ہے۔ لہذا اس کا مصنف کا فر۔ نہ حقیقت پسندی، نہ ایمانی، نہ اصولی نہ تہذیب و تمدن کے سوا کسی چیز کے لیے نہیں کوئی کھٹا کھنڈ بھی مشکل سے کہے گا۔ بہ حنفی الاطبا کی کیفیت حضرت ختم ہوا چاہے جسے۔ اس کے بعد میں ملت، اشر تہذیب و تمدن کے معنی پر مخلص دشمنی ڈال دی گئی۔ اور اس کے بعد آپ کے اعلیٰ حضرت کی وفات اور آفت و کلاذی نکلا۔

جس نے آپ کے اعلیٰ حضرت کا ایک لفظ نہ پس کی تھا لفظ ثابت کیا تھا کہ میں میں انہوں نے حضور کی تائید کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ میں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۔۔۔ خدا حضور نے پڑھائی اور میں نے حضرت کے پیچھے پڑھی اور یہ پیچھے باقی جماعت نے پڑھی، اگر غیبت کا مطلب اسی طرح نکلا جائے گا کہ وہ پھر میں مبادت کا جو چاہا مطلب بیان کر دیا۔ چنانچہ میں: اس لفظ نہ کو خود سے دیکھتے آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نماز پڑھنے کا لفظ استعمال کیا ہے نہ ایسے متعلق پڑھانے کا۔ لہذا اس میں آپ کی بہ سمجھ میں نہیں چلی سکتی۔

ولن یصلح الظالم ما افسد الذہر

آپ کی دھڑلہ چمک میں کہ تم بے موقع آیتیں پڑھتے ہو۔ اور دلیل یہ ہے کہ محمد میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ اگرچہ دنیا میں امام اعظم رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ کے اس اجتہاد کی تائید کی۔ موم نہیں منظر اور محمد میں آپ نے کیا شہادت کی ہے۔ اور پھر غیبت یہ ہے کہ آپ خود بھی کبھی آیتیں پڑھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس قدر بھی آپ نے پڑھا آیتیں پڑھی ہیں، جن کو آپ کے دعا سے اٹھائی تھیں، جتنا آپ کو فن منظر سے۔ کیونکہ بحث کلی علم غیب کی ہے۔ اور اسی کو حفظ الانبیاء میں ولائی نظریہ و مقلید سے اعلیٰ کہا گیا ہے اور اس کی تائید میں میں نے اس وقت محمد اندہ آیتیں پڑھی ہیں۔ لیکن آپ کا پسینہ کہ وہ پانچ آیتوں میں سے کسی ایک میں بھی کی غیب کا۔ ذکر نہیں۔

۱۔ دوسری کہ اس وقت کے اہل علم میں ہونا قائم نہ منظر و فقر کر دیا۔ شائقین شہر بلا اس کے متعلق بعض

بحث۔ دوسری کہ اس وقت کے اہل علم میں ہونا قائم نہ منظر و فقر کر دیا۔ شائقین شہر بلا اس کے متعلق بعض

یونکہ پہلی آیت کا حاصل صرف یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عالم الغیب سے اور بہت بڑی اور وسوں کو خبیث کے اطلاع دینا ہے۔ اس سے کل غیب کا علم ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ مطلق غیب کے اطلاع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے کسی کو انکار نہیں۔

اور دوسری آیت میں ایک خاصہ فقرہ کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ۔ یہ غیب کی خبریں ان میں سے ہیں جن کے اطلاع ہم خدا پر ہی آتا ہے کہ دیکھتے ہیں :

اس آیت سے بھی غیب کے بعض واقعات ہی کے اطلاع ثابت ہوتا ہے۔ اور چھ ایمان سے کہ حضور کو غیب کی باتوں اور باتوں کی اطلاع تھی کین کی نہیں۔ وہ صرف حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ بہر حال یہ آیت بھی ہمارے لئے نصیب نہیں۔

تیسری آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اس کو گواہی سکھائی۔ اس کو تو آپ کے دعا سے کفری دود کا بھی ملگاؤ نہیں۔

چوتھی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ اس کو کل غیب کے دعوت سے کیا واسطہ ہے :

پانچویں آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو غیب کی باتوں کی اطلاع دی گئی ہے آپ ان کے بتلانے میں پہلے نہیں۔ اس سے بھی کل غیب کا علم ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے تو میری تائید ہوتی ہے۔ کیوں کہ میں اس کے دعوت میں آیتیں پیش کر چکا ہوں کہ کون ہے قیامت کے متعلق سوال کرتے تھے اور معذور فرمادیتے تھے کہ اس کا علم بس اللہ کے ہے۔ اور کبھی ایک دفعہ بھی حضور نے قیامت کا وقت نہیں بتلایا۔ تو نہ پڑے گا کہ حضور کو اس کے اطلاع دینے والا اگر یہ کہ جانتے کہ آپ کے اطلاع تو حق تعالیٰ اور ان کو نہیں بتلانے تھے تو کمال لازم کہنے گا۔ اور آپ کی پیش کردہ آیت بندہ ہی ہے کہ آپ غیب پر پہلے نہیں۔

مولوی صاحب دیکھ منظر اس کا نام ہے کہ کئی قسم کی دلیل سے اپنا دعوہ ثابت کر رہا ہے۔ یہی کسی مناظر سے کہہ دینی مناظرہ کیجئے ۔

بہارستان دہک از اہل طریقت مشیت بگری زار • چھٹوں کو الہامی سخن گفتن بیاد دہی

آپ کی پانچوں دلیلوں کا جو آپ میں دیکھ کر میری طرف سے سدا سب جہاں ہی ہے۔ حفظہ الامیان کے لاشعریہ
دوسرے جز کی تیسری بارہ آیتیں بھی پہلے میں کر چکے اب دو آیتیں اور بیٹھے دوسرے انبیاء کے قیصر کے دیکھ کر
ارشاد ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ آلِ فِرْعَوْنَ
إِنْ هُمْ إِلَّا كُفَّارٌ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ لَقَدْ جَاءَهُمْ بَشِيرٌ رَّحِيمٌ
بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَفِرَّوْنَ بِأَفْئِدَتِهِمْ وَأَنَّهُمْ كَالْإِنسَانِ
الَّذِي يُضِلُّ سُبُلَ الْبَلَدِ ثُمَّ يَنُصِّرُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَلَقَدْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَذَّابِينَ عِتَابًا
(المکک ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷)

۱۔ اعراف کے تیسویں ذکر میں ارشاد ہے۔

وَيَسْأَلُ عَنْ النَّاسِ ذُنُوبَهُمْ قُلْ إِنَّمَا نَحْنُ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
وَلَكِنَّمَا نُوَلِّى الْأُمُورَ مَا نَشَاءُ فِيهَا وَنَحْنُ مُسْتَعِذُونَ
وَلَقَدْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَفِرَّوْنَ بِأَفْئِدَتِهِمْ وَأَنَّهُمْ
كَالْإِنْسَانِ الَّذِي يُضِلُّ سُبُلَ الْبَلَدِ ثُمَّ يَنُصِّرُهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَيَقُولُ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلَقَدْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
كَذَّابِينَ عِتَابًا
وَلَقَدْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَفِرَّوْنَ بِأَفْئِدَتِهِمْ وَأَنَّهُمْ
كَالْإِنْسَانِ الَّذِي يُضِلُّ سُبُلَ الْبَلَدِ ثُمَّ يَنُصِّرُهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَيَقُولُ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلَقَدْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
كَذَّابِينَ عِتَابًا
(المکک ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷)

۱۔ نور ۱۔ نبی سے بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے وقت خاص کامل صحت عن تعالیٰ ہم کو بت اور وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں فرماؤ گے، حالانکہ وہ بھی خلیفہ ہیں ہے قرآنیت ہوا کہ حضور اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو کل جنوب کا کامل صاحب نہیں تھا۔ اور میں حفظہ الامیان کے معنوں کا دوسرا ہے۔ اور میرا
دوسرے صفت میں ہے کہ حفظہ الامیان کے وہ نبی جز قرآن کی ہر بات ثابت ہیں۔

آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ یہ حفظہ الامیان کی عہدیت ہے کسی ترجمہ قرآن میں کبھی نہیں دکھلاؤ، کیا

مولانا شمس الدین عظیمی صاحب

آپ نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ حفظ الایمان کی عبادت بجا لے

کس آیت کا ترجمہ ہے ؟ میں نے اس کا جواب دیتے ہوئے

آپ سے دریافت کیا کہ : ”خان صاحب کے چشپے مسالحو دار وصیت نامہ میں گوشت بھری کچوریاں اور قرۃ
کی بھری دالیں اور سوۃ اولیٰ کی دھڑا پر چڑھی کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ ہیں ؟“

اس کے جواب میں آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت نقل کر دی۔ میں میں غافل حدیث کے طور
پر یہ ایک دھن کھانوں میں سے کسی ایک کا بھی ذکر نہیں بلکہ اس میں تو سرسہ سے فاختہ کا بھی ذکر نہیں بلکہ
میں نے روایت میں دیکھا ہے کہ کونال بنو سہل کے بعد حضرت سعدؓ نے اس پر مچھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ بھی پڑھی
تھی جس طرح آپ لوگ جلسے اور مجالس سے پر پڑھتے ہیں۔ بر حال اس روایت سے تو صرف مطہر ایضاً قرآن ثابت
ہوتا ہے نہ کہ خیر مرد و عورت اور بالخصوص آپ کے اعلیٰ حضرت کو چاہئے دار فاختہ۔ لیکن اس وقت مجھے اس سے
بھٹ نہیں، مجھے تو یہ عرض کرنا ہے کہ خان صاحب کے فاختہ نامہ کے قیوت میں حضرت سعدؓ کی روایت پیش کر کے
آپ نے خود ثابت کر دیا کہ کسی عبادت کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بعد
ترجمہ پر کسی آیت یا حدیث کا ہیں۔ یہی خروج حفظ الایمان کی عبادت کے صحیح اور حوائج قرآن و حدیث میں نہ
ہے بھی اس کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اس کا مفہول آیات و احادیث سے کسی طرح ثابت ہونا چاہئے۔ چنانچہ
میں بعد ازاں اس وقت تک بند رہا کہ میں اس مسئلہ میں قرآن کو سیکھا ہوں۔ جن میں سے ایک حدیث سے حفظ الایمان
کے مفہول کا پہلا جزء ثابت ہو سکے۔ اور جو وہ آیات سے اس کا دوسرا جزء۔

اب ایک آیت اور سنئے۔ سورۃ بقرہ میں قیامت کے شوق پر مشاء ہر مذہب

بَارِئُ الشَّافَةِ اَيْنَ اَنْتَ اَخَاؤُكَ اَمِيْنٌ۔ یٰبَنِیَّ قِيَامَتِ اَمْرُ دَالِی ہے میں ارادہ کیا ہوں کہ

اس کو چھپا دوں۔“

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

”اور اس سے کسی کو لگا دے نہیں۔“ مرتب

یقول لا ۱ ظہور علیہا احدا غیری : یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے سوا اس قیامت
اور وہ ہیں جو عاتقہ و دختر ہ

اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے ابن مسعود اور ابن ابی حاتم نقل کرتے ہیں ۔

لسری لعنہ اذ غابھا . قلہ من الذلیر کئے بخدا قیامت کو چھپا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے مقرب فرشتوں
الذین یحبون ومن الاغنیاء اسد سلیلین ۔ اور نبیوں اور رسولوں سے ۔

اسی کے بعد ایک حدیث اللہ پیش کرتا ہوں ۔ مسند احمد اور مصنف ابی ابی شیبہ وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مقیبت لیلة اسری فی اسہیم و مرسل وحی غدا اکروا امرالساعة غرودا امرهم الی ابراہیم ذغال لا صلا فی بھا ضرودا امرهم الی موسی وقتال لا علم فی بھا ضرودا امرهم الی عیسی قتال اما رجبھما فلا یجھما احدا ۱۲
شب جمعہ صلا میں حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ
وہم مسلم : عہد ہی مذاقات ہوئی ۔ پس انہوں نے
پہلی میں قیامت کے وقت کا ذکر کیا ۔ پس پہلے حضرت
ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام سے سوال کیا گیا ۔ انہوں نے
فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ۔ پھر حضرت موسیٰ سے سوال
کیا گیا ۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے علم نہیں ۔ پھر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا ۔ انہوں
نے فرمایا کہ اس کے وقوع کے وقت کا علم خدا کے سوا کسی
کو بھی نہیں :

یہ خدا کے چار اولوالعزم پیغمبر ہیں ۔ اور اس پر یقین ہو کہ قیامت کے وقت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ۔ اور
یہ امر ہے کہ امت کے چاروں امام اگر کسی مسئلہ پر اتفاق کر لیں تو پھر کسی کو اس سے اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں

نہ مولانا محمد مظہر صاحب نے اس حدیث کا کھنڈی مطلب بیان کیا تھا جمہور تحریک قادحہ کے لئے ۔ میں نے اسے اصرار

میں مولانا ہی سے حاصل کر کے لکھ دیتے ہیں ۔ ہ مرشد ۔

بہن ادا بہانہ خدا کے چار غنیمت المرتبہ بغیر اٹھان کر رہے ہیں اور آپ لوگ پھر بھی اس سے اخذ نہ کئے ہیں کہ آپ نے اپنی اس تقریر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن عظیم مسکوبین علم غیب کو کافر کہتا ہے۔ استفہار ہنر آپ بھی کسی قدر تحسین شدہ کام پڑھتے ہیں۔ واللہ یہ ہے کہ منافقین، تکفیرت علی اللہ علیہ وسلم کی نیت ہی کے سکوت سے اور دیکھتے تھے کہ حضور کو غیب کی ایک بات کی بھی اطلاع نہیں اور آپ کا وحی کا دعویٰ (اسطفا اللہ) غلط ہے اس وجہ سے قرآن نے ان کو کافر قرار دیا اور ایسے شخص کو ہم بھی کافر سمجھتے ہیں جو یہ کہے کہ معاذ اللہ حضور کو وحی کے ذریعہ سے بھی غیب کی کسی بات کی اطلاع نہیں ہوئی، لیکن تکفیرت علی اللہ علیہ وسلم کو کل غیب کا علم نہ ہونا یہ خود قرآن کی ہم سے ثابت ہے۔ جس کا ثبوت کافی دیا جا چکا ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ اگر آپ نے بہت کی اور یہ مناظرہ جاری رہا تو ختم اللہ تعالیٰ ایک سو آیتیں اور ایک سو حدیثیں اس موضوع پر پیش کر دیں گے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں مناظرہ میں مجھے جو بے حد پر وجہ حق تمام کر رہا ہے۔

اس مرتبہ آپ نے پھر کچھ کہنا دیا ہے کہ کچھ کو علو الغیب نہیں ہوتا۔ وہ حقیقت میں ایسا ہی کم نکتہ ہوں ہوں آپ عورت کو کہتے ہیں جھوٹا کہ تو اگر خود کی مدنی میں مل جاتے تو وہ محض اللہ کا کہہ دے۔ ان اگر میں بھی خدا کا کہتا کسی قیر کا مجاہد میں کر جیتے جانا تو رشتہ پر کچھ کہ بھی روز علو مل جاتا کہنا۔ مگر کیا کروں کہ میرا مذہب ان چیزوں کے احکامات نہیں دیتا، یہ ہمیشہ دیر ہوا آپ لوگوں کا مسلک۔

ابھی سرور احمد صاحب

میں کم نکتہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ جس کو ناحق کا دعویٰ ملے وہ کم نکتہ ہوتا ہے۔ اب تو مولوی منظور صاحب نے خدا اپنے کم نکتہ ہونے کا انکار کر لیا۔ وہ حقیقت جو ناحق کے حصے سے محروم ہیں وہ کم نکتہ ہیں۔ آپ نے اس مرتبہ پھر آیتیں پڑھی ہیں۔ میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ قادیانیوں کی طرح آیتیں پڑھ کر حد کو سلازیں کر دھوکا دیتے دیکھئے۔ آپ یہ بتلائے کہ وہ غلط ایمان کی وہ ملعون عبارت کسی آیت کا ترجمہ ہے؟ مجھے سنتے ہیں کہ میں غلط ایمان کی بات پھر پڑھتا ہوں اس کے بعد مولوی سرور احمد صاحب نے پھر غلط ایمان کی حدیث پڑھی اور اس کے متعلق وہی تقریر کی جو اس سے پہلے بارہا کہی گئی تھی۔ (سرب)

آپ نے اس مرتبہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں کو فائز کا عطا میں ملے وہ سب کم بخت ہیں اور اگر اپنے اقرار سے کم بخت رہے۔ بے شک مجھ کو چاہئے کہ عطا نہیں ملے، اور آپ کا اصول پر میں کم بخت ہی ہوں اور وہی پیشیت سے میں سنبھلے اپنے کو کم بخت کہا تھا۔ خوش بخت اور خوش نصیب تو آپ کے نزدیک فرعون تھا، ہامان اور کابن تھا، شمشاد اور نود تھا اور آج کل کے مرنے والے خوش نصیب ہیں جن کو آپ سے بھی زیادہ عطا اور مرقن کھانے ملے ہیں۔

میں کچھ خوش بخت اور خوش نصیب ہو سکتا ہوں مجھ کو تو پیٹ بھونک رہی ہے مشکل سے ملتی ہے۔ مگر خدا کی قسم جس قدر آپ کو اپنے صوفے پر اٹھے پر، بالائی اور نیچی پر، گوشت بھری کچھو، اور سوٹے کی بوتلی پر گزار ہے اس سے بچھا لیا وہ کچھ اپنی فاکٹری پر گزار ہے کچھ ان کہ وہ میرے آنا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، میں بھی بھوکا رہتا ہوں میرے آقا بھی بھوکے رہتے تھے، خدا میرا شتر بھی ان ہی کے ساتھ کرے۔

حضرت مولانا طبرمونی دہلوی جو شیخ کے ساتھ یہ تقریر فرما رہے تھے، اور آپ کی تقریر میں نکتہ پہنچے تھے کہ رضا خانیوں کے صدر مولوی مصیب الرحمن کھڑے ہو گئے اور شروع پکڑا شروع کر دیا کہ قہر کر، قہر کر حضرت کو بھوکا کہہ دیا، تم مرتد ہو گئے، تم داعیہ التلقی ہو۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ نے مولوی مصیب الرحمن کا یہ فساد انگیز رویہ دیکھ کر ان کو متنبہ کیا اور فرمایا کہ آپ صدر قزاقی و مردانیان محسوس کریں۔ درد اگر کوئی ہوگا مگر میری تو اس کی ذمہ داری کھنٹی آپ پر عائد ہوگی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ مولوی مصیب الرحمن کی یہ کاندالی واقعی نہیں تھی بلکہ کسی فاسق شہزادہ اور ملوث کی تحقیر تھی۔ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے اس افسانے کے بعد بھی وہ باز نہیں آئے۔ بلکہ اب ان کے ساتھ ان کا سارا عجیب فہم کھڑا ہو گیا اور سب نے یہی شروع پکڑا شروع کر دیا کہ وہ تمہارے حضور کو بھوکا کہہ دیا، قہر تر ہو گئے، تم داعیہ التلقی ہو۔ اچھی نوکر۔ حسب رضا خانی عجیب فہم سے سب نے یہی آواز بلند کی تو۔

میں اس جاہل سے کہتی ہوں کہ میرے نزدیک قمر لانا مسکن ہی نہیں ہے، پھر یہ ارعاد کیا، یا کہ صرف مناظرہ سے جان بچانے کا ایک جید تھا۔ مرتب۔

رہنمائی غلاموں کے ایک جتھے نے حضرت مولانا کو حضور صاحب اور آپ کے رفقاء پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن ہجرت کی ایک کثیر جماعت نے جیسے ہی صورت حال کو ناگہان دیکھا اپنے غلام کو ایک زبردست حصا سے لیا اور اسی حفاظت کے ساتھ مقام منظرہ سے باہر لایا گیا۔ اور منافقین نے ہمس طرح ہنگامہ مڑا دیا اور ہمارے گھر کے سامنے آکر بیٹھ گئے۔

اگرچہ مناظرہ کے پس منظر شکوہ غریب پر درہم برہم ہونے کا ہم کو یہ حصہ خاص ہے کہ اس سے اتفاقاً وہ ضرور ہوا کہ منافقین غلام اور غلام کی شرافت و انسانیت بلکہ نقاب پر گئی۔ اور ہر اہل العین صاحب مسئلہ نوٹ کرتے تھے کہ کیا کریں لوگ سبب جو آپ سے عاجز آتے ہیں تو کس طرح شرافت اور برتری کی برائی تصویریں جانتے ہیں۔

جس وقت اس فساد کی ابتداء ہوئی ہے تو یہ دیکھ لیا کہ کچھ منافقین نے انداز سے لامٹیاں اور پتھر پھینکا دیا۔ لیکن جس سے اس خیال کی اور تائید ہوئی کہ یہ ہنگامہ وقتی نہیں تھا بلکہ پیسے سے اس کے تعلق کوئی مشورہ ہرچکا تھا۔ اور ان لوگوں کے اندر سے بہت زیادہ خطرناک لگے مگر حق تعالیٰ نے ہمیں اپنے خصم کو کم سے کم کٹھن سے محفوظ رکھا۔ اور اس وقت اس اہمیت کا مصداق اپنی آنکھ دیکھ لیا گیا۔

فَلَنْ تَجْعِلُنَا إِلَّا مَا نَكْتُمُ اللَّهُ تَعْلَمُونَ
مَوْلَانَا وَكَانَ مَوْلَانَا فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ
ہم کو صرف وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو حق تعالیٰ نے
مولا ہی تصویر میں کھودی ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے
(الغفرہ ۹۰-۹۱)

مناظرہ کے اسی روز درہم برہم ہو جانے کے بعد اسی وقت مدرسہ اشاعت کی وسیع مسجد میں درجہ مبارک رضویہ کے قریبی واقعہ میں اجتماع کا ایک جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب نے تقریریں فرمائی اور واقعات مناظرہ پر تبصرہ کرتے کے ساتھ ہجرت کو نہایت فخرانہ انداز میں اس واقعہ کے ساتھ رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ اگر کوئی تم کو گالیاں دے تو تم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کے حق میں دعا نہ تیر کر۔ اگر کوئی تمہارے ساتھ یہ ہے پیش آئے تو اس کا جواب نیکی سے دے۔ مگر ایسا کرو گے تو قرآن کا وعدہ ہے کہ یہ دشمن بھی ایک دن تمہارے دوست بن جائیگا۔

یہ مولانا محمد منظور صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے جو قصہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھا تھا

کہ آپ بھوکے، بہت تھے یہ میرا ذاتی خیال نہیں ہے بلکہ کتب حدیث و سیر میں اس کے متعلق عددی روایات موجود ہیں۔ چنانچہ مولانا نے چند حدیثیں حضور کی سادگیت کے متعلق بیان فرمائی ہیں، لیکن چونکہ اس کے متعلق ہم مولانا کا ایک مکتوب بھی اس روداد میں درج کر رہے ہیں اس لئے بقصد اختصار یہاں ان احادیث کو ذکر نہیں کرتے۔

یہیں تک مناظرہ کے واقعات تھے۔ ہم نے بہت کوشش کی ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو ممکن ہے کہ بعض معانی حاصل ہو سکیں مگر اس مناظرہ کی کوئی رد و استائن کوئی اور ہمارا تکرار ہے کہ ان کے رد و استائن متعلق تصنیف ہوا کوئی بہت سی کتب میں مناظرہ کے اصل واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہوا کہ اس لئے ہماری پیشین گوئی ہے کہ اس مناظرہ کے رد و استائن میں کوئی کمی بیشی نہ ہو گی۔ اگر ایسا ہی ہوا تو اس پر ایک مستقل رسالہ میں ہم تنقید کریں گے کہ وہ دنیا دیکھ کر اس کا کار ہنسا و ہنسا نہ نہ وقت ہی غالب آئے گی۔

واللہ اعلم بالصواب۔



بانی مناظرہ کا فیصلہ

مناظرہ ختم ہو جانے کے بعد جناب محمد ششیر صاحب بریلوی سیکرٹری اسلامی تحریکی کلبی گفتگو نے اپنا فیصلہ دیا جو بعض مقامی اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ اس فیصلہ کی تصدیق میں جناب موصوف نے سحر کی بامی خانی یا کھنصر دو بڑی سرجی سائنس سے اپنی کوئی بڑی اسلامی اخبار فریضہ کے بعد اجماعاً وہ مساجد گئے ہیں جن کی دوسرے اجراء خلاف مذاق برائے کے وہ مناظرہ میں حصہ لیتے ہیں کہ اس کا باعث اور بانی چنے پر مجبور ہوئے۔ مگر چونکہ ان مساجد کے متعلق جناب موصوف کا فیصلہ بانی گمراہ ہے۔ کہ اجتناب سے اور حق میں اس کو چکے ہیں اس فیصلہ کے اس فیصلہ کی تصدیق صرف ایک حد تک صرف ایک حد تک صرف ہیں جس میں انہوں نے مناظرہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ چنانچہ فیصلہ ختم کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں

” یہ مناظرہ چار یوم تک مرزا کی قیادت میں ہوا۔ اور میں نے یومہ اعلیٰستان اور توجہ

کے ساتھ ہر مناظرہ میں اہل فطرت کی تقریریں سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر

پہنچا کہ مولوی اشرف علی صاحب اور ان کے ماننے والوں کے متعلق کفر کے نعرے

غلط ہے اور کچھ کر پورا ایتھینس ہو گیا کہ وہ مٹی سسلی ہیں اور ان کو کافر اور

وہابی تھے اسے غلطی پر ہیں ۔“

یہ فیصلہ میرے دل نے مسندِ رحیم ذیل وجوہات سے کیا

۱۔ مولوی سردار: جو صاحب مدرس مدرسہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جو احقر حفظہ الہیہ کے صہارت پر کیا تھا۔ مولوی شریف علی صاحب کے وکیل مولوی مخدوم صاحب نے اس کا جوابہ صہارت کا فی مسئلہ دیا جس نے اس سے میری تسلی اور تسکین ہو گئی۔

۱۰۔ مروجہ مشہور و محب منہ بہ بہ مسلمانانہ فروع و احکام حضرت اسی مقبول مصلی اللہ علیہ وسلم کی سیستان میں لائی گستاخی کرنے والا قید شدہ عہد کی خاک و نمک کی غرض میں کرنے والا بھی کافر و کجی ہے

مولانا اشرف علی صاحب خاں دہلوی اشرف علی صاحب کی کتاب "ایضاً میناوی" سے دیکھنا کہ مولانا اشرف علی صاحب خود ایسے شخص کو کا فر کہتے ہیں جو حضور کی قبریں کسے اور آپ کے علم و شریفیہ کی منتقص کرے۔

۱۴۔ مروجہ کلمہ شطوط حسب نے ضابطہ میں حروف سے ثابت کیا کہ حفظ الامان کی اس عبادت میں صرف وہ باتیں برحق نہ ہیں۔ ایک بار غیب کی کچھ باتیں تمام انسان بکرم و نیک کو معلوم ہیں۔ لہذا اگر یہ کہ کلمہ حبیب کا علم جزو ایمان صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت نہیں فرمایا تھا۔ پھر وہ ایمان کے ثمرات میں ایک قرآنی آیت اور مروجہ حدیث میں حدیث ہے۔ لہذا مروجہ بات کلمہ شیطانیہ میں قرآن پاک کی سورتیں درج نہ ہیں۔ نہ کچھ صحابہ کرام ہدائے شہادت پیش کئے جسے جن کا مروجہ سردار احمد حسب نے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔

۱۔ حفظِ اہلبیوت کی عبادت کا کافی جواب دہ لیجئے کہ جس شخص وہ یاد دہانی عبادت کو پڑھتے رہتے ہیں کسی کی دعا سے یہ تکبیر کہ ہماری سربراہی صحیحاً سمجھتے ہوئے گزارے گئے ہیں یہی بات کوہِ ہندوستان و ہندوستان کے چاروں گوشوں میں گونجتی رہے۔

۶ : روئے مذہبی جماعت کے مسند نوذاریا نگینہ صاحبہ نے حبیب مزہب پوری نے تہ بیت خیر کے ساتھ حضرت مسیح

فرائض انجام دیتے، اور اپنی صحت کرتی اور میں دیکھ اور کسی وقت بھی مشغول ہونے نہیں دیتا، غلاف رضائی چھت کے ساتھ جوڑی عجیب طرحی صاحب ہمدانی کے کہ وہ بار بار بھی کہتے تھے کہ کشتی کرتے تھے جھانکی، نہیں کی شتہاں لکھیری نے پانا غوسہ ظہر کو دوہم پہنچ کر دیا، میرے نزدیک یہ غلاف احمدی کا زوالی مہر صمد بھی کرتا اس کی شکستہ ہوتی، کیونکہ غرض اور غلاف عاجزی کی دلیل ہے، مثل مشورہ ہے کہ

ہنگ آہ ہنگ آہ

یہ دو خاص خاص باتیں ہیں جن کے وجہ سے میں اس تجربہ پر پہنچا کہ سووی منظور صاحب حق پر ہیں :



ایک افتراء کی تردید
مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ رضوی جماعت نے مولانا محمد منظور صاحب کو
ہدام کرنے اور اپنی کراوی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ شہرت دی ہے کہ
مولانا محمد منظور صاحب نے یہ دیا کہ :

” میں بھی جھوٹا کہتا ہوں اور میرے آقا بھی جھوٹے مہرے تھے ..

میں دہشت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے یہ لفاظی نہیں سنے بلکہ بعض قسیم باغہ حاضرین سے حیب میں نے اس
کی تفتیش کی تو انہوں نے مجھ کو بتایا کہ مولانا محمد منظور صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ

” میں بھی جھوٹا کہتا ہوں میرے آقا بھی جھوٹے تھے مہرے بھی جھوٹے

دیتے تھے خدائے تعالیٰ میرا شہر بھی ان کے ساتھ کرے ..

مسئلہ نو کو جاننے کے، دیکھ کر قریب کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ اور صرف سچائی کی پیروی کریں اور انوں فرقیہ
میں سے جو غلط پروا لگنا کرے اس کی شکست بھی فتح مند کی جیسے ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ اسی کے کہ مولانا محمد منظور صاحب بریلی میں موجود ہیں ان سے خود دریافت کیا جا سکتا ہے کہ اس کا کیا
لفظ تھے اللہ تعالیٰ مسئلہ نو کو نیک تو فیہ دے



ایک افسوسناک انکشاف

مولوی سرور احمد صاحب کے رفیق کے بعض کرسیوں کے ہلنے سے آٹا بن کر کرسیوں سے ٹھکے سے اس قسم کی تحریر لیا جا رہی ہے کہ

مولوی محمد منظور صاحب ٹیکہ جواب نہیں دیتے اس لئے مناظرہ بند کر دیا جانے :۔ اس سے حق کا جو مقصد تھا ؟ ظاہر ہے کہ میں ہی کی جان میں نہ آیا ۔ انہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ تم ہرگز سادہ کاغذ پر دستخط کرنا منصوص ہے خود کہ میں نے غریب اس منبر فراموشی کے لئے کسی طرح تیار نہ کیا ، جہاں ان باتوں نے مجھے اس طریق سے ذرا دبا دلی کر دیا ، اور میں نے کچھ دیا کہ یہ لوگ سادہ فریب سے کام لیتے ہیں ، جادہ کہ نہ سبب فوجی کا نام ہے ۔ مگر جو میں جانتا ہوں کہ اس

نے افسوس ہے کہ جناب محمد شہیر صاحب نے اس قدر کہ بیان نہایت محمل لکھا حتیٰ کہ ان صاحب کا نام بھی ظاہر نہیں کیا جاتا ہے :۔ تحریر لیا جاتا ہے تھے :۔ لیکن بعد میں زبانی طور پر آپ سے اس کی تفصیل اس طرح معلوم ہوئی کہ سبب اور تشدد کی روایتی تہہ میں عادیار نے ایسا بیان یوں کی غرض سے مناظرہ کے منظم تھے ، جناب محمد شہیر صاحب سے کہا کہ ذیل کل چیز کو اس صفحہ کی یکہ تحریر مناظرہ شروع ہونے وقت میں کر کے بھیج دو ۔

۔۔ مولوی منظور صاحب ، مولوی سرور احمد صاحب کی بات کا ٹیکہ جواب نہیں دیتا لہذا یہ مناظرہ بند کر دیا جائے :۔

جناب محمد شہیر صاحب نے قرآن کی آیت قیامت واقعہ کے خلاف ہے ، دوسرے ایک بھی مناظرہ جاری ہے جب مناظرہ ختم ہو جائے گا تو میں اپنی رائے ظاہر کر دوں گا ، ابھی آپ مناظرہ کو کبوں ختم کرتے ہیں ؟۔ اس کے بعد مجھے دس جن دن کرنا قرار ختم جوابت میں کے آٹھ بجے کے بعد :۔ صاحب بار :۔ جناب محمد شہیر صاحب کو میرے پتے تحریر کئے اور بہت مسرت و مسرت کے ساتھ کہ دیجئے مضمون ہم خود لکھ دیں گے ، اور قرآن شریف اپنے ذمہ میں لے کر لکھنے لگے کہ میں آپ کو اس کا واسطہ دیتا ہوں آپ جلدی یہ بات مان لیجئے اور یہ بھی کہہ کہ ہم ادا آپ آگے آدھ ایک جگہ کے جگہ دے دیں اور ایک ہی جگہ بہت سے مولوی منظور سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں ، لیکن جناب محمد شہیر صاحب نے یہ دیکھ کر دیا اور فرمایا کہ میں لینے اور آپ کے نسخہ کی اجازت سے ایسی ملاقات انصاف بات نہیں کر سکتا :۔

یہ واقعہ جناب محمد شہیر صاحب نے جو سے بیان کیا میں کی تصدیق خود نہ سے کی جا سکتی ہے ۔

اعلانِ حق کے بعد شاید ان لوگوں کی طرف سے مجھے تکلیفیں پہنچیں گی اور گالیاں دی جائیں گی۔ اور ممکن ہے کہ کوئی اور خطرہ کہ کاروائی بھی کی جاوے۔ مگر میں اس خطرات کی وجہ سے حق کے اعلان سے باز نہیں رہ سکتا۔ "خدا تعالیٰ میرا مددگار ہے۔"

میں نے جو کچھ لکھا ہے سچائی کے ساتھ لکھا ہے اور میں حلف کیسے تھا ان واقعات کا اظہار کرتا ہوں۔

پیری طرف سے اس مناظرہ کے متعلق مختصر بیان ہے مگر درت چری تو اس کے بعد ایک اور مفصل بیان شائع کروا گیا۔

آخر میں مسلمانوں پر پل سے غصہ مٹا اور مسلمانانِ ہند سے عموماً میری گزارشیں ہیں کہ وہ فتنہ و فساد کی باتوں سے بچیں اور سب اتفاق و اتحاد پسند کہے، خدا اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی فکر کریں کہ دنیا و آخرت کی بھلائی اس میں ہے۔

خدا، ہر قوم و ملت

مجھ شہیدِ بربرِ مری - باقی سنا ظہر

سیکڑی املائی بخاری گیتی لکھنا... ہیرن

مناظرہ کے اثرات

اس مناظرہ میں حق کی روشناسداری اور باطل کی جو شرمناک شکست ہوئی اس کا کچھ آغاز وہ پہلے سے نظریہ کو روکا دینا کے لحاظ سے ہوا۔

چنگ بھگت پیر بانی مناظرہ کے حق پرور فیصلہ نے اور بھی اس کو نیا دہ غلبوں اور دشمنیوں کو دیا اور بریلی میں مسندِ نبیؐ کے اقتدار کو زیرِ محمولی صدر سنبھالا۔ وہ مناظرہ خانی محضاتِ بانی کے جھوٹی اشتہار بازی میں بہت کچھ مہارت رکھتے ہیں اور مناظرہ کے ختم ہونے سے پہلے ہی فتح کا اشتہار بھی چھپوا دیتے ہیں۔ مگر اس مناظرہ نے اس طرح ان کو سرنگوں کیا کہ آج بھی ان تک باطلِ خاموش رہے۔ بلکہ اس طرح میں ان کے بعض مرتفعیہ اس کا اعتراف کرتے تھے کہ میدانِ مناظرہ مولانا محمد منظور صاحب کے ہاتھ رہا۔ دشمن خود بھی اس کا سبب وہ مولوی سردار احمد صاحب کے نام کا خط لکھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہمارے مناظرہ میں کوئی تجربہ کار جوتا تو فتح بخاری ہو جاتی۔

میر علی مناظرہ کے بعد تقریباً سیسے اور لکھ راضا خانی باطلِ خاموش تھے۔ بلکہ پرائیویٹ گفتگو ہی میں، اہلِ شکست کا اعتراف کرتے تھے۔ لیکن بانیِ مناظرہ جناب محمد شبیر صاحب کا فیصلہ جو کہ مقامی اخبارات کے علاوہ بعض بیرونی اخبارات میں بھی شائع ہو گیا اور اس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں یہ عقیدہ بند کر دیا کہ راضا خانی کے خاص مرکز میں مصافحہ ایت کو شکست ہو گئی اور لکھ اس آواز سے گونج اٹھا۔ اور اعلانِ وجہِ انبیا سے مسندِ راضا خانی کے پاس بہت سے خطوط آئے تو راضا خانی کیشی نے بھی ایک مباحثہ اشتہار "مناظرہ بریلی کا مختصر تذکرہ" کے عنوان سے مرتب کیا اور وجہ یہ تھی کہ میر و نکات میں بھیجا گیا، مگر بریلی میں اس کی عام شاعت نہیں کی گئی کہ صرف اپنے خاص خاص مریدوں کو چھو گیا۔

میں کہ راضا خانی مولوی صاحبان کو "درجِ بیانی" اور غلط گوئی کے فن میں انھوں سے مدد ہے۔ لیکن آوازِ پاکِ حق کی جیسی مشق اور جدت اس اشتہار میں دکھائی گئی ہے اس کی نظیر شکلیں سے ملے گی۔ جو حضرت برنی کے مناظرہ میں شریک تھے اس سے بڑا اور درخواست ہے کہ وہ اس کو غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ اور راضا خانی پر وہی اور سجادہ نشینوں کی صداقت منکھادی اور دہشت بازی کی داد دیں۔ ہم نے اس اشتہار پر ایک مختصر مضمون بھی لکھا ہے جو جرنلِ رائے "غیریب" "الفرقان" کے کس خسریہ جرنلِ نظریہ میں لگا۔

مجموعہ پائرسن میں اسے جو مٹا کر دیا گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس کا تذکرہ کریں۔ (نہ نشر)

بریل کے اس مناظرہ میں جس شرعاً واسطہ کے ساتھ حفظ الایمان کی حیثیت پر روشنی

تقریر

پڑی ہے اور جس جامع اور مکمل بحث اس پر اس مناظرہ میں ہوئی ہے، ایسی اس سے پہلے

کبھی نہ ہونی چاہیے۔

مگر پھر بھی مناظرہ کے قبل از وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے ایک آخری پیرہنی باقی رہ گئی ہے اور مولانا مرحوم
اس کو اپنی اس تقریر میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے تھے جس تقریر کے آثار میں جتنا غائیق نہ ہو بلکہ جو کہ مناظرہ درہم
برہم کر دیا، اسہم مولانا کے حکمت اس کو یہاں درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

و حفظ الایمان کی بعض حجاست پر یہ مناظرہ ہوا اگرچہ دو مجید اللہ بالکل بے غور ہے اور اس میں اس مطلب کا
مشابہ بھی نہیں جو رضائے حضرت لیتے ہیں۔ جیسا کہ دنا دار خدا کے صفات سے بھی ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا۔ جسکی
حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی نے بر حایت علوم قطع نزاع کے لئے اس عبارت کا بھی حوالہ دیا ہے۔
چنانچہ ۱۳۳۲ھ سے اس وقت تک جسے اوپر پیش حفظ الایمان کے متعلق ہوتے ہیں ای سب میں اسما پہلی
عبارت کی جگہ یہ عبارت ہے۔

• پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر طغیبا کا حکم کیا جانا اگر بقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تو دنیا و آخرت غیب یہ
امر ہے کہ اس غیب سے سزا بعض غیب ہے یا کئی غیب۔ مگر بعض علوم غیبیہ سزا و جزا میں ہیں اور بعض غیبیہ
صلوات و نسیہ و سلام کی کیا تخصیص ہے۔ بطور بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی منسلک ہیں تو
چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جیادے۔

اگر رضائے خاندان کی تشریح میں کچھ بھی اخلاص ہوتا تو چاہئے تھا کہ مولانا کی اس توہم پر یہ خاموشی نہ ہوجانے اور
اس جگہ کہ ہمیشہ کے واسطے ختم کر دیتے۔ لیکن چونکہ ان کی مذہبی سلسلہ ان کی اسی خاندان سے وابستہ ہے اس لئے
ان کی تکفیر میں بھی وہی دم غم ہیں۔

صدق اللہ مرد رحل وعا مقنی الا بائ دلتذر عن قوم لا یق یصوت۔



اب رضا خانیہ نے بڑی جرات سے عاجز آکر پر و پیکینہ و شمع
کیا ہے کہ مناظرہ میں مولانا محمد منظور صاحب نے حضور علیہ

رضا خانیہ کا آخری سہارا

الصوتہ و معلوم کہ وہ بھوکا ۔ کہ جس سے حضور کی سخت فوجیں مرنے لگیں کہ آپ زہیں و آسمان کے نواز انور کے
انکسیرہ و اشادہ کو نہیں تھے نہ وہ انکو محسوس ہے کہ بعض نیکی بخت سادہ لوح بھی ان کے اس فریب میں آجائے ہیں۔
اس لئے بعض اصحاب نے خود مولانا محمد منظور صاحب سے درخواست کی کہ آپ اس کے تعلق نہ الفرقان میں چند
سعریں تحریر فرمادیں۔ چنانچہ مولانا محمد نے ایک مختصر سا مضمون اسی درجہ صحت پر ارقم فرمایا جو ٹیکیز لکھنا نہ
اس بچہ راج کیا جاتا ہے۔ مرثیہ

میرے آقا بھوکے رہتے تھے

یہ واقعہ حقیقت ہے حق۔ راج و دریت کی متواتر شہادتوں سے ثابت ہے اور اس کا بیکار صرف وہی کر سکتا
ہے جو حملہ آور یا دونوں سے مادی ہو۔ لیکن حرکت آج کی بریلی کے بعض حیلہ باختہ شدت سے اس کا انکار کر رہے ہیں۔
اور کہ مسامتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بتلا رہے ہیں اس لئے بعض اصحاب کے توجہ دلائے چھوٹا فائدہ کو نہیں
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مسامتہ کے تعلق چند درجہ میں نقل کر دیا ہے۔
جامع ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال میں نہ
بیست اللیالی العتابة۔ و اهلہ طاروا لا
بیحد و عتابة۔ العذیب۔ تمیں طے تھا۔

مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں۔

انہ رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مطلقاً السوء یلتوی ما یجود من العذیب
میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال میں دیکھا
بے کہ آپ وہی بھر بھوکے رہتے تھے کوئی کھانا نہ تھا
فتنی دہلی نہیں جن سے آپ اپنا پیٹ بھر رہے۔

نیز توحیدی شریعت میں حضرت ابو طلحہؓ سے مروی ہے کہ

منكونا الى منسى صلى الله عليه وسلم
انجوع در صحن شامنا من حجير حجير
هي بطونا شريع صلى الله عليه وسلم من
حجير بين -

ہم دو گروہ حضرت علیؓ، ائمہ علیہ وسلم سے جھوک کر شریعت
کی اور پہلے سے چٹریں پر ایک ایک پتھر بندھا چکا تھا
جس کو ہم نے کپڑے اٹھا کر دیکھا یا تو حضورؐ اسے
کپڑے اٹھا کر دو پتھر بندھے دکھائے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے : رسول اللہ اپنے بھانجے عروہ بن لاہرہؓ سے فرمایا :
يا ابن اختي انكما تشظيان الى الهلال منه
الهلل اسم الهلال تلامنة اهله فـ
شهرين ومعاودت في ابواب المنى صلى
الله عليه وسلم نأى قال قلت يا خالتي فما
كان بعينكم قالت الاسود ان الشمس
والسما . (الحدیث)

اسے بھانجے کے ہم کے بعد آگے سے تین نبی چاند دو بیٹھیں
دیکھ لیتے تھے اور اس عروہؓ میں حضورؐ کے گھر دن میں آگ
بھی نہ جلتی تھی حضرت عروہؓ نے دریافت کیا کہ
خالد جان پھر کسی چیز سے آپؐ لوگوں کی زندگی قائم رہتی
تھی ؟ فرمایا کہ میں گھوڑی ادا کرتا ہوں ۔

دیگر کہانی بھی صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ۔

تعرف النبي صلى الله عليه وسلم ودرع
مروحة حنة يعود في ثلثين صفا
من متعب -

حضور علیؓ ائمہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں رنات پائی کہ
آپؐ کی زد مبارک تیریس سالہ چرخے کے جیسے جس ایک
یسوی کے بھائی محمدؓ کی لکھی ہوئی تھی ۔

فقرہ اعتقاد رہاں حرف پر پانچ دوا بیس حضورؐ آقاؐ نے کوئی حکم نہ شریعت کے متعلق نص کر دی گئی ہیں
اور حدیث و میر کہ دفتر میں اس قسم کی حدیث و روایات موجود ہیں ۔

ہاں یہ دوسرا کہ جسے حضورؐ خود کے محبوب اور مقرب نہیں جانتے تھے تو آپؐ کا پر حائل کیوں تھا ؟
تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے خود ہی اپنے لئے انبا کے عیش و آرام کا لینہ نہیں فرمایا حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ
حضورؐ کو ایک دن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ : زالحکما کہ آپؐ کے گھر میں کھانے پینے کا کوئی سامان

نہیں ہے۔ اور آپ ایک اور بڑے براستراوت فرما رہے ہیں، اور کجور کی پھال کا ٹیکہ سر مبارک لگنا بیعت ہے۔ اور ہم دھرم پر پلے کے فسادات پڑنے میں۔ تو حضورؐ کی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضرت نے دیا انت فرمایا۔ عمر! کہیں بدلے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یہ فیصلہ کس نے خدا کے ہاتھ میں ہے اور میں نے جس کی ننگی سر کر رہے ہیں اور حضورؐ کے رسول ہیں اور میں تمہارے نکلنے میں ہیں۔ اور شاہ جہاں اے ابن الخطایہ! تر کویر و سوسہ۔

لو نپاک قوم جعلت لہم علیہا قصہ وہ ایچھو لگی ہیں جن کو ان کے سرخوات دنیا ہی میں
فی الحبسۃ دنیا و عالمہ و لا خیر فیہ دے دیتے تھے جس اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ
من خلان نہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عروہ سے ارشاد فرمایا۔ گو تو پاس سے راضی نہیں کر قید و کسری
لکھ دینا کی لڑائی ہو لیا وہ چارے تھے وہ آخرت۔ ہر حال دنیاوی عیش و راحت کو حضورؐ نے دلچسپی
پسند فرمایا اپنی قومیت کے لئے رہتے فوجیت کے لئے۔ پس جو آپؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

اب مفسر سورع فی من یعلم من سیدہا جس بڑی سے اپنے ختم پر پہنچتے ہیں
السیور فی ممتحہ زیادہ بڑی کے ساتھ ختم تھے شخص کی طرف اور توبہ
جو کلمہ سے محبت کرے۔

وَالشَّامُ نَفْسٌ مِّنْ أَشْبَعِ الْيَمَنِ

۴ صفر ۵۵۵ھ

وہا رہے کر حق تھے لے لیں طرح اس مناظرہ کو حاضرین کے لئے، اعلیٰ مذہب بنایا، اسی طرح اس
مرد کا کو بھی نظریں کے لئے تفریق بنائے۔ و ما هو علی اللہ بعد سب و لا للحدہ ۲ معنی رسولہ الصوۃ
والسلام۔ خاکسار

محمدؐ فاقہ حسین فاروقی عمروی غفرلہ

۴ صفر ۵۵۵ھ

ضمیمہ دوواؤ منظرہ بریل

”مختصر نواد پر مختصر تنقید“

(جناب مولانا منت حسین صاحب لاء لکھی)

ہم مناظرہ بریل کی مجلس دوواؤ اختتام ہوئی کا دلکش نظارہ کے نام میں جناب شہزادہ
 بائی مناظرہ کا قصہ بکثرت دہرایا کرتے ہیں اور یہی بتا چکے ہیں کہ جناب موصوف نے ان کے ختم ہونے کے بعد
 متصل ہی اپنا یہ قصہ شائع کر دیا تھا اور یہی اسباب کے علاوہ بعض بیرونی اسباب نے بھی ان کو شوق
 کیا جس کی وجہ سے اور مرزا ملک نے غلط فہم ہو گیا کہ وہ غایت کو اپنی مرکز میں شکست ہوئی۔ خود بریل کے
 رشتہ خانی صاحبان بھی اپنی اس کھلی شکست اور بائی مناظرہ کے اس فیصلہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خلاف عادت
 میں ان ملک بالکل خاموش رہے۔ مگر عہد بعد کر سے ان بیرونی اسباب کا اثر جو سنہ بریل کی کتابوں کے
 کو خط پر خط لکھے کہ جنھوں نے ان کو اگر کسی بریل کے جملہ کے خلاف کوئی بیان آپ کے حرف سے شائع نہ ہو تو سارا
 بریل کی سخت ذلت اور سوائی ہوگی اور اس سے جو جتنی نقصان پہنچے گا وہ ان کا بدلہ نہ دے سکتا۔ ان چیزوں
 کے مجھ پر جو کہ بیان کے مفاد کے خلاف نیست نہ بھی ایک اشتہار ”مناظرہ بریل کی مختصر دوواؤ“ کے عنوان
 سے مرتب کیا اور وہ نکات میں کثرت کے ساتھ بھی۔ لیکن یہی صرف اپنے خاص خاص باتوں کو دیا گیا۔
 اس اشتہار پر تاریخ اگرچہ ۱۸ مئی لکھی گئی ہے لیکن چونکہ بریل کی تلاش و جستجو کے بعد اس کا ایک کاپی میں کی آخری
 تاریخ ۱۸ مئی کی تھی۔ اس اشتہار میں دو داغ بیانی ”دو غلط گوئی کا بد حیرت انگیز کمال دکھائی گیا ہے اور حقیقت
 اس کی نظر کسی غریبی طرح پر نہیں لی سکتی۔“

ہر اختلافات اس مناظرہ میں شریک تھے اس سے تو ہماری طرف یہ درخواست ہے کہ وہ غلط بریل کا نیت

پھر فریقین کو مناظرہ پر آمادہ کرنے کے کیا سبب تھے؟ یہ ہے کہ ”دو دن جو اعاظہ نہ باشند“

۱۲۔ اس کے بعد یہی عامل میاں افتخار منظرہ کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

”ماہ محرم الحرام کے دسویں عشرہ میں واقفہ میں آیا کہ مولوی اشرف علی صاحب دہلوی

کی کتاب ”حفظ الامانیہ“ کا ایک عبارت کے تحقق شہر کندہ بریلی سے جناب مولانا مولوی

سرور احمد صاحب گدڑا صاحب پری مذہبی دارالعلوم منظرہ اسلام بریلی کو پاس ایک سوال آیا تھا۔

اس میں ایک صاف صریح جھوٹ قریب ہے کہ ”جناب محمد شیر صاحب“ کے جس سوال کا یہ

نام ہے اس میں کہیں ”حفظ الامانیہ“ کا ذکر نہیں۔ اور وہ سرفراہ یہ ہے کہ سوال کرنے والے ”جناب

محمد شیر صاحب“ کا نام نہیں لکھا گیا تاکہ اس لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ محمد شیر صاحب ہی وہ حقیقت ہیں

مناظرہ کے باقی مہمان تھے اور وہ دفع بندی نہیں تھے بلکہ رضائے غلطی الیٰہی حقیقت لکھتے تھے کہ ایک اہم مسئلہ

ہی اس سے فوٹو لینے لگے تھے۔

اور تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ ”یہ سوال شہر کندہ سے مولوی سرور احمد صاحب کے پاس آیا۔ ہم نے اپنی

دو تہوں کے ابتدائی اوراق میں جہاں محمد شیر صاحب کا سوال لکھا مولوی سرور احمد صاحب کا جواب نقل کیا ہے

وہیں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جناب محمد شیر صاحب نے اپنا سوال جناب مولوی محمد رضا خان صاحب کے سامنے

پیش کیا تھا لیکن رشادہ ساتھ ساتھ خبر یہ کہ جس سے ان کو اس سوال پر مناظرہ کی ہرگز نہی اس لئے انہوں نے

خود جواب نہیں لکھا اور اس طرح دو مطالبے چاہے مولوی سرور احمد صاحب کے سر پر لگے۔

یہ تین مغرور میں صرف قریب جھوٹ ہیں۔ استبانہ کے ہیں جو خدا کو وسیع و عظیم ان کہ۔ لعنة الله علی

المتحابین“ پڑھ کر ابھی ابھی یہ جملہ کہہ چکا ہے کہ ”میں جو کچھ لکھیں گا صحیح لکھوں گا“ معلوم ہوتا ہے کہ

نئے مجدد کئے دین و مذہب میں شاید غلط ای صحت پہنچ اور جھوٹ کے سنے بھی دل گئے ہیں۔

جمع کا نام غلط لکھ دیا۔ در غلط کا صحیح

جو چاہے وہ آپ کا حق کہ مستر ساز کرے

۴۔ پھر یہی راست باز، واقعی یا فرضی عامل مناظرہ کے پہلے دن کے سلسلے لکھتے ہیں۔

۱۰ وہ راحت مئی جس کے تصور سے دلہائی جماعت کا دل لرز رہا تھا یعنی دس بج گئے اور دلہائی جماعت کے مناظر کو دیکھ کر منظور صاحب میدان من غرہ سے اس طرح غائب ہوئے جیسے گہرے کے گہرے پہنچے :-

۱۱ پھر ہی سلسلہ میں چند سطر کے بعد لکھتے ہیں :-

۱۲ جب دایروں کے منظر کو دیکھ کر منظور صاحب کو پاؤں پر دست دگرتے دست پر دست دگرتے میدان منظر میں لایا گیا ۔

۱۳ قطع نظر اس سے کہ اس میں ایک صدی کی صدی جھوٹ بولا گیا ہے ، ہر ایسے ناظر کو یہاں صرف اس طرح توجہ دلانا چاہیے کہ یہ ناپاک الفاظ اس شخص کے ہیں جو ابھی ابھی خدا کو سب سے دھڑلے کر اور بے وقار علی انکار میں ، کی نواہت کو لکھ کر پکارتے کہ " مجھے کسی خیر کی جانب داری سے کوئی ملال نہ ہوگا ۔ ہر بھی کہتے ہیں کہ ایسے جھوٹوں پر نہ دینی ایک نہیں بلکہ ہزار گنت شمار لے لیں ، اکتو آئیں ۔

۱۴ پھر اسی آہستہ آہستہ میں لکھا گیا ہے کہ :-

۱۵ اس منظر کا انعقاد افضل فریقوں کے اتفاق سے اس لئے ہوا تھا کہ مولانا مولوی علی محمد صاحب نے مولوی شمس الدین صاحب کی تحفہ علی صاحب کی تحفہ لایان کی عیادت پر جو فونٹے دیا ہے اس عیادت پر کلام ہوگا ۔

۱۶ اس سے زیادہ سید جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ مولانا محمد منظور صاحب مولوی سرور احمد صاحب کی تحریریں ہم اپنی مدد کے شراعت میں نقل کر چکے ہیں ۔ مولانا محمد منظور صاحب کی تحریریں یہ تھیں کہ :-

۱۷ میں قیام نزع علی احمد ہیں مولوی سرور احمد صاحب سے سنا کہ دگرتے گوتیا ہوں :-

۱۸ مولوی سرور احمد صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ :-

۱۹ مولوی منظور صاحب کا چیلنج منظرہ غیر کو بغیر نظر و فکر منظرہ ہے جس میں اس میں دہانہ کو دنا

چاہیں بغیر بھی بھگدو نہاتے ان امور میں مناظرہ کئے جیادہ ہے " مناظرہ کیا کہہ فرمیں گی تحریر میں مناظرہ
موضوع مناظرہ کی تعریف دیکھیں اور اس اشتہار نویس کے اس بیان سے بھڑکتی راہوں میں
اس کے چند اشتہار میں لکھا ہے کہ :

" مولوی منظور صاحب نے اس عبارت "یعنی عبارت حفظ الایمان" کو چھوڑ کر "دوسرے
مسائل پر کلام کئے جانے کی شرط کو پیش کیا اور اس پر نہایت سختی کے ساتھ اصرار کیا " :

یہ حضرت مناظرہ میں موجود تھے وہ خاص طور پر انہیں مفید کر سید بھڑکتے کو مناظرہ فرمائیے ۔ اور
حاضرین کی اس راست ہادی کی راہوں میں ، اور جو حضرت دہلی نہیں تھے ، ان کو آغوش ملی روئے کے ساتھ نصرت
مقدم ہو چکا ہوگا کہ موضوع مناظرہ کے متعلق نزاع یہ تھا کہ مولوی سردار احمد صاحب کہتے تھے کہ مناظرہ صرف
تفظ الایمان کی عبارت پر ہوگا اور مولانا محمد منظور صاحب کا اصرار تھا کہ تمام امور میں کے تمام مباحث پر
بالترتیب اور دوسرے اختلاف فی مسائل پر بھی مناظرہ ہوگا ۔ اور مولانا کا یہ اصرار بالکل بجاتا تھا جس کے ملتے بالآخر
مولوی سردار احمد صاحب کو بھی جھکنا پڑا ۔ ان کو اس کی تحریر بھی دینی پڑی مگر جو عمل کے وقت وہ اس سے گریز
کر گئے ۔

" اس اشتہار میں مولانا محمد منظور صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ :

" آپ نے ایک موقع پر " تعین بالظان " کا خط بوزادہ تحریر میں لکھا جس سے
مولانا سردار احمد صاحب ملتے کا کہنا کہ تعین بالظان لکھتے ہیں جس اور اس کا کیا مطلب
ہے وہ جبرائی و مستند ہو کر اور سر کر کے لکھتے تھے اور جواب نہ دے سکتے " :

جو کہ مجلس مناظرہ میں موجود تھے وہ اس بھڑکتے پر نصرت بھیجیں گی لیکن حوالہ مل موجود تھے اور

۱۔ ان حضرات کے متنس کے خلاف متاثر تعین بالظان کو لفظ علی کنن بہا دین اور خاص لفظ ہے جس کے لئے دینی
اور قرآن کے لئے کہ روایت ہے مگر بتا دیا جاتے ہیں کہ یہ یہ یہ جس میں قسم کہ جہاں وہ نے لکھی ہے مگر یہ پڑھنا
طلباء تیار ہیں ، اور میں ان کو اس سے استفادہ دیکھتے ۔

بھی سوفا احمد منظور صاحب کی علی جلالت و عیش و خوراکتے ہوتے غالباً طائفہ لکھیں گے۔ " ان حدیث و اختلاف
اصل واقعہ یہ تھا کہ جب مولوی سرور احمد صاحب نے یہ پوچھا کہ تسمیق بالحق کس کو کہتے ہیں ؟ تو مولانا
نے یہ فرمایا کہ یہ بات مجلس مناظرہ میں پوچھنے کی نہیں ہے بلکہ عدسہ میں پوچھنے کی ہے۔ اس وقت میں مناظرہ کے
سے کھڑا ہوں ہوں پڑھنے سے کہتے نہیں بیٹھا ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی مولوی سرور احمد صاحب اپنی کج فہمی
سے باز نہیں آئے تو مولانا نے فرمایا کہ اگر میری منطق و دل کا امتیازی ایسا ہے تو پھر اچھا یہ ہے کہ آپ حضرات میں
جو صاحب سے بہتر منطق و جاث ہو اس کو کھڑا کر دیکھیں اور ایک گفت و فاضل ملی گفتگو کے لئے مقرر کر لیجئے غرض کہ جہاں
توجہ منت میں معلوم ہو جائے گا کہ آپ حضرات کو منطق کی ہوا بھی نہیں ملے گی۔ لیکن اگر صرف غلط بحث کرنے اور
وقت ضائع کرنے کے لئے آپ میں فکر کی بجائیاں کریں گے تو میں سرگرم جواب نہیں دلاں گا۔ میرے نزدیک یہ وقت
نہایت قیمتی ہے اور مجھے اسی وقت میں لوگوں کو آپ حضرات کی مذہبی گزریوں پر مطلع کرنا ہے۔ مولانا سرور احمد
صاحب نے کہا کہ اگر آپ سوچ نہیں دیتے تو پھر اپنی تحریر میں سے تعلیق بالحق بالحق کمال دیکھئے مولانا نے
فرمایا کہ اگر آپ تعلیق بالحق کا لفظ نہیں سمجھ سکتے تو سمجھ کر اس کے کمال دیکھئے میں کوئی غرض نہیں۔ اس کے بعد
مولانا نے اپنی تحریر سے وہ لفظ نکال دیا :

۹۔ اس اشتہار میں یہ بھی لکھ دے گا۔

مولانا سرور احمد صاحب جن قدر علی موالات کرتے تھے جو نبویہ و ایمان و انکسہ سوریہ منظر
صاحب احمد نہ صرف مولوی منظور احمد صاحب کے تمام دور بند ہی جماعت انہیں سن کر حیران
و کششہ ہوجاتی تھی :

شکر کا یہ مناظرہ غرض ہے کہ یہ بریل کے مناظرہ ہی کا واقعہ ہے یا کسی خواب کے مناظرہ کا کیا مولوی
سرور احمد صاحب نے کوئی ایک بھی جیسا سوال کیا تھا جس کو علی کہا جاسکے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثالی کھسکاں
ہیں وہ مدار کے پرگنے کے لئے کچھ سوالات ڈھکے چاڑھے ہیں یہ انہیں کی دین بند ہی بہت اچھا ہو بھی گئی
تھیں گئے آپ کی ۔

۱۰۔ یہی ہیں جو بریل کی سب کچھ گھرا لیتے ہیں ہر جہاد حدت کو عام ہیں ۱۱۔ مرث

۱۰۔ اس اشتہار میں مولانا محمد منظور صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ :-

اس عبارت (یعنی عبارت حفظ الایمان) کا کوئی مطلب ایسا نہ ہوتا جس سے اس عبارت سے قرآن مجید کو گستاخی ہونے کا حکم ملتا ہو۔

جو حضرات منظرہ میں شریک نہ تھے وہ حضرات تو مولانا کی اس چند قانینت شکن تقریر کو یاد کریں جنہوں نے عذر دینے کی طرف واضح کر دیا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں تو قرآن کا شانہ بھی نہیں اس پر کہہ کر کہ فتوے دینے والے یا مفسرین کتاب ہیں یا باہالی نا قابل خطاب۔ اور جو دلائل منظرہ میں موجود نہ تھے وہ حضرات مولانا کی وہ تقریر پر تفصیل دے گا دینے کا حق نہ ہو۔

۱۱۔ مولانا محمد منظور صاحب نے حفظ الایمان کے مضمون کی حمایت میں قرآن کریم سے کئی جگہ استشاد آیتیں پیش کی تھیں ان کے متعلق اس اشتہار میں لکھا گیا ہے کہ :-

مولوی منظور صاحب نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن مجید کی سورہ آیتیں تلاوت کیں تاکہ کسی یکسے کے زعم یا مطلب سے بھی حفظ الایمان کی اس عبارت کو ثابت نہ کر سکے۔

یہ آیتیں اپنے موخر پر تحصیل ہو دو ہیں آجکل ہیں۔ ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ ان سے حفظ الایمان کا مضمون ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

۱۲۔ مولوی سردار احمد صاحب نے اپنے نزدیک حفظ الایمان کی عبارت کے دو فقرے بنا کر پیش کئے تھے۔ ایک یہ کہ :-

مولوی اشرف علی صاحب کی ذمہ پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول ذہبی صحیح ہو تو اللہ سزاوارتہ کہ :-

مولوی اشرف علی صاحب کے چہرہ پر حسین ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول ذہبی صحیح ہو تو مولانا محمد منظور صاحب نے ان نوکوزوں کو خطا اور عبارت حفظ الایمان کے غیر مطابق ثابت کرنے کے بعد ان کا جو دعویٰ شکن دیا ان پر جواب دیا تھا کہ جس سے مولوی احمد رضا خان صاحب کی درج بھی بخوشی درج کرنے سے تائب ہوگی۔ اور جن زندہ رضا خاندان نے بھی اس کو مستحق لعین ہے کہ وہ بھی قاریست اس کو نہ بھولیں گے

اس کا اس اشتہار میں کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے متعلق یہ سرسبز جھوٹ ہو گیا کہ۔

۱۰۔ حضرت مولوی منظور صاحب لکھ و بیان بریلی کی وہ قلیل سی محنت جو میدانِ مناظرہ میں موجود تھی، ان دونوں غوروں کی حمایت کو اسے گڑ کوب دینے جیسی سے تمام تھی، اور بڑا یہ کا ذکر سارا ہے۔

مولانا کا وہ دماغ شکرے جو اب اپنے موقع پر تفصیلی رد و اہل میں نقل کیا جا چکا ہے۔ ناظرین کو ہم ملاحظہ فرما کر اس اشتہار غویں کی راستبازی کا اعلان کریں۔

۱۳۔ رضا خاں نے حضرت مولانا کو حضور صاحب کے رضا خانیت شکن ہلے ستارہ واروں سے شک آ کر جلیں من غلوہ کو درجہ پر کر کے ملے جو شرط منک اور انسانیت منہ طریقہ اختیار کیا انسانیت و مشافت ہیئت جیستہ اس پر لغت کر کے کی ان خصوصیات خانیوں کے صدر مولوی صیب الرحمن کا شور و غلبہ اہل ان کے شاعر پر ہوا خانی غفلت کی جستجو بدشہ و یہ چہری میں جو پر لیس ان رضا خانیوں کے بھی قدرت کی جو تندی و انسانیت سے بالکل محروم ہیں تھے۔ نہیں سی۔ شہاد میں ان عزیزوں پر رد و اہل کے لئے دو مفید جھوٹ والا گیا ہے جس کی نظیر رضا خانی لڑیچہ کے سوا وہ کہیں نہیں مل سکتی اور تاہم دیدہ واقعات میں قرآن ان رضا خانیت کے غلوہ کوئی دوسرا ہی دلیلی کے ساتھ کھڑے ہر شکایت ہم قضا منظرہ کے سچے واقعات تفصیلی رد و اہل میں ملے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۔ جناب محمد شہیر صاحب ہائی مناظرہ کے فیضان کو بے اثر کرنے کے لئے اس اشتہار میں ان بیچاروں کو بھی دہ بندی کھا گیا ہے جو اس سے بہت خوش ہیں کہ ہماری حمایت میں ایک آدمی کا اعلان ہو۔

نقصہ زد حورہ
لیکن یہ چیز واضح ہے کہ بالکل غلات اور نہایت مفید جھوٹ ہے۔ اگر جناب محمد شہیر صاحب پہلے سے دہ بندی ہو گئے تو مولانا اشتہار مل صاحب کے متعلق قرآن سے لینے کے لئے مولوی حامد رضا خان صاحب کے اس نہ جانتے اور ان سے یہ نہ پوچھتے کہ میر جعفری مولوی سرفہر مل صاحب کو کاشیت میں سے خون بار۔
خون کیا کس دہ بندی کو بھی یہ دوسرے ہو سکتا ہے، یہ جناب محمد شہیر صاحب کا فتویٰ لینے کے لئے مولوی

عابد رضا خان صاحب مکہ پاسبان، عابد اور ان کا لڑائی، اور مولوی مرداد احمد صاحب کا تحریری یہ فتنے و سنا کر اگر تیار بجائی مولوی اشرف علی صاحب کی عقیدت سے باز نہ آئے تو اس سے ترک تعلق کر دیا جائے، اس سے میں بول۔ ملکہ کرام، لکھنا چاہتا ہوں سب کلام ہے یہ عزیز کا دلیل اس کی ہے کہ جناب محمد شہیر صاحب دوجہندی بنیوں کے جگہ مولوی عابد رضا خان صاحب کے علی اور خدیجی عقیدت رکھتے تھے، مولوی صاحب کو صوفی بھی ان کو اپنا برادر مذہبی جانتے تھے جب ہی تو ان کو یہ ترک موالاتی فرمائی رہا۔

ملا وہ اس کے مسلک نامی بریلی کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اب سے کئی سال پہلے جب کہ جناب محمد شہیر صاحب بریلی ہی میں مقیم تھے انھوں نے مسلمانوں کے سودا سبوروں کے لئے ایک انجمن قائم کی تھی اور اس کا ایک منبر بھی کیا تھا جس میں صرف رضا خانی ملا، کو بلایا جاتا، اسی مسجد میں جناب مولوی عابد رضا خان صاحب نے مولوی نعیم الدین صاحب راوا آبادی کے جلسے کے ایک خط بھی لکھ کر جناب محمد شہیر صاحب کو دیا تھا، مولوی مرد رضا خان صاحب سے بکھٹ اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

نیز بعض انھوں میں جناب محمد شہیر صاحب اور مولوی حسین رضا خان صاحب عظیم خاص و دما جاتا مولوی احمد رضا خان صاحب لے مل کر دوش بہ دوش کھڑے ہیں۔ ان انجمنوں کے جو شر انکوائٹ، بولے جوں تو وہ اس حقیقت کی شہادت دیں گے۔

بہر حال جناب محمد شہیر صاحب کو صرف مصفاہ فیصلہ دے دینے کی وجہ سے دیوبندی کہہ دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ درجہ حضرت عبداللہ ہی سلام کو، خبرنا، اصحاب خبرنا، کہتے تھے یعنی قوم مسیح کا افضل ترین فرد، لیکن جیسے ہی انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحید و رسالت کی شہادت دی اور اسلام قبول کیا تو وہی گنہگار یهودی کہنے لگے، مشرنا و ابن حنا، یہی وہ قوم ہیں مزیں شخصیت اور یہ کہ ایک بھی سیاسی غریب تھا۔

۱۵۔ بعض رضا خانی انجمن جناب محمد شہیر صاحب ذاتی مناظرے سے جو خلاف دیانت تحریر مناظرہ کے متعلق بینا بہتر تھے اس کا ذکر وہ کد اور میں کیا جا چکا ہے لیکن اشتہا میں اسی سے صاف نکلا گیا ہے مگر اب یہ حیرت کے لئے اسی انکار میں اس گنہگار کا صریح اقرار موجود ہے اس موقع پر اس اشتہاد کی عہدیت

ہے کہ

بعض جہنت میں پر یہ افترا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے محمد شہید جہاد سے شہر سے
لے کر چاہی: "خاندان سے جو زبردست احباب و بزرگ ہندی ملے، اور بزرگ ہندی مناظر مولوی منظور
صاحب پر کیا تم سب قلعہ خواران کے دروغ کے عہدہ پر آئیں جو کہنے کے چار دن تک برابر
آپ کے مناظر میں ہر قسم کے گستاخوں سے ملے، اب جہنت پر گئے، انہیں ان افراد نے شہر مناظر میں
کئی قسم کی کوئی بات یا تکلیف نہیں پہنچائی۔"

جن لوگوں کے دماغ جو جہنت سے نکلیں ہیں وہ ان سطران کے غور سے جیسا کہ محمد شہید جہاد
نے اپنے فیصلہ میں ان لوگوں کا اصرار نہیں کیا تھا، حوالے سے وہ تجویز عائن کرنا چاہتے تھے، بلکہ انہوں نے صرف
یہ کہہ دیا کہ:

دہلوی سرور محمد صاحب کے فریق کے بعض آدمیوں نے بہت سے ناقابل ذکر جہوں سے
شہر سے اس قسم کی تحریریں لیا چاہی۔"

بہر حال محمد شہید جہاد کے فیصلہ میں کوئی ہلکا اشارہ بھی ایسا نہیں تھا جس سے یہ معلوم ہو
سکا کہ ان لوگوں کے لئے یہی مسئلہ شہر ہے کہ یہ خود کی از بھی ہیں، اس وقت تاہم ان لوگوں کو مستحق کہ
وہ ایک کہ وہ وہی تھے، ہوا: "مناظرہ میں اس قلم نگار نے کہتے تھے اور وہی "عادیہ" تھے، "جو پل میں
خطابہ ان کی زبردستی سے کرتے تھے اور اسی زبردستی کی وجہ سے وہ ان قلم نگار کی کوشش کرتے تھے۔
دیکھو جو میں اپنے قلم سے پڑھا ہے۔"

دعا جہت سے جس دل میں وہی بھائی دھڑکتی ہے

فساد بھی سے اٹھو رو، رو کہ جیسے کتنی بہت

اگر واقعی حامیہ صاحب نے ایسی حرکت نہیں کی تھی تو ان کو یہ بات تھا کہ انکار کرنا کہ یہ جہاد شہر
صاحب سے دریافت کرتے کہ کس شخص نے آپ سے ایسی تحریر لینی چاہی تھی؟ ان کے پہلے ہی سے یہ غور چاہنا کہ میں
نہیں تھا میں نہیں تھا، اس وقت قلم نگار کی بنا پر لازم کہ وہ قلم نگار سے یہ بات کہہ دیتے کہ وہ قلم نگار نے

لالوں سے افرہ کرائی ہے۔

کیا غضب کو غیہ پر موقوف ہے

جادو و سحر سے جو سر پہ ہنر کے نوسے

دیارِ بستان کہ مولانا محض نظر صاحب نے صفاغانی علی بن محمد سے چلے گئے یہ بھی نہایت سخیہ عجوبہ ہے جو سلطان مظفر میں ہونے لگے ان کو یہ ہو گا کہ بعض اوقات مولوی سردار احمد، حسبِ نہایت نایاب اور گندہ سے الفضا برسانا اور آپ کے اکابر کے متعلق استعمال کر جاتے تھے جس سے سب سے والہ کو بھی اشتعال ہو کر تھا ادا ان کا چاند صبر ہو جاتا تھا مگر مولانا محض نظر صاحب اپنی خداداد تحمل سے اس کو برداشت کرتے تھے اور طبیعت کے متعلقات جذبات کو بھی فرا کرتے تھے۔ غیہ کبھی کبھی مولانا نے ایسا ضرور کیا ہے کہ مولوی سردار احمد صاحب نے خود مولانا سے کسی برس کے متعلق بحث کیا کہ آپ نے مولانا نے غیہ کی کھانت مولوی احمد صفاغانی صاحب پر لڑا دینے کو باغی تھے تو لڑنے کے تو پر عمل کرتے ہوئے ان کو جبر نہیں کر دیا۔ مگر وہ بھی برداشت نہیں بلکہ بعض دفعہ جبر ہو کر، چمکے صاحب سے بھی کھانکے مولوی سردار احمد صاحب کی وہ غیہ کی لہریاں نکل کر گئے۔ دوسرا کو گندہ کی سے جوٹ انداز پر ان کے طبیعت کو کھنکھ کریں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جو سب سے زیادہ میں ہی کہ دو گاہاں غلج کھنکھتے تھے۔ میں مگر صفاغانیوں کے۔ میں اشتعال سے ہم کو کھنکھ کر کہ چھٹا غلج کو دھان غلج کا بیوی بھی سہ کو نہیں لکھیں اب اگر ہم کو مولوی سردار احمد صاحب کی وہ لہریاں تھیں تو میں سے انہوں نے حاضرین مجلس مناظرہ کی طبیعتوں کو تقبیل کیا تھا اور جن کے بیان کھنکھ میں انہوں نے مسجد چھی منہ میں چنگ کا استراہا بھی باندھنے طاق رکھ دیا تھا تو خدائے جلالت بھی کہ سنا تو وہ کے سب سے دلالت کی طرح ان کو بھی صاف اسکا کر دیا ہے گا۔ اس سے ہم ان کے لب و لہجہ میں صاحبِ بڑی کی گندہ تہہ سے کہ چنہ نہ لے ان کو بعض مضبوط کتیروں سے پریش کرتے ہیں۔ بس ناظرین کھنکھ لیں کہ یہ کی گلیاں مولوی سردار احمد صاحب کی زبان پر چڑھی ہوئی تھیں۔ اس کی وہ مختلف الفاظ اور سننے سے ہر ذمہ بیان کرتے تھے اللہ اعلم بالصواب اور مضمون سب کا ایک ہوتا تھا۔

اس وقت جماعت سامنے خان صاحب کی مشورہ اور نایاب کتاب "دقائق اللسان" سے جو سب

سے جو میں بریں پڑھا اسی حفظ الامین کی عبادت کے متعلق صحبت مولانا شرف علی صاحب سے، بالہ لفظ اللسان کے

جواب میں لکھی گئی ہے۔ ہم اس وقت صرف اسی ایک کتاب سے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

رضا خانی تہذیب کی عریاں تصویر

- ۱۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مشعل ارشاد ہوتا ہے۔
- ۲۔ یہ اپنی روشنی میں وہ قیصر داخل کر کے ... دروہات آستان : ص ۲۵
- ۳۔ اس کے چند سطریہ اسی صفحہ پر مکرر ارشاد ہے۔
- ۴۔ اس کی روشنی میں اس تیسرے کا مضمون۔ ص ۲۵
- ۵۔ ایک جگہ ارتقا فرماتے ہیں۔ ص ۳۵
- ۶۔ یہ تیسری جگہ مضمون کرانی ص ۳۵
- ۷۔ یہی والد بھی کیا یاد کر کے لکھی گئی ہے پارٹ ۱ ص ۲۹
- ۸۔ اب وہ کہتے ہیں جس سے کئی نصف چڑھ کر پٹ ہر جگہ کے اور آگے کمرے پر چوڑا ہوا ہے۔
- ۹۔ ص ۴۹
- ۱۰۔ یہ کیا کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری مجیرانی پر اثر دے۔ ص ۵۷
- ۱۱۔ دیکھو تو اس میں تم میری ڈر دگہ کیسے کھو گئے ہو؟ جفا ص ۵۲
- ۱۲۔ یہی لکھ رہا ہوں ملاحظہ ہوں، مضمون کے کس دار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کی ہوا گئی۔
- ۱۳۔ ص ۶۶
- ۱۴۔ حضرت مولانا تقی عثمانی ذیل کے مضمون ص ۶۸ پر لکھا ہے
- ۱۵۔ اب ہر مسلمانوں نے آئندہ افسوس کیا چھوٹے چھوٹے مینے توٹ گئے، تورا بھٹ گئے، دم لٹ گئے، مینے کچھ سماعت کیجئے آپ جیتے ہو؟ ج اب نازک سے آئے گی صدائیں سن کی؟ ص ۶۸
- ۱۶۔ یہی لکھ چیرانی تو گوہر کو بھی ات کر گئیں اب مسلمانوں کے بھینٹ کر چھرا کا کاٹتی ہے؟ ص ۷۱

قلعہ عشرہ کا مدار ۱۰ پستہ دس اندر ہوئے۔ مگر چونکہ ضاغالی اسے کو گیارہویں سے بہت زیادہ محبت تھا اس لئے ہم ایک گیارہویں پستہ پر حملہ کیا۔ وہ جانے کی ضرورت نہیں اس پر ۱۰ پستہ مسلمان ۱۰ پستہ پر حملہ کیا۔

۱- ۱- اندر کی سڑکیاں تیرا ہونے پر چونکہ چھٹی جا اور کمرہ اچھوت کرے ۱۰ ص ۶۰

مسلمان: مسلمان ۱۰ پستہ پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ ضاغالی اسے کو گیارہویں سے بہت زیادہ محبت تھا اس لئے ہم ایک گیارہویں پستہ پر حملہ کیا۔ وہ جانے کی ضرورت نہیں اس پر ۱۰ پستہ مسلمان ۱۰ پستہ پر حملہ کیا۔

۱- ۱- اندر کی سڑکیاں تیرا ہونے پر چونکہ چھٹی جا اور کمرہ اچھوت کرے ۱۰ ص ۶۰

۱- ۱- اندر کی سڑکیاں تیرا ہونے پر چونکہ چھٹی جا اور کمرہ اچھوت کرے ۱۰ ص ۶۰

۱- ۱- اندر کی سڑکیاں تیرا ہونے پر چونکہ چھٹی جا اور کمرہ اچھوت کرے ۱۰ ص ۶۰

بہر حال مولوی سرمد محمد صاحب سناغڑا میں ایسی ہی کئی دہائیوں کی منافش بار بار کرتے تھے جس سے مولانا صاحب کو بھی کثرت کوئی ہوتی تھی اور مولانا محمد منظور صاحب بڑی حد تک روا داشت کرتے تھے لیکن اس اثنا میں مولانا محمد منظور صاحب کی کثرت گنت کی شکایت لائی ہے ۔

تم دو نماز کسب کر عمروشی کو قفس کی کٹے در

ہم دو عاجز کسب کر قفس قفل بھی تم سے ہم کو

۱۸۔ اس اثنا کے اخیر میں اس بے صاحب اثنا نویس نے مسلمان بریل سے پہل کی ہے کہ ہزار اثنا

اور دہائی جماعت کا واثنا جو شائع ہو چکا ہے (یعنی جناب محمد شعیب صاحب کا فیصلہ پھر سے پڑھیں دو سہی قرآن کے اثنا۔ یہ کتاب بیانی سے کام لیا گیا ہے اس پر لغتوں کی پیروی بھی ہو کر ہے ۔

ہم بھی اسی پہل پر صا کرتے ہیں ص اھ و اللھ ص و تناس اجعلین حل مکلفین

الشیخ المبین الذین یضربون الحکاب وھو یصلون۔ ص

رضا خان اثنا پر صرف مولانا سرمدی میں سرمدی تنقید کوئی لکھی ہے۔ یہ حدیث کو قبا میں زیادہ ہو بہت

عجب بہت مگر ہم اسی پر چند گفتگوں کا اور اضافہ کر کے یہ سوانحیں شریف کا بدیر اور پیش کرتے ہیں۔ ج

مگر فیصلہ دستہ ذیل حروف

۱۹

رفاقت حسین فاروقی عمر وی

یکم ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

[روداد مناظر و سدا نوالی از شیخ محمد حسن]

هُوَ الظَّافِرُ الْمُبِينُ

۵۵ ۸۱۳

مناظرہ عالم غیب

مترجم

مولانا محمد عطاء اللہ قاسمی

انجمن ارشاد المسلمین
[۱۴- بہاولپور روڈ، مریٹن لابیو]

عرضِ ناشر

انگریز نے جندوستان میں اپنی حکومت کی بنیاد پر لٹاؤ اور حکومت کر کے اصول کو قید بنایا اور جب ملک وہ برصغیر میں باسی پھیل گیا، اب کبھی جندوئل اور ملتان کو محرم اور دیوالی کے سہارے لٹاؤ اور کبھی شیخوپورہ جھنگورنے کو تیار کیا۔ اسی سلسلہ میں اس نے چند نام نہاد اعلیٰ رگوں کو کاربن کر ایسے مساب کی کوہر است کے لئے کبھی نرس اور بخور کا پائے نہ جانتے تھے اور ہمیشہ سے تمام است کے نزدیک وہ مباحی سلم اور شوق علیہ تھے ایسے غلام کے نوایں ان کو ہوا دی اور ایسی قطری پیدا کر دی جو ان بدن تربیت سے دین تر ہو چکا ہو۔ غلام، جی، دور، است کے درونہ معصرت سے مرچند کو ششائ کو یہی انتظامات جن کو انگریزوں نے بعض ایسی مسیاسی مساب کے پیش نظر مولوی اور بڑھایا کسی دکی طرح ختم ہو جائی اور اس کے لئے انھوں نے برقر کے مساب کی جیل میں کھیں، اور ساتھ کبھی کے۔

اگرچہ یہی چیزیں جہاں سے اکابر کو نہ پہلے پسند تھیں اور ان کی پسند میں جگہ ان کا سلسلہ ہمیشہ ہی رہا کہ صحیح قاعدہ پر پوری است کو جمع کیا جائے، سکا، خد کی سازشوں اور اپنوں کی ہٹا مری کر کے وہ کامیاب نہ ہو سکے جس کا انھیں ہمیشہ دکھ اور تعلق رہا۔ اختلافات مثالی کے لئے انھوں نے ہمیشہ مصلحت کا دیوار پٹا اور کوئی ایسی بات جو اختلاف کا اہلیہ نے ہمیشہ لڑ کر کرتے تھے، اسلام میں مفید سے کو ایک بنیاد چاہییت حاصل ہے اس کے بغیر دیوانی عہدہ، اخور اور کھیں نہیں ہو سکتی اس کے عقیدہ صحیح کی حفاظت کا اہم فریضہ تھوڑے بار سے اکابر نے پر تہ سے دیا۔

یہ کتاب ہو الغلغلہ لیسین یعنی منظرہ غریب جو آپ کے ہاتھ میں ہے، اس منظرہ کے لئے شاکر کی کئی محنت

کچھ عرصہ سے "نیا جال" اسٹے پر نہ شکار ہی کے مسدوق بدخو۔ جان ملتے بھر و بن فرسودہ در۔ غلو بنیں اور
 شہداء کو قیام میں جس سے حرام کے گمراہ ہونے کا خطرہ تھا صرف اسی مقصد کے لئے کہ صحیح حدیث کو امت کو مسعود ہو جائے
 اور صحیح الفطرت نامہ واقف ہو جائے کہ نبی کی وجہ سے کسی غلط حدیث نہ پھیلے۔ یہ کتاب دوبارہ چھاپ رہی ہے۔
 حق تعالیٰ اس کو امت میں مطلقاً کا ذریعہ بنائے۔ آمین قرآن میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدًا وَسَلَامًا

تمہید

ہیں تو ہندوستان کے مسلمانوں میں علم و ادب پر قریب سے اہم پرستی بہت زیادہ جاری ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ خصوصیت پنجاب میں اس معاملہ میں دوسرے علاقوں سے بہت زیادہ مختلف ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سبب سے پہلے بڑے اکابر و لیڈر ائمہ ائمہ کے حوالے سے اس کے تھمنا کی وجہ سے کم تر فرما رہے ہیں۔ لیکن فی الواقعہ اس کے سبب وہاں پر جو لوگ قابض ہیں ان میں اکثر اعلیٰ اور بعض دنیا دار ہیں۔ ان میں لوگوں میں لوگوں میں شرک و بدعت پھیلنے کے ذریعہ اور چونکہ ان کی پیش پرستہ اور ان کی کامیابی کے لیے وہی کے خلاف اور چڑھا دی ہے۔ اس لیے یہ بھی تمام لوگوں کے عامی اور سنی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں صاحبانِ توحید و سنت کے لیے نسبتاً زمین زیادہ سخت ہے۔ لیکن حتمی نے اپنی سنت قدر کے مطابق وہیں اپنے ہمسایوں میں پیدا کر دی ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حیدر و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ ان کی بزرگوں میں سے حاجی و حیدر و سنت و حاجی و حیدر و سنت کے بڑے عارف ہاں حضرت سیدنا مولانا سیدنا حسین علی صاحبِ دستِ بکا نور و فیوض کی ذاتِ بابرکات بھی جو سب کو توحید و سنت سے جس قدر اگلا گشت ہے، شرک و بدعت سے اتنی ہی شدید عداوت بھی ہے اور آپ کے متوسلین و قیومین کا حلقہ بھی اسی رنگ میں۔ مثلاً جیسے وہ حضرت سے فضل نہ کر اسی تبلیغ کو قرآن و سنت کی روشنی میں عوام میں وصال و تفسیر سے پھیلا سکتے ہیں۔

لے آپ نے لفظ "سید" پر جو حسی اور مجاہدہ کا انداز ہے، صاحب بھی ہیں، ایدھے تو اپنے آپ کو "سید" و حیدر و عارف اور غریب کے ہونے کا اعلان بھی کرتے ہیں اور آپ کا دل صبر و سحر و حاکم کیسے کاؤں کیسے چھوچا نوراً ہے۔ آپ سداً حاضر ہیں جتنے عارف و مجاہدین

اور جن لوگوں کی جانب کو شرک و بدعت سے کچھ انس تھا وہ توحید و سنت کی اس تبلیغ کو ٹھنڈی نظروں سے نہ دیکھ سکے اور انہوں نے ان دو ایمان توحید و سنت کے خلاف دو بات اور امانت رسول و خیر امت کے اوچھے ہمتیار استعمال کرنا شروع کر دیے اور بڑے زور و شور کے ساتھ پرستار توحید کی اس جماعت کے خلاف یہ ناپاک پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا کہ یہ بدعتی ہیں، دشمن رسول ہیں، آئمہ و اولیاء کی عظمت کے منکر ہیں (والعیا ذابند)

یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں سیال شریف کے عبادہ نشین قرالین صاحب اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ کو ایک موحہ عالم کے ساتھ مسئلہ علم غیب پر گفتگو شروع کر دی۔ موحہ عالم نے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں سورہ انفام کی یہ آیت پیش کی۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِلْمٌ بِرَحْمَةٍ
خِزَائِنِ الْغَيْبِ
اور ترجمہ یہ کیا: کہ اے رسول! آپ کہہ دیجئے
کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں
(الانفا ۶۴ = ۵۰)

اس پر عبادہ نشین نے کہا کہ آیت کا یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس طرز سے کہ۔
”اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے اللہ کے ہیں اور میں تم کو نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں۔“

موحہ عالم نے کہا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور کسی متبر مسلمان ایسا نہیں کہتا، مگر سچا و نشین اپنی بات پر قائم رہے پھر موحہ عالم نے قرا صحابہ کا واقعہ پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شتر جلیل القدر صحابیوں کو تبلیغ و علم و عبادت شریعت و شریعتی دورہ فرماتے ہیں اس دورہ میں آپ کی تلمیذین کی جماعت کے ساتھ ہوتی ہے جن کو بعد ازاں ائمہ تیس یا تیس تک پہنچ جاتی ہے کھانے پینے و عروج و زوال کا کل سامان آپ کے ساتھ لائیں پر بلا ہوتا ہے یہ قافلہ کسی دورے میں عمارت قائم کرنا ہے اور محض خاصا و خاصہ تبلیغ حق کا فریضہ انجام دینا ہے۔ موانع کا زیادہ تر حصہ دعوت توحید و سنت پر مشتمل ہوتا ہے جو لوگوں کی مخالفت کا نشانہ بنی ہے۔ اس نیک کام کے آغاز کو قرینا و اسان کا مہم جو ہے کہ اللہ کے سیکڑوں بندوں کو اس کے ذریعے سے بھلائی عطا ہوئی اور وہ شرک و بدعت سے تائب ہو کر توحید و سنت پر قائم ہو گئے۔ غور فرمائیے: روایت و آثار و علوم و عقائد جو کچھ آپ کا مہم جو کام تھا استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد غیب اور علم غیب کی بات و اس کا علم ہے۔

کے لئے ایک دفعہ بھی اور میں قبائل کے لوگوں نے دھوکہ دیکر انہیں نہایت بے دروی سے شہید کر ڈالا جس پر حضرت کو سخت رنج ہوا۔ پس اگر حضرت کو یہ انجام پسنے سے ملوم ہوتا تو کبھی تپ دیتے۔

مجاہد نشین نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضورؐ کو پہلے سے علم تھا کہ یہ سب شہید کر دیتے نہ نہیں گئے۔ اس کے باوجود آپؐ نے ان کو بھیج دیا تھا۔ غرض کہ اس طرح ہلکے سوانی۔ اخیر میں سجاد انشین صاحب نے اپنا حال سبھٹ اور مناظرہ کے لئے زور دیا اور فرمایا کہ میں اہل علم کو بھی اپنے ساتھ لائے گا۔ مگر ہمارے استاد اس تجویز سے انکار کیا اور فرمایا کہ مناظرہ کے بارے میں مجھ پر اتنا تجربہ اچھا نہیں ہے کٹر ہوا جوتلست کہ ہمارے مخالفین مناظرہ کرتے ہیں اور ہفت ہفتین پہنچے اور کبھی جلد حوالہ کر کے کہاں دیتے ہیں اور کبھی اپنی کہہ رہی محسوس کر کے فساد کرتے ہیں۔ اچھے علم کو اس کی تکلیف ہوتی ہے اور اچھے تربیت کی زیر بانی بھی ہوتی ہے۔ ویسا کہ ہر درجہ جراتیوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔

مجاہد نشین صاحب نے مناظرہ پر بہت زور دیا اور فرمایا کہ: "اے نبیؐ کو میں اپنی جماعت کے دیگر علم کے ساتھ یہاں عزت پہنچوں گا۔ مگر وہ عالم نے فرمایا کہ اگر آپؐ کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر یہ چھاپ کر کہ کوئی تیرا جھگڑا کرے گا تو میری وجہ ہو تو آپؐ کا چنانچہ اس کے لئے ضلع سرگودھا کا مشہور مقام سادان "مقرر ہوا۔

بنیاد مناظرہ کے طور پر فریقین نے اپنا اپنا مقصد بھی قلم بند کر دیا۔ پہلے موعظ عالم نے یہ عقیدہ ان مخالفین کا ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ہے۔ مگر کوئی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر وقت ہر چیز کو جانتے تھے تو وہ ہماری نہیں ہے وہ کا خربت ۱۱

اس کے بعد مجاہد نشین صاحب نے یہ عقیدہ لکھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کائنات پرانی علم سے توفیق کا ہم عید ثابت کیا ہے۔ مگر سادان نے فرمایا کہ آپؐ کو کھنکھالی میں تھی اور آپؐ نے کھنکھالی کی تیرا کہہ رہے ہیں اور آپؐ کا حق عقیدہ ہر دعوت صاف تھی۔ اس پر سجاد انشین صاحب نے یہ عقیدہ لکھا کہ لفظ میں تھا۔

۱۲۔ اللہ کریم نے رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء کا علم اور اچھے علم کی جانتے ہیں جو

شخص اس عقیدہ والے کو کافر کہے دو خود کا خیر ہے ۔ فقیر قمر الدین ،

ای تمام چیزوں کے طے ہو جانے کے بعد سرفرد علمائے مناظرہ کے لئے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی میر
الفرقائی بریل کو مخلص حالات لکھے کہ رحمت الہی ۔ نیز حضرت مولانا شاہ حسین علی صاحب لد حضرت مولانا احمد علی صاحب
بیر دھن صاحب الدین لاہور نے بھی مولانا مسیح کو تحریر فرمایا کہ میں مناظرہ کے خیر کوئی اہمیت اختیار کر لی ہے لہذا
آپ کی شرکت و ہمیں اور نسبت ضروری ہے ۔

اگرچہ الفرقائی کے اتمام سال کی وجہ سے یہ وقت ہر وقت کے بستہ ہوا و مصروفیت کا تھا مگر حضرت مذکورین
کے اصرار نے مجبور کر دیا اور آپ نے شرکت منظم فرمائی اور ۱۳ ذی الحجہ کو بریلی سے روانہ ہو کر مولانا کی شام کو آپ مولانا
پہنچے تھے ۔

مجھ و میر حضرت مولانا شاہ حسین علی صاحب لد حضرت مولانا فضل کریم صاحب ہندوالی ۔ مولانا صاحب
شمس الدین صاحب کسپوری ۔ من ہستروانی صاحب مدنیہ مجاہد پورہ گوہر آباد و کشین الدین صاحب مدنی سے
والہ پنج پکے تھے ۔ پھر ۱۶ ذی الحجہ کو حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن علوم الدین لاہور و حضرت مولانا
شہاب الدین صاحب خطیب جہان مسجد چوہدری کارنوں پور و حضرت مولانا عبداللہ خان صاحب خطیب جامع مسجد شریلی
لاہور و حضرت مولانا کریم بخش صاحب یہ غیر گرفتار کراچی لاہور ۔ نیز بعض دیگر علمائے کرام بھی پہنچ گئے مناظرہ کے لئے
میں کا وقت تقریباً لیکن فرقہ ثانی کے مناظرین وقت پر محدود پہنچ گئے ۔ اس لئے بارہ بجے کے بعد کاروائی شروع ہو گئی
پہلے فرقہ ثانی کی طرف سے صاحب اکباب ہوا ۔ جس وقت تہذیبی جانب سے حضرت مولانا عبداللہ خان صاحب خطیب
جامع مسجد شریلی لاہور کو منتخب کیا ۔ اور فرقہ ثانی نے مولانا کریم بخش صاحب مدنی سے منتخب کیا جو کہ اپنا منصب
منتخب کیا ۔ سب سے پہلے استاد کے سوالیہ گفتگو ہوئی ۔ اور خدا کا شکر ہے کہ صرف فرقہ ثانی بہت کموشی دور
میں غلطی نہ ہو گئی ۔ بلکہ شرعاً غلطی نہ تھی ۔

۱ ۔ مناظرہ مولوی منور الدین صاحب لاہور و مولانا کریم بخش صاحب مدنی نے تحریر فرمائی جو کہ جو کہ
لکھے ہیں پہلے مولوی منور الدین صاحب کی تحریر پر بحث ہو گئی جس میں ان کے فرقہ ثانی کی حیثیت مدعی کی ہو گئی
اس کے بعد صاحب مولانا کی تحریر پر بحث ہو گئی اور اس میں ان کے فرقہ ثانی کی حیثیت مدعی کی ہو گئی ۔

۲۔ ہر بحث میں کسی کی تقریر پر ان کے آخر میں ہوگی۔

۳۔ ہر بحث کے لئے ایک چار بجنے وقت ہر کہ۔

۴۔ ہر بحث میں ہر روز کی پہلی پہلی تقریر ۵۔ اہمیت کی ہر کہ میں سے بعد میں اس مسئلہ کی۔

اس کے بعد مناظر میں کی تقریر ہوتی۔ مولوی عبداللہ صاحب نے چشیت صمدی صاحبہ حضرت

اعلان کیا کہ ہماری طرف سے حضرت مولانا محمد منظور صاحب خاں نے تقریر فرمائی۔ "مناظر میں سے اور فریق ملنے کی طرف سے مولوی کریم الدین صاحب نے اعلان کیا کہ ہماری طرف سے مولوی شمس علی صاحب مناظر میں کے۔

ان تمام افراد کے ہوا کرتے تھے جو جلسے کی جڑی دہریہ تھے کہ اس مولوی گفتگو میں مولوی شمس علی صاحب

اور ان کے تعلق تھا۔ بعد ان کے بعد مولوی افغانی کا کوئی موقع ملا۔ یہ کہ وہ یہ حضرات اسی وقت برل سے آئے تھے اور کوئی مشورہ

اس بارہ میں پہلے سے نہ ہو سکا تھا۔ ایک شہر اعلیٰ گفتگو مولوی کریم الدین صاحب نے شروع کی۔ یہ تمام چیزیں ملے ہو

میان کے بعد نماز عصر کے وقت کا اعلان کر دیا گیا۔ جلسہ نے اس میں بعد ان سے مناظر میں نماز باجماعت مولوی افغانی

پہلی دہریہ۔ مولوی شمس علی صاحب نے مولوی کریم الدین صاحب وغیرہ کو کوئی خاص شی پر حوالہ دیا کہ ان کا تصور ہر شہر

جد فرزند نماز حرج کا دعائی شروع ہوئی۔ ان فریقوں کی طرف سے بے سند و شرع میں یہ رسم باقی شروع ہو گئی اور

بہت زیادہ وقت۔ ان کی تہذیب و تمدن کی جہت کی طرف سے ان کی ترمیمات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور انکار کا یہ نتیجہ

شرائط میں یہ مناظر شروع ہو گیا جس کی کیفیت صحت ۵۔ بعد میں ان کی کتب کی ہے۔ اگر کیفیت کی ترمیم میں جو

اس کا چرخیانہ کھیت کر کسی فریق کی کوئی دلیل ہو کوئی بات بھی نہ کرے نہ وہ جانتے بلکہ ان میں ممکن ہو سکے تھا

اور ان کے مولوی بھی رعایت کی گئی۔ اس واقعہ سے یہ مناظر میں کھیل جاتے کہ کسی متفقہ نہ ہو۔ اور ان میں ایک ایسی

کلی شامی شہوانی ہو۔ اس میں ہم جو غیر معمولی کامیابی ملی اس کے لئے ہم اپنے منہ پر ہر فرد دست و پا

حکایت ان کے صاحب بنی کے کہ ان کے شکر گزار ہیں۔ آپ ایک اعلیٰ دہریہ کے اور فریق ہیں اور قدرتی کے قلم

کے میں آپ کو خاص مہم ہے۔ آپ اس مناظر میں شریک تھے۔ آپ نے فریقوں کی ہر ہر پہلی تقریر میں کلام

کی تقریر ان کی اس بارہ وقت سے ہم کہ جڑی دہریہ جو حضرات ہیں۔ ان کے لئے فائدہ تھا۔ ان کے لئے فائدہ تھا۔ ان کے لئے فائدہ تھا۔

ساتھ مرسوم کے لئے ان کے لئے فائدہ تھا۔ ان کے لئے فائدہ تھا۔ ان کے لئے فائدہ تھا۔

دو خداؤں کے متعلق دو ضروری نوٹ

۱۔ کسی ایسا بھی ہوتا تھا کہ زمین کی بعض تقریریں میں کوئی نئی بات نہیں ہوتی تھی اور نہ پہلی سی باتوں کی تکرار یا

توضیح و تشریح ہوتی تھی۔ ہم نے ہرگز یہ کہ ایسی تقریریں کو نظر انداز کر دیا ہے اس کے علاوہ اور تقریریں بھی ہم نے بلا حاشیہ تکرار کو حذف کر دیا ہے۔ یہاں یہ بتلادینا جو ادا قرص ہے کہ جو ضروری تکرار زیادہ تر معمولی حشرات ہی صاحب کی تقریروں میں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے ان کی تقریریں ہمیں کہیں چھوڑنے پر مجبور نہ ہوئے تھے۔ صاحب نے ان کی تقریروں کے مقابلہ میں زیادہ مختصر نظر آجائے گی۔

۲۔ نیز ضروری حشرات ہی صاحب کی تقریروں میں بعض اوقات اس قدر سوچیت و انا پرانی ہوتی تھی اور اتنی فلیٹ اور متضام نکالیاں ہوتی تھیں کہ ان کو انسانی شرافت کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ ہم نے ہی کو بھی بالمشہد ہی وہ انداز سے حذف کر دیا ہے اور جو بعض سخت اور دل آزار کلمات ان کی تقریروں میں ہم نے نقل کئے ہیں وہ صرف اس لئے کہ چاہتے تھے کہ ان کو ان کی وجہ سے اور تہذیب و شرافت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

مکرم ناظرین کو ہم یہ بتیں فرمادیں کہ اللہ کی جگہ لایاں ہم نے عقل کرنا ہے جو بڑی میں وہ مشغول ہے اور چاہتا زیادہ صحت اور قیاس و تحقیق ہی کو بڑا قلم نقلی کسے پر بھی قائم نہیں ہوا۔

بن حشرات نے مولوی شمس علی صاحب کا کوئی مشغورہ اس سے پہلے کہیں نہ دیکھا تھا اور خود راقی احموت بھی ان ہی میں سے ہے اور وہ حیران تھے کہ ایک شخص "مولوی" عالم اور ایک جماعت کا رئیس کیونکہ بھگوان اور نقیب ہو کر تہذیب و مہانت اور اعلیٰ وقتا سے کس درجہ عاری ہے۔ درحقیقت یہی رنگ ہیں جنہوں نے اپنے کردار سے علماء کو گرا کر ہانگ کر دیا ہے اور عالمی تہذیب کے خلاف قوم کے ذہن و فوجوانوں میں ایک عام فساد پھیل دیا ہے۔ عمار کی جڑ سے دے اور قوم کو وہ جیسوٹ عطار قمار لے جس سے وہ ملے۔ اور عالم بنا۔ بیزبانی بین میں تیز کر سکیں۔ اس مختصر تبصیر کے بعد ملاحظہ فرمائیے، اصل مشغورہ :-

بہیز محمد عطار لڑتے قاسمی کا نشانہ

ریت الہی ۱۳۵۶ھ

مناظرہ

پہلا دن

بعد از ختم مسنونہ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

فاضل مجتہد فاضل دہم حضرت مولانا! اس وقت علم غیب کی بحث ہے اور جبکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن راشیہ کا علم کی تفصیلی لفظ ہر وقت حاصل ہوتا رہتا ہے جس کی تائید کے ساتھ ہے اور اس میں اس کا کوئی شک نہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو قرآن کریم نے باسناد کثیرہ میں بیان فرمایا ہے علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اجماعیہ اس کی شہادت اسے رہی ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ آج تک امت کے کسی ایک عالم نے بھی اس چیز سے اختلاف نہیں کیا حتیٰ کہ ہمارے فاضل محاسب مولوی مشتاق علی صاحب کے یہ اعتراضات مولوی مولوی محمد رضا خان صاحب جن کو اس قلم کے سائل پر بہت زیادہ غور سے وہ بھی اس کے قائل نہیں چاہتے وہ بڑی شہسوکتانہ کلام دالہ کی ہے۔

میں تمام فرماتے ہیں

وَلَا تُفْتِنُ بَعْضُ النَّاسِ بَعْضًا

بَعْضُ النَّاسِ بَعْضًا

میں نہ کہ جس سے

بہرہ برہیدے، جو کہنے کے اس جز سے فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب کو کہیں آفاق سے دور ہے سے پہلے مولوی مشتاق علی صاحب سے اس ناچیز نے جس قدر مناظرے کر کے ابھی سب میں انہوں نے بھی اپنا حصہ دیا میں مزید فرمایا کہ جس کا کبر سے اس تحریر کی ثبوت بھی موجود ہے مگر معلوم نہیں کہ یہاں مولوی مشتاق علی صاحب پر

اسی عقیدہ کے انکسٹ گھنٹو گریں گے یا میدان کے ماحول اور اپنے لانے والوں کی رعایت کرتے ہوئے جلجلی کی حاجت
گریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وقت اور ہی حشرات علی حدیب کے لئے بڑی آزمائش کا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
اس کی شکل کرمان کرے۔

اس کے بعد میں اصل مسئلہ پر گلاؤں شروع کرتا ہوں، معدومین کے توجہ سے نہیں۔

حق تعالیٰ سے غلطہ میں ارشاد فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتَيْتُكُمْ بِالْحَقِّ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُوْنَ ۝۱۰۰ اَتَيْتُكُمْ بِالْحَقِّ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُوْنَ ۝۱۰۰

قرآن مجید کے پہلے سترہم حصہ بہت مسدئی شیعہ رائے علیہ الرحمۃ اس کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”یہ سید کے قیامت آئندہ آئے ہیں جو ہم کہیں ہاں دارم توں وقت را کا جسے از بند
ہر تے را با سچہ کی کہ“

و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت سچے قرآن فہم الراہ میں فرماتے ہیں۔

”ہر آئندہ قیامت آملی مسے صحوا ہم نہاں دارم وقت آں را کا جزا وادہ شود ہر شے
بتاؤ سچہ کی کہ“

ان دونوں ترجموں کا معاملہ یہ ہے کہ قانون جزا و سزا کے برائے کار لانے کے لئے قیامت ایک وقت
مقرر دیا گیا ہے اور ہم اس کے وقت تکھی رکھنا چاہتے ہیں۔

مسئلہ اربعین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنہوں نے عمر قرآن براہ راست رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص دو پرئم قرآنی کی اد فرمائی
تھی وہ اس پریشانی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَتَيْتُكُمْ بِالْحَقِّ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُوْنَ ۝۱۰۰ اَتَيْتُكُمْ بِالْحَقِّ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُوْنَ ۝۱۰۰

تفسیر عارف: تفسیر ابن جریر ۱۱/۱۱۱ ۹۸ و تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۹

یعنی آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے سوا کہیں کو اس وقت نہ آیت
کی اطلاع نہ دوں گا :

اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا تفسیر میں امام تفسیر میں اسی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ الْمَقْرِبِينَ وَمِنْ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ۔ (ابن جریر دہلی کنز)

یعنی میری جان کے مالک کی قسم اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کو ملائے مقررین اور انبیاء
مرسلیں سے لعنت بھی لکھا ہے۔

اور سنائی کبیر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی آئمہ تابعین مفسرین میں سے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لَعَنَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَالْأَنْبِيَاءِ أَحَدُ الْأَوَّلِينَ أَخْفَى اللَّهُ
حَسَنَ بَيْتِهِ الْأَنْبِيَاءِ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۹)

یعنی نبین و کرام میں سے ہم سے پہلے مخلوق ہے (یعنی جن والنس اور اولاد) یعنی سب سے
اللہ تعالیٰ نے قیامت کا نام مختص رکھا ہے؟

یہاں تک اس آیت کریمہ کے متعلق میں نے صرف بعض صحابہ و تابعین کے ارشاد و روایت پیش کئے ہیں۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کے اثر تفسیر مثلاً امام ابن جریر طبری و حافظ ابن کثیر دمشقی و علامہ طبرسی و خاتون و خطیب
شیرازی و علامہ ربیع بن صلیب اور دیگر محدثات نے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی مضمون کو ادا کیا ہے جس کی
تفصیل آپ میری کتاب در بارق الغیب میں احمد و مسالمت قسط دار العربیہ میں شائع ہو چکی ہے۔
ملاحظہ فرمائیے کہ یہ تین دفعہ بت اس آیت کی تفسیر میں اس بات پر متفق ہیں کہ اس میں حق تعالیٰ نے اپنے
اس ارادے کو ظاہر فرمایا ہے کہ قیامت کی غم گھڑی کا پتہ ہمارا سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں یعنی کسی کو
بتلانا نہیں چاہتا۔ اور اللہ تعالیٰ فضائل انبیاء و مرسلین ہے وہ جو ارادہ کرے وہ ضرور ہوتا رہتا ہے۔
چنانچہ اس کا یہ ارادہ بھی پراخ ہوا اور اس نے کسی عرب سے مغرب مخلوق کو بھی اس کا علم عطا نہیں فرمایا۔ قرآن مجید
میں تقریباً پندرہ جگہ اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ قیامت کا علم صرف خدا ہی کو ہے اس کے سوا کسی کو نہیں
ہے۔ یہی ہے ایسا آیت میں اس وقت اظہار پیش کرتا ہوں۔ سورتہ اعراف میں ارشاد ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّاهِدِ آيَاتِنَا نَبِّئْهُمْ سَلَامًا قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَتْنِي رَبِّي

لَا يُجْعِلُهَا فِي قَتْلِهَا إِلَّا هُوَ قَطَعَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فِي
ثَلَاثِ حُكْمٍ إِلَّا بَقِيَّةً يَكْفُلُونَكَ كَمَا تَكْفُلُ حَيَّيْنِ عَنْهَا ثَلَاثُ إِنَّمَا عَلَيْهَا
عِنْدَ اللَّهِ وَلِجَنِّ كُفْرًا ثَلَاثِينَ لَا يَقُولُونَ - (المزمل ١٨٤)

اسی آیت کا ترجمہ کیا ہے اس کے گویا اپنی طرف سے کہوں حضرت مشاویعہ انصاف اور صاحبہ کا ترجمہ
چشم کرنا بری جو اردو کا مستند ترین ترجمہ کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

”تمہارے پوچھنے میں کیا منت کس وقت ہے، تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے سہا جی پاس وہی کھولی دکھا دے گا اس کو۔ پتہ وقت دھاندلی بات ہے آسمان زمین میں تو برابر آدے کی تو بے شمار آسمان کی تمہارے پوچھنے لگتے ہیں جو یا کہ تو اس کا منشا ہی ہے تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس۔“

نظیر کر یہ کیسا آیت ہے لیکن اس کا ہر حرف مستقل طور پر اعلان کر۔ اچھ کہ قیامت کا علم تھا ان کے
سوا کسی کو نہیں۔ اگرچہ یہ آیت اپنے مضمون کے لحاظ سے بہت واضح ہے مگر تاہم مزید تشریح کے لئے جس میں اس کو نظیر
میں چند اکر اور مصرعوں کے ادا ثبات پیش کرتا ہوں۔

سینا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اِنَّا عَلَّمَهَا عَنْكَ رَبِّكَ الْفَصِيرِمْ ذُو الْعِيسِ
اِنَّا عَلَّمَهَا عَنْكَ يَسْتَبْنُو بِعِلْمِهَا فَلَمْ يُطْلَعْ عَلَيْهَا مَلَكًا وَلَا رَسُولًا -

قصیرین جریر ی ۴۹ ص ۶۱ و قصیر خلج ۲ ص ۲۶۵ :

یعنی دقت و درست کاری اس نصابی کویڈ اس ٹے اپنٹے ہی لئے اس کو فہم کر گیا ہے پس ہمی فاسطے
 نوکسی فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے نوکسی رسول کو :-

مرد حضرت قتادہؓ فرمائی: **شَايَئُهَا مِنْ لَدُنِّيكَ** کا تفسیر میں فرماتے ہیں

يَقُولُ جَلَمًا إِنَّ اللَّهَ هُوَ يُجَلِّئُهَا لِزَيْنُهَا لَا يَحِلُّ لَهَا ذَلِكَ إِلَّا اللَّهُ .

تفسیر آیہ جبر ۳۵ ص ۷۷

۱۱ حضرت موسیٰؑ اہل بیتؑ نقلت فی السموات والأرضین کی خبریں دہلتے ہیں۔

يَعْلَمُ خَيْبَةَ فِي السَّمُوتِ وَ زَاهِبِ ذَاكُمُ يَعْلَمُ وَيَا مَعْشَرَ
مُجْرِمِينَ مَلِكٌ شَقِيحٌ وَلَا تَنْتَظِرُوا يُسْرًا .
تفسیر بن جریر ج ۹ ص ۹۰
یعنی وقت قیامت کو اگر کسی سے قرب فرشتہ یا مائتہ ذکر کرے فرستادہ پیر ، وہ تمام زمین و آسمان
کی مخلوق سے مخفی ہے۔

اور امام ابن جریر رحمہ اللہ : قَدْ ثَمَّاءُ عَلِمْنَا مِنْ رَبِّكَ لَا يَخْلِبُهَا لَوْ قَبْتُمَا إِلَّا هُوَ
تفسیر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ أَهْمَرْتُمْ تَبَتُّوْا تَعَالَى نَبِيُّهُ مَعَهُمَا إِبْرَاهِيمَ
عَمِّي شَاعِرٌ بِأَنَّهُ لَا يَسْلَمُ ذَكَتُ يَأْمَاهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى
لَعَبٌ وَ آتِلَهُ لَا يَخْبَهُ لَوْ قَبْتُمَا وَلَا يَسْلَمُ خَيْرٌ خَلِّ وَ حَكْمُهُ -

تفسیر بن جریر ج ۹ ص ۹۰ :

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر پیر حضرت آدم علیہ السلام کو رکھ کر پانچ سو کو کہہ کر آپ
سے قیامت کے وقت کا سوال کیا ہے کہ میں ان کو آپ پر جواب دیں کہ میں نے وقت خاص کا خواہش عالم
کے سراگسی کو نہیں اور یہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرتا تھا و درود میں اس کی کچھ خبر نہیں۔

پھر آیت ہا کے آخر میں تَعَالَى اَللَّهِ جَسَعًا جَسَدًا اَللَّهُ كَيْفَ يَكُونُ فِيهِ اَلْاَمْرُ اَمْرًا
مُرَكَّبًا . مَعَهُ قُلُوبُ يَأْمَاهُ بِنَا بِلَيْكَ غَنِي وَ ذَكَتُ شَاخِرٌ وَ حَيٌّ
فَيَسْأَلُ لَا يَسْأَلُ بِيْكَ وَلَا يَسْلَمُ بِهِمُ اَللَّهُ اَلَّذِيْ يَسْأَلُ
خَيْبَ السَّمُوتِ وَ اَلْاَرْضِ وَلَكِنْ كَثُرَتْ اَسْوَاسُ لَا يَعْلَمُونَ
اَنْ ذَاكَ لَا يَعْلَمُ اَللَّهُ نَظَرُ كُلِّ يَكْفُورٍ اِنْ عَلِمَهُ وَ يَكْفُورُ
جَنَّةُ يَخْلِبُ خَلْفَهُ . ابن جریر ج ۹ ص ۹۰

یعنی میں تعالیٰ کے اس فرمان کو طلب یہ ہے کہ اسے اللہ علی اللہ علیہ السلام آپ وقت قیامت کے
سوالی کرنے والی اس جہالت سے ذرا بچے کہ اللہ کو اس کا علم نہیں اور اس کو خدا کے عالم و خبر کے سرگرم

نہیں جانتا جو اسلمان زمین کے تمام مخلوق کا جاننے والا ہے لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت سے نادان ہیں کہ اس کا علم صرف خدا ہی کو ہے اور وہ لگائی کہے ہیں کہ اللہ کی بعض مخلوق کو بھی شہادت کے وقت غلام کیا گیا ہے !

اس مسئلہ میں بعض مفسرین کی تصریحات سمجھنے اور بھی پیش کرنی چاہئیں لیکن اب وقت بھر جانے کی وجہ سے آئندہ کے لئے چھوڑنا ہوں۔ جتنی چیزیں میں نے اسباب کتب پیش کی ہیں ان سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام کے وقت غلام کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہے اور اس نے اپنی کئی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا۔

مولوی حسرت علی صاحب ایک عربی طلبہ کے بعد میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میں: **رَبُّنَا وَمَا بَيْنَنَا وَمَا لَكَ لَشَخَوْتٌ وَ**
وَالْأَدْنَى وَمَا لَكَ أَتَجَسَّسُ وَالنَّارَ وَمَا لَكَ التَّوَجُّرَ وَالْعُتْبَ وَمَا لَكَ رِقَابَ الْإِنْعَمِ
اور میں جیسے بہت سے کلمات تھے۔ نیز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کئی میں بھی قریب قریب سی قسم کے توضیح موزع الفاظ تھے۔

پیارے بھائی! اسلمان زندہ ہے اس فرج ہمارا خدا بھی زندہ ہے۔ ہمارا پیغمبر بھی زندہ ہے اور اس کے سوا کس کو زندہ بھی نہیں۔ آپ نے دیکھا اس مجلس میں رعایت سے حضور خدا کے محبوب علام الغیوب کا کیا شہادت ہوئی؟ ظاہر ہوا۔ دوسری نظر صاحب ایک سو قد عالم کی طرف سے پتا بہت کہنے کے لئے کھڑے تھے کہ سبالی شریف کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ قرہ میں صاحب بلفہ العالی مان کے تمام عربیوں جیسا کہ سبالی شریف کی گدی کے تمام اہل علم و ایمان سب کے سب کافر ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجزہ اور حضرت صاحبزادے صاحب کے کرامت دیکھ کر مگر مومنانوں کے دیکھ کر مومنانوں صاحب نے کفر کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا کسی کو بھی کو کفر ثابت نہیں کیا۔ شہنشاہ سورت ترقی مسست گوانچست۔ مگر یہاں اس کا الٹا ہوا۔ یہی جیست گوانچست۔ اسے سوا ہی صاحب: سب آباد آئیں صاحب کو اور دوسرے مسلمانوں کو کافر ثابت کرنے کے لئے اتنی اور کام کر کے کہتے مگر آپ نے بے نظریوں سے نہیں کہا کہ غار ہوا: سوا غاروں کے نہیں کہا کہ سوا دت ہو۔

آپ تمہارے کوسلمان کرنے کے لئے نہیں گئے۔ بلکہ اپنے آپ سے کہنے کا فرق کر مسلما بن بنایا ہے۔ آپ یہاں مسلمانوں کا کافر بنانے کے لئے آئے۔ لیکن آپ کو کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے، مگر میں کہتا ہوں کہ آپ کافر ہیں۔ آپ کے ہاتھ تلے کافر ہیں۔ چاہے آپ کوسلمان کہتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ مگر بہت فرق ہے۔ مگر جسے فرقہ مکیا جیسے شہوت مانگتے ہیں۔ اسی کا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر جو کہیں آپ کا پورا انصاف ہوں اور آپ مجھے خوب جانتے ہیں۔ اس لئے آپ کبھی بھی اسی بحث کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ۔ حضرت کو قیامت کا لام نہیں تھا اور معاذ اللہ حضرت جاہل تھے۔ اور پھر آپ سلمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔

مستی بھاریو ! تیب نے دیکھ لیا۔ سواری منظور پر ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے جس کو حضورؐ آگے بٹھانے
 لگے۔ کیا اس کے بعد بھی وہ مسلمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں، آپ نے کلمہ قیامت کے سلسلے میں جو آیتیں پڑھی ہیں
 میں سبھل لا۔ آدمی کے منظر اذان میں ان سب کے جوابات آپ کو دے چکا ہوں۔ میرے تخیل میں آپ کے منظر میں آپ
 سے پوچھا تھا کہ اے خداؤ! انجمنہا میں خطائے مطلق ہے یا مطلق، خدا آپ ہی اہل امکا کوئی جواب دیں گے
 تھے۔ پھر میں نے آپ سے آدمی میں پوچھا وہ ان بھی آپ اس کا کوئی جواب دیں گے تھے۔ اب میں آپ
 سے یہی پوچھتا ہوں۔ آپ پہلے میرے اس سوال کا جواب دے دیجئے اس کے بعد آیت سے استنباط لائیے۔
 ”سواری ثابت رہے گا کہ اس بیت میں حضورؐ کا ذکر کہاں ہے ؟

اورے سوئی چاہیہ : آپ کو کچھ خیر بھی ہے ، مفسرین نے کتابت کے وقت قیامت کے اختتام میں یہ حرکت ہے کہ جو سماجی و دینی بیو حاضریہ اور انبیاء عظیم علیہم السلام جو تھے میں اس لئے ان کے متعلق یہ شلوہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اسے اختصار کی کوئی وجہ نہیں۔ دوسری آیت جو نہایت سورتہ اطراف کی چیز کی ہے اس میں شدت کا نہ صرف اس لئے کہ اس میں وہ صرف علم و ادب کی بات ہے کہ اس کے واسطے تو اس کی جناب میں تعالیٰ ہے لہذا وہ آیت نہایت گہرے معنی سے بالکل جبر متعلق ہے۔ علامہ انیسویں میں یہ کہاں ہے کہ بعد میں بھی حضرت مکیہ علم نہیں دیا جائے گا۔ اور ہوا دوسری یہ ہے کہ دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے حضور اکرم کو تمام علوم عطا فرما دیئے گئے تھے۔ پس اگر پہلے کسی وقت میں کسی خاص علم کی حضور سے فتنی بھی کی گئی ہو تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں ہے۔

مومنو! آپ کہ ان تمام باتوں کا جو محبوب پہلے مناظروں میں سامنے لکھا ہوں، اگر آپ نے
 آپس میں پرائی، ایسے میں اگر کسے ہر قسم کے غلطی پیش کیجئے اور بہت مروت و انانیت سے
 سے کفر کا ثبوت لیجئے۔ گیب کے بعد ابھی تو مرقہ ملا ہے آپ چاہتے ہیں کہ وہ وقت پر ہی ملے گا۔ انہوں میں سے
 ضائع ہو جائے ہیں اس پر توبہ کو نہیں بھیجی ہو گی گا اور آپ سے کفر کا تفریز کرنا کہ بہت ہی کم ہے۔

پڑا لکھو کہ کبھی دلی مجلسوں سے کام نہیں

جنا کے خاکے سے نہ کر دوں تو دروغ نام نہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی
 بعد حمد و مصلوۃ، حاضرین کرام: آپ صحت شریف سے
 مخاطب ہو رہے ہیں حضرت علی صاحب کی جوابی تقریر سنیں وہ سب

اس وقت میرے منہ سے جو کلمات کہے ہیں، اعتراض کرتا ہوں کہ ان کا تو کب تک جواب آئے گا؟ میں بالکل
 عاجز ہوں۔ یہ فرق مولوی صاحب ہی کا آتا ہے اور انہی کے لئے یہ سب ہے۔ میرا جواب حافظہ کشیدہ کی زبان میں
 صرف یہ ہے۔

ہر دم گنتی و غز سسندم حفاک اللہ کو خوشنستی

جواب تھانے سے زبیر صاحب علی شکر خارا

ہر حال میں آپ کی دو ساری کتابیں سماعت کریں۔ البتہ آپ کے لئے جو محنت تھیں وہ ان کے لئے تو بہت محنت تھی
 پر یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جس قدر اقدس صلہ اللہ علیہ وسلم کو جاہل کتا رہا جا جا رہا ہوں اس کو میں صحت نہیں کر سکتا
 و آپ کو صحت صاف بہتر دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس کے بعد یہ نصیحت کر آپ نے اس سے کلام تو انجانہ دو جو
 جس کو آپ دیکھیں گے اور اس کی تمام ہمدردی صورت آپ پر ہو گی۔ آپ کو اگر کانیاں دینا کا شوق ہے تو آپ کچھ کر
 گا ہاں اسے لیجئے، اس پر بھی یہ سب دیکھتے تو میرے ساتھ دینا ہی کو دے لیجئے۔ اس پر بھی یہ سب دیکھتے تو میرے
 آج وہ جدا کو دے لیجئے میرے دوسرے بزرگوں کو دے لیجئے۔ لیکن بہت اس پر میں کسی صاحب کو کہہ کر کہوں لیکن اس
 حکم کے لپائے کہ مولانا صاحب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دینا چاہتا ہوں میں یہ کہہ چکے کہ ابھی سننے کے لئے
 تیار نہیں ہوں۔ جہاں سے لے لیا میں عزیز ترین مشاعرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہر سوسے مقدس ہی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ محاذِ اشد پر حضرت صل اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ایسا کوئی خیال نہ رکھتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ یہاں سے
 کوئی گھر کوئی پڑوسیب ہمارے سامنے ایسے گستاخاں کھاتے زبان سے نکالتے تو ہر ایک لمحے کے لئے بھی اس کو دنیا میں نہ دیکھنا
 رہتے ہیں مگر خود اس زمانہ میں خود ہی حق ہو جائیں، ملامتیں جوئی کے تمام دشمنوں کو ہلکا پیچھا ہے۔
 جو میں چاہو تو حساب سے لو جو مال مانگو تو مل دیں گے
 مگر یہ ہم سے نہ ہو سیکے گا بھئی کا حساب وہ جلائی دیں گے
 ہر حال میں ایک دفعہ پھر آپ کو خبردار کرنا ہوں کہ آپ کے بعد یہ ناپاک لڑکائی سے نہ نکلے اور نہ انکو خطرہ
 ہوگا۔

آپ نے نہیں اور مومنہ عالم صاحب کو کافر کہہ کر مشہور کیا ہے پوری کشتی کی ہت جس سے آپ کا
 مقصد صرف یہ ہے کہ یا تو مرنے والے ہر ہر ہم جو ہلکا یا میں غم غریب کی صورت کو چھوڑ دو سر پر بھی نہیں نہایت
 کروں اور آپ کو جگہ آپ کے ساتھ طائفہ کی گزریاں ہشت از باہم نہ ہونے پاؤں۔ لیکن یہ نہیں کہہ کر اشد آپ
 کی کوئی آرزو میں پوری نہ ہوگی۔ البتہ اگر فی الواقع آپ کو میرے یا مومنہ عالم کے حق کوئی بحث کرنی ہے تو اس وقت
 اس کے لئے بھی وقت ہے کر لیجئے۔ "مگر غریب" کی اس بحث سے قانع ہونے کے بعد اس پر بھی غصہ ہو جائے گی اور
 کافروں کا کفر اور مومنوں کی ایمان سب سے بڑھ جائے گا۔ لیکن آپ یہ ہیں کہ غصہ بہت ہو جائے گا۔ علم غریب کے
 شہرہ اصولی بحث سے آپ کی جانی ہیبت ہائے سرفشا، اشد ایسا نہیں ہو سکتا اور آپ کی یہ کوشش بالکل بے کافری
 ہے۔ آپ کے سامنے وہ بات ہیں کہ بارگاہِ آپ کے ساتھ وہ بھی آئے ہیں۔

غفلت اشکار کی نہ ملوہ دام باز چسپیں

کون ہاں ہمیشہ باوہرست است و امر را

ہر آپ نے ایسا غریب و غریب بات یہ بھی کہی ہے کہ "مستورہ" کا جزوہ صاحب اور ان کی تمام طاقت
 کو کافر نہ کہتے تھے اور انہیں ان کے لئے تسبیح کیے لفظ بھی نہیں کہا۔ یہ بھی آپ کا حق اور رہا ہے۔
 میری بحث کی غرض یہ تھی کہ عیسائیوں نے ہم اور مومنہ عالم نے بھی جو کچھ اپنی تحریر میں لکھا ہے وہ بھی
 ہمیں کیسے دشمن سمجھ کر "جو کچھ" کے لئے جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ہر وقت ہر چیز کو جانتے رہنے اور مسلمان نہیں

میں کو عجیب انصاف نے نوازا۔ رسولِ علیؑ علیہ السلام حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا مگر انھوں نے کشتے سے کوئی بھی ہوجھنے نہ لایا ۱

مردوں کی مدد سے! پہلے تو آپؑ میرا مرشد اعلیٰ حضرت کے کارناموں پر تو فخر ڈالتے اور دیکھتے کہ انھوں نے کتنے مسلمانوں کو کھڑے گھاٹ آنا چاہا، غازی زانو دھپے گریباں میں تو مڑ ڈال کر دیکھتے کہ آپؑ مسلمانوں کو کھڑے نہیں کرتے بلکہ باگ میں خود آپؑ منہ اسی تقریر میں کیا کی کیا ہے؟ ۲

چھ دلاور اسسست دزدے بکھت چرانے دلاور

خیر تو آپؑ کی خارجی باتوں کا جواب تھا اللہ کچھ انھوں سے کہہ کر اس میں میرا دست کافی وقت منانی ہو گا۔ اس کے بعد میں اصلی موضوع بحث ہوں۔ میں نے اپنے دعا کے شہوت میں دو آیتیں پیش کی تھیں اللہ کی تفسیر میں جس میں محمدؐ کا کرم و تاج میں غلام اور دیگر آئمہ مفسرین کی تصریح کی پیش کرتی ہیں۔ قطعاً سب سے واضح کرتے ہوئے دونوں آیتوں کے متعلق دوسری پرانی اور فرسودہ باتیں لگی ہیں جن کا جواب باہر میں ہی آپؑ کو سے چکا ہوں اور اب پھر عرض کرنا ہوں۔

آپؑ نے ثلثیہ حاضرین پر اپنی علیت کا سکر بخار کے لئے مجھ سے پہچ ہے کہ سورۃ فخر کی آیت میں اختلاف ہے مطلق اختلاف مراد ہے یا اختلاف مطلق یا سنتے ہیں اور اس کے منافیہ میں آپؑ کو متوجہ ہوں کہ یہاں اختلاف مطلق ہے یا نہیں جسے کو تمام یا سنی اللہ سے اختلاف مخصوص ہے لیکن صرف ان ہی میں اختلاف ہے۔

دوسری بات آپؑ نے اسی آیت کے متعلق یہ بھی کہی ہے کہ یہ اختلاف صرف ائمہ گاہوں اور سنیہ کاروں سے ہے نہ کہ انبیاؑ علیہم السلام سے جو مصدق جملے ہیں کہ آپؑ کا یہ خیال بھی محض غلط و سرسراہل ہے۔ اس کی تفسیر میں حضرت قتادہؓ کا لکھنا اور شامیؒ نے اپنی کچھلی تقریر میں پیش کیا تھا اس میں صاف حالکہ مقرر میں اور انبیاؑ ہر مہلک کے اختلاف وجود میں اور نہ مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے ان سے بھی قیامت کا وقت غافل نہیں رکھا ہے۔

حق تعالیٰ نے انہیں ان تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ کا ایک بار شامیؒ میں اپنی پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں جس میں لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ خَلْقٍ خَلَقْنَا وَلَمْ نَرْسُلْنَا کے الفاظ موجود ہیں۔ پس یہ کہنا محض ادعا باطل ہے کہ قیامت کے وقت کو صرف ائمہ گاہوں اور جہادوں سے چھایا گیا ہے۔

دوسری آیت کے متعلق آپ نے ایک بات تو یہ کہی ہے کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے اس کا جواب قرآن ہی کافی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم آپ سے بہت بہتر سمجھتے تھے اور انہوں نے علم قرآن بڑھاد صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا جب انہوں نے اس آیت سے غیر اللہ سے قیامت کے علم عطائی کی بھی نفی نکالی یہاں کہ ان کے اس ارشاد سے ظاہر ہے جو میں بحوالہ تفسیر ابن جریر پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں تو آپ کو کیا کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے۔ علاوہ ازیں علم ذاتی تو حضور کو بلکہ کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں، پھر قیامت ہی کی کیا خصوصیت ہے جو اسی کے علم کو حق تعالیٰ کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ دلیل کہ اس آیت میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے نہایت مہمل ہے۔

ایک بات آپ نے یہ بھی کہی ہے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی آپ کو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا، جو سکتا ہے کہ اس کے بعد حضور کو قیامت کا وقت خاص بتلادیا گیا ہو ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سورۃ اعراف کی اس آیت و نیز قرآن پاک کی بہت سی دوسری آیات میں علم قیامت کے ساتھ حق تعالیٰ کا تفرد بیان کیا گیا ہے۔ پس اگر یہ مان لیا جائے کہ بعد میں کسی مخلوق کو اس کا علم عطا فرمادیا گیا، تو پھر یہ تفرد باطل ہوتا ہے۔ لہذا اسی آیت میں غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قیامت کا وقت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مخلوق کو اس آیت کے نزول کے بعد بھی نہیں بتلادیا گیا۔ یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب تھا۔ اب میں اپنے فقیرہ دلائل پیش کرتا ہوں۔

سورۃ اعراف والی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت امام ابن جریر طبریؒ کے ارشادات میں پہلے پیش کر چکا ہوں، اب آگے سنئے۔

علامہ علی ابن محمد غزالیؒ اسی آیت کے تحت اِنَّمَا عَلَّمَهَا بِحَدِّ رَجُلٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں
 اَمَّا لَا يَعْلَمُ اَمْرُكَ الَّذِي تَقُومُ فِيهِ اِلَّا اللّٰهُ اَسْتَأْذَنُ اللّٰهَ بِعِلْمِهَا
 فَلَمْ يُعْلَمْ خَلِيْفَ اَحَدًا - (تفسیر غزالی ص ۲۵ ص ۲۶۵)

یعنی اس قیامت کے وقت خاص کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لئے اس کے علم کو اپنے ہی لئے

خاص کر لیا ہے اسی واسطے کسی کو اس کی اطلاع نہیں دی ہے ؟

اور اس موقعہ پر یہ قریب ہی مفسرین اہل نبویؐ نے تفسیر معالم الشریعہ میں اور غنیہ شریعیہ میں لکھا ہے۔
 میں اور علامہ نسفیؒ نے دارک التفسیر میں اور قاضی بیضاویؒ نے انوار الشریعہ میں وزیر و ترجمہ مفسرین کلام نے لکھا ہے۔
 اس کے بعد میں ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں جس کا اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ کہ یہ تمام احادیث
 میں متعدد سندوں کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ حضور اقدسؐ کی خدمت اقدس میں حاضر
 ہوئے اور آپ سے ایمان، اسلام، احسان کے متعلق کچھ سوالات کیے جن کے آنحضرتؐ نے جوابات ارشاد فرما
 دیئے۔ پھر میں انہوں نے سوال کیا کہ: **مَنْ هِيَ الشَّعْطَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟** کہ حضرت! کیا مت کب
 آئے گی؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: **مَا أَسْأَلُونَ عَنْهُ بِأَعْلَمَهُ مِنْكَ السَّائِلُ** یعنی کو جس سے
 سوال کیا جا رہا ہے، وہ سوال کرنے والے سے اس بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا۔ لہذا اس کا علم جس حرت کو کہیں
 ہے اسی طرف کچھ کو بھی نہیں ہے۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم صرف
 اللہ ہی کہے اور حضورؐ نے استثناء میں سورۃ النور کی یہ ساری آیت پڑھی: **إِنَّ اللَّهَ بِشَعْوَةِ بَشَرٍ لَّهُمْ**
الْمُتَعَلِّقُونَ اللہ تعالیٰ

اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ قیامت کے وقت اس کا علم سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں ہو گا اور سید المرسلین حضرت جبریلؑ کو بھی۔ لہذا جو صحیح روایات
 میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ واقعہ حضورؐ کی عمر شریف کے آخری لمحہ کا ہے۔ اگلا یہ بیخ بنیادی و مسلمہ القاری
 ہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضورؐ کے پنجہ عمر کے ہی عاں رہا۔ دیکھو مشکوٰۃ ص ۱۰۰

موجودی حشمت علی صاحب گرامی محفلت! آپ نے دیکھا کہ نبویؐ حضورؐ صاحب نے فراموش
 دیکھا بہت اچھے کو سے مگر کھڑے ثروت میں ایک دفعہ بھی نہیں
 کہا۔ نہ اپنے یا اپنے دامن کے کھڑے کوئی جواب دیا۔ میں پھر گستاخوں نبویؐ حضورؐ صاحب تم کا فراموشی کا وہی بھی
 کہہ رہا ہے۔ اگر جنت ہو تو کھڑے ثروت مانگو میں بھی ثروت دیتے کہ تیار ہوں۔ جس میں یہاں میں چہ گلا سے
 بھی گیت۔

میں نے کہا تھا کہ نبویؐ حضورؐ صاحب وہ ثابت کر نہ سکے تھے آئے ہیں کہ حضور اللہ سبحانہ و تعالیٰ

جائی تھے، اس پر مولوی منظور صاحب بہت زیادہ چڑا کر رہ گئے۔

مولوی صاحب ! اس میں غلطی کی کیا بات ہے سب حاضرین دیکھ رہے ہیں تب نے اپنی دونوں تقریروں میں یہ ثابت کر کے لی کہ کشتی کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں تھا اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ حضور صلاۃ اللہ اس سے جانی تھے، بخیر جاننے اور جانی ہونے میں کیا فرق ہے۔ تاکہ ادھر سے پکڑی جائے یا ادھر سے ایک ہی بات ہے، لیکن گراہی کو ناگوار ہوئی ہے تو کیجئے میں اب نہیں کہوں گا

میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اَلْكَافُ اَخِيضُ مِمَّا فِي الْخِطَابِ مطلقاً ہے یا مطلقاً اختصاراً؟ آپ نے اس کا جواب دیا کہ اختصاراً مطلق ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ صرف قیامت تک محدود ہو۔ تو اختصاراً مطلق کہیں ہو گیا۔ اختصاراً مطلق کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ کسی کو کبھی بھی درپیش نہ جائے۔ خیر یہ تو آپ کی غلیظت تھی کہ آپ اختصاراً مطلق بھی کہتے ہیں اور یہ قیامت تک کی قید بھی لگاتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے اسے کہ اختصاراً قیامت تک نہ ہو گا آپ اپنی طرف سے قرآن کریم میں جو تہ لکھتے ہیں وہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر ہے جسے حدیث پاک میں ہے۔

مَنْ قَسَرَ تَقْسِرَ النَّاسَ مِنْ اَيِّهِ خَلِيفَتُهُ مُقْعَدًا وَمِنْ النَّاسِ

جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ جہنم میں دیرنا ٹھکانا بنا سکے۔

ہر حال میں ایک صحابی تو آپ پر یہ بتا کر آپ توجہ میں کہ یہ قیامت تک اختصاراً یعنی دہنا کہاں سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ جو دو آیتیں آپ نے اب تک پیش کی ہیں جن میں حضور قدس سرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے، آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کر کے جو حدیث پر مبنی ہے اس میں یہ الفاظ نہیں تھے لِيُطْلِعَ عَلَيْهِمْ مَقْعَدًا مُقْعَدًا وَلَا يَنْبَغِي مُسْتَسْلًا اور یہ عربی نہیں کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے حدیث شریفہ میں آیا لَمْ يَنْبَغِي مُسْتَسْلًا وَلَا يَنْبَغِي مُقْعَدًا۔ یعنی میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک الہ فاضل و تحت ہے کہ اس میں کسی معرب نہ ہو۔ عربی قول کی بھی گنجائش نہیں۔

اب دیکھئے اس میں ابی بنی مرسل کے الفاظ ہیں مگر اس میں حضور کے علاوہ دوسرے معرب بھی مراد ہیں۔

ہیں دیکھیں یہ کچھ عجیب کہ جتنی تفسیری عبادتیں یہ نے پڑھیں ہیں جن میں کہلے مقررہ انہی میں سے کہ اٹھنا ہے ان میں سے
 حضور کے علاوہ دوسرے بھی ہیں اور ہیں ایسے آپ کوئی کتاب نہیں کہہ سکتے جس میں جو وقت کے ساتھ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشغول یہ نہ کر سیکر کہ آپ کو قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔

میں نے بتا دیا تھا کہ سورہ اعراف کی قرأت آپ نے پیش کی ہے اس میں صرف چار آیتیں ہیں کہ بیان ہے اور اسی
 کو حق تعالیٰ نے خاص بیان کیا ہے کہ جب کہ کسی غفلت کو نہ تو غور پر آیا کہ اس وقت کا علم نہیں ہے
 یہ قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے کہ حضور ص کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قیامت کا علم نہیں تھا میں جو کہی کہ
 ہوں دو آیتوں میں سے نہیں کہ وہ آیتوں کے حضور آپ تفسیر میں ملے ایسا ہی کھتا ہے۔ چنانچہ امام مہدی وقت شہ علیہ
 اسی آیت کے ذریعہ میں تفسیر ساری میں کہتے ہیں۔

إِنَّمَا مَوْتَ لَا مَبْرَأَ لَكُمْ مَوْتِ الْفَرَقِ اسْتَأْتَرْتُمْ لَكُمْ يَعْنِي مَوْتَ
 يُعْنِي مَوْتَ لَا مَبْرَأَ لَكُمْ مَوْتِ الْفَرَقِ اسْتَأْتَرْتُمْ لَكُمْ يَعْنِي مَوْتَ

یعنی وقت آیا۔ مائے پوچھنا کہ امر ہے کہ اس کے لئے اس کے ساتھ مائے مائے
 وقت کے وقت قیامت کی کسی کو مطلع نہیں فرمایا کہ جس کو رسولوں میں سے پسند فرمایا :

دیکھئے امام نہ دلی رحمہ اللہ نے کس استفادے سے فرمایا ہے کہ اس لئے کہ اپنے پسندیدہ دار و برگزیدہ رسول
 علیہ السلام کو وقت قیامت کی خبر سے ہی تھی۔ الغرض جو انہیں آپ نے پیش کی ہیں اول تو خدا جس حضور کا ذکر
 نہیں اور پھر علم ہادی سے ان کو کوئی حلقہ نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو حدیث جو پیش کی ہے اس کے زعم اور حسب بیان کہلے میں سے مسلمانوں سے
 کہ سنت دھوکہ دیا ہے اس میں افسوس ہے مَا الْمَسْئُولُ عَمَّا يَأْتِيهِ مِنَ الشَّيْطَانِ اس کا حسب
 یہ جو کہ اسے خبر میں ہے وقت قیامت کے بارے میں میرا علم تم سے زیادہ نہیں یعنی ہم اور تم دونوں میں کو معلوم ہے
 کہ وہ کس وقت آئے گی۔ تو پھر کہیں پڑھتے ہو۔

اور جو حدیث ہے جو پیش کیا کہ سوال ایک عام کہیں میں ہوا تھا اس لئے حضور نے صاف صاف جواب
 نہیں دیا کہ اگر آپ کو یہ خبر تھا کہ قیامت کا وقت اپنے عام آیتوں کو نہ بتاؤں۔

الغرض اس حدیث میں کوئی تعلق ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ خود حضور کو وقت قیامت کا علم عطا فرمایا گیا تھا۔ اور اس حدیث کے اخیر میں خود حضور کا اہتمام ہے **فِيْ يَوْمٍ يُخْتَمُ لَكُمْ كِتَابٌ لَا تَقْضُوْنَ اِلَّا اَمْرًا** کہ یہ وقت قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو خدا کے سامنے کوئی نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ بغیر خدا کے تعلق کوئی نہیں جانتا۔ لیکن خدا کے بتلانے سے رسول کو اور پھر رسول کے بتلانے سے دوسروں کو بھی اطلاع ہو سکتی۔ پانچ خصوصیات نام بدلتی ہیں یعنی یہ جو تنفیروں کا مسلم انداز میں لکھنا ہے ان کے بتلانے کی شریعت قدر تعالیٰ اور دوسری سفید کتابیں لکھ کر ختم کیا یہ بہ نسبت احسان کیلئے ہے کہ اسی حدیث کی مشابہت میں **فِيْ يَوْمٍ يُخْتَمُ لَكُمْ كِتَابٌ لَا تَقْضُوْنَ اِلَّا اَمْرًا** کے معنی یہ ہیں کہ تم بہت جلد لکھتے ہیں۔

ثُمَّ اِذْ هِيَ جُلَّةٌ شَهِيرَةٌ يَّتَفَقَّهُوْنَ عَنْهَا رُسُلُ الْاَلَمِ صَلَّوْا اِلَيْهِ وَسَلَّمْ لَّكَ اَنْ تَقْضُوْا اَمْرًا

جو کوئی ان پانچوں چیزوں کا وقت قیامت اور فانی الارحام وغیرہ کے علم کا دعویٰ کرے اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت دے اسے یعنی یہ دیکھ کر حضور کے بتلانے سے مجھ پر غم حاصل ہو رہے تو وہ جلی ہوئے دعویٰ میں جھوٹ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حضرت کی طرف سے ان پانچ چیزوں کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا نہیں کہہ جاسکتا۔ اس سے مدعی ہو گیا کہ حضور اللہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے کہ چاہتے تھے اور بتلانے کے لئے اس کو آواز پہنچا ہے جس شخص اہم احمد تھلائی دے اور اللہ کے ارشاد و اساری شریعت بخاری میں میں مکمل ہے۔

مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ مِّنْ طَوْرٍ نَّعَانِيْ **وہ محمد بن طوڑ (حاضرین کرام) ! آپ نے تو غلط فرمایا میری خوشنما**
صاحب نے اس مرتبہ میرے گوشن کی کہ کہ کجبت مقرر شدہ اصول

موضوع سے بہت کڑی چیزوں پر آجائے میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں اور پھر گستاخوں کہ آپ میں گوشن میں کام ہی رہیں گے۔ ہاں اس کی طرف ایک حصہ سے ہر وہ یہ کہ آپ بتلا لکھ دیں کہ میں غلط شدہ سمجھتا ہوں۔ عجیب پر گوشن کو نہیں کہہ سکتا اور اس کے داعی کے متعلق سمجھتا کہ گناہ جاسا ہوں۔ انہیں کیلئے کہ میں غلط

میں بھست کر چھڑ دوں گا۔ لیکن آپ یہ چاہیں کہ آپ کے استخوان انگیز کلمات سے متاثر ہو کر میں دوسری
بکھٹ شریعہ کروں اور رسولِ مہربان سے آپ کی جان چھوٹ جائے اور آپ کی گمراہی میں دشتِ ازیام نہ ہوں
تو ایسا نہیں ہو سکتا ہے

برو این دام بر مرغ و گرد
کہ خفا مایوسہ راست مستیزد

اس مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو نکاحِ حرام
چیز کا علم عطا نہیں فرمایا تھا اور یہ کہنا کہ معاذ اللہ تم معاذ اللہ آپ جاہلی تھے دونوں برابر ہیں۔ فی الحقیقت حبیب
کون شخص تعیناتِ انبیا و رسل نبوی سے ہمارے دلت کر کہ یہ تو خدا تعالیٰ اس کی عقل بھی سلب کر لیتا ہے۔ وہ دنیا
کا کوئی مسافر نہ تھا وہاں عیسائی بھی ایسی لغو بات مزے نہیں نکال سکتا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص
آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل مدظلہ کی عقل پر شک کرتا ہے تو اسے یہ کہہ کر کوئی بڑی اور سنگین بات کا علم نہیں تھا اور وہ سزا پر کچھ گرا
جاہلی تھے تو آپ کے نزدیک یہ دونوں باتیں ہم دونوں ہوں گی!

علامہ ابن حبان عن کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں۔

وَإِذَا تَكَلَّمَ عَلَى الْعَلِيمِ قَالَ هُوَ بِحُجُورِ أَنْفٍ لَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا عِلِمُهُ
..... وَلَا يَقُولُ بِجَهْلِ يَعْنِي الْقَلْبُ لَا يَشَاءُ تَهْنِئَةً -

یعنی حضور کی شانِ اقدس کے متعلق یہ تو کہنا جا سکتا تھا کہ آپ کو ظلالِ حیرت کا علم تھا؛ لیکن یہ
ضمیمہ کہنا جب نے لاکھ معاذ اللہ آپ ظلالِ حیرت سے جاہل تھے کیونکہ یہ لفظ بڑا اور جوشیرو کا ہے۔

(ترجمہ الشفاء مادل الخان ص ۱۱۳)

خیر مولانا! میں نے تو جواب دے دیا لیکن اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب آپ کے نزدیک یہ دونوں
باتیں عینِ حقیقت تھیں ہیں اور اگر آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نامِ ماکان دیا گیا کہ عالم
آخرتِ ابدِ حیات میں معاذ اللہ تھا اور اس سے پہلے آپ کو یہ علم حاصل نہ تھا تو کیا معاذ اللہ آپ اسی اجتہادِ
رفیعِ نبوت کے لحاظ سے حضرت مکی ثناء اقدس میں جمل کا عطف ہوا کرتے ہیں۔ اور جب کہ آپ کے خیال میں مکی حیرت کا

علم نہ ہونا اور جاہلی ہونا بڑا جڑیثیت لکھا ہے تو ضرور آپ بولا کرتے ہوں گے اسحاق شد معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ
 لا بائس، غیریہ چونکہ لفظ کو آپ کی تلاویں چیزوں کے تعلق میں لکھا ہے۔ جب اس طرح کی طرف متوجہ
 ہوتا ہوں۔ میں نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا تھا کہ سورۃ لکھتے ہیں جس کا اختلاف لکھا کہ وہ اختلاف
 مطلق ہے یا یہ معنی کو تمام میں ملوث ہے اختلاف متصور ہے اور اختلاف قیامت تک رہے گا۔

آپ نے کچھ دیا وقت کی وجہ کہ اختلاف مطلق کے ساتھ یہ قیامت تک کی قیامت ہے، اختلاف مطلق کا تعارض
 یہ ہے کہ کس وقت ظہور ہو ؟

میرا جواب یہ ہے کہ یہاں اطلاق زمانہ کے کمال سے نہیں ہے بلکہ غلطی منہم کے کمال سے، اطلاق یہ ہے کہ یہ تو بالکل
 ظاہر ہے کہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو تمام مخلوق کو اس کا علم ہو جائے گا، اب آپ نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ اختلاف
 کا قیامت تک باقی رہنا کس سے معلوم ہوا ؟ سنئے :

سورة احزاب کی آیت میں ہے اَلَا يُبْلِغُهَا لَوْ قُبِحَتْ اِلَّا هُوَ لَا يَبْلُغُهَا اِلَّا هُوَ لَا يَبْلُغُهَا اِلَّا هُوَ
 پر تیار ہے کہ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ خود حق تعالیٰ قیامت کو اس کے وقت پر ہی لا کر فرمائے گا اس سے معلوم ہوا
 کہ قیامت تک یہ اختلاف باقی رہے گا یہاں کہ غرضیہ ہوا ہے وہ کسی کو لے لے جلیجیلاً لَوْ قُبِحَتْ اِلَّا هُوَ لَا يَبْلُغُهَا اِلَّا هُوَ
 میں فرماتے ہیں۔

اَلْمَعْنَى اَنَّ الْخِصَامَ بِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَغَيْرُهُ اِلَّا وَقْتُ وَقْتُهَا
 یعنی کن کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں پر وقت قیامت کا پرشیدہ دینا
 اس کے کہ نہ کسی ستر ہے گا۔ (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۱۵)

اور علامہ ابن عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اَيُّ لَا يُبْلِغُهُمْ اَمْرُهُ اِلَّا هُوَ اَيُّ الْبُعْدَانِ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 وَقَدْ اَوْفَوْا بِهِ - (جامع بیان قرآن)

یعنی قیامت کے وقت غاص کی پریشیوں کی اس کے نہ کسی ستر ہے گی۔

یہی اسی آیت میں لَا تَأْتِيكُمْ بِالْاَيِّنَةِ مَكَانَ الْفَلَاحِ یہ تیار ہے کہ قیامت کے نہ کسی

وقت تک تمام غلوئی سے بے خبر رہیں گے۔ ہر حال میں ملے ہو کہ کچھ کچھ اشد قرآن کی تم پر ہی کی روشنی میں لکھا ہے اس کو تفسیر الازمان کے بعض جہات کا ترجمہ ہے۔

آپ نے عجیب و غریب بات یہ فرمائی تھی کہ وقت قیامت کا انظار صرف گنہگاروں اور سچے لوگوں کا ہے۔ میرے جواب چاکر یہ عرض ہے کہ اصل اور سادہ بظاہر ہے اور سادہ ہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد پیش کیا کہ:

لَا يُعْلَمُ عَلَيْهَا مَنَاحَا حَقُّهَا وَلَا نَيْبَاتُ مَوَاسِلَہَا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ اس میں ہی اصل کے لفظ سے حصہ کے معنی دوسرے بطور وارد ہیں۔ اور مثال میں یَا حَیُّ اللہ ذُکِّرْتَ دَالِ مَدَّہ پڑھ کر ہے۔ خدا کا شکریہ ہے، آپ نے اسنا تسلیم کر لیا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے وقت قیامت مخفی نہ کیا گیا ہے، اور پہلے تقریر میں آپ نے فرمایا تھا کہ یہ انفرادی صورت گنہگاروں اور سچے لوگوں کے تھا تو اب ہے۔ میرے کا بھولا اگر شام گراؤں آجائے تو قیمت ہے۔ یہ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجددی پر بھی تسلیم فرمائیں گے کہ حدیث حدیث میں عباسؓ نے دیگر تفسیر کی سیادت میں اس برقع پر دنیا و دنیا دار کا جو لفظ آیا ہے اس کے عموم میں آخرت مملکت علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔

سنئے! یَا مَعَ اللہ ذُکِّرْتَ والی حدیث میں نبیؐ مَرَّسَلٌ لکھا ہے، انحضرتؐ جبریلؑ کا خطاب میں کیا کہ لیسے روح میں کلمہ مستثنیٰ ہو گا ہے۔

بغلاف حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے، دیگر تفسیر کے ارشادات کے کردار ان ایسا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف قرآن مجید ہے کہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں لفظ آخر فرماتے تھے ہیں اس کے مخاطب قول بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں اس نے آپ سب سے پہلے اس کے مصداق ہوں گے۔ آپ نے پھر کوئی چیز کیا ہے؟ میں اس موقع پر کسی تفسیر میں خاص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نابت گرامی کی تصریح نہیں دیکھا سکتا، حالانکہ تفسیر ابن جریر کی عبارت میں پہلے میں کرچکا ہوں اس میں قُلْ اِنَّہٗ جُلُّہَا جَنَّۃُ اللہِ کا تفسیر میں مرقوم ہے اِنَّہٗ مَعْنَاہُ قُلْ یَا مَعْشَرَ اِنْسَانِ اِذَا قُلْتُمْ مَنَاحَا حَقُّہَا مَنَاحَا حَقُّہَا وَجِبْنِی مَجِئْتِہَا وَ

یہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگوں سے فرمائیے کہ جو آپ سے

وقت قیامت کے متعلق سوال کر رہے ہیں کہ کچھ کراس کا علم نہیں۔

لیجئے اس عبارت میں تو خاص اہل حضرت علیؑ علیہ السلام کی تصریح موجود ہے۔ کیا اب آپ اپنی عقلی تسلیم کر کے اپنی صداقت پرستی کا ثبوت دیں گے ؟

آپ نے سرفرازی اور اعزاز کی آیت کے متعلق پھر یہ فرمایا ہے کہ اس میں غیر غنہ سے قیامت کے صوفی علم و افق کی نفی کی گئی ہے اور اپنی تائید میں اس مرتبہ آپ نے امیر معاویہ کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ خدا کی شان ہے جسے حضرت امیر اللہ بن عباسؓ نے صحیح علیہ السلام سے حضرت قتادہؓ سے جیسے علیم المرتبت تابعی کے روایت پیش کیا ہے۔ ہوں جن میں انہوں نے اسی آیت سے علم عطائی کی نفی بھی ثابت کی ہے اور آپ کے مقابلہ میں تیرہویں صدی کے ایک عالم امیر معاویہ کو پیش کر رہے ہیں جن کا شہد علمائے مسیحین میں بھی نہیں ہے۔

بیرحال معاویہ کا قول بھر رنجت نہیں۔

میں نے اپنی اس سے پہلے تقریر میں حدیث جبریلؑ کی نفی کی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ تو نے اس کا مطلب غلط بیان کیا۔ مَا أَسْأَلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنْ آتِ الْبَقْلِ کا مطلب یہ ہے کہ اسے جبریلؑ ! ہم اور تم دونوں وقت قیامت کو جانتے ہیں۔ لہٰذا حمل و لا تو لا اظاہر اللہ۔

آپ کی ستر عالم کو نہیں بتلا سکتے کہ انہوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے، تمام شیعین حدیث اس پر متفق ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ اے سائل ! ہم تم دونوں ہی قیامت کے وقت خاص سے جبریلؑ۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جرح اللغات میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یعنی میں تو برابریم وہ تاہم ستر آں کچھ ہر سائل و مستول میں حکم و امر کو آں راہزن خود اندہ

قلم کے خلاف وہ سے تعالیٰ پرچہ کس را از انبیاء و رسل براں اطلاع نہ دادہ“

لیجئے یہ دوسرے شیعین حدیث نے بھی لکھا ہے چنانچہ علامہ سلطان دہلوی کا بھی یہی آپ نے نام لیا تھا۔ مَا أَسْأَلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنْ آتِ الْبَقْلِ کی شرح میں فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ فَنُفِیْ عَنْہُ وَفَنُفِیْ کہ اس سے وقت قیامت کے علم کی نفی مراد ہے۔

(ارشاد امیر معاویہؓ کی شرح بخاری ص ۲۰۰)

اور شیخ الاسلام نذریہ تحفۃ الباری شریعت بخاندی میں فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُرَادُ النَّاسُ وَالْمَخْلُوقُ
فَقِيلَ لِمَ بَرِحَ . یہ تمام شاہدین اس پر متفق ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد اگر اجماع کا مطلب یہ ہے کہ اسے شامل
ہو اور ہم دونوں وقت قیامت کے نامعلوم ہونے میں یا ہمیں اس بارہ میں برہانِ علمِ حق سے فریاد نہ لیں اور پھر
آخر میں حضورؐ کا ارشاد: لَا تَخْشَى لَأَيُّكُمْ يَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ یعنی قیامت ان پانچ چیزوں میں داخل ہے
جی کو جو خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اس کی صورتِ اہل بیتؑ کے حضورؐ کا مقصد عدمِ علمِ قیامت میں برابر ہی بنا کر ہے
اور آپؐ کا مطلب یہی ہے کہ ہم کو اور تم کو دونوں کو ہی اس کی خبر نہیں ہے کہ قیامت کب ہو کس دن کس وقت آئے
گی، نیز یہ سننے والی مدت کے طے ہونے سے شک و خدشہ صاف ہوتا ہے۔ (ذیل سے) =

آپؐ نے اپنی ساری تقریر میں غلامِ مصطفیٰ اور غلامِ سلطانہ کے سوال سے بھی ایک عبارتِ قرآنی کی تھی اور اس سے
آپؐ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضورؐ کو قیامت وغیرہ اس قسم کا علم بھی بظاہر فقط وندی حاصل تھا اور آپؐ دوسروں کو
بھی بتلا سکتے تھے بلکہ خود بخود بتلا کر اس عبارت سے یہ دعا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان دونوں معنیوں غلام
یعنی غلامِ مصطفیٰ و غلامِ سلطانہ کی تفسیر اس کے صریح خلاف موجود ہیں۔ اسی حدیثِ جبریلؑ کے ذیل میں علامہ عینیؒ
قیامت کے معنی فرماتے ہیں

أَلَا عَسَاهُ يَوْجُودُ هَذَا قَوْلُهُمُ الْهَلْ لَمْ يَوْفِقْتُمْ بِخَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى

مِنَ الْيَدْيُونِ - (۱۷- ص ۳۷۸)

یعنی قیامت کے آنے کا یقین رکھنا اور ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے وقتِ قیامت کا علم اللہ
کے سوا کسی کو نہیں ہے، جزا، پس میں ہے۔ اور بعینہ ہی معنیوں اس موقع پر علامہ قسطلانیؒ
نے بھی لکھا ہے، علامہ جبر قسطلانیؒ ج ۱ ص ۱۷۷،

نوٹ از مرتب
حضرت مولانا کی تقریر بھی مکمل سچ تھی کہ مولانا کی شہادت علی صاحب نے فرمایا
کہ میں نے حضرت آپؐ کو کئی بار شہادت میں دیکھا ہے میں نے مولانا کو شہادت میں دیکھا ہے

میں اپنی یادداشت سے پڑھ رہا ہوں کہ آپؐ کو شہادت میں دیکھا ہے مولانا کو شہادت میں دیکھا ہے
دیکھنے میں خود ہی عہدہ سال اول۔ مولانا کی شہادت میں صاحب نے کہا کہ آپؐ کو شہادت میں دیکھا ہے مولانا نے فرمایا

کہ اس وقت میرے ساتھ صنی نہیں ہے اور نہ ساری کتا میں ساتھ رکھی جاسکتی ہیں۔ ان جو چیزیں ہیں پیش کر دیں گی اس کے غرض لفظ کی ضرورت ہی نہیں گا۔ اور اگر میرا کوئی حوالہ غلط لکھے گا تو میں اپنی شکستہ قسم کھوں گا۔ یہی مولوی شمس علی صاحب سی پرائمر ڈاکٹر کرتے رہے کہ صرف اس کتاب کا حوالہ دیا جائے جو یہاں آپ کے پاس موجود ہو۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ کوئی اصولی نہیں ہے، اہل بیت میرے جی حوالہ میں آپ کو شک ہے اس کی صحت ثابت کرنی میرے ذمہ ہوگی۔

پھر مولانا نے فرمایا کہ اس وقت یہ بحث فضول ہے کیونکہ جو عبادت میں نے اپنی دراشت سے پیش کی ہے صنی کی ہے اور صنی آپ کے پاس موجود ہے ابھی اس کو دیکھیے۔ مولوی شمس علی صاحب صاحب کتاب میرے پاس جو صنی ہے اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں آپ اپنی کتاب پیش کیجئے میں اپنی کتاب آپ کو نہیں دے گا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ عاجزی کی اس سے زیادہ مشکل اعلیٰ اندیکہ بدستور ہے کہ آپ میری پیش کردہ حوالہ کو بھی نہیں مانتے اور کتا میرے اس کی تصدیق بھی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور پھر اپنی اس حرکت پر حسد رات بھی نہیں۔ اس گفتگو میں مولانا کا وقت ختم ہو گیا۔

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب اپنا اور مولوی شمس علی صاحب

اپنے محکم کا کٹا اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اب مولوی صاحب! آپ پیادے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عقیدہ ٹکھانے کے لئے آئیں حدیثیں اور بزرگوں کی عبارتیں قورچ جاتے ہیں گویا اسلام ثابت کرنے کے لئے ایک نقطہ مندر سے نہیں نکلتا جب تک آپ بنام سلمان ہونا ثابت نہ کریں آپ کو آئیں، حدیثیں اور بزرگوں، دین کے اقوال کے پیش کرنے کا کیا حق ہے۔ آپ سلمان فرمیں کہ حوالہ دیتے، ملے حضرت ابن عباس، ابن عباس حضرت قتادہ اور دوسرے بزرگوں دین کا لکھ بیٹھے ہیں کتاب کس جتنے اقوال بھی پیشیں گئے ہیں ان میں سے کسی میں وضاحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں ہے۔ آپ نے اس مرتبہ ایک بڑا جھوٹ بولا ہے کہ حضور کو یہ عذر دیکھ کر قیامت کس تاریخ یا کسی دن اور کس وقت تک تم ہوگی۔

شیخ آپ کو بتاؤ! مولیٰ میرے آقا اللہ کے محبوب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ تمام باتیں سنیں تو انہیں آپ نے اپنا امتیاز کر بھی دیکھا نہیں۔ بسنسو! حدیث میں آیت کہ قیامت کبر کے ہیبت میں ہفتہ کی تاریخ دوسری

ہوگی، اسی جبر کا ہوگا۔ کیا اب بھی وہی وہی کہہ سکتے ہیں کہ حضور کو قیامت کے دن اور اس کی تاریخ کا علم تھا؟
حضور کو حضور اس کا علم تھا اور آپ کے سوا کسی نے آپ کو سب کچھ بتلادیا تھا۔

آپ نے سورۃ اعراف کی جو آیت فرمائی ہے اس میں لَا يُبْلِغُهُمْ رَبُّهُمَ رُحْمَہُمْ وَلَا يُنَبِّئُہُمْ اٰیٰتِہٖ اُولٰٓئِکَ سَہْمٌ مِّنْ عَمَلِہُمْ
ہے کہ اللہ کے بے پیمانے سے اس کے عروجوں کو بھی اس کا علم ہوگا اور ہم بھی جی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علی
علیہ السلام پر اس کا وقت ظاہر کر دیا تھا۔

آپ نے اس مرتبہ کہہ دیا کہ اَحْکَادُ اُخْتِیْفِیْہَا میں اختفا مطلق ہے اور اُن کے ساتھ یہ بھی کہا ہے
کہ یہ اللہ کے قیامت تک نہ آئے گا۔ اس لیے اب الیہ ایمان لائے کہ ساتھ ساتھ جو تو ہم مطلق کہیں، اور آپ کو اللہ
ما جانہ باتوں سے خبر نہیں آتی؟ کیا بھی آپ کو مطلق اور عقیدہ کے ساتھ یہی معلوم نہیں؟

خبر احمد صادی، حواشی کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ وہ شیریں عادی کے عالم ہیں لہذا مستبر نہیں۔ آپ نے
اسی شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ پیش کیا تھا مگر وہ بھی تیسری صدی کے ہیں تو اس کے کیا معنی؟ شاہ عبدالقادر
مستبر بہانہ احمد صادی مستبر ہیں۔ سب آپ شاہ عبدالقادر صاحب کے کلام سے استناد کرتے ہیں تو یہ بھی
احمد صادی سے استناد لگنے کا حق رکھتا ہوں۔ وہ آپ صرف یہ کہہ کر نہیں چھوٹ سکتے کہ وہ ہمارے نزدیک مستبر نہیں۔
خدا جو عبد اللہ بن علی کی پوز کر رہا ہے اس کا جواب دیجئے، اور ایک اور عبارت انہیں کی سنتے ہو کہ اِیْمَہُ یُجَدُّ
جولہ الساعة ذائقہ ہیں۔

الْحَسَنُ لَا یَقْبِضُ حَیْرَہٗ قَعَالٰی فَلَا یَلْخُبُہٗ اَنْ رَّسُوْلٌ : اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بخیر جو من الہ نبأ حتی اطلع علی ما کان وما یحکون
دعا ہو حکمان دعوں جملتہ وقت الساعة۔

یعنی حق قیامت کے لشکر کے ساتھ خاص ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی اور عطا نہیں کرتا ایسی باتیں کہ اللہ نہیں کہہ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے
تشریف نہیں لے گئے جہاں تک کہ جو کچھ جبرائیل جو کچھ ہوگا وہ جو کچھ ہو، اسے سب پر حضور کو مطلع
فرمایا گیا اور اس میں سے وقت قیامت بھی ہے۔

دیکھئے ! اس میں کسی صاف نص نہ ہے کہ حضورؐ نے کسی کو تمام مالوں، دھنوں اور مالکان کا علم بشمول وقتہ قبیلہ
 اسی حیثیت میں عطا فرمایا گیا تھا۔ پھر علامہ نے یہ بھی بتلایا کہ یہ معتبرہ ان آیات کے خلاف نہیں جن میں وقتہ قبیلہ
 کے علم کو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مالکان اور قیامہ کے علم
 عطا نہیں کر سکتا۔ پس وقتہ قیامت کے متعلق جو آیتیں آپؐ نے اب کسب میں کیں ! ائمہ آپؐ میں کیں گے
 ان سب کے لئے میری جواب کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

میان تک قریب نہ آپؐ کی تقریر کا جواب دیا۔ اب میرے دلائل سنئے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔
 وَفَرَقْنَا بِكَ الْكُتُبَ وَجَعَلْنَا لَكَ الْقُرْآنَ مَشْرُوحًا ۖ لِّعَلَّكَ تَهْتَدُ بِرَبِّكَ ۚ
 قرآن جو ہر شے کا، روشن بیان ہے۔ (۱۱۰: ۱) ۱۱۹۔

دوسری جگہ اس کتاب عزوجل کے متعلق ارشاد فرمایا: مَا فَتَرْنَا فِيهِ الْقُرْآنَ وَجْهًا
 یعنی ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا کر رکھی، ہر چیز کو بیان کر دیا ہے۔ (۱۰۸: ۱) ۱۰۸۔
 ان دونوں آیتوں سے منہم ہر کو قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان کچھ روشن بیان ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں
 جس کا واضح بیان قرآن میں نہ ہو اور، صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا ہر ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ عزوجل
 نے آپؐ کو قرآن کی تعلیم دی تھی جیسا کہ سورہ یس میں ارشاد ہے: تَزَيَّيْنَاهُ حَلْقًا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ۖ اِذَا رَآه
 قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے اور حضورؐ اس کے پاس سے عالم ہیں تو تحقیق یہ نکلا کہ تعلیم الہی حضورؐ کو ہر چیز معلوم ہو۔
 مروجی سلوک صاحب ! دیکھا آپؐ نے؟ قرآن سے اس طرح دعویٰ ثابت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد اب حدیث بھی سنئے۔ مشکوٰۃ شریف باب آداب المساجد ص ۶۹ پر ہے حضور اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ نَبِيَّ عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ مَعْنَى فَلَمْ يَزِدْهُ يَخْشَعُ اسْمًا
 إِلَّا حَلَّ قُلْتُ أَنَا أَهْلُهُ ثَمَّانِ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَجَعَلَتْ
 سَرَّهُمَا بَيْنَ سَاقَيْهِ فَقِيلَ مَا فِي الشَّعْبِ كَذَلِكَ ۖ لَعَلَّكَ

یعنی میں نے اپنے نبیؐ کو نماز میں اچھی شکل میں دیکھا، اس نے بڑھیا فرشتے کو بات میں لگ

بحث کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی تو یہی جھٹکتے رہے۔ فرمایا کہ میرے باب عزوجل نے اپنا دستِ رحمت میرے دونوں شانوں کی گنج میں دکھا تو میں نے اس کے فیض کی تحفہ نگاہ اپنے پستانوں کے درمیان باقی تو جان لیو کیا ہے جو کچھ انسانوں اور فرشتوں میں ہے۔

دیکھیں اس مددِ پارس سے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ حضور علی الصلوٰۃ والسلام کو زمین و آسمان کی تمام چیزیں کا علیٰ کلی محیط حاصل ہے۔ ورنہ انکار۔

میرے پاس حضور اقدس ص کا علمِ غیب ثابت کرنے کے لئے حکایتِ سیدِ نبیوں و اولیٰ موبج میں تحریر کیا تھا کہ کسی طرح آپ اپنے درپے درپوں کے کفر و اسلام پر بحث کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب
(لہور و صوفیہ) اب تک میرے لائقِ مخاطب ہوں جسٹ علی صاحب نے جو تقریریں کی تھیں ان میں حضور سے خارج اور کچھ

بہتر زیادہ بول چال تھیں کہ اس تقریر میں تمام سبب بدل گیا ہے اور غرضی باتیں نسبتاً کم رہیں۔ یہ کام حقیقت است۔

ناہم میں نے یہ فرمایا ہے کہ جب مولوی صاحب کی کسی خارجی بات کا جواب دیا جائے اس لئے آخری مرتبہ میں اسے پھر کہتا ہوں کہ وقتِ علمِ غیب پر بحث کے لئے معززیت اس میں دوسری بحثیں چھوڑنے کی کوشش کرنا گوارہ نہ ہو۔ عاجزی کی دلیل ہے اگر آپ کوئی تحقیق کسی دوسرے موضوع پر کھینگو گناہ ہے تو بندہ جو اللہ اس کے لئے بھی بہر فرقت تیار ہے کہ جس بحث کے لئے چاہیں اسی وقت کس وقت کے لئے کریں لیکن خلاص بحث کی باتیں میں آپ کو یہاں نہیں ہو سکتے۔ آپ کو میرا آخری استنباط ہے۔ اس کے بعد میں آپ کی کسی خارجی بات کا جواب دینے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اس طرف حاضرین کو کم سے بڑھتی رہوں گا کہ وہ آپ کے اس خلاص بحث سے بھی نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں۔ میں کے بعد میں آپ کی تقریر کے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ہوں۔

اس مرتبہ میں آپ نے یہ کہا کہ کلامِ قرآن است کی لفظی کے معنی جتنی چیزیں ایک کلمہ میں آتی ہیں ان میں صلوات انجھڑت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ میں ابن جریر کی حدیث سے صلوات پیش کر چکا ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صاف طور پر ذکرِ صلوات ہے۔ پڑا الٹ کا جملہ ذکر ہے اس سے زیادہ کھیں اور

تصریح اہل کیا ہو سکتی ہے ؟ علماء اہل میں آپ سے پوچھتا ہوں مگر کوئی غلطی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
جسم خدا صمدیہ رکھنے کے اور کوئی خود سلمان اس کے مقابلہ میں قرآن پاک سے تو جس کے وہ آیتیں پیش کرے جن میں
تبتلیا گیا ہے کہ ایک ایکے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا اس کے جواب میں اس غلطی کو کھرا کر یا گستاخانہ سب سے ہر گز کہ تم
جو آیتیں پیش کرتے ہو ان میں سے کسی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ذکر نہیں اھ کسی میں بھی
عزائم نہیں بتلایا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور معبود نہیں ہیں ؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک بھی
کا یہ جواب کسی طرح درست نہ ہوگا۔

پس اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جب قرآن مجید پکار کے یا گستاخانہ اِشْءَاجِلْہَا یَعْنُ اَنْفُلْ وَتَبَاقِیَات
کا علم ہی خدا ہی کو ہے۔ اور خود انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم سے اَعْلٰیٰنِ کَرَامَہِ اِنْعَمَ اِلَیْہَا یَعْنُ وَیَقُفْ
کر یہ سب کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔ اور وَعَنْہُ اِیْضًا لِّشَاعِلْہِ یعنی صرف اس کو قیامت کا علم ہے
تو ان حدیث صریح اعلائیات کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ کوئی آپ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نہیں آیا
اور آپ کا نام مبارک نے کہ علم ساقی کی لڑی نہیں کی گئی اس لئے ہی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو بھی وقت قیامت
کا خاص معلوم تھا۔ ضمانت ہی فتوہ اور کھٹکے خیر ہے۔ درجن کھٹا ہوں کہ ملا سہے گئے آپ کی زبان سے یہ نکل
سکتا ہے۔

آپ نے اس مرتبہ میرے دعوے کی گنتی یہ کہنے سے بڑے دوسرے طریقے پر اپنے کھٹکے اقدس علیہ الصلوۃ و
السلام کو قیامت کا معینہ، تاریخ، دن اور وقت تک معلوم تھا۔ اور اس کے ثبوت میں آپ نے ان کے میں کھٹکے
میں دلدے کہ قیامت محرم کے معینہ میں دوسری تاریخ کو آئے گی۔ وہی عید کا ہوگا اور وقت صبح کا یا کاشش ؟
آپ خدا وہ حدیث بھی پیش کر دیتے تو میں کہہ نہیں سکتا کہ اس وقت، جہاں صرف اتنا بتلایا گیا کہ وہ
حدیثیں گزردہ ہیں اور ان کی بنیاد پر قیامت نہیں کہے جاسکتے۔ اور اگر مفسرین ان کو صبح بھی مان لیا جاتے تو بھی
میرے یہ حاکم خلاف نہیں کہ جو صرف اتنی چیز سے قیامت نہیں ہو جاتی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس سبب کے محرم
کے معینہ میں اور کون سے عید کو آئے گی ؟

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے کہ آپ تک قریباً ساڑھے تیرہ سو دفعہ محرم کا معینہ اور

انگوں و فوج کا ان آپ کا ہے اور معلوم نہیں کہ ختم دنیا تک کتنی مرتبہ چکر دوڑائے گا پس جب تک سے زمین نہ ہو
کہ کون سے جہیز کو اندرون سے محرم نہ کیے جس میں قیامت آئے گی اس وقت تک آپ کا طوطی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ان
پرسیمین آپ کی عنایت سے عنایت جگہ متکرر ایت سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

اسی دفعہ پھر آپ نے اخلاص مطلق اور الٰہی یوم القیامہ کے قید کے متعلق اظہار ضیاء کیا ہے اور اس کو جاننا
بانت بتلایا ہے۔ اس کے جواب میں غرض یہ کہ یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ غرض کوئی جاہل نہیں سمجھ سکتا تو وہ اپنی ہمت
کا قائم کرے۔

آپ نے احمدی کی ایک عبادت پٹے بھی پیش کی تھی اور اس مرتبہ بھی پیش کی ہے میں پٹے جن غرض کو
ہوں کہ وہ میرے نزدیک لانے معتبر ہیں میں سے نہیں جن کا قل قابل بحث ہو۔ آپ نے فرمایا ہے کہ شاہ عبد القدیر
تھوڑے ہی تیر چوبیس صدی کے ہیں۔ اسی کے جواب میں گزشتہ ہے کہ میں نے شاہ عبد القدیر کو حضرت ترمذی
قرآن میں پیش کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس کا ترجمہ بھی قابل اعتبار ہو تو آپ اس کا اظہار کریں میں فائز اللہ نہیں
میں کروں گا۔

اپنے اس مرتبہ معارف کے طور پر دو آیتیں بھی پیش کی ہیں۔ دعا کی اس سے پہلے سنا قرآن میں فن کا صحیح مطلب
میں نہ کہ بتلایا جاوے۔ اب پھر میں کہتا ہوں۔

آپ کی پہلی پیش کردہ آیت: **لَا تَرْوَا عَنْكَ اَلْعِزَّةَ وَنِسَاءَنَا بِحَقِّ نِسَائِنَا** کی تفسیر
جدا میں شریعت میں اس فقرہ کا کئی ہے۔ **نِسَاءَنَا** انکسار منفی، **يُخَافُ** اللہ جن اُمم القسریہ لغویہ
یعنی قرآن پاک میں ان تہ مجزیوں کا بیان ہے جن کی عزت نہ رگوں کو شریعت کے بارے میں پڑتی ہے۔

اور تفسیر بنیادی میں ہے **نِسَاءَنَا** اَحْضَرِ نِسَائِنَا **قِسْمٌ** اَعْمُورِ الْيَقِينِ۔ اور سب سے زیادہ
تفسیر مددگار میں ہے اور اس کے قریب قریب دو سو ستر مفسرین کلام نے بھی لکھا ہے۔ غرض کہ مفسرین کے نزدیک
اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں دینی اور شرعی قانون کا پورا بیان ہے۔ لہذا اس سے عمل کی پابندی
کی طرح ہوتی نہیں۔

اس مرتبہ جو دوسری آیت آپ نے **مَا قَوْلُنَا** اَلْكِتَابِ مِنْ نِسَائِنَا پیش کی ہے اس کی

تفسیر میں حضرت مفسرین نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ یہ اس شیعہ سے ہے جس نے اشیاء میں مردوں میں جن کی معرفت حضرت
ہوتی ہے چنانچہ اہم رازی و تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

مَا قَرَأْنَا فِي الْحِكْمَةِ مِنْ شَيْءٍ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مَحْصُولُهَا بَيِّنَاتٍ
الْأَشْيَاءُ الَّتِي يَجِبُ تَعْرِفُهَا۔

یعنی آیت میں جو شیعہ کا لفظ ہے اسے عام میں لکھا جا سکتا ہے اگر اس کا ان اشیاء کے ساتھ خاص کرنا

منودی ہے جن کی معرفت منودی حدیث کا مطلب ہی ہو، اسی طرح اہل السنہ کی تفسیر میں ہے

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَذَكَرْهُ مِنْ الْأَمْثِلِ الْمَحْصُوتِ،

یعنی ہم نے قرآن میں کوئی چیز بھی مزیدات میں سے نہیں چھوڑی۔

برہان حضرت مفسرین کی ان تصریحات کے مطابق اس آیت کا مطلب بھی صرف یہی ہے کہ قرآن

پاک میں تمام وہ چیزیں ہیں جن کو جاننا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ المفروض

ان دونوں آیتوں کے ساتھ اس بات پر ہے کہ قرآن پاک میں سب وہی احادیث ضروری باقی ہیں کہ جن کی ہر ماوراء

یہ شک سے پر جاوے ایمان ہے اور ہر چیز دیکھتے ہیں کہ سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از قرآن ان تمام وہی باقی

کاظم تھا، بلکہ ہمارے نزدیک آپ کو سب سے پہلے علوم بھی مضاف ہوئے تھے ہر قرآن پاک میں نہیں ہیں۔ حضور و خود

ارشاد فرماتے ہیں۔ أَلَا رَأَيْتُمْ أَنْفُسَكُمْ فِي حِفْظِهِ نَفْسٌ يَمْنَعُكُمْ كَقُرْآنٍ يَحْفَظُهَا

مگر ادا اس جیسے اللہ علم بھی۔

برہان آپ کی پیش کردہ دونوں آیتوں میں سے کوئی بھی غلط نہی نہیں۔

آپ نے اس مرتبہ ایک حدیث بھی پیش کی ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ حدیث مضطرب ہے۔ اور

اہم ہستی ہے۔ اس کے تمام فرقہ کو مضبوط کیا ہے۔ چنانچہ علامہ علی بن محمد طبرانی نے اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

قال البخاری عبد الرحمن بن عافس الحضرمی له حديث وحدثنا

يعضرون فيه وهو حديث الرؤي له قال البيهقي وقد روي عن حرق

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں ضعیف ہے، اس کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ اور وہ ثابت نہیں۔

مطالعہ انگریزی اس حدیث میں عربی راویوں کا ذکر ہے وہ ایک کتب خانہ شہودی ہے جس کے لئے شہرہ جیزا کا یہی تفصیل عمل لاءہ جیسے انہی کو فکر خلیفہ کوہ سے کوئی نہ کہ بھی نفس نہیں ۔

مسعودی شیرازی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ علم غیب کی ایک واکہ کے نگاہ میں خوب سمجھایا ہے۔ افسرانے میں ۔

یکے پر سپید انداز گھسٹم کروں فرزند
کہ اس کا دشمن دل و پیر غم و غم

ذمہ کشی ہونے پر اس کی کشتی برباد ہو گئی۔

مختص امور با برق جہاں است و سے پیدا ہو گیا وہ زمین کی گت

جگر بر غلامم ای محنت کشینم

ابن اشعار کا مطلب یہ ہے کہ حبیب یوسف علیہ السلام کی قصص سے کہہ کر ان کے بھائی مصر سے کسان کی طرف

مدائن ہجرت آدہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹے یوسف فرمایا کہ مجھے یوسف کی پاکیزہ و محسوس ہجو بیت نو

بعض لوگوں نے حضرت یعقوب سے دریافت کیا کہ یہ کیا فعل ہے کہ بصر سے چلے ہوئے گزرتے کی غرض سے تو آپ کو عمر میں

جو کسی بیکن حبیب برصغیر میں گنجان گئے کنزیریں میں پختے قراب کو پختہ نہ چلا ؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارے غم و دلدادہ

کلا حلال بھی ساجد کر آگے دم چاہے اور اگر نہ دے تو غصہ نہ ہو۔

مطلب یہ ہے کہ جب اگرچہ اس نے وہیں ہرگز کسی عیسائی کے ساتھ مل کر نہیں کھانا کھایا اور وہیں وہ عیسائیوں کے ساتھ نہیں بیٹھا۔

لیکھو اور پڑھو

ظاہر ہوا اور اس وقت انہیں دیکھ کر ان کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ لیکن جس طرح کے تھیلے

حضرت یونسؑ، بالکل اسی غرور کہ ایک شخص مر و رفت ہے، اٹھ کر کہتا ہے، مگر اس کی دُعا کے مستحق تفصیلی احکامات

ہمیں رکھنا اور امت کے وقت آسمان کے تار سے دیکھ جانتے ہیں لیکن ان کے صبح شہار اور میں کے صبحی و صغریہ کے

شعاعی میچ سطلاتہ نہیں ہوتی

ہر مقامی یہ حدیثہ اور توفیق جوئے کی وجہ سے قابل استغناء نہیں۔ علامہ ندوی عظیمیہ کی تفصیل تحریر

پر اس کی دولت بھی نہیں۔

یہاں تک آپ کی تقریر کا جواب ہوا۔ اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور چونکہ سب سے
وقت قریب انہم جیسے لئے صرف ایک آیت اور پیش کر کے تقریر ختم کرتا ہوں۔ سورۃ احزاب میں ارشاد ہے۔
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْتَعِينُونَ ۚ رَزَقْنَاكُمْ مِنْهُ حَيٰتَ الدِّنَارِ ۚ

یعنی اے نبی! تم لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم اس
مشرقی کو ہے ۛ (الاحزاب ۲۲ - ۲۳)

اس آیت کا مفسر بھی بالکل وہی ہے جو اس سے پہلے احزاب والی آیت کا تھا تاہم اس کی مزید تشریح اور
بہتے مستند دلائل کو جس کے لئے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے جو انشاء اللہ ستمہ ہر صبر کروں گا۔

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب اپنا اور
مولوی حسرت علی صاحب

پستہ مولوی کا اسلام ثابت کرنے سے کیسے عاجز ہیں کہ میں بدو بدو اس
کو رد ہوں اور اب تک وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔۔۔ اس مرتبہ قرآنوں نے صاف اعلان بھی کر دیا کہ اس
وقت ہم کوئی اور بحث کرنا ہی نہیں چاہتے، اس علم غیبی پر بحث کریں گے۔ بہت اچھا لیکن ہم بھی علم غیبی ہی
پر بحث کرتے ہیں۔

آپ نے اب تک علم غیبی علم قیامت کے متعلق کئی آیتیں اور حدیثیں پیش ہی ہیں جن کے میں حوصلہ دے چکا
ہوں اب ایک آخری اور فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ آپ دس میں جگہ دو چار بھی نہیں صرف ایک ہی ایسی آیت
یا حدیث پیش کر دیجئے جس میں صراحت یہ ہو کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقت کا علم عطا نہیں
فرمایا گیا تھا۔ اب کتب حدیث یا حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی نہ تخصیص کے ساتھ حضور کو
مشیت علیہ وسلم کا ذکر ہے اور وصفان حدیث پر علم عطا کی نفی ہے۔

آپ نے جو میرے مطالب کے جواب میں امام ابن حبان وغیرہ کی عبارت "لَا عَلَمَ لِي بِأَيِّ يَوْمٍ"
پیش کی ہے اس میں بھی علم عطا کی نفی نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ کو اس کا ذاتی علم نہیں۔ اور جو
آیات و احادیث بھی علم قیامت کے متعلق آپ نے پیش کی ہیں یا آئمہ پیش کر دیں گے ان سب میں بھی علم ذاتی

ہو کہ نفی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بلا انصاف نہ کہیں۔ اہل دل کہیں ایسی ایک آیت یا حدیث نہیں پیش کر سکتے جس کا
میں صاف ذکر ہو کہ حضور میری اصول و رسوم کو قیامت کا ماحول ہی نہیں قرار دیا تھا۔

میں نے غلامانہ محاورے کے متعلق پھر فرمایا ہے کہ او قابل اعتبار نہیں۔ یہ آیت کی عجزی کی نہایت دشمنی
دیں ہے۔ عجب جواب نہیں دیا تو کہہ دیا کہ یہ قابل اعتبار ہی نہیں۔ آپ میں مغربی کی عبادتیں پیش کر رہے ہیں وہیں بھی
کہہ سکتے ہیں کہ وہ قابل اعتبار نہیں۔ میں نے آپ سے کہہ دیا کہ یہ نسبتاً بالکل شنیع اور مافوقہا
فہم الکتاب میں شنیع۔ میں نے کہہ دیا کہ آپ کہتے ہیں کہ ان آیتوں میں شنیع سے صرف دینی اور مذہبی
دعویٰ مراد ہیں۔ اور آپ نے بعض تفسیروں کے تحت بھی پیش کی ہیں۔ لیکن میں نے ان تفسیروں پر ہنس دیا۔ امور
الدین اور انسانی معنی میں دوسرے الفاظ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیاوی اور آخرت کی کوئی سی چیز ہے جس کا تعلق دین
سے نہیں۔ کہہ دیجئے کہ یہ کائنات کی ہر چیز اپنے خالق جل و علا کا رزق و رحمت اور اس کے عجز و عظمت پر دلالت
کرتی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّآيَاتٍ
لِّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

دوسرا فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہر شے ہے کہ از فیضِ دید
وَسَلْكَ ذَا لَا خَيْرَ يُبْلِغُهُ لَفْظُ كَوْنِهِ

کو دنیا کی ہر چیز، زمین کے تمام حصے، اونٹوں کے پائے، انسان کے ناکے، ہفت کے قطرے، اعراف
ساری چیزیں اللہ کی سرفرازی کا حق دینی ہیں۔ تو اس میں نے تمام ان چیزوں کا تعلق دین سے ہوا اور آپ تفسیر کرتے
ہیں کہ جن چیزوں کا تعلق دین سے جو ان سب کا کائنات بیان قرآن پاک میں موجود ہے، نتیجہ پر نہ کہ ہر چیز کا انحصار
بیان قرآن میں موجود ہے۔

اور جب ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن پاک کے الفاظ کو سمجھیں تو آپ کو چیزوں کا تفصیلی علم ہونا بھی آپ
کے اقرباء سے ثابت ہو گیا۔ و شہد

میں نے مشکوٰۃ شریف سے بروایت پہل کی تھی اس کے متعلق آپ نے لکھا کہ تفسیر غفران میں اس کی بابت
 لکھا ہے کہ ردی بطریق حدیثہ حکما ضحاف مگر آپ کو یہ بھی پتہ نہیں یا جانو بوجھ کہ آپ
 اس آیت میں رہے ہیں کہ باب فضائل میں منیر مدنی بھی تفسیر میں اور یہ بحث علم حبیب فضائل ہی کا
 ایک سکہ ہے اور ہم اس کے ذریعہ سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فضیلت ہی کو ثابت کرنا چاہتے
 ہیں لہذا اس کے لئے ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔ پھر کیا آپ کو اصول حدیث کا یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ اگر کوئی حدیث
 چند ضعیف طریقوں سے مروی ہو تو اس تعدد طرق کی وجہ سے اور صحیح غیرہ یا حسن کے درجے کو پہنچ جاتا ہے تو
 گویا علامہ غفران نے یہ جملہ کلمہ کہتا دیا کہ بروایت کہت کم سن کے درجے کی ہے مگر انکو کسی نے کو حضرت کے لئے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی امتیاز کی وجہ سے آپ کی کچھ میں یہ باتیں نہیں آئیں۔

دوسری بات آپ نے اس حدیث کے متعلق یہ بھی ہے کہ اس سے علم تفصیل ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف
 علم اجمال معلوم ہوتا ہے جیسے اس میں پر نظر ڈالئے اول کرستہ میں کہا اور فائدہ دیکھنے والوں کو مانع کی رنگوں دیکھو کہ
 اجمال علم مرگئے۔

یہ آپ کا صرف استخراج ہے حدیث کی مراد کے متعلق حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 میں فرماتے ہیں۔

• معانی است از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آن : یعنی اس زبان اکتفا
 ضایع الشؤن و الارغب : سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ حضور
 کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کو احاطہ فرمایا۔
 کہنے کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی توجہ تھی کہ اس سے علم تفصیلی ثابت نہیں ہوتا اس کے بعد میں ایک
 آیت اور ایک حدیث پیش کرنا چاہوں۔ قرآن پاک ارشاد ہے

مَا كُنَّا بِعَدِيَّتِكَ نَقْصِدُ لِيَنَّ الَّذِي عَمَّ بِمِنْ مِلَّةٍ
 وَتَحْمِلُ كُلَّ شَيْءٍ : یعنی یہ کتاب و قرآن کوئی گھڑی ہر فی چیز نہیں بلکہ
 اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ (سورہ ابراہیم : آخری آیت)

اس بات سے بھی صاف معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور عجب حضورؐ کو اس کا پورا علم ہے تو یہ شک حضورؐ کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہو گا اور میں پہلا دعویٰ ہے
اس کے بعد حدیث سنئے! سواہب لدنیہ میں خطیبہ قطوفی ناقص میں کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الله رفع لي الدنيا خانا انظرو اليها والى ما هو كائن فيها
فليوم الغيابة كما نمتا انظرو الى كنف هذه -

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھا کر سامنے کر دیا پس میں دیکھتا ہوں اس کو اور وہ باتوں کو جو اس میں ہونے والی ہیں قیامت تک۔ ہر طرح کو دیکھتا ہوں میں اپنے اس لحاظ کو دیکھئے! اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ساری دنیا حضورؐ کے سامنے کھلی ہوئی ہے جس سے چاہے کہہ دی گئی اور آپؐ نے اس کو اور اس ساری کائنات کو دیکھ لیا۔ اس سے بڑھ کر حضورؐ کے علم غیب کی کوئی دلیل ہو سکتی ہے!

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی
ابو عبد الرحمن امیر غیبی خطیب مولوی شمس علی صاحب
نے بہت کوشش کی اور بہت اہمیراہے کو کسی

طرح جو غیب کے علم کا چھکارا ہو سامنے دیکھی وہ اتنی محنت و گرفت میں تھے کہ کامیاب نہ ہو سکے اور چار بار پہلے ان کو وہ پتالہ سے لگا پاؤں جس کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ تھے

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پھر رنگب اہل کتابوں کے گہرے تحقیق مولوی شمس علی صاحب خطیب کے علاوہ کسی دوسرے جو حضورؐ پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو وہ اسی وقت اس کے لئے مستقل وقت ملے کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کے یہ بلند ہنگامہ و حوصلے صرف غلط سمجھ کے لئے تھے جس میں کامیاب نہ ہو سکے اور اس قسم کی غریب جانوں کے انجام میں ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد میں کہہ کی ان نئی دینیوں کی طرف متوجہ ہوں جو میرا آپؐ نے اسی تقریر میں پیش کی ہیں۔

آپؐ نے جو بات کرنا میں مرتبہ پیش کی ہے اس کے آخری لفظ حکی نبیؐ کی تفسیر میں علامہ سیوطیؒ

مجاہدین شریعت میں لکھتے ہیں۔

حکمل حسنی بحداح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عینی کرائن پاک میں ہر اس چیز کی تفصیل ہے کہ

دین مکہ اور دین مدینہ کی احتیاج ہے۔

امداد مفسرین نے حاکم السنن میں دو نام درج کیے ہیں: "تفسیر کبیر" اور "تفسیر ضعیف"۔ اس کے تفسیر میں قریب قریب یہی لکھا ہے۔ ہر حال اس آیت کا مطلب بھی وہی ہے جو آپ کی پہلی پیش کردہ باتوں کا۔ حضرت مفسرین نے لکھا ہے۔ اہم اس بناء پر ان تمام آیات سے صحت ثابت ہو جائے کہ قرآن پاک میں دین کی ضروری باتوں کا دلکاش بیان ہے نہ کہ اس میں ہر بات کی سرمد شہادی، تمام چھوٹے بڑے انسانوں، کافروں، اور مسلموں پر مکمل تمام جو انہوں نے چھوڑ دیں، پرندوں، سمی کے دنیا کی پھلیوں، مینڈکوں اور زمین کے کیرے کھڑوں کی تفصیل لکھا۔ اہم ان کے مکمل حالات بھی درج ہیں کہ وہ کیا کھاتے پیتے ہیں؟ کتنی دنوں بیابان اور کتنی مرتبہ باغداد کرتے ہیں؟ ہر حال حسب تصریحات مفسرین ان تمام باتوں میں حکم حسنی سے ایسی چیزیں سرمد مکتوب سے ہی کا کوئی تعلق ہو اور جن کی معرفت دینی حیثیت سے مزید ہی ہو۔

آپ نے کبھی تقریر میں فرمایا تھا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی ہے نہ جس کا خلق دین سے نہ ہو نہ

بلکہ حیرت ہے کہ کیا آپ دین کے قسم کے قسمی ہی نہیں سمجھتے؟ یہ وہ دانشور لوگوں کا اصرار کیا جانتے ہیں کہ آپ کی بات مان لی جلتے تو حضرات مفسرین کو اس قید نگاہ کی ضرورت ہی کیا تھی؟ حکم شریف کے ساتھ یہ تصدیق ہر امور دین اور بحداح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس قسم کے جو اہم تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ ان میں سے صاف معلوم ہو جائے کہ بعض چیزیں دنیا میں وہ ہیں جن کا خلق دین سے نہیں ہے اور بعض وہ ہیں جن کا خلق دین سے ہے۔ اور ان کی معرفت دینی حیثیت سے ضروری ہے اور انہیں کا قرآن پاک میں بیان ہے۔ اور میں آپ سے پرچہ ہوں کہ کیا انسان کے ساتھ دین اور زمین کے ذروں کی تعداد معلوم کرنا ہی دینی حیثیت سے ضروری ہے؟ اور کیا زمین کے کیرے کھڑے کے فعل و حرکت اہم ان کے باخدا، بیابان کے عادت کی معرفت کو بھی دین سے کوئی خاص تعلق ہے؟ اور کیا ایمان واری کے ساتھ آپ سمجھتے ہیں کہ تمام باقی قرآن مجید میں کبھی ہوتی ہیں؟ پھر جس کو کھتہ

کہ آپ کا تفسیر میں اس کے خلاف ہو گا۔

خدا روی مطرق حدیدہ کلکھا صفات وحی ثبوتہ نظر۔ اس کے برابر میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس عبارت کا منشا یہ ہے کہ تعدد طرق کی وجہ سے حدیث صحیح ملے اور حدیث کے درجہ کو پہنچا دینا ہے۔ لہذا قابل احتجاج ہے۔ بسند خدا کے تو سرچ کھد کر کھار کر ناموسیقی مانگے آئری الفاظ ہیں۔ وحی ثبوتہ نظر کہ تعدد طرق کے باوجود اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہے، گو یہ ماہر محدث کے نزدیک اس حدیث کے طریقوں میں جو ضعف ہے وہ اس درجہ کا ہے کہ تعدد طرق سے بھی اس کی حافی نہیں برتی اور اس سے وہ لائق احتجاج نہیں۔

پھر اس حدیث کے متعلق یہی تفصیل بتلا چکا ہوں کہ اس سے علم محیط تفصیلی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں آپ نے حضرت شیخ جہد الحق محدث دہلوی کی جرح و بدعت استشفہا عنہا سے پیش کی ہے جس میں بھی استفراق حقیقی ملاحظہ کیا ہے اور اس کا قرینہ وہی اشغاف اللمعات کی وہ عبارت ہے جو یہ حدیث جبریل کی شریعت کے نزول میں بنی کھلی بعض تفسیروں میں پیش کر چکا ہوں۔ وہاں شیخ نے علم قیامت کے متعلق سناٹا ملاحظہ کر کے ہے کہ مے تعالیٰ پہنچ کسی مآثر کو دیکھ سکتا ہے یا نہ دیکھ سکتا ہے ؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور رسولوں میں سے کسی کو وقت قیامت کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی میرے پاس ایسی عبارت موجود ہیں جن میں بعض چیزوں کے متعلق حدیث حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے کہنا کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں ہوا اور آپ یہ چیزیں ہم دہلی : برمان حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس قسم کی تفسیر محنت اس بات کا زبردست قرینہ ہیں کہ آپ کی پیش کردہ عبارت میں استفراق حقیقی ملاحظہ نہیں کیا۔ استفراق عرفی مراد ہے، جیسے کہ بعضین کی عبارتوں میں بکثرت ہوتا ہے، تو اس بنا پر شیخ کی اس عبارت کا مطلب صرف یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن وہ جزئی و کلی علوم حاصل ہو گئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان کے مناسب تھے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنے کا آپ کو بہت سے جزئی و کلی علوم حاصل ہو گئے تھے اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

میان تک تو یہ کہ پیش کردہ معاذات پر کلام تھا اس کے بعد میں اپنے اذان کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ میں نے بنی کھلی تفسیر میں سورۃ احزاب کی آیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَعْلِمَ مَا یَنْفَعُکَ اللّٰہ

پیش کی تھی اور وقت غم جو رہا ہے کہ وجہ اس کے تعلق کچھ اور میں نہیں کر سکا تھا۔ اب اس کی تفسیر میں حضرت مفسرین کے لوہے کے اقوال میں توجہ کریں۔

مجمع المفسرین جہذا عماد النعمان بن کثیر جہذا فی آیت کے قول میں فرماتے ہیں۔

يقول تعالى محبب الرسول صلوات الله وسلامه عليه انه لا علم له بالساعة وانما سألنا الناس عن ذلك وارسلنا ان يود عليها الى الله عز وجل حكما قال تعالى في سورة الاسراء وهي حكمة وهذه هديته فاستمر الحال في ربه عليها الى الذي بقيها .

یعنی اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو یہ بتا دیا ہے کہ آپ کو وقت قیامت کا علم نہیں ہے اگرچہ لوگ پرچھا کریں اور آپ کو ہدایت کی بات کہ اس کے علم کو خدا ہی کے سپرد کریں جیسا کہ سورۃ الاحزاب آیت میں بھی حکم دیا ہے اس کو میں پہلے پیش کر چکا ہوں اور وہ آیت کی تہا اور یہ۔ لی۔ پس علم قیامت کو خدا ہی کے ہولناک ہستی پر دیا۔

دیکھئے اس عبارت میں مفسر علیہ الرحمۃ نے آیت کا صغیر معانی میں بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا اور پھر یہی تصریح کر دی کہ حضور کی حیات غیب میں ہی جاری رہے اور استمرار رہا۔ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے لفظ قَدْ اِنشَأَ بِسْمِهَا عِنْدَ اللّٰہِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یعنی ان اللہ انشاء قد استشر بہ ولم یخلق علیہ نبیا ولا نوحا

و غایت ۱ ج ۵ ص ۷۷۸۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی وقت قیامت کے علم کو خاص کر لیا اور کسی نبی اور فرشتے کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی تھی۔

اسلام ٹویزی کی تفسیر معارف اسلامی میں اس آیت کے لفظ وہا یا ربک کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ہی است لا تعرفہ بعدہم ص ۱۰۰۸ یعنی سے رسول اتم اس کو یعنی وقت قیامت کو نہیں جانتے۔

علیٰ ہذا تفسیر معارف میں بھی اس لفظ وہا یا ربک کی تفسیر میں لکھا ہے ائی وقت لا تعینہا۔

یعنی مسجد پر ہے کہ آپ کو اس کا علم نہیں۔

کیا ان تصریحات کے بعد بھی آپ کو یہ کہنے کی گنجائش رہتی ہے کہ آیات و احادیث اور عبارت مفسرین میں خاص حضور کا ذکر نہیں نہیں ہے، اسے تو صرف علم الٰہی کی نفی کی گئی ہے، مطاوعہ الاحوال و اقوالہ للابن۔

اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کن توحید لا الہ الا اللہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو نام نہا بھی آپ کے نزدیک ثابت ہو جائے یا نہیں؟ حالانکہ اس میں بھی حضور کا اسم مبارک و عزت ذکر نہیں ہے اور پھر آپ کی طرف ایک حدیث و حرم جو حضور کو محمد بن عبد اللہ اللہ کے یہ بھی کہہ سکتے کہ اس میں عزت ذاتی الٰہیت کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی اور میری حضور کو بالذات حضور نہیں ماننا۔ بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذاتی عبادت بنادیا ہے۔ گویا آپ جو ہوا ہے میری۔ قرآن مجید کہ آپ اس حدیث و حرم کا منہ کسی طرح بند کر دیں گے؟

اس کے بعد میں اپنے جملہ دلائل پیش کرتا ہوں جو حق پرست ہے؟ سورۃ ملک میں ارشاد ہے۔
وَقِيلُوا بَلْ هَذَا الْوَحْشُ الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ : قُلْ اِنَّمَا الْبَشَرُ مِثْلُ
اَللّٰهِ فَاَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى : آپ ص ۱۱۳

یعنی اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ، یعنی قیامت، اگر تم سچے ہو، لئے رہیں گے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم میں اللہ ہی کہے اور میں تو بس عبادت عارفانہ و رسالتی ہوں۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر ص ۱۱۳ فرماتے ہیں اے لا جملہ وقت اہل علی تعین
الا اللہ یعنی قیامت کے وقت کو تعین کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور عزیمۃ السورہ ارشاد اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اے العلم ہر وقت صحت و صوابت
عندہ ضرور جلی لا یطیع علیہ خبر۔ یعنی قیامت کے آئے کے وقت خاص کا علم اللہ عزوجل
ہی کہے اس کے سوا کسی کو اس کی اطلاع نہیں۔

پانچویں آیت سنئے : سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ
اَدْرِیْ سَآءَ اَقْبَابِیْكُمْ اَمْ لَا یَعْلَمُ مَا تُكْسِبُوْنَ : یعنی اگر یہ لوگ نہ ایمان قرائے رسول! آپ ان سے
فرمیں کہ میں تم کو خبردار کرتا ہوں مسودہ ہر، میں نہیں جانتا کہ کیا قریب ہے یا دور ہیں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

(یعنی قیامت) - (الغیا: ۲۰ - ۲۱)

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایت کا مطلب یہ ہے اے لا درہی مہنی یوم القیامت
 ان اللہ تعالیٰ نے بطاعتی طلب کیجئے معلوم نہیں کہ قیامت کا دن کب ہوگا مگر اگر تم اس نے
 سمجھے اس پر عمل نہیں کیا۔

انہی سے کہہ دو کہ میں نے کائنات کے ہر آدمی کی وجہ سے میں ہر ایت کی تفسیر کی ہے ایک دوسری تفسیر یہ ہے
 میں کر (اہل) روز قریب قریب تمہاری معتبر تفسیر میں ان ایت کی بھی تفسیر کی گئی ہے کیا یہ تمام مفسرین مظلوم
 آپ پر اب بھی کوئی کا مطلب نہیں سمجھتے ؟ یا ماحول اللہ اے سب لوگو! تم اس ایت میں آپ کے ایک دوسری روز
 روشن ہو جائے گے ؟

محولی حقیقت علی حسب
 مہنی صبر ! آپ نے دیکھا ہے کہ میں نے سورہی المومنین میں ہے

اگر تم یہ سوچو ایسی چیز کہ کہنے میں میں ہر روز حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر یہ تلاوت کیا کرو کہ آپ کو
 قیامت کا علم پہنچے تو وہی میں نہیں تھا۔ سورہی صلاب نے آپ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کئی باتیں عرض
 کیں ایک تفسیر یہ ہے اب بھی میں کہیں۔ لیکن ان میں سے کسی میں بھی نہ تفسیر حضور اقدس کو نہیں میں اللہ علیہ وسلم
 کا ذکر نہیں ہے بلکہ سب میں عزت جو قیامت کا صحیح حوالہ ہے کہ اس میں علی بن ابی طالب ہے اور وہ وہ علم
 ہی ہر کتاب کے کرم علیہ السلام کی کہ جناب میں بحال ہے

معرض جو آیتیں آپ نے جب تک ہم قیامت کے متعلق میں کہیں یا آئندہ آپ میں کریں گے ان سب
 میں دقت نہایت کے علم ذاتی ہیں کہ شخص خاص حق تعالیٰ کے ساتھ جان گیا ہے اس سے یہ تاہم نہیں آگے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا قرآن کے مسئلہ سے بھی خبر۔

حضرت علامہ اسماعیل بن علی نقی علیہ السلام نے تفسیر روح البیان شریف جلد سوم کے صفحہ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں۔
 حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْجَبِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَعْرِفٍ
 وَقُتَيْبِ بْنِ الشَّامَةِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْحَقِّ فِي الْآيَةِ

کَمَا لَا يَخْفَى .

یعنی بعض مشائخ کو اس حدیث گئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتائے سے قیامت کے وقت گرجائے گئے اور قرآنی آیات میں طے قیامت کا جو حصر حق قلم نے کی اداست میں کیا گیا ہے یہ اس کے سنائی نہیں ہے۔

دیکھئے : علامہ حنفی رحمہ اللہ علیہ نے کسی صاف تصریح فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بظاہر علم خدا کا وقت قیامت کا علم دانا آیات حدیث کے خلاف نہیں اور اسی واسطے ہے کہ آیات بصری صرف علم ذاتی اور علم حصولی مراد ہے۔ علم حصولی سے وہ آیات بالکل ساکت ہیں۔ لیکن یہ آپ کی پیش کردہ آیات کو جواب دینا۔ میں اس کے بعد اپنے خلاف کی طرف توجہ کرنا ہوں۔ میں نے نہیں آیتیں ایک ایک پیش کی تھیں جن میں یہ غلط کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں تمام مستثنا کا بیان ہے۔ سب چیزوں کا تفصیل بتا۔ اور اس میں کئی جہت تبیین چھٹی ہو گئی ہے۔ ان باتوں کے جوہر میں کوئی شعور نہ ہو سکتے ہیں کہ ان کی غلطی۔ نہ صرف وہ چیزیں سزاویں ۵۰ دین سے متعلق ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن تو یہ شخصیں بے دلیل ہے قرآن پاک میں "کلی شیء" کے ساتھ کوئی قصہ نہیں لگائی گئی۔ پھر آپ جو نہ لکھنے لکے کہ ہوتے ہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے۔ "وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ شَيْءٍ مِّنْ شَيْءٍ مِّنْ شَيْءٍ" ایک اور جگہ ہے "وَهُوَ يَكُنْ لَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ شَيْءٍ" قرآن میں یہاں بھی آپ کا کلام کی شخصیں کریں گے ؟ اور میں یہ بھی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر نہیں بلکہ فلاں قسم کی خاص خاص چیزوں پر۔ نہ نادر ہے ، اور اس کو تمام باتوں کا نہیں بلکہ فلاں فلاں خاص قسم کی۔ توں کا علم ہے۔ مگر میں یہ بد جوہر کر رہا ہے کہ آپ کی یہ شخصیں بے دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا دین کے قطع نہ ہو۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں مشکوٰۃ شریف سے جو حدیث پیش کی تھی اسی کے متعلق آپ نے اس مرتبہ پھر یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں حالانکہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جو حدیث چند ہر قول سے مروی ہو وہ صحیح قرار ہو جاتی ہے لہذا وہ قابلِ بحث ہے۔ دوسری بات آپ نے کہہ لی تھی کہ اس سے صرف علم حصولی ثابت ہوتا ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ "حدیث مست

نسب پر ماحیاتیاتیں ؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (مدظلہ و صلواتہ) میں ملے کر چکا جون کا پائے نئی طب
صاحب کی کئی نظموں اور غزلوں، سمیت بات کا جواب

میں دونوں اس نے اس کی نغمہ نگاریوں اور نادرہ و اعلیٰ زبانی سے اعراض کرتے ہوئے: صاحب سبقت کی طرف متوجہ
ہوتا ہوں۔

برے و فانی کے معاملہ میں جو کہیں نہ ہو، میں مولوی صاحب نے اپنی کئی تقریریں میں دوست کی تحسین میں جو کہ
ان سب کے جوابات دے چکا ہوں۔ اور ان کے جو سب کچھ میں جو کہ بہت سے کامیاب ہیں، اس کی حقیقت اللہ دانستہ بھی
عرض کر دینگے پہلے ان کی ان تہذیبوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو انہوں نے اپنی اس تقریر میں پیش کی ہیں۔

بیت کریمہ کحل متعیہ ففصلناہ ففعیلاً کے متعلق میرزا بہاؤ اللہ صاحب نے یہ کہنا بھی لکھی ہے۔
تہ عین وہی چیزیں مراد ہیں جن کی معرکت ہمارے سے شراری ہے، پہنچاؤ تعبیر میں جن میں ان کی تفسیر اس طرح کی گئی
ہے (و کحل متعیہ یحتاج فیہ ففصلناہ ففعیلاً) (جلالین، ص ۲۹) نیز صاحب بیت کہہ رہے
کہ بہت سے شراری کی چیزوں کی تفصیل کر دی ہے :

ان طرح نام دہی لیا جو غرضاً تفسیر کی ہیں اس کو فوراً لکھا ہے کہ کحل متعیہ ففصلناہ ففعیلاً
ایک حکم منشیہ حکم واجب حاجت کا ہے، تعبیر میرزا ص ۱۰۰، یعنی ہم نے ان کو مزید دے کر یہ بھی تفصیل
کر دی جن کا تم کو ضرورت ہے :

یہاں بعض اختصار صرف دو تقریروں کی عبارتوں میں لے پیش کر دی ہیں وہ دیگر حضرات مفسرین نے بھی ایسا ہی
لکھا ہے ۔

تقریریں سمجھ کر محبت مفسرین اس بیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ جن باتوں کا شعر و نثر اور دینی مقادہ قرآنی
مجید میں تفصیل سے بیان کر دی گئیں، یہ کہ اس میں ساری کتابت، حتی و سداوی کے تمام ماحول و کیفیات کی تفصیل کی گئی
ہے اور جہت ۱۱ جن میں سے جہت ۱۱ ان کی بھیجیں وہ مفید گویا، جنہاں ہمہ تو ایک سو گنا عمریں بھی ملیں
یہاں سے ہیں۔ (نحوذاتہ)

۱۔ آپ نے اس تقریر میں فرمایا ہے کہ "کاشی کی یہ تفصیل ہے اہل بیت سے معلوم نہیں کریں اور اس آپ کا مجھ پر ہے یا نہ انکو مفسرین پر جنہوں نے یہ تفسیر کی ہے، اور یہ تفصیل کی ہے، آپ نے اس مسئلہ میں بطور تفسیر کے اکتفاً غلط محفل غلط ہے۔ قدیر اور وہو پختہ شود۔ خلاصہ کر پیش کیجئے حالانکہ اس کی بھی نظر قرآن مجید روا کہیں میں جن میں خدا کی دوسری کتاب "تورات" کے متعلق قریب قریب یہی غلط آئے ہیں۔ جتنا کہ

سورۃ النعام میں ہے

لَقَدْ أَنزَلْنَا هُوَ عَلَى الْكِتَابِ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّعَلَّكُمْ
تَعْلَمُونَ ۚ إِنَّ هُوَ لَدُونَكَ لَشَدِيدٌ ۚ فَكَتَبْنَا لَهُ الْفُرْقَانَ مِنْ هَذِهِ الْكُتُبِ
مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (الاعراف: ۱۲۵)

ای دو فرمائیں میں تورات مقدس کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل کی گئی ہے۔ اور بعد
میں حال قرآن مجید روا ہے کہ "اب گراپ کے خدا کی" کی شئی "ہیں کہ ان تفصیلات میں کی جا سکتی تھی
بائے کہ اگر تورات و قرآن دونوں میں ہذا کبریا علیہم وحیہ ارضی و سماوی ارضی و دنیوی ہر چیز کا پورا پورا تفصیل
ہو۔ اور اس صورت میں لازم آئے کہ قرآن کے علوم تمام تورات کے برابر ہوں اور اس کے کوئی بات بھی تورات سے زیادہ
عظیم ہو۔

قرآن نے ایک آپ کا یہ بیان ہے۔ اور اگر آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے تو ہر بائی کہ نبوت کے متعلق
جو باتیں میں نے پیش کی ہیں وہ غلط۔ کاشی سے کیا روایت ؟
آپ نے اس بات پر یہ دلیل استعمال کی ہے کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تعلق دین سے نہ ہو۔ میں آپ سے
پرچہ ہوں میرے آپ کے سر کے باقی تمام کو میں نے کیا تعلق ہے ؟ یہی عرض ہے کہ اس کو اس کو کہ کاشی کو کہاں
بہر ہوئی کہ کاشی سے کئے پھر منہ اور کتنے پیدا ہوئے۔ آج اسی صورت کا دین کی تعلق ہے، اور آپ کے
قرآن و قرآن کے اس بات کے ان کی بات میں کچھ ہوا ہے ؟

یہاں ہم اس بات پر قرآن و تورات کے تعلق سے تھی۔ اب ہماریس کے متعلق غلط

آپ کے پہلی مدینہ پر مشورہ۔ یہ ہے کہ میں نے اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ جو اس کے تمام تعلق ہو

ہیں اور اس کے ثبوت میں محدثین کو کلام ہے اس لئے وہ قابل استدلال نہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کا جواب جواب میں اپنی پہلی تقریر میں دے چکا ہوں اعادہ کن ضرورت نہیں مگر ذرا آپ نے اسی حدیث کی شرح میں حضرت شیخ محمد بنی محدث و فاضل جہانگیر علیہ السلام کی جرح بہت پیش کی ہے اس کا مطلب بھی خود حضرت شیخ و اہل کتب تصریحات کی، دشمنی میں پہلے بیان کر چکا ہوں ہر ایک جواب میں آپ کچھ نہیں کہہ سکے۔

دوسری حدیث جو آپ نے مراسب مدینہ سے پیش کی تھی اس کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ سب مفسرین نے محدثین سے اس کو روایت کیا ہے مرن اس کی روایت کردہ احادیث اس وقت تک ناقض استدلال نہیں جب تک کہ کوئی مفسر اس کی تصحیح نہ کرے۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھ دیا کہ دور سے فرمایا ہے کہ غلام قرطباطی نے یہ سب اپنی کتاب مراسب مدینہ میں نقل کر دیا تو میں اس کی تصحیح ہو گئی۔

مجھے افسوس ہے کہ فن کی نادر قیمت کی وجہ سے آپ کسی سہل اور مستحکم تہذیب و تمدن میں نہ رہ سکے۔ میرے ہر بان! مراسب مدینہ نہ کہ بلوں میں سے نہیں ہے جہاں میں عربی احادیث صحیحہ کو نقل کا التزام کیا گیا ہے، نہ اس کے مصنف نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اس میں کسی حدیث کا درجہ جو جائز کسی طرح اس کی منہانت نہیں کہ وہ صحیح ہی ہو یا ضابطہ ترمذی و صحیح مسلم و غیرہ صحاح کی ہے جن کے مؤلفین نے اس کا اقرار کیا ہے کہ وہ صرف وہی حدیثیں جمع کیں گے جو ان کے نزدیک صحیح ہو گئی۔ اور یہ طریقہ حافظ علی حسینی نے بھی اپنی تصدیق میں کر چکا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ پس آپ کی ایسی جگہ پر باتوں سے کہ کوئی صحیح ہو سکتا ہے۔

ہر حال موجود حدیثیں آپ کے پیش کی تھیں وہ ضعیف ہونے کے وجہ سے قابل استدلال نہیں اس مرتبہ حضرت حضرت نے ان کی روایت آپ نے پیش کی ہے وہ بے شک صحیح ہے لیکن اس میں عرض کرنے سے پہلے آپ ضرور یہ حدیث میں بھی دیکھ لیے کہ غلام نے حدیث نے اس کا کیا مطلب بیان کیا ہے۔

علامہ علی قاری تہذیبی «شرح شفا» میں اس حدیث کے لفظ «فَمَا تَوَلَّى تَشْبِثًا» کی شرح میں فرماتے ہیں «ای مُبْثَثًا» تو گویا حضرت ملا علی کے اقتدار کے مطابق اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلیفہ میں تمام ستم بالسلطان اور جبر و بیان فرمائیں وہ میں قبول کیا کرتا ہوں۔ یہ کسی طرح صحیح نہیں آگیا کہ حضور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے ان کی کھپاں میں دیکھی۔

مرفیہاں اللہ سے ہیں گی۔ اتنے چوبیس کے بچے پیدا ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس الٰہی چیزوں سے بہت اعلیٰ درجہ ہے آپ باہمی اور اسباب ہرگز تشکیک نہ کئے تھے۔ خود آپ کی تعلیم ہے۔ **مِنْ خُسْبٍ بَشَرًا** اَنْتُمْ رُوْى كُنْتُمْ حَافِظًا يَنْبَغِيْ اُنْذِيْ كُمْ اَللّٰہی كے اسلام کی طرف سے ہے کہ وہ بے کار اور غیر مفید باتیں نہ کہے جس پر کس طرح کہیں آسکتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی دوسروں کو بے کار باتوں سے منع فرماتے ہیں اور خود ہی محترم کہنے کے ہو کر اس قسم کی غیر ضروری جھگڑیں نہیں چاہتے۔ بیان فرمائیں، آپ کی شانِ عالم اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے پس مدینہ کا مطلب وہی لیا جائے گا جو حضرت اعلیٰ علی قادی ہ اور غیر شاہ جہاں حضرت نے بھی بیان فرمایا ہے۔ اور وہ کہ حضور اقدس نے اس خطبہ میں تمام وہ باتیں بیان فرمائی جو ضروری اور قابلِ بیان تھیں اور اس مرتبہ میں اس حدیث کو آپ کے مدعا کے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

یہاں تک کہ آپ کے صحاح و روایات پر کچھ تھا۔ (اس میں اپنے دلائل کی طرف توجہ جرتا ہوں۔) علم قیامت کے مشق اب تک میں نے جو تاریخ آئینہ پیش کی ہیں ان کے جواب میں آپ نے صرف دو باتیں کہی ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ان میں سے کسی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلائی نہ ہے۔ میں ان دونوں باتوں کا متصل جواب دے چکا ہوں۔ پھر مختصر و معنی کرنا چاہوں۔ کہ جب حضرت علیؓ بن عباسؓ نے حضرت قتادہؓ سے صحیحہ ابو صیابہ و تابعین اور ان جزیرہ ابن کثیرؓ وغیرہ سے انہم حضور سے انہی آیات سے علم عطائی کی جو نفی غیر اللہ سے تھی اور تہذیب مکان کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت خاص کا علم کسی مخلوق حتیٰ کہ کسی مترتب فرشتے اور برگزیدہ نبی و رسول کو بھی عطا نہیں فرمایا ہے۔ جیسا کہ اس کی عبادت بظاہر ہے جو میں پہلے میں کر چکا ہوں، تو پھر آپ کی یا آپ کے پیروں و مرشد فاضل بریلوی کی رائے کو کون منہا ہے اس بار میں آپ نے اپنی تائید میں پہلے صدیقی کی عبادت پیش کی ہے جس کے مشق میں نے کہا تھا کہ وہاں بجزہ میں سے نہیں ہیں۔ اب اس مرتبہ آپ نے دوسری ایک عبادت رونق جہاں سے آپ پیش کی ہے۔ احادیث و روایات میں ہیں۔ کا شمار بھی تقاضا میں نہیں ہے۔ اس کے خلاف اسنادیں حتیٰ کہ آئینہ ایک اختلاف شمار بزرگ ہیں لیکن باب تفسیر میں ائمہ تفسیر کے مخالفین میں کئی قریبی کوئی خاص روایت نہیں۔

آپ نے دوسری بات میری پیش کردہ آیات و احادیث کے تعلق کو لکھی تھی کہ ان میں بطلان حضرت محمد اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہم گرامی ذکر کہ کہ آپ سے علم قیامت کی فطرت میں کی گئی یا اس قدر مستحکم نہیں ثابت ہے کہ کہی جادل سے جاننے کے لئے ہی نہیں نکلتی جانتے۔ مگر کچھ عجیب ہے کہ آپ باہر نہایت دلیری سے بھی کھڑے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا قرآن مجید کی کسی آیت میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بصرحت ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ خدا نہیں ہیں ؟ سب نہیں ہیں، سمجھ نہیں ہیں ؟ میں جڑ سے کاٹتا ہوں کہ آپ ایسی ایک آیت بھی سارے قرآن میں نہیں نکال سکتے۔ تو کیا اس سے حضور رک غلطی اور آپ کی ہر بہت و مسودیت کے حیدر کے کا جو دخل سکتا ہے ؟ ہر گز آپ کی یہ دوسری بات پہلی بات سے بھی زیادہ جمل اور مستحکم نہیں ہے۔

اس کی تفسیر میرے لئے اقل تھی ! چھٹی آیت۔

قُلْ إِنْ أَنْتُمْ أَحْبَبْتُمْ آخِرَتَكُمْ عَلَىٰ دُنْيَاكُمْ فَأُولَٰئِكَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

اور اے رسول ! اعلان فرما دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا قریب ہے، وہ جس کا تم سے دھوکا جاتا ہے (یعنی قیامت) یا اللہ شہر لے گا اس کے لئے کوئی میدان (سورہ بقرہ ۱۷)۔

اس آیت کا حاصل بھی قریب قریب وہی ہے جو اس سے پہلے ہم ذکر کردہ آیت کا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں

يَقُولُ تَعَالَىٰ أَهْزَوْسَةَ نَزَلَ مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِ رَسُولٌ أَنْ يَقُولَ لِبَنَاتِهِ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمْنَ لَهُ نَتَبَّ سَاعَةً وَلَا يَذَرِي أَقْرَبِيَّتٍ وَفَقْدًا أَمْ بَقِيَّةً ۝

(ابن کثیر ۱۰/۱۰۵ ص ۹۶)

حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ مجھ کو قیامت کے وقت کا علم نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ آیا اس کا وقت قریب ہے یا بعید۔

ساقی آیت سنئے ! سورہ طہ سجدہ اور پچیسواں پارہ کی پہلی آیت ہے۔

إِنِّي بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّي ۚ إِنِّي أَنبِئُكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ ۚ إِنِّي أَخْبَرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

ما ظہر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اسی لا یعلمہ ذلک أحدٌ سوا

(ابن کثیر ج ۹ ص ۸۰) یعنی اسی کو وقت قیامت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور وہی منکر صاحب ! ویسے تو آپ نے یہ سیدھے ہی منکر اللہ کے پیارے رسول کا علم کھانسنے کے لئے آپ کو ایسی بنیائیں کرنی خوب آتی ہیں آپ نے لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ تَوْبَعًا رِیًّا وَ أَنْتُمْ مُكْذِبُونَ سچوڑا اَنْتُمْ یَسْتَوُونَ بَعْضُ الْاَشْخَاطِ لَا یَعْلَمُونَ بَعْضُہُمْ اَنْ یُحْشَبَ وَ تَحْشَرُونَ بَعْضُہُمْ اَنْ یُحْشَبَ .

مسئلہ : ہاں اس سے سوہوی صاحب کی عاجزی کا اندازہ کر لو کہ اب جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں رہی تو انھوں نے قرآن میں بنیائیں کرنی شروع کر دیں۔

سنئے ! سوہوی صاحب نے جو آیت چھڑائی وہ یہ ہے ۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا مِمَّا ارَادَ نَفْسِیْ مِنْ رَّسُوْلِی
یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا بجز پسندیدہ ۔

اس سے صاف ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب دیتا ہے اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں زیادہ پسندیدہ ہے ۔ لہذا آپ کو ہزار اہم غیبی مظاہرہ اس سے بڑھ کر حضور کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہوگی ؟ اور بعض مفسرین نے اس آیت میں غیب کے لفظ سے خاص قیامت ہی کو مراد لیا ہے تو اس صورت میں اسی آیت سے خاص وقت قیامت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو جاتا ہے جس کی نفی کے لئے آپ صحت سے دور نکلا رہے ہیں ۔ سیدہ العسریۃ الامام المکملین مفسرین نے حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ کی تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا مِمَّا ارَادَ نَفْسِیْ مِنْ رَّسُوْلِی
الْعِیَاضَةُ مِنَ الْغَيْبِ الَّذِیْ لَا یُظْهِرُہُ اِلَّا مِمَّا ارَادَ نَفْسِیْ مِنْ رَّسُوْلِی
فَاِنْ فِیْہِ اَحَدٌ اَحْمَلْتُمْہُ فَاِیَّہُ عَلَی الْعِیَاضَةِ فَاِیَّہُ قَالَ اِلَّا مِمَّا ارَادَ نَفْسِیْ مِنْ رَّسُوْلِی
مَعَ اَنَّهُ لَا یُظْهِرُہُ اِلَّا مِمَّا ارَادَ نَفْسِیْ مِنْ رَّسُوْلِی
وَمِنْہِ قَالَتْ بَلْ یُظْهِرُہُ عِنْدَ الْغَرْبِ مِنْ اَقَا مَقَرِّ الْعِیَاضَةِ

یعنی آیت کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت ان غیروں میں سے ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ کسی کے لئے
ظاہر نہیں کرتا بجز ایسے پسندیدہ رسول کے اس پر جو مستحب ہو جائے۔ اس کا جواب امام رازیؒ
ہیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب اس کی اطلاع دے گا اور اس کے وقت کو ظاہر کر
دے گا۔

دیکھتے! یہی آیت میں خیانت کر کے آپ نے علم قیامت کی نفی ثابت کی تھی اسی سے امام رازیؒ نے
محسوس کے لئے جو تمام رسولوں کے حق قیامت کا علم ثابت کر دیا۔ کہتے! آپ کے نزدیک امام رازیؒ معتبر
ہو یا نہیں؟

اور سنئے! حضرت شاہ عبدعزیز رحمہ اللہ علیہ نے تفسیر مزہبی میں صفحہ ۷۲ پر وقت و کون
قیامت اور احکام کو مذہب و تشریع اور معارف ذات و صفات و رازہ کو حقیقت میں داخل فرمایا۔ اس کے بعد
اسی آیت کریمہ **فَلَا يُظَاهِرُ عَلَى قَتْلِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن لَّدُنِّي** کے تفسیر میں ان تمام
فروا نے ہیں۔

۔ یہی مطلب ہی کہ نہ برحیب خاص خود ہر کسی یا جو جھگڑنے کی تمسک و اشتباہ خطا بگلی دہاں
حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ۔ صفا نامہ مگر کھدا کہ پسند می کند و آن کس رسول می باشد
نماہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام و نماہ از جنس بشر مثل حضرت محمد
و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات، کہ او را اظہار بر بعضی از غیرہ بہ خاطر خود می فرماید۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب خاص پر کبھی اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ اس اطلاع میں
خطا اور غلطی کا یا کل یا بالہ ہو جائے اور خطا و اشتباہ کا احتمال بالکل نہ رہے مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ تعالیٰ پسند
فرماتے ہو وہ فرشتوں میں سے ہو جیسے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یا انسانوں میں سے ہو جیسے حضرت محمد
موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ان کو اپنے خاص فیوض پر مطلع فرماتا ہے۔

دیکھتے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو
غیر خاصہ کے لیے اطلاع دیتا ہے نہ اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی غلطی اور خطا کا احتمال ہی نہیں رہتا
www.besturdubooks.wordpress.com

اور وقت قیامت بھی خوب خاصہ ہی میں سے ہے۔ پس ثابت ہو کر شاہد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی کی طرح بھی غم کے بزرگ یہ دو سوئوں کو دبی جاتی ہے۔

اب کہنے کیا شاہ صاحب بھی کہہ کے نزدیک نامستبر ہیں ؟

بھائیو ! یہ ہے حق کا مجرہ ، جو اہل بیت مولیٰ صاحب نے خیانت کو کچھ پیش نہ تھی اور جس سے ثابت کرنا چاہا تھا کہ میرے مختصر یہ کہ وقت قیامت کا غائب تھا ، اسی سے ثابت ہو گیا اور میں نے نہیں بلکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کر دکھایا کہ یہ تمام باتیں حضرت امام علیہ السلام کو بلکہ تمام بزرگ یہودیوں اور مسلمانوں کو وقت قیامت ہی اطلاع دیتا ہے۔ اللہ اعلم۔

اور جب یکدمیت سے یہ ثابت ہو گئی تو ہم ان باتوں کو جن میں میرا قیامت کا حصہ تھا تو یہ باتیں کہیں سے ملتی ہیں یا کہیں سے نہیں۔

اسی نسخے علامہ صاحبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حضرت علیہ السلام ذاتی مدد سے استفادہ کے قیامت سے ہے کہ آپ نے پہلے ساری کتب درجہ شریف میں جعلی نسخہ لکھ کر بھی غیر مستبر بھرا دیا۔ حاکم نقیہ علامہ کی کہ مستبر دانتے ہوئے آئے ہیں۔ یہ خوب میں نے یہی حضرات کی حقائق میں پیش کر ان کلمات کہ آپ جو مستبر نہ لکھیں۔ امام باقر علیہ السلام اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی حقائق میں بھی پیش کر چکا ہوں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے علما کی ایک عبارت میں نے پہلے پیش کی تھی جس کا یہ کہ کوئی جو نہیں دے سکے۔ اب حضرت شیخ ابی دہرہ کی کتاب ”درجہ نبوت“ سے ایک عبارت لے کر پیش کرتا ہوں۔

شیخ علیہ الرحمۃ درجہ نبوت شریف جلد اول صفحہ ۶۶ ”وَقَدْ بَيَّنَّاهُ فِي حَقِّهِ“ کی تفسیر اسی طرح دے رہے ہیں۔

”وَسَمِعَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ دُاعِيَةً مِمَّنْ يَزِيدُ فِي مَشْرِيقِ زَمَانِهِ ذَاتَ وَصْفَاتٍ مَعَ اسْمِهِ“

افضل داتا، ”وَبَيَّنَّاهُ“ علم تقابیر و باطن داتا، ”وَقَدْ بَيَّنَّاهُ“ دلائل و معانی ”وَقَدْ بَيَّنَّاهُ“

ذاتی جملہ عربیہ شریف شدہ۔

یعنی حضرت امام علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شانوں اور اس کے ”وَقَدْ بَيَّنَّاهُ“

اور اس کی نشانیوں کو سب کو جانتے ہیں۔ اور حضور نے ظاہر و باطن اولیٰ را مرتبہ علوم کا احاطہ فرمایا ہے اور حضور قَوْلًا حَقًّا دیکھی ہے عَلَیْہِ سَلَام کے مصداق ہیں۔
 کئے گیا حضرت شیخ بھی آپ کے نزدیک غیر ستر ہیں ؟ آخر میں ایک حدیث حضرت ملا علی قاریؒ کی
 اور پیش کرنا ہوں۔ مرقات فریقین شرح مشکوٰۃ شریف بلداولیٰ مضمونہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۵۱ تنوّت الروح القدس وازداد فوراً بیکھا و اشراقھا بالاعراض
 عن ظلمة عالم الحوادث وبتجلیۃ القلب عن صلوات الطبیعیۃ
 والمواظیۃ علی التعلّم والعمل وفیضان الافور الانبیۃ حتی
 یقوّم انوارہ وینبسط فی فضاء قلبہ ویتعکس فیہ النور
 المرقسۃ فی قلوبہ الممحفوظ ویدفع علی الغیبات اللہ
 یعنی جب روح قدس نمود ہوتی ہے اور مرکز قلب و علم و عمل و دیگر بادوست سے اس کی نور
 میں ترقی ہوتی ہے اور اس کے دل کی فضا میں نورانی درجہ پھیل جاتا ہے اور پھر روح محفوظ کے نور میں
 اس میں منعکس ہوتے ہیں اور اس صاحب روح قدس کو خیانت پر اطلاع ہو جاتی ہے ۔

اسی سلسلے منظور صاحب ! آپ تو خدا کے محبوب و ملازمین و افاضین کے علم غیب کے شہساز اور شہ
 قائل تھے قاریؒ فرماتے ہیں کہ تمام ادرارہ قدسہ الاولیٰ کے دلوں میں نور محفوظ کا عکس ہے اور صاحب غیب پر قطع ہوتے
 ہیں کہنے ! کیا حدیث ملا علی قاریؒ بھی آپ کے نزدیک نامعتبر ہیں ۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب لکھنؤی
 رحمہ اللہ صلوٰۃ علیہ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ

کی ہے اور حضرت آدمؑ آیت پڑھی۔ مجھے جب صبح ہے کہ آپ سلطانوں کو دھوکہ دیتے تھے کہیں صبح غلط بیانی سے کام
 لیتے ہیں۔ میں نے جو آیت سورۃ جن کی پڑھی تھی وہ بھی قصیدہ اس کے بعد کہ تو اپنے بھائی سے دوہل آیت
 کا پھر دہرین بکر مستقل آیت ہے۔ اگر اسی آپ کو اس معاملہ میں غلط فہمی ہے تو قرآن مجید دیکھ لیجئے آپ کو معلوم ہو جائے
 گا کہ میری پیش کردہ آیت کے آخری لفظ اَمْ یَجْعَلُ لَہُ رَجُلًا اَعَدًّا پر آیت مہربانہ ۔

ہر حال یہ آپ کا نہیں بتلایا ہے کہ میں نے پوری آیت میں پڑھی۔ اور معاف کیجئے کہ چونکہ آپ خدا اس قسم کی بھڑانہ
خیانتوں کے حامی ہیں اس لئے دوسری کو بھی مباحی سمجھتے ہیں۔ میں نشہ و لہذا میں بے وقار آپ نے اپنی تقریر میں کسی
کسی المیہ سے تک غیاثیں کی ہیں۔ سچے اس آیت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ہر آپ نے اس مرتبہ پیش کی جگہ
جہاں کو میری پیش کردہ آیت کا کڑا جواب دیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔

عَلَيْكُمْ أَنْتُمْ فَلَا يُظَاهِرُ عَلَى خِيَابِهِ أَحَدًا إِلَّا مَتَّعْنَاهُ مِنْ رِزْقِنَا

مطالعہ نمبر ۲۰ اس کی تفسیر میں اہل علم قرأت میں

اَمْ رَسُوْلًا فَاِنْ رَاسُهَا يُبْعَثُ وَيُغْفَرُ الْغَيْبُ (تفسیر نگار القرآن ج ۲ ص ۱۶۹)

اس جہت سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو
سچی نہیں کہتا البتہ اپنے برگزیدہ دوسروں کو بعض غیبوں کی اطلاع دے دیتا ہے اور یہ میرے دعوے کے خلاف نہیں اور
آپ کے مخالف نہیں کیونکہ آپ کا دعویٰ کلی کا ہے۔

مگر اگر تفسیر میں نے بھی اس آیت کے ذیل میں قریب قریب یہی لکھا ہے میں صرف ایک عبارت علامہ ابو موسیٰ

کی پیش کردہ پابندیوں۔ اِلَّا مَتَّعْنَاهُ مِنْ رِزْقِنَا کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں۔

اَمْ رَسُوْلًا فَاِنْ رَاسُهَا يُبْعَثُ وَيُغْفَرُ الْغَيْبُ (التَّحْقِيقُ مَوْسَوْنِيہ)

... كَلَّمْنَا نَامًا رَاسًا لِيُخَوِّبَهُ مِنْ خَبَائِطِ رَسَائِلِهِ ... وَرَاسًا لِيُخَوِّبَهُ

مِنْ اَوْسَائِنَا وَاحْكَا مَحَا كَقَا قَلَمِ الْكَلَامِ الشَّرِيْفِ ... ذَا مَنَا

مَنَا يَتَمَلَّقُ بِهَا حَقِّي اَحَدِ الْوَحْيَيْنِ مِنْ اَلْقُرْآنِ الَّذِي مِنْ جَسَدِهَا رَفَّتْ

فِي اِيْدِهَا غَبَّةٌ فَلَا يُظَاهِرُ خَلِيْبَ أَحَدًا اَبَدًا (تفسیر مسعود ج ۲ ص ۳۳۳)

دیکھئے اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کی پیش کردہ آیت میں جن غیبوں پر دوسروں کو کھلیے کے مانے کا ذکر

ہے وہ صرف وہی بعض خوب ہیں جن کا رشتہ سے خاص تھا پورا اور جن غیب کا تسبیح رسالت سے دوسرے کے علاوہ

ابو موسیٰ کی تقریر کے مطابق ہر علم قیامت۔ تو ان پر بھی کسی کو مطلق نہیں کیا جاتا۔

ہر حال معززات تفسیر میں اس قسم کی تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اس آیت سے افیاض جلیلہ معلوم

کے ذیل میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ملاحظہ کے ساتھ اس مسئلہ پر کلام کیا ہے اور اپنی وجہ
کے ساتھ بتلوا ہے کہ وقتِ نبوت کا علم حق قائل نے دوسرے مثل اس میں ایک حد تک نفیق کو نہیں عطا فرمایا۔ اور آپ
ذلت میں کہ انہوں نے وقتِ نبوت کے علم کو آپ کے لئے ثابت کیا ہے۔ حیرت بہت آپ کی دیدہ دہری پر۔

آپ نے اس مرتبہ حضرت بطحی علیہ الرحمۃ کی "دارِ حیات" کے وہ بیان کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے میری
عرفت سے اس کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ اس میں حضور علیہ السلام کے لئے جن علوم کا حصول تسلیم کیا گیا ہے وہ
وہ ہیں جو حضور کی شانِ نبوت کے متناسب تھے۔ اللہ اعلم الغیوب کہ جس میں استنباطِ حق ہے جو ایسے مراحق
پر کائنات میں عام طور پر متسلل ہوتا ہے نہ اس کا قرینہ وہی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہی حضرت شیخ بہ دین
مراحق پر جن جن خاص چیزوں کے متعلق تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا گیا۔
مثلاً: "آیتِ قنوت" کی کہ مشفق فرمایا ان کی تصریح "اشترکنا فیہ" سے پیش کر چکا ہوں کہ۔

وہ سے تھا کہ شیخ کس را و ملائکہ و اسل برائے اطلاق نہ دے دو ۔

اس کے علاوہ بھی ان کی اس قسم کی تصریحات بکثرت پیش کی جا سکتی ہیں اور اگرچہ موقوفِ توفیق سے آئندہ
تقریر میں ان میں سے کچھ پیش بھی کر دوں گا۔ یہی حضرت شیخ کی نہ تمام عبارتوں میں تطبیق اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جہاں
جہاں انہوں نے عموم و استغراق کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کے استغراق بولنے پر حمل کیا جائے اور اگر وہ آپ کو یہ
بات تسلیم نہیں ہے تو پھر براہِ گردن مراحق کی اس عبارت کو حضرت شیخ کی ان عبارت سے تطبیق کر کے دکھلائیے۔

آخر میں آپ نے علامہ قاری کی عبارت سے بھی پیش کی ہے اور اگر کسی سے ہے کہ اس میں آپ نے نہایت افسوسناک
خیانت سے کام لیا ہے اور اس عبارت کا وہ ابتدائی حصہ جس میں آپ کے دعویٰ کے مزاج صحاف موجود ہے اس کو کچھ
منہجور دینا اور اصل عبارت یہاں سے شروع ہو رہی ہے۔

إِنَّ الْغَيْبَ مُتَبَاهٍ وَأَنَّهُ حَقٌّ مُتَبَاهٍ وَمِنْهُ لَا يُغْنِي عَنْكَ صَلَاتُكَ وَصَوْمُكَ وَنَذْرُكَ
مِنْهُ مُرْسَلٌ وَأَمَّا الَّذِي جَاءَ فَقَوْلُ مَا أَظْهَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى بَعْضِ الْأَحْيَاءِ لَوْ أَنَّ
جُلِيَّةً وَخَوَاجَةً بِأَوَّلِهِ عَنِ الْغَيْبِ الْمُحْتَلَقِ وَخَصَّارَ غَيْبٍ أَهْلِيًّا وَذَلِكَ
إِنَّمَا اسْتَوْدَعَ الرَّوْحَ الْعَدُوَّةَ رَحِمَهُ

اس کا مطلب یہ ہو کہ حبيب کے لئے کچھ بدیہی ہیں کچھ نواقص، پس مبارک حبيب پر تو کئی خوشیہ مقرب اور
فرستادہ رسول کرہم علیہ السلام نہیں ہوتی۔ ہدیہ نواقص حبيب کی اطلاع بھی محمد باقی خدا کو دے دی جاتی ہے، پس یہ کہ
بعدہ عبارت ہے جو آپ سے پیش کی۔ پس اس ابتداء کی حصہ میں تصریح کر مبارک حبيب کی اطلاع کسی حکمت مقرب اور
بی حرج کو بھی نہیں ہوتی۔ تو اس ابتداء کی حصہ کو چھوڑ کر باقی عبارت کو پیش کر دیتا اور اس سے حضرت مصنفہ کے
غلات علم حبيب کی ثابت کرنا مزید خیانت اور افسوسناک جو دیتا ہے۔ حضرت علامہ کا قاری نے نہ تو ایسے لوگوں
کی تکفیر کی جو حضور علیہ صلواتہ وسلم کے علم حبيب کی کفہ قائل ہیں۔ یہ میرے پاس علامہ کی مشہور کتاب "شرح شفاء"
ہے اس کے صفحہ ۹۹ پر پڑھئے علم نبوی و علیہ علیہ وسلم ہی پر گواہ کر تے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

وَالْحَاجِلُ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُكَلِّمُوا الْمَغِيبَاتِ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا بِمَا
أَمَلَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَحْيَانًا فَقَدْ خُشِيَ عَفَاؤُهَا وَالْمَغِيبَةُ يُتَحَكَّمُ فِي
اعْتِقَادِ أَنَّ الشَّيْءَ يَقْلِبُ لِقَابِ بِمَعْنَى عَدْلِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى قُلْ لَا يَسْلَمُ مَنْ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنَ الْمَغِيبِ إِلَّا اللَّهُ عَفَا رَفِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْمَغِيبِ
یعنی انبیاء عظیم السلام کو حبيب کا علم میں بجز ان چیزوں کے جو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ان کو بتلائی
اور عبارت علیہ مغیب نے اس شخص کے کفر کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو علم غیب ہے، کیونکہ یہ حقیقہ حق تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم غیب سے قسوت
وَالْآخِرُ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ کے معنی ہے۔

مولوی مشتعل صاحب: سنا آپ نے حضرت قاضی کا قاری کی زبان سے علامہ حنفیہ کا فتویٰ و آپ کا
مجھ پر مطالبہ تھا کہ عقیدہ علم حبيب کی کفر جہاں ثابت کرو۔ لیکن آپ کا وہ طالع بھی پڑا ہو گیا۔

اس کے بعد میں چند دن کی طرہ سے سوچ رہا ہوں۔ ان کے معنی میں آئیں پچھ چڑھ کر کچھ ہوں۔ یٰۤاَيُّهَا
وہی صفحہ جو حضرت علامہ قاری نے پچھ توئی کفر میں نقل فرمائی ہے۔ یعنی

قُلْ لَا يَسْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنَ الْمَغِيبِ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ
أَيَّامَ يُبْعَثُونَ (۱۸۰: ۱۶۵)

یعنی اللہ رسولؐ! فرمادیکھتے کہ زمین اور آسمانوں کے درجے دلوں میں سے کوئی غیب کو نہیں جانتا
سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور ان کو معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھنے جا رہے ہوں گے :-

علامہ علی بن محمد غزالیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَحَدُّهُ وَبَعْلُهُ مَتَى تَخْرُجُ
الشَّمْسُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّامَ يُخْرَجُونَ فَيُخْرِجُ اللَّهُ مِنَ السَّمَوَاتِ وَ
هُنَّ قَتْلُكَ وَمَنْ فِي الْوَالِدِ وَهُوَ يَتَوَأَمُّ لَا يَسْتَمُونَ مَتَى يَجْعَلُ
وَالِدُهُ قَتْلُكَ فَتَحْدِثُ بِبَعْلِهِ ذَلِكَ -

مطلب یہ ہوا کہ جس مشرقتہ تھانی ہی کل غیب کا علم رکھتا ہے اور اسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئے
گی۔ اور آسمانوں میں درجے والے فرشتے اللہ زمین میں رہنے والے بنی آدم اس کو نہیں جانتے اور نہ ہی
مشرقتہ ہی کو اس کا علم ہے :

اس آیت سے ایک وقت دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ غیب کا علم کل حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور دوسرا
یہ کہ وقت قیامت کی خبر کسی فرشتے اور کسی فرزند کو ملے گی نہیں۔

اسی کے بعد دوسری آیت اور سنئے ۔

وَسْأَلُكَ عَنْ الشَّاهِدِ آيَاتٍ مُّشْتَبِهَاتٍ فَأَمَّا أَنْتَ يَا كُرْهُهَا إِلَىٰ رَبِّكَ

مُتَشَبِّهًا ۔ یعنی اللہ رسولؐ! آپ سے یہ ٹوٹی ہوئی کہتے ہیں قیامت کے مسئلے کو کب چاہے

کا آگاہ آپ کو اس کے ذکر کیا سروکار ، آپ کے پروردگار ہی کی طرف ہے اس کی انتہا ۔ تاہم دعا دے گا

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِی قَبَسٌ جَلَّهَا إِلَيْكَ وَلَا إِلَیَّ

يَوْمَ الْآخِرَةِ ۔ یعنی اے اس کا علم اللہ رسولؐ نہ آپ کہتے اور چاہا ہی کسی اور مخلوق کو ۔

اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھیں اَشْتَدَّ مِنْ ذِكْرِهَا كَاتِبُهَا تَفْسِيرُهَا مِنْ اِی لَا تَخْلُقُ

یعنی اللہ چاہے کہ رسولؐ آپ اس کو نہیں جانتے ۔

آگاہ پہلی اور دوسری باتوں سے حلف اللہ پر معلوم ہوتا ہے کہ وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ کے پاس

نہیں عطا فرمایا اور صرف پہلے کے خاص کر رکعت ہے۔ پھر اگر مفسرین کی عبارات میں نے اب تک ان آیات کی تفسیر و تشریح میں پیش کی ہیں ان سب نے جی ان کا یہی مطلب لکھا ہے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان تمام چیزوں کے معلوم ہو جانے کے بعد ایک ایمان شخص کس طرح اس کے خلاف عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

مولوی حسرت علی صاحب
حضرات گرامی ! آپ نے دیکھا ہو گا ہی منظور صاحب نے سورۃ بنی

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا مگر اس کے ساتھ ہی دوسری آیت جس میں مذکور تھا کہ اللہ تعالیٰ جگہ دونوں کو علم غیب دے گا۔ اس کو آپ لائے۔ جب میں نے مولوی صاحب کی گرفت کی اور ان کی بیعت ثابت کی تو وہ کہتے ہیں کہ جو تکوین سے دوسری آیت شروع ہو گئی ہے اس کے سنایا نہیں ہوئی۔

میں نے مولوی صاحب ! دوسری آیت شروع ہوئی ہو یا تیسری آیت جو یہ حضور سلسلہ ہے اور میرا آپ نے اس میں سے آدھا پیش کیا اور اسے کو اپنے خلاف دیکھ کر بہنم کر دی تو خیانت ہو گئی۔ اور خیانت کس کا نام ہے ؟

آپ کہتے ہیں کہ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَی غَیْبِہِ اَیُّہَا رِیَاضُ حَبِیبِ مَرَاہِیہِ اس کے آپ کے پاس کیا دلیل ہے ؟ قرآن میں اپنی دلت سے پوچھ لگاتے ہو۔ کیا یہ حدیث نہیں پڑھی مَن فَتَنَّا فَتَمَنَّا

بِالْزَّیْرِ قَلْبُہُہُمْ فَمَنْعَلَمُہُمْ الشَّیْءَ جو اپنی دلت سے قرآن کی تفسیر کر کے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا اور اگر بفرمان اس سے بعض ہی غیب مراد ملے گا یہی تو میری چونکہ اس سے پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر ہے

اس لئے اس سے یہی خاص غیب یعنی وقت قیامت مراد ہو گا اور اس صحت میں مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس خاص غیب یعنی وقت قیامت کا علم دے گا اور وہ اپنے برگزیدہ اسے سب سے پہلے دے گا اس کی اطلاع نہیں

دیتا۔ تو خیر یہ دیکھ کر دوسروں کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے اور اس صحت میں بھی یہ آیت آپ کے خلاف ہو گی۔

حضرت مگر آیت میں غیب سے کل غیب مراد لیا جائے تو حضور خدا سے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی بات ہو گا۔ اور اگر بعض غیب مراد لیا جائے تو چونکہ پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر تھا اس لئے وہی مراد ہو گا اور اس صحت میں اس سے حضور خدا سے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقت قیامت کا علم ثابت ہو گا۔ غرض یہ آیت ہر حال میں

آپ کے خلاف کج فائدہ ہے اور قریب قریب اسی حضور کی ایک اور آیت یہ ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَاللَّهُ يَجْتَنِبُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ
مَنْ يَشَأْ ۖ أَلَىٰ عَمَلِكُمْ (۱۷۹)

یعنی اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں گمراہ کرے؛ تمہیں غیب پر مطلع کرنے لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس بات کے لئے چن لیتا ہے قرآن مجید پر مطلع فرماتا ہے۔

اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ اور پیغمبرؐ کے پیروں کو غیب پر مطلع کرتا ہے، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب اور سب سے زیادہ پیغمبرؐ رسول ہیں تو ضرور آپ کو علم غیب دیا گیا ہوگا۔ علم غیب کے لئے اس سے زیادہ صاف اور راستہ نہیں مل سکتا ہے لیکن جسے کی آنکھ چاہئے، دشمنوں کو تو ہر حال بھی غیب نظر آتا ہے۔

میں نے حضرت شیخ تھقف، محدث، دہلویؒ کی محدثات فی شرح ترمذی سے پیش کیا تھا، آپ فرماتے ہیں کہ اس میں استغراقِ عرفی ہے۔ بہت خوب! حضرت شیخ تھقف فرماتے ہیں کہ "ہر یکس قوم ظاہر و باطن، اول و آخر، حاکم و مرؤہ" اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ استغراق حقیقی نہیں بلکہ عرفی ہے۔ اگر ایسا ہی جواب دیتا ہے تو میری سب سے پیش کردہ باتوں اور حدیثوں کے متعلق یہی کہہ دیجئے کہ ہر ایک میں استغراقِ عرفی ہے۔

یہی ہے حضرت شیخ تھقفؒ کی ایک عبارت اور اسی حارج سے پیش کرنا چاہوں۔ اس کے صفحہ ۱۶۵ پر ہے "ہر چہ در دنیا است از زمان آدم کاغذ حق بر صلی اللہ علیہ وسلم مکشفت ساختہ احوال ہر از اول تا آخر معلوم کرد"۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک ہر ایک کے سبب حضورؐ پر مکشفت فرمایا یہاں تک کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق کے حالات معلوم ہو گئے۔

دیکھئے حضرت شیخ تھقفؒ کے کچھ کلمے فضلوں میں حضورؐ کے لئے جیسے مکان دار کلن کاظم ثابت کیا ہے کیا اس کو بھی آپ استغراقِ عرفی کہیں گے؟

آپ نے اس مرتبہ شریعت شفاء ترمذی سے حضرت قاضی قادیانیؒ کی ایک عبارت پیش کی ہے اور اس سے قیاس لے کر کہیں کہیں دیکھ کر معلوم کر لیں کہ قادیانیؒ کے نزدیک وہ لوگ امعاء و افشاء کا فر ہیں جو حضورؐ میں صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات

علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اے سوری صاحب ! یہ نوعیت الہیہ دھوکہ بازی ! آپ کو شرم نہیں آئی ۔ حاضر علی غاری نے تو ان حضرات میں من و گمنان کی تحقیر کی ہے جو حضور کے لئے بتعلیم خداوندی یعنی فاطی علیہ السلام غیب ماننے میں دیکھتے اس کا پسٹ ہی جلد یہ ہے : **إِنَّ الْأَسْبَابَ لَا تُكْتَفَى قَضَائُهَا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى** یعنی ایسا غیب میں جانتے ، مگر اہر جہنم اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ۔

اس سے نجات کا یہ ہے کہ خود قائل کا ہی یہ کارہ عقیدہ ہے کہ کثرت کائنات کے تصور سے انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہوتا ہے تو کیا اس عقیدہ کو کٹر کس کے قائل قادی جتنے خواہیں تحقیر کی ہے ۔ ذرا کچھ سوچا کہ کثرت کائنات کا کردہ ۔ بہر حال قادی غاری کے اس عبارت میں غائب ذاتی کا عقیدہ رکھنے والوں کی تحقیر کی گئی ہے ۔ وجہ شک یہ بھی اس کو کٹر کس کے ہیں **الغرض ایہ ہے کہ عبادت پیش کر کے مسلمانوں کو سرسری دھوکا دیا ۔**

یہ ہے ”تشریف شفا“ تشریع کی ایک عبارت میں پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ حضرت قادی غاری کا عقیدہ سی اس میں کیا ہے ۔ صحت جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں ۔

بَلَاءٌ زُوَّجَهُ نَسِيْبُ السَّلَامِ سَابِرَةٌ بِفِي حَيَاتِهِ هَلِي الْإِسْلَامِ ۝

یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہیں ۔

سوری صاحب ! دیکھا آپ نے ہے حضور کے مشفق حضرت قادی غاری کا عقیدہ ۔ بتلاتے ہیں حضور پر کجگو اور کھڑی ہوں مگر تو آپ کو سب کچھ معلوم ہو گیا نہیں ! اور آپ کو کچھ نہیں کہ یا نہیں ! سوری صاحب ! تب کو شرح شفا تشریف میں یہ عبارت نظر نہیں آئی !

اس کے بعد سوری حضرت علی صاحب نے سوامہ فضائی کا پیش کردہ نہیں در دوہیں آیت کے متعلق دی گئی اور عقل کی بحث کی جو اس سے بچہ تخریق میں مگر سرگرمی ہے ۔ ہر اس کا کلام فضول سمجھتے ہیں اور اس پر جو سوری حضرت علی صاحب کی تخریب خیر ہو گئی ۔ مرتبہ غیب !

مولانا محمد منظور صاحب لعلخانی
آپ نے اپنی کچھ تقریریں مجھ پر آیت قرآنی میں ثبوت کرنے کا حوالہ
لگا دیا تھا انھیں سند بھی دلائی کی روشنی میں اس کا انکار کھل دیتا ہوں

ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ آپ نے اس مسئلے میں میری کسی دلیل کو غلط نہیں لکھا۔ اور آپ نے اسی غلط استدلال کو اس تقریر میں پھر بڑا دہرایا۔ میں حاضرین کو ہم سے روئے است کروں گا کہ وہ غلط دیکھ کر کھلا کام میں اور افسوس کریں۔ جو کہ مجھے بھی بہت سی باتیں عرض کر لی ہیں اس لئے اب میں کسی حصہ کو نہ دہرایاں نہیں کر سکتا۔

آپ نے جو آیت کو سورہ حین کی پیشین گوئی زنی فَ يُطِيعُ مَنْ خَشِيَہُ لَعَلَّہُ : اایہ میں نے علامہ نسفی، اور علامہ ابو منصور، کی تفسیر حدیث سے ثابت کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ دینے پر کوئی دینوں کو بھیجے بعض خوب کی اصلاح دیتا ہے اور اس سے اس آیت کے جز خشیہ کی راستہ دل نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ تفسیر امر ہے۔ اگر اسی عرف سے قرآن میں بڑا لگاؤ ہے۔ مجھے سمجھ میں کہ آپ کا اعتراض ٹھیک ہے۔ اسی تفسیر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہیں کہ اگر آپ علامہ نسفی، اور علامہ ابو منصور، کی تفسیروں کو تفسیر الکرۃ سمجھتے ہیں اور ان کو

مَنْ خَشِيَ الْخَلْقَ بِالْإِجْمَاعِ فَلْيُطِيعُوا حَقَّعَہُ مِنْ الْمَثْبُورِ ۔

کا صحابی تفسیر میں ترجمہ جہات کر کے صاف لکھے تاکہ آپ کے دل سے وہ الو کر بھی آپ کا مسکراہ

عندہ معلوم ہو جائے

آپ نے اپنی اس تقریر میں نہی معترضہ کی ایک دوسری آیت وَهَا كَذَبَ اللہُ لِيُطِيعَنَّہُ خَلْقُ فَتُطِيعَ وَبَكَّرَ اللہُ یُجِئُیْہِمْ مِنْ رُسُلِہِ مَنْ یُشَآءُ بھی پیش کی ہے۔ اور کہ حضرت مفسر نے اس کی تفسیر میں بھی یہ بھی خشیہ کی تفسیر فرمائی ہے۔ علامہ نسفی، اپنی تفسیر مدار التعلیل میں انعام فرماتے ہیں۔ وَبَكَّرَ اللہُ یُجِئُیْہِمْ مِنْ رُسُلِہِ مَنْ یُشَآءُ فَيُطِيعُہُ خَلْقُ فَتُطِيعَ ۔ اور یہاں بھی دعا کی سی ترجمہ لکھتے ہیں۔ فَبَكَّرَ اللہُ یُجِئُیْہِمْ مِنْ رُسُلِہِ مَنْ یُشَآءُ فَيُطِيعُہُ خَلْقُ فَتُطِيعَ ۔

ان تفسیرات کے مطابق آیت سے صریح یہ ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے رسول کو بھی مصلحت کی اطلاع دیتا ہے اور اس پر جدا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں کو انھیں بھی رسول یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں کروڑوں جنس کی چیزیں عطا فرمادی ہیں بلکہ انھیں دینے کے علاوہ یہ کہ انھیں عطا فرما دیا کہ تمام عطا فرما دیا

کا علم غلط قرار دے دو۔

ہر حال آپ نے پیش کردہ یہ بحث بھی پہلی باتوں کی عربت نہ آپ کے دھرم کی دلیل نہیں بن سکتی۔

دیکھتے ہیں کہ کس طرح یہ نکتہ دیکھ لیا گیا۔۔۔ بعض کا جو مذہب تو نے کہاں سے لگا دیا، اور یہ تفسیر ان کے لیے کیونکہ
جو نے یہ مطلب بیان کیا ہے وہ غلط فہمی ہے اور ناقص مفہوم ہے، کا بیان کر دیتے ہیں اور ان کی تائید کرتے ہوئے اس سے
آپ میں انکار نہیں کر سکتے۔ یہ بحثیں مطلب اور سب سے غلط ہیں نہ ہی بیان کیا۔ میں نے جس قدر شک، ان دو کو حور
دیا ہے۔

آپ نے اپنی اس تقریر میں علامہ الہیوت کی تمام حیات پر تو بے شک۔ اس کے متعلق بھی میرا جواب
یہ ہے کہ اس میں بھی استغراقِ عرفی ہی مراد ہے۔ ان فراموشی کو بڑے کچھ شیعہ دھرم کی اس تشریح تمام عقائد
میں استغراقِ عرفی ہی ہے کہ کچھ سنی فاضل خاص مشینہ کے متعلق وہ اپنی کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا اصول
تہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا نہیں ہے۔ چنانچہ وقت کی آست کے متعلق ان کی ایک تصدیق میرا اپنی اپنی تقریروں میں پیش
ہوئی ہے چنانچہ ان میں اب کچھ نہ ہی عین عبارت ہے۔۔۔ مسند احمدات۔۔۔ جس میں اور میں نے کتابوں حضرت شیخ و بن صید
کے ہر ساری پتا قرآنِ فہم پر لکھتے ہیں

۱۰۔ چنانچہ عام دے یہ کہ است و دہاں باب بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے شدہ و حال ہے۔

بسم و شمس =

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ۔۔۔ کہ ان ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان صیغہ کے حامی میں دوسرے
نہیں بولی اور اس کا حال سمجھ لیا۔ حضرت شیخ کی اس حالت اور واضح تصریح کہتے ہیں کہ اس کا استحکام بھی نہیں
رہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غریبہ کل کے مخالف ہوں۔ پس یہ وہ اس صیغہ کی اس صیغہ عبارت
اس بات کا درست قرینہ ہیں کہ حضرت شیخ نے بیان کیا ہے اس بارے میں عموم و در استغراق کے لفظ لکھے ہیں ان میں
کی برادر استغراقی دینی چند جہزینہ واقع میں ملاحظہ پر استغراق ہوتا ہے۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں علامہ آغا علی قاسمی کی شرح شفاء سے جو عبارت پیش کی تھی جس میں انہوں نے
یہہ دوسرے کی کچھ لفظاً حلیہ سے نقل کی ہے جو خود بھی اللہ علیہ وسلم کے لئے جامع معنیات کا علم دیتے ہیں۔ اس کے

جواب میں بھی آپ نے وہی عجیب بہت فرمایا کہ وہ تکبیر میں اٹھ کر علم دانے والوں کی ہے حالانکہ اس میں اس کا کوئی شک
 اشارہ بھی نہیں ہے۔ پہرا کہ ہے۔ ثابت گنہگار کے لئے کہ اس علم غیب کی کے حقیقت میں علامہ علی نقاری بھی آپ کے
 ہمنوا ہیں۔ شرح شفاء سے ایک محرف عبارت بھی پیش کی۔ جس اس کے متعلق تحقیقی جواب دہ آدمی کے منظر
 میں اسے چکا ہوں۔ لیکن اس وقت بحث کو مختصر کرنے کے لئے میں عبارت کو صحیح فرض کر کے ہی کہتا ہوں کہ اس سے صحت
 اثبات بہت جڑا ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں حضور کا روح القدس ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ نکالنا جاسکتا ہے
 کہ حضور کو مسلمانوں کی خانگی بقا کا علم ہوگا ہے۔ اور آپ کا دعویٰ اس سے بہت زیادہ عام ہے۔ آپ فرمیں کہ میں
 میں کچھ سمجھتا ہوں کہ تمام انسانوں بلکہ تمام جہاں میں جو زمین کے کپڑوں میں کھڑے ہیں اس کے کپڑوں میں خداوندوں، انسانی دنیا
 یا بشر کے خطوط اور درختوں کے جوں تک غرض عالم علی و سفلی بلکہ تمام عظیم کے متعلق علم تفصیلی کلی محیط حاصل ہے اور
 گویا مقاری حقیقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، علم باری تعالیٰ کا سہی ہے۔ تو شرع شفاء کی اس جہلت
 سے آپ کا یہ طویل و عریض دعویٰ کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر ضروری جائے تو یہ محدث کے اسلامی
 گھرانے میں مرجع ہونے سے تمام مسلمانوں کے تمام حالات کا معلوم ہونا بھی لازم نہیں آتا۔ بس یہی نادمہ سے نیا وہی واقعات کا
 علم ثابت ہو سکتا ہے جو گھر کے اندر پیش آئیں اور کیا یہ محدود دائرہ دیکھا وہ غیر متناہی وسعت۔
 لفظیں اگر آپ کی پیش کردہ شریعت شفاء کی عبارت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے آپ کے دعویٰ کا وسعہ
 بیسیوں بلکہ ہزاروں بار لاکھوں جزئیات سے بہت نہیں ہو سکتا۔

میرا جواب تو برہنہ اسلم ہے۔ دراصل حقیقت یہی ہے جو میں آپ کو دہاؤں کے مناظر میں بتلا
 چکا ہوں کہ حقیقت یہاں بطور فرض کی غلطی ہے دراصل عبارت غائب اس طرح ہوگی۔ لَا بِلَاقِ دَوْنِ خَلْقِ
 الْمَلٰٓئِكَةِ حَاضِرًا قَبْلَ نَبِيِّهِمْ اَوْ اٰتِیًّا اٰتِیًّا سَلَامًا۔ اس کے بعد بحث بھی ختم ہو جاتی ہے۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب ہوا۔ اب خدا تعالیٰ علامہ علی نقاری کی ایک بصیرت افروز اور
 فیصلہ کن عبارت اور بھی سن لیتے جس میں انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنے لوگوں کے کفر پر امت کا اجماع نقل
 کیا ہے جو حضور پرکھنے کے علم کی حکایت ہوں اور علم نبوی اور علم اہل حق کو کثرت اور مقدار کے لحاظ سے برابر ماننے ہوں جیسا
 کہ سن وقتہ آپ کا دعویٰ ہے۔

مثنیٰ علامہ ممدوح ۵ اپنی مشہور کتاب موضوعات کبیر میں اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے انتظام فرماتے ہیں :-

وَمَنْ اعْتَصَدَ شَجَرَةً وَلَهُ اللهُ وَرَسُولُهُ يَحْكُمُ اِجْتِمَاعًا كَمَا لَا يَحْكُمُ

میں جو شخص علم الہی اور علی نبوی کی برابری کا عقیدہ رکھے وہ باجماع کا فریب :

کچھ مولوی صاحب ! کیا یہی علامہ علی قاری کا عقیدہ علم غیب کے بارے میں آپ کے موافق نہیں ؟

یہ تو آپ خود بھی کہہ کر رہے تھے ، علامہ علی قاری نے آپ سب لوگوں پر جماعی حکم لگا کر آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا ۔ یہ تو ایک کتاب کی تقریر کا جواب تھا اب میں پھر اپنے ، اول کی طرف رجوع کر رہوں ،

پچھلی تقریر میں میں غرض اس تینوں اپنے غرضوں کے لئے بہت میں پیش کر چکا ہوں ، اب سب سے غرضی اور صحیح طور پر ثابت ہو چکے کہ حضور صلی علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا ، ان تمام آیات کی تفسیریں امر مغسورین ۷ سے پیش کر چکا ہوں اور کچھ اور میں آپ Stefan کی اس سب کے جوابات بھی بجا شدہ چکا ہوں جن کے اعادہ کی حاجت نہیں ۔

اب میں مزید تائید کے لئے چند حدیثیں بھی سن مضمون کی سریشی کر رہوں ۔

مرسلہ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ يَنْشَقُّ

تَسْلُوفِي عَنِ الشَّاعَةِ وَارْتِمَاءٌ عَلَيْهَا عَسَلُ اللهِ حَدِيث

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات شریف سے صرف ایک عوان پیشتر فرماتے ہوئے سنا کہ تم

مجھ سے وقت قیامت کے تسلی سوال کرنے پر سو کہ اس کو علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے :

حضرت شیخ عینی دہلوی ۷ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے ، "اشق العات" میں انتظام فرماتے ہیں ۔

۱۰ یعنی لا وقت وقوع قیامت کو کہی ہی پر سیدہ ام کلثوم من خیرت وکن داعی الخلف لعیان

خدا ۲۰ داشت العات ملہ جہاد من ۷۷۷

یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہے کہ گو ۔ تم مجھ سے قیامت کو کہی کا وقت پوچھو ۔ پوچھنا ہی جفت

ہو ملاحظہ فرمادہ خود کچھ معلوم نہیں اور اس کو سوال کے عدا کے کوئی نہیں جانتا :

ایک اور مہم پٹ بننے۔ حضرت عبدالغنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَ جُنْدِي لَا يُحِلُّهَا
لَوْ قَتَلَهَا يَدَاهُ -

بہنِ محترمہ رسولِ شہید علیہ السلام کے وقتِ قیامت کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا علم میرے خدا کو ہے۔

اس حدیث کو امام احمدؒ کی روایت سے ابن کثیرؒ نے بھی تفسیر میں نقل کیا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۱ ص ۲۸۷)
اس مضمون کی اور بھی کثرتِ اعلانیہ ہے لیکن وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے میں ان کو اس جگہ پر پیش نہیں کر سکتا۔ صرف ایک حدیث پاک اور پیش کرنا کہ ہم ۱۰ اردو اہل مسئلہ میں عربی آخری جہت ہے۔

۱۰ سند صحیح و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ شبہ سلاخ میں میری عظمت اور ہم علیل اللہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ اور ہم سب ایک گٹھ جو ہو گئے اور قیامت کا ذکر ہو گا۔ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریا نشہ کیا گیا، آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے وقت کا علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا، آپ نے بھی فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بدی آئی تو آپ نے فرمایا: اَمَّا تَجِبْتُمْهَا فَلَا يَعْلَمُ جِئَا اَحَدًا اِلَّا اَمَلَهُ مِنْ قِيَامَتِ كَيْفَ اَمَلَهُ مَكِي وَنَقِي خَيْرٌ تَوَقَّعْتُمْ كَيْفَ اَمَلَهُ كَيْفَ اَمَلَهُ كَيْفَ اَمَلَهُ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۰۳)

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس فیصلہ کن جواب کی کسی نے غم نہ دینے کی بجائے اسی پر ہتھیار اٹھانے اور اختلاف جو گیا اس سے ثابت ہو گا وہ قطعاً قیامت کا اعلان ہے۔ اس کے ساتھ ہی کہن ہو جاتا ہے کہ تمام اولوالعزم اور مقدس رسولوں کا اجماع مندرجہ ہے اور اس سے اختلاف کرنا گویا اللہ کے ان تمام عظیم الشان اور اولوالعزم رسولوں کے اختلاف کرنا ہے۔ **وَلَقَدْ يَادَّبْنَا** رَبِّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ **وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا مِّنَّا لَسَوْفَ يَكُونُ مُرْتَدًّا** ۔

آیات عزرائی و احادیث بخوبی اور پھر بعض صحابہؓ و تابعینؓ کے اقوال و روایات کے ساتھ بغیر تفسیر
کافی میں کرچکا۔ اسے آخر میں ایک عربی ہستی کا ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے حقیقت کے آپس حضرات بہت
نراور ہوجاویں۔ اور اس سے بہت سی باتیں معلوم ہوجاویں گی۔ سنئے۔ اور نگاہیں روشن رکھئے !

آپ اپنی برائی ضروری میں اس قدر بھی غرض کر حضرت شیخ عبد القادر سیاحی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر مراد علی شاہ صاحب
کہ ان تصریحات کے بعد ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ - جناب و توجہ :-

مولوی حسرت علی صاحب
آپ نے اس مرتبہ بڑے نام کے ساتھ حضرت شیخ محقق دہلوی ۰ کی
حیانت ایک اور پیش کی ہے۔ مگر فی الحقیقت آپ نے حضرت شیخ
کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اس حیانت میں یہ کہاں ہے کہ میں صیاد کا حال حضور کو سمجھ نہیں تھا حضرت
شیخ کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ ہم مسلمانوں پر اس کا حال اہم ہے اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس کے بارے میں وحی
نہیں ہوئی لیکن اس سے تو صرف علم باوجودی کا منہ پھرتی ہے مگر مطلق علم کی حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے علاوہ اور جو
ذرائع علم حاصل فرمائے تھے مثلاً مشاہدہ و حیرہ و من گدازیں سے حضور کو ابن صیاد کا حال میں معلوم تھا۔ ان اس کے بارے
میں آپ پر وحی نہیں ہوئی۔ تو وحی دوسرے علم ذہنیہ کی نسبت یہ کہتا ہے کیا میں لوگوں کو وحی نہیں ہوتی ان کو کسی
بات کا علم ہی نہیں ہوتا ؟

برہنہ یہ کہ آپ کا حضرت شیخ پر اقترا۔ ہے کہ ان کے ذریعہ حضور کو ابن صیاد کا حال معلوم تھا نہ خود صیاد کیسے کھنکھنے
ہیں وہ تو خود اسی اشتقاق میں کلمت عاقبۃ الشیخ و الذخیرہ الی صریح کے تحت پورے
چکے ہیں ۔ ہیں و انستہم ہر جہود و آسمانہ و نہیما ۔ تو کیا ابن صیاد زمین و آسمان سے باہر کی چیز ہے ؟
اور پھر زمین و آسمان کا کیا ذکر حضرت شیخ کا عقیدہ قرآن ہے کہ

وہ ہر جہ و دنیا است از زبان آدم تا خلق اولے رسولی علیہ وسلم ملکوت ماضیہ و حاضیہ
بہرہ از اول تا آخر معلوم کرد ؟

یعنی ناد آفرینش آدم سے قیامت تک جو کچھ ہو گا وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور پر لکھ کر دیا اور حضور
نے قرآن سے آخر تک اس سب کو جان لیا :-

تجلی کیا کہ ابن صیاد نہ ذرا آدم سے قیامت تک کے دینیں ہوئی ایک مخلوق نہیں ہے ؟ اگر جہاد ضرور ہے
تو حضرت شیخ کی ان عبارت سے حضور کے لئے اس کا علم بھی ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ جو مسکن ہے شیخ مراد و حضور
کے لئے اس کے علم کے حصول سے انکار کریں۔ لہذا حضرت شیخ کی حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے جو حضرت قلیلیہ ابن ابی ہریرہ
www.besturdubooks.wordpress.com

اگرچہ حضور کو دہی ہے، لیکن یہ میلہ کا حال نہیں معلوم ہوا لیکن دوسرے ذرائع سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ مطلب دایا جائے تو پھر حضرت شیخ و دیگر علماء میں اختلاف و تعلق ضرور رہا تھا۔

یہ سب شریعت شفا کی روایات اپنے استاد اہل میں پیش کی تھی جس میں حضرت اعلیٰ قادی نے حضور کے حاضر و ناظر ہونے کی تصریح فرمائی ہے اس کے متعلق یہ بھی آپ نے وہی نظر ادا مشککہ خبر بات کی ہے کہ اگرچہ ہونے فرض کی غلطی ہے اور اصل عبارت میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے حالانکہ میں اوتی ہی میں کہہ چکا ہوں کہ جو یہ کہتا ہے کہ وہ دیکھ چکا تھا۔ میں نے وہاں کہا تھا کہ اب پھر کہتا ہوں کہ اس طرح تو برحق و ثابت اور حریفیت کو منہی بنایا جا سکتا ہے آپ کی یہ بات بہت قابلِ سماعت ہو سکتی ہے کہ آپ کسی نسخہ میں لَا کا جزائز ثابت کریں۔ حالانکہ حاکم نے یہ ہے کہ شرح غفران کے نسخہ میں بھی اس جگہ لَا نہیں ہے اور عبارت کا سیاق بھی یہی بتلائے کہ اس جگہ لَا کا افتدائیس ہو سکتا ہے کہ اگرچہ بعض وہاں لَا ہوتا تو بقیہ ہرگز ضروری تھا اور عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَعْلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَاسْتَلْهُمَ عَنَّا خُرُوجًا وَلَا مَبْرَأًا لَّهُمْ فِي شَيْءٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِرَبِّ الْاَلَمِیْنِ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پس جبکہ آخر میں ”کی“ لیں ہے تو معلوم ہوا کہ شروع میں لَا بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو آپ لکھ رہے ہیں کہ اس سے پورا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا تو جتنا ثابت ہو رہا ہے پہلے آپ اس مسئلہ کا انفرادی کر لیتے باقی ہم دوسرے اہل علم سے ثابت کریں گے۔

آپ نے اس دین پر جو کہ سائنس و موضوعات کبیر کی حمایت پیش کی ہے۔ سوائے صاحب ! ایسے بھاریکا سے متناظر کرتے جو : یہ جس غیر نہیں کہ وہ حمایت خود مطلقاً غلطی کی ! انہوں نے اور کسی کی نقل کی ہے۔ وہ حمایت و حقیقت میں فترم ہے نہ ہنسبیل ہے۔ اس موقع پر حضور خلیل کا رمی ہے اس کا عربی حکم نقل کیا ہے اور اس کا قول ہے : **مِنْ رَحْمَتِ رَبِّهِمْ وَنَسِيتُ أَنْ أَذِيبَ مَثَاقِمْ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَخْلَقَ خَلْقَ جَنَّةٍ كَمَا أَرَادَ** اس کا ترجمہ درج ہے کہ قول ہے آپ پر رحمت قائم کرتے ہیں !

”دوسری بات یہ ہے کہ میں ان لوگوں کی تحکیر کی کمی ہے جو اشرار، دہلوانے کے ظلم میں مسادات کا عقیدہ رکھیں

اور ہم دلت عجب پرستی کے عجیب و غریب کئے ایک سال کا بنا جاتے۔ اور ہم لڑکے کو دلت کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے کو علفانی کہتے ہیں تو مسلمان کس ہیں؟

آپ نے نوٹ کر لیا کہ اس مرتبہ سے معجزاتِ خورشیدِ شفقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی یہاں ہے
 آپ ان مقدس اکابرین کے اشداء کو کیا کھڑے تھے۔ حضرت عورت پاک نے یہ کہا کہ یہ محمدؐ تدریسِ علیؑ علی
 السلام کو وقتِ قیامت کا علم عطا بھی نہیں ہوا۔ جو عیادت آپ نے پڑھ کر کشتی تھی اس میں آپ نے خود چڑھے
 ہیں کہ **لَا يَتَّبِعُنِي مِنْكُمْ** وَخُذْهَا كَحَصْرَةٍ كَيْتَ اِسْ كَاوَقْتِهَا بِيَزْنِيْهِمْ جَزَاءً اَسْ كَاوَقْتِهَا مَطْلَبِ يَسْبِقُ كَيْ
 آپ کو خود بخود معلوم نہیں لیکن میں نے کہہ سنی کہ اتنی نے میں کو بتلایا تھا کہ

ایسی ہی چیز میری شاہ سے سب کی جو عبادت اپنے لئے پیش کی ہے اس میں بھی یہ کہیں ایسی کو تفریق کو اس کا مل
ہا نہیں فرمایا تاکہ اس میں فرق اض آئرش نہ ہو شیوں کا حوالہ ہے جن کے متعلق میں پہلے ہی آپ کو سنا چکا ہوں
کہ ان میں میں فرق ظاہری کی فحش کی گئی ہے۔ پھر یہ بھی یہ نہ غلط کہا کہ وہ جو لوگ ان کے متعلق ہیں۔ حضرت صاحبزادہ عیسیٰ
قبل فراموشی کے وہ تو خود جانتے ہیں ان کی گدی کے سر پر ہے۔

اس مرتبہ آپ نے جو تین حدیثیں حلقہ امت کے متعلق اور پانچ کی ہیں ان میں سے بھی کسی ایک میں نہ کوئی حدیث
کرشمہ تعالیٰ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا مطلع عطا نہیں فرمایا بلکہ ان کا نشانہ صرف اتنا ہے کہ اس کا
علم بالذات صرف خدا کو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل علم پہونے پر ان حدیثوں کی کوئی ولایت نہیں۔
مورسی صاحب! آپ نے طاعلی قادیانی کی طرف جھوٹی نسبت کر کے کہا تھا کہ انہوں نے یہ حضرات کبر میں
ان لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ رسول رسول جلازلہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم میں مساوات کے قائل ہوں۔ اسے کہا
جو وہ نہیں اسے چپکا کر یہ آپ کا سفید سمجھو۔ وہ مساوات طاعنی قادیانی کی اپنی نہیں بلکہ دین قریم پر مذہب کے اصول
نے نقل کی ہے۔ اب میں آپ کو بتاؤ ہرگز کہ اگر برابر اس نے ایسے لوگوں کو ہرانا۔ کافرین میں شمار کیا ہے جو حضور
کے لئے تمام معلومات انبیاء کا علم دانتے ہیں۔ مٹتے !

۱۰۔ یہاں سے صوبہ اوتد کے حصے نہیں جانتے۔ ۱۱۔ ۱۲۔ (۱) کئی عالم از بات کہی جود۔ ۱۳۔ نیوی

وَمَا يَذُرُّكَ فَنُلْهِمُ لَهُ دُونَكَ لِقَاءً ۖ فَمَا يَنْقُلُكَ
عَمَّا وَسَّيَتْ وَرَأَيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۚ

اس سے عداوت نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کی اطلاع نہیں دی
کیا لَعْنَةُ يَوْمٍ اور لَعْنَةُ طَيْفَلَةٍ عَلَيْنَا کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت شیخؒ صرف علم ذاتی
کی غفلت کر رہے ہیں انہماکی جہالت نہیں ہے ؟ اگر آپ کے پیش قدم پر کرنی معمول عربی وان بھی موجود ہے تو
میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملہ میں اظہار رائے کرے۔ هَلْ مِنْكُمْ مَنْ رَجُلٌ زَوَّيْدٌ۔ یہ
اسی طرح حضرت پیر مرعلیؒ صاحب دہ کی عداوت کے مستحق یہ کہنا کہ اس میں صرف علم ذاتی کی غفلت
اس سے بھی بڑھ کر حد کثرت کا ثبوت دینا ہے اگر ان کی عداوت کا مطلب یہ لیا جائے تو پھر تو مرزا کا بیانی کا دعویٰ
ثابت ہو جائے گا جس کی وہ تردید کر رہے ہیں ان کا کلام لغو و مفلح قرار پائے گا۔ کیونکہ مرزا نے جس کھانچا کو قیامت
سات ہزار سال پرانے لگی۔ اس کے رد میں پیر صاحب کا فرمنا ہے کہ یہ سات ہزار کی تحدید سنائی ہے ۔ لَعْنَةُ
يَوْمٍ عَلَيْنَا يَوْمَ قِيَامَتِهِمْ اَلَا هُوَ ۔ کے اور ان افسانہ کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت قیامت
سے لاطعی بیان فرمائی ہے۔ اب اگر خدا نے تمھاری ہی صحیح عقائد ہی پر تو سوچئے کہ میں کیا تہ عداوت
کا پیر صاحب نے خود دیا ہے نہ کہ ان کے نزدیک صرف علم ذاتی کی غفلت تھی تو وہ مرزا کے دعویٰ کے کس طرح خلاف ہو
سکتی ہیں کیونکہ وہ علم ذاتی کو تکبیر دیتی ہے ؟ بلکہ اس صورت میں تو مرزا کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور پیر صاحب
کی بات غلط ہو جائے گی۔ بہرحال کچھ توسیع کچھ کثرت کہہ لیجئے یا آپ کے نزدیک میں بولے جانے کا نام نہ لے

بات فرمایا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ غایب رہا۔ بالآخر لاغیب گریہ کیا جائے
کہ وہ منافی حرم غیب کی لاش کو تھا جس کے آپ لوگ مری ہوئے تھے۔ آپ کے نزدیک قرآن نے اس کو
کافر کو نصیحت کی تھی۔ یہ کہ وہ لوگوں میں گمراہی ہو گئی تھی۔ ان باتوں میں میں کو چاہوں۔ یہی کہ حضرت پران
بیرجہ حضرت علیہ السلام سے صاحب کو بھی آپ کو لاف کرنا پڑے گا۔ کیجئے! کیا آپ اس کے لئے تیار
ہیں؟ اور اگر اس پر نہیں یقین اسب سے بڑی قیامت آپ کے لئے یہ ہے کہ اپنے پروردگار سے روگردانی

غیاں صاحب بریلوی کو بھی کافر مانا پڑے گا، کیونکہ وہ خود علم غیب کی کھنکھریاں اٹھاتا ہے کہ کتاب
 "الدور المکیہ" کے منظر ۳۰ پر لکھتے ہیں

وَلَا تُدْرِكُ بِدَعَايِ اللَّهِ تَعَالَى أُنْيَا إِلَّا أَتْبَعُكُمْ

اور میر خود ہی اپنے دو سوے سنانے "خالص الامتداد" میں اسی عبارت کو نقل کر کے ان لغویوں میں لکھی
 کا ترجمہ کرتے ہیں۔ "اور ہم عطا الہی سے بھی بعین علم ہی مانگتے ہیں نہ کہ ہمیں" (خالص الامتداد ص ۱۸۸)
 نیز اسی "الدور المکیہ" کے ص ۳۰ پر فرماتے ہیں۔

بَقَا لَا تَدْعُ إِلَيْهِ أَنْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْعُ أَحَاطَ بِبَيْعِ
 مَعْلُومَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى قَاتِ مَعَانِ لِلْمَخْلُوقِ

یعنی ہم اس کے مدعی نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معلومات انبیاء کا علم حاصل
 تھا کیونکہ وہ تو مخلوق کے لئے حاصل ہونا مکمل ہے۔

پس اب آپ کو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے سیر در شدہ خالص بریلوی کو کافر کہیں۔ کیونکہ وہ علم غیب کے نہ صرف
 ملکہ میر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مخلوق کے لئے اس کے حصول کو نکال کتے ہیں۔ کہنے کیا ہے اتنی ہمت؟

آں شورش سسہ رخ جہر سود سسہ شد

باران جسد گلیہ کہ آتش بلنسہ شد

الغرض آپ کی پیش کردہ اسی عداوت میں وہ پہلو ہیں۔ ایک پہلو پر نام لکھا برسمت کسی کو حضرت غوث اعظم
 اور اپنے سیر و شدہ مولوی احمد رضا غیاں صاحب کو بھی آپ کو کافر کہا پڑے گا۔ اسی دوسرے پہلو سے وہ جہر پر محبت
 نہیں، بلکہ عقیدہ بھی وہی ہے۔

میں نے اپنا کچھ لکھ کر یہاں "اشعرا لطات" سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کچھ کتب و رسائل
 حدیث ابن مسعود کے متن نقل کی تھی اس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے ملحق علم کی نفی نہیں ملتی بلکہ حدیث
 علم الہی کی نفی ملتی ہے۔

یہ جواب بھی اس قدر معمول ہے کہ ہر معمولی کچھ لکھنے والا بھی اس کی نفی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں۔

اور بالکل عطا دے مسموم است۔ اور ایسا باب برحق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانہ و
 پر معمولی فائز، ان بھی اس کی نہ مستثنیٰ میں کھڑے کہ شیخ و مولوی کے نزدیک ابن مسعود کا علی بن ابی طالب
 صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ رہا اور حق تعالیٰ نے بھی اس ابن آدم کا پردہ نہیں اٹھایا۔
 حضرت شیخ کی یہ صاف و صریح عبارت اس بات کا برہین ہے کہ ان کی جن عبارتوں میں عموم و تفویض
 کے الفاظ ہیں ان میں مستغرق معنی ملو ہے۔ رد گو کہ آپ کی عریض حضرت شیخ کا بھی علم کلی کا تحفہ رکھتے تو ان صیاد کے
 متعلق پُرگزیر نہ کھتے۔ نیز وقت قیامت کے متعلق یہ ذکر ہے کہ وہ ان را جز خداوندی نمی سکند و اندر دہستہ نہائی
 بچہ کمربہ ز طلائع و درمل برکن اخلاص نثار دے۔

شرح مفہوم سے نسبت جو عبارت پیش کی تھی لَاقِی رُوحَہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 میں نے جو کہ تفسیر میں جواب دیا تھا کہ اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ دعویٰ کا سوال مبرا
 جزا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اچھا جتنا ثابت ہوتا ہے مجھے اس کو نہ کر باقی ہم
 دوسرے و نالی سے ثابت کر دیں گے۔ لیکن وہ کہ جو یہ ثابت کہ آپ اس حد لایا یعنی باتیں کسی طرح کرتے ہیں۔
 میرے جواب کا منہ یہ تھا کہ ان دوسرے احوال مناظرہ میں نہیں پیش کی جاسکتی جو کل دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے ہیں
 یا تو ہمیں دلیل کو داپس لیں یا اپنے دلائل کو داپس لیں کہ اس کے مطابق حدود دعویٰ کریں، کل کا دعویٰ کرنا اور اس
 کے ثبوت میں ایسی ناقص باتیں پیش کرنا جو اس کے دعوین جو یہ جسے کو بھی ثابت نہ کر سکے اسی شخص کا کارہ ہے جس کو
 انصاف مناظرہ کی ضرورت نہ ملے گی۔

میں نے ایک جواب اس عبارت کا یہ بھی دیا تھا کہ اللہ میں وہ نسخہ کی غلطی ہے اور اصل عبارت یہ ہے
 لَاقِی رُوحَہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اہل سطح کی غلطی یا کسی تحریف کی تحریف سے کیا ہے اس کے
 اسی لَاقِی رُوحَہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے یہ اس کے دو بار دست قریب ہیں۔ ایک یہ کہ اس جگہ
 لَاقِی رُوحَہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہو کہ کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہوا اور اس میں اہل خانہ
 موجود ہیں تو ان کو سلام کرے۔ رد گو کہ اس کوئی موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے۔ کیوں کہ
 آپ کے سلام مسلمانوں کے گھروں میں نہ ہوتا ہے۔ اگر حق کیا جائے تو یہ تعلیل ہی صورت میں بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ

دعویٰ مبارک کے ہر گھر میں حاضر ہونے کا یقینی قیاس ہے کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہو خواہ وہ مسکنہ ہو یا عزیز مسکونہ، اس میں اپنی خانہ موجود ہوں یا نہ ہوں، ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے تو دعویٰ مبارک کے تمام گھر میں ہونے کا یقینی قیاس ہے کہ جس گھر میں کوئی نہ ہو، اس میں تمام گھروں میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے۔ ان کے عبارت سے صریح ہوتی کہ

لَا تَرَوْنَا رُوْحَنَا حَتَّىٰ يَلْقَاكُمْ اللَّهُ حَتَّىٰ تَسْلَمُوا حَتَّىٰ تَلْقَوْنَ النَّبِيَّ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پاک خانی اور خیر آباد گھروں میں میں پہنچتی ہے کہ تمب شکستہ کوئی جو میں پر نہیں دست ہو جائی۔ انگریزی کو اس عبارت کو صحیح مانا جائے تو ترجمہ ہو گا کہ قبل درویش کے اور ملت معلوم کے مصلحت نہ ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ دعویٰ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے ان کے گھر میں ہونا باطل ہے، بڑا اور بڑے اصل خیال ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اور حضرت علیؓ قادی رو سے یہ بعید ہے کہ ان کے علم سے کوئی ایسی بات کہ وہ بے فائدہ بات نہ تھی۔ یہ وہ خیر ہے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ میں عبارت میں تصحیف اور تحریف نہیں ہے اور اصل عبارت یوں تھی لَا تَرَوْنَا رُوْحَنَا حَتَّىٰ يَلْقَاكُمْ اللَّهُ حَتَّىٰ تَسْلَمُوا اور گویا ظالمی قادی رو یہاں ایک زبیرا ہونے والے دیکھ کا ازہ فرما رہے ہیں۔ جس شفا میں ہو مسئلہ کہ جو خانی اگر کسی خانی گھر میں کوئی جاننے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ حکم اس سے ہے کہ حضور کی دعا مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر رہتی ہے تو ان کے وہم کے وہم کے لئے غور کرنے سے یہ تصریح فرمادی کہ یہ حکم اس سے نہیں ہے۔ اے آپ کا یہ فرمان کہ میرا اس صورت میں "بَلَىٰ" وہاں چاہئے تھا تو اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت اس وہم کے وہم کرو گئے تھے یہ سب جو خود کو دیکھتے ہو جانتا ہے کہ یہ ایسا قبویٰ حکم ہے اور اس سے "مَنْ" کی عزت نہیں رہتی۔ انگریزی ان زبردست قرائن کی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ اصل سنو میں اس بیگز "نَا" تھا اور اس صورت میں آپ کا استدلال بالکل ہی غلط ہو جاتا ہے۔

میں نے موضوعات کیلئے جو عبارت پیش کی تھی اس کے متعلق آپ نے خوف غلطی بالکل ہی بے پروا ہو کر لکھا ہے کہ وہ "ابن تیم" بد مذہب "کی عبارت ہے پھر خذ لہ اللہ تعالیٰ واسئلہ علیٰ صلواتہ

کہ کر آپ نے میری خواب ہمیں کیا ہے۔ نیز اس کا اندھہم تو ان کا رب تعالیٰ خود سے گا ایسا یہاں کے حاضرین کو بھی
 متاثر ہوئے۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کی بہترین کائنات ہم گنہگار ہی ہیں۔ ہندو کے وہ ایک ہندو بھی آپ کی اس فکر کا
 لاشکار ہیں جن کے متعلق ہندو کی ہمت سے امید ہے کہ آپ سے پانچ چھ سو برس پہلے ہمت انفرادی میں پہنچ چکے
 ہوں گے۔

گھانا لبرری فیکس کا پتہ: اگر ہر ایک

ذہنی کچھ کیسے بندہ ان کا وہی نہیں

ہی اس وقت مدد میں نہیں آتی کی طبعی عظمت اور دینی جلالت کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ وہ
 اصل موضوع بحث سے خارج ہے اور پھر میرے وقت میں بھی زیادہ کھانا نہیں کھا سکتا ہم اتنا فرد مرمل کروں گا کہ آت
 ہو سکے گا۔ نے ان کے مستقل متانت لکھے ہیں۔ خود علامہ تاجریؒ اور علامہ محمد امین بن کثیر صاحب تفسیر
 سے ان کی ہمت زیادہ تسلیم کی ہے اور ان کی عظمت و جلالت کا اعتراف نہایت ہندو علماء میں کیا ہے۔ علامہ
 شاہی جنتی جرنل اللہ علیہ نے بھی راجہ محمد کتاب لکھا تو میں ان کا ذکر عزت کے کلمات میں کیا ہے۔

اور علامہ تاجری جنتی جرنل اللہ علیہ نے موضوعات کبیرہ جہاں ان کا ایک عنوان کلام نقل کیا ہے وہ ان کا
 اور اسی عہد پر کیا ہے جس عہد کو انہوں نے لکھا ہے۔ خیر تو ان کی جلالت اور رشتہ شان کے متعلق چند
 مختصر اشارے میں نے کیے ہیں۔ اب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں نے جو عبارت موضوعات کبیرہ کی پیش کی تھی آپ نے اس کا جواب ایک نوید ویا کرد و عبارت خود علامہ تاجریؒ
 کی پیش کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے یہ لکھا تھا اور محض جھوٹ کہا۔ جو عبارت میں نے پیش کی ہے
 اور میں نے کتب حضرت علیؑ کے لئے علم کی دانے والی کتاب لکھی ہے جو دوسرے علامہ تاجریؒ کی ہے
 جو کتب کے ساتھ ہے۔ ہاں یہ شک اس سے پہلے حافظ ابن قیوم کی عبارت ہے جس کو علامہ تاجریؒ
 نے حق میں گرائی ہے۔ اس کی کتاب کو حجاز منایا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ حافظ علیؑ سے شروع کر کے جو عبارت
 لکھی ہے اسی سے ان کو ابن حافظ ابن قیوم کی تائید ہی ہے جیسا کہ براہِ شخص کچھ کہتے ہیں کہ عربی کی معمولی
 بھی مناسب ہے۔ اگرچہ موضوعات کبیرہ سے جو عبارت میں نے پیش کی ہے کہ میں نے اصفیٰ نسویہ علیہ

اَللّٰهُ ذَرَّ سُوْلِيْہٖ یَحْكُمُ اِجْتِمَاعًا وَہٗ لَیْسَ بِہٖ دَلٰلَہٗ عَلٰی سَوَادِیْہٖ كَیْ جَہٗ ۔

دوسری عجیب بات آپ نے اس کے جواب میں یہ کہی ہے کہ اللہ و رسول کے علم مساوات عجیب ہو سکتی ہے جبہ و ظن کے لئے ایک معاملہ مانا جائے۔ یعنی دونوں کے لئے ذائق یا دروں کے لئے عطائی تسلیم کیا جائے۔ اور چونکہ اللہ کامل ذاتی مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطائی اس لئے ہمارے عقیدہ کے بنا پر علم میں مساوات لازم نہیں آتی اور اس واسطے کہ منوعات کبیر کی عبارت ہمارے عقیدے سے غیر متعلق ہے۔ — اسی کا جواب یہ کہ اس کے کہ میں خود دلی آپ کے پیروں میں حضرت بریلوی کی زبان سے سنا دینا چاہتا ہوں۔ صفحہ ۶۱۱ :
گوش ہریش صفحہ ۱ : وہ اپنی کتاب "الدون المکتوبہ" کے حاشیہ صفحہ پر منوعات کبیر کی اس عبارت "مَنْ
اَصْحَقَ تَسْوِيَةً جَلَّوَاللّٰہُ اِنَّہٗ یَرْجَحُ کَیْہٗ بَرَّہٗ تَحْتِہٖ

وَاِنْ اَرَادَ مَجَرَّدَ التَّسْوِيَةِ فِیْہٗ لَیْسَ اِذْہٗ اَرَادَ کَیْہٗ مَوَظَّعًا جَوَہٗ کَلَامِہٖ

اس سے صاف معلوم ہوگا کہ آپ کے پیروں میں فاضل بریلوی کے نزدیک بھی اس عبارت میں مساوات فی القدر مراد ہونا نہ ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ نے جو ترجمہ کیا کہ وہ صاف غلط ہو رہی ہے۔ ہر کین علو علی نقاب کی وہ عبارت مراد حقا اس بد فہمتی کرتی ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الہی کے برابر مانتے ہیں جبکہ اس وقت آپ کا دعویٰ ہے کہ وہ بالاجماع کافر ہیں ۔

آپ نے مدارِ عقیدت کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کو خرفانہ میں شمار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا محض اقتراء ہے اور آپ نے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی عبارت میں غیبت کی ہے آپ ہر اس نام مدارِ عقیدت پر ہے پاس بھیج دیجئے، اس میں اسی معنی پر حضرت شیخ "نے تصریح فرمائی ہے کہ عقیدہ بہت سے نصوص شرعیہ کے خلاف ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ ان لوگوں کے کلام کا مقصد کیا ہے ؟ ہر جو بشر شیخ "نے اس عقیدے کو نصوص شرعیہ کے خلاف بتلایا ہے۔ البتہ چونکہ حضرت شیخ "نے ان لوگوں کی عبارت خود نہیں دیکھی اس لئے حسن ظن کے طور پر یہ سمجھنا کوشاں رہی کہ آپ کا مقصد ہر اس وجہ سے ان پر کفر و جہل کا حکم نہیں کیا۔ اور بے شک جب تک کہ کسی کے متعلق قطعی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ایسا گمراہ عقیدہ رکھتا ہے تو محض حق سنانی باتوں پر اس کی تکفیر متعلق نہیں ہو سکتی۔

ماصل کلام یہ کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی تعلیم کے عقیدے کو صاف انھوں نے ابن نصر میں قطبہ کے خلاف لکھ کر مسئلہ خارج کر دیا۔ اور جن بزرگوں کے متعلق آپ کو یہ بتایا گیا کہ وہ اس کے قائل ہیں۔ چونکہ میں نے اصحاب عبارت حضرت شیخ کے ساتھ نہیں تھیں اور ان کی مراد کا علم ان کو نہیں تھا اس واسطے تھینا للفقہوں کو کہ عدالت لکھا اور یہ ظاہر کیا کہ معلوم نہیں کہ ان کی کیا مراد ہوگی اور ان کے کلام کا کیا مطلب ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ جو شخص انصاری شریح کے خلاف یہ عقائد رکھتا تھا اس کو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے عسکریت کا رد کیا تھا۔

یہ سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی تمام چیزوں کا جواب دے چکا اور چونکہ حلی جو نہ کی حیثیت سے میری یہ انحراف تقریباً اس لئے اب بھی کوئی نئی دلیل پیش کرنا نہیں چاہتا۔ لہذا حاضرین سے یہ درخواست ضرور کر دی جاوے کہ وہ قریب کر کے اور مفصلانہ سے کلام کریں۔

مقرر صاحبین: کیسے ہی باطل پرست جو: منفرہ جس اس کی زبان بند نہیں ہو سکتی۔ حق و باطل کا فیصلہ دال سے ہوتا ہے جس سے جو حواس شریع میں کیا تھا کہ حاکم کی حیثیت سے صرف حق سے کویت اور جو کسی مخلوق کے لئے بھی اس کے برابر علم ہائے وہ کافر اس اسلام سے خارج ہے۔ ائمہ شیعہ ہیں اس کے ثبوت سے سبک دہن جو چونکہ وہ ان کے آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ اور اشیاء و اشیاء معلومہ کائنات سے اس کی انشاء و تفسیر میں کو دیا کہ اس کے بعد چارے مخالفین کے لئے کوئی حذر باقی نہیں رہ سکتا۔ میرے مخاطبہ عمومی محنت علی صاحب نے بھی آیتیں اور حدیثیں پیش کیں، لیکن میں نے یہ کہہ دیا کہ حلف امت میں کے ارشادات سے ان کے جوابات دینے کو میں نے جواب ان جواب عمومی محنت علی صاحب کے نہیں دے سکے اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ جواب ہیں۔ اور میرے دال کے متعلق مولوی جنت علی صاحب نے جو کہنا۔ میں ائمہ شیعہ اس کے لفظ لفظ کا جواب دے چکا۔ یہ سبب ان کے ختم ہو چکا۔ اب ورنہ سلسلہ شروع ہوگا جس میں ہرگز مستوری ہوگا۔ البتہ اس میں عمومی محنت علی صاحب کی حیثیت وہی کی ہوگی۔ آپ محضرت نے جس طرح اب تک صبر و سکون سے سنا میں امید کرتا ہوں کہ اسونگ آپ اسی صبر و سکون سے سنیں گے۔ اب میں عمومی محنت علی صاحب سے ورنہ سبب کہیں گا کہ وہ صاحب قرآن عمومی بلکہ وکیل عمومی کی حیثیت سے اپنے منکر صابریہ و صاحب کے دعویٰ و علم حنیف کی کاشوت پیش کریں۔

وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّا نَعْتَدُ لَهُمْ رِيبَ الْعَالَمِينَ وَالْعُقُولَةِ وَالسَّلَامِ

عَبْرَ خَلْقِهِ مُحْتَسِبٌ تَوَّابٌ وَصَحْبُهُ أَجْمَعِينَ ۔

نوٹ از مرتب غفرلہ

پہلے دن کا یہ مناظرہ جس میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ
میں تھے چار گھنٹے ہوا ، تین گھنٹے سے کچھ کم ۱۰۔ ۱۱ بج کر اور ایک
گھنٹہ سے کچھ زیادہ ۱۲۔ ۱۳ بج کر چھٹ پر ہی کو کشش کی سب سے کو فریقین کی تقریریں کو بلا کسی کی جتنی کے پیش کریں۔
تاہم اتنا تصرف ہم نے ضرور کیا ہے کہ فریقین کی تقریروں کے بعد بعض مسکند ہجرا کو کہیں کہیں حد تک کو دیا ۔
نیز مولوی محبت علی صاحب اپنے خاص اخذ میں جو دل آزار فقرے حضرت مولانا شاہ حسین علی صاحب یا حضرت
مولانا محمد منظور صاحب یا مولانا مرتضیٰ القلی صاحب یا ان کے اکابر موجود ہیں کے متعلق کہہ کر اپنی مخصوص بریلینہ تہذیب
کا مظہر کرتے تھے ان کو ہم نے یہاں بالخصوص رقم انداز کر دیا کہ ان کے نقل کرنے میں حرج بھی جو تا حد وہ ناظرین کے
لئے صرف نگہ دین ہی کا باعث ہو سکتے تھے ، اس کے علاوہ کوئی تصرف ہم نے نہیں کیا ۔ اور پوسے وقت کے ساتھ
ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی فریق کی کوئی دلیل یا مناظرہ کا کوئی جواب ہم نے اپنی دانست میں نقل کرنے سے نہیں چھوڑا ہے
اور نہ کسی کی تقریر میں کوئی اضافہ کیا ہے ۔ بہر حال ہم نے اپنی طرف سے رد راہ فریبی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے
بعدی طرح انصاف کی کا کشش کی ہے ۔ تاہم اگر کسی جگہ ہمارے قلم سے کوئی لغزش ہوئی ہو وہ کوئی بات و صلیت
سے کم یا زیادہ کچھ گئی ہو تو اس کے لئے ہم اپنے خدا سے معافی کے خواستگار ہیں ۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے اپنی آخری تقریر میں علامہ ابن القیم کے متعلق فرمایا تھا کہ
حضرت علامہ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور ان کی عظمت و جلال کا اعتراف کیا ہے
شاہدہ حفاظ میں کیا ہے ، لیکن وہاں حضرت علی قادری مدظلہ کی وہ عبارت پیش نہیں ہوئی تھی ، ہم مولانا محمد مرتضیٰ
یہی سے اصل عبارت حاصل کرتے ہوئے اس کے ساتھ سے یہاں درج کرتے ہیں ۔

علامہ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ” جمیع مسائل فی شرح مشکاوت “ میں علامہ ابن القیم

اور ان کے استاد امام ابن تیمیہ کے متعلق مقام فرماتے ہیں ۔

” وَ مِنْ خَلْقِهِ مَنْ زَلَّ الشَّيْطَانُ مِنْ تَبَيُّنِهِ كَمَا أَتَيْنَاهُ كَمَا مِثْلُ

اَمَّا بِرَبِّهِمْ فَهُمْ مُخْتَلِفُونَ ۝ الشَّجَاعَةُ ۝ وَ مِنْ اَوْلِيَاءِ هَٰذَا ۝ الْاَمْلَاقِ

جمع انسانوں کی شرح اشفاق : ۱۰۱ میں یہ مفسر مصرعہ

یعنی جو شخص ابن قیمہ کی کتاب شرح منازل الصائغین کا مطالعہ کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ

وہ دونوں علامہ ابن قیمہ اور امام ابن قیمہ کا بریل سنت و جماعت اور امت کھیر کے

اولیاء اللہ میں سے تھے :

اسی کے ساتھ مل کر کسی بھی دیکھ ایک شہادت بھی ملاحظہ ہو۔ اپنی کتاب "بیتہ انوار" میں امام

ابن قیمہ جرحہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

صَفَتْ وَ تَأَخَّلَ وَ اَتَّهَدَ ۝ وَ هَٰذَا مِنْ اَوْلِيَاءِ الْحِكْمَانِ فِي التَّغْيِيثِ ۝

الْحَبِيبُ ۝ وَ الْفَرُوحُ ۝

یعنی علامہ ابن قیمہ نے بہت سی تصنیفیں کیں، ان میں سے مناظرے لکھے اور مجتہدانہ طور پر شریعت

کی غرضت کی اور تفسیر حدیث اور فقہ میں ائمہ گیارہوں سے ہوئے :

۱۰

حضرت میرزا محمد منظور صاحب نعمانی کی آخری تقریر کے بعد مولانا عبدالحق صاحب صدر من جامعہ ہنست

نے مختصر تقریر فرمائی اور حاضرین کو تشایا کہ مناظرہ کی پہلی قسط ختم ہو گئی۔ اب دوسرا مناظرہ شروع ہوتا ہے۔ اور ساتھ

ہی مولوی جنت علی صاحب سے انخواس کی گواہانے دھونس کے قیوت میں تقریر شروع فرمائی۔ لیکن پہلے مناظرہ

میں جو چیزیں پیش کی ہیں اب ان کا ذکر کر کے پھر انسی کی نگار کے لئے راستہ دکھائیں اور یہی استدعا ہے کہ شریعت

مختصر منظور صاحب سے بھی کہ اور اس کے بعد دوسرا مناظرہ شروع ہو گیا۔ جس کی کاروائی اب درج کی جاتی ہے۔

ما چیز مرثبہ مغررہ

دُوسرا مَنَظَر

مولوی شمس علی صاحب

ایک طویل مکتوب خاص برادرِ پندِ خلیفہ کے بعد۔

مآثرِ علمی شہیدِ اترس ہنس نہیں کرے۔ اب جگہ تمام کے بیشو کہ میرِ فقیر آیا

حضراتِ گلاں! اب کبکبہ ہر منظر ہوا اس میں حسی مولوی منظور صاحب تھے ادیب کا دھڑکی یہ تھا کہ

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیبی تھا اور ہر حضورِ اقدس کے علمِ غیب کا حقدار رکھ دہ کا فریبے۔ آپ کھڑات

نے دیکھ دیکھ مولوی صاحب دروں باقوں میں ہے کہ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ علم نہ ہونے پر تو انہوں نے دوچار فقط

سقطِ دلیل پر پڑن بھی کہاں جن کی دھجیاں میں نے ڈال دیں لیکن کمزور تو وہ کوئی برائے نام دلیل بھی پیش نہیں کر سکے

اب نیچے میزِ فقیر آیا ہے۔ میں پہلے اپنا دھڑکے پیش کرتا ہوں۔

مجاہدِ ایمانیت کا حقدار ہے کہ اللہ تعالیٰ خالقِ کونین نے اپنے حبیبِ ملک کو نبی و کونامِ حبیب

پر مطلع فرمایا۔ اور معرفتِ قریب پر کجہ عالمِ شہادت کے بھی تمام علومِ مظہر آتے۔ یہاں تک کہ علمِ اقدس میں جیسے لکھن

وہاں کون کو محیط ہو گیا اور زمین و آسمان، دنیا و آخرت کما کوئی ذرہ حضورِ مکہ کے علمِ شریف سے خارج نہ رہا۔

یہ ہے جہادِ حرمیہ اور ایمانیت کا عقیدہ۔ اب کبکبہ کی تقریریں میں ہیں میں نے جوائتیں، اور

حدیثیں بطورِ معارضہ کے پیش کی تھیں وہ سب بھی میرے آگے کے کہ دلیل ہیں۔ لیکن اب میں دوسرے دلائل و

دلائل پیش کرتا ہوں۔ بیشہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَرَفَعَكَ دَرَجَاتٍ فَخَلَّامُ اللّٰهُ عَلِيكَ غُلِيْمًا جَدًّا (الفصّاح، ۱۳)

یعنی اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھایا ہے جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور تم پر ہفتہ کا فضل عظیم ہے۔

دیکھئے! اس آیت میں "عَلَّمَ" کا عام ہے۔ لہذا مطلب یہ ہے کہ حضور کو جو علوم حاصل نہ تھے وہ سب آپ کے سوا تعالیٰ نے آپ کو سکھلا دیئے۔ اب آپ غریب شہادت کی کوئی حجت اور دلائل و دلائل میں سے کوئی چیز بھی ہیں وہ دو حال سے غالی نہیں یا تو اس آیت کے نزول سے پہلے حضور کو معلوم تھی یا نہیں معلوم تھی۔ مگر معلوم تھی تو اس کا علم خود ہی ثابت ہو گیا اور جو معلوم نہ تھی تو اس آیت سے بتایا کہ جب تک حضور کو معلوم نہ تھا وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلادیا۔ بہر حال "عَلَّمَ" کے علوم میں سب ہی چیزیں آگئیں۔ اب جو شخص کسی ایک چیز کے متعلق بھی دیکھے کہ اس کا علم حضور کو نہیں تھا فرمایا گیا تو وہ اس آیت کے زیر کے مضمون کا منکر ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ قرآن پاک کے ایک لفظ اور اس کی کسی ایک حکم کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ جو لوگ حضور کے علم کی انہیں مانتے وہ کافر ہیں۔

یہ لئے! مروجی مشنر صاحب! آپ تو علم غیب کے سلسلے میں صاحب زادہ صاحب کا کفر ثابت کرنے آئے تھے و اور یہاں خود آپ کا اور آپ کے توکل سمجھ دین اور ان کے پیروں پر مشنر مروجی علی صاحب کفر حضور کے علم کی کے منکر ہونے و پیروں کا کفر ثابت ہو گیا۔ خدا توفیق دے کہ اب بھی قہر کر لیجئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیے!

دیکھئے اس کے بعد ایک حدیث پاک بھی سنئے۔ مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں حضرت عمرؓ پر یہ حدیث لکھی ہے۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَا خَلَقَ شَيْءًا فَخَلَقَ خَيْرًا مِنْهُ إِلَّا فُتِحَ عَلَيْهِ الْغَيْبُ حَتَّىٰ
 إِسْتَفْهَمَ حَقَّاهُ قَالَتْ نَسَمَةُ الْوَيْثُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَهْوَاءٍ أَوْ اسْتَفْهَمَ
 قَالَتْ خَسَدَ مَوْلَى رَفِيقٍ رَفِيقُهُ أَفْهَمَ تَعَالَى أَلْهَمَ مَوْلَى أَنْتَرَحَكُ
 مِنْ قَوْلِ الرَّجُلِ مَا لَكَ إِنْ رَأَيْتُكَ الْيَوْمَ وَثَبْتُ بِتَعَلُّكَ فَقَالَ
 الْوَيْثُ أَصْغَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي الْغَمَلَةِ مِثْلَ بَيْتِ الْحَمْرِ يُكِينُ

يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَعْنَى وَمَا هُوَ عَارِفٌ بَعْدَكُمْ قَالَ نَسْتَأْذِنُ
الرَّجُلَ يَهْرُودِيًّا فَجَاءَ قَرْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ
فَأَسْأَلَهُ فَعَدَّدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ہیرہ بکریوں کے ایک پرچہ
کی طرف آیا اور اس نے دیکھا کہ اس سے ایک بکری بڑی چڑھ رہی ہے۔ چڑھتے ہی اس ہیرے کو دھنسا دیا
تک کہ اس بکری کو اس سے چڑھایا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ ہیرہ ایک بیڑ پر چڑھ گیا اور اس نے
کہا کہ میں نے وہ روزی لینا چاہی تھی جو اللہ نے مجھے دی تھی اور میں نے اسے بکری پر چڑھا کر تو
معاذے تجھ میں لیا، چڑھتا ہے کہ اب آج کا سوا اتھ تو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ ہیرہ بکری پر
گرا رہا ہے، ہیرہ بولا کہ اس سے زیادہ قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ ایک صاحبِ جان دو گنا
سستگاریوں کے درمیان کچھ کے دشمن یعنی دینے والے میں شریعت فرمائی وہ تم کو ہی سب
باتوں کی برکت سے پہلے جو کہہ رہی اور میں سب باتوں کی برکت سے بعد جو کہہ رہی ہوں خیر دیتے
ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان بھی ہو گیا۔ اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی تصدیق بھی فرمائی ۝

مسلمان بھائیو! آپ نے یہ حدیث پاک سنی، دیکھتے اللہ تعالیٰ نے ہیروں تک سے اپنے عربِ مطہر
صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب اور علمِ جمیع ممالک و مایکوں کی گواہی دلائی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس معجزہ علمِ غیب کو دیکھ کر کافر اسلام لائے مگر آج بہت سے مسلمان کھانے والے انسان اس کے منکر بھی حقیقت
وہ جانور ہی ہے جس پر ہیں انیس کے کئی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - اِنْ هُمْ إِلَّا كَافِرٌ اِنْ شَاءَ
بَلَىٰ هُمْ اَعْمٰی نَسِیْنَا ۝

یعنی ایک حدیث پاک اور سنتے۔ صحیح بخاری شریف کتابِ براءات میں حدیث فاروقی اعظم

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَشْفَقَنَا مِنْ مَدِّهِ فَقُلْنَا
حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَتَّى تَطْلُعَ
مِنْ حِطَّةٍ وَنَبِيَّةٍ مِنْ نَبِيَّةٍ .

یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مذہب میں بکھڑے ہو کر ابتدائے آخرت سے لے کر نبیوں اور وہابیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں
داخل ہونے تک کی خبر دی . یاد رکھو اس کو جس نے یاد رکھا ، درجہ بالا اس کو جس نے
حاصل کیا .

و حدیث صحیح بخاری شریف میں ہے اور پہلی حدیث کی مضیق ہے اس عاصف ثابت ہوا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی حاصل تھا اور ابتدائے آخرت سے لے کر حضرت مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کا تہ
ہاکن و دیگر آپ سے اپنے صحابہ کے سوتے میں بھی فرمایا .

مولوی منظور صاحب : کیا یہ حدیثیں آپ کی نظر نہیں پڑیں ! کیا دیوبند کے مدرسہ میں ان حدیثوں
کی تعلیم نہیں دی جاتی جس سے حضرت ائمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو ! کیا ان حدیثوں
پر آپ لوگوں کا ایمان نہیں ہے ؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب : تعالیٰ !
منظور کو پہلا سلسلہ میں جس میں دینی عقائد و خبریں تمام
ہو . اب خواہ کسی کی زبان پر کہے یا نہ کہے لیکن میں اس پر کہتا ہوں کہ فرقہ تعالیٰ کے دلوں کو بھی اس کا اندازہ
ہو گا کہ جس نے جو دعویٰ پیش کیا تھا اس کو بھونانے کیجیے دلائل و براہین کی روشنی میں جس نے ثابت کر دیا لیکن
یقین کیا جائے کہ اس میں میری قابلیت کو دخل نہیں ، ذہن کا طبیعت کا دھڑکی ہو ، جو کچھ ہوا وہ محض حق قائل
کہ تا بعد و نہرت سے ہوا . فَلَا تُحَفِّدُوا الْعَشَّةَ ابیرہ و دوسرے سلسلہ شریعہ ہوا ہے جس میں دینی مولوی
سخت علی صاحب جس نے ان کے بعد بھی بکیر انجام کو پہنچے . نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی میری زبان سے
حق ہی نکلوائے اور اس کے قبول کرنے کے لئے جملہ مخالفین کے بھی سینے کھول دے .

اس کے بعد اصرار بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

فاضل خطاب سوری حضرت علی صاحب نے اپنے دھڑے کے ثبوت میں ایک آیت لے کر دعویٰ پیش کیا کہ آیت سے آپ کے استدلال کا مدار اس پر ہے کہ "مَا" کا محرم ہے اور اس لئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ مسیحیہ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔

اس کے جواب میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ "مَا" کا ہمیشہ عموم و استغراق حقیقی کے لئے بتایا نہیں، خود قرآن مجید میں "مَا" بجز عموم و استغراق کے بکثرت متصل ہو رہا ہے، چند مثالیں لے لیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی شان میں قرآن پاک کا ارشاد ہے - **وَيُضِلُّكُمْ مَا تَكُونُونَ قُلُوبُكُمْ** ۱۰ اور ہمارے رسول و قرآن کو وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔ دیکھئے اسی آیت میں لفظ "مَا" کو محرم و استغراق کے لئے لے جایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ کرام کے لئے بھی علم کی ماننا پڑے گا۔ ایک اور موقع پر ارشاد ہے۔

وَعَلَيْكُمْ مَائِدَةُ فُلُوحَا انْتُمْ وَلَا آيَاتُكُمْ یعنی تم کو ان باتوں کی تعلیم دی گئی ہے جو تم نہیں جانتے تھے ان تمہارے باپ دادا نے : (الدعا ۹۲۴)

اس آیت میں بھی وہی "مَا" کا کھرچہ لکھ کر اس کو عموم و استغراق کے لئے مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اس آیت میں بھی لوگوں کو خطاب ہے کہ ان سب کو بھی علم کی دیا گیا۔

اور واقعہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے خطاب یہودی ہیں اور آیت کا سیاق و سباق بھی یہی چاہتا ہے۔ کیونکہ اوپر سے خطاب یہودی ہی ملے گا، آیت ہے - **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ** ۱۱ "مَا" مگر محرم و استغراق کے لئے مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت کے یہودیوں کو کسی علم غیب کی حاصل تھا۔ اور صفحہ ۴۸ میں قرآن پاک میں ہے - **عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ** یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتے تھا۔

۱۰ نسخہ مشرقی میں اس طرح ہے کہ اصل عبارت یوں ہے **وَيُضِلُّكُمْ مَا تَكُونُونَ قُلُوبُكُمْ** کی شان میں۔
دیکھو !

اس آیت میں اگر مٹا کو محرم واستغراق کے لئے مانا جائے تو پھر سوائت ہیں انسانوں کے سے علم کل ماننا پڑے گا۔ یہ جس نے صرف جن آدمیوں پرش کی ہیں جنہیں تعلیم ہی کے ساتھ مٹا کا استعمال ہوا ہے۔ اور جن میں سے کسی ایک جگہ بھی وہ محرم واستغراق کے لئے نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ذریعہ سے ایسی باتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائی ہیں آپ پہلے سے جانتے تھے بلکہ اس کو از خود آپ جانتے ہی نہیں تھے۔ اہ اس سے مراد اس حکم شریعہ اور معارف النبیہ اور گزشتہ قوموں کے واقعات اور مستقبل کے وہ اہم حوالت ہیں جن کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ دی گئی اور جس کا کافی حصہ خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

میں آخری سے گتا ہوں کہ آپ کسی ایک ایسے ستر ستر کلام نہیں بتا سکتے جس نے اس آیت میں مٹا کو محرم واستغراق حقیقی کے لحاظ سے اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی ثابت کیا ہو۔ علامہ ابن اسیرت سے علم کی ثابت کرنا خود آپ کو شکست ہیں وہاں اسے گا کہ اگر وہ آپ حضرات بھی قرآن مجید کے پہلے اس علم کی تکمیل کے حاصل کے قائل نہیں ہیں اور یہ آیت قرآن مجید کے ساتھ ہمیں پہلے وائل سکھیں میں نازل ہوئی ہے۔ پس اگر فی حقیقت آپ کے نزدیک اس آیت سے علم غیب کی ثابت ہو کر آپ کو حکم سکھنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی مانند، مٹا کو آپ کو غائبانہ حیات میں اس کے تصور کے قائل ہیں۔ بہر حال اس آیت سے تو کسی طرح بھی آپ کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جو دو حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان سے بھی کسی طرح آپ کا دعوے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ پہلی حدیث جو حدیث ہے وہی آپ کے پیش کی ہے اس کے وہ الفاظ جن سے آپ کا استدلال ہے یہ ہے۔ "فَخَبَّرَكُمْ بِمَا مَعْنَى وَمَا هُوَ كَالْبُحْرِ" اسی میں بھی وہی مٹا کا حوالہ ہے اور میں ثابت کر چکا کہ وہ ہمیشہ محرم واستغراق کے لئے نہیں ہوتا۔ اور اس حدیث میں تو یاقین وہ محرم واستغراق کے لئے نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا مانا جائے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو بھی علم غیب کی تعلیم دیتے تھے اور اس صحت میں لازم آئے گا کہ صحابہ کرام کو بھی اس علم غیب کی میں آپ کے شریک ہوں مٹا کو یہ جمعیہ خود آپ حضرات کا بھی نہیں ہے۔ نہ حدیث کا صحیح مطلب یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی وحی سے مجبور کے طور پر گزشتہ باتوں اور آیتوں

جس نے دالہ واقعات کی ضرورت ہے۔ اور ہر شکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنی مستقبل کے بارے میں
واقعات کی خبریں اپنے صحابہ و مومنین کو دیں جو ان کی مددیت سے ہم تک بھی پہنچی ہیں۔ انظر آیت الہیہ والی حدیث کو بھی
آپ کے مدخل سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسری حدیث آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جرمین کی ہے اس میں تو کوئی غلط بھی ایسی
جس سے کچھ سمجھ کر بھی علم غیب کی ثابت کیا جاسکے۔ اس کا مفاد تو صرف یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے آغاز آفرینش سے روزِ آخر تک کے سوال و جواب فرمائے۔
اس کا ذکر ہر اور واضح مطلب میں ہے کہ روزِ ازل سے وہ روزِ آخر تک جو قابل ذکر واقعات پیش آئے دلی تھے وہ آپ نے
بیان فرمائے۔ نہ کہ ساری دنیا کے دھنوں کے پتوں، قیامت تک ہونے والی باتوں کے نظروں، تمام دریاؤں کے
منہوں، ممالکوں کی گھبیروں، زمینوں اور قوسوں تک پیدا ہونے والی طرحوں، اکبروں کی گھبیروں، انھیں اور انہیں
کے ساتھ کچھ سکڑوں کی تعداد اور ان کی سراجوں میں آپ نے بیان کی ہیں۔ اور ہر چیز کے جزئی و جزئی واقعات
بیان فرمائے ہیں۔ ذرا سوچئے تو کہ آپ کتنا لغو و غلو نہ کہتے ہیں۔ میں گھبرا ہوں کہ بیان کے خیر مسلم حاضرین میں سے
جنہوں نے آپ کی اس بات کو سمجھا ہو گا وہ بھی مزید ایسے دل میں جیتے ہوں گے۔ ہر حال میں بخاری کی اس حدیث
میں آپ کے اس وعظ کے لئے کوئی شکار بھی نہیں۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ دلیلوں پر مبنی سرسری تفسیر تھی اب معاند بنئے۔ جو دین آیتیں و حدیثیں
میں سبیل بحث میں دھیان و حسیثیت سے پیش کر سکتا ہے وہ سب آپ کے معاند میں جیتے ہو سکتی ہیں۔ لیکن میں نے
انارہ دیکھتے ہوئے دوسری آیات اور احادیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ صفات کی آخری آیت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غُورُ السَّاعَةِ وَيُخْفِي الْأَنْفُسَ وَهُوَ بِمَا تَصَدَّقُونَ
الْأَرْحَامَ رَمًا مَقْدُورِي نَفْسٍ مَا ذَا تَحْكُمُ خَدًا وَهَذَا مَقْدُورِي
نَفْسٍ يَا بَنِي آدَمَ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کو ہر چیز کا علم اور وہی دانہ علم ہے، ہر حال میں وہ سبیل

اے وہی جانتا ہے اس کو جو دھوکے میں رہتا ہے ، اور کسی شخص کو پتہ نہیں کہ وہ کون کیا کر رہا ہے ۔
 کہیں کہیں نہیں کہ وہ کس مرے گا ، پختی اللہ ہی جان باتوں کا جاننے والا اور خبردار ۔
 دیکھئے اس آیت میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اے ان کے متعلق بتلوا گیا ہے کہ ان کا علم صرف اللہ ہی کو ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آیت کے مضمون کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ جِنْدُهُ يَعْلَمُ الْغَائِبَةَ لَاحِظَةً

رواہ الامام احمد بن حنبلہ کشاف ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳

پانچ چیزیں وہ ہیں جن کا علم خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں ، وہی جو غائب کی اس آیت (إِنَّ اللَّهَ جِنْدُهُ يَعْلَمُ الْغَائِبَةَ) میں مذکور ہے ۔

تیسری بات کی بحث میں صریح بخاری و ترمذی کے حوالے سے جو وہ چیزیں پیش کی تھیں اس کے آخر میں
 بھی انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی پانچ چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو نیز اللہ علام الغیوب کے
 کوئی نہیں جانتا ۔

قرآن پاک کی ایک اور آیت میں بھی اسی مضمون کو بالجمالی اس طرح فرمایا گیا ہے ۔

وَجِنْدُهُ مَقَاتِلُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۔ (انعام ۷۰)

ترجمہ : اللہ ہی کے علم میں ہیں ، مقاتیل الغیب ، ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔

اس آیت کی تفسیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

مَقَاتِلُ الْغَيْبِ لَحَسَنٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ ، لَا يَعْلَمُ مَا فِي خُدْرٍ إِلَّا اللَّهُ ، مَا
 لَا يَعْلَمُ مَا تَقِيصُ الْأَنْحَامُ إِلَّا اللَّهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَقِي يَأْتِي الْمَطَرُ
 أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِآيَاتِ أَوْصِ تَصَوَّتْ ، وَلَا يَعْلَمُ سَعْيُ
 قَوْمٍ سَاعَةً إِلَّا اللَّهُ ، صحیح بخاری تفسیر سورۃ الرعد ص ۱

(ابن حشر)

مقاتل الغیب پانچ چیزیں ہیں جن کو نیز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ۔ خدا کے سوا کوئی نہیں

جانتا کہ کل کیا واقعات رونما ہوں گے، اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کچھ دانیوں میں کیا ہے
 دنیا مادہ، آدھ اس کے سوا کسی کو تجرب نہیں کہ پڑش کبہ ہوگی، آدھ کسی نفس کو معلوم نہیں کہ
 اس کی موت کسی مرتزہ میں واقع ہوگی، اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی ؟

اس حدیث سے جس کو امام بخاریؒ "وادم سلم" اہل ان کے علاوہ بھی قریباً تمام اکابر محدثین نے اپنی
 کتابوں میں روایت کیا ہے، صاف صریح طور پر معلوم ہوا کہ میری پیش کردہ آیت میں "مناجی الغیب" کے لفظ
 سے یہی پانچ مخفی چیزیں مراد ہیں اور خدا کے سوا کسی کو بھی ان کا پورا علم نہیں۔

لکھتے الغیب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں
 "مَنْ خَفِيَ رَأَى اللَّهِ يَجِدُهُ يَلْعَمُ السَّاعَةَ الْآخِرَةَ" (مجموع ۳ ص ۱۵)
 "مناجی الغیب" وہی پانچ چیزیں ہیں جو اس آیت "إِنَّ اللَّهَ يَجِدُ مَا تَلْعَمُ السَّاعَةَ الْآخِرَةَ"
 میں مذکور ہیں :

نیز سچ جبرائیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچ چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں۔
 هَذِهِ الْخَمْسَةُ لَا يَلْعَمُهَا مَلَائِكَةُ مُقَرَّبُونَ وَلَا نَبِيٌّ مُصْطَفًى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ
 آتُهَا يَلْعَمُ شَيْئًا وَهِيَ هَذِهِ فَقَدْ كَفَرَ بِالْقُرْآنِ لَوْ أَنَّكَ تَلْعَمُ .

تفسیر بخاری ج ۵ ص ۸۳۸

یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جن کو مذکور فی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور مذکور فی برگزیدہ نبی، پس چونکہ
 ان میں سے کسی چیز کے علم کا بھی دعویٰ کرنے کا قرآن کے ساتھ ٹکرائے، کیونکہ اس کی کھلی
 مخالفت کی ؟

اب حاضرین کرام خود فرمائی کہ ان آیات و روایات کے ہوتے ہوئے علم غیب کی کا دعویٰ کتنا کبیرا جبر
 سکتا ہے۔ اور یہ کہ ایمان بالقرآن کے دھوکے کے ساتھ اس کی کہلان تک گنہگار ہے۔

میں تو ان علم غیب کی تحکیر و عدم تحکیر کے متعلق اپنا نظریہ پہلی بحث میں یہی دیا تھا جس سے بیش کر چکا ہے
 اور جس عقیدہ کو میں کون گنہگار ہوں اس کے نظر ہونے پر دلائل بھی عرض کر چکا ہوں، اب اگر ہمارے ناظر، مخالف کے

انہیں میں جیسے وہ داخل نہیں رہے تو ذرا وہ حسدیت این عباس کے اس ارشاد پر بھی غور فرمائیں اور سوچیں کہ کیسے
فَقَدْ كَفَرَ بِالْقُرْآنِ اِنْ مَكَهَ صَدَاقِ تَوْحِيْدِي هِي -

مولوی حسدیت علی صاحب
حضرت گرامی، آپ نے مولوی سنبھل صاحب کی حوالی تقریر میں

میں نے حضرت احمد حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت بیان کی۔ مطلب
کی کہ نبوت میں ترکان ہالہ کی نہایت واضح اور روشن آیت دَحَلَّتْ مَالَهُ مَكْنٌ تَعْلَفُ پِش کی تھی۔
اور ہذا تھا کہ اس میں ہر حال میں جو ہے اور اس واسطے اس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی
آیت ہو گا ہے۔ اس کے جواب میں سنبھل صاحب نے کہا ہے کہ - مَّا - عموم کے لئے نہیں آیا۔ میں کتابیں سنبھل
صاحب : یہ آپ کی آوازی اور جہالت ہے۔ آپ کہہ - مھول الشاشی - پڑھئے وہ طالع علم سے بھی چھین
گئے تو وہ آپ کو شلا سے لگا کہ - مَّا - عموم کے لئے آیا ہے اور نہ نسبت مطلقہ میں دو سوچ کر کا ہو ہے -

دیکھئے قرآن پاک میں جاکھا ہے لَمْ يَأْتِ الشَّعْوَبَ وَمَا بَ الْاَوَّلِيْنَ بعد اے نزدیک
قرآن کا مطلب یہی ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ لیکن آپ کہ
نزدیک سب ہر حال - مَّا - کو عموم نہیں تو مطلب یہ ہو گا کہ آسمان زمین میں یعنی چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے علاوہ
جو شخص زمین، آسمان کی ساری چیزوں کو خدا کا مخلوق و ملک نہ سمجھتا وہ کافر ہے۔ لیکن مَّا کے عموم کا انکار
آپ کا ایک اور عقل کفر ہو گیا -

آپ نے جو بھی آیتیں اپنی منہ میں پیش کی ہیں وہ بھی آپ کی جہالت ہی کا کثر ہے۔ درحقیقت ان قرآن
آیتوں میں بھی - مَّا - عموم ہی کے لئے ہے ایک آیت آپ نے مَعْلَمٌ ذُنُوبَانِ صَالِحٌ يَصُفُّهُ پِش کی
جسے وہ بیان کیا ہے کہ یہاں مگر - مَّا - عموم کے لئے ہو گا تو یہ بیان کے لئے علم غیب کی ثابت ہو گا۔ ارے!
آپ کو اتنی ہی خبر نہیں کہ سب عام مطلق بولا جائے تو اس سے اس کا فرق کامل مراد ہوتا ہے۔ اسی وہ مدسے
ہے اس آیت میں انسان سے عام انسان مراد نہیں ہیں بلکہ نوع النسانی کے فرق کامل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ہی مراد ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس انسان کامل کو وہ سب کچھ سکھایا اور تہذیب و جریہ نہایت تھی
سنبھل صاحب : آپ اس آیت کو برے متاثر ہیں پِش کی وجہ ہیں۔ یہ تو میرے دھونی کی مستقل دلیل ہے۔

دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے وَ لَعَلَّكُمْ مَالَهُ تَحْكُمُوا تَعْلَمُونَ ہے

اس میں بھی "منا" عوم ہی کے لئے ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ حضور اپنے صحابہ کرامؓ کو وہ سب کچھ تعلیم فرماتے تھے جو وہ نہیں جانتے تھے اور یہ شک ہوا کہ عقیدہ یہی ہے کہ حضور تمام علوم غیب و شہادت کے عالم بھی تھے اور معلم بھی۔ اور آپ کی تعلیم سے آپ کے خدام کو بھی ماکان و مایکون کا علم حاصل تھا۔

تیسری آیت آپ نے عَلِمْتُمْ مَالَهُ تَعْلَمُوا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ پیش کی ہے اللہ آپ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں خطاب یہودیوں سے ہے اور اگر "منا" اس میں عوم کے لئے مانا جائے گا تو ان یہودیوں کے لئے بھی علم کلی ماننا پڑے گا۔ سنبھل صاحب ! یہ آپ کی سب سے بڑی حماقت فاحشہ ہے۔ دیکھئے یہ میرے پاس تفسیر ابن جریر ہے۔ اس میں امام ابن جریر پری ۵ اپنی سند سے عبد اللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اِنَّهٗ سَمِعَ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهِ تَعْلَمُوْا وَ عَلِمْتُمْ مَّا لَهُ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ قَالَ هٰذَا لِلْمُتَسَلِِّيْنَ۔

یعنی حضرت مجاہد ۵ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔

مسلمان بھائیو ! آپ نے دیکھا ؟ سنبھل صاحب نے صحابہ کرامؓ کو یہودی بنا دیا۔ یہ ان کا اور مستقل کفر ہوا۔ سنبھل صاحب ! دیکھئے یہ خدا کا عذاب ہے آپ جب تک حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان نہیں لائیں گے یوں ہی آپ پر کفر چھایا رہے گا اب بھی توبہ کر کے مسلمان ہو جائیے !

خیر یہ ترجمہ معترضہ تھا میں کہہ رہا تھا کہ آپ کی پیش کی ہوئی آیت عَلِمْتُمْ مَالَهُ تَعْلَمُوا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاؤُكُمْ بھی صحابہ کرامؓ ہی کی شان میں ہے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے وہ سب علوم حاصل ہو گئے جو پیغمبر سے ان کو حاصل نہ تھے۔ اور میں نے حضرت فاروق اعظمؓ کی جو حدیث پیش کی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے ایک ہی مجلس میں صحابہ کرامؓ کے لئے ابتدائے دنیا سے روز آخر تک کے سب احوال بیان فرما دیئے۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ نے خود ہی فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض نے اس سب کو یاد رکھا اور بعض بھول گئے۔ اور قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث میں پہلی بحث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے پیش کر چکا ہوں۔ اور مشکوٰۃ شریف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

تعالے عنک پیچیدہ والی جو حدیث میں ہے ابھی پڑھ کر اس میں بھی صاف مذکور ہے کہ - یہ ہے جس کو
ہر صفتی و ماہر کا اپنا جسد کو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب چیزیں جیسے ہیں
جو جو کچھ کسی آدمی کو آئندہ ہوں گی۔

جب ان تمام اعلیٰ ترین گریہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو تمام مال کا دو تہائی اور حسب ہدایت حضرت خادوئی اعظمؑ و ائمہ اربعہؑ و سنیائے دنیا و آخرت کے تمام مال و اوقات جتنی چاہی اللہ تعالیٰ کی کر کے بتلائے اور تعلیم فرمائی۔ تو محض قیاس بائیں ہے اس کا انکار کرنا انما وادھر چلا جاتا ہے۔ سب نے چھوڑ دیا ہے کہ گویا حضورؐ نے دنیا کی چھیلوں، چند کون، و مرغیوں، کجریوں اور کچرے کی کھوکھلیوں کے عجیب حالات بیان کئے تھے ؟ میں گستاخوں ہی میں بیان کرتے تھے۔ اسی بیان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا و سنا۔

اسی لئے کہ تھا کہ حضرت فاروقی اعظمؓ ہم دیکھ کر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے قابل ذکر باتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہاں کہہ کر قابل ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں میرے ہاتھ میں امام علامہ ربیعین جینیؒ کی تصنیف ہے کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے۔ اس میں حضرت فاروقی اعظمؓ کی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔
وَبِهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَنِي السَّخَّارِيُّ قَوْلَ أَبِي جَبْرِ أَحَدِ السَّخَّارِيَّاتِ مِنْ رِثَةِ أَبِيهَا الْإِسْمَاعِيلِيَّةِ

اور ایسے علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری شریف میں بھی حدیث کی مستحکمیت میں فرمایا ہے۔

وَوَدَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ أُمَّةٍ أَخْبَرَنِي سُبَيْسُ بْنُ الْوَاجِدِ بِحَمِيصِ أَعْوَالِ
الْمَخْلُوقَاتِ مِنْهُ إِسْنَدُهُ إِلَى أَنِّ قَضَىٰ إِلَى أَن تَشْعُرَ .

ابن دوقون جہازوں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جدیدیت میں اس امر پر غلط فہمی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیچیدگی میں تمام مخلوق کے قیام و حال و ابتداء سے ابتداء اور اخلاقیات و فرائض سے حشر و نشر تک کے سبب کو بیان فرماتے۔

دیکھئے ان دونوں مسلم ماموں نے حضورؐ کے علم کی تعلیم کئی درجہ بالا کئی کبھی ساعت تصریح فرمائی۔ ان
 ائمہ کرام کی ان عظیم اقدار، ان فزولہ تصریح کے ساتھ ہمیں آپ کا یہ قابل ذکر ہے۔ لاجرم تعلق باعلیٰ اور مراد
 ہے۔ اور یہی اس عظیمان کی عین ایک حدیث اور پیش کرنا ہوں۔ یہ میرے پاس مہم سلم شریف کی درمیان جلد ہے۔

اس میں حضرت ابو زید عینی، حضرت عمر بن الخطابؓ، بنی ہاشمیؓ، حضرت علیؓ سے روایت ہے آپؐ فرماتے ہیں۔

سَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ
فَخَبَّأَ حَتَّى حَضَرَتْهُ الظُّلُمُ فَقَالَ قَسَمْتُ قَوْمِي لَيْسَ بِي مُعَذِّبًا
حَتَّى حَضَرَتْهُ الْمَصِيرُ ثُمَّ تَوَلَّى فَقَالَ حَتَّى عَرَفْتِ الشَّيْءَ فَأَخْبِرْنَا
مِمَّا هُوَ كَانَ رَبِّمَا هُوَ خَائِبٌ فَأَعْلَمْنَا اسْقَطْنَا .

میں نے ایک جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کو لے کر نہ پڑھائی اور پھر میری قشریت نے
 گئے اور ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے اتر کر نماز پڑھی
 اور پھر میری پر قشریت نے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا ، آپ نے پھر
 اتر کر عصر پڑھی اور پھر میری پر قشریت نے گئے اور پھر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ،
 پس میں خطبہ میں حضرت علیؓ کے ہم کو اس حسبِ پیر کے خبر دی جو بیٹے ہر اہل اور جو آئندہ جو شیروالا
 ہے حضرت عمرو بن خطابؓ نے فرماتے ہیں کہ ہم میں حسبِ سہ فزادہ عمر والا وہ ہے جس نے
 اس روز کے حضرت کے بیان کو زیادہ یاد رکھا :

دیکھئے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو تمام اکان اور ممالک کی تعلیم دی۔ نیز ان حدیثوں سے جَبَلِکُمْ مَالِکُ تَكُونُوا لِعَالَمِينَ اور عَلَیْكُمْ مَالُ الْعَالَمِیْنَ اِنَّكُمْ وَاَبَاؤُكُمْ کا تفسیر بھی معلوم ہوگئی۔ اور ثابت ہوگیا کہ ان دونوں آیتوں میں "عالم" علوم و استغفریق ہی کے لئے ہے اور یہ کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام "عالم کل" ہی میں پھیلے بغیر عالم کل ہی پھیلے اور آپ کی تعلیم سے آپ کے ملاحیوں کو بھی تمام اکان و ممالک کا علم حاصل ہوا۔

اب ایک ادایت اسی مقصد کی کہ تیرے من سے : سیدہ تجھ پر میں حضور میں اے علیہ و سلوک شاہی میں ارشاد

وَمَا كُنَّا عَلَى الْقَتْلِ مِنْ نَفْسٍ أَبْغِيْبٍ يَرْجُو نَفْسٍ - یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم غیب آپ کو عطا فرمایا ہے اسے وہ رسول کو بتلانے میں آپ کو نفع نہیں فرماتے بلکہ خودی فزانی کے ساتھ دوسروں کو بھی وہ سب بتا دیتے ہیں۔ اسی آیت سے بھی چھ صاف معلوم ہوا کہ حضور اللہ سے پہلے عالم الغیب ہی نہیں بلکہ عالم الغیب بھی ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی ویسٹیں پھینک دیں اور میری دلیلیں کے جواب میں منجلی صاحب نے جو کچھ کہا تھا اس کا ذکر کیا۔ اب میں ان کی پیش کردہ آیتوں کا جواب دیتا ہوں۔

انہوں نے دو آیتیں اس مرتبہ پیش کی ہیں۔ اول دونوں کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قیامت، بارشش، غانی اور حاکم، مانی المسک، مستقیم مشیت، اللہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ہے یا عطائی؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہی ہے اور عطائی اس کی جانب سے حاصل ہے۔ پہلے معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ثابت کیا گیا ہے تو غیر اللہ سے منفی بھی وہی علم ہو گا۔ دگر جانب میں میں علم عطائی مراد لیا جائے تو جانب مثبت میں بھی وہی مراد لیں گے اس کا اور حق اللہ کے واسطے بھی علم عطائی ماننا چاہئے گا اور یہ کفر ہو گا۔ یہ یعنی علم مرسل ہو گیا کہ وہ دونوں آیتوں میں جو اشارہ ہے ان پانچوں چیزوں کے صرف علم ذاتی کی گئی ہے، اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی کے رد میں ہیں۔ لہذا اس کا عقیدہ، کلمہ واسطے کو شرک سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ دونوں آیتیں جہل سے غلط نہیں ہوئیں۔

دوسری دلیل اس بات کی کہ ان آیتوں میں علم ذاتی ہی کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے نہ کہ علم عطائی کی یہ ہے کہ حدیثوں سے حضور کے لئے یہ علم ثابت ہے۔ مثلاً عطا قیامت کی حدیثوں میں آنکھ کے حضور کے لئے قیامت کے پہلے اس لئے دلی ایک عالم گیر دانش کی خبر دی ہے۔ اور شکرۃ شریف میں حضرت ام الفضل کی حدیث موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب بعض سستیہ داخلہ برابر رضی اللہ عنہا ہی میں تھے تو آپ نے ان کی وفات کی خبر دی۔ اسی طرح خزانہ بد میں آپ نے سرمدانی قریش کی قتل گاہ میں شہید کر کے بتا دی تھیں اور خزائنہ خبر میں آپ نے ایک سون فرمایا تھا کہ میں یہ جھنڈا اکل لیکہ ایسے شخص کو دل کا جلاؤں، سرتی کا مہم و محبوب ہو گا۔

اب سمجھتے یہ علم مرسل ہی ہیں مگر یہ کہ آپ کی پیش کی جملہ آیتوں میں ہے وہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ

حضرت اقدس علیہ السلام کو یہ سب علوم حاصل تھے تو ناشائستہ لوگوں کا کہنا آیتوں میں علم و انوار کی نفی ہے تاکہ آیتوں اور حدیثوں میں تضاد نہ رہے۔ اسی طرح ان علوم و فنون کے متعلق آپ نے جو حدیثیں یا صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں وہ سب بھی قرآنی ہی کی فہمی و تفہیم سے ہیں۔ آپ ایک حدیث یا کسی صحابی کا ایک لفظ بھی لیا نہیں پیش کر سکتے جس سے معلوم ہو کہ حضور کو یہ پانچوں علوم بظاہر و باطن ہی سے حاصل دیتے۔

مولانا محمد منظور صاحب لکھنؤی (بعد صحرانوی) محترم حاضر ہیں کرام! میرے نما طلب مولوی شمس علی صاحب نے اپنے اس تقریر میں حسب عادت سخت

کلام کر کے مجھے پریشان کر دیا ہے اس سب کا جواب میری طرف سے صرف یہ ہے ۵

تو دشنام دہ من ولسا کی قسم

اس کے بعد اصل تقریر کا جواب ترتیب دے دیتے!

مخالفان یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ماحموم و استغراق کے لئے آنا ہی نہیں، بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ ہمیشہ محموم و استغراق کے لئے نہیں آتا۔ مگر آپ ان دونوں باتوں کا فرق دیکھنے سے حاضرین کو اپنے کچھ دلائل پر کھینچ لیتے۔

میر نے اپنے اس آداب کے ثبوت میں شہادتیں پیش کی تھیں۔ ایک عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں علم کو محموم کے لئے مانا گیا تو تمام انسانوں کے لئے علم کی ناشائستہ گاہ۔ اس کے حساب میں آپ نے بڑی برأت سے فرمایا ہے کہ۔

علم لغت معین صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اس سے اس کا فرق کامل ہی مراد ہوتا ہے۔ ادا اس کا حصہ کے معنی

اس آیت میں لغت انسان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں ۶

نیں جہاں ہوں کہ آپ اس قدر عمل اور پلنگی باتیں اتنی بے باکی کے ساتھ کچھ منہ سے نکال دیتے ہیں جتنا خدا اس پر بھی تو حق کیا جوتا کہ اس آیت کے بعد مشفق بھی دوسری آیت یہ ہے كَلَّا اِنَّكَ اِلٰهٌ مُّشْتَبٰهٌ ۱ لیکن یہ شک انسان سرگشا کرنا ہے!

کچھ یہاں دیکھ کر ۷ نصیحت ہے۔ کیا مثلاً اللہ آپ ہی اس متعلق کی روش سے اس سے بھی رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مراد میں لے کر ؟

مگر آپ کی طرف سے کبھی بھی زیرِ استی کا فرض نہ لے کا شوق ہوتا تو میں بھی کہتا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صداۃ اللہ کرکشی کہہ دیا ، یہ آپ کا ایک حدِ مستقل کلمہ ہوا ۔

علامہ الزی یہ بھی تو سر پہنے کہ یہ آیت قرآن کے لفظ سے قرآن مجید کی سب سے پہلی آیتوں میں سے ہے جیسی جس وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نبوتِ مطہراتی گئی ہے اسی وقت آپ پر یہ آیت کا دل پہل گئی۔ قرآن کو اس آیت میں لفظ " انسان " سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد میں اور کلمہ " صا " کو صوم و استغفار کی تفسیر کے لئے ہو کر اس سے اسی وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے علمِ غیب کی ثابت ہو کر ، علامہ آپ خود اس کے تفسیر پر جس قدر غور و فکر فرمائی ہے وقت آنکھ پر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس علم کی کسے حصول کے قائل ہیں ۔ بہر حال اس آیت میں لفظ " انسان " سے " حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اور کلمہ " صا " کو صوم و استغفار کے لئے لینا غلط اور ناقص طور پر تو غلط ہے جی ۔ ان کو آپ کے عقیدہ اور اس کے بھی خلاف ہے ۔

ایک آیت میں ہے " قُلْ تَحْسَبُ أَنَّكَ خَالِقُ خَلْقِكَ إِنَّهُمْ لَا آفَاقٌ وَحْكٌ " قرآن کی یہی وہ عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں جو " صا " کو صوم و استغفار کے لئے لانا جلتہ تو کلامِ قرآن کا کج جوگ ۔ اس کے خلاف ہیں ان کو بھی علمِ کلی تھا اور جو ابو ۔ س کے ساتھ میں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ کثیر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں ۔

اس کے جواب میں آپ نے تفسیر ہی پر مرے حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کی شان میں ہے ، یہ نہ شک ہے بھی معلومت کہ حضرت مجاہد کی رائے یہی ہے لیکن ان کے علاوہ کثیر مفسرین اس عرض کے ہیں کہ اس کے مخاطب یہودی ہیں ۔ آپ نہ اسی آیت کے ذیل میں " صا " کو صوم و استغفار کے لئے لکھتے ، قرآنِ صوب میں یہ تصریح ملے گی کہ اکثر ائمہ تفسیر کے نزدیک اس کے مخاطب یہودی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خود قرآن میں بھی اس کی تائید ملتی ہے کیونکہ ان کے آیت میں یہودی نہیں ہے مخاطب مجاہد ہے ۔ صرح میں حضرت حضرت مجاہد " یا کہ " اور مفسر کا یہ دماغ لکھا کہ اس آیت کے مخاطب مسلمان ہیں میرے اسی دماغ کے خلاف نہیں کہ کثیر مفسرین کے نزدیک یہودی ہیں مخاطب ہیں ۔

مرضیوں کی آمد بکریوں - کینروں کی - لکھنؤ کی پوری چوڑی سڑک شہر میں بیان لڑائی ہو۔

آپ نے حضرت فاضل اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شریف میں مکتی اللہ خلیفہ کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا مفاد بھی بگڑا نہیں ہے بلکہ وہ ہے جو میں عرض کر رہا ہوں، اشارہ اس کے لفظ - چہنچہ - سے آپ کو دھکا ہو ماحہ - سو وہ - چہنچہ - وہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ **لَا تَهْتَفُتُمْ** - چہنچہ - بہن - تہتہتہ - میں لفظ - چہنچہ - مراد بیان ہے کہ اگر آپ نے میری اس بات کو غصے سے سنا ہو گا تو میرے اس اشارہ کو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

یہاں کہہ رہے ہیں آپ کا وہاں پرکھت کی مکتی - یہ میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہونا چوں - یہ نہ چلی نظیر یہاں وہاں پیش کی مکتی جن میں ملو جس کا حق فائدہ کے لئے مخصوص ہونا اور سردی کن کا خاص شہزاد بیان فرمایا گیا ہے اور ان کی تشبیہ بھی میں نے خود احادیث ہی سے پیش کی تھی - ان آیتوں کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ ان میں خیرائے سے وہ جس کے صفت علم ذالہ کی نفی کی گئی ہے لہذا میں میں آپ نے یہ زانیہ منطق پیش کی ہے کہ چونکہ حق تعالیٰ کو ان صبر کا طر فانی ہے مہاجب نبی میں بھی وہی ملو ذی ہوگا - میں سمجھا ہوں کہ آپ کی اس میں مکتی کی مدد سے ایک شخص خیرائے کہ - خالق - بھی مان سکتا ہے - اور جب کوئی مصلحتوں اس کے ساتھ نہ آتیں تو پیش کر سکتے ہیں یہاں شہزاد کا حق فائدہ کے ساتھ خاص ہونا اور کچھ نہ کا خالق دینا بیان کیا گیا ہے تو وہ بالکل آپ کی طرح کر سکتا ہے کہ شہزادے کا خالق باور است ہے اور اس میں خیرائے سے جو خالصیت کی نفی کی گئی ہے تو اس کا منہ صحت ذی خالصیت ہو کر نفی ہے اور میں ملان شخص ذی خالصیت - خالق - جو خالصیت سے نہ مانا ہوں - کہہ کر آپ اس مشکل کو اس مترک و متعلق سے بھی لغوی کریں گے :

ہاں ایک بات آپ نے بھی کہی ہے کہ احادیث سے ان امر جس کا علم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوتا ہے اور اس کے لئے آپ نے چند حدیثوں کا حوالہ بھی دیا ہے جن کا جواب آپ کو پہلے ملے نظروں میں بھی دیا جا چکا ہے یہ میں آپ کو بھر پوری جواب یاد دیتا ہوں - غلط :

جن احادیث کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے ان سے دیکھو اس میں کہ جو اہل اہل احادیث میں سے ہیں وہ امر جس کی بعض متقدمہ حدیثیات کا علم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوتا ہے - اور ہمارا دعوہ یہ نہیں ہے کہ

ان امور کی کسی ایک جزئی کی اطلاع بھی حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھی بلکہ ہمارا جواز ان کے علم کی کمی سے مستحق ہے اور اس بارہ میں جو آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا اختصار ہمارے نزدیک یہی ہے کہ ان امور غیبی کا علم کلی یا اخصاً تو اگر ان کے اصولی و کلیات کا علم حق تعالیٰ عز و جل کے سوا کسی کو نہیں، امید کہ ان کی کسی جزئی کا علم بھی کسی کو حاصل نہیں فرمایا گیا۔ پس آپ کی پہلی کہ وہ احادیث ہمارے دشمنی کے خلاف نہیں کیوں کہ ان سے بعض امور غیبی کی طرف بعض جزئیات کی اطلاع مخصوص صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوئی ہے اور اسی سے خود ہم کو انکار نہیں۔

ابو میر سے دوسرے کا ثبوت لفظ "انی" سے جانا ہے کہ قرآن و حدیث میں امور غیبی کے علم کی جزئیات سے غیب کی گئی ہے "انی" اس سے ان کے علم کی کمی نہیں ہے۔ تو مجھے اس کی دلیل سنئے !

یہاں نص الہیہ میں تین اصطلاحات ہیں۔

- ۱۔ ان آیات و احادیث میں صرف علم ذاتی کی تکمیل مقصود ہو جیسا کہ آپ کا انتخاب ہے۔
- ۲۔ مقصود یہ کہ ان امور غریبہ کی تکمیل نہ ہو بلکہ علم بھی خود لگے ہو اس کی تسہیل۔
- ۳۔ یہ عقیدہ ہے کہ اس امور کا علم کلی اور سرسری الفاظ میں نہیں ہے، سمجھ و حکمت کا علم شرعاً ملے ہو اس کی تسہیل۔

بیچ کا استعمال تو آپ کے نزدیک بھی غلط ہے اور میرے نزدیک بھی۔ اور میں اعلا بیٹ کا حوالہ آپ نے یہ ہے کہ میں
 سے بعض مرد عیسائی کے بعض جزئیات کا علم رسوائی شدہ علی نقیہ علیہ وسلم کے لئے بغیر عین مابیت جو کتاب ہے اور اعلا بیٹ اس
 مشکل کے باطل جو مسئلہ پر واضح طور پر دال ہیں۔ اب حضرت لؤل اورۃ خرمیٰ مشکل۔ ونگلی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 پہلا اہتمام جس کے آپ صلی علیہ وسلم نے یہ جگہ کہ ان آیات و احادیث کا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہیں جس کا حاصل حاصل ہو
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

نہیں تھے۔ اگر وہ اس حاکم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عمر کے حدیث کے ہاں کر دے۔ مسند احمد ص ۷۰
میں حضرت یحییٰ بن حسان بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہ محمد کے قبیلہ بنی ہاشم کے ایک شخص نے اپنے ایک
صحابی کے لئے بیان کیا۔

رَبِّهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَقِي مِنَ الْعَبْرِ مَشْيًا لَا تَضُلُّهُ ؟ قَالَ قُبُ

حَسْبِيَ اللَّهُ خَيْرًا وَأَنَا مِنْ الْعَالِمِينَ مَا لَا يَنْفَعُهُ إِلَّا اللَّهُ الْخَلِيقُ
إِنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ جِلْمَ السَّامَةِ دَسْبَرَالُ الْفَيْثِ وَيَعْلَمُهُ مَا فِي الْأَرْحَامِ
وَمَا قَدَرِي نَفْسٌ شَاءَ أَنْ كُتِبَ خَدًا قَمَا قَدَرِي نَفْسٌ يَا كَيْتَ رُحِي
شَعُونَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَيْرٌ ۝

گراںمیری نے حضور مکی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا علم میں سے کوئی ایسا چیز بھی ہے
جس پر آپ نہ جانتے ہوں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا : ۱۰ جسے شک ہے اللہ نے بہت سے علوم خبر حفظ
فرمائے ہر وقت یہاں بعض علوم وہ بھی ہیں جنہیں اللہ پاک کے سر کوئی بھی نہیں جانتا مثلاً : وہ جانے
چیزیں جو سورۃ لقمان کی اس آخری آیت : إِنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ جِلْمَ السَّامَةِ الْاَوْتِ
میں مذکور ہیں ۵ (تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۲۸)

دیکھئے اس حدیث میں ائمہ خمس کے علم عطائی کی بھی حوزہ نشی سرچویدہ اور حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس مرتبہ سورۃ لقمان کا براہ راست تلاوت فرماتے تھے یہی ثابت ہو گیا کہ بہت علم عطائی کی نعمی کو بھی حاوی ہے۔ ورنہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استیذان مسافر علیہ السلام کے لیے عورتوں کو -

ہر حال اس حدیث سے ایک قریب معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بہ تعلیم الہی بھی حاصل نہ
تھا۔ اور ساتھ ہی چھٹا یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہرگز پیشی کہ سورۃ لقمان کی آیت خیراتہ سے ان امور خمس کے علم عطائی
کی نعمی کو بھی حاوی ہے۔ اور جب اس آیت کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تو دوسری آیت : جَعَلَهُ مَنَافِعُ الْخَلْقِ
لَا يَحْصِيهَا إِلَّا اللَّهُ کے متعلق بھی خود بخود ثابت ہو گیا۔ کیونکہ ان دونوں آیتوں کا ہم معنی اور ہم مقصد ہونا
نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔ سن میں سے بعض نہیں پہلے تقریر میں پیش ہی کر چکا ہوں
بہل شنبہ احمد کی اس صحیح حدیث میں آپ کے علم ذاتی ولے و متالی کو واضح طور پر باطل کر دیا۔ اب صرف آخری
مستل باقی رہ گیا اور وہی تیسری ہو گیا۔ یعنی یہ کہ ان آیات و احادیث کا مقصد امور خمس کے علم کی کی جبروت سے نعمی کرنا
ہے اور بالآخر علم عطائی کو بھی شامل ہے۔ اور یہی میرا دعوئے ہے۔

اس کے بعد فی انہی علم خمس کے مخصوص میں کچھ تعالے جو فی کے متعلق پہلے احادیث کے واسطے تمام عالیشان میں

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نشانہ پیش کرنا ہوں۔ میرے پاس یہ تفسیر دارک الشریعہ ہے جس کے مصنف بھی ایک جلیل القدر حدیثی امام ہیں۔ اس میں سورۃ لقمان کی یہ آیت: **لَنْ يَنْفَعَكَ دُكَرُكَ النَّاسُ** ایت کے ذیل میں وہ نقل فرماتے ہیں۔

فَرَأَى الْغَنَصُورُ فِي صَنْجَبِ صَوْرَةٍ حَلَقَ الْمَوْتِ وَسَأَلَ عَنْ مَقْدَرِ
عُشُوهِ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِ الْخُمْسِ فَصَبَّرَهَا الْمَعْبُودُونَ بِخُمْسِ
سَنَوَاتٍ وَبِخُمْسِ أَشْهُرٍ وَبِخُمْسَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ هَؤُلَاءِ رُطَبُ هَذِهِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ هَذِهِ الْمَوْتُ الْخُمْسَ لَا
يُصَلِّعُهَا إِلَّا اللَّهُ - (تفسیر دارک الشریعہ ج ۳ ص ۱۰۹)

یعنی علیحدہ تصور جماسی کے حکم الموت کو خواب میں دیکھا اور اپنی موت ہرگز کے تعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے جواب میں موت پانچ پانچ انگلیں سے اشارہ کر دیا۔ تفسیر دیکھو وہیں ملے گی کہ مختلف تفسیر میں کسی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری عمر صرف پانچ برس کی اور ہے کسی نے کہا کہ پانچ بیٹے، کسی نے کہا پانچ دن، پھر جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ معاملہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورۃ لقمان کی آخری آیت **إِنَّ هَؤُلَاءِ رُطَبُ الْأَنْبِيَاءِ** کی طرف اشارہ ہے اور ان کا مطلب اس اشارہ سے ہے کہ یہ آیت پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

اس روایت سے صاف طور پر ظہور ہوا کہ یہ آیت لقمان کی روشنی میں مستفیض حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حقیرہ بھی سچ تھا کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

محترم ماضیین گرام! اپنے حقیرہ کی ناید میں توکل عظیم۔ احادیث نبوی کریم تو فیہ کل سے برابر پیش کر رہا ہوں، لیکن آپ حضرات سے طرف بھی توجہ فرمائیے کہ کل میں نے فقر و تصوف اور حقیقت و معرفت کے نام پر ملامت مسیحا حضرت یحییٰ بن جلد نہ کیا، نہ کلام و نشانہ پیش کیا تھا اور یہی فقر و شریعت کے سب سے بڑا نام سید امام ابوحنیفہ کا یہ نشانہ پیش کیا ہے۔ پس محمد اللہ تعالیٰ ان کتاب و سنت کے علاوہ اکابر و علماء کا یہ بھی ہمارے ہی حق

یہ اہل ان کے اتباع کا فقر بھی یہی کہ معاملہ ہے۔ بہار سے خاص اہل خطاب مولوی شمس علی صاحب اپنے نام کے ساتھ تادمی اور حسنی تو کہتے ہیں لیکن حنفی مذہب سے باوریں ہیں من میں وہ ان حدوں پر لگے ہیں جو ہرے ہوتے بلکہ ان کے کھلے خلاف ہیں۔ مَا فَتَاهُ الْهَادِي حَقِّي لِي سُبْحَانَ لَوْ سَاد۔

سہیل صاحب ۱۔ آپ جب ان کا بروافز کو مانتے ہیں نہیں مولوی شمس علی صاحب

تو ان کے نام لینے کا آپ کو کیا حق ہے اہل ان بزرگوں پر نسبت دہا کرتے ہوتے آپ کو شرم میں نہیں آتی۔ حضرت حرث الثقلین سے کہاں فرمایا ہے کہ حضور اللہ من علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔ کل جو عبادت آپ نے غیبیہ اللہ یس سے موت کی نفی اس کا جواب میں کل ہی سے بیکار ہوا اس سے پر لڑ بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بڑی شان ہے حضرت حرث پاک جی اللہ تعالیٰ سے لڑا دعویٰ تو خود اپنے متعلق نصیبہ عرض فرمائیے یہ ہے۔

نَظَرْتُ لِلَّهِ بِلَادٍ فَلَا إِلَهَ جَنَّةً

حَكْمُهُ ذِي عِلْمٍ حَكْمُهُ اتِّصَالُ

یہ میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو شہر کی دیکھا کہ دیکھا کہ اتصال کے ساتھ دیکھا یعنی بزرگ دیکھتا ہیں دہا۔ جب ہمارے دنیا خود حضور عارف پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک سے کیا فرمائیے وہ کہہ سکتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی آپ نے اعتراض کیا ہے کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی کسی کی موت کا وقت معلوم نہیں۔ — بلکہ میں اس بارہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کا عقیدہ آپ کو چھوڑ کر ساتھ ہوں۔ میرے پاس یہ مسلم شریف ہے۔

خبر ۱۔ مولوی شمس علی صاحب نے اتنا ہی کہا تھا کہ مولانا محمد متوفی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ان تقریریں میں ہیں سے ولایت کیا کہ مسلم شریف میں نہیں حضرت امام ابوحنیفہ کے کا کوئی ارشاد لکھا ہوا ہے جس سے آپ ان کا عقیدہ بیان کرتا چاہتے ہیں ؟

مولوی شمس علی صاحب نے فرمایا کہ اس میں حضرت امام صاحب کا کمال ارشاد تو نہیں ہے مگر میں اس سے

ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں، اسی سے امام صاحب کا حقیقہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کون کون کا عقیدہ ہے۔
حدیث شریفہ کے معنی ہی ہو گا۔

اس پر مولانا مولوی غسانی نے ممکنہ حد تک دریافت کیا کہ آپ مسلم سے حضرت امام اعظمؒ کا عقیدہ ہی پیش کرنا
چاہتے ہیں نا؟

اس کے جواب میں مولوی مشتعل صاحب نے پھر فرمایا: جی ہاں میں سلم شریف سے حضرت امام ابوحنیفہؒ
بھی کا عقیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک امام فقہ نگار اور مولانا غسانی نے فرمایا: بہت اچھا پیش
کیجئے۔ چنانچہ مولوی مشتعل صاحب نے اس طرح کلام شروع کیا۔

حضرت! یہ میرے پاس سلم شریف کی دوسری جلد ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط حسب دھم طار میں قرار پاتا ہے اور حسب اس پر تین پتلے لگ کر جہنم میں لٹا دیے
جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دے کہ بھیجتا ہے کہ چار چیزیں لکھ۔ ایک اس کا ذوق، دوسرے
اس کی اہل (دعوت)، تیسرے اس کے اہل ان (جو ستے اس کی پہنچتی یا نیک کنی)، حدیث شریفہ کے اصل غلط
تاریخ۔

فِيهِ مَسْرُوعَاتٌ يَحْكُمُ بِرُفْقِهِ وَاعْلَاهُ دَعْوَاهُ وَ
مَقْصُودُهُ اَوْ سَبِيْعُهُ

دیکھتے ہیں حدیث سے صاف معلوم ہو کہ اس فرشتہ کو بھی ہر شخص کی موت کے وقت کا علم ہوتا ہے۔ لہذا
یہ عقیدہ کہ کسی کی موت کے وقت کی اطلاع خدا کے ملائکہ کو بھی نہیں ہوتی غلط اور اس حدیث کے خلاف ہے۔
اور حضرت امام اعظمؒ رضی اللہ عنہ علیہ کا کوئی عقیدہ ہرگز کسی حدیث کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ نے
مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت امام صاحب پر بعض بھڑکائی افراء کیا ہے۔ اور تفسیر دارک شریف کی
صحابت کا مطلب غلط بیان کیا۔ اس میں تو کلمہ الموت کا ذکر ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں
نام بھی نہیں آیا ہے۔

مسلمانو! آپ نے ایسا جیتا جاگت بھڑکائی سے پہلے کبھی دینا ہو گا جیسا مسلمان صاحب نے اس

وقت ہو۔ منجمل صاحب؟ اگر آپ ثابت کر دیں کہ حاکم شریعت کی اسی سبابت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو میں منہ خانکا انعام دوں گا۔ کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل جانی کچھ لیا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے: میرے سامنے آپ کا جھوٹ نہیں چل سکتا، میں آپ کے جھوٹ فریبہ کے بجائے ادیش کے بلکہ دوں گا۔

حضرات گرامی! میں نے جو حدیث مسلم شریف کی اسی پیش کی ہے اس سے آپ کا معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہر شخص کے مذاق، اس کے عمل، اس کی سادات و شفاوت اور اس کی سوت کے وقت کی خبر، اس کی پیہ فطش سے بھی پہلے فرشتے کا جو جانی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں آیات و احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ پانچ چیزیں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہاں میں علم ذاتی ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے، کہ یہ کہ اگر عقل کی بھی نہ ہو تو اسے جو تو اسے کو سب انسانوں کے مذاق، ان کی زندگی بھر کے واقعات اور ان کی سوت کی گھڑی کا علم کیسے ہو سکتا تھا۔ پس علوم خمس کے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں اب تک آپ نے پیش کی ہیں وہ سب کا جواب بھی مسلم شریف کی اسی حدیث سے ہو گیا۔ واللہ اعلم

میرے دو ویسے اپنے دماغ کی چیز کی باتیں۔ ان کے جواب میں آپ نے پھر وہی باتیں دہرائی ہیں جو کہ جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔ مختصراً پھر سے لیجئے۔

میں نے آیت کو یہ **هَلْ كُنْتُمْ مَالِكًا تَكْفُلُ** پیش کی تھی آپ نے کہا کہ اس میں "ما مملوک" کے لئے نہیں بجا اور اس کی تفسیر میں تین آیتیں پیش کیں، میں نے ثابت کیا کہ "ما مملوک" مستغرق ہے کہ تھے آتھم اور آپ کی چیز کی سوائے تین آیتیں تھیں یہی وہ استثنائیں ہیں کہ تھے۔ پھر اس کے جو دلائل تاہو میں نے پیش کئے تھے آپ ان کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے۔

میں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں سیدہ حضرت عرفاتہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ناسرہ حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہما کی حدیثیں پیش کیں جن میں صاف طور پر مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کریم میں ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک کا تمام ممالک و ممالک بیان فرمایا۔ آپ ان کا بھی کوئی جواب نہیں دے سکے۔ ان حدیثوں کے جواب میں آپ نے اس مرتبہ بھی یہی کہا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے سب اہم اہم قابل ذکر باتیں بیان فرمادیں۔ میں نے آپ سے یہ بھی تھا کہ آپ یہ اہم اور قابل ذکر کا پیرہ نہ کیا

منہ لکھتے ہیں : کیا کسی روایت میں کوئی ایسا لفظ ہے جس سے یہ بات نکلتی ہو ، کو آپ اس کا کوئی جواب دینا نہیں دے سکے اور نہ ہی سنئے کہ اس کی کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں ۔ یہ سبھل صاحب : آپ کو خطا ہے دانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرع کرنی چاہئے ، آپ حدیث نبوی میں یہ دلیل یہ بیوہ اپنی طرف سے لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترانہ کر رہے ہیں بحضور اقدس میں فرماتے ہیں ۔

مَنْ كَذَّبَ بِلِيٍّ مُتَّبَعَةٍ اَوْ لِيَسْبُوْا مَقْعَدًا مِنَ الشَّجَرِ ۔

یعنی جو جہان پر جو کر جھوٹ بات کہے پر گھڑ سے اس کے ٹھکانے جہنم ہے ۔

میں نے اپنی کچھ تقریر میں حضرت علامہ عبد الدین صنیہ اور حافظ محمد مستطانی کی حدیث میں پیش کی تھیں جن میں ابن مردودہ سلم بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے حدیث صحابہ و ائمتہ کو بھی سچے کہ حضرت سلم نے اپنے اس خطبہ کریم میں مہذبہ اور معاش اور معاد کے تمام اعمال اقل سے اکثر تک بیان فرمائے ۔ ان مسلم ثبوت اور مولیٰ اس تصریح کے برعکس ہونے آپ کے یہ غائب ذکر کے پیوند کو گون سن سکتے ہیں آپ نے ان حدیثوں کے مستحق کہتے ہیں کیا حضرت سلم پر عذر کا بھی حال بیان کیا تھا ؟ جو ہر در سے در اندول کا بھی حال بیان کیا تھا ؟ کھیں اور کڑبڑ کا بھی حال بیان کیا تھا ؟ اور اس طرح آپ حدیث رسول کا خرقہ اڑاتے ہیں اور دھڑلہ کرتے ہیں اسلام دینی کا ؟ کیا کوئی حدیث رسول کا مذاق اڑا کر بھی مسلمان رہ سکتا ہے ؟ حضور اقدس کے متعلق جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ اپنے بڑی ہی طرح عافیت ساختہ کیوں نہیں کہتے ؟ کیا مصلحتوں کو آپ کے اسلام ایمان کا حال معلوم ہو جیسے اس نے آپ میں بات کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ہمارا دین اسلام ہے ، ہم کہتے ہیں اور دیکھ کر ہر شے کے برائے ان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ہند سے اور کبھی کبھار کمال بیان فرما دیا تھا ۔ دیکھو :

مواہب لدنیہ میں طبرانی کے حوالے سے حضرت عمر الدار رحمہ اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے
لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا يُؤَخِّرُكَ طَائِفَةٌ
جَنَّا حَبِيرَ اِرْكُ ذَاكَرْنَا مِنْهُ يَحْلَعَا ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں ہم سے ملاؤ گے انبیاء فرمائی کہ کوئی پرندہ اس

نہیں جو پہلے ہزاروں کو حرکت دیتا ہو، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا حال

مجھے بیان فرمادیا ۵

سنبھلی صاحب ! اب بتائیے کہ کھن اور کھر بھی فعل ہیں پہلے بدو سے لڑتے ہیں یا نہیں ؟ اور حضور

کا مدد لٹانے والے جانوروں کے احوال بیان فرماتا، اس حدیث شریفہ سے صاف طور پر ثابت ہوا، نہیں ؟

میرے ہاتھ پہلے کھن پر، ایک آیت کریمہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِنَبِيٍّ لَّا يَشْعُرُ بِالْغَيْبِ اور بتلایا

تھا کہ اس سے صاف ثابت ہو چکا ہے کہ حضور صرف علم غیب ہی نہیں بلکہ علم الغیب بھی تھے۔ اس آیت کو

آپ نے چھوڑا کیسے ہیں اور اس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہ۔

لیجئے اب ایک آیت اور پیش کرنا ہوں، سورۃ رحمن میں ارشاد ہے۔

الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۶

پس ہی رحمت والے خدا نے قرآن سکھایا، انسان کامل یعنی نبیؐ کو علم غیب سکھایا

صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو ہر چیز کو بتائی سکھایا ۶

تفسیر معلوم اقتضیٰ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمادیا۔

قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ ۔

پس ابن کيسان نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ سے مراد نبیؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق مراد ہے۔ اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کو

آپ کے رب جل جلالہ نے تمام ماکان و مایکون سمجھائیے کہ ہوا اور جو کچھ کہ آئندہ ہونے والا ہے

اس سب کا بیان تعلیم فرمادیا ۵

دیکھئے اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کو علم ہی

تھا جیسا کہ اب اس سب کو یہ تفسیر اعلیٰ بیان بھی فرماتے تھے اس سے بھی ان احادیث کے معنوں کی تائید ہوتی

ہے جن میں یہ بتلایا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ میں تمام ماکان و مایکون

بیان فرمایا۔ کیا آپ اس آیت کا بھی اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح کہ ان احادیث کا مذاق لگتا ہے ؟
اب تو اس مذاق کی بات نہ کی بھی تھی بلکہ دیکھنا کہ حضور اقدس ﷺ نے کون کون دیکھ کر بیان فرماتے تھے۔ کیا اس کا کون
دیکھتا ہے آپ کی مرضی، کبھی، بڑبڑک، چھل، کھڑی، کھس، کھٹل، پتھر، ہر قسم کے فحش، ہر قسم کے ہر قسم
سب داخل نہیں ہیں ؟ کیا اس آیت سے ان کا بیان صحت سے ثابت نہیں ہوتا ؟

مسئلہ ! آپ نے دیکھا کہ یہ جہنم لوگوں کا بیان، حضور اقدس ﷺ کے لئے جو کلمات قرآن و حدیث سے
ثابت ہوتے ہیں یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اے اسی پر ایمان و اسلام کا دعویٰ ہے ؟ ایسوں ہی کے حق میں
قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے قَدْ كَفَرُوا بِعَدَاوَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّكُلِّ سُلُوكٍ هُمْ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ سَوَاءٌ مِّنْ أَمْرٍ

حسرت مولانا محمد منظور صاحب لعلی (بہارِ مہملو)، علامہ بن کام :
میرے مخاطب مولوی مشتعل علی صاحب نے مجھے مشتعل
کہنے یا اپنی گالی بانی کا کمال دیکھنے کے لئے جو بدگالی میری ذات کے متعلق اس دفعہ کی وجہ میں اس کے جواب
میں پھر بھی عرض کر دی گئی۔

نورِ ششام وہ من فہم کی گیسٹ

مشرع ان کو آدرت دے اور اس پر غصہ کرے کہ وہ خود فرماتے، آپ حضرات بھی کہیں آئیں !

اس کے بعد میرا ان کی تقریر کی قابل جواب باتوں کا جواب عرض کرنا کہ خود ادا آپ سب حضرات بھی لکھ سکتے ہیں۔
مولوی صاحب نے اس تقریر میں کچھ پریر اور لکھا ہے کہ میں حاضر تھا آئیں اور حدیثی کا خلق اڑانا ہر
مولوی صاحب ! میرے نزدیک وہ شخص نزدیک ہے جو کسی آیت یا حدیث کے کسی جز کا بھی مذاق اڑائے یا دین کی کسی
چیز کے ساتھ بھی استغناء سے پیش آئے۔ جیسے نزدیک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم و ارشاد
پر ہر قسم کی کمدینہ ہی کا نام ایمان و اسلام ہے مگر ان عظیم نام کی حقیقت کو اس طرح ادا فرمایا ہے۔

فَلَا تَقْرَأُكَ لَا يُؤْمِنُونَ سَتَىٰ يُعَذِّبُكَ اللَّهُ إِنِّي سَا شَغِيرٌ مُّبْتَلًّی
كَرَّ لَا يَجِدُ رَاجِبًا أَفْطَحَهُمْ خَرَجًا بَسْتَا لَعْنَتَ لَّهِ يَسْمُؤُا

تَقْرِبًا . (النساء ۲-۹۵)

آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ دل میں ہے وہ صاف صاف کہیں
 نہیں کہہ دیتا ۶ آپ شاید دوسرے کو اپنے پر توں کر سکے ہیں۔ چارے نو کسبہ عقائد کے بارے میں جس کے دل و
 زبان میں مطالبے نہ ہو وہ منافق ہے۔ اور ہم منافق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

ہاں مگر میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا تو بے جا نہ ہوتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جن عقیدہ و دینی علم جمید گہ کی
 حمایت کہہ رہے ہیں وہ آپ کا اصل عقیدہ نہیں ہے جس کی سرحدیں تحریر بھی موجود ہے۔ زیرِ عقیدہ وہ آپ کے پیرو
 رشہ ۱۰ اعلیٰ حضرت ۱۱ کا حق برتری رسولی اس کے بنا خان صاحب کے عقیدہ کے کسی خلاف ہے۔ وہ اپنی کتاب۔

۱۲ الدنۃ المکیۃ ۱۳ میں لڑ چکے ہیں

وَلَوْ كُنْتُمْ بِحَقِّكُمْ لَأْتَلَوْا أَهْلَ الْبُيُوتِ أَنْ يَقُولُوا إِنَّا هُمْ السَّادَةُ

یعنی ہم لوگ سب سے اولیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے محافظ ہیں یعنی علم میں نہ ہونے
 میں نہ کہ جمیع ۱۴

برہان آپ کا اصل عقیدہ علم غیب گہ کا نہیں ہے لیکن آپ صرف اپنے بڑے اولیٰ کی ناظر میں اپنے اصل

عقیدہ کے خلاف بول رہے ہیں۔ اور پھر دوسروں کو بھی ایسا ہی کہہ سکتے ہیں۔ ۱۵

کار پا کای دا قیاسی از خود نمیکسے

مفسرین جو کھڑا پانہ ضمیمہ کے خلاف کسی عقیدہ کے انکار کو منافعت اور کسی آیت یا حدیث کے ادنیٰ اختلاف

کو کٹر سمجھتے ہیں۔ ہاں آپ جو بعض آیتوں یا حدیثوں کا اپنے طرف سے مطلب بیان فرماتے ہیں وہ صرف تاویل معنی کے

ہو سکتے ہیں۔ اور جس نے اگر کوئی خدائیہ جملہ کہہ کر وہ آپ کے بیان کے مطلب ہی کے مستحق کہا ہے اللہ جو کچھ ارادے

وہ آپ کی عرض نفسی کی راہ دی ہے۔ اور زمین کہتے کہ اس بارے میں آپ کو ممانعت نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کوئی مافیٰ قیامت

بات کہیں اور کوئی اس سے نفوذ بھی حاصل نہ کرے ۱۶ آپ کوئی معنی خیز چیز کہیں نہ کوئی اس پر چلنے بھی نہیں۔

فدا سچے تو جب آپ کسی آیت یا حدیث کا یہ مطلب بیان کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کسی خطبہ میں

برسرِ منبر تمام کھیں۔ مگر میں ۱۷ پھر وہی عزم پر قسم کے کڑے کھڑوں کی مٹی پر نہ پڑی سوانح عرب یا بی

کی کہیں ۱۸ اس طرح میرے اور آپ کے یکساں سے انسانوں کے سروں پر وارہ چوں کہ ان کی تفسیل شام بھی نام نہ

بیانِ قرآنی تھی۔ اھ اس دنیا میں جو جھوٹے پتے اور دھرم رکھ کے اسے تمام انجی اور پرائیویٹ سماعت کو بھی آپ نے بیان فرمایا تھا۔ جو کوئی سرحدیں اور مسئول آدمی کسی مجلس میں بیان نہیں کر سکتے۔ فوراً ہی جھک کر کوئی سنیہہ آدمی جو اسے آیت و حدیث کا صحیح مطلب بھی کہتا ہے کسی طرح منہ نہ کر سکتا۔ چھر اگر آپ کی اس لغویت کی وجہ سے جانتے نہ آپ کی اس خوش فہمی کے متعلق کوئی خرافیہ علم نہ دیا جانتے تو آپ کے نزدیک وہ آیت یا حدیث کا مذاق ہے، اگر نہ آپ کا ہر خط اور مرشد قرآن و حدیث سے آزاد ہندو بادشاہ !

میں نے مرزا! عن تمام مہارث کا مطلب وہی ہے جو ترجمان کہ چکا ہوں۔ یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خصمِ نہاد کو جس اہم مسئلے کے واسطے استدلالے دنیا کیس کے تمام اہم پیش میں کے بیرون کی اہمیت کو منہ دہشت تھی یہیں فراموشی۔ یہ لہجہ وہ مطلب ہے جو آپ کا پیش کردہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اہل حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفا میں بیان فرمایا ہے۔ وہ حضرت علامہ مزینہ دہانہ عقلانیہ حضرت فاروقی عالم دینی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے ذیل میں جو کچھ لکھیں اس کا خلاصہ بھی یہی ہے جیسے کہ میں نے بتا چکا ہوں۔ اور اس مطلب کا واضح تحریر حضرت فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ارشاد ہے جو سند احمد و دارینی ہجر کے سوا کچھ میں نے نہ لکھا کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ بیان جس فرمایا۔

حضرت فادوق اعظم جن کے اس ارشاد اور آپ کی بدعا نقلی والی روایت میں تطبیق یوں ہی جو ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو آپ کے نزدیک زیادہ اہم تھیں اور اس لئے کہ ان کے بیان کی خاص ضرورت تھی۔۔۔ ان وہ آپ کو شریعت میں جہاں حضرت فادوق اعظم مد کی بدعت نقلی والی حدیث مذکورہ ۱۲۱ حاشیہ پر حدیث بخاری عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث مشکوٰۃ کے حوالہ سے اس حدیث کی شریعت میں یہ الفاظ نقل ہیں۔ "اَعْلَىٰ جَبَلٍ يَمْشِي بِالْقُرْآنِ اَنْحَىٰ كَتَبًا بِهٖ" یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے اس خطبہ مبارک میں اس کے متعلق تمام ضروریات حاصل اور کلیات بیان فرمائی۔

میرزاخان احمدیث سے آپ کا استسما و باطنی خلط ہے: ان کا مطلب وہی ہے جو جنس عرقین کردا ہوں اور
برص مطلب ان کا آپ لے رہے ہیں وہ حصل دفعش و دفعوں کے خلاف ہے۔

اس مرتبہ آپ نے بڑے ناز کے ساتھ ایک حدیث منقولہ ابوالعلاء واراضیؒ سے پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

نَعْدُ تَرَكْتُ رَسُولِي اَشْفَعُ وَمَا يَحْبِرُكَ طَابَتْ جَنَاحِي لَا ذَنْبَ لِي مِنْ بَشَرٍ

اے اللہ میں نے اپنے لیے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر سر پرندہ کا حق بیان فرمایا۔ اور
گویا اس کو اپنے لیے گھیرا اور پھروں کے تفصیل کے بیان میں نفس صریح سمجھا ہے۔ میں آپ کو اس غرض نہیں کہتا
ہوں۔ مگر عربی دانوں کا یہ بھی ہوتا تو عام حاضرین کی طرف سے آپ کو اس حدیث قسمی کی بھی داد مل جاتی۔

بَعْدُ خُدا ! اگر کھانا تیرے پاس ہے تو افسوس نہیں ہے کہ خدا کے کلام میں کا ذکر تو بھی نہیں دیا ہے
تو بعضی ترجمہ پر غور کیا ہوتا۔ اس حدیث کا خالص معنی ترجمہ یہ ہو گا کہ۔

۱۔ ہم کو چھوڑا رسولی اللہ علیہ السلام نے اور حال یہ کہ کوئی پرندہ، اپنے پروں کو فضا، آسمانی
میں حرکت نہیں دیتا مگر آپ نے ہمارے لئے اس سے علم دے کر دیا ۵

آپ غلابہ اس کو علم بخشے ہیں کہ ہر پرندہ کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ کون سے پرندے کے بارے میں ہے، کتنی رو
پا عمار کر سکتا ہے، اس کے پانچنے میں کسی کو آتی ہے، آگیا رنگ ہوتا ہے، اور اس کا ستارہ زلی حق ہے، عمار کے
شرعی، مصلحت میں علم صرف ان پرندوں کے علم کو کہ جس میں کائنات کی شریعت سے جو، میں تمام پرندوں کے متعلق علم
بیان فرماتے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے تمام پرندوں کی محنت و حرمت، حیرت و غم کے حکم کے متعلق
دیکھ جایا اور اصولی احکام بیان فرمائے ہیں کہ ان کی رعایت میں ہر پرندہ کا حلال و حرام ہوتا، اس کے گوشت و طیور
کا ظاہر و باطن ظاہر ہونا معلوم ہو سکتا ہے، اور یہ وہ علم شریف ہے جس کے بیان فرمائے کے لئے آپ دنیا میں فرمایا
لئے تھے۔ — بہر حال اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور ۷ نے ہر سر پرندہ اور ہر کھیتی، پھل کی پوری پرورش
سوانح سنات اور سرگزشت بیان فرمائی۔ منسوب نبوت سے ناواقف اور فقہانی تدبیر سے محروم کی دلیل ہے۔

ان حدیث کے علاوہ آپ نے دو آیتیں بھی اور پیش کی ہیں۔ ایک: وَمَا هُوَ خَلْقَ الْعَبْدِ جَنَّتَيْنِ
جس کا ترجمہ ہے کہ، حضور صلیب پر بھی نہیں ۸ اس کا مطلب بالکل دوسرا ہے کہ حق تعالیٰ نے عیب کی جو ایک
آپ کو عطا کی ہیں آپ انہیں تک پہنچانے میں نکل نہیں فرماتے۔ اور یہ ہمارا ایمان ہے، لیکن اس سے ۹ علم غیب کی ۱۰
کے کیا واسطہ ۱۱ پھر اس میں منطقی یا جمیع کا منوع بھی ہے

دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے خَلَقْنَا نَزْلًا مِّنْ حَمَلٍ اُنْتَبَاهُ ۱۲ اور ۱۳ عالم ۱۴ کے عالم

سے ابن کعبہ کا یہ قول آپؐ نے یہاں کیسے کر دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی شانِ نبویہ و حکم کو پیدا فرمایا اور ان کو ہمارے دماغوں کا بیان تسلیم فرمایا

اس کے حجاب میں پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ یہ تفسیر بالکل خلاف ظاہر اور مروج ہے اور اسی سلسلے میں ان مفسرین نے اس قول کو نقل بھی نہیں کیا جو صرف صحیح اقوال کے نقل کرنے کا التزام کرتے ہیں۔ اور خود بخود نے بھی ”معاذ اللہ“ میں اس کو دوسرے اقوال کے بعد بالکل آخر میں صرف احسان کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اس کی صحیح ترین تفسیر وہ ہے جس کو ”معاذ اللہ“ میں اس سے پہلے نقل کیا ہے یعنی یہ کہ انسان سے جنسی انسان مراد ہے اور میان صحرا و انسان کی دو گویائی اور کثرت مطلقہ چٹائی کی وجہ سے وہ تمام حیوانات سے ملتا جلتا ہے۔ اہم دلیلی یہ ہے کہ اسی کو صحیح ترکہا ہے اور تفسیر طالین و جامع البیان جیسی معتبر ترین تفسیروں میں اس کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ تمام چیزوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے جب بھی اس سے آپؐ کا حوالہ ملے گا اس کی کاتبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس میں وہی کلمہ ملتا ہے جس کے متعلق میں ثابت کر چکا ہوں کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق کہنے نہیں ہوتا۔

ملاحظہ فرمائیے ان دونوں باتوں سے آپؐ کا استدلال اس لئے بھی غلط ہے کہ یہ دونوں کی ہیں اور دونوں سے علم کلی ثابت ہو گا تو کی زندگی میں ثابت ہو گا اور آپؐ حضراتؐ کی زندگی کے بھی بالکل آخری ایام میں یعنی ختمِ نزول قرآنی کے بعد حضورؐ کے لئے اس علم غیب کی کس قدر حصول کے قائل ہیں۔ انسان ان باتوں سے آپؐ کا استدلال اس وجہ سے بھی غلط اور خلافِ قاعدہ ہے۔

یہ بحث تو آپؐ کے دلائل کے متعلق تھی۔ اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں نے علوم غیبی کے متعلق وہ باتیں اور ان کی تفسیر میں چند حدیثیں پیش کی تھیں، آپؐ نے ان سب کے جواب میں کہا تھا کہ ان سب میں غیر احمد سے اور غیبی کے صرف علم ذاتی کی نفی ہے اور اس مرتبہ میرے آپؐ نے اسی چیز کو دوبارہ بیان کیا ہے۔ میں اپنی پہلی تقریر میں آپؐ کے اس خیال کی مدافعت کر رہا تھا کہ میں نے احمد کے حوالہ سے حضرت بلقیہؓ بن مویسؓ کی حدیث پیش کی تھی۔ اس سے تو آپؐ کے اس خیال کی بالکل تردید گئی ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی اس لئے اب اس استدلال کو باقی پر لائیے

ہی نہیں۔

یہاں : چوایا جنھیں کے متخرد میں آپ نے اس بات کو خود تسلیم کیا تھا کہ اس حدیث سے صنف مرفوعہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس شخص کے علم عطا کی گئی تھی ثابت ہوتی ہے اور آپ کا یہ فقرہ خود آپ کی عطا
ہوئی روایتوں میں بھی موجود ہے۔ اور میں اپنی پہلی تقریر میں ثابت کر چکا ہوں کہ اس ایک حدیث سے جب
علم عطا کی گئی ثابت ہوئی تو علم نفس کے متعلق اس کے ہم معنی ہونے اور کات یا حدیث میں ان سب سے
میں علم عطا کی گئی ثابت ہوئی۔ میں نے اسی سلسلہ میں سیدنا امام ابو حنیفہ کا ایک فیصلہ کن رشا بھی
پیش کیا تھا۔ اس کے جواب میں تیسرے نے عجیب و غریب بات فرمائی کہ اس میں تو کسارت کا ذکر ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں نام مبارک بھی نہیں۔

اس کے جواب میں اس کے سوال میں اور کیا کہوں کہ جواب دیتے سے پہلے یہ تفسیر دارکن صحابہ کو دیکھ
فرمایا ہے، سنئے : میں نے حضرت امام جعفر شریف علیہ السلام کے آخری کلمات یہ ہیں : **يَا أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ لَا تَغْتَفِسُوا**
لَا تَغْتَفِسُوا إِلَّا اللَّهَ، یعنی یہ پانچ ظہر حق تعالیٰ شانہ کے سوا کسی کو نہیں۔

ابو حنیفہ اگر میں میں مہم نفس کی نفی صرف مکمل اللہ سے کی گئی ہے یا نہیں، سوا اللہ سے بہن میں مکمل
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے صحیح مسلم کی ایک حدیث بھی پیش کی تھی۔ وہ اس
دعویٰ کے ساتھ پیش کی تھی کہ میں مسلم شریف سے حدیث امام ابو حنیفہ کا عقیدہ پیش کرتا ہوں، میں پریر
ساتھ اور بھی بہت سے حضرات کو کہتی تھی اور اس ناچکی شرعاً بارگاہ دہر گئی۔
یہ خوشگشت گفت، مسست سعدی در زبانا
اَلَا يَأْتِيهِمُ الشَّكُّ اَوْ كَانُوا زَانًا وَثَمًا

بہر حال صحیح مسلم کی اس حدیث سے یہ خبر ثابت کیا ہے کہ فقہہ کا فرقہ تھے والے فرقہ کو ہر شخص
کہ مرث کے وقت کا طریقت۔ اسی کے جواب میں میں گزارشش کو یہ بتاؤں کہ ان امور نفس کے علم کا میں ہے
جس کا میں پہلے عرض کر چکا ہوں، اور اس حدیث سے اس کا تعلق فقہہ فرقہ کے ہر شخص کی مرث کے علم کا
مکمل ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس سے صرف یہ ثابت ہو کہ اب تک میں فی حق روح کا وقت آپ سے تو ہے

وقت اس کو اس کی عمر بتلا دی جاتی ہے۔ یہ کہ اس فرشتہ کو سید کی موت کا وقت معلوم ہے۔

حلا وہ انہیں اس کی آپ کے پاس کیا دے گا کہ تاہم پیدا ہونے والے فرشتوں کی حد پر رکھنے کے لئے ایک ہی فرشتہ مقرر ہے : ہر سکا ہے کہ اس کے لئے فرشتوں کا ایک ٹکڑا ہو، اور یہی نوزادہ فرشتہ قیاس ہے۔ ہر حال اس حدیث کی طرف بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علیہ خمس والی آیات واجادیش میں "موت" کے متعلق جس علم کی کوئی غیر فرشتہ سے کی گئی ہے وہ کاتب حد پر فرشتہ کو حاصل ہو۔

میں نے حضرت الامام الکامل البرمینیہ رحمہ اللہ علیہ کے لکھاؤ کے ساتھ حضرت شیخ عبدالحامد جیلانی قدس سرہ کا بھی تذکرہ کر دیا تھا اور کل جو میں نے حضرت محدث کی کتاب "غنیۃ الطالبین" سے ایک فیصلہ کرنا حکایت پیش کی تھی، آت پھر اس کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی تھی، آپ نے اس کے جواب میں ایک شعر پیش کیا ہے۔ اول تو وہ بحث سے بالکل غیر متعلق ہے اور زیادہ سے زیادہ اس سے حضرت شیخ مد مکہ سے دس زمانہ کے بعد شہرہ کی ایک اجمالی سکا شہر ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوئی بحث نہیں، اور دیکھی طرح اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی پراسد لان کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس شعر کو حضرت شیخ کا شعر ثابت کرنے کی آپ کوئی بغیر دلیل نہیں چاہی کر سکتے۔ اور میں دعوت سے کہتا ہوں کہ حضرت محدث کی کتاب میں آپ یہ شعر نہیں دیکھا سکتے، اگر امت اور بزرگان دین کی طرف دیکھیں تو وہیں شعر اور تصدیق سے ایسے خوب کر رہے ہیں جو ہر زمان سے ثابت نہیں۔

غیر یہ بحث تو ہے کہ آپ کے گوشے والی کے متعلق بھی، اب کچھ نئی چیزیں اور پیش کرنا چاہتا ہوں قرآن مجید سورہ شہر میں ارشاد ہے : **وَمَا يَحْكُمُونَ حُجُودَ رَبِّكَ** : **وَأَوْ هُوَ** اور تبارک بے شکوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا : **(الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)** حافظ ابن کثیر جو اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں : **أَيُّ مَا يَكُونُ حُجُودَهُ وَكَلَمَاتُهُ** : **وَأَوْ هُوَ فَخَالِفٌ** : (تفسیر ابن کثیر ص ۱۰ ص ۱۵)

یعنی اللہ کے لشکر والی کے خلاف اور ان کی کثیر معصیت کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

اس آیت کا معنی مطلب معلوم و منطوق میں ہے کہ مجبور الہی کا ٹھیک علم نہیں اللہ ہی کو ہے اس سے

صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ "عظیم جلیل" حاصل نہیں۔ اور سنئے : سورۃ النسا میں ہے

رُّسُلًا قَدْ فَعَصَيْنَاهُمْ ۖ عَلَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ

حَلِيلُکَ - اور کہتے رسول ہیں ایسے کہ ہم نے ان کو تم سے (سے رسول) بیان کر دیا

کہتے ہی رسول ہیں کہ ہم نے تم سے ان کو بیان نہیں کیا (النسا: ۱۶۴)

علامہ خازنؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اِنِّیْ لَمَوْسِبِعُهُمْ فَکَلَّمَ لَمْ نَقْصُصْ فَلَمَّا

اُنْتَبَاهَهُمْ - یعنی اے رسول! بہت سے ایسے رسول ہیں جن کے نام اور ان کے احوال ہم نے تم کو نہیں

بتلائے :۱

اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ذیل میں روای ہے کہ -

بَعَثَ اللّٰهُ عِبْدًا خَبِيرًا نَّبِيًّا فَهَوِیْ مِنْ لَّدُنْكَ عَفْوَ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - (رد مظہر اس: ۲۴۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک حبشی بندہ کو بھیجا تھا اور وہ ان پیغمبروں میں سے ہیں

جن کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا گیا :

بہر حال اس آیت اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس تفسیری ارشاد سے معلوم ہو کہ بعض نبیوں

کے احوال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے۔ حالانکہ اگر آپ کو علم کلی عطا ہوتا تو کس کا کوئی

حال بھی آپ کے علمت باہر نہ ہوتا۔ نیز اسی آیت کے ہم منہوں ایک آیت سورۃ مؤمن میں بھی ہے -

ارشاد ہے -

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ

وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ - (المؤمن: ۷۸)

اور یہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے جن میں سے بعض وہ ہیں جن کو

ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض وہ ہیں جن کو ہم بیان نہیں کیا :

حضرت علی مرتضیٰؑ بلا کلام ارشاد میں ابھی وہ منظور سے پیش کر چکا ہوں وہ آپ سے اس آیت کی تفسیر

نہی بھی مہدی ہے۔

ان قرآنی تصریحات اور اکابرِ راست کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے اندھ قہقہے کے سوا کسی اور کے لئے۔ علمِ کلی کا مہدی کرنا کسی ایمان والے کا کام نہیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ براہِ کرم اب بار بار ان باتوں کو دہرائیں جن کا جواب میں بار بار دے چکا ہوں۔ آپ کی اس غفلت اور اسے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

مولوی حسرت علی صاحب حضرت گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے اس پر بھی کچھ جملے ہیں۔

دے دے مولوی صاحب! آپ یہاں جواب دیں یا نہ دیں، خدا کے یہاں آپ کو جواب دینا پڑے گا۔ آپ میرے مطالباتِ قابرہ کو ہضم نہ جانتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے نئی نئی آیتیں اور حدیثیں پڑھ جاتے ہیں، جب کہ میری باتوں کا جواب آپ دے لیں، آپ کو سننے والا پیش کرنے کا کیا حق ہے، کیا پھر میں بھی ایسے ہی ہوں؟ اصرار ہے کہ کام ہوں۔ یاد رکھئے! میں ایک تقریر میں پچاس پچاس دلیس پیش کر سکتا ہوں، آپ مجھے خوب جانتے ہیں۔

جو دلیس آپ نے پہلے پیش کی تھیں میں ان کا جواب اپنی پہلی تقریروں میں دے چکا ہوں، اور بریل کا ہر دے ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں صرف علمِ ذاتی کا ذکر ہے۔ کیونکہ اعتقادِ علم کی بنیاد میں صرف وہی ممکن ہے، علمِ سطحی زبانِ محملِ تعبی ہے۔ لہذا جن آیتوں یا حدیثوں میں کسی علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کر کے ماسواہ امرِ کلی کی گئی ہے ان سب میں صرف علمِ ذاتی ہی مراد ہو سکتا ہے۔

آپ نے جو آیتیں اور حدیثیں پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں، ان سب کا میری طرف سے برے اذکارِ شکیں جواب ہے اگر برے قواس کو توڑ دینے اور غلط ثابت کیجئے، لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ اگر سلسلہ دہائی دہائی بھی صحیح ہو جائے تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکے۔

منہجہ ہر شخص کے لئے خود ارادیت سے

یہ بار، مرے آواز ہوئے ہیں

آپ نے اس مرتبہ سورہ ہڈ کی جو آیت وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ پیش کی ہے اس کا جواب بھی میری طرف سے یہی ہے کہ اس میں بھی "جنود الہی" کے علم ذاتی کی نفی غیر اللہ کے لئے کی گئی ہے دیکھئے اس کا ترجمہ میں توبہ کہ اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا "لین ہی اللہ تعالیٰ ہی اپنے لشکروں کی تعداد جانتا ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو براہ راست لشکروں کا علم ہے تو یہ ذاتی ہے یا عطائی؟ ظاہر ہے کہ ذاتی ہی ہے۔ "عطائی" تو دامن محال ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اب بتلائیے کہ اس سے علم عطائی کی نفی کسی طرح ثابت ہوتی ہے؟ اس کے علاوہ جو رد آتیں آپ نے اس مرتبہ اردو میں کی ہیں، میں سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے ہیں۔

ان دو قول آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں ان انبیاء کے تفصیلی حالات نہیں بیان کئے گئے، لیکن اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وحی غیر متلوکہ زلیحہ بھی آپ کو ان کا علم عطائیں ہو؟ میں نے سورہ نساء کی آیت وَكَانَتْ خَالِفًا مَّا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پیش کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن چیزوں کا علم نہیں تھا ان سب کا علم آپ کو عطا ہو گیا، میں من انبیاء علیہم السلام کے حالات پہلے سے آپ کو معلوم نہیں تھے اس آیت سے ثابت ہو کہ ان کے حالات بھی آپ کو بتلا دیئے گئے۔ لیکن جن چند جملوں میں آپ کی ساری دلیلوں کا جواب ہو گیا، واللہ اعلم۔

اب میرے دلائل کا براہ راست:

میں نے ایک آیت قرسی وَكَانَتْ خَالِفًا مَّا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پیش کی تھی، اور بتلا یا تھا کہ "ہا۔ جو نہ حرم کا کلمہ ہے اس لئے اس آیت سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم کی ثابت ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے جوتا دلیلیں کہیں ہیں ان سب کو باطل اور مردود ثابت کر چکا ہوں۔ آپ میرے اس جواب کا جواب کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

دوسری آیت میں نے وَمَا هُوَ عَلَى الْغُيُوبِ پیش کی تھی اور اس سے میں

نے ثابت کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف عالم الغیب ہی نہیں بلکہ علم الشیخہ بھی ہیں۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اسی سے علم کی ثابت نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس میں کُل کا لفظ نہیں۔

اے مروج صاحب! آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کُل کی طرح الف لام بھی استغراق کے لئے آتا ہے اور اس آیت میں بھی وہا استغراق ہی کے لئے ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے رسول کُل غیب بتلانے میں کُل نہیں فرماتے۔ یعنی اپنی امت کو کُل غیب کی تعلیم دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آیت سے علم غیب کُل۔ بلکہ تعلیم غیب کُل کا ثبوت ہوا یا نہیں؟

تیسری آیت میں ہے خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ عَلَّمَ الْبَيَانَ پھر ان کی تھی اور بتلایا عا کو تفسیر۔ معالم السنن میں ہے کہ اس کی تفسیر نفل کی گئی ہے کہ خَلَقَ مِنْ عَلَقٍ اسْتَلَمَ الْغَلَقَ عَلَّمَ وَاسْتَلَمَ عَلَّمَ بَيَانَ مَا حَقَّاقٌ وَمَا يَسْكُونُ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور آپ کو بوجھ کر پڑھا اور جو کچھ کہہ گا اس سب کا بیان تعلیم فرماتا۔

اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ یہ تفسیر خلاف ہے۔ سبب غریب! کیا آپ امام ابن کثیر سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں؟ آپ کہتے ہیں کہ شرم نہیں آتی۔ جب ابن کثیر بھی جلیل القدر عالم نے یہ تفسیر کر دی اور امام ابن کثیر نے تفسیر معالم السنن میں اس کو نقل بھی کر دیا تو آپ اس کے پیچھے ہوسے میں کیا شہید ہو کر رہے ہیں؟ اس آیت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جیسے مکان دیا یوں کایاں عطا فرمادیا گیا۔ یعنی آپ تمام مکان دیا یوں کہ صرف عالم ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام سے آپ اس کو بیان بھی فرماتے تھے۔ اللہ اعلم۔

پھر ان مضمون کی مزید تفصیلات ابو یوسف رحمہ اللہ، حضرت حذیفہ رحمہ اللہ، حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہما اور حضرت نافع رحمہ اللہ رضی اللہ عنہما کے ان احادیث سے بھی ہر حق سے جڑ پکڑا کر لیں گے۔ اس کا مزید مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو کے سامنے ہر سبب تمام مکان دیا یوں کہ زمین و آسمان کے شریعہ کی تمام باتیں پر ہی تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے۔ آپ نے ان تمام احادیث کے جواب میں کہا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور سے تمام قابل ذکر وہ اہم باتیں بیان فرماتے۔ لیکن میں

عَنْ حَفْصَةَ وَحَبِيبَةَ عَنْ نُسَيْبٍ (والحدیث ہے)

یعنی ایک دن عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمارے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، میں تیار نہ ہو سکا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اسی میں سے آپ نے کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جس کا ذکر اس خطبہ میں نہ فرمایا ہو، اسی دن اسی کو یاد رکھا میں نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

اس حدیث شریفہ سے بھی صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے عزم دنیا تک ہونے والے سلسلے واقعات ایک ایک کر کے بیان فرما دیئے اور کوئی ایک واقعہ بھی باقی نہیں رکھا۔

اچھا لیکن ایک شیطان سوداگران ایمان اخروہ حدیث اور سینے

حضرت مواد بن قیس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیل القدر صحابی ہیں۔ پہلے یہ کہنا کا پیشہ کرتے تھے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ان کے بھائی نے ہی دی تھی۔ اسی کی اطلاع کی بنا پر یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور اسی وقت انہوں نے حضور کی شان میں اپنا ایک عقیدہ عرض کیا جس کا ایک شعر یہ ہے

قَاتِلُوا اللَّهَ قَاتِلُوا اللَّهَ لَا دُفْعَةَ حَبِيبٍ
وَنُفْلًا خَا مُودٍ خَلَّى حَكْرًا غَابِ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تمہارے کے سوا کوئی مدد نہیں اور اسے رسول مہربان پر
عجیب کے امین ہیں۔

اس حدیث کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نقل فرمایا ہے اور حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور قدس اس عقیدہ سے خوش ہوئے۔ لیکن اس میں قرصاف، کن فاعبہ، کائنات کو جو ہے اب اس میں آپ کیا کاربند کر سکتے ہیں۔ مسئلہ فرمایا آپ نے دیکھا جو عقیدہ بتا رہا ہے وہی صحابہ کرام پر کیا بھی عقیدہ ہے اور وہ حضور اقدس کے سامنے اس کا اظہار بھی کرتے تھے اور آپ اس سے سرور بھی فرماتے

تھے۔ سنی بھائیو! تمہیں مبارک ہو۔ تمہارا عقیدہ وہ عقیدہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خوش ہیں۔ ان کا رب خوش ہے، تمام صابہ کریم اور تمام فخر اور تمام بزرگان دین خوش ہیں۔ اور
 وہی تمام اکابر دین کا عقیدہ ہے۔

اچھا آخر میں ایک بزرگ کا ارشاد ادرکشن لیجئے۔

عزت رانی سیدی امام عبدالمجید شرفی قدس سرہ کتاب الارز شریف میں اپنے شیخ سے

نقل فرماتے ہیں۔

وَأَشْهَى الْأَنْدَادِ بِحَقِّ ذَٰلِكَ رُوحَهُ حَقٌّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَمَّا لَمْ يَحْتَجِبْ عَنْهَا شَيْءٌ مِّنَ الْعَالَمِ فَمَعْنَى مَطْلُوعَةٍ هَلْ
 حُرِّثَ وَبُصِّلَ وَدُمِّيَاةٌ وَاجْتَرَبَ وَنَابِهَ وَجَنَّتْ لِذَلِكَ
 جَنَّتْ ذَٰلِكَ خَلْقِي لِاجْتِلَاهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایسی ساری مدوح میں قوی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح مبارک ہے۔ اس دنیا
 جہاں کی کوئی چیز نہ سے پردہ میں نہیں۔ اس عرش اور عوالم خلقی سب پر آپ مطلق ہیں اور
 دنیا و آخرت اور جنت و دوزخ سب پر آپ کو اطلاع ہے کہ کون کون سے کامی ہوئے ہیں اور
 پیدا کیا گیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی منظور صاحب! دیکھا آپ نے یہ سب اکابر دین کا عقیدہ۔ لیجئے! اسی پر شرح

کی ایک نور ایمان افروز شیطانی سوز و غارت تھئے، امام شہرانی فرماتے ہیں

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: وَمَا مَشَى مِنْ شَيْعٍ وَلَا رُصُوفٍ
 الشَّيْعُ فِي مَطْلُوعِ الْمَسْجِدِ إِلَّا كَحُلْفَةِ
 مُلْطَقَةٍ فِي مَلَاةٍ تَمِينٍ تَزِينُ

یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بندہ عجم کی نظر میں ایسی ہی جیسے کہ ایک
 لہو دوق میدان میں پھلہ پڑ جیو

مروئی منظرہ صاحب ! دیکھا آپ نے آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی اس کلام ہے
لیکن عرفا کرام فرماتے ہیں کہ ہر علم و فن کے تمام آسمانوں اور زمینوں کا اس طرح شہودی علم ہو چکا ہے جس
طرح کہ میدان میں پتی ہوا چھپتا ہر شخص دیکھتا ہے۔ اور بے شک ایمان کی شان میں ہے۔ لیکن جو خود ہستی
مسلمان نہ ہو، جو انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہم السلام، ہی کی عظمت کا مسکس ہو، وہ اس کو کیا
سمجھ سکتا ہے۔ ہاں اگر آپ لوگ توہ کہہ کے اسی مسلمان جو عارض تو یہ باتیں آپ کی بھی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ اسی
کے بعد میں پھر کہتے ہیں۔ اور مروئی منظرہ صاحب ! اور منور الدین صاحب ! اپنی اپنی جڑوں پر دم کر دو۔
ان کو دوسرے کا اندھن نہ بنو اور اب بھی توہ کہہ سکتے مسلمان ہر جادو ۔

حضرت مولانا محمد منظرہ صاحب نعمانی
بعد حمد و صلوة ، میں آپ کی اس کفر بازی اور
بد بجا نقل سے جواب میں قرآن حکیم کی صرف ایک
وہ آیت پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں جس میں نہایت نبوی کے سرور کلمہ عرب کی اسی قسم کی تعبیوں کا جواب دیا
گیا ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد ہے ۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْغَنِيُّ الرَّحِيمُ

میں خدا کا شک ہے کہ ہم میں اور تم میں کون حق پر ہے اور کون با حق پر ، کون غنی ہے اور کون کا فر
غنی کون ہے اور نادبی کون ہے ۔ اور وہی خدا صمد کے دن ہمارا شمار فیصلہ کرے گا : (سجہان ۳۰ تا ۳۶)
آپ کی کفر بازی اور کفر بازی کے اس قرآنی جواب کے بعد میں اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ
نے اپنی اس تقریر میں بہت سی جگہ پر پہل ہی تقریروں کا دہراؤ کیا اور انہی باتوں کا پھر اداہدہ کر دیا ہے جن
کا میں بار بار جواب دے چکا ہوں۔ مگر مجھے چونکہ کبھی بہت سی غلط فہمی یا غلط فہمیاں ہوتی ہیں اس لئے اب میں
ان کے جوابات کو بار بار دہراؤ نہیں کرتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے وہ سبوبات اتنی جلد ہی حاضر ہوں گے کہ حافظ
سے ٹکوسیں برسنے ہوں گے۔ البتہ جو غلط فہمیاں آپ نے اس تقریر میں پیش کی ہیں ان کے جواب میں مجھے
کوتاہہ ہے۔ آپ وہ مزید حاضری کرام فرمائیے ۔

آپ نے آیت کریمہ **وَمَا هُوَ عَلَىٰ الْغَيْبِ بِخَبِيرٍ** کے معنی دہرایا کہ ہے کہ اس

میں غیب پر الف لام استفراق کا ہے۔

اقول تو آپ کا یہ دعویٰ معنی نفاذ ہے آپ کسی مفسر کا قول اس کی تائید میں نہیں پیش کر سکتے۔ علامہ انیس آپ نے قابل غور نہیں کیا۔ اگر بغیر منیٰ الف لام استفراق کا بھی یہ وجہ ہے اس سے ”علم غیب کی“ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں آیت کا مفاد بھی کل غیب کا مطلب ہو گا اور اس کے لئے صرف ایک باب جزئی لازم ہو گا نہ کہ یہ محاسباتی۔ یعنی عدم کل کی غیب کے لئے کل غیب کا اظہار ضروری نہیں بلکہ صرف بعض غیب کے اظہار سے بھی کل کی غیب کی نفی ہو جاتے گی۔ الغرض اس صورت میں بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ منشاء قرآن کے بھی خلاف ہو گا۔ کیونکہ اس سے کل کی کامل نفی نہیں ہو گی بلکہ اس کے صرف ایک جزئی کل غیب کی نفی ہو گی۔

آپ نے آیت کریمہ سَلَوٰۤا۟ اِلَیَّ حَسْبُ الْاَنۡبِیَآءِ کی تفسیر میں سلام کے حوالہ سے ابن کیسان کا ایک قول نقل کیا تھا جس نے اس کے متعلق کیا کریم تفسیر خلاف ظاہر اور مروج ہے۔ آپ نے اس کا ایک یہ ”علامہ“ جو وہب یاد ہے کہ کیا تمام ابن کیسان عد بھی زیادہ علم رکھتے ہو ؟

اس جواب کی ”دیکھو اہل علم ہی دے سکتے ہیں۔ ہندہ خدا میں نے اس کو ان مفسرین کی تفسیر کے مقابلہ میں مروج کہا ہے جو ابن کیسان سے بہت اوپر کے مرتبے کے ہیں۔ پھر آپ نے کہا ہے کہ جب ابن کیسان جیسے جلیل القدر امام نے یہ تفسیر کر دی اور علامہ بغوی نے اسے نقل کیا تو اس کے صحیح ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ابن کیسان کو ان اور کسی طبقہ کے شخص میں اور مفسرین میں ان کا کیا درجہ ہے۔ اور غالباً آیت کو یہ بھی پتہ نہیں کہ سلام اللہ تعالیٰ علامہ بغوی نے کس صحن پر لکھی ہے۔ سنئے ! ابن کیسان ان لوگوں میں سے ہیں جن کی ہر وہ کسی تو ان کی بعثت اس کی صحت کی دلیل ہو اور نہ سلام اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے ہے جن میں مروج صحیح اور کمالی احتیاط اور اقلیٰ ان کے نقل کا التزام ہو۔ سنئے ! اس خصوصیت کی بناء پر میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر علامہ اور تفسیر جامع البیان جیسے تفاسیر میں۔ ان میں مروج دیکھ اقلیٰ نقل ہوتے ہیں جو ان کے متنبین کے نزدیک کسی وجہ پر کمالی اعتبار ہوتے ہیں۔ اہلبیسی کسی تفسیر میں بھی ابن کیسان کا یہ قول نقل نہیں کیا گیا۔

اور قطعاً غرض اس حدیث کوٹ سے میں تو پہنچ ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر بغیر ابن کیسان کی تفسیر کے صحیح بھی

ای لیا جاسکے جبکہ بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں۔

پھر میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ان دونوں بیٹوں نَعْمَانُ عَلٰی الْقُسَيْبِ بِطَبِيبٍ اَوْ خَلْقِ الْاَنْثَانِ عَلٰی الْاَبَانِ سے آپ اس لئے بھی استدلال نہیں کر سکتے کہ یہ دونوں آپ کی بیٹی ہیں۔ اور اگر وہ سے علم کی ثابت ہوگا تو ہجرت سے بھی پہلے ثابت ہوگا۔ اور آپ حضرت ہجرت سے قریباً دس برس کے بعد حضور کے لئے اسی علم کا حصول مانگے ہیں۔ لیکن ان آیتوں کا جو مطلب آپ بیان کرتے ہیں اس کی رو سے تو آپ خود ان آیات کے منکر ٹھہریا گئے۔ تاکہ وہ کفر کی گدہ میں آپ خود کر لیجے۔ وہ آپ کو بھی کفری آئی ہے۔

ان آیات کے علاوہ جو احادیث آپ نے پہلی تقریر میں پیش کی تھیں ان سب کا مفصل مدلول جواب میں کرنا بہت مشکل ہے۔ اور ان کا صحیح مطلب، ہدایت و حمایت کی روشنی میں بتلا چکا ہوں کہ میں کاتب کوئی مدعی نہیں کر سکتا ہوں۔ اس مرتبہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے یہ آپ نے پیش کی ہے اس کا بھی میری طاقت سے وہی جواب ہے اور اس کا بھی وہی مطلب ہے جو اس کے ہم معنیوں و دوسری احادیث کا میں عرض کر چکا ہوں چنانچہ علامہ علی نقیؒ نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس کے مفاداً فَلَمْ يَدْعُ شَيْئاً كِىْ تَرْجُوْهُ بَوَاقٍ مَّكَاهُ بِئْسَ مَبْتَدِئًا لِّمَنْ يُّدْعٰى بِالْبَيِّنٰتِ يَتَّبِعُهُ مُنْكَرٌ مِّنْهُ . مرقاة معلوم ہے)

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے اس خطبہ میں جس کے متعلق تمام ضروری اور اہم ترین باتیں بیان فرمائی ہیں اور ان میں سے کوئی بات بھی حضرت نے بغیر ذکر کے نہ چھوڑی۔

لکھتے ! یہ اجنبی وہی مطلب ہے یا نہیں جو میں بیان کر چکا ہوں کیا اس کے بعد بھی سمجھتے یہ پوچھتے کیا کر یہ اہم اہم قائل ذکر کیا چاہتے کہاں سے لگا لے جو۔ میرا حال اسی تم کا جتنی بھی احادیثہ مرزی میں ان سب کا میں محسوس ہے اور آپ جو مشکوٰۃ خیر مطلب بیان فرماتے ہیں وہ سوائے آپ جیسے حضرت کے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے علامہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی حدیثیں پھر پیش کی ہیں۔ حالانکہ میں ان کا بھی کوئی دخل جواب دہ نہ چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ ان کا نشانہ بھی میں بہت جلد میں بیان کر رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا تھا کہ شاید آپ کو ان کے لفظ "جميع" سے شبہ ہو رہا ہے۔ سو یہ جمع لیا: وہ ہے جیسا کہ "بیت کریم" قَوْمَهُنَّ مِنْهُمْ جِئْنَهُنَّ مِنَ الْجَمْعَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ میں لفظ "اجمعین" ہے۔

مسلم ہوتا ہے کہ آپ نے میرے اس جواب کو بھی سمجھا ہی نہیں۔ اگر واقعی آپ نے کچھ نئے بول تو صاف کہہ دیجئے
ہیں اس کو تفصیل سے عرض کر دوں گا۔

علامہ ابن عربی اور شیخ الہیائی میں بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ آپ کے عقیدہ علم غیب کی کے خلاف تصریحات
موجود ہیں۔ اگر منظر کا وقت رخصانہ کے لئے آپ تیار ہوں تو میں باسی مجلس میں پیش کر سکتا ہوں
ان بار کیا اکل کے منظر میں علامہ ابن عربی کی ایک فیصد کی عبارت علم قیامت کو فنی پر میں پیش کر چکا
ہوں۔ اور حافظ ابن حجر نے بھی اسی وقت پر حدیث چریزلیج کے ذیل میں اور اس کے علاوہ اور دیگر مقامات
پر بھی علم قیامت کے مخصوص کلمہ ہونے کے متعلق تصریحات کی ہیں۔ غرض میں اور شیخ الہیائی میں یہی صراحت ہے
ہیں میں کے مطالعہ سے ہر شخص مسلم کو سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ان کے علم غیب کی کے عقیدہ سے ان کا دین
بہل پاتا ہے۔

سرمایہ ابن عربی اور شیخ الہیائی کی آپ کی پیش کردہ عبارت سے علم کل جگہ تسلیم کی کا نتیجہ محال صرف آپ کے
خوش فہمی ہے۔ آپ نے اس مرتبہ سراسر بن کلام حتیٰ اللحد کر کے ایک شعر بھی پیش کیا ہے۔ اُن تو اس روایت کے
مذہب نہیں ہے۔ شیخ عربی کا روایت میں کسی کسی عبارت کی معنی کثیر معنی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں بعض
معرب و مضروب اقوال کے معنی میں فرمایا گیا ہے کہ فَتَنَّا نَاصِرًا خَلْقًا مِّنْ آبِ حَمَلٍ شَتَّىٰ ۖ بَعْدَ ظَاهِرِ
کَرِيمٍ ۚ کل شے۔۔۔ سے صحت اشیاء کثیرہ ہی مراد ہو سکتی ہیں۔ اور خود آپ کے پیروں پر مشد فاضل ربیعوی نے
احمد جاناغی صاحب اپنے مقالے میں لکھے ہیں۔ کہ کسی کلمے سے اکثر مراد ہوتا ہے ۛ

رفقاؤہ و خصومہ جلد اول ص ۱۵۰

ہیں اگر اس مذہب کو صحیح بھی مان لیا جائے تو کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے پیش کردہ شعر میں کہ کی غائب
کے غلط سے احوال غائب کی صرف مقدار کثیر مراد ہے۔ اور اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ غیب کی بہت
مشاہدات کے امین ہیں۔ اور اس پر جدا ایمان ہے لہذا اس شعر میں آپ کے لئے کوئی حجت نہیں۔ پھر یہ بھی غلط
دہکے کہ اگر آپ شعر کا مطلب یہ نہیں کریں گے کہ اہل کفر اپنے اصحاب سے اپنے میں مذکور سے تمام عرب کا علم انھیں
اصلی امتدادیہ و علم کے لئے ثابت کریں گے تو یہ شعر آپ کے پیروں پر مشد فاضل ربیعوی کے عقیدہ کے بھی خلاف

آپ نے ہر سی ذائقہ و صفائی دلی بات کہی ہے جس کو میں بار بار داناں سے رو کر چکا ہوں لہذا اب مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو تین آیتیں میں نے پہلے تحریر میں پیش کی تھیں ان کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا جواب مجھے دینا ہے۔

میں نے ایک آیت دَسَّابَتْ لَمْ جُودَ وَرَبِّكَ لَا هُوَ پش کی تھی۔ آپ نے کہا ہے کہ اس میں بھی جبرائیل ہے۔ "جنود الہی" کے صرف علم ذائقہ کی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آیت کا مقصد جنود اللہ کی کثرت بیان کرنا۔ اور گویا یہ بتانا ہے کہ خدا کے لشکر اس قدر کثیر ہیں کہ اس کے سوا ان کا تعداد و شمار کسی کو علم بھی نہیں۔ اور جب اس کا مطلب آپ یہ لیں گے کہ اس کا علم ذائقہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں تو اس سے اس کی کثرت کا کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا۔ کیونکہ علم ذائقہ تو ایک ذرہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

ہر حال آپ کے اسی مطلب سے قرآنیت کا مقصد ہی مضبوط ہو جاتا ہے۔ مگر آپ کی یہ منطق کہ مشرقی کونکر علم ذائقہ ہے لہذا جالبہ مغربی میں بھی وہی سارا ہوگا۔ قرآن ہی مثال ہے۔ آیت کا غشاء صرف یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکر میں علم اس کے سوا کسی کو نہیں۔ گویا بیان غی و انبیات دونوں میں علی نظر نفس علم ہے ذائقہ و غیر ذائقہ کی مثال کوئی جگہ ہی نہیں۔ اور یہی صورت ان تمام آیات میں ہے جو میں نے جو قیامت یا غم خمس سے متعلق پچھنے پچھانے کی ہیں۔

میں نے اس سے پہلے تحریر میں دو آیتیں اور بھی پیش کی تھیں جن کا مضمون یہ تھا کہ لے دسل ہم نہ کھیر نبیا۔ اس کے معنی تو آپ کو بتلائے ہیں اور کچھ انبیاء و اولیاء بھی ہیں جن کو ہم نہ آپ سے بیان نہیں کیا۔ ان دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ بیان کیا ہے کہ ہم قرآن پاک میں بعض پیغمبروں کے تفصیل احوال بیان نہیں کئے۔ جب لاکھ دونوں میں سے کسی آیت میں ذکر قرآن کا لفظ نہ آئے اس کا کئی شائبہ ہی ہے، مگر وہ تو صرف یہ ہے کہ لَسَّ نَفْعُ مَحْطُ حَلِيقَتِ : یعنی ہم نے تو آپ سے بیان نہیں کیا۔

مقادہ ایسے ہی آپ نے بڑے ذہن و شعور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل دہر چیز کا بیان ہے اور اسی پر آپ نے محضو علی الصلوۃ والسلام کے علم غیب کھانے کی بنیاد رکھی تھی لیکن اس تحریر میں

آپ نے اس غصے کو خود ہی توڑ دیا اور اقرار کر لیا کہ جتنے انبیاء رضیم اسلام کو بیان قرآن پاک میں نہیں ہے
 ان کی میں نے ہر جہز آپ کو کھلایا کہ آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ اور قرآن پاک کے ”لَقَدْ صَبَّبَ إِذْ كُنْتَ تَذْهَبُ“
 اور ”رَبُّكَ إِنَّا إِذْ كُنْتَ تَذْهَبُ“ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے، اور اسی کے لئے میں نے آیت غفر میں کی تصدیق
 بھی پیش کی، لیکن آپ نے منہ نہ بند رہا۔ مگر حق کا بھروسہ رکھئے کہ آپ آج خود اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن پاک
 جس بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال بیان نہیں فرماتے گئے ہیں، اس کو کھتے ہیں۔ ”حق پر زبان بند ہے۔“
 خیر یہ بحث تو میرے گھر مشرعوں و اہل کے متعلق تھی۔ آپ چند نئے دلائل اور سنتے۔

— سورۃ ہود کی آیت ہے

ذَٰلِكَ غَيْبُ الْغَيْبِ ۚ وَلَا يُخْبِرُ إِلَّا اللَّهُ يَرِجَمُ الْأَعْمٰقُ

یعنی زمین و آسمان کا پورا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے اور سب کچھ اسی کی طرف لوٹے
 والا ہے :

— اور سورۃ نحل میں ارشاد ہے

وَلَقَدْ غَشِيَ الْغَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ ۗ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۚ اُوْهُوْا قُلُوْبُ

یعنی زمین و آسمان کے تمام غیب صرف اللہ کے علم محیط میں ہیں اور قیامت کا معاملہ میں لکھا

چمکنے کی طرح ہر گاہ (النحل: ۷۷-۷۸)

— اور سورۃ کہف میں ارشاد ہے۔

لَٰهُ الْغَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَلَيْسَ اَعْلَمُ بِمَا فِي الصُّبُوْحِ ۚ (سج: ۷۶-۷۷)

یعنی زمین و آسمان کے غیبوں کا علم صرف اسی اللہ کے ہے وہ کس قدر دیکھتے اور سنتے والا ہے :

ہی جس نے آسمان میں زمین و آسمان کے کل غیب کے علم کو اپنی علم کی کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ نما

پڑھا گیا ہے۔ جیسا کہ ”یٰٰذَا لَكُمْ اَلْمَقْدَمُ كُنْتُمْ تَخٰفُوْنَ“ اور ”اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَنْزَلْنٰهُ“ وغیرہ مفسرین نے اسی کی

تفسیر کی ہے فرمائی ہے۔

تالیاں ای آیات کے متعلق بھی آپ وہی فرمودہ بات کہیں گے کہ ان میں بھی صرف علم ذاتی کی تفصیل ہے

اس حدیث میں پہلے ہی عرض کیے دیتا ہوں کہ علم ذاتی اگر مراد لیا جائے تو ان آیات میں غیب کا ذکر کبھی کاربہ ہوگا کیونکہ علم ذاتی تو دنیا کی کسی چیز کا بھی کسی مخلوق کو نہیں ہو سکتا، اس میں غیب کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بہرحال لایا تمام آیات کا ماحول یہی ہے کہ زمین و آسمان کے تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی کا علم محیط ہے، اس کے سوا کسی کو یہ علم کل حاصل نہیں۔

ایک آیت اور سنئے۔ سورہ النیس شریف میں ارشاد ہے: وَمَا عَلَّمَهُ نَحْنُ وَمَا يَتَّبِعُ لَهُ۔

یعنی میرے اپنے رسول کو شر کا علم نہیں دیا اور نہ وہ ان کے لئے نہ سمجھتا ہے۔ (آیت ۲۹)

دیکھتے اسی آیت میں کسی حدیث کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم شر کی بھی کوئی حد نہ دے کر فرمایا ہے کہ میں نے ان کو نہیں دیا اور نہ وہ ان کے شانہ و شانہ ہے۔ پھر اس آیت کے لفظ وَمَا يَتَّبِعُ لَهُ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بعض علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ و شانہ تھے ان وہ آپ کو ملتا نہیں جوتے۔

آپ نے نبی کے مناظروں میں اس آیت کے کچھ دوا جواب دیتے ہیں ایک یہ کہ اس آیت میں علم شر کی نفی مقصود ہے اور مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شر گنی کا علم دیا۔ نہیں فرمایا۔ اور دوسرا جواب آپ نے منجمل اور ادنیٰ کے مناظروں میں یہ دیا تھا کہ اس شعر سے شعر منطقی یعنی قضایا کو حیدر و خفاں دیتی، مراد میں اور آیت کا اشارہ ان کی تعلیم کی نفی کرنا ہے۔

لیکن یہاں ان باتوں کو آپ نہ بہرائیں۔ آپ کو شاید یاد ہو میں کچھ مناظروں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہ مذاہب پیش کر چکا ہوں جس میں مذکور ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشورہ تحریر فرما رہے تھے :-

كُنْهِ النَّبِيَّ وَالْإِسْمَ بِالْمَسْوَدِ نَاهِيًا
لَا يَأْتِيَنَّهَا بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَّمْ أَتِهَا قَبْلُ

لیکن آپ نے اس کو اس طرح ملت پٹ کر چھڑا کہ اس کی شریعت غلط ہو گئی اور ذہن شعور افاقی نہیں رہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! شعر اس طرح ہے :- آنحضرت نے پھر چھڑھا اور پھر اسی طرح ذہن ٹوٹ گیا اور اس میں دو وجہ ہو گیا۔ اس پر حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا میں گوہ ہوں کہ

آپؐ کے رسولِ برحقؐ میں۔ خدا نے آپؐ کی شان میں فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے رسولؐ کو شکر کا علم نہیں دیا :
اس روایت سے آپؐ کی ان بناوٹات کی قطعی ریح کنی ہو جاتی ہے۔

علاقہ اتریں پیسے مسافروں میں میں یہ بھگنوش کر چکا ہوں کہ اگر آپؐ کی ان بناوٹات کو مان لیں یہاں سے تو
جب بھی میرے استاد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کہو کہ شعر سے تو اہ آپؐ مکہ شہرِ مہر اور میں : "تضایا سلفیہ"۔ مہر حال
میرا جاننا ہے کیونکہ آپؐ کو علم کلی کے مدعی میں میں میں یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں۔ انقضیہ بہر صورت اس آیت
سے میرا جاننا ہے۔

اسے آخر میں ایک فیصلہ کن آیت اور سنئے ! سورۃ ناعہ میں ارشاد ہے :

يَوْمَ يُخْبِئُ الْمَكْرُ السَّيْفُ فَيَعْمَلُ مَادًّا يُجَبِّسُهُ فَاَلْوَا لَا يَعْلَمُ لَنَا
الْفَلَكَ اَنْتُمْ عَذَابُ الْغُيُوبِ + (صافات ۴۰-۴۱)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جب یومِ قیامت اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کرنے کا تواریق
سے ارشاد فرمائیگا کہ تم کو کیا جواب ملے گا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں آپؐ جو غیب کی باتوں
کو کھولتے جانتے والے ہیں :

اس آیت کی تفسیر و تشریح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ :

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ لَنَا كَيْفَ تَكُونُ نَبِيَّهُ لَكَ تَعْلَمُ مَا
خَسِرُوا وَمَا خَسِرُوا وَتَعْلَمُ لَنَا مَا خَسِرُوا +

تفسیر خازن : ج ۲ ص ۶۹

نبیاء علیہم السلام کے اس جواب کا کہ ہم کو علم نہیں : یہ مطلب ہے کہ اسے اللہ ! ان کے
بارے میں ہم کو آپؐ کا سا علم نہیں کیونکہ آپؐ تو اس کو بھی جانتے ہیں جو انہوں نے زبان سے
ظاہر کیا : اور اس کو بھی تو ان میں پوشیدہ دکھا : اور ہم کو ان کے صرف ظاہری حال
کا علم ہے :

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس تفسیر و تشریح کی روشنی میں غور فرمائیے تو اس آیت سے

معلوم ہو گا کہ بروز قیامت بازگا و خداوندی میں تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ بیان یہ ہو گا کہ اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن کا پورا علم ہم کو نہیں ملے گا۔ آپ ہی کو تمام غیوب کا علم ہے۔

احول کا مشہور مسئلہ ہے کہ جب کسی مسئلہ پر ائمہ مجتہدین کا اجماع ہو جائے تو اس سے اختلاف کرنے کی گنجائش کسی کو نہیں رہتی۔ پھر یہاں تو آدم علیہ السلام سے لے کر مسیحہ لا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام پیغمبرین اللہ کا اتفاق ہو رہا ہے کہ ہم کو اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن اور ایمان و اخلاص کا پورا علم نہیں پھر اس اجماع و پیغمبران سے اختلاف کی عزات کسی با ایمان کو کس طرح ہو سکتی ہے۔

حضرت گرامی! آج کی بحث میں پانچ آیتیں ہیں اپنی اس سہیلی تقریر میں میں پیش کر چکا تھا و پانچ اس تقریر میں پیش ہوئی۔ ان کے خلاف منطقی طور پر بعض احادیث نبوی اور حضرات صحابہ کرام و ائمہ اہل سنت کے ارشادات بھی موجود ہیں۔ آخر میں چند فیصلہ کن فقہی تصدیقات بھی پیش کر دینا چاہتا ہوں۔

اہم ابن ہمامؒ جن کو قندلے حنفیہ میں خاص اختیار حاصل ہے اور جن کو محمد بن النضر سبب تعلیم کیا گیا ہے۔ اپنی فقہی کتاب "مسئلات" میں اس تصریح کے بعد کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض غیوب کا علم حاصل نہیں ہوتا فرماتے ہیں۔

وَذَكَرَ الْحَنِيفِيَّةُ فِي مُؤَدَّيِهِمْ تَصْرِيفًا بِاتِّصَافِهِ بِاتِّعَاقِهِ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْلَمُ الْغَيْبَ لِعَمَادَةِ تَحْلِي تَعْلَاقِ
قُلْ لَا يَسْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ.

اور تمہارے متفقہ کے کتب قنادی میں اس عقیدہ رکھنے پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" عطا فرمایا کہ فرمایا "فترى حكم لگایا ہے کہ یہ حقیقہ آیت
قُلْ لَا يَسْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ کے صریح مطلقہ اور ساقی ہے۔

مورخان میں حکیم بن کونان ثانی اور مورخہ سبب ابن حنیفہ لکھا ہوا ہے "البحر الرائق" میں خاندانہ

ناعتیج خان اور علیہ صرافہ کے لئے کے میلا سے ادا مقام فرما تے ہیں۔

تَوَاتَرًا مِنْ شَهَادَةٍ اِنَّهُ دَرَسُوهُ لَا يَتَعَمَّدُ وَيَكْفُرُ بِمُعَايَاثِ
النَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْنُو الْقُبَّ ۝

یہی ہر گز نہیں ہے اللہ و رسول اگر وہ قرآن و کتب کی طرح درست نہ ہو گا۔ اور وہ شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کے اعتقاد کی وجہ سے کافر و مجنون نہ سمجھے گا۔

اللہ بڑا بخشنے والا ہے ۔

تَرْقُبُ بِشِمَادَةِ اللَّهِ وَوَسْوَإِهِ لَمْ يَجْزُ بَلَّ قَيْلٍ يَمْحُورُ اللَّهُ أَعْمَرَ
 مِثْلُ اللَّهِ وَرَسُولُكَ بَنَّا كَرَّمَكَ كَيْتُ وَرَسْمُ دَهْرًا - بَلَّ كَمَا لِيَا هِيَ كَرَّمَ هَسْ كِي وَجْهٍ
 سَعَا كَرَّمَ رَجُلًا - وَاللَّهُ أَعْلَمُ -

فقد سقنا لکھنؤ میں بھی دستک اسی طرح لکھا جہاں ہے۔ مگر میں یہاں صرف انکلا میں حواظ
رکھتا ہوں کہ ہر ایک کو اس کا حق ملے۔ وہ اپنے لائق مطالبہ کو ہی حشمت علی صاحبہ سے عزم کرتا ہوں کہ مجھے آپ کو کوئی کسر
نہیں کاہشت ہوگی۔ خدا اب عداوت افسانے کو کام کی زبان سے آپ نے دھجھن لیا۔ خدا کو حق دے تو بے گناہوں کو گناہ
توبہ کر لے۔

مولوی حسرت علی صاحب
 حضرت گرامی! سخیل صاحب نے بالکل جھوٹ کہا ہے
 کہ اشد و سہل کو گواہ بنا کر نکال کرنے والے کے گھر کا سہل

فقہ حنفی کے تمام کتابوں کا مشابہ ہے۔ جسکی کتابوں میں بعض دھوکے دار قلم نقل طرز لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ بالکل ضعیف قلم ہے۔ دیکھئے منہجی صاحب نے ابھی وہ عقائد کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں بھی "فَقِيلَ" کا لفظ ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب قریب پر "قِيلَ" کا لفظ قلم کا ضعف یا بکواس ہے۔ ہی دیا جائے۔ آپ نے گفتنی قرنی خیانت کی ہے کہ سب درختوں کی اس عبارت سے سند کچھ ہے۔ حالانکہ اس سے تو آپ کا نہ جوتا ہے۔ اس کے مشابہ "فَقِيلَ" کا تو صرف غلبہ یہ ہے کہ یہ قلم ضعیف اور غیر مستحضر ہے۔

جیسا کہ ملحد عربین عابدین مناجائی نے درود الخضر - عاشیہ درختدار میں اس کو کھسکی کر بیان کر دیتے اس میں ہے:

سفر والا قول قتل کرنے کے بعد علامہ شامی ؒ لکھتے ہیں۔

قَالَ فِي التَّائِيَةِ دَفِنَ الْعَبْدَ وَكَرِنِي الْمَلَقَ لَيْسَ لَكَ مَكْرَمٌ
لَا تَنْتَ الْأَشْيَاءُ تَمْرَضُ عَلَى رُجُلٍ نَشِيئِي عَلَى أَمْرٍ عَلَيْهِ رَسُولٌ وَأَنَّ
الرَّسُولَ نَبِيٌّ كَوْنٌ بَعْضُ الْغَيْبِ قَالَ ثَلَاثِي عَالَمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ
عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا هَرَبَ الرُّجُلُ مِنْ رَسُولٍ قُلْتُ مِلْ
فَكَرَرُوا فِي كُتُبِ الْغَيْبِ أَتَيْتُ مِنْ جَمَلَةٍ كَوْنًا مَاتَ الْأَوَّلِيَّةُ
لَا يُلَاحِظُ عَلَى بَعْضِ الْغَيْبِيَّاتِ .

یعنی قادیانی تیار غایب اور محمدؐ میں سے کوئی ایک نہ ہوگا۔ کیوں کہ پیغمبرؐ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں۔ اور یہ شک خدا کے رسول علیہم الصلوٰۃ
والسلام حق پر ہے جس میں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عالم الغیب ہے اللہ تعالیٰ
خبر داتا کرنا کسی شخص پر ہے غیب کو بکھڑچنے پر گرویدہ رسول کے نشانیہ علیہم السلام
کے علم غیب کا قرآن پاک سے یہ ثبوت دیتے ہیں کہ بعد از محمدؐ فرماتے ہیں کہ —
میں کتابوں عقائد کی کتابوں میں تو مصنفین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی کماستوں
میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو غیبیات کی اطلاع ہو جاتی ہے۔

دیکھا منجمل صاحب آپ نے! فقہائے حنفیہ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے
علاوہ حضرات اولیاء کرام کبھی علم غیب ہوتا ہے۔ آپ ان پر یہ ثبوت لکھتے ہیں کہ حضرات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اور میں آپ کو بتلا چکا کہ نکاح والے
مسئلہ کے متعلق جو قول آپ نے درمختار ذکر فرمایا ہے وہ ضعیف اور مجہول ہے۔ اور خود صاحب عقود
نے فقط قبیل کے ساتھ اس کو ذکر کر کے اس کا ضعیف اور غیر معتبر ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ میں آپ کا اس کو
اپنی سند میں پیش کرنا یا تو دلیلیانہ حیانت ہے یا پھر معنی بھلا لٹ۔

دوسری بات یہ ہے کہ کتب فقہ کی ان عبارتوں میں جو کفر کا حکم لکھا گیا ہے وہ صرف اسی صورت کے متعلق ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الذیوب بالذات سمجھ کر کفر کا وہ عقیدہ رکھ لے کہ ایسے شخص کو ہم بھی کافر کہیں گے۔ غرض کتب فقہ کی ان عبارت سے آپ کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ لیکن آپ کی تمام فقہی عبارت کا جواب ہو گیا۔

اس کے علاوہ جوئی آیتیں آپ نے اس تقریر میں جلدی جلدی تلاوت کر کے سختی بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ بھی بحث سے بالکل غیر متعلق ہیں۔ جو پہلی تین آیتیں آپ نے پیش کی ہیں جن میں ”عیب السنۃ“ اور ”کفر“ کا صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ان میں اتوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ پھر حضور کے علاوہ غیب کی بحث میں ان کا کیا ذکر۔ دوسرے یہ کہ ان میں بھی صرف علم غیب والوں کا حصہ ذات حق تعالیٰ میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ علم عطائی تو اس کے لئے ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پس ان سے علم عطائی کی نفی پر مسئلہ حل محسوس نہ ہوتا یا درج آئی ہے۔

ایک آیت جو آپ نے یسین شریفہ کی ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ“ پیش کی ہے۔ اس سے استدلال کرتے ہی بعض آپ کی جہالت کا کرتہ ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا فن نہیں دیا۔ یعنی آپ کو شعر کوئی کالمکد علم نہیں دیا گیا۔ اور ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ“ کا یہ کلام نہیں ہے اور نہ اس میں بحث ہے۔

آخری آیت آپ نے سورہ مائدہ شریفہ کی ”يَوْمَ يَجْعَلُ اللَّهُ لِلَّذِينَ آمَنُوا“ پیش کی تھی اس کا جواب بھی میں آپ کو کچھ مناظرہ میں بلد بار دے چکا ہوں۔ اب پھر سن لیجئے :

تفسیر ابن جریر میں حضرت مجاہدؒ و حضرت حسن بصریؒ و حضرت سہیلؒ گبرہؒ ان تینوں تابعین کرام سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ مشرک میں جبہ حضرت انبیاء علیہم السلام سے یہ سوال ہو گا کہ ”مَاذَا أَيْجِبُكُمْ“ تو اس وقت ان پر حبیبؒ و گھوڑہٹؒ طاری ہو گی اور دنیا میں ہو گا کہ ”اِجَابِیْ تَوْمَنْ کِیْسَیْہَ“ گویا تمہاریس کا ان کو علم تھا وہ اس وقت انہیں یاد نہیں رہے گا اور نہ جہول ہو جائے گا اور اسی جہول کی وجہ سے اس گھر بحث کے عالم میں ان کی زبانوں سے یہ نکل جائے گا کہ ہمیں خبر نہیں۔ پھر اس کے بعد جواب

کہ گھبراہٹ درد ہو جائے گی تو وہ خود اپنی اپنی قوموں کے بادشاہ و انبیاء میں گواہی دیں گے جیسا کہ
 سورہ قرآن پاک بھی میں دوسری جگہ ارشاد ہے : **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ**
وَقُلْنَا لَهُمْ كَلِمَةً نَّبْتَلِيهِمْ أَتْلَعُونَ یعنی ہم ہر امت پر اس کے پیغمبر کے گواہی دلا دیں گے اور اسے محبوب
 مطلع علی الغیوب تم میں سب پر گواہ ہو گے : **(الغالبہ ۷۷ : ۱۰)**

مولوی سبیل صاحب : دیکھا آپ نے ! قرآن پاک تو کسا ہے کہ ہر پیغمبر اپنی امت کے بارے میں گواہی
 دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گواہی دیں گے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ نبیوں کو اپنی قوموں کے
 ایمان و کفر کا علم ہی نہیں۔۔۔ کیوں بھائیو ! کہیں دنیا میں ایسی بھی گواہی آپ نے سنی ہے کہ گواہ کو
 علم تو ہر نہیں اور وہ یونانی باطل کے عدالت میں گواہی دینے کے لئے پیش جائے ، مروری صاحب : لایا گواہ
 عدالت سے نکال دیا جاتا ہے۔ خدا کے پیغمبر اور خاص طور پر حضور میرا علم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیں گے
 قریم علم ہی سے ہوگی ، لیکن میرے دوسری علم غیب کی ایک اور دلیل ہو گئی۔ اور ساتھ ہی آپ کی دلیل
 کا جواب بھی ہو گیا۔ غلطہ احمہ۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں کتاب الزبیر سے اہل باطن پریش کی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا
 ہے کہ صرف خدائے کرام کے کلام سے دلیل نہیں پیش کی جاسکتی۔ صحت خوب : اور کیوں صاحب ! آپ نے
 حضرت عیسیٰ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت پیر مر علی شاہ صاحب ؒ کی عبادت کی کیوں پریش کی تھی ؟
 کیا وہ صرف خدائے کرام میں سے نہیں ہیں ؟

سچی بھائیو ! آپ نے دیکھ لیا اب تو مولوی سبیل صاحب اور ان کے ساتھیوں کی دلہنٹ بائبل
 کس کئی کریر لڑک بڑوگوں کو کہ کفن نہیں مانتے۔ اسے یہی قہر و ہمت : اب تو پردہ پاؤں کھل گیا۔ کیا اب
 بھی آپ لڑک انہیں سنی مسلمان سمجھیں گے ؟ اچھا بیٹھے ! اب آخر میں میں وہ پیغمبر پیش کرتا ہوں جس
 کا سبیل صاحب جگہ سدا دی دنیا کے دہائی قیامت کہ یہی جواب نہیں دے سکتے۔ **وَلَوْ كُنَّا إِلَّا بِعَبْرَتِهِمْ**
لَيَذُحْنَ بِكَ لَيَذُحْنَ۔

حضرات گرامی ! آپ نے سنا ہوگا قصیدہ پردہ ایک مشہور متبرک قصیدہ ہے اس کا ایک شعر ہے

ذَٰلِكَ مِنْ نُحُودِ الْاُنْبِيَا وَفَضْلِهِمَا
وَجِوْثِ سُلُوْبِكَ يَطْلُوُ اللُّوْجِ وَانْعَم

یعنی اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور جنتی آپ کے وہ پائے کرم کی ایک سون
ہے اور آپ کے علوم جس سے لوح و قلم کا علم ہے :-

دیکھئے ! اس میں صاف سوچ رہے کہ لوح و قلم میں جو کچھ ہے وہ سب حضورؐ کے علوم کا ایک سلسلہ
جسے لغوی حضورؐ کا کل علم بھی کہیں ہے حالانکہ آپؐ کو معلوم ہے کہ لوح محفوظ میں سب ہی کچھ لکھا ہوا ہے
علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "تقریر برودہ" میں اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں :-

رَحْمَتُ سُلُوْبِهِمَا مِنْ سُلُوْبِهِ عَلَيَّ لَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَلُوْمَهُ
تَقْتَوِجُ بِهَا الْعُكْبَلِيَّاتِ وَالْخَزَائِيَّاتِ وَحَقَائِقُ دَعَايَ تَتَعَلَّقُ
بِالْاَنَابِ وَالْاَسْمَاءِ وَبِالْمَعْنَى تَحْوِي تَحْوِي تَحْوِي تَحْوِي
وَحَقَرًا مِنْ سُلُوْبِهِ عَلَيْهِ -

یعنی علم لوح و قلم آپؐ کے علم میں سے ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپؐ کے علوم کلیات و جزئیات
اور ایسے حقائق و مسائل کی طرف متشعب ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق ذات و صفات الہیہ سے
ہے اور لوح و قلم کے سبب علوم آپؐ کے علم کے مستند و حجتوں سے ایک سرور آپؐ کے علم وسیع
کی سطر و انداز میں سے ایک حرف ہیں :-

دیکھئے ! علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صاف تصریح فرمائی کہ لوح محفوظ اور قلم اعلیٰ کے

تمام علوم حضورؐ کے مستند و حجتوں کی ایک سرور آپؐ کے دفتر علوم کا ایک حرف ہیں

سب بتانے کو : اس کے بعد اب کیا رہ گیا؟ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ آپؐ کے نزدیک کا قریب :-

یعنی ان موضوعوں میں جن کے کلام سے استدلال نہیں کیا جاسکتا :-

سے استدلال کو چھوڑیں۔ کہتے : اب تو خود آپؐ کے مستند و حجتوں کا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں علم غیب کا فیصلہ

کر دیا۔ اب بھی سب یہاں نہ ہیں گے یا نہیں ؟

اچھا لیجئے اب میں خود آپ کے امداد اللہ تعالیٰ اسمعیل صاحب دہلوی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں۔
 سنئے : وہ شرط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

.. برائے کثرت ادوارح و ملائکہ مقامات آئنا رسیہ و یکنہ زمین و آسمان و جنت و
 نار و طارح بر لرح محفوظ شغل دورہ کند :

یعنی ادوارح و ملائکہ کے کثرت اور ان کے مقامات کے دریافت کرنے کے لئے اور زمین و آسمان
 جنت و دوزخ در لرح محفوظ بر ادوارح حاصل کرنے کے واسطے شغل دورہ کرتے یعنی
 شغل دورہ سے یہ سب ذریعہ حاصل ہو جائیگی :

لیجئے رسولی شغل صاحب ! آپ کو قرآن کے صبیحہ سنی شہید و مولیٰ محمد صلی علیہ وسلم کی ہے اور
 آپ کے امداد اللہ تعالیٰ شغل دورہ کرنے والے کے ہے اس کو ثابت کر رہے ہیں۔ دیکھئے : رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا حضور و کشتیوں سے افراز کرالیا اچھا ایسا ہی ایک درجہ تہمت جیسے اور آیتانے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم کا اس سے بڑا حضور دیکھتے سارے دہلیوں دیوبندیوں کے سرگرد و تھانوی صاحب بیٹے مقدمات
 مجاہدین .. میں فرماتے ہیں کہ۔

وہ اب ہم میں درال میں دلیلی و طایروں دیوبندیوں اور سنہریوں میں : خداوند ایک امیر
 ممکن میں رہا کہ وہ فاتح ہوا یا نہیں یعنی : علم فی ایدخل اہل نبیۃ نجاتہ و اہل مبار
 اندر حضور کو دیا گیا یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں : راجحاً فی قسب ممکن بہ مگر دوزخ اس کا
 شریعت سے کہیں ثابت نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں " ثابت بھی ہے ۔

دیکھئے تھانوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت دینا سے
 آخرت تک کا علم تفصیل تک حاصل ہونا اس طرح کہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ . دنیا کا کوئی دورہ ہندو
 کا کوئی نملہ . دنیا بھر کے درختوں کا کوئی پتہ : غرض دنیا کا کوئی حصہ ہی بڑی چیز بھی آپ کے علم اللہ سے
 قادر نہ ہو۔ ایسا علم تفصیل تک جس کے ہم اہل سنت قائل ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا حاصل ہونا ممکن ہے ۔

اس کے بعد دیکھتے ہیں مافوقی صاحب کی تحذیر الناس: وہ اس کے صفحہ پہا پر لکھتے ہیں

”عجب علم ممکن بشری ختم ہو گیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے ؟“

اب غور کیجئے ! مافوقی صاحب کی عبارت سے ثابت ہوا تھا کہ علم غیب کی محیط تفصیل کا حصول حضور کے لئے ممکن ہے۔ اور مافوقی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو علم بشر کے لئے ممکن تھا وہ صاحب حضور پر ختم ہو گیا یعنی آپ کو علم ہو گیا۔ نتیجہ صاف یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی حلقہ ہو گیا۔ اللہ اعلم۔

مسلمان بھائیو ! دیکھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سحر و کماہرہ؟ آپ نے علم غیب کی کاکیا اقرار اپنے دشمنوں سے کرائی؟ یہ مافوقی اور مافوقی صاحبان دونوں سنبھل صاحب کے چشموں اور سارے دنیا بونی دیوبندیوں، علم غیب رسول کے مسکود کے سرگردہ ہیں۔ گمراہی کی نشان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت دیکھو کہ علم غیب کا اقرار کیسے کھلے لفظوں میں کر رہے ہیں۔ بیوں بھائیو! کیا اس کے بعد مجھے کوئی اور دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے؟ سنبھل صاحب! اگر آپ قرآن کو نہیں مانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث غیب مانتے، صحابہ کرام کے ارشادات اور جرمانہ ہونے کے اقوال کو نہیں مانتے تو اپنے دیوبندی دھرم کے ان پیشواؤں، مافوقی اور مافوقی صاحبان کی تو مانتے! یا آپ آپ قسم کھا کھاتے ہیں کہ کسی کا نہیں گے ہی نہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب لکھنؤی

اور ان کی ”مذہب“ رنگتہ کی شکایت منقول ہے معلوم

ہو تا ہے کہ ان کی یہ عادت پڑ چکی ہے اور اب اس برائیتاری کی قیامت کا احساس بھی غالباً ان کو نہیں رہا۔ میری یہ آخری تقریر ہے۔ میں چلے چلتے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اس بارے میں بتا دینا چاہتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی چند علامتیں ایک حدیث میں ارشاد فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ”اذا غاضم فخر“ یعنی منافق کی نشانی ہے کہ وہ نرا می با توں میں جڑ بائی ہو کر لکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برے مسلمان بندے کو اس منافقانہ عادت سے کیا دے۔

مولوی صاحب نے بڑے فائز سے اسی مرتبہ حضرت مولانا نازوی قدس سرہ اور حضرت مولانا تھانی علیہ السلام کی دستاویز پیش کی ہیں اور ایک حرج مضبوط دے کر دوا کر کے علم غیب کی ثابت کرنا چاہا ہے۔

ابھی جناب! تھذیر اناس کی عبادت میں جس "علم ممکن بشر" کا ذکر ہے اس سے مراد وہ علم اعلیٰ ہے جس پر مولانا تھانی علیہ السلام کا منصب خاقیت مبنی ہے۔ اسی کا "تھذیر اناس" صحیح ہے پر ذکر ہے۔ اور وہ بے شک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ مگر آپ جان بوجھ کر دعوہ نہیں دے رہے ہیں تو اراکھتہ اناس کی اس عبادت کو سیاق و سباق کے ساتھ دیکھتے آپ کو خود ہی ایسا مطالعہ کا معیت عظم ہو جائے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا تھانی علیہ السلام نے صرف "داخلہ جنت و نار" تک کے علم کو ممکن بنوایا ہے اور حق گناہ و مہر وادقتنا ہی علم ہے۔ اور اس وقت آپ کا دعویٰ علم کلی کا ہے جو غیر ممکن ہے۔ اور جو خدا اور ایکیت کے خلاف ہے علم الہی کے برابر ہے۔ اور اس کا حصول ہرگز کسی بھی مخلوق کے لئے ممکن نہیں۔ حضرت مولانا تھانی علیہ السلام تو جہد اس کو یوں کر ممکن کر سکتے ہیں۔ خود آپ کے پروردگار فضل بریلوی اپنے رسالہ "المدخل النکیر" میں فرماتے ہیں -

إِنَّا وَ نَذِيحُ أَنَّهُ صَلَوَاتِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعَادَ بِجَمِيعِ مَفْعُولَاتِ
اللَّهِ مَبْنَحَاتٍ وَ تَعَالَى خَاقَاتُ مَحَالٍ يُفَعِّلُ خَلْقِي -

یعنی ہرگز اس کے مدعی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات اللہ کا علم محیط حاصل تھا کیونکہ وہ تو مخلوق کے لئے قلعہ کمال ہے۔

اب میں بھی آپ کی زبان میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر قرآن وحدیث پر آپ کا ایمان نہیں ہے تو اپنے آنحضرت بھی کی زبان سے وہ علم کلی کو کمال قرار دیتے ہیں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کہ عبادت میں بھی آپ نے خوب مطالعہ آخرت کی ہے۔ فی الحقیقت اس فن میں آپ کو پورا پورا کمال حاصل ہے۔ اس میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ شغل دوسرے کو ملے کہ جس مافیٰ حق کا علم نصیب حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اطلاعات بر لوح محفوظ کا تحقیقاً تو صرف سند و مراتب لوح پر ہی ممکن ہوتا ہے۔ اور اگر بالغین جیسے مافیٰ احوال پر اطلاعات مراد ہوتی تھیں بھی اس سے آپ کا علم کلی کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ

عرب مخصوصاً بھی کل علوم عزیز قنایہ پر چلائی نہیں ہے۔ اس کی تصریح بھی خود آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنی اسی
راہۃ لڑائیکہ میں کی ہے۔ دیکھئے اعدولہ انگلیکس ص ۳۳ کی آخری سطوح،

آپ نے اپنی تقریر میں قیدہ و بردہ کا ایک خسرو اس کی شریعت میں ملازم علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک
عبادت بھی پیش کی ہے۔۔۔ اس کا بھی ایک مختصر جواب تو یہی ہے کہ آپ کا دعویٰ اس علم کی کاجت جو غیر قنایہ ہی
ہے اور کیمت کے لحاظ سے علم خداوندی کے برابر ہے اور حوت و قلم کے تمام علوم اس کا لاکھواں کردار و حق مصدر بھی
نہیں۔ پس اگر باخبر نہ ہوں تو بھی لیا جلتے کہ اس شعر سے قصیدہ کے لئے جمیع ذاتی العلوم و اعظم کا علم تفصیلی محیط
ثابت جو تناسب جب بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کج طرح و قلم میں جو کچھ بھی ہے وہ قنایہ ہی
ہے۔ اور کلی علم غیب سے اس کو کوئی نسبت نہیں جیسا کہ خود آپ کے اعلیٰ حضرت نے اعلیٰ بریلوی نے اعدولہ انگلیکہ
میں لکھا ہے۔

یہ جواب تو اس تقریر پر ہے کہ اس شعر میں علم الارواح و اعظم سے جمیع استعدادات روح کا علم تفصیلی محیط ملو
ہو اور یہ مراد قنایہ اس لئے ضروری ہے کہ اس شعر کا مضمون لغوی شریعت کے خلاف نہ ہو۔ علیٰ خدا ملازم علی قاری
کی شریعت کی حقیقت میں بھی علم روح و قلم سے یہی علم مستند ہو رہا ہے مگر ان کے کل علوم کا احاطہ۔ اور اس کی دلیل خود
ملازم موصوفی کی وہ عبارت ہے جس میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔ جس سے ہر حاشیہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص حضرت علیؑ
علیہ السلام کو نہ علم غیب کی ماحصل تھا اور نہ جمیع فاکان و ایکونہ والی اہم القیامہ کا علم محیط تفصیلی میں یہ حاشیہ محض
مشتمل ہے۔

یہ تو آپ کی نئی چیزیں کردہ چیزوں کا مختصر جواب ہو۔۔۔ میرے دلائل کے جواب میں جب سے جو کچھ لکھا ہے اگر
جو اس کے جواب کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ جس نے پیش بندی کے علم پر پہلے ہی آپ کی الہ تالیفوں کا جواب دینے
دیا تھا۔ لیکن پھر مختصراً کچھ عرض کے دیتا ہوں جو درجہ:

میں نے جن آدمیوں وہ پیش کی تھیں جن میں زمین و آسمان کے غیب کے علم کو کتنے تعاضد کے ساتھ حاصل ہیں
کیا گیدہ۔ اس کے جواب میں آپ نے دینی ذاتی و عقلی کی نوا اور سورہ بات کہی ہے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ
علم ذاتی تو عالم شکوت کے کسی ذرہ کا جو غیر اللہ کو نہیں پھر غیب اور وہ بھی مہذبہ التسلوت والا حق ہی کی گیب

خصوصیت ہے ؟

ہر عقل من قیاساً بتوں کا مفاد یہی ہے کہ زمین و آسمان کے تمام جہات کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔ لہٰذا ان آیات میں ذاتی اور باطنی کی تقسیم نہ نظر کی جاسکتی ہے مگر جہتی اور اشیائی کے واسطے علم ذاتی ہی ہوگا۔

ایک آیت میں ہے نہیں شرعاً کی دَمَا لَعَلَّكَ الشَّعْرَ پیش کی تھی اس کے جواب میں آپ نے وہی فرمودہ آیت کہی ہے کہ اس کا مقصد کٹاؤں کی نفی کرنا ہے۔

میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں کہ اس کا میرے استدلال پر کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کٹاؤں شرعی بتوں آپ کے شعر گوئی کا فن مطلقاً نہیں ہوا تھا تو یہ ثابت ہو گیا کہ حضور کو علم کلی مطلق نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کے کلام جو اسے تو فنی شعر بھی داخل ہے۔ ہر عقل اس آیت سے میرا علمی حمایت بخشن ہو پڑتا ہے۔

آخری آیت میں ہے سورۃ بقرہ کے آیت ۱۷۱ کی پیش کی تھی جس میں مذکور ہے کہ بعد از قیامت مسلمانوں کے متعلق جبہ نبیاء علیہم السلام سے حال ہوگا تو وہ جواب دیں گے لَا بَلَّغْنَا بَیِّنَاتٍ لَّهِمْ عَلٰی شَیْءٍ۔

اس کے جواب میں آپ نے بعض نہ تفسیر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ قیامت کی برائیوں کی وجہ سے اس دن نبیاء علیہم السلام کو سخت گھبرائے ہوئے ہوں گے اور اسی گھبراہٹ میں ان کو دنیا کی بات سے باتوں کا بھول ہوجائے گا اور اسی بھول و فراموشی کی وجہ سے وہ جواب میں لَا بَلَّغْنَا بَیِّنَاتٍ لَّهِمْ کہیں گے۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی بعض اکریمے متقول ہیں لیکن محققین مفسرین نے اس پر سخت اعتراضات کیے ہیں اور اس کو ضعیف ثابت کیا ہے۔

دیکھئے ! میرے اعتراضات یہ تفسیر کریں گے۔ اس میں آدم باری جتہ اللہ علیہ اسی قول کو نقل کر کے اس طرح اس پر تنقید کرتے ہیں۔

هَذَا الْجَوَابُ وَإِنَّ دَعْبَ الْبَلَمِ جَعَلَ عَلَيْهِمُ الْقِيَمَ الْكَتَابَ فَعُو
عَسَدِي ضَعِيفٌ لِذَلِكَ تَعَالَى قَالَ فِي حِفْظِ هَلِ الشَّرَابِ لَا يَحْزُونُهُمُ
الْمَعْرِفَةُ الْكُفْرَ وَكَانَ أَخْبَرُ وَهُوَ قَدْ سَمِعَ مُنْذَرًا وَهُوَ جَاهِلٌ بِشَيْءٍ

بَلْ إِنَّهُ تُعَانِي قَالَ إِنَّكَ الْغَيُّونَ أَمِنُوا وَالدِّينَ هَادِمًا وَالتَّصَارِي
وَالصَّامِعِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ
أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۖ فَلَبِثَ
فِيكَوْنٍ حَلَالٍ الْأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ أَهْلٌ مِنْ ذَٰلِكَ وَمَعْلُومٌ
أَلَمْ تَرَ أَنَّكَ أَنْتَ أَهْلٌ مِنْهُمْ وَأَنْتَ مَنُورٌ وَأَنْتَ الْغَيُّونَ أَمِنُوا
اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ أَلَمْ تَرَ لَا يَخَافُونَ الْعَذَّةَ ۚ

تفسیر کبیر، جلد ۳: ص ۱۳۶

امام باریؒ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ خیال کہ قیامت کے دن حضرت انبیاء علیہم السلام کا اس قدر گھبراہٹ ہوگی کہ ان کو دنیا میں لہجہ ساتھ گھر سے ہونے والی باتیں بھی یاد نہ رہیں گے اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں وہ سوال خدا تعالیٰ کے جواب میں "لا نفہم ان" کہہ دیں گے۔ مگر یہ بہت سے لوگ نے غلط فہم کیا ہے۔ درحقیقت اس آیت کی توجہ میں اس طرف گئے ہیں۔ لیکن یہ بہت کمزور خیال ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت بڑی ہے، قرآن پاک تو عام اہل ثواب کے حق میں کتاب ہے کہ وہ فرقہ گہر سے کچھ بھی پریشانی نہیں ہوں گے اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ مومنین صالحین کے چہرے اسی روز چمکے ہوں گے، "بشاش بشاش ہوں گے۔۔۔" اور ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ تمام مومنین صالحین کو وہی "نور" ہوگا، "حزن و ملال" پس جب کہ حسب بیان قرآن عظیم تمام مومنین صالحین پر نور ہوگا، ان "بشاش بشاش ہوں گے" تو پھر انبیاء علیہم السلام کے مومنین و کچھ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ وہی "نور" اس قدر وسیع اور پریشان ہوں کہ دنیا میں لہجہ لوگ نہ رہے ہونے والی باتیں بھی یاد نہ رہیں اور وہ بھی انہیں یاد نہ رہیں۔

علامہ خازنؒ نے بھی اس بارہ میں یہی خیال قائم کیا ہے اور اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَهَذَا فِيهِ ضَعْفٌ وَنَقْلٌ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ قَالَ فِي حَقِّ الْأَنْبِيَاءِ

لَا يَحْزَنُ لَهُمُ الْفُتُوحُ الْآخِرُ (تفسیر خازن، ج ۲: ص ۹۹)

مومن یہ خیال بہت کمزور ہے کیوں کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں خود ہی قضاے کار شاد ہے کہ

ان کو فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی غم ہوگا :

پھر میں کتا ہوں کہ اگر بالفرض اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کو دل کچھ خوف و ہراس ہوگا تو خاتم النبیین، شیخ المذنبین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کہیں بھی شائبہ نہیں کر قیامت کے دن آپ پر بھی ایسا خوف و ہراس اور ایسی گھبراہٹ طاری ہو کہ اپنے واقعات اور معلومات کا ذہول ہو جائے۔ خدا سوچتے تو کہ آپ اپنے خدا ساز حمیدہ کی حمایت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی عظیم الشان اس فضیلت کو قربان کر رہے ہیں جو احادیث صحیحہ سے آپ کے لئے ثابت ہے کہ قیامت میں حبیب کے ساری مخلوق پریشان اور سراسیمہ ہوگی تو آپ کو اس وقت بھی پوری استقامت اور دل جمعی حاصل ہوگی۔

آپ نے سورۃ مائدہ کی آیت کا جواب دیتے ہوئے نعمانیہ آیت بھی پیش کی تھی۔ اِذَا جِئْتُمُوهَا
حُكْمًا اَوْ جُنُودًا اَوْ جَمْعًا بَلَغَ اِلٰی هٰؤُلَاءِ شَہِیْدًا اور امم سابقہ کے متعلق حضور کی شہادت
سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ حضور اقدس کو علم کلی تھا۔ کاش آپ نے کچھ غور کیا ہوتا۔ قرآن پاک
میں تو یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی اگلی امتوں کے متعلق شہادت دے گی۔ چنانچہ شہادت
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّاسَطًا لِّنُكُوِّنَ اُمَّةً شَہِیْدًا عَلٰی النَّاسِ

وَيُحْكُمُونَ اَلَّی تَشْرٰی عَلٰیكُمْ شَہِیْدًا (اسبقہ - ۱۷۳)

پس اگر اس شہادت سے علم کلی ثابت ہو جائے تو پھر ہر امتی کے لئے بھی علم کلی ماننے اور سب کو عالم الغیب

بنادیکھتے !

بقیۃ خدا اس شہادت کی تفصیل تو خود حدیث پاک میں بھی وارد ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت
نوح علیہ السلام وغیرہ کی بعض اگلی کافر امتوں کا معاملہ جب بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوگا اور ان کے پیغمبر یہ شہاد
دیں گے کہ ہم نے ان کو آپ کا پیغام پہنچایا تھا مگر انہوں نے نکذہ میب کی اور انکار کیا، تو وہ لوگ صاف مُکْرِبِیْنَ
اور کہیں گے مَا جَاءَنَا مِنْ نَّبِیٍّ یعنی ہمارے پاس کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اس پر ان پیغمبروں سے فرمایا
جائے گا کہ کیا آپ کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں ؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں آپ کے محبوب ترین پیغمبر حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہمارے گواہ ہیں۔ چنانچہ پہلے حضور کی امت گواہ کی حیثیت سے پیش

ہرگز اہل گمراہی دے گی۔ اس پر ان مسکرموں کی طرف سے یہ اعتراض بھی کیا کہ یہ تو بڑا بدن پرستی اور بدعت ہے
 میں پیدا ہونے لگے انہیں جہلے سعادہ کی کیا خبر اور ان کی گواہی کا کیا اعتبار ؟

اس پر وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق و صدوق پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
 کو خبر دی تھی اور ان کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں۔ اس پر خدا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلب ہونے لگے اور آپ
 اپنی امت کے بیان کی تصدیق فرما دیں گے کہ ان بے تکلف میں سے ان کو یہ خبر دی تھی۔ اور کچھ یہ چیز وحی الہی
 سے معلوم ہوئی تھی۔

برعکس یہ ہے حقیقت اس شہادت کی جس سے آپ علم کی ثابت فرما رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ نے
 یہاں کے حاضرین کو اتنا بے وقوف کیوں سمجھ لیا ہے جو آپ ایسے صریح مناظر دینے کی جرأت کرتے ہیں۔
 میں نے حضرات فقہانے کرام کی برہمنی عبارت عقیدہ علم غیب کی کے کفر ہونے کے متعلق ہیں کی تعین
 ان کے جواب میں آپ نے عجیب و غریب مشکوک خیز خط کا ثبوت دیا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ کہا کہ یہ قول "ضعیف"
 اور "مترشح" ہے۔ پھر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان عبارت میں علم غیب ذاتی کے عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے
 تو گو آپ کے نزدیک علم ذاتی کا عقیدہ دیکھنے والے کو کفر کہنا بھی ضعیف اور مترشح ہی ہے۔ دوسروں والا
 قول "الذات اطلاقاً" بعد از کچھ تو سوچ سمجھ کر بات کہا کچھ یا بعض برسہا برسہ کا نام آپ نے متاخرہ
 سمجھا ہے۔

شامی کی عبارت چنانچہ کہہ بھی آپ نے اپنی توسلش فنی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے تو خود میرزا غوثی
 اور ثابت جہا ہے۔ دیکھتے تو کیجئے ۱۔ اس میں ملحقہ و جزو کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے اور یہاں حاصل
 یہی ہے کہ انھوں نے مذکورہ بالا مستند میں کھینچ دی جانے کیوں کہ بعض غریب کا نام تو اخیارہ عظیم مستطام کے لئے
 ثابت ہے۔ شامی کے الفاظ اس برقعہ پر یہ ہیں اِنَّ الْمُسْلِمَ يَصُوِّفُ قُوْمًا يَلْحَقْنَ الْغَيْبَ ۚ
 الغرض اسی عبارت کا معنی خود میں بت کہ جب کوئی شخصیں بعض علم غیب کا عقیدہ دیکھتے ہوئے حضور
 کو گواہ قرار دے کہ کلام کرے تو وہ کافر ہوگا۔ اس سے تو یہ ہے اس مذہبی کی اہل تہذیب ہو گئی۔ کہ
 علم غیب کی کا عقیدہ دیکھنے کی صورت میں وہ کفر سے نہیں باز کے گا۔

بیرحال صاحب مطلقہ حقیرہ محضات کی عدم تکفیر کی جڑ اس لئے ہے کہ بعض غیب کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں ہے نہ کہ علم غیب علی کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں۔ ہر دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے عقیدہ میں کسی ایک ایسے بزرگ کا نام نہیں بتلایا جس نے علم غیب کی ایک عقیدہ رکھ کر ہر نے سے اختلاف کیا ہو۔ اور کیوں کر کوئی اس سے اختلاف کو کہہ سکتا ہے جب کہ وہ تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ آپ حضرت علامہ علی قاریؒ کی تصدیق سے چکے۔

وَمِنْ اٰمَنَافٍ تَسُوِيْكَ رَسُوْلًا فُلُوْا وَرَسُوْلًا يَّحْكُمُ اٰجَمًا كَمَا لَا يَخْفٰى ۝

یعنی جو ایسا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم برابر ہے یعنی اللہ کی طرح حضور کو بھی علم کلی حاصل ہے وہ بالاجمال کا قرعہ ۝

یعنی آپ کی تمام قایم جواب چیزوں کا جو حدیثی دیکھا۔ فتوہات اور غزوات کا جواب بھی دینا نہیں، جس کا معاصرین کے ایمان والے صاف پر چھوڑتا ہوں اور جو حدیث میری انہی تقریر ہے اس سے میرے آپ کوئی نسخہ نہیں دینا بھی پیش کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ معاصرین کو ہم سے اللہ دوسرا اور اس بلادہ علی اللہ علیہ وسلم کے نمبر پر اہل کرنا ہوں کہ وہ ایمان کی روشنی میں فہم کریں۔ اگر کچھ نہیں تو کہہ دیجئے آج تک اندازہ انہوں نے نہ کر لیا جو کہ کروی شہادت علی صاحب نے پہلے دعوے کے ثبوت میں جتنی بھی قرینہ حدیثیں یا احادیث کے ارشادات پیش کئے لکھو اللہ اس ناچیز نے ان سب کے تحقیق اور تفسیر کیں ہر بات پر ہے۔ اور ابھر رہے جو چیزیں پیش کی گئیں ان میں سے کسی ایک کا بھی صحیح جواب اٹھ رہے نہیں ہو سکا۔ اور یہ اس لئے کہ میں نے ہونا تو اہل صرف دینی دلائل پر پیش کئے جو بالکل اہل حق اور دین میں کوئی تاویل و تفسیر ملے ہی نہیں سکتی تھی۔ ————— لکھے اس سے انکار نہیں کہ میرے قرینہ معاملہ مولوی شہادت علی صاحب نے بھی اس کے کوشش کی کہ میرے دلائل و براہین کا جواب دیں اور برائی دلیل کے متعلق انہوں نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا۔ لیکن پھر اللہ نے ہر چیز کا جواب جواب دیا اللہ کے ہر معاملہ اور تاویل و تفسیر کا ہر دو چال کو کہہ دیا۔ یہاں تک کہ لکھو اللہ تم لکھو اللہ صریح واضح سے واضح تر ہو گیا۔ اور اس مناظرہ میں مسئلہ علم غیب

اس قدر صاف ہو گیا کہ اب ہمارے جو مخالفین یہاں موجود ہیں اور انہوں نے اس کی اور آج کی سیاری بحث کی ہے اب ان کے لئے بجز توبہ کے کوئی چارہ نہیں اور اگر وہ اب خدا کے یہاں یہ قدر کریں گے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کایہ عقیدہ کسی غلط فہمی سے یا اپنے سروکاروں کے کئے سے قائم کر لیا تھا تو ان کایہ قدر ہرگز سرخ نہ ہوگا۔ اس حق افروز مناظرہ نے ان پر خدا کی محبت تمام کر دی اور کتاب میری طرح جامع ہو گیا کہ علم غیب کی کایہ عقیدہ بالکل بے اصل اور محض بے دلیل ہے۔ بہت سی قرآنی آیات و بحکمت احمد رضا نبویؒ کے سرخ خلاف ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اللہ کی کتاب عزیز قرآن پاک کے کھلی بغاوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صریح مخالفت ہے۔ اور اسی واسطے غلامانہ عقیدہ کی تعمیر کے مطابق کفر ہے بلکہ بقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

قُلْ جَاءَ النَّمُوتُ وَرَهَقَ النَّبِيُّ قُلْ إِنَّ اللَّهَ كَانَهُ هُوَ .

لہذا جس لوگوں کو اب کھانا واقعی کی وجہ سے پر عقیدہ تھے، میں ان سے بعد سے اخلاص اور وسوسہ
کے ساتھ پھیل کر رہا ہوں کہ وہ ضد و سختی پرستی کو بھڑکائی کو نہیں کریں۔ یہاں عزت و کرامت، اور عزت
کا سوال نہیں ہے بلکہ اپنی ماقبت کا سوال ہے۔ عزت اسی کی ہے جو خدا سے ذکر حق کو قبول کرنے، اور اس
سے زیادہ دولت اور خدا دیکھی کہ نے نہیں جو جی جہاں عزت کا بھرم نہ رکھے کیلئے حق راہیں جو جہاں پر
بھی اصل پر چڑھ رہے۔ ﴿لَا تَتَّبِعُوا الْاَعْيُنَ﴾

میر سے شاہد — تحریر کو قلم کرتا ہوں، مگر میرے شاہد جن کے دشمنان و بینات سے اب میں آخر میں اپنے دلائل و حقائق کو اپنے گواہوں کی اجمال فہرست میں لکے اپنی

میرا دلوسا کا بہت چرکا ہے ۔ یہ دلی

۱ : جس کی کتاب عزیز ہے آج اور کل کے مستفرد میں خریدے ہیں
آیات ایسے دھڑن کے ثبوت میں پیش کیں۔

سختی تعانی حق جلالت

۲۰ حضرت سید المرسلین علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بیعت سے

حضرات انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلم

احادیث کو یہ پیش رو ہیں۔

۳۰ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

۴۰ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام

۵۰ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، شبہ معراج کے متعلق حضرت ابن مسعودؓ والی جو حدیث شریفہ
و غیرہ کے حوالے پیش ہو چکی ہے اس میں ان تینوں حضرات کا اس امر پر اتفاق مذکور ہے کہ وقت
لیا مت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

۶۰ سیدنا حضرت جبریل امین علیہ السلام و حدیث جبریل میں
علاؤ اللہ علیہم وسلم آپ کی شہادت مذکور ہوئی ہے۔

۷۰ حضرت عذرا بنیٰ یعنی ملک الموت و ان کی شہادت طلیغہ سفورہ کے خواب والی اس روایت کے مسلم
ہوئی جو تفسیر دارک کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے۔

۸۰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حضرت محی الدین احمد رضاؒ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم جن کی شہادت آیت و امانت اللہ
کی تفسیر کے سلسلہ میں مذکور ہوئی۔

۹۰ حضرت نادر قدس اعظم رضی اللہ عنہ جن کی شہادت سے حدیث جبریل مرئی ہے

۱۰۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ آپ کا ارشاد: بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا حَبِشِيًّا وَهُوَ يَتَوَكَّلُ
لَهُ يَقْضِي عَلَى مَسْتَقْبَلِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ دیگر ہو چکا ہے۔

۱۱۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ جن کی روایت سے شبہ معراج کا انبیاء علیہم السلام کا ذکر
دوبارہ علم قیامت مذکور ہوا۔

۱۲۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔ جن کی روایت دوبارہ دعوتِ مسلم کے حوالہ

سے پیش ہو چکی ہے۔

- ۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے متعدد فیصلہ کن فتاویٰ و احکامات پیش ہو چکے ہیں۔
 ۱۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کی روایت دربارہ عدم علم قیامت قرآن و احکام کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے۔
 ۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کی روایت علوم خمس کے متعلق مذکور ہو چکی ہے۔
 ۱۶۔ راجل منہجی عامر سے اصحاب جنہی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حدیث بھی علوم خمس کی بحث میں مذکور ہو چکی ہے۔

۱۷۔ حضرت بکرہ رضی اللہ عنہ آپ کی روایت بھی علوم خمس کے متعلق مذکور ہو چکی ہے۔

حضرات ائمہ مفسرین و محدثین و فقہاء اہل اہمیت

- ۱۸۔ حضرت قتادہ تابعی ۶۰۔ ۱۹۔ حضرت سدی کسبہ تابعیہ ۷۰۔
 ۲۰۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۔ حضرت امام احمد ۲۲۔
 ۲۳۔ امام یوسف ۲۴۔ امام مسلم ۲۵۔ وغیرہ حضرات مہنوں نے وہ احادیث و روایات کہیں جواب تکسیر پیش ہو چکی ہیں۔

۲۶۔ امام ابن جریر ۲۷۔ ۲۸۔ امام ابن کثیر ۲۹۔ ۳۰۔ امام ابن کثیر
مفسرین عظام
 ۳۱۔ امام رازی ۳۲۔ ۳۳۔ علامہ خازن ۳۴۔ ۳۵۔ علامہ فخر

- ۳۶۔ علامہ ابو سعید ۳۷۔ ۳۸۔ تاجی بیضاوی ۳۹۔ ۴۰۔ خطیب شریعی ۴۱۔ ۴۲۔ علامہ حسین
 ۴۳۔ علامہ بلال الدین سیوطی ۴۴۔ ۴۵۔ بلال الدین گلی ۴۶۔ حضرت رشاد
 عبد العزیز ۴۷۔ ان تمام حضرات کی خدمات مختلف آیات کی تفسیر میں پیش ہو چکی ہیں۔

۴۸۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ۴۹۔ علامہ جلال الدین
محمد بن ابی شامہ حلیہ حدیث
 ۵۰۔ ۵۱۔ علامہ قسطلانی ۵۲۔ شیخ الاسلام
 ذکرہ صاحب تحفۃ اللبیدی شہداء کباری ۵۳۔ علامہ علی قادی ۵۴۔ شیخ عبدالحق صفت دہلوی۔

باز ۲۰۰ ہزار ہر چوبیسویں ہزار کا فرد گنبد بودی میر چوبیسویں ہزار
 کیں در گہر اور گہر نو سیدی نیست صد ہزار اگر تو شکستی باز ۲
 وَأَجْرُهُ عَوْنًا آتَى الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ
 عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَتَوَدَّ عَرْشَهُ مُحَمَّدًا وَآلِهِ وَصَحْبَ أَجْمَعِينَ ۝



از مرقب غفرلہ حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کی اس آخری تقریر کا ملاحظہ فرمائیں وہاں صحت
 پر گہرا اثر پڑا۔ معاذ اللہ انہیں نے اپنی فائز شکست محسوس کی۔ اور وہاں
 یعنی گروہ اہلسنت و جماعت کا اور زیادہ شرح صدر ہو گیا۔ اور انہوں نے فرط حزن و مسرت میں "اللہ اکبر"
 حق کا بول بالا " اور "اسلام زوردار" مولانا محمد منقولہ نعمانی مدظلہ " کے ایک شکست لغزے لگا
 جس سے میدان مناظرہ گونج اٹھا۔

انہیں کہ بتی کو مولانا نعمانی کی اس آخری تقریر میں نے بہت زیادہ مراسیمہ اور شکستہ دل کر دیا تھا
 پھر اہلسنت کے اس اتحاد عظیم پر نے اور بھی دن کی کرکٹ سی۔ اسی وقت مولوی حسرت علی صاحب اہ
 ان کے رفقاء کی صورتیں قابل دید تھیں۔ اہلسنت فرط مسرت سے اس قدر زخم و زخم ہو چکے تھے کہ صدر
 اہلسنت جناب مولانا عبدالحق صاحب در مولانا نعمانی کے کرشمات کر کے باوجود نعروں کا منظرہ پروکھ
 صحت تک جاری رہا۔ اور بڑی جدوجہد کے بعد جلسہ میں سکوی پیدا کیا جاسکا۔ مولوی حسرت علی صاحب
 اس منظر سے اس قدر جھجھکا گئے تھے کہ انہیں گویا کچھ خبر ہی نہ تھی کہ اب کچھ کیا کرنا چاہیے۔ اسی جھجھکاہٹ
 کے عالم میں آپ نے اس طرح تقریر شروع فرمائی ۝



بھائیو! آپ نے منہج صاحب کی شہادت اہ چالاکی
مولوی حسرت علی صاحب دیکھی۔ اپنی شہرناک شکست پر پروہ ڈالنے کے لئے خود
 تو بیٹے ساتھ و مولانا سے شہرہ گونہ آدھ چرخہ دی دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھے ہیں کہ بھائیو! آپ نے

خاموش ہو جاؤ ؟ اور کس شخص صاحب ! میں آپ کی ان چالوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ آپ کو شرعیہ میں
 آپ ہم کو قرب کا دمخطا کہتے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے بڑوں کو تو حسین شریفین تک کے علماء نے کافر
 کہا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ کے بڑوں نے جو بدگمانی کی ہیں، کیا وہ آپ کو یاد
 نہیں ہیں ؟ اور کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ان کو بھول گئی، آپ تک تو صرف حضور کے علم حبیب شریف
 کی بحث جوں، اب بیٹے ! میں آپ کے ناپاک عقیدوں کا پول کھولتا ہوں۔

بھائیو ! منجھل صاحب کے مقتدہ جگہ سارے دہائیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب
 انبیشوی نے اپنی کتاب "براین قاطعہ" میں شیطان کے لئے تو علم کی وسعت کو تسلیم کیا ہے اور حضور کی وسعت
 علم سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیطان کے علم کی وسعت نصی سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی وسعت کی کوئی
 کوئی دلیل نہیں۔ ذرا سوچئے ! اس کی اصل عبارت یہ ہے۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نصی سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی
 نص قطعی ہے، جس سے قلم نصوح کو روک کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔“

دیکھئے ! اس عبارت میں شیطان اور ملک الموت کی وسعت علم پر تو اعلان لایا جا رہا ہے اور حضور
 کی وسعت علم سے قطعی انکار کیا جا رہا ہے، لہذا اس کو شرک بتلایا جا رہا ہے۔ بھائیو ! کیا کوئی مسلمان ایسی
 ناپاک بات منہ سے نکال سکتا ہے ؟

اور صفحہ ۱ منجھل صاحب سارے دہائیوں کے ایک دوسرے ذمہ دار اور تمام دیوبندیوں
 کے مقتدہ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "مختار الانبیاء" میں لکھا ہے کہ حبیب علم حبیب حضور اقدس
 علیہ السلام کو یہ ایسا ہر زید و عمرو اور ہر بچے اور بڑیا کی جگہ جانہ دن کو سستی کو کتوں میں کو بھی ہے
 دیکھئے، ان کی اصل عقیدت پڑھتا ہوں۔ ...

مولوی مشتعل علی صاحب کی یہ بے پروا اور اعلیٰ تقریریں ان تک پہنچی تھیں
 از مرتبہ مخفرہ

مگر مولانا نعمانی خذہ کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے مولوی مشتعل علی صاحب
 کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے پُر زور طریق پر کہا۔

بحث تو اب ختم ہو گئی۔ اب ان دو سری بحثوں کے لئے ابھی وقت لے کر لیجئے میں حاضر ہوں۔ اور ابھی اس
مذاکاتی حصہ باقی ہے۔ الشار اللہ حاضرین کو میں مساحت ال حقیقت یعنی معصوم ہر جانے گی اور پتہ چل جائے گا
کو کسی کے عقیدے کے لئے جس میں کون اصل مجرم ہے ؟ اور کون مستری و کذاب ہے ؟ لیکن خدیجہ بحث
کے طور پر اس تقریر میں آپ ہرگز کوئی نئی بحث شروع نہیں کر سکتے۔ اس میں تو اگر آپ کو کچھ کہنا ہو تو صرف
علم غیب ہی کے متعلق کہہ سکتے ہیں اور اسی کے متعلق سنا جاسکتا ہے



حضرت مولانا نعمانی جس وقت یہ تقریر فرما رہے تھے، اور جس وقت آپ یہ مسکرتہ اعظم کے جواب
کا مڑا لہر کر رہے تھے، مولوی حشمت علی صاحب نے ایک نیا سا لٹکالا اور ایک عجیب اور طوطی دیکھ کر انہوں
اس کا گوشہ پکڑ کر لٹکاتے چلائے۔ اور یہ مولانا نعمانی اپنی سندرجہ بالا تقریر ختم فرما چکے تو آپ نے کہا،
بیٹے آپ کے مسکرتہ اعظم کا جواب یہ موجود ہے۔ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی منہ کھلا اور قلم حاضر کیا
کو بھی یہی خیال ہوا کہ مولوی حشمت علی صاحب جو در سلا پیش کر رہے ہیں وہ واقعی مسکرتہ اعظم کا جواب ہو
گا۔ پتا چکر مولانا نے فرمایا کہ آپ کو یہ جواب چھپنے کے بعد سب سے پہلے میرے پاس بھیجا چاہئے تھا۔ اگر میرے پاس
یہ پہنچ چکا ہوتا تو ہواں اللہ اب تک اس کا جواب اب بھی تیار ہو چکا ہوتا۔ خیر ! اب یہ مجھے دے دیجئے
اور میں پتا ہے تو خدا کے ہاتھ اللہ جواب نعمانی سن لیجئے ! اور اگر تقریری جواب طلب ہو تو انشاء اللہ جلد سے جلد
الفرقان میں ملاحظہ فرمائیے گا۔ مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا میں ابھی آپ کے پاس بھیجا
ہوں ؟۔ مولوی حشمت علی صاحب کے وقت کا زیادہ حصہ سی گئی تھا، میں گر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے
مولانا نعمانی ملاحظہ فرماتے کے مطابق "براہین قاطعہ اور حفظ الہیائی" کی عبارات کی بحث مجدد کو علم غیب کے
متعلق اپنے پہلے پیش کیے ہوئے دلائل کی فہرست پیش کرنی شروع کی۔ اور ان آیات و احادیث اور اقوال و
عیادت کو گشتا شروع کیا جو وہ دونوں حق کے مناظرہ میں پیش کر چکے تھے۔ لیکن ہمیں یہ فہرست پوری بھی
نہ ہون تھی کہ طے شدہ وقت ختم ہو گیا۔

معلوم وقت ختم ہو جانے کے باوجود، تقریر کو ابھی جاری رکھنا چاہتے تھے مگر تعالیٰ مقررہ ان امور

رجسٹروں نے پہلے منظرہ کا انتظامی وقت فرمیں کے بجائے کے مطابق نوٹ کے نیا متن آپ کو روک دیا اور اس طرح آپ اپنے دلائل کی جلدی فرسٹ بھی پیش نہ کر سکے۔ ہم نے طریقہ کار میں سے درخواست کریں گے کہ وہ اس جلدی دیکھ کر بلا منظرہ فرما کر ان کے تمام دلائل پر چھوڑ دیکھ، جملہ نظر ثانی لیں تاکہ وہ جلدی فرسٹ ان کے سامنے آجائے۔



مولوی شمس علی صاحب کی اس آخری تقریر کے اختتام پر جب مجلس مناظرہ رخصت ہونے لگی تو مولانا نے فرمایا کہ جناب وہ .. سوکرۃ القلم .. کا جواب بھی تک میرے پاس میں سچا۔

۱۰ انیسویں جواب دیکھ میں ابھی سمجھتا ہوں۔ چند منٹ کے بعد صاحب دال سے قیام مولانا کی طرف واپسی پر بڑے بڑے تو پھر سے کہ گلیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو ابھی دیا .. وہ آپ کو دے دیں گے ؟

چنانچہ قیام مولانا پر پہنچنے کے بعد صاحب وہ رسالہ مولانا کے پاس پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس رسالہ کا کوئی نسخہ .. سوکرۃ القلم .. سے نہیں تھا اور وہ مولوی شمس علی صاحب کا تصنیف کردہ ہی تھا۔ بلکہ مولانا سرور احمد گورکھ پوری مدنی وہ رسالہ خانیہ بریلوی کا نام سے ایک کثیف تصنیف تھا جو تھا۔۔۔ سب لوگ مولوی شمس علی صاحب کی اس وجہ دلیری اور مدنی وہ رسالہ اس دھوکہ بازی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

گورکھ پوری صاحب کے اس رسالہ کا نام تھا .. موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام .. حضرت مولانا نے منظرہ سے یہ رسالہ اسی وقت جواب کے لئے ناچیز واقف انگریزوں کے مولانا فرمایا۔ اور اس عاجز نے مولانا رضی اللہ عنہم میں اس کا جواب .. جہم کی بشارت .. کہ دیا جو میرے بھائی جلیل .. القرآن .. میں لکھ چکے ہیں اس کی شکل میں بھی شائع ہو گیا۔ غلطی تھی۔

یہ میں مناظرہ سوانحی کے کوائف

جراؤگ اس مناظرہ میں شریک تھے انہوں نے فرمائی تھی کہ اس سوکرۃ کو بریلی میں لکھا .. اور سب سے کہ وہ سوکرۃ کے ہی دیوار کے مطابق ہے بھی قریب قریب وہی تھا اٹھائیس گئے۔ اور وہی قاعدہ حاصل کر لیں گے۔ کیونکہ ہونے پر فرقی کے دلائل اور بریل کی تقریریں کو کامل ریاضت دہی سے پیش کرنے کی جلدی جلدی کی ہے۔ اسی پر بھی جو کوئی دیکھ لگتی ہو، اس کے لئے ہم اپنے پر ہونے

سے حضور خواہ ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَلِّمْنَا فِيهِ إِسْرَافَ قَبِيلٍ أَوْ أَكْثَلًا نَا زَيْنًا وَلَا تَجْعَلْنَا
مِنَ الْهَاطِلَةِ فَإِنَّهُ رَاغِبٌ عَنَّا يَا مُخْضَرِّقَ وَبُحْبُحَاتِ أَنْتَ مُؤَلِّمُنَا نَا نَصْرَةَ
عَلَى الْمُقَرَّبِ الْكَافِرِينَ .

- وَاَنَا الْعَبْدُ الْمَذْمُومُ -

مُتَقَرَّبِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ عَطَاكَ اللَّهُ كُلَّ شَيْءٍ



صاحب کتاب کا مختصر تعارف

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم ۱۸ شوال ۱۳۱۳ھ اور ۲۵ شوال ۱۳۹۵ھ میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے پیشین اور چند دن مدرسہ حیدر الہیہ میں پائی۔ بعد ازاں دارالعلوم منو، ضلع اعظم گڑھ میں پڑھتے رہے۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر مرکز علوم اسلامیہ اندھڑ چنڈ اور دارالعلوم دیوبند میں دو سال تک کسب فیض کے بعد ۱۳۲۵ھ میں دورہ حدیث شریعت کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی۔ فراغت کے بعد امرہہ کے مدرسہ میں تین سال تدریس کے فرائض انجام دیے۔ بعد ازاں چار سال تک دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں کسب فیض الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں بریلی سے انجمن القرآن جاری کیا۔ ۱۳۶۰ھ - ۱۳۶۹ھ میں منتخب ہونے والے جماعت اسلامی کے تاسیسی اجلاس میں آپ کو نائب امیر منتخب کیا گیا اور تاسیسی اجلاس کے ماہ بعد جماعت اسلامی کے مرکز بھجان کوٹ کی بستی دارالاسلام میں جو جوت کی نیت سے مستقل قیام کے لیے تشریف لے آئے۔ افسوس مولانا مودودی کو تشریف نہ دینے کے بعد آپ متنفذ اور بدول ہو گئے اور صرف ۶ ماہ کی قلیل مدت کے بعد شعبان ۱۳۷۱ھ میں واپس وطن سنبل چلے آئے اور جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت ادیب میرزہ وقت"۔

۱۳۷۲ھ سے تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں۔

وابطہ عالم اسلامی و حکمرانوں کے مستقل رکھیں ہیں۔

۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے۔

مولانا نعمانی اردو کے صاحبِ طرز ادیب اور محقق ہیں آپ کی تصانیف عام فہم سادہ ہیں

ظہر نگار شاہ سلیس اور شگفتہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ علوم و خواص دونوں طبقوں میں مقبول اور پسندیدہ ہیں۔

تصانیف : مولانا کی مقبول علم چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

- (۱) اسلام کیا ہے (۲) دین و شریعت (۳) قرآن آپ سے کیا کہتا ہے۔
- (۴) معارف و احادیث سات جلد (۵) علم طبعیہ کی حقیقت (۶) نماز کی حقیقت
- (۷) آپ حج کیسے کریں (۸) بکات رمضان (۹) تحقیق مسئلہ ایصال ثواب۔
- (۱۰) تصرف کیا ہے (۱۱) تذکرہ امام ربانیؒ (۱۲) ملفوظات مولانا محمد الیاس۔
- (۱۳) بھاروق الغیب (۱۴) حضرت شاہ اسماعیل شہید پر معاندین کے الزامات (۱۵)
- خاکسار تحریک (۱۶) قرآن علم کی روشنی میں (۱۷) اسلام اور کفر کے حدوں (۱۸)
- تادیاتی کیرل سلطان نہیں (۱۹) سعید یحیٰی (۲۰) مولانا محمود دی کے ساتھ میری رفاقت
- کی سرگزشت اور اسیر اسوقت (۲۱) شیخ محمد بن عبد الوہاب کے خلاف پڑی گیارہ
- اور ہندوستان کے علماء حق پر اس کے قرأت (۲۲) ایلانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت
- آپ کی تصانیف ہیں معارف و احادیث ، احادیث نبوی ، علی صاحبہا
- الصلوٰۃ والسلام کا ایک جامع اور شاہکار انتخاب ہے جس میں احادیث کی
- تشریح کے اندر جدید دور کی نفسیات اور اس کے جدید تقاضوں کا پوری طرح
- گماں رکھا گیا ہے ،

منظورے : حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم ایک کامیاب ترین مناظر وہ چکے ہیں آپ سدا پنی زندگی میں بے شمار مناظر سے کئے جن میں سے اکثر مناظرے برطانیہ کے ساتھ ہوئے۔ مولانا کی خوبی یہ ہے کہ میدان مناظرہ میں فریق مخالف کی گام گلوچ اور صوبہ و شتم کے مقابلہ میں کبھی بھی تمذیب شاہنشاہی ، تنبیہ کی دستانہ اور وقار کو ہاتھ سے نہیں ہانے دیا۔ عقلی اور نقلی دلائل کے زور پر ہی ہمیشہ فریق

مخالفت کو چاروں شائع کیے گیا ہے۔

مولانا کا اس خوبی کا اعتراف انہوں کے علاوہ غیروں نے بھی کیا ہے چنانچہ مولانا کا جو مناظرہ ۱۹۳۶ء میں سلا نوالی ضلع سرگودھا میں بریلویوں کے ساتھ ہوا اس میں بریلویوں کی طرف سے صدر مناظرہ مجاہد ملت قائمہ اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے والد ماجد مولانا کرم الدین صاحب مرحوم تھے جو مولانا کی اسی خوبی کی وجہ سے اکابر علماء دیوبند کے مسلک کی حقانیت کے قائل ہی نہیں بلکہ ان کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے اس کی تفصیل خود حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے آفتاب ہدایت کے مقدمہ میں اس طرح درج کی ہے۔

”غالباً ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے کہ سلا نوالی ضلع سرگودھا میں علماء دیوبند اور علماء بریلی کے مابین حضرت سید الشہید و سلم کے لیے علم غیب لکھی، ماکان و مایکون کے موضوع پر ایک موعظہ اقرار مناظرہ ہوا جس میں مولانا مرحوم و مولانا کرم الدین، علماء بریلی کی طرف سے صدر مقرر ہوئے تھے اس مناظرہ سے واپس آکر آپ نے واقف المحدثین دیوبندی مناظر مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان کی تہذیب و معائنات کی بہت تعریف فرمائی اس کے علاوہ خدا جاننے آپ نے اس مناظرہ سے کیا کیا اثرات لیے اگلے سال رمضان المبارک میں احقر نے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی اور خود اعلیٰ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کی خدمت میں اس مضمون کا عرض کیا۔

”جس اپنے فرزند کو دارالعلوم میں حضرت کے زیر سایہ تعلیم دلانا چاہتا ہو“ حضرت والا مدظلہ نے سلیط آسام سے جواب تحریر فرمایا اس

کا مضمون یہ تھا کہ

”آپ اپنے لڑکے کا بتا رہے ہیں اور بڑے بچوں میں نے حضرت شیخ
الادب مولانا نواز علی صاحب کلاس کے متعلق کچھ دیا ہے وہ جوابی فرمائیے۔“
حضرت کے گرامی نامہ کو مولانا مرحوم نے اپنے لیے باعث افتخار بنا اور
فرمایا کہ آج ہندوستان کی بہت بڑی شخصیت کا خط آیا ہے ”یہ انسان غیب
نے بڑی حقیقت سے کہہ دیے شوال میں ہندو دارالعلوم میں داخل ہو گیا
شعبان ۱۳۳۷ء میں دیوبند سے فدرغ ہو کر گھرا تو حساب والہ جرم
میں اکابر دیوبند کے حالات بیان کئے حضرت حق مدظلہ کے بعض حالات
سنائے جو میں نے قلم بند کر لیے تھے تو آپ نے حضرت کے متعلق فرمایا
کہ ”آپ ولی اللہ ہیں۔“ قلمبند العارفین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
قدس سرہ اور امام العالم حضرت مولانا محمود حسن صاحب شیخ الاسلام کے
حالات سن کر قریب عقیدت سے دل بسا جب کہ انہیں بعض اوقات
آنسو دل سے نہر ہو جاتی تھیں تمام اکابر دیوبند سے مولانا مرحوم کو عقیدت
کا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ دہلی کے کسی کتب خانہ میں آپ
کو امام الطریقیت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ
کی تفسیر سہا بن القرآن کے بعض مقامات سننے کا موقع ملا اور چند جمل میں
عند الحقائق بندہ کے سامنے اس تفسیر کی بہت تعریف کی اور اس کی
بعض خصوصیات بھی بیان کیں۔“

گویا مولانا محترم منظور نمائی صاحب کی تہذیب و شائستگی، سنجیدگی و سادگیت ہی کی

وجہ سے مولانا مرحوم، لدین مرحوم علماء دیوبند کے عقیدت مند ہو گئے اور ان کے سبب
www.besturdubooks.wordpress.com

علماء دیوبند کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید محمدی رحمہ اللہ عالم حقائق و عارف ربانی مجاہد

غٹ، فائدہ بہتت فائدہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مزید لکھتے ہیں۔
 ”شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ سے بیعت : مولانا مرحوم بغدادی عمر میں کتب
 درسیہ سے فارغ ہو کر پنجاب کے ایک شیخ سے بیعت ہوئے تھے لیکن تھوڑے
 عرصہ کے بعد وہ بزرگ انتقال فرما گئے : پھر آپ دوسرے مشاغل میں پڑ گئے اور
 آقا مدہ سلوک الی اللہ میں عملی قدم نہ اٹھا سکے ، اب زندگی کی آخری منزل میں جب
 مصائب کا نزول ہوا اور منزل آخرت قریب نظر آئی تو کسی مرشد کامل سے
 استخاضہ ضروری سمجھا ۔ اٹا بردیو بند سے عقیدت تو پیدا ہو چکی تھی اس غرض سے
 جامع علوم و معارف قدوۃ الاولیاء شیخ العصر حضرت مولانا حسین احمد مدنی شیخ
 الحدیث دارالعلوم دیوبند و امت برکاتہم کی خدمت اقدس میں بیعت کے لیے
 درخواست بھیجی ، حضرت والا مدظلہ نے اپنے کرامت نامہ میں ارشاد فرمایا۔

”تجدید بیعت کی ضرورت نہیں آپ اپنے سابق شیخ کے تلمیذین
 فرمودہ ولیفہ پر عمل کریں میں آپ کے لیے اور آپ کے عزیز کے
 لیے مسن خانہ کی دعا کرتا ہوں۔“ اس کے بعد جناب والد صاحب
 مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب سے بیعت کا تعلق اختیار کیا ہے
 حضرت مولانا مدنی سے تا اباز مجھ کو فیض حاصل ہو رہا ہے اس
 کے بعد جلد ہی مولانا مرحوم انتقال فرما گئے۔“